روز مبارک کے مفصلاً دریافت کرے وہ زاد المعاد وغیرہ کتب اعمال کا مطالعہ کرے پھر ابن ابی الحدید ابو جعفر اسکافی سے نقل کرتا ہے کہ امیر المومنین بعیت سے دوسرے دن بروز شنبہ ۱۹- ذی الحجہ کو برآمد ہوئے اور ممبر پر تشریف لیجاکر خطبہ بلیغ ادا کیا روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ شروع اُس خطبہ شریفہ کا اس عبارت سے یہ تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ لَقَدْ رَجَعَ الْحَقُّ اِلٰی مَکَانِهٖ یعنی خدا کا شکر و احسان ہے کہ حق نے اپنے مرکز و مکان کی طرف رجوع کیا جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے نزدیک پہلے حق یعنی خلافت اپنے مرکز و مقام پر نہ تھا- اور سُنّی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے عثمان کے قتل ہونے اور تخت خلافت پر بیٹھنے کے بعد خطبہ کہا جسمیں یہ فقرات بھی تھے فَقَدْ طَلَعَ طَالِعٌ وَلَمَعَ لَامِعٌ وَلَاحَ لَائِحٌ وَاعْتَدَلَ مَائِلٌ وَاسْتَبْدَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ قَوْمًا وَبِیَوْمٍ یَوْمًا وَانْتَظَرْنَا الْغِیَرَ انْتِظَارَ الْمُجْدِبِ الْمَطَرَ یعنی آفتاب خلافت افق ولایت سے طالع ہوا اور قمر امامت برج حق سے ساطع ہوا اور کوکب امارت فلک صداقت پر چمکا اور جو امور کہ باطل کیطرف مائل ہوگئے تھے راست ہوئے حقتعالی نے ایک قوم کو دوسرے قوم سے تبدیل کیا اور روز حق بجائے روز باطل کے دکھایا- اور ہم دولت باطل کے بدلنے کا اسطرح سے انتظار کر رہے تھے جیسے خشک سالی میں بارش کا انتظار کرتے ہیں- بالجملہ اول حمد و ثنا الٰہی پھر مدح حضرت رسالت پناہی کرکے درود و صلوات اُس جناب پر بھیجے- پھر نعمات باری تعالی کا جو علی الخصوص اسلام و مسلمانان پر مصروف و مبذول ہوئیں ذکر کیا اور دنیا و اسباب و اموال دنیا کو ذکر کرکے اُس سے نفرت دلائی اور نعمات آخرت کیطرف حث و ترغیب فرمائی- پھر فرمایا ایہا الناس تحقیق کہ میں تمکو تمہارے نبی کی راہ پر چلاؤنگا اگر تمنے حق اطاعت ادا کیا تو ٹھیک ٹھیک احکام خدا و سُنّت رسولخدا کو تمہارے درمیان جاری کرونگا آگاہ رہو کہ میرا مرتبہ و محل حضرت رسولخدا سے اُنکی وفات کے بعد وہی ہے جو آنحضرت کی حیات میں تھا جس امر کا تمکو حکم دوں اُسپر کاربند ہو اور جس سے منع کروں البتہ باز رہو- جبتک شرح و بیان امور ہم سے نہ سن لو اپنی رائے کو دخل نہ دو کسلئے کہ ہمارے پاس جملہ امور کی نسبت جنمیں تمہاری عقلیں قاصر ہیں عذر واضح موجود ہے اور حقتعالی بالائے عرش اس کا شاہد ہے کہ بلا تمہارے اتفاق کے میں تمہاری امارت و حکومت سے کراہت رکھتا تھا- کسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے سُنا ہے کہ میرے بعد جو میری اُمّت پر فرمانروا ہوگا وہ پل صراط پر کھڑا کیا جائیگا اور فرشتے اُسکے نامہ عمل کو کھولکر پڑھیں گے پس اگر عدل و انصاف کیا ہے تو نجات پائیگا و الا جو ظلم و ستم اُس سے سرزد ہوا ہے تو صراط اُسکو اس طرح پھینکے گی کہ تمام جوڑ و بند بدن کے کھل جائیں گے اور ہر عضو اس کا سو برس کی راہ کے فاصلے پر جا پڑیگا اُسوقت اول جس عضو کو آگ جلائیگی وہ اُسکی ناک ہوگی پھر باقی چہرہ پھر بدن مگر جب تم نے اتفاق کیا تو میں تمکو نہ چھوڑ سکا اور چار و ناچار تمہاری درخواست قبول کی **مؤلف** کہتا ہے کہ قبول خلافت سے انکار و امتناع کی وہی مصلحتیں ہیں جو سابقاً مذکور ہوئیں یہ روایت شیخ اسکافی معتزلی کی نقل کی ہوئی اصول مذہب حقہ امامیہ کے خلاف ہے منصب معصوم اس سے اعلی وارفع ہے کہ اُس سے بجز عدل و انصاف سرزد ہو یا وہ قبول خلافت میں اس خوف سے تامل کرے کہ ظلم اُس سے صادر ہوگا بالجملہ حضرت امیر المومنین داہنے بائیں طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ تم میں جو لوگ دنیا میں غرق ہیں اور قصرہائے نفیس میں بودوباش رکھتے ہیں نہریں اپنی آسائش کے لئے جاری کر رکھی ہیں اسپان تیز و تند پر سوار ہوتے ہیں اور خوبرو لونڈی غلام خدمت کے لئے موجود ہیں حالانکہ یہہ جملہ امور اُنکے لئے باعث ننگ و عار ہیں- کل جسوقت وہ ان باتوں سے روکے جائیں اور حقوق واجبہ کے مطالبہ میں آئیں تو بقدم انکار پیش نہ آئیں اور معترض نہوں کہ پسر ابوطالب ہمکو ہمارے حقوق سے محروم کرتا ہے- اور ہماری فضل و سابقہ پر کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا ایہا الناس مہاجرین و انصار میں سے جسکو یہہ خیال ہو کہ ہم بوجہ صحبت رسولخدا اوروں سے اشرف و افضل ہیں سو اسمیں شبہ نہیں کہ اُنکے لئے فرداء قیامت حضرت ایزد تعالی کے سامنے شرف و فضیلت ظاہر ہے اور اُس جل شانہ پر ہے کہ بعطاء اجر کامل و ثواب کافی اُنکو راضی و خوشنود کرے- لیکن دار دنیا میں جس نے دعوت خدا و رسول کو قبول کیا اور ملت اسلام کی تصدیق فرمائی اور کلمہ شہادتین پڑھکر رو بقبلہ ہوا تو وہ اسلام کے جملہ حقوق و حدود کا مستحق ہے یہہ مال مال خدا

ہے اور تم بندگان خدا ہو۔ تمہارے درمیان بالسویہ منقسم ہوگا۔ اسکی رو سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں ہاں پرہیزگاروں کے لئے فردا قیامت افضل ثواب اکمل جزائے اس عزوجل نے دنیا ناپائدار کو انکا محل عوض و جزا قرار نہیں دیا۔ جو کچھ اُنکے لئے وہاں ذخیرہ ہے وہ بہتر ہے دنیا و مافیہا سے پس کل صبح ہمارے پاس آؤ تاکہ جو مال موجود ہے تم پر بانصاف تقسیم کیا جاوے کوئی مسلمان آزاد عجمی ہو یا عربی پہلے سے اُسکو حصہ ملتا ہو یا نہ اس سے محروم نرہیگا میں یہ کہتا ہوں اور تمہارے اور اپنے لئے مغفرت کا خواستگار ہوں یہہ کہکر ممبر سے اترے اسکافی کہتا ہے کہ یہہ اول کلام تھا جس سے لوگوں نے آنحضرت پر انکار کیا دلوں میں عداوت پیدا ہوئی اور برابر تقسیم کرنا و بالسویہ حصے لگانا انکو ناگوار ہوا **القصہ** جب اگلی صبح آئی تو لوگ حسب الحکم حاضر ہوئے حضرت نے وہ مال طلب کیا اور عبید اللہ بن ابو رافع اپنے کاتب سے فرمایا اسکو تقسیم کرا اول مہاجرین سے شروع کر اور ہر ایک کو تین تین دینار دے پھر انصار کو اسیطرح دے پھر جو سرخ و سیاہ تیرے سامنے آئے اسکو اسیقدر عطا کر **نقل** ہے کہ سہل بن حنیف انصاری نے اُسی روز ایک غلام آزاد کیا تھا وہ بھی اس موقعہ پر حاضر تھا سہل نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ کل میرا غلام تھا آج مینے آزاد کر دیا آپ مجھے اسکے برابر دیتے ہیں فرمایا بے شک تم دونوں اسمیں مساوی ہو۔ یہہ کہکر تین تین دینار دونوں کو دلوائے اور کچھ امتیاز نہ کی اور بروایت دیگر حضرت نے تمام مال کو دیکھ کر فرمایا کہ تین تین دینار فی کس تقسیم ہوں۔ اور اسیقدر میرے لئے بھی علحدہ کر رکھو۔ یہہ کہکر آپ مسجد قبا کو نماز کے لئے تشریف لیگئے اصحاب سے تولندرانے اموال کو شمار کیا تو تین لاکھ دینار تھے اہل استحقاق سے کل ایک لاکھ آدمی مدینہ میں موجود تھے۔ تمام مال بے کم و کاست تقسیم ہو گیا الحاصل طلحہ زبیر عبد اللہ بن عمر سعید بن عاص مروان بن حکم وغیرہ نے قریش و غیر قریش سے اسی روز اس تقسیم سے مخالفت کی عبید اللہ بن ابو رافع کاتب کہتا ہے کہ مینے عبد اللہ بن زبیر کو دیکھا کہ اپنے باپ اور اُسکے اصحاب سے کہتا ہے کہ کل ہم بالکل نہ سمجھے کہ اُن باتوں سے اُنکا یہ ارادہ تھا۔ سعید نے زید بن ثابت کیطرف خطاب کرکے کہا کہ یہ سب ہمکو سنایا جاتا تھا۔ عبید اللہ کہتا ہے کہ مجھ سے ضبط نہو سکا مینے سعید اور ابن زبیر سے کہا کہ حقتعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ کہ حق الامر سے بہت لوگ کارہ ہیں پھر یہ سارا ماجرا بے کم و کاست حضرت سے بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ اگر میں زندہ و سلامت رہا تو انکو راہ روشن اور طریق اوضح پر لاؤنگا خدا تعالی ہلاک کرے اولاد عاص کو کہ وہ میری نگاہ سے کل ہی پا گیا تھا کہ میرا مقصود اُس کلام سے وہ اور اُسکے اصحاب ہیں جنہوں نے دین کو دنیا کی عوض بیچدیا ہے راوی کہتا ہے کہ اگلے روز نماز صبح کے بعد ابھی لوگ مسجد ہی میں تھے کہ طلحہ و زبیر نکلے اور علی سے علحدہ ایک جانب گوشہ مسجد میں بیٹھ گئے پھر سعید و ابن زبیر و مروان بھی آکر اُنمیں شامل ہو گئے پھر اور چند آدمی شریک جلسہ ہوئے اُنکے درمیان تھوڑی دیر آہستہ آہستہ باتیں ہوتی رہیں بعدہ ولید بن عقبہ اُٹھا اور امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور کہا یا ابا الحسن ہم سب تمہارے ہاتھ سے صدمہ یافتہ ہیں میرا باپ تمہارے ہاتھ سے جنگ بدر میں مارا گیا ہمارا بھائی عثمان کل ہی گھر میں محصور ہو کر قتل ہوا تم نے مطلق مدد نہ کی سعید کے باپ عاص کو بروز بدر تم نے قتل کیا جو باعتبار قوت و جماعت گاؤ قریش کہلاتا تھا مروان کے ساتھ تمنے یہ سلوک کیا کہ عثمان نے جب اُسکے باپ حکم کو مدینہ میں بلوایا تو تمنے اُسکے سامنے بہت سے عیب اُسمیں نکالے ہم تمہارے بھائی برادر میں کسی امر میں آپ کو تم سے کمتر نہیں جانتے اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ عثمان کے زمانے میں جو مال ہمارے تصرف میں آیا اُس کا مطالبہ نہو اور عثمان کے قاتلوں سے اُسکے خون کا آپ قصاص لیں ورنہ ہماری طرف اگر تمہاری نیت کچھ اور ہو تو ہمکو چھوڑ دو کہ ہم شام چلے جائیں حضرت نے فرمایا یہ جو تونے کہا کہ ہم سب تم سے صدمہ یافتہ ہیں سو جو ایذا تمکو میرے ہاتھ سے پہنچی ہے وہ حقتعالی کیجانب سے تھی کسلئے یعنی بموجب حکم اُس جل شانہ کے جہاد کیا۔ اور یہ بات کہ جو تم سے مطالبہ نہو تمکو معاف کروں پس میں مجاز نہیں کہ مال خدا کو تمہارے یا کسی اور کے پاس چھوڑ دوں رہا قتلہ عثمان سے قصاص لینا سو اگر آج اس بات کو لازم جانتا تو کل ہی اُس سے فراغت پا لیتا۔ لیکن اگر تم مجھ سے خائف ہو گے تو تمکو مطمئن کرونگا اور جو خائف ہو کر کہیں جانا چاہو گے تو مانع نہ آؤنگا ولید یہہ جواب سنکر

اپنے یاروں کے پاس گیا اور سب کو ان باتوں سے مطلع کیا پس یہہ لوگ یہ دریافت کرکے متفرق ہوئے اور علانیہ آپ کی عداوت و خلاف کا اظہار کرتے تھے۔ جب یہ اخبار گوش زد ہواخواہانِ امام ابرار ہوئی تو عمار یاسرؓ نے سہل بن حنیفؓ ابو الہیثمؓ و ابو ایوبؓ وغیرہ سے کہا کہ اٹھو کہ ان اپنے دینی بھائیوں کے پاس چلیں سنتا ہوں کہ امام برحق حضرت علی بن ابیطالب کے بارے میں وہ کچھ مشتبہ ہو رہے ہیں اور آنحضرتؐ کی مخالفت کے لئے آمادہ چند نفر ہیں جو انمیں داخل ہوکر انکو مع زبیر اور اس لعین عاق یعنی طلحہ کو طریق مستقیم سے منحرف کیا چاہتے ہیں پس عمارؓ ایک مجمع اصحاب رسول اللہ کو ہمراہ لیکر انکی پاس آئے۔ ابو الہیثم نے طلحہ و زبیر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمہارے لئے اسلام میں سابقہ و تقدم ہے مع ہذا امیر المومنینؑ سے قرابت قریبہ رکھتے ہو ہمنے سنا ہے کہ تم اس جناب سے آزردہ خاطر ہو اور انکے بارہ میں تمکو کچھ اعتراض ہے پس اگر وہ اعتراض کسی خاص امر میں ہے کہ صرف تمہاری ذات سے متعلق ہے تو تمہیں مناسب ہے کہ اپنے امام اور ابن عم سے بلا توسط غیر سے گفتگو کرکے اسکا تصفیہ کرلو اور جو کسی مصلحت عامہ پر مبنی ہے تو ہمکو بھی اس سے آگاہ کرو کہ ہم بھی تمہارے معین و مددگار ہیں۔ یہہ ہمکو بخوبی معلوم ہے کہ بنی امیہ سے اخلاص و خیر خواہی کی کسی طرح امید نہیں اور تمہارے ساتھ جو مخصوص عداوت انہیں ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں کیونکہ تم عثمان کے خون میں شریک تھے زبیر تو یہ سنکر خاموش رہا مگر طلحہ بولا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہم سے ہر ایک گفتگو کا ارادہ رکھتے ہو تو پہلے جو کچھ تمکو کہنا ہو کہلو پھر ہم جواب دیں گے۔ پس عمارؓ اٹھے اور بعد حمد و صلوٰۃ کہا کہ تم دونو رسولِ خدا کے مصاحب ہو اور اپنے امام امیر المومنینؑ کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ کتاب خدا و سنت رسولِ خدا کے موافق عمل کریں اطاعت و فرمان برداری و اخلاص و خیر خواہی کا اقرار کر چکے ہو پس یہہ غیظ و غصہ کس بات پر ہے اس پر عبد اللہ بن زبیر نے کچھ ناہموار جواب دیا جو ناگوار طبع عمار یاسرؓ ہوا کہا تجھے کیا منصب ہے کہ ان امور میں دخل دے اور حکم دیا کہ اسکو نکال دیں اس وقت زبیر نے کھڑے ہوکر کہا اے ابو الیقظان تم نے اپنے برادر زادہ یعنی عبد اللہ کے بارے میں بہت عجلت کو کام فرمایا عمارؓ نے کہا اے ابو عبد اللہ میں تجھکو قسم دیتا ہوں خدائے عز و جل کی کہ ہرگز ان مفسدوں کی بات کو نہ ماننا اور کبھی انکے کلام کو بگوش قبول نہ سننا تحقیق کہ ہم گروہِ مہاجرین سے کوئی تباہ نہیں ہوا مگر جبکہ اس نے مؤلفۃ القلوب کو اپنے کاموں میں شریک کیا۔ زبیر نے کہا پناہ بخدا اگر ہم ایسا کریں عمارؓ نے کہا اے ابو عبد اللہ اگر تمام دنیا علیؑ سے پھر جائے تو میرا یہی اعتقاد ہے کہ تب بھی اس جناب کو نہ چھوڑوں اور اپنا ہاتھ انہیں کے ہاتھ میں رکھوں کس لئے کہ جب سے خدا تعالی نے اپنے نبی کو مبعوث کیا ہے تب سے علی برابر حق کے طرفدار رہے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی مجاز نہیں کہ اس جناب پر کسیکو فضیلت دے یہہ کہکر اٹھے اور حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں واپس آئے اور جو رنگ اپنی آنکھوں سے وہاں دیکھ آئے تھے عرض کیا اور کہا حضرت اب سوچ سمجھ کر کام کریں ان غداروں نے جو عہد کیا تھا توڑ ڈالا اب ان سے امید وفا نہیں بالسویہ تقسیم پر برملا انکار کرتے ہیں اور دشمنانِ دین کے ساتھ مشورت کرتے ہیں جماعت سے جدا ہونے اور بندگانِ خدا کے گمراہ کرنے کے لئے طلبِ خونِ عثمان کا حیلہ گھڑا ہے حضرتؑ یہ سنکر مسجد میں تشریف لائے اور تلوار لگائی کمان ٹیک کر ممبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ بلیغ ادا کیا پھر فرمایا ایہا الناس اس مال میں کسیکو کسی پر فضیلت و زیادتی نہیں کلامِ خدا تمہارے سامنے موجود ہے اور عہد رسول خدا اور انکی سیرت حمیدہ کسی جاہل معاندی کو بھولی ہوگی وہ جل شانہ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی اے گروہ آدمیان ہم نے تمکو مرد و عورت سے پیدا کیا اور شعبے اور قبیلے علحدہ علحدہ قرار دئے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو ورنہ خدا کے نزدیک زیادہ عزت اسکی ہے جو پرہیزگاری میں زیادہ ہے۔ پھر بآواز بلند فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ یعنی خدا و رسول کی اطاعت کرو جو اس سے روگردانی کروگے تو بے شک اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے گروہ مہاجرین و انصار تم اپنے اسلام سے حقتعالی پر منت رکھتے ہو یہ تمہاری کج فہمی و کوتاہ اندیشی ہے اگر غور سے دیکھو تو تمکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہہ اسی کریم کا احسان ہے کہ تمہیں ایمان و اسلام کی طرف ہدایت کی پھر فرمایا کہ میں ہوں ابو الحسنؑ اور شدت غیظ میں اس کلمہ کو فرمایا کرتے تھے اس مال میں کسی کے لئے زیادتی نہیں حقتعالی خود اسے تقسیم کر چکا ہے پس مال مالِ خدا ہے اور تم اسکے فرمان بردار بندے ہو قرآن

تمہارے سامنے ہی اور سُنّت رسولخدا تمہارے درمیان موجود۔ جو ان دونو پر راضی نہو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے چلا جائے احکام خدا کے موافق چلنے والے اور اُنکی اطاعت کرنیوالے کو کچھ اندیشہ نہیں یہہ کہا اور ممبر سے اترے اور دو رکعت نماز بجا لائے بعد ازاں طلحہ و زبیر کو اپنے پاس بلوایا وہ ایک گوشہ مسجد میں بیٹھے تھے سامنے آئے تو فرمایا تمکو قسم ہے خدائے عزوجل کی کہو کہ تم میرے پاس بطوع و رغبت نہیں آئے اور بلا جبر و اکراہ میری ساتھ بیعت نہیں کی اور میری امتثال و فرمان برداری کا اقرار نہیں کیا اُنہوں نے کہا یہ سب درست ہے فرمایا پھر اس خلاف ورزی اور بغاوت کا کیا سبب ہے کہا ہمنے جو بیعت کی تھی تو اس خیال سے کی تھی کہ جملہ امور میں تمہارے شریک رہیں گے اور تم کوئی کام بغیر ہماری صلاح و مشورے کے نہ کروگے اس کا کوئی اثر نہیں دیکھتے ہمکو جو فوقیت اوروں پر ہے آپ کو معلوم ہے آپ بلا تقسیم کرتے ہیں قضایا فیصل کرتے ہیں احکام نافذ کرتے ہیں ہمکو خبر تک بھی نہیں کرتے **شیخ** ابو جعفر کہتا ہے کہ روایت ہے کہ انہوں نے بیعت کے وقت بھی کہا تھا کہ ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ امر خلافت میں تمہارے شریک رہیں آپنے اُسوقت بھی یہی فرمایا تھا کہ یہہ نہیں ہوسکتا ہاں حقوق مالیہ میں تم میرے مشارک و مماثل ہو اس مال سے میں خود اسیقدر لونگا جتنا تمکو دونگا۔ بلکہ میرے اور میرے دو بیٹوں حسن و حسین کو جائز نہیں کہ ہمیں غلام حبشی پر بھی آپ کو فوقیت دیں اور جو مشارکت ہی پر اصرار ہے تو عجز و تنگی میں تم میرے مددگار ہو نہ طاقت و استواری میں **ابو جعفر** کہتا ہے کہ یہہ دونو وہ شرط کرنا چاہتے تھے جو عقد خلافت و امامت میں ناروا ہے حضرت نے وہ اقرار کیا جو دین و شریعت میں واجب و لازم ہے **القصہ** امیر المومنین نے اب بھی وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا فرمایا یہہ جو تم کہتے ہو کہ ہمکو شریک مہمات نہ کیا سو قسم بخدا کہ میں تمہاری ولایت و حکومت کا خواہاں نہ تھا تمنے باصرار تمام مجھ سے اس امر کی خواہش کی میں بخوف اختلاف کلمہ و وقوع فتنہ چار ناچار اسکو قبول کیا جب یہہ کام میرے حوالے ہوا تو مینے کتاب خدا و سنت رسولخدا میں نظر کی جو مقدمہ پیش آیا اُس میں ان دونو کی موافق کاربند ہوا اور تمہاری اور کسیکی رائے کا محتاج نہوا البتہ اگر کوئی ایسا موقعہ پیش آتا کہ یہہ دونو چیزیں اُس کے بیان حکم سے عاری ہوتیں تو میں تم سے مشورہ کرتا پس اب لازم ہے کہ اس خیال خام سے باز آؤ اور حقتعالی سے استغفار کرو آیا مینے کوئی تمہارا حق روک لیا ہے اور تمہیں نہیں دیا کہ اس وجہ سے ظالم ٹھیروں کہا معاذ اللہ جو ایسا ہو فرمایا اس مال سے مینے خاص اپنے لئے کچھ علحدہ کر لیا ہے کہ تمکو نہیں دیا کہا پناہ بخدا اگر آپ کی طرف یہ نسبت کریں فرمایا آیا کوئی قضیہ قضایا و مشکلہ سے ایسا پیش آیا کہ میں اُس کے حکم سے عاجز رہا اور فیصلہ نہ کرسکا کہا معاذ اللہ فرمایا پھر کیا بات ہے جس سے تمنے کراہت کی اور میرے مخالفت کے درپے ہو دونو نے کہا تمنے تقسیم اموال میں عمر بن الخطاب کی خلاف عمل کیا کہ ہمارا حصہ ہم سے کمتر لوگوں کی برابر قرار دیا حالانکہ یہ مال ہمنے بزور نیزہ و شمشیر حاصل کیا ہے فرمایا اسکی ابتدا مجھ سے نہیں ہوئی مینے اور تمنے حضرت رسولخدا کو اسیطرح برابر تقسیم کرتے ہوئے دیکھا ہے قرآن مجید و فرقان حمید اسپر ناطق ہے آگے یہی لوگ نیزہ و شمشیر کام میں لاتے تھے اور اعانت اسلام میں گھوڑے دوڑاتے تھے حضرت رسولخدا نے تقسیم کیوقت کبھی اُنکو اوروں پر فضیلت نہیں دی۔ البتہ مجاہدین کے لئے فردا قیامت ثواب عظیم ہے مگر یہاں تقسیم اموال کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہ کسیکو نہیں حقتعالی ہمارے اور تمہارے قلوب کو امر حق کیطرف ہدایت کرے اور صبر عطا فرماوے۔ پھر فرمایا خدا رحم کرے اُس مرد کو جو حق دیکھے اور اُسکا مددگار ہو اور باطل کو معائنہ کرے اور اس سے انکار کرے اور بمقابلہ باطل ہمیشہ حق کا معین ہو بعد ازاں ابو جعفر کہتا ہے کہ زبیر نے ایک بار مجمع عام میں کہا کہ ہم علی کیجانب سے اسی عوض کے سزاوار تھے جو ہمکو ملا عثمان کے مقابلے میں ہم ہمیشہ اُنکے مددگار رہے تا اینکہ وہ قتل ہوا جب ہماری اعانت سے اپنی مراد کو پہنچے تو ہم سے کم رتبہ لوگوں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں طلحہ نے کہا ہمکو اس مقدمہ میں اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا چاہئے۔ اہل شوریٰ سے ہم تین شخص اُنکے مشارک اور مساوی تھے ایک نے ہم سے یعنی سعد بن ابی وقاص نے اُنکی خلافت کو قبول نہ کیا ہمنے بیعت کرلی جو بات ہمکو حاصل تھی اُنکو دیدی جو اُنکے اختیار میں ہے ہمکو اُس سے روکتے ہیں جس امر کی ایک مدت دراز سے متمنی تھے اپنے ہاتھوں اُسکو کھو بیٹھے **ابن ابی الحدید** ان روایات کے نقل کے بعد کہتا ہے کہ اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ ابو بکر بھی اپنے عہد خلافت

میں اسطرح بالسویہ تقسیم کرتا رہا مگر اُس کی تقسیم پر کبھی کسی نے اعتراض یا انکار نہیں کیا جیسا کہ امیر المومنین کے سامنے بقدم انکار پیش آئی تو اُس کا جواب یہہ ہی کہ ابوبکر کی تقسیم رسولخدا کی تقسیم کے بعد اور اُس سے متصل تھی جب عمر بن الخطاب خلیفہ ہوا تو اُس نے اس طریق کو بدلدیا اور حقوق میں کمی بیشی قرار دی پس اکابر صحابہ نے کثرت عطاو حُبّ مال کا جام نوش کیا - اور پھر جوں جوں اُس پر زمانہ گزرتا گیا یہ لوگ اسی نئی قسم کی تقسیم کے عادی ہوتے گئے یہانتک کہ پہلی تقسیم کو بھول گئے اور جن پر کمی واقع ہوئی اُن بیچاروں نے جبراً قہراً اُسی حالت پر صبر و سکون اختیار کیا - عثمان خلیفہ ہوا تو اُس نے بھی اسی طرز جدید کی پیروی کی سب کو پورا بھروسہ ہوگیا اور کسیکے خیال میں بھی یہ بات نہ آتی تھی کہ اس صورت میں کبھی تغیر آئیگا - جب امیر المومنین اس منصب جلیل پر فائز ہوئے تو اُنہوں نے موافق زمانہ حضرت رسولخدا و زمانہ ابوبکر کے عمل کرنا چاہا چونکہ لوگ اس نئے رواج کے خوگر ہو رہے تھے اور پہلی باتیں دلوں سے محو و نسیًا ہوچکی تھیں ۲۲ برس کا عرصہ درمیان میں حائل ہوگیا تھا تو یہہ تغیر طبیعتوں پر دشوار معلوم ہوا اور نکث بیعت اور ترک اطاعت و بغاوت وغیرہ ثمرات فاسد اس پر مترتب ہوئے **مؤلف** کہتا ہے کہ درحقیقت یہ ثمرہ اُسی شجرہ شوم کا ہی جو حضرت خلیفہ ثانی نے بکمال عقل و فطانت اپنے عہد خلافت میں غرس فرمایا نہ وہ اُسوقت سُنت حضرت رسولخدا و سُنت خلیفہ اوّل کے برخلاف اس علی قدر مراتب قسمت کی بنیاد ڈالتے نہ آج یہ فتنے برپا ہوتے - اس قاعدے کے اجراسے صرف یہہ ہی نہیں کہ سردست حضرت خلیفہ صاحب کی خلافت کو کمال استحکام ہوگیا ثانی الحال کے لئے یہہ بڑا فائدہ مدنظر تھا کہ اگر کبھی امر خلافت حضرت امیر المومنین کی طرف عود کرے تو چونکہ وہ حضرت بخلاف سُنت رسول ہرگز عمل نہ کریں گے پس فتنے و فساد برپا ہوجائینگے - جیسا کہ اسوقت اُسکا ظہور ہوا **القصہ** جب خاطر خطیر مہم خلافت و اخذ بیعت سے فارغ ہوئی عزل و نصب حکام میں متوجہ ہوئے عاملان عثمان جنہوں نے تمام ملک میں دست تعدی و ستم دراز کر رکھا تھا یکقلم موقوف ہو کر بجائے اُنکے اہل دین و دیانت مقرر ہوئے چنانچہ عثمان بن حنیف انصاری بجائے عبداللہ بن عامر پسر خالہ عثمان کے حکومت بصرہ پر ممتاز ہوا اور عمارہ بن حسان و بقولے عمارہ بن ہشام کو کہ مہاجرین سے تھا امارت کوفہ پر مقرر کیا - اور یمن کی حکومت کا فرمان عبداللہ بن عباس بن ربیعہ کے نام لکھا گیا اور یعلی بن اُمیہ وہاں سے معزول ہوا اور قیس بن سعد عبادہ انصاری کو ولایت مصر عطا ہوئی یہہ لوگ اپنے اپنے مقررہ مقامات پر پہنچ گئے اِلّا عمارہ بن حسان کہ بے نیل مرام واپس آیا اور حکومت کوفہ ابوموسے اشعری ہی پر مقرر رہی - اور سہل بن حنیف انصاری بجائے معاویہ بن ابوسفیان کے حاکم شام مقرر ہوکر اُس طرف گیا مگر بوجہ تسلط و تغلب معاویہ وہاں سے لوٹ آیا اور کیفیت تمام معروض خدمت کی کہتے ہیں کہ جب یعلی بن اُمیہ کو اپنی برطرفی سے اطلاع ہوئی - تو بہت سا اسباب نقد و جنس بیت المال سے لیکر وہاں سے فرار ہوا اور مکہ میں عائشہ سے آملا **نقل** ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کہ اُس زمانہ میں عقل و تدبیر و دہا و تزویر میں شہرہ آفاق تھا حاضر درگاہ حضرت ولایتمآب ہوا - اور عرض کی اگر اجازت ہو تو چند کلمے جو محض اخلاص و ہواخواہی پر مشتمل ہیں گزارش ہوں اجازت ہوئی تو عرض کی - کہ چونکہ بناء خلافت ہنوز کماینبغی محکم و استوار نہیں مناسب ہے کہ عاملان عثمان کے عزل میں حضرت ابھی تعجیل نہ کریں خصوصًا معاویہ کے بارے میں چونکہ وہ ایک مُدت دراز سے شام میں حکومت کرتا ہے ہرگز عجلت کو کام نفرماویں بالفعل وہاں کے حکومت اُسی پر مسلم رکھیں اور عمرو عاص کو چونکہ مرد تیز فہم چالاک صاحب حیلہ و تدبیر ہے بہتر ہے کہ بوعدہ حکومت مصر رضامند کرکے اپنی اطاعت

عے

روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب ابن عامر کو بیعت امیر المومنین کی اطلاع ہوئی چونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ حضرت اُسکو بالضرور معزول فرمائیں گے اُس نے چاہا کہ اہل بصرہ کا اعتقاد اپنی نسبت دریافت کرے پس ممبر پر گیا اور کہا اے لوگو عثمان بظلم شہید ہوا اور علی ابن ابیطالب سے لوگوں نے بیعت کی مگر عثمان کی بیعت ہنوز تمہاری گردنوں میں باقی ہے اور اُس کی نصرت اُسیطرح تم پر لازم ہے جیسا کہ اُسکی حالت حیات میں لازم تھی ہم طلب خون عثمان کریں گے لڑائی کے لئے تیار رہو - جاریہ بن قدامہ سعدی کہ اشراف بصرہ سے تھا اُٹھا اور کہا اے ابن عامر ہمنے تمکو باختیار خود نہ حاکم مقرر کیا تو نصب کردہ عثمان تھا چونکہ اُسکی اطاعت ہم پر واجب تھی لاجرم تیری اطاعت کرتے تھے اب وہ جماعت مہاجرین و انصار کے حضور قتل ہوا اور علی بن ابیطالب خلافت پر ممتاز ہوا اگر وہ حضرت تجھکو برقرار رکھیں تو ہم بدستور تیری مطیع ہیں ورنہ فلا ابن عامر نے جواب سکت نکر سکا تیرا اور شب جو اسباب و اموال کہ ہاتھ لگا باندھ کر مدینہ کو فرار کر گیا ۱۲

میں لائیں کہ استحکام مصر خلافت میں ان امور کے ارتکاب سے چارہ نہیں مگر یہاں بہر حال طاعت ایزد متعال منظور تھی ان باتوں کی کب شنوائی ہوتی تھی جواب میں ارشاد ہوا کلا واللہ ہرگز نہ ہوگا کہ ان بدکاروں کو دم بھر مسلمانوں کی گردنوں پر سوار رکھوں میں عثمان پر ہمیشہ بباعث ان امور کے انکار کرتا رہتا تھا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا کا خود ارتکاب کروں مجھے ان فساق کی یاری کی حاجت نہیں مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۔ میں گمراہوں کو اپنا مددگار بنانیوالا نہیں مغیرہ یہ سنکر خاموش چلا گیا دوسرے روز پھر آیا اور کہا یا امیر المومنین میں نے شب کو غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کی رائے بہت درست ہے بڑا فائدہ اس عزل و نصب میں یہ ہوگا کہ مخالف موافق سے اور عاصی مطیع سے ممتاز ہو جائیگا یہ کہکر نفس شوم میں ارادہ شام مصمم کرکے باہر نکلا ۔ دروازہ پر عبد اللہ بن عباس سے جو اسوقت مکہ معظمہ سے واپس آکر متوجہ خدمت امیر المومنین تھے ملاقات ہوئی ۔ ابن عباس نے اندر آکر بعد تقدیم مراسم تحیہ و تسلیم استفسار کیا کہ مغیرہ یہاں کس لئے آیا تھا ۔ حضرت نے اسکی دونو تقریریں اول اور دوسرے دن کی بیان فرمائی ابن عباس نے کہا لَقَدْ صَدَقَ بِالْاَوَّلِ وَكَذَبَ بِالثَّانِیْ پہلا کلام خیر خواہی و نصیحت پر مبنی تھا اور دوسرا عذر و خیانت پر امیر المومنین نے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے کہ مصلحت دنیوی یہی ہے جو تم کہتے ہو مگر مجھکو مد نظر دین ہے نہ دنیا دوں ۔ ع دین و دنیا بست مندیکد گر ۔ دولت دین خواہی از دنیا گزر ۔ **نکث ناکثان ناکسان بیعت امیر مومنان را بسبیل اعلان و اجتماع ایشان با مادر نامہربان عائشہ در مکہ مشرفہ و برخے از کوائف ہنگام قیام این فرقہ ہالکہ در آن بلدہ مبارکہ تا رسیدن ببصرہ** ابن ابی الحدید معتزلی نے روایت کی ہے کہ بعد اتمام امر بیعت و استقرار خلافت امیر المومنین نے معاویہ کو لکھا **اما بعد** لوگوں نے عثمان کو بلا میری مشورہ و رضامندی کے قتل کیا بعد ازاں سب نے بالاتفاق صلاح و مشورت کرکے مجھ سے بیعت کی جب یہ خط تیرے پاس پہنچے چاہئے کہ اہل شام سے میرے لئے بیعت لے اور رؤسا و اشراف شام کو اس طرف روانہ کر ۔ جب قاصد یہ خط لیکر شام میں پہنچا تو معاویہ نے ایک خط زبیر ابن عوام کے نام لکھکر ایک شخص کے ہاتھ بنی عبس سے مدینہ بھیجا ۔ اس میں لکھا یہ خط بندہ خدا امیر المومنین زبیر بن عوام کے نام ہے معاویہ بن ابو سفیان کی طرف سے آیا بعد میں نے تیرے لئے اہل شام سے بیعت لی ہے سب نے تمہاری خلافت بعہد و پیمان استوار قبول کر لی ہے اب تجھکو چاہئے کہ کوفہ و بصرہ کی خبر لے ایسا نہ ہو کہ علی بن ابیطالب اس طرف سبقت کرے اگر یہ دونو شہر بھی ہاتھ آگئے تو پھر کچھ باقی نہیں اور تیرے بعد طلحہ کے لئے بیعت کی ہے پس تم دونو کو چاہئے کہ طلب خون عثمان کے حیلے سے اپنی طرف دعوت کرو اور کمر ہمت چست باندہ کر اس مہم کے لئے آمادہ و تیار ہو جاؤ ۔ جب یہ مکتوب بکید ت اسلوب طلحتین نے مطالعہ کیا تو انکو نصیحت و خیر خواہی معاویہ محتال میں شبہ نہ رہا اور مخالفت علی علیہ السلام کا اسوقت سے پختہ ارادہ کر لیا **راوی** کہتا ہے کہ بیعت کے چند روز بعد دونو نے امیر المومنین کی خدمت میں آکر عرض کی ۔ کہ عثمان کے زمانے میں جو آزار و ایذا و جور و جفا ہمنے برداشت کئے آپ پر بخوبی روشن ہیں اور آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ وہ ہمہ تن بنی امیہ کے لئے تھا ۔ اب بفضل خدا عنان حکومت آپکے ہاتھ میں ہے توقع یہ ہے کہ ہمکو کوئی منصب جلیل عطا کریں کہ تلافی مافات ہو ۔ بقولے ایک نے کوفہ اور دوسرے نے بصرہ کی حکومت طلب کی ۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا کہ میں اس مقدمہ میں فکر کرونگا تم ابھی چندے صبر کرو ۔ اور جو کچھ حقتعالی نے تمہارے درمیان بحق تقسیم کیا ہے اس پر قناعت کرو ۔ اور آگاہ رہو کہ یہ امر میرے پاس امانت خدا ہے اسمیں اسکو شریک کرونگا جسکی دین و دیانت کو اچھی طرح جانچ لونگا دونو یہ سنکر مایوس ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا یا امیر المومنین آپکو ہماری عیال کی کثرت اور مدینہ کی اخراجات کا حال بخوبی معلوم ہے جو ہمکو ملتا ہے مکتفی نہیں حضرت نے فرمایا تو مجھ سے کیا چاہتے ہو ۔ کہا اس مال سے ہمارے عیال کے لئے خرچ عطا کریں فرمایا تمام مسلمانوں سے جو اسمیں شریک ہیں درخواست کرو ۔ اگر سب راضی ہوں تو مضائقہ نہیں انہوں نے کہا ہم سے یہ نہ ہوگا کہ سب کے آگے ہاتھ پساریں فرمایا تو مجھ سے بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ

اور انکا حق چھین کر تمکو دیدوں۔ اور مزید بر اں یہ ہوا کہ ایک بار وہ رات کی وقت آئے امیر المومنین اُسوقت بیت المال کا کچھ حساب لکھ رہے تھے جب انہوں نے گفتگو شروع کی تو آپنے قنبر سے فرمایا کہ یہ چراغ اُٹھا لے دوسرا لے آ انہوں نے کہا یا امیر المومنین یہ تحریر کیسی تھی اور چراغ اُٹھوانے کے کیا معنی۔ فرمایا یہ حساب بیت المال کا تھا اور چراغ بھی اُسی مال سے تھا۔ اب تمہارے ساتھ باتیں کرتا ہوں تو چراغ اُٹھوا دیا کہ مال مسلمانان ناحق ضائع ہو۔ دیگر حاضرین تو یہ دیانت و امانت دیکھ کر آبدیدہ ہوئے مگر طلحتین چونکہ ہمہ تن غرقِ دنیائے دوں تھے حواس باختہ ہوگئے دلمیں کہتے تھے کہ جس طرح یہ بال کی کھال نکالتے ہیں ممکن نہیں کہ ہمکو یہاں سے کچھ ہاتھ لگے **الغرض** جب نکثِ بیعت کا ارادہ ان غداروں کے دلوں میں مصمم ہو گیا تو بحیلہ ادائے عمرہ حضرت امیر المومنین سے مکہ کی اجازت چاہی آپنے فرمایا واقع میں تمہارا ارادہ یہ نہیں بلکہ امتِ محمدیہ میں فساد برپا کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے حلف سے کہا۔ کہ ہماری غرض عمرہ کے سوا دوسری نہیں۔ حاشا کہ بیعت شکنی کرنا اور آپسے خلاف ہونا ہمارے خیال میں ہو۔ فرمایا میری ساتھ از سرِ نو بیعت کرو انہوں نے دوبارہ بیعت کی اور بہت سے عہد و پیمان سے اُسکو موکد گردانا۔ تا اینکہ آپنے اجازت دی۔ وہانسے نکلے تو امیر المومنین نے مخفیًا سے فرمایا کہ اب تم انکو انہیں لوگوں کے ساتھ پاؤ گے جن کے درمیان یہ قتل ہونگے سب نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ ایسا جانتے ہیں تو حکم دیجئے کہ جانے نہ پائیں۔ فرمایا لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا جانے دو کہ حقتعالی اُس امر کو جاری کرے جو مقرر ہو چکا ہے ام راشد کنیز ام ہانی خواہر امیر المومنین کہتی ہیں کہ جب حضرت کی پاس سے اجازتِ مکہ حاصل کر کے باہر آئے تو میں نے سنا کہتے ہیں قسم بخدا کہ ہمنے انکی ساتھ دل سے بیعت نہیں کی ہاتھوں سے کی ہے۔ میں نے انکا یہ مقولہ امیر المومنین سے نقل کیا آپنے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنی حقتعالی فرماتا ہے اے محمد جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ صرف خدا کے ساتھ بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ انکے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جس نے عہد شکنی کی اُسکا ضرر اُسکے نفس کے لئے ہے اور جو عہدِ خدا کو پورا کریگا حقتعالی عنقریب اُسکو ثوابِ عظیم عطا کریگا۔ پس مکہ کی طرف روانہ ہوئے راہ میں جس سے ملتے تھے کہتے تھے کہ علی کی بیعت ہمارے گردنوں میں نہیں ہم نے مجبورًا اُن سے بیعت کی تھی۔ رضا و رغبت سے نہیں کی۔ ادھر تو طلحہ و زبیر اس طرح پر مکہ پہنچے اُدھر مادرِ نامہربان حضرت عائشہ کہ زمانہ محاصرۂ عثمان سے مکہ کو گئی ہوئی تھی ہمیشہ جویائے اخبار مدینہ رہتی تھی۔ جب قتل عثمان کی خبر ملی تو چونکہ یقین رکھتی تھی۔ کہ اُسکے بعد طلحہ ولی امت ہوگا بہت شاد ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ خدا نے اُس نعثل کو دفع کیا۔ کیا طلحہ کے ساتھ ابھی بیعت نہیں ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ طلحہ نے بھی عثمان کے مرنے سے پہلے بامید خلافت بیت المال کی کنجیاں اپنے قبضہ میں کر لی تھیں جب مہاجرین و انصار نے امیر المومنین پر اتفاق کیا تو مایوس ہو کر مجبور وہ کنجیاں حضرت کے حوالے کیں۔ خلاصہ یہ کہ عائشہ قتل عثمان کی خبر سنکر مکہ سے بارادہ مدینہ باہر گئی دور نہ گئی تھی کہ عبید بن سلمہ لیثی سے کہ برادران قریبی عائشہ سے تھا۔ اور مدینہ سے آتا تھا ملاقات ہوئی مدینہ کا حال اُس سے دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ عثمان مقتول ہوا۔ عائشہ نے کہا پھر کیا ہوا اُس نے کہا اُس کے بعد حق نے اپنی مرکز کی طرف مراجعت کی اور خلافت اپنی مستقر و مقام میں آگئی یعنی لوگوں نے علی کی ساتھ بیعت کی عائشہ نے یہ سنکر ایک آہ کھینچی اور کہا لَيْتَ هٰذِهٖ اِنْطَبَقَتْ عَلٰى هٰذِهٖ کاش آسمان زمین پر گر جاتا اور میں یہ خبر نہ سنتی دیکھ تو غلط تو نہیں بیان کرتا۔ اُس نے کہا اسمیں سر مو غلطی نہیں کہا قسم بخدا کہ عثمان بظلم شہید ہوا میرے نزدیک اُسکی حیات کا ایک دن علی کی تمام زندگی سے بہتر تھا۔ عبید نے متعجب ہو کر کہا کہ یا ام المومنین تو تو علی کی مدح و ثنا کیا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اُنسے بڑھ کر کوئی کریم زمین پر نہیں اب کیا ہوا جو انکی خلافت پر راضی نہیں ہوتی اور عثمان کے قتل پر لوگوں کو ترغیب و تحریص کرتی تھی۔ اور کہتی تھی اس نعثل اعنی ریش دراز کو قتل کرو خدا اُسکو قتل کرے یہ مرتد ہو گیا ہے۔ اب اُسکو مظلوم بتاتی ہو عائشہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور بروایتے کہا یہ سچ ہے۔ مگر لوگوں نے اُس سے توبہ کرائی۔ جب تائب

ہو کر پاک ہوا تو اُسے قتل کیا- اس لئے میری پہلی رائے بدل گئی یہہ کہکر ہمراہیوں سے کہا مجھکو مکہ کو پھیر لے چلو کہ مدینہ میری رہنے کی جگہہ نہیں رہا- ابن سلمہ نے کچھ اشعار اُسوقت پڑھے دو اُنمیں سے یہہ ہیں ؎ فَمِنْكِ الْبِدَاءُ وَمِنْكِ الْغِيَرُ + وَمِنْكِ الرِّيَاحُ وَمِنْكِ الْمَطَرُ + وَاَنْتِ اَمَرْتِ بِقَتْلِ الْاِمَامِ + وَقُلْتِ لَنَا اِنَّهٗ قَدْ كَفَرَ ؎ تجھی سے ابتدا ہے اور تجھی سے فرار تیری ہی طرف سے ہوائیں ہیں اور تجھ ہی سے بارش- تو نے ہی امام یعنے عثمان کے قتل کا فتویٰ دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ کافر ہو گیا ؎ اے دردمرا از تو درمان از تو ٭ دشوار مرا از تو و آسان از تو- القصہ عائشہ مکہ پہنچی تو حجر اسمٰعیل میں آئی لوگ اکٹھے ہو گئے کہا اَیُّہَا النّاس اہل مصر و عراق مع اہل مدینہ کے اس مرد پر جمع ہوئے اور بے جرم و تقصیر و بلا حجت و دلیل اُسکو گھر میں گھونٹ کر مار ڈالا اور ماہ حرام اور شہر محترم کی اُسکے بارے میں کچھ رعایت نہ کی قسم بخدا کہ ایک اُنگلی عثمان کی روئے زمین سے بہتر ہے جبکہ ایسے مفسدہ پردازوں سے پُر ہو اگر واقعی وہ اُس جرم میں جو اُسکے ذمہ لگاتے ہیں مجرم تھا تو چونکہ یہہ لوگ اُسکو کپڑے کی مثل نشار دے چکے تھے وہ طلاء احمر کیطرح کثافات عیوب سے پاک و صاف ہو گیا تھا- اور جامہ شوئیدہ کی مانند چرک معصیت اُس پر باقی نہ رہا تھا- سب سے پہلے جسنے دعوت ضلالت کو قبول کیا وہ عبد اللہ بن عامر حضرمی تھا جو عثمان کیطرف سے عامل مکہ تھا اُسنے کہا میں سب سے پہلے عثمان کے خون کا خواہاں ہوں اسپر بعض بنی اُمیہ نے جو مدینہ سے فرار کرکے وہاں پہنچ گئے تھے گردنیں بلند کیں اور سعید بن عاص و ولید بن عقبہ و باقی بنی اُمیہ اُسکے معاون ہوئے ماورا اُسکے عبد اللہ بن عامر بصرہ سے اور یعلی بن اُمیہ یمن سے اُنہیں ایام میں بہت سا مال لیکر وہاں پہنچے مروی ہے کہ صرف یعلی بن اُمیہ کے ساتھ سوائے دیگر اسباب و اثاثہ کے چھہ سو شتر اور چھہ ہزار دینار زر سرخ تھے اس اموال و اسباب سے لشکر عائشہ کی خوب امداد کی اسی اثنا میں طلحہ زبیر بھی مدینہ سے آکر شریک فساد ہو گئے اول سب نے مشورہ کیا کہ ملک شام کو چلیں اور معاویہ سے مدد لیکر علی کی ساتھ جنگ کریں مگر عبد اللہ بن عامر نے جو بصرہ میں حکومت کر چکا تھا عراق کی صلاح دی چونکہ طلحہ سے بھی اکثر امراء بصرہ حسن عقیدت رکھتے تھے اُسنے بھی اس بات کو پسند کیا- اور یہی رائے قرار پائی ازواج رسولخدا سے جو عورات کہ بارادہ مدینہ عائشہ کے ساتھ تھیں جب اُنہوں نے اُسکو بصرہ کا عازم پایا علیحدہ ہو گئیں صرف حفصہ بنت عمر نے اُسکی دعوت کو قبول کیا اور بصرہ جانے کو آمادہ ہوئی- مگر عبد اللہ بن عمر اُسکے بھائی نے اُسکو اس ارادہ سے باز رکھا **کتاب احتجاج** میں شعبی سے مروی ہے کہ عائشہ ایک بار ام سلمہؓ کے پاس آئی اور کہا طلحہ زبیر مدینہ سے آئے اور دریافت ہوا کہ امیر المومنین عثمان بظلم و ستم شہید ہوا ام سلمہ یہہ کلام عائشہ کا سنکر چلائی کہ ای عائشہ تو کل اُسے کافر کہتی تھی آج وہ امیر المومنین ہے اور مظلوم شہید ہوا ہے اس سے تیرا مقصد کیا ہے عائشہ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اُسکے قاتلوں سے اُسکے خون کا بدلا لیں اگر تو بھی ہمارے ساتھ ہو تو اُمید قوی ہے کہ حقتعالے اُمت محمدیہ میں ہماری وجہ سے اصلاح و درستی کرے ام سلمہؓ نے کہا- ای عائشہ میں تجھکو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ تجھکو یاد ہے کہ ایک روز تیری باری تھی- اور حضرت رسول تیرے گھر میں تشریف رکھتے تھے میں آنحضرت کے لئے کچھ حریرہ پکا کر لائی حضرت نے فرمایا عنقریب میری ازواج سے ایک عورت عراق کے راستہ میں چشمہ حواب سے گزریگی اور کُتے وہاں اُسپر فریاد کریں گے اُس وقت وہ گروہ باغیہ میں داخل ہوگی- مجھکو یہہ سُنکر یارائے ضبط نہ رہا اسقدر بدحواس ہوئی کہ بے اختیار وہ برتن جسمیں حریرہ تھا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا- حضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کیا ہوا تجھکو اے ام سلمہؓ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بات سنکر جسقدر اضطراب ہو کم ہے مجھکو کسطرح اطمینان ہو کہ یہ عورت میں نہونگی تو تو اُسوقت ہنسنے لگی- حضرت نے فرمایا اے حمیرا تو کیا ہنستی ہے میرا گمان یہی ہے کہ تجھی سے یہہ حرکت صادر ہوگی- اور اے عائشہ تجھکو یاد ہے کہ ہم باہم ایک سفر میں جاتے تھے- حضرت رسولخدا کی سواری میرے اور علی کے درمیان تھی اور حضرت ہم سے کچھ باتیں کرتے تھے کہ تو نے اپنی سواری کا اونٹ اُن دونو کے درمیان داخل کیا اور حائل ہو گئی- آپنے فرمایا قسم بخدا کہ علی کو تجھسے بہت ایذائیں پہنچینگیں مگر آگاہ رہ ای عائشہ کہ علی کو دشمن نہیں رکھتا مگر منافق کذاب- اور اے عائشہ تجھے یاد ہے کہ رسولخدا کے ایام مرض میں ایک روز تیرا باپ اور عمر اُنکی عیادت کو آئے مزاج پُرسی کے

لے

حجر بالکسر روک و منع اور ایک دیوار ہے قبل نصف دائرہ جانب غربی خانہ کعبہ کے زمین سے بقدر سہ گز بلند- طواف میں شامل خانہ کعبہ سمتی ہے اور طواف اُسکے باہر واقع ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اسمٰعیل بن ابراہیم پیغمبر نے اپنی ماں ہاجرہ کو یہیں جگہہ دفن کرکے اُسکے گرد یہہ دیوار بنائی تھی کہ قبر پیروں میں نہ آئے اور حدیث میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ حجر میں قریب رکن ثالث خانہ کعبہ کے دختران اسمٰعیل مدفون ہیں اور حجر خانہ اسمٰعیل تھا اور وہاں ہی قبر اسمٰعیل و ہاجرہ ۱۲ کی ہے

بعد عرض کی کہ آپنے اپنے بعد بھی وجانشین کسکو مقرر کیا فرمایا میرا جانشین وہی ہے جو اسوقت میری نعلین سی رہا ہے شیخین جب علیؑ کے پاس گزرے تو دیکھا وہ نعلین مبارک کے سینے میں مصروف ہیں
اے عائشہ جب تجھے یہ ساری باتیں معلوم ہیں اور ان پر شہادت دیتی ہے تو تو ہی بتلا کہ میں ایسے شخص پر کسطرح خروج کروں جسکی بارے میں حضرت رسولخدا سے یہہ سب کچھ سن چکی ہوں۔ عائشہ یہہ سنکر
اٹھی اور طلحہ زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھسے قطع اُمید کرو میں اب تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی۔ راوی کہتا ہے کہ یہہ گفتگو تھی اور ابھی آدھی رات نہ گزری تھی کہ ہمنے اُسکی سواری کے اونٹ کی آواز سنی
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بصرہ کو کوچ کر گئی **روضۃ الصفا** میں بعد نقل روایت مذکورہ عذر بدتر از گناہ سفر عائشہ کے لئے یہہ لکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر خواہر زادہ عائشہ
نے جب سنا کہ وہ جانے سے کراہت رکھتی ہے تو کہا اگر اس سفر میں ہمارے ساتھ نہ چلیگی تو میں پا برہنہ جنگل کو نکل جاؤنگا اور آپ کو ہلاک کرونگا۔ پھر حیلہ گروں نے اُس سے ظاہر کیا کہ ابن زبیر بے توشہ
وسواری بصرہ کو چلا گیا اگر امیر المومنین اسکی خبر پالینگے تو گمان غالب ہے کہ وہ جیتا نہ بچیگا چونکہ عائشہ کو عبداللہ کے ساتھ محبت مفرط تھی ناچار امام زمان کے مخالفوں سے موافقت کرکے
بصرہ کو روانہ ہوئی اور **احمد بن اعثم کوفی** نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا اے بنت ابوبکر تو وہی ہے جو لوگوں کو عثمان کے قتل پر برانگیختہ کیا کرتی تھی
اور کہتی تھی اُقْتُلُوا نَعْثَلًا فَقَدْ كَفَرَ قتل کرو اس نعثل کو وہ کافر ہوگیا علاوہ بریں تجھکو اسکے خون سے کیا علاقہ وہ بنی امیہ سے تھا تو ایک عورت قبیلہ تیم بن مرہ سے ہے اور تمہارے
درمیان کوئی قرابت نہیں آئی عائشہ علی بن ابیطالب پر خروج کرتی ہے حالانکہ انکی خلافت و امامت پر مہاجرین و انصار نے اتفاق کرلیا ہے پھر جوش لائے جناب مرتضوی میں کچھ فضائل و مناقب
اُس حضرت کے تقریر کئے عبداللہ بن زبیر دروازہ پر کھڑا یہہ باتیں سن رہا تھا۔ پکارا کہ ای ام سلمہ تمہارا آل زبیر سے دشمنی رکھنا معلوم ہوا تم سے کبھی انکی محبت و خیر خواہی ظاہر نہیں ہوئی اور نہ ہوگی
ام سلمہ نے کہا تو چاہتا ہے کہ وصی رسولخدا پر چڑھائی کرے حالانکہ مہاجر و انصار جانتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے بعد علی کو والی امت مقرر فرمایا ہے ابن زبیر نے کہا ہمنے رسولخدا سے یہہ نہیں سنا
ام سلمہؓ نے کہا اگر تو نے نہیں سنا تو تیری خالہ عائشہ نے تو سنا ہے اس سے دریافت کرلے تحقیق کہ میں نے آنحضرت کو یہہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علی ابن ابیطالب میری حیات میں اور وفات کے
بعد میرا خلیفہ و جانشین ہے جسنے اسکی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی اسطرح سے ہے اے عائشہ یا نہیں عائشہ نے کہا ہاں اسیطرح مینے آنحضرت سے سنا ہے اور اسپر گواہی دیتی ہوں
ام سلمہؓ نے کہا تو اے عائشہ خدا سے ڈر اور حواب کے کتوں کی حدیث اپنے اوپر راست لا طلحہ زبیر تجھے گمراہ کرتے ہیں یہہ خدا کے سامنے اسکے قہر سے تجھکو نہیں بچا سکتے عائشہ یہ سنکر غضب کے
وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی **مؤلف** کہتا ہے کہ روایت مذکورہ بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت میں مثل روضۃ الاحباب وغیرہ کے مسطور ہے۔ منقول ہے کہ اس قیل و قال کے بعد ام سلمہؓ
نے امیر المومنین کی خدمت میں مدینہ کو عریضہ لکھا اما بعد طلحہ زبیر اور انکے اصحاب جو اصحاب ضلالت ہیں چاہتے ہیں کہ عائشہ کو بہکا کر بصرہ لیجائیں عبداللہ بن عامر بن کریز بھی انکے ساتھ ہے
اور ظاہر یہہ کرتے ہیں کہ عثمان مظلوم قتل ہوا ہم اسکے خون کا عوض لینگے حقتعالی اپنے حول و قوت سے ان شریروں کے شر سے آپکو کفایت کرے یا امیر المومنین اگر عورتوں کو جہاد
سے ممانعت نہوتی اور گھر میں بیٹھنے پر مامور نہوتیں تو میں آپکی معیت کو مایۂ افتخار و سعادت دارین جانکر ضرور آپکی ہمرکاب ہوتی اب اپنے فرزند دلبند عمر بن ابی سلمہ کو جسے اپنی نفس
کے برابر دوست رکھتی ہوں روانہ کرتی ہوں اسکو نیک وصیت کریں اور خدمت میں رکھیں راوی کہتا ہے کہ جب عمر حضرت کی خدمت میں آیا تو آپنے اسکو بہت عزت و حرمت سے رکھا وہ ہر معرکہ
میں حضرت کے ساتھ رہتا تھا اور امیر المومنین نے اسکو امارت بحرین عطا فرمائی روایت ہے کہ مالک اشتر نے عائشہ کو مدینہ سے لکھا کہ اما بعد تو زوجہ رسولخدا ہے تیرے لئے آنحضرت کا یہہ
حکم ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہے اگر اسپر عمل کریگی تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر فتنہ پردازی کا ارادہ رکھتی ہے اور پردہ اُلٹ کر اپنے سو ور سر نامحرموں کو دکھانا چاہتی ہے تو ہم تیرے ساتھ جنگ
کریں گے حتے کہ تجھے اُس گھر میں واپس لیجائیں جسمیں خدا اور رسولخدا تجھسے راضی ہوں۔ عائشہ نے اسکے جواب میں لکھا کہ عرب میں تونے پہلے فتنہ کو قوت دی اور مسلمانوں میں تفرقہ
اندازی کا مرتکب ہوا ائمۂ سابقین کا مخالف رہا اور خلیفۂ وقت کے قتل میں ساعی ہوا تجھکو معلوم ہے کہ حقتعالی عاجز نہیں کہ اس مظلوم کا عوض تجھ سے نہ لے ہم عنقریب تجھے اور جو اس
ضلالت و گمراہی میں تیرا شریک ہے اسکو کفایت کرتے ہیں **القصہ** جب اس گروہ بیداد کی نیت فساد پر مصمم ہوگئی تو انکے منادی نے کوچہ و بازار مکہ میں ندا دی کہ ام المومنین عائشہ

وطلحہ زبیر بصرہ کو جاتے ہیں جسے اعزازِ اسلام مدنظر ہو وہ جو قاتلانِ عثمان سے لڑنا اور اُس مظلوم ستمدیدہ کا بدلا لینا چاہے اُنکے ساتھ چلے سواری نرکھتا ہو تو سواری اُسکو دیجائیگی اور عبداللہ بن عمر کو امامت کے لئے متکلف ہوئے مگر عبداللہ چونکہ تیغ سطوت حیدر کرار سے بہت ڈرتا تھا اسکو قبول نکیا اور کہا تم چاہتے ہو کہ مجھکو علی بن ابیطالب کے پنجوں میں ڈالکر ہلاک کرو تمام مجمع اہل مکہ و مدینہ کا نو سو کس کل تھا راہ میں اطراف و جوانب سے اعراب بادیہ نشین اُنمیں شامل ہوتے گئے حتے کہ تین ہزار کی جمعیت ہوگئی **روضۃ الاحباب** میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ اُن دنوں مکہ میں تھا طلحہ زبیر نے اُسکو بھی ساتھ لیا اول منزل پر پہنچکر اُسنے طلحہ سے خلوت میں پوچھا کہ اگر یہ مہم فتح ہوئی تو خلیفہ کون ہوگا طلحہ نے کہا میں یا زبیر جسکو مسلمان اختیار کریں مغیرہ نے کہا یہ رائے صواب نہیں عثمان کے دو بیٹے ابان و ولید تمہارے لشکر میں ہیں سزاوار یہ ہے کہ انمیں سے ایک کو خلیفہ بناؤ نہیں تو لوگ کہینگے کہ یہ تمام سعی تلاش منصب و حکومت کے لئے تھی پس یہ کام تمکو لائق نہیں۔ اور کتاب مستقصی سے نقل کیا ہے کہ سعید بن عاص بن ابی احیحہ کہ بزرگان مکہ و مہاجرین اولین سے تھا اپنے شتر پر سوار ہوا اور لشکرِ عائشہ کے درمیان آکر جہاں کہ سب اُسکو دیکھ سکیں اُس سے اترا اور کمان پر تکیہ دیتا چلا تا اینکہ عائشہ کے قریب پہنچا اور کہا اے ام المومنین کہاں کا عزم ہے عائشہ نے کہا البصرہ کا سعید نے پوچھا وہاں کیا کرینگی عائشہ نے کہا میں اسلئے جاتی ہوں کہ مسلمانوں میں اصلاح کروں اور قاتلانِ عثمان سے قصاص لوں سعید نے کہا یہ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں انہوں ہی نے تو عثمان کو قتل کیا ہے اور طلحہ و زبیر اُسکی قتل کے باعث اور اُسکی مرگ میں ساعی تھے اور اپنے لئے حکومت و امارت کے طالب۔ جب اُسکے قتل ہونیکے بعد انکا مدعا حاصل نہوا تو اس طرح سے داغِ عیب و عار اپنے ماتھے سے مٹاتے ہیں۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے لشکر کے درمیان کھڑے ہو کر کہا ایہا الناس تم سے جو اپنی ماں کے ساتھ اپنے منزل و مقام سے نکلکر یہاں آیا ہے اور اُسکی متابعت سے اس راہ میں قدم رکھا ہے واپس پھر جاوے کہ تمہارے اور اُسکے دونوں کے لئے بہتر ہے اور جو تم کشندگان عثمان سے بدلا لینے چلے ہو پس آگاہ رہو کہ قاتلانِ عثمان صرف تمہارے امام اور پیشوا ہیں اور جو تم علی بن ابیطالب کی خلافت سے کراہت رکھتے ہو تو بیان کرو کہ اس کراہت کا کیا باعث ہے میں تمکو قسم دیتا ہوں خدائے عزوجل کی کہ ایک سال میں دو فتنے برپا نہ کرو پس سعید و مغیرہ دونوں پھر گئے اور طائف کو چلے گئے اور جنگ جمل و صفین سے کسمیں شریک نہوئے **حکایت جمل عسکر** خاص عائشہ کی سواری کے لئے ایک شتر قوی ہیکل زیبا منظر لائے جسکا نام عسکر تھا یہ شتر یعلی بن امیہ نے دو سو دینار کو خرید کیا تھا عائشہ نے اُسکو دیکھکر بہت پسند کیا۔ اور سوار ہوئی۔ مگر راہ میں جب شتربان کو اُسکا نام لیکر پکارتے سنا تو چلائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ میں ہلاک ہوئی دور کرو اس شتر کو کہ مجھکو اسکی حاجت نہیں حضرت رسولخدا نے مجھے اس شتر کی سواری سے منع فرمایا ہے کوئی اور اونٹ میرے لئے لاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ ہر چند تلاش کیا مگر اُس صورت و شکوہ کا کوئی اور اونٹ دستیاب نہوا لاجرم اُسیکا ساز و سامان بدلکر اُسکے سامنے لائے اور کہا اُس سے بہتر و قوی تر اونٹ ہاتھ آگیا ہے عائشہ اُسے دیکھکر خوش ہوگئی اور قول حضرت مخبر صادق راست آیا رجال کشی میں منقول ہے کہ سلمان فارسی جب کسی اونٹ عسکر نام کو دیکھتے تو بیدھڑک اُسکو مارنے لگتے جب اُنسے کہتے کہ اے عبداللہ اس حیوان بے زبان نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم اُسکو مارتے ہو تو کہتے کہ یہ بے زبان حیوان نہیں بلکہ عسکر بن کنعان جنی ہے اے اعرابی مالکِ شتر یہاں تجھکو کچھ فائدہ نہوگا اسکو چشمہ حواٴب[1] پر لیجا کہ خاطر خواہ دام ملینگے۔ اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اُنہوں نے ایک شتر عسکر نام سات سو درہم کو خرید کیا واقع میں شتر نہ تھا بلکہ ایک شیطان تھا شیاطین سے **سنی و شیعہ** نے بروایات معتبرہ متعددہ روایت کی ہے کہ جب گزر اس لشکر بغاوت اثر کا چشمہ حواٴب پر ہوا تو کتوں نے وہاں کے شور و غل مچانا اور فریاد کرنا شروع کیا حتے کہ بڑے بڑے قوی اونٹ لشکر کے اُنکے مہیب آواز سے بھاگ نکلے کسی نے کہا دیکھو حواٴب پر کتوں کا کیسا ہجوم ہے اور کیسا شور مچاتے ہیں بروایتے خود عائشہ نے کتوں کی فریاد کو سنکر دلیل یعنی راہبر سے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ اسکو آب حواٴب کہتے ہیں بہر کیف جب عائشہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ چشمہ چشمۂ حواٴب ہے اور کتے جو بھونکتے ہیں وہ یہاں کے ہیں تو آواز

[1] حواٴب بفتح اول و سکون ثانی بروزن جعفر نام ہے ایک چشمہ جاری کا جسکو کبھی نہر کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور گاہے چشمہ سے اور درمیان راہ مکہ و بصرہ کے قریب بصرہ واقع ہے اور منسوب ہے طرف ایک عورت کے جسکا نام حواٴب بنت کلیب بن وبرہ تھا اُس زمانے میں یہ چشمہ قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کما فی البحار الانوار ۱۲ منہ عفی عنہ

بلند پکاری اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ازواج رسولخدا سے وہ عورت میں ہی ہوں جسکی نسبت آنحضرت نے خبر دی ہی کہ حواب کے کتے اُس پر فریاد کریں گے یہ کہکر اونٹ کو بٹھلایا اور کہا مجھکو پھیر لے چلو اُسوقت عبداللہ بن زبیر آیا اور کہا دلیل نے غلط بیان کیا یہ چشمہ حواب نہیں مگر عائشہ اسکو نہ مانتی تھی حتی کہ اُسنے پچاس یا پچھتر الخوروں کو وہاں کے باشندوں سے کچھ مال و لباس رشوت میں دیکر بدروغ گواہی دلوائی کہ یہ آب حواب نہیں اور ایک رات دن وہاں اسی غرض سے لشکر نے توقف کیا **منقول** ہے کہ یہ پہلی گواہی تھی جو اسلام میں بدروغ دی گئی پس اُس راہبر کو بجرم اسکی راست گوئی کے مارکر نکالدیا چنانچہ وہ مجبور حجاز کو واپس ہوا راہ میں حضرت امیرالمومنین سے جو مدینہ سے مع لشکر تشریف لائے تھے ملاقات ہوئی حضرت نے اُس سے لشکر عائشہ کا حال دریافت کیا اُسنے تمام قصہ کتوں کے بھونکنے اور عائشہ کے متنبہ ہوکر مراجعت کرنیکا قصد اور اہل بادیہ کے جھوٹی گواہی دینے کا مفصل حال بیان کیا امیرالمومنین کو یہ خیال تھا کہ مبادا یہ مفسد کوفہ کو جائیں اور اہل کوفہ کو اغوا کرکے آنحضرت کی اعانت سے باز رکھیں انکا بصرہ کا ارادہ سنکر مسرور ہوئے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی۔ اس مقام پر بعض آیات و احادیث جو فریقین نے روایت کی ہیں اور عائشہ کو اُنمیں شرکت جنگ جمل سے بتصریح ممانعت فرمائی ہے بیان ہوتی ہیں جنکو دیکھکر ناظرین دریافت کرلیں گے کہ عائشہ کو اس لڑائی کی کیفیت پہلے سے اچھی طرح معلوم تھی۔ اب جو کچھ اس سے صادر ہوا دیدہ و دانستہ ہوا قولہ تعالی وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى یعنے حق سبحانہ تعالی ازواج نبی کے خطاب میں فرماتا ہی کہ تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور نہ نمودار کرو آپ کو مثل نمودار کرنے جاہلیت اول کے عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ یہ نہی ہے عائشہ کو شرکت جنگ جمل سے کتاب اکمال الدین میں عبداللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ اُس نے رسولخدا سے پوچھا کہ آپ کو غسل میت کون دیگا۔ فرمایا ہر ایک نبی کو اُسکا وصی غسل دیتا ہی عرض کی آپکا وصی کون ہی فرمایا علی بن ابیطالب کہا وہ آپکے بعد کتنے دنوں تک زندہ رہینگے۔ فرمایا تیس سال جسقدر کہ یوشع بن نون وصی موسی بن عمران انکے بعد زندہ رہے اور جسطرح صفرا بنت شعیب زوجہ موسی نے یوشع اُنکے وصی پر خروج کیا اور کہا کہ میں خلافت موسی کے لئے تجھسے اولے ہوں اور یوشع نے اُس سے جنگ کرکے اُسکے لشکر کو قتل کیا اور اُسے پکڑکر بعزت و حرمت اپنے پاس رکھا اسیطرح عائشہ بنت ابی بکر اسقدر لشکر میری اُمت سے لیکر بعد میرے علی بن ابیطالب پر خروج کریگی اور علی اُسکے لشکر کو قتل کرکے اُسے اسیر کریگا پھر احترام کے ساتھ اُسکے گھر میں اسکو پہنچا دیگا اُسکے مقدمہ میں حقتعالی فرماتا ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى۔ جاہلیت اولی سے مراد صفرا بنت شعیب زوجہ موسی کا خروج ہے۔ پس اس قسم کے خروج سے نہی فرمائی۔ اور صحیح بخاری میں منقول ہی کہ ایک روز حضرت رسولخدا خطبہ فرمارہے تھے اثنا خطبہ میں تین مرتبہ عائشہ کے گھر کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ فتنہ یہاں ہی جہاں سے قرن شیطان ظاہر ہوگا **مجلسی** علیہ الرحمہ نے شعبہ شعبی اعثم بن مردویہ خطیب خوارزم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ابن عباس عبداللہ بن مسعود حذیفہ قتادہ قیس بن ابی حازم۔ ام سلمہ میمونہ سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا اپنی ازواج سے ایک عورت کی خروج کا ذکر کرتے تھے عائشہ اُسوقت ہنسی حضرت نے فرمایا دیکھ اے عائشہ کہ وہ عورت تو ہی نہو پھر امیرالمومنین سے فرمایا یا ابوالحسن اگر تم سے اُسکا کوئی معاملہ متعلق ہو تو رفق و مدارا کام میں لانا۔ اور نافع خادم عائشہ سے نقل کیا ہی کہ اُس نے کہا میرا کمسنی کا زمانہ تھا عائشہ کے پاس رہتا تھا اور اُسکی اور حضرت رسولخدا کی خدمت کرتا تھا۔ ایک روز آپ دولت سرا میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے باہر نکلکر دیکھا تو ایک کنیز ایک ظرف سربستہ لئے کھڑی ہے میں نے اندر آکر عائشہ کو اسکی خبر دی اُسنے کہا اسکو اندر طلب کرو لونڈی اندر آئی اور وہ ظرف عائشہ کو دیا عائشہ اُسے حضرت کے پاس لائی آپنے ایک لقمہ اُسمیں سے تناول کرکے فرمایا کاش اسوقت امیرالمومنین و سیدالوصیین کھانے میں میرے ساتھ شریک ہوتا عائشہ نے کہا امیرالمومنین کون ہی آپ خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر میں پھر وہی کلمہ کہا پھر عائشہ نے استفسار کیا۔ پھر خاموش ہوگئے اتنے میں پھر دروازہ کھٹکھٹانیکی آواز ہماری کان میں آئی باہر آکر جو دیکھا تو علی بن ابیطالب تھے میں نے حضرت رسولخدا کو خبر دی آپنے فرمایا انکو اندر بلا جب اندر داخل ہوئے تو آپنے انہیں پاس بلایا اور مرحبا کہا اور فرمایا میری اسوقت یہی آرزو تھی اور علی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا کھانا کھاتے

تھے اور فرماتے تھے خدا تعالیٰ ہلاک کرے اُسے جو کہ تجھ سے لڑے یا تیرے ساتھ عداوت رکھے عائشہ نے کہا کون ہے جو ان سے عداوت رکھتا ہے اور کون انکے ساتھ لڑیگا دو مرتبہ حضرت نے
فرمایا تو اور تیرے اصحاب - اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ حضرت امیر دو مرتبہ دروازہ پر تشریف لائے عائشہ نے کچھ حیلے حوالے کر کے حضرت کو واپس کیا تیسری مرتبہ جب اندر تشریف لائے
تو حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علی میری اسوقت دلی آرزو تھی کہ تو اس کھانے میں میرے شریک ہو امیر المومنین نے دو مرتبہ اپنے آنے اور واپس چلے جانیکی کیفیت معروض کی آپ نے
فرمایا اے حمیرا کیا باعث ہوا جو علی کا اندر آنا تجھکو ناگوار ہوا کہا یا رسول اللہ میں چاہتی تھی کہ اسوقت میرا باپ ابوبکر آتا اور اس کھانے میں آپکا شریک ہوتا فرمایا علی کے ساتھ یہ
تیری پہلی عداوت نہیں جو دشمنی انکی طرف سے تیرے دل میں ہے مجھ پر مخفی نہیں ہے بتحقیق کہ تو انکے ساتھ جنگ کریگی عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کہیں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ لڑتی ہیں
فرمایا بے شک تو انکے ساتھ لڑیگی اور تیرے ساتھ میرے اصحاب اور انکے اہل سے کچھ لوگ ہونگے جو تجھکو اس پر برانگیختہ کریں گے اور تمہارے درمیان وہ جنگ ہوگا جسکا اولین و آخرین میں
تذکرہ باقی رہیگا اور علامت اسکی یہ ہے کہ تو ایک شتر پر سوار ہوگی کہ واقع میں وہ شیطان ہوگا اور سگان چشمہ حواب تجھ پر فریاد کریں گے اُسوقت تو مراجعت چاہیگی تو چالیس مرد
تیرے سامنے جھوٹی گواہی دیں گے کہ یہ چشمہ حواب نہیں پس وہاں سے چلکر ایسے مقام پر پہنچیگی کہ زمین میں بحر محیط کے نزدیک اور آسمان سے بعید ہوگا وہاں کے باشندے تیری اعانت کرینگے
اِلّا اپنی مراد کو نہ پہنچیگی اور خائب خاسر وہاں سے واپس آئیگی عائشہ نے یہ باتیں سنکر کہا کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور وہ حالت نہ دیکھتی حضرت نے فرمایا ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ قسم ہے اُس
خدائے عزّوجل کی کہ میری جان اُسکی قبضۂ قدرت میں ہے کہ یہ سانحہ اسیطرح واقع ہوگا مجھے اسکا ایسا یقین ہے کہ گویا اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں بالجملہ اسمیں شک نہیں کہ عائشہ کو فتنۂ جمل کی پہلے
سے خبر دی گئی اور خدا و رسول نے اُس سے بچنے اور باز رہنے کی تاکید فرمائی اور جناب ام سلمہؓ نے عین موقعہ پر مکۂ معظمہ میں حق نصیحت کامل طور سے ادا کیا اسکو فضائل امیر المومنین بھی یاد
دلائے اور حدیث کلاب حواب بھی چنانچہ کتب معتبرۂ اہلسنت حبیب السیر و روضۃ الاحباب وغیرہ میں مصرح موجود ہے پس اسکو یقین ہو گیا تھا کہ یہ وہی مہلکہ ہے کہ مجھکو تخویف کیا ہے
اور چشمہ حواب پر پہنچکر تو یہ یقین عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ کو پہنچگیا تھا مگر وہ بسبب بغض و عداوت امیر المومنین نفس رسول رب العالمین کے اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اور
سگان حواب کی آواز سنکر اُسکا اضطراب کرنا اور شہادت زور سے تسکین پانا صرف کھلاوے اور ظاہر داری کے لئے تھا کیونکہ جو علم کہ اخبار سابق و لاحق سے اُسکو حاصل ہوا تھا وہ ایسا
نہ تھا کہ ان جھوٹی گواہیوں سے دُور ہو جاتا - اگر عائشہ اُسوقت بھی اس مفسدہ سے علیحدہ ہو جاتی تب بھی طلحتین کی امکان سے خارج تھا کہ اس مہم کو سرانجام کر لیتے اور اگر جنگ جمل واقع ہوتا
تو معاویہ کا مقدور نہ تھا کہ امیر المومنین کے مقابلے میں فوج کشی کرتا پس جنگ جمل جنگ صفین کی بنا ہے اور معرکۂ صفین فساد خوارج کی فرع ہے بنابراین تمام فتنہ و فساد جو خلافت امیر المومنین
میں حادث ہوئے سب کی اصل و بنیاد بی بی عائشہ سے قائم ہوئی القصّہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ کہتا ہے کہ جب لشکر عائشہ بصرہ کے قریب پہنچا تو عثمان بن حنیف انصاری نے کہ امیر المومنین
کیطرف سے والئے بصرہ تھا ابوالاسود دوئلی کو انکی طرف روانہ کیا کہ دریافت حال کرے ابوالاسود مقام حفر ابوموسیٰ میں جہاں لشکر پڑا ہوا تھا عائشہ کے پاس آیا اور کہا یا
اُم المومنین تمہارے اس طرف آنیکا کیا سبب ہے کس لئے اپنا وطن مالوف مکان محفوظ جسمیں رسول اللہ نے تم سے مفارقت کی اور اسمیں قرار و سکونت کرنے کا حکم دیا چھوڑا عائشہ نے
کہا کچھ لوگوں نے اہل فتنہ و فساد سے جمع ہو کر عثمان کو بے جرم و عصیان قتل کیا میں چاہتی ہوں کہ اُس کے قاتلوں سے اُس مظلوم کا قصاص لوں ابوالاسود نے کہا قاتلان
عثمان سے بصرہ میں کوئی نہیں عائشہ نے کہا یہ درست ہے وہ سب مدینہ میں علی کے سایۂ حمایت میں جمع ہیں لیکن اس طرف آنے سے یہ مقصود ہے کہ اہل بصرہ سے اسکام میں مدد لیجائے
اے ابوالاسود انصاف سے بعید ہے کہ عثمان کے دُرّہ پر تو جس سے تمکو ایذا پہنچی ہے غضبناک ہوں اور تمہاری تلواروں پر جنسے اُس مظلوم کو قتل کیا مجھے غصہ نہ آئے ابوالاسود نے
کہا تجھے دُرّہ سے کیا نسبت اور تلوار سے کون مناسبت تو زوجۂ رسول خدا ہے آنحضرت کا تیرے لئے یہ حکم ہے کہ گھر میں بیٹھکر تلاوت قرآن مجید کرے عورتوں پر جہاد نہیں طلب
خون اُن پر فرض ہے علاوہ بریں علی تیری نسبت عثمان سے زیادہ قرابت رکھتے ہیں وہ دونوں اولاد عبد مناف سے ہیں تو قبیلہ تیم بن مرہ سے تجھے منصب نہیں کہ اُنسے باوجود موجودگی

قرابت دار و نکی طلبگار خون عثمان ہو عائشہ نے لاجواب ہو کر کہا میں بغیر اپنا ارادہ پورا کئے نہ پھرونگی ای ابو الاسود کیا کوئی مسلمان مجھسے لڑنے پر پیشقدمی کریگا۔ ابو الاسود نے
کہا قسم بخدا ای مادر مومنین ہم تیرے ساتھ بہت سخت پیکار کرینگے پھر ابو الاسود زبیر کے پاس آیا اور اُس سے کہا ای ابو عبداللہ ابوبکر کی بیعت کے وقت تمہارا بڑی سرگرمی سے علیؑ کی
حمایت کرنا لوگوں کو بھولا نہیں کہ ننگی تلوار تمہارے ہاتھ میں تھی اور کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب کے سوا کوئی اس امر کا مستحق نہیں اب کیا ہوا جو اسکے خلاف تم سے ظاہر ہوتا ہے زبیر نے کہا
مقصود قصاص عثمان ہے جو بظلم شہید ہوا ابو الاسود نے کہا جہانتک ہمنے سنا ہے یہہ ہے کہ تم دونونے اُسکو قتل کیا۔ پھر طلحہ کے پاس آیا اسکو فتنہ و فساد پر زیادہ مُصر پایا پس عثمان
بن حنیف کے پاس آکر ماجرے بیان کیا۔ عائشہ طلحہ زبیر بھی اُس کے عقب میں روانہ ہوئے اور بصرہ پہنچکر بمقام مربد پر بیرون شہر صفوف آراستہ کیں عثمان نے یہہ کیفیت دیکھی تو
مجبور جسقدر سپاہ بصرہ سے اسکے پاس موجود تھی اسکو ساتھ لیکر انکے مقابل میں آیا روایت ہے کہ جب دونو فوجیں مقابل یکدگر کھڑی تھیں تو ایک شخص نے اہل بصرہ سے پکار کر کہا
ایہا الناس یہ قوم جو تمہارے ملک میں آئی ہے اگر کسیکے خوف سے آئی ہے تو یہہ درست نہیں کیونکہ ایسے مقام سے آئے ہیں کہ جہاں وحوش و طیور بلکہ درندوں تک کے لئے امان ہے اور جو طلب
خون عثمان میں آئے ہیں تو ہم میں کوئی قاتل عثمان نہیں جس سے اُسکا مطالبہ کریں پس میری قول پر عمل کرو اور جہاں سے آئے ہیں انکو اسیطرف واپس کرو ورنہ خطرۂ عظیم میں پڑوگے اور
وہ آفت تمکو پیش آئیگی کہ جسمیں تباہ و برباد ہو جاؤگے مگر اس ناصح مشفق کا کلام کسینے نہ سُنا عائشہ کہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قلب لشکر میں اور طلحہ زبیر اسکے یمین و یسار کھڑے تھے تینوں نے باہم تین
خطبے کہے اور فضائل و مناقب عثمان جہانتک زبان و بیان نے یاری دی بیان کئے اور لوگوں کو اسکے عوض خون لینے پر ترغیب کی اہل بصرہ یہ گفتگو سنکر دو فریق ہو گئے کچھ انکی دعوت
قبول کرکے انکے معین و مددگار ہوئے اور باقی یہہ خیال کرکے کہ اصل مطلب ان باتوں سے مخالفت اور دشمنی علیؑ بن ابیطالب ہے طلب خون صرف ایک حیلہ بنا رکھا ہے ولا جناب مرتضویؑ پر
ثابت قدم رہے اُسوقت حارثہ بن قدامہ نے کہ رؤسا بنی تمیم و موالیان اہلبیت طاہرین سے تھا عثمان کے لشکر سے نکلکر باواز بلند کہا ای ام المومنین قسم بخدا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ
عثمان کا قتل ہونا آسان تر ہے اس حالت سے جو تونے اختیار کی ہے کہ شتر پر سوار ہو کر درمیان اس انبوہ کثیر کے کھڑی ہوئی ہے اگر برضا و رغبت یہاں آئی ہے تو ہم پر لازم ہے کہ تیری ساتھ جنگ
کریں کہ حکم خدا اور رسول سے تونے انحراف کیا اور جو فریب دیکر یہہ لوگ تجھکو لائے ہیں تو بیان کر کہ ہم تیری امداد کریں اور جسطرح ہو سکے تجھے مدینہ پہنچاویں ای طلحہ و زبیر تقضاء اسلامی
یہی ہے کہ تمنے اپنی ازواج کو مکانوں میں بپردہ حرمت کے ساتھ چھوڑا ہے اور زوجہ رسولخدا کو صدہا کوس دور لا کر اس مجمع عام میں کھڑا کیا ہے کسینے اسکے کلام کا جواب نہ دیا پس حکیم بن جبلہ عبدی
کہ رؤسا لشکر عثمان سے تھا اور اسکے سواروں پر امیر مقرر تھا لشکر اعدا پر حملہ آور ہوا اور دونو طرف سے ہنگامۂ پیکار گرم ہو کر شام تک لڑائی ہوتی رہی آفتاب غروب ہوا تو فریقین اپنی اپنی
منزل و مکان کو پھرے اگلے روز علی الصباح پھر میدان میں آئے اور قتال و جدال شروع کی چنانچہ دوپہر تک بشدت لڑائی ہوتی رہی قریب تھا جبکہ نزدیک تھا کہ لشکر عثمان مظفر و منصور ہو
کچھ لوگ عائشہ کے لشکر کے چلائے کہ ام المومنین کہتی ہیں کہ ہم اس ملک میں دفع شر و فساد کو آئے ہیں خونریزی مسلمانونکی ہمارا مقصود نہیں مناسب ہے کہ فریقین باہم صلح کرلیں عثمان نے
کہا جبتک عائشہ طلحہ زبیر کو اپنی پاس سے دور نہ کریگی صلح نہ کرونگا کہ انہوں نے بیعت خلیفہ برحق کو بغدر و بیوفائی توڑا ہے اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ
دونو طرف سے درمیان آئے اور اس پر صلح کرادی کہ محراب و ممبر اور دار الامارہ و بیت المال عثمان بن حنیف سے طلحہ زبیر عائشہ جس مقام پر بصرہ میں چاہیں نزول کریں بعد ورود لشکر ظفر پیکر
امیر المومنین فریقین حسب تقضاء وقت عمل کریں یہہ معاہدہ ہو کر دونو لشکر جدا ہوئے عثمان دار الامارہ کو چلا گیا اور لشکر کو حکم کیا کہ اپنے گھروں کو واپس ہو اور طلحہ زبیر نے اپنے اصحاب
سمیت ایک مقام پر قیام کیا لیکن خفیہ خفیہ رؤسا قبائل و اشراف قرب جوار سے رسل و رسائل کرکے طلب خون عثمان پر بیعت لیتے تھے بنی ازد و ضبہ و قیس و غیلان و بنی سلیم و
بنی عامر وغیرہ نے انکی اطاعت اختیار کی اور جب سب کام درست ہو گیا تو ایک روز مکر و غدر کا لباس زیب بدن کرکے زرہیں اُس کے نیچے پہنیں اور مختصر سلاح ساتھ لیکر مسجد میں آئے
عثمان بن حنیف کہ مطلق اس دغا سے آگاہ نہ تھا مشغول نماز تھا ان غداروں نے عین نماز میں اُسکو گرفتار کیا اور اسکے ہمراہیوں میں سے بہتوں کو بہ تیغ ظلم شہید کیا اور بموجب ایک

روایت کے ان غداروں نے عثمان پر شب خون مارا اور چالیس آدمیوں کو اُسکے صحابے سے قتل کیا اُسے بھی قتل کیا چاہتے تھے مگر جب اُس نے کہا کہ میرا بھائی سہل ابن حنیف مدینہ میں ہے
مجھے قتل کروگے تو تمہارے عزیز و اقربا سے ایک کو زندہ نچھوڑیگا۔ اُس کے خون سے درگزرے مگر قید رکھا منقول ہے کہ جب حکیم بن جبلہ نے یہ حرکت اُس قوم مورد لوم کی مشاہدہ کی تو سات سو
آدمی اپنے قبیلہ سے لیکر اُن پر حملہ آور ہوا اور کہا بدوستی خدا و رسول و محبت امیر المومنین کہ زیر آسمان کوئی اُنسے بہتر نہیں تم سے لڑونگا یہ کہا اور حملہ کیا اور مصروف جنگ تھا کہ ایک
حرامزادہ نے بنی ازد سے اسکے سر پر تلوار ماری کہ جس سے ساق کٹ گئی مگر جدا نہوئی حکیم نے بکمال دلاوری اسکو کاٹ کر پھینکدیا اور مصروف جہاد ہوا تا اینکہ دوسری ضربت اسکے سر پر لگی
اسکی صدمہ سے گھوڑے سے گر کر شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ جب ازدی حکیم کے سر پر وار کر کے چلا تو اُس جری نے اُس پائے بریدہ کو لیکر اس زور سے اسکے مارا کہ ازدی
گر گیا حکیم کشاں کشاں اُس کے پاس پہنچا اور اُسپر وار کیا اور اپنے نیچے دبوچ کر اس قدر زور کیا کہ فی الفور ہلاک ہوا تھوڑی دیر میں حکیم کا بھی دم واپسین قریب پہنچا اُسوقت ایک مرد نے
جو وہاں سے گزرتا تھا کہا اے حکیم تمہارے تلے کیا ہے کہا میرا تکیہ ہے دیکھا تو ازدی کی لاش تھی۔ القصہ سہل بن حنیف انصاری نے جو امیر المومنین کی طرف سے فرمانروائے مدینہ تھا اپنے
بھائی عثمان کی گرفتاری کا حال معلوم کر کے ایک خط مشتمل بر تہدید و تخویف شدید عائشہ کو لکھا جب وہ خط بصرہ میں پہنچا تو بانیان جور نے عثمان کو قید سے رہا کیا مگر موئے ریش و
سبلت و ابرو و مژہ اسکی نوچ لیں اور سر منڈوا دیا عثمان موت کے نیچے سے رہائی پاکر بحال پریشان مدینہ کو روانہ ہوا اور بمنزل ذی قار امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا بالوں کے نوچے جانے
سے ہیئت ظاہری بالکل بدل گئی تھی حضرت نے مطلق نہ پہچانا عرض کی میں عثمان بن حنیف والی بصرہ ہوں امیر المومنین یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ زمانے کا گزرنا
آدمی کو جوان سے پیر بناتا ہے تجھے پیری سے طفلی کو پہنچایا۔ عثمان نے مفصل حال اہل بغاوت کا معروض کیا مورخین نے لکھا ہے کہ عثمان کے اسیر ہونیکے بعد طلحہ زبیر کے درمیان
امامت نماز پر نزاع ہوئی ہر ایک چاہتا تھا کہ نماز میں پڑھاؤں اور دوسرے کی امامت کو قبول نہ کرتا تھا کہ مبادا آئندہ فی الحال ہر بات میں اُس کا تقدم ماننا پڑے عائشہ نے بنظر رفع فساد
حکم دیا کہ جبتک خلیفہ معین نہو تب تک مسلمان عبد اللہ زبیر کے پیچھے نماز پڑھیں یا ایک روز اُسکے اور ایک روز محمد بن طلحہ کے پیچھے روایت ہے کہ جب طلحہ زبیر حکومت بصرہ پر مستقل
ہو گئے تو عبد اللہ زبیر کو کچھ سپاہی دیکر بیت المال پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا وہاں جنگ ہوئی ابو سالمہ زطی مع اپنے ۰ ۵ صحابے کے مقتول ہوا عبد اللہ نے فتح پائی اور بیت المال اُس کے
قبضہ میں آگیا جب امیر المومنین نے جنگ جمل فتح کیا تو وہ کل مال کہ انہوں نے اپنے درمیان قسمت کر لیا تھا واپس لیا اور مستحقین پر تقسیم فرمایا ان ستمگاروں نے بصرہ میں اور بہت سے
شیعیان امیر المومنین کو بجرم اس کے کہ محاصرۂ عثمان میں شریک تھے قتل کیا باقی بہت سے آدمی قبیلۂ عبد القیس و بکر بن وائل کے بصرہ سے بھاگ کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے کہتے ہیں کہ
۳۰ ہزار آدمی انکی ہوا خواہی پر آمادہ ہو گئے۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ جب طلحہ زبیر بصرہ میں علانیہ کہتے تھے کہ عثمان کو علی نے قتل کرایا عبد اللہ بن حکیم تمیمی کہ اشراف بصرہ سے تھا ایک خط لایا
جو طلحہ نے رؤسائے بصرہ کو لکھ کر قتل عثمان پر اغوا کیا تھا اور اُسکو دکھلا کر کہا کہ تیرے افعال و اعمال میں صریح تناقض ہے تمکو معلوم ہے کہ قتل عثمان کے بعد علی نے تم دونو سے کہا کہ تم میں سے
جو چاہے میں اُس کے ساتھ بیعت کروں مجھکو وزارت تمہاری امارت سے بہتر ہے تم نے کہا ہم میں سے کوئی اسکار کا سزاوار نہیں اور بطوع و رغبت انکی ساتھ بیعت کی اب نقض
عہد کر کے بحیلۂ طلب خون عثمان خلقت کو گمراہ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جو حرکات ناشائستہ اُس زمانہ میں ہم سے صادر ہوئیں اُنسے توبہ کرتے ہیں اور اُنکا تدارک و تلافی منحصر اسکے خون کے
بدلا لینے میں جانتے ہیں ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ عائشہ نے زید بن صوحان عبدی کو جو کوفہ میں تھا لکھا اما بعد یہہ خط عائشہ بنت ابی بکر صدیق زوجۂ رسول خدا کیطرف سے ہے اپنے
خالص فرزند زید بن صوحان کے نام تجھے چاہیے کہ اپنے گھر میں خانہ نشین ہو بیٹھے اور نصرت علی کو روا نہ رکھے اور کوئی بات جو میرے خلاف طبع ہو تجھ سے سُننے میں نہ آوے والسلام
زید نے جواب میں لکھا اما بعد حق تعالٰی نے تجھے گھر میں قرار پکڑنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں لڑنے مرنے اور جہاد کرنے کا تیرا خط پہنچا تو اسمیں مجھکو اس کار کا حکم کرتی ہے جسکی خود محکوم ہے اور
وہ کام آپ اختیار کیا ہے جو ہمارے لئے مقرر تھا پس تیرا حکم مجھکو قبول و منظور نہیں۔ صاحب کتاب استیعاب نے نقل کیا ہے کہ عائشہ نے احنف بن قیس تمیمی سعدی کو طلب کیا نہ آیا تو دوبارہ

بلوایا حاضر ہوا تو کہا ای احنف تا آمان عثمان پر جہاد نکرنے کا بروز قیامت خدا کو کیا جواب دیگا آیا قلت عدد کا عذر کریگا یا یہ کہ تو اپنی قوم میں مطاع نہیں احنف نے کہا ام المومنین
بہت عرصہ نہیں گزرا ایک ہی سال کی بات ہی کہ تو عثمان پر طعن کرتی تھی اسکو دشنام دیتی تھی کہا ای احنف اسکو مثل ظرف نجس کے پہلے شست و شو کر کے پاک کیا پھر مارا کہا اے ام المومنین منے
تیرا رضا و سکون کا حکم مانا اب سخط و غصہ کا نہیں سُنتا

خبر پانا جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ شیرِ میدانِ وغا کا غدر کرنے اور بیعت توڑنے ان روباہ پیشوں کی نسبت اور پھیر نا عنانِ عزیمت کا بصرہ کیطرف بغرض سرکوبی فرقہ طاغیہ

جب طلحہ زبیر مکہ کو چلے گئے تو چونکہ مخالفت معاویہ بتیر معروض ہای امیر المومنین ہو چکی تھی تو حضرت کا ارادہ تھا کہ ایک لشکر جرار ساتھ لیکر بلک شام کو اُسکے ہاتھ سے متخلص کریں
اسی بنا پر تیاری سفر شام کا اپنے صحاب انجاب کو حکم دیا تھا کہ اس اثنا میں پیہم اخبار موصول ہوئی کہ عائشہ و طلحہ و زبیر و عبداللہ بن عامر و یعلی بن اُمیہ و عبدالرحمان بن عتاب بن
اسید و عبداللہ خضرمی نے اور باغیوں کے ساتھ بصرہ کیطرف کوچ کیا تو ناچار عزم شام ملتوی کر کے اول ان مفسدوں کی اصلاح کا عزم کیا **روضۃ الاحباب** میں ہی
کہ اُم الفضل بنت حارث خواہر میمونہ زوجہ رسولخدا کہ زوجہ عباس بن عبدالمطلب عم انحضرت تھی اُس نے مکہ سے امیر المومنین کو خط لکھا اما بعد طلحہ زبیر عائشہ نے راہ فتنہ و فساد کو
مسلمانوں پر کھولا اور لوگوں کو تمہارے محاربے و مقابلے پر تحریص کی اب یہ جماعت بارادہ تسخیر بصرہ روانہ ہوئی ہی بہت سے ارباب حرص و طمع جنکا مطلوب تحصیل دنیا ہے
اُنکے ساتھ ہیں لیکن حقتعالیٰ کا دست قدرت اُنکے ہاتھ سے بالا تر ہے یا امیر المومنین والسلام یہ خط ایک مرد خوش گفتار نیکو منظر ظفر نام کو تعلیم جنبیہ دیکر تاکید کی جلد دینے کو
لیجائے اگر شدت سُرعت سے تیرا شتر ہلاک ہو گیا تو قیمت اسکی میرے ذمہ ہی اور ایک سو دینار زر سرخ اُجرت میں اُسکے حوالے کی مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب کافیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ سے
نقل کیا ہی کہ اُم الفضل بنت حارث کا خط امیر المومنین کے پاس پہنچا تو ممبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا کہ جب حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے رحلت
کی تو چونکہ ہم انحضرت کے اہل بیت اور وارث تھے گمان کرتے تھے کہ انحضرت کی حکومت و سلطنت میں کوئی ہم سے نزاع نہ کریگا اور کسی طامع کو ہمیں طمع کرنیکی مجال نہو گی
مگر منافقانِ اُمت نے اتفاق کر کے ہمارے حقوق کو ہم سے معضوب و مسلوب کیا اور خلافت جناب ختمی مآب کو ہم سے مانع ہوئے اور غیروں کو اسکام کے لئے اختیار کیا پس ہمارے
قلوب اس سبب سے دردمند ہوئے اور آنکھیں گریان اور نفسوں نے جزع و فزع اختیار کیا بخدا سوگند کہ اگر مسلمانوں میں تفرقہ پڑجانے اور اُنکے مرتد ہو جانے کا اندیشہ نہوتا تو ہم
خاموش نہ بیٹھتے اور جہانتک ہو سکتا استحصالِ حقوق میں سعی وافر بجا لاتے پھر فرمایا ایہا الناس تم نے برضا و رغبت میرے ساتھ بیعت کی اور طلحہ زبیر تمہارے شریک بلکہ اس
مقدمہ میں تم سے سابق تھے اب مجھے معلوم ہوا ہی کہ وہ عائشہ کو ساتھ لیکر بصرہ کیطرف گئے ہیں تاکہ تمہاری جماعت میں تفرقہ انداز ہوں اور آتش فتنہ کو تمہارے درمیان مشتعل
کریں پروردگارا تو اس اُمت کی ساتھ انکی غش و غل ارادہ عامہ مسلمانوں کی نسبت خبث نیت اور بدمعاملگی پر اُنسے مواخذہ کر پھر فرمایا بندگان خدا تمپر خدا رحم کرے ان بغاوت
پیشہ غداروں کی طلب کیلئے آمادہ ہو پیشتر اسکے کہ اسکا تدارک تمہاری ہاتھ سے نکل جائے اور کتاب ارشاد میں روایت کی ہی کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ طلحہ زبیر دونو آپ کو مستحق
خلافت جانتے ہیں طلحہ تو اس وجہ سے کہ عائشہ کے چچا کا بیٹا ہی اُسکا دعویدار ہی اور زبیر اُسکے باپ ابوبکر کی دامادی پر اُس کا مستحق بنا ہی قسم بخدا کہ اگر یہ دونو اپنی مراد کو پہنچے تو
بطمع ملک و حکومت ایک دوسری کو ہلاک کریں گے اور قسم بخدا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ راکبۃ الجمل یعنی عائشہ کوئی عُقدہ نہیں کھولتی اور کسی عقبہ سے نہیں گزرتی اور کسی
منزل پر نہیں پہنچتی الا یہ کہ معصیت خدا میں داخل ہوتی ہی اور اسی حالت میں رہیگی تا اینکہ آپکو اور اپنی صحاب کو اُس مقام پر پہنچا دے جہاں ایک ثلث اُنکے مقتول ہوں اور ثلث
فرار کریں باقی حق کیطرف راجع ہوں اور بخدا قسم کہ طلحہ زبیر کو معلوم ہی کہ ہم خطا پر ہیں اور وہ اس سے جاہل نہیں اور عائشہ بر سگان جواب ضرور فریاد کریگی ابن ابی الحدید نے
شرح نہج البلاغہ میں مطابق روایت آمالی شیخ طوسی روایت کی ہی کہ جب قاصدان امیر المومنین مکہ سے واپس آئے اور طلحتین و عائشہ کا ارادہ جنگ بیان کیا تو حضرت ممبر پر

تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس میں ان لوگوں کو بہت سمجھایا اور نکث بیعت اور بغاوت کے انجام بد سے خوف دلایا مگر انہوں نے کچھ نہ سنا اور اپنے ارادہ فاسد سے باز نہ آئے
اب مجھ سے خواستگار جنگ پیکار ہیں زنان ماتم کنندہ اُنکے ماتم میں بیٹھیں میں لڑائی سے کب ڈرا تھا جو مجھے ڈراتے ہیں وہ ہمیشہ سے مجھکو اور میرے معرکوں کو پہچانتے ہیں میں وہی
ابوالحسن ہوں جسنے مشرکوں کی حدود میں شکست ڈالی اور انکی مجمع کو متفرق کیا اب بھی اُسی قلب شجاع کے ساتھ دشمنوں سے ملاقات کرونگا حالانکہ وعدۂ ایزدی پر جو
نصرت وتائید کا مجھ سے کیا گیا ہے یقین واثق رکھتا ہوں ایہا الناس گھر میں بیٹھ رہنا آدمی کو موت سے نہیں بچا سکتا اور موت سے بھاگنا اسکو عاجز نہیں کرتا کسی ذیحیات کو
مرنے سے چارہ نہیں جو مقتول نہو گا ویسے مریگا مگر عمدہ موت مرد کے لئے وہی ہے کہ معرکہ میں قتل ہو قسم ہے اُس خدا عزوجل کی کہ علی کی جان اُسکی قبضۂ قدرت میں ہے کہ تلوار کی ہزار
ضرب مجھ پر آسان ہے بستر پر پڑکر ایکبار مرنے سے بار الٰہا طلحہ نے میری بیعت کو توڑا اور قتل عثمان سے باوجود اسکے کہ خود اس کا مرتکب ہوا مجھے متہم کرتا ہے خدایا تو اُسکو مہلت نہ
دے پروردگارا زبیر میرے اقرباء سے ہے بجائے صلہ رحم کے اُسنے قطع رحم کیا اور میری بیعت کو توڑ ڈالا اور میرے دشمن یعنی طلحہ کا معاون و مددگار ہوا تو اُسکے شر کو مجھسے کفایت
کر یہہ کہکر لوگوں کو اذن خروج دیا اور امالی میں ہے کہ اُسوقت ابو مسعود عقبہ بن عمر اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین جو ثواب کہ مسجد رسولخدا میں نماز پڑھنے اور قبر اور منبر مبارک
کے درمیان جلوس کرنے سے آپ کو ہوگا وہ شام و عراق کی فتح سے زیادہ ہے اور جو اہل بغی و عناد و بانیان جور و فساد کی سرکوبی ہی مدنظر ہے تو کسی کو حکم کیجئے کہ اس مہم کو
آپکے کفایت کرے عمر کو مہم قادسیہ پیش آئی تھی سعد وقاص نے اُسکو انجام دیا جنگ نہاوند کو حذیفہ بن یمان نے سر کیا شستر کو ابن موسیٰ نے فتح کیا شام کا جھگڑا خالد
بن ولید نے چکایا اور جو لابد آپ بنفس نفیس تشریف لیجاتے ہیں تو اپنے یاروں میں جگر لور نظر سے کسیکو یہاں چھوڑیں کہ بجائے آپکے ہمارے درمیان رہے اور اُسکے دیدار سے ہمیں آپکی یاد
تازہ ہوتی رہے۔ پس قیس بن سعد عبادہ انصاری اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین آپ ہمارے درمیان بمنزلہ ماہ منیر و نجم مستنیر کے ہیں آپ کی بدولت ہم ہدایت پاتے
ہیں اور سختیوں میں تمہاری طرف پناہ لیجاتے ہیں اگر اس ملک سے آپ قدم باہر نکالیں گے تو ہمیں شک نہیں کہ یہہ نواح تیرہ و تار ہو جائیگا مگر ہمیں بھی کلام نہیں کہ اگر معاویہ کو
آپ اُس کے حال پر چھوڑیں گے تو وہ آرام سے نہ بیٹھے گا یمن و مصر میں مفسدہ برپا کرے گا اور عراق تک دست طمع پھیلائیگا اُس کے ساتھ اہل یمن سے وہ لوگ ہیں جو
عثمان کے خون کے طلبگار ہیں اور علم و یقین کے مقام پر اُنہوں نے گمان و شک پر اکتفا کر رکھا ہے اور صلاح و سداد کی عوض شر و فساد کو اپنا شعار بنایا ہے پس مصلحت وقت
یہی ہے کہ اول عراق کا قضیہ پاک کرکے آپ شام کا قصد فرماویں اور معاویہ کو اس طرح دبائیں کہ راہ آمد و شد نفس اُسپر بند ہو حضرت نے فرمایا اے قیس تونے مختصر کلام کیا اور
خوب کیا چونکہ امیر المومنین کو اندیشہ تھا کہ مبادا فتنہ پرداز کوفہ پہنچکر اہل کوفہ کو اغوا کریں اور میری اعانت سے مانع آئیں بنابریں جلد تو سو مرد اہل مدینہ سے جنھوں نے
آپکی نصرت پر کمر باندھ رکھی تھی ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور قصد کیا کہ اُنکو راستہ میں روکیں اور منزل مقصود تک پہنچنے دیں احمد بن اعثم کوفی کہتا ہے کہ کل چھ ہزار شخص اہل مدینہ سے
آپکی ہمراہ ہوئے بہرکیف سہل بن حنیف انصاری کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور قثم بن عباس کو امارت مکہ پر سرفراز فرمایا اور خود متوجہ عراق ہوئے بروایت اول سعد وقاص و اسامہ
بن زید و محمد بن مسلمہ و عبداللہ بن عمر وغیرہ نے اس شرکت سے انکار کیا سعد نے کہا کہ جب تک مومن و کافر ممتاز نہونگے میں اپنی تلوار کو میان کیئے رہونگا اُسامہ نے کہا میں کلمہ
گویونکے ساتھ نہیں لڑ سکتا اس کے سوا اگر آپ ہاں شہر میں ہی جائیں تو میں ساتھ ہوں ابن مسلمہ نے کہا حضرت رسولخدا نے مجھکو تلوار عطا کی اور فرمایا جب مسلمانوں میں
نزاع ہو تو اپنے گھر میں بیٹھ رہنا عمار یاسر نے کہا امیر المومنین انہیں دور کریں عبداللہ تو بزدل و جبان ہے مرد میدان نہیں اور سعد کا حسود ہونا اس سے مانع ہے محمد بن مسلمہ
کے نزدیک آپ کا یہہ قصور ہے کہ اُسکا بھائی مرحب آپکے ہاتھ سے مارا گیا اور کہا ای ابن مسلمہ کیا ہم اُن لوگوں سے لڑنے نہیں جاتے جو اول ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ
ہوئے ہیں قسم بخدا کہ میں تو علی کے ساتھ ہوں وہ جدہر جائیں امیر المومنین نے اُنسے فرمایا اگر ابوبکر عمر سے کوئی بیعت کرکے توڑ ڈالتا تم اُس سے بھی لڑتے یا نہیں کہا ہاں فرمایا پھر میرے

ساتھ ان لوگوں سے لڑنے میں کس لئے پس وپیش کرتے ہو کہا ہم یہہ نہیں کہتے کہ آپ خطا پر ہیں یا آپ کو انکے ساتھ جنگ کرنا روا نہیں لیکن ہمکو اہلِ قبلہ کے ساتھ لڑنے میں شک ہے اُسوقت مالکِ اشتر کو غیظ آیا اور کہا امیر المومنین مجھے حکم دیں کہ ان نابکاروں کو ابھی قتل کروں حضرت نے اُنہیں خاموش کیا تو مالک گونہ آزردہ دل ہوکر وہاں سے اُٹھے مگر قیس بن سعد نے اُنہیں سمجھایا کہ اے مالک جو باتیں تم کہتے ہو کسکے دل میں نہیں اور کون نہیں کہہ سکتا لیکن ع ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد۔ تم جو کچھ تمہارے دل میں آتا ہے اسے ضبط نہیں کرتے اور زبان پر لے آتے ہو مقتضائے تسلیم یہہ ہے کہ بہرحال اپنے پیشوا وامام کے مطیع اور ہر صورت میں اُنکی مرضی پر راضی ہو مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ہمیشہ حکم کا امیدوار رہے اور اپنی طرف سے مداخلت کو جائز نہ جانے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس میں روایت کی ہے کہ جب لشکر نصرت اثر مدینہ سے باہر جا رہا تھا تو مغیرہ بن شعبہ ایک مقام پر کھڑا تھا۔ عمارؓ یاسر نے اُسے دیکھ کر کہا اے مغیرہ اس دعوت ہدایت میں داخل ہو کہ شرف سابقین حاصل کرے اور لاحقین تیری پیروی کریں کہا اے ابو الیقظان میں تمہیں اس سے بہتر بات بتلاتا ہوں عمارؓ نے کہا وہ کیا ہے کہا وہ یہہ ہے کہ ہم اپنے اپنے گھروں میں بیٹھیں اور جبتک یہ جھگڑے قضیے ختم ہوکر معاملہ بالکل صاف ہو دروازے بند رکھیں جب ظلمت جہل دور ہو جائے تو مستبصر وبینا ہوکر نکلیں عمارؓ نے کہا ہیہات یہ علم کے بعد جہالت ہے اور بصارت کے بعد کوری۔ اتنے میں امیر المومنین وہاں تشریف لائے اور عمارؓ ومغیرہ میں گفتگو سنکر فرمایا اے عمارؓ یہہ اعور تم سے کیا کہتا تھا بخدا قسم کہ اُس نے حق وباطل میں کبھی امتیاز نہیں کی اور دین سے اُسیقدر اختیار کیا ہے جو دنیا میں اُس کے کارآمد ہو اے مغیرہ تجھ پر افسوس آتا ہے کہ تو ہمارے شریک نہیں حالانکہ اس شراکت میں بے شبہ جنت ہے مغیرہ نے کہا امیر المومنین درست فرماتے ہیں لیکن میں اگر آپ کے ہمراہ نہیں تو آپکے دشمنوں کی بھی مدد نہ کرونگا القصہ امیر المومنین نے مدینہ سے نہضت فرمائی مقدمہ لشکر پر ابولیلی ابن عمر بن الجراح مقرر ہوا اور میمنہ پر عبداللہ بن عباس اور میسرہ عمر بن ابی سلمہ کے سپرد کیا اور دشمنوں کے طلب میں بہت جلد جلد راہ طے کرتے تھے۔ نیز مجالس میں ہے کہ منزل زبدہ سے لشکر نے کوچ کیا تو جماعت قائد عبداللہ بن خلیفہ طائی حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اُسے اپنے پاس بلایا عبداللہ نے بعد تقدیم ما وجب عرض کی کہ خدا کا شکر ہے کہ امر خلافت نے اپنے محل ومقام کی جانب مراجعت کی اور حق حقدار تک پہنچا۔ حاسد اس سے ناراض ہوں تو ہوں قسم بخدا کہ لوگ ہمیشہ محمدؐ وآل محمدؐ کے دشمن رہے ہیں اور انسے محاربہ ومقاتلہ کیا ہے حقتعالی نے انکی شر کو دفع کیا قسم بخدا کہ ہم حق رسولخدا کی حفاظت کریں گے اور آپ کیطرف سے آپکے دشمنوں سے لڑیں گے حضرت نے مرحبا کہکر اُسے اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اور چونکہ عبداللہ حضرت کے دوستوں اور ہواخواہوں میں تھا آپ مشورہ کے طور پر اُس سے دوست ودشمن کا حال پوچھنے لگے حتی کہ ابوموسی اشعری کا ذکر درمیان آیا عبداللہ نے کہا مجھکو اُنکی طرف سے اطمینان نہیں بعید نہیں کہ اگر مددگار اُسکو ملے تو آپکی مخالفت کرے حضرت نے فرمایا میں بھی اُسپر اعتماد نہ رکھتا تھا وہ اُن لوگوں کا معتقد ہے جنھوں نے مجھ پر پیش قدمی کی اور اُسکو عزت وحکومت بخشی بنابر آں میں چاہتا تھا کہ امارت کوفہ سے اُسکو معزول کروں مگر اشتر نے درخواست کی کہ رہنے دو میں نے بکراہت اسکو قبول کیا یہی گفتگو تھی کہ ایک سیاہی قبیلہ طے کے کوہستان کیطرف سے نمودار ہوئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بنی طے کے لوگ کچھ اسپ وشتر وبکریاں آپکے لئے لائے ہیں اور کچھ دیگر تحائف نذر کو لائے ہیں اور بعض دیندار اُنسے مسلح ہوکر خود بھی حضرت کی اعانت وامداد کے لئے حاضر ہوئے ہیں حضرت نے فرمایا حقتعالی اُنکو جزائے خیر دے راوی حدیث عبداللہ مذکور کہتا ہے کہ جب وہ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجھکو اُنکی ہیئت مجموعی بہت پسند آئی اور اُنکا کلام کرنا خوب معلوم ہوا عدی ابن حاتم نے کہ رئیس قبیلہ تھا کہا میں حضرت رسولخدا کے زمانے میں مشرف باسلام ہوا اور زکوۃ دی اور آنحضرت کی وفات کے بعد اہل ارتداد پر قربۃً الی اللہ جہاد کیا ہمنے سنا ہے کہ اہل مکہ سے کچھ لوگ آپ کی بیعت توڑ کر ارادہ مخالفت کا رکھتے ہیں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ اُنکے مقابلے میں حضرت کی اعانت وامداد بجا لائیں اب جو کچھ ارشاد ہو اُسکی تعمیل کو موجود ہیں حضرت امیر المومنین نے فرمایا خدا تمکو جزائے خیر دے تم بطوع ورغبت اسلام لائے مرتدوں پر جہاد کیا اور مسلمانوں کی نصرت کا ارادہ رکھتے ہو پھر سعید بن عبید بختری اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین بعض آدمی اپنے دل کی بات زبان سے

ادا کرنے پر قادر نہیں اور بعضے یہہ قدرت نہیں رکھتے اور بتکلف بیان کرنا چاہتے ہیں تو مبتلائے صعوبت و دشواری ہوتی ہیں خاموش رہتے ہیں تو غم جان گسل آرام نہیں لینے دیتا از آنجملہ ایک میں ہوں ؎ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ✤ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد - جس قدر آپ کی محبت اور ہواخواہی میرے دلمیں ہے زبان اُسکے بیان سے قاصر ہے پس اس بارہ میں سعی کرتا ہوں آپ سنیں میں ظاہر و باطن میں آپکا ولی خیرخواہ اور آپکے ساتھ دشمنان دین سے ہر موقع پر جنگ کرنیکو آمادہ ہوں میرا اعتقاد یہہ ہے کہ جو فضیلت اور رتبہ عالی حضور کو بباعث سابقہ اسلام و کثرت جہاد و قرابت رسولخدا حاصل ہے نہ سابقین سے کسیکو حاصل تھا نہ اب ہے میں کبھی آپسے جدا نہونگا جبتک کہ دشمنان دین پر آپ فتح پا دیں تا میں اپنی جان گرامی کو ان قدموں پر نثار کروں حضرت نے فرمایا رَحِمَکَ اللّٰہُ تیری زبان نے تیرا مافی الضمیر اچھی طرح ادا کیا حقتعالیٰ تجھے دنیا میں صحیح و سالم رکھے اور آخرت میں درجات عالیات بہشت عطا کرے عبداللہ کہتا ہے کہ اور لوگوں نے بھی گفتگوئیں کیں مگر مجھکو ان دو عزیز کے سوا کسیکا کلام یاد نہیں رہا پس اُس منزل سے حضرت نے کوچ کیا اور بزرگان و بہادران بنی طے سے چھہ سو مرد آپکے ہمراہ ہوئے منزل ذی قار[1] پر پہنچے تو وہاں قیام کیا عثمان بن حنیف والے بصرہ نے بصرہ سے آکر یہی مقام پر شرف دست بوس حاصل کیا اور بقولے یہاں سے ایک آدمی مدینہ کو روانہ کیا کہ کل اسباب سامان آپکا لشکر گاہ میں لے آوے اور ارادہ کیا کہ پھر یثرب کو مراجعت نہ کریں کیونکہ خاطر اشرف اُس ملک سے ازبس آزردہ ہوگئی تھی

جناب امیر المومنینؑ کا کوفہ سے لشکر طلب فرمانا اور ابوموسیٰ اشعری کا مانع آنا اور نیز دیگر واقعات اُسوقت تک کے جبتک جنگ جمل شروع ہوئی

جب لشکر منصور زبدہ میں مقیم تھا تو امیر المومنینؑ نے محمد بن جعفر طیار و محمد بن ابوبکر کو ایک خط بدینمضمون دیکر روانہ کوفہ کیا کہ امابعد میں تمکو قتل عثمان سے اس طرح آگاہ کرتا ہوں گویا تمنے اپنی آنکھ سے اسکا مشاہدہ کیا لوگوں نے اُسپر طعن تشنیع شروع کی میں مہاجرین سے ایک مرد تھا سب سے زیادہ اُسکو پند و نصیحت کرتا اور سب سے کم اُسپر غضبناک ہوتا طلحہ و زبیر کا آہستہ چلنا بھی اس راستہ میں تیز دوڑنے سے کم نہ تھا اور اُنکی نرم آواز بھی زور سے چیخنے پر فوقیت رکھتی تھی - عائشہ اُسپر سب سے زیادہ غضبناک تھی حتے کہ لوگوں نے جمع ہوکر اُسے مقتول کیا پھر محض برضا و رغبت بلا اجبار و اکراہ مجھسے بیعت کی سب سے پیشتر طلحتین نے اس غرض کے لئے ہاتھ دراز کئے بعد چندے عمرہ کے حیلے سے مجھسے رخصت لیکر مکہ کو گئے اور عہد شکنی و نکث بیعت کرکے عائشہ کو ساتھ لیکر بصرہ پر چڑھائی کی پس تمکو چاہئے کہ اپنے امیر و امام کے پاس حاضر ہوکہ دشمنان دین پر جہاد کریں جب یہ دونو محمد نامہ لیکر کوفہ پہنچے اور کوفیوں نے مضمون خط پر اطلاع پائی تو ابوموسیٰ اشعری والئے کوفہ کے پاس مشورہ کیلئے جمع ہوئے ابوموسیٰ یہہ سنکر بہت غیظ میں آیا اور ممبر پر جاکر بکمال بے حیائی گویا ہوا کہ علیؑ و طلحہ زبیر طالبان حکومت و ریاست ہیں جو طالب دنیا ہو اُن کے ساتھ ہوا اور جسے آخرت مطلوب ہے چاہئے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور گوشۂ عافیت کو غنیمت جانے کسلئے کہ رسولخدا نے مجھے اس فتنہ کی خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ اُسوقت مسلمانوں کو چاہئے کہ تلواریں لکڑی کی بنالیں اور ہرگز جنگ و جدل کے پاس نہ جائیں یہا ممبروں کو یہہ باتیں بہت شاق گزریں اور محمد بن جعفر نے ابوموسیٰ سے سخت و درشت کلام کئے مگر اہل کوفہ کو کہ اس گمراہ کے اغوا سے متوقف ہوگئے تھے کچھ اثر نہ کیا مجبور دونو نے مراجعت کرکے منزل ذی قار پر حضرت کیخدمت میں ماجرے بیان کیا ابومخنف نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے زبدہ میں نزول کیا تو ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو ابوموسیٰ کے پاس کہ امیر کوفہ تھا روانہ کیا کہ افواج کوفہ کو حضرت کیخدمت میں حاضر کرے اور اُسکو خط لکھا کہ میں تیرے پاس ہاشم بن عتبہ کو بھیجتا ہوں جسوقت وہاں پہنچے مسلمانان کوفہ کو ہمراہ لیکر اس طرف متوجہ ہو تاکہ ہم اُن لوگوں کیطرف روانہ ہوں جنھوں نے میری بیعت کو توڑا اور میرے شیعوں کو قتل کیا اور اسلام میں فتنۂ عظیم برپا کیا ہاشم نے کوفہ پہنچکر ابوموسیٰ کو خط دیا اور زبانی پیغام بیان کیا مگر اُس بے سعادت نے نہ تنہا تعمیل ارشاد اُس جناب سے انکار کیا بلکہ ہاشم کو قید و اسیری کی دہمکی دی ہاشم نے یہ حال حضرت امیر المومنینؑ کیخدمت میں لکھا اُسکا خط بھی

لے

[1] ذی قار بصرہ کی قریب ایک موضع ہے جہاں اسلام سے پہلے عرب اور اہل فارس میں لڑائی ہوئی اور عرب غالب آئے تھے ۱۲ سراج ابن ہیثم بحرانی۔

منزل ذی قار میں وصول درگاہ ہوا حضرت ابوموسیٰ کے اس تمرد و نافرمانی سے متعجب تھے اُسوقت لشکر امیر المومنینؑ میں بموجب روایت معتبر کل تیرہ سو آدمی تھے اور لشکر مخالف بصرہ میں اس سے بمدارج زیادہ تھا جب کوفہ سے یہہ اخبار موصول ہوئی تو اصحاب دل شکستہ ہوگئے مجالس شیخ مفیدؒ میں ایک مرد بنی تمیم سے روایت ہی کہ اُس نے کہا ہم ذی قار کے مقام پر علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ تھے اور اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت سے خیال کرتے تھے کہ انکا ایک لقمہ ہیں میں نے اُسوقت حضرت امیر المومنینؑ کو سنا کہ کہتے تھے کہ ہم اس فرقہ پر البتہ فتح پائینگے اور یہہ دو مرد یعنے طلحہ زبیر اور انکا لشکر مقتول و مخذول ہونگے میں یہہ سنکر عبداللہ بن عباس کے پاس آیا اور کہا دیکھتے ہو کہ تمہارے ابن عم کیا کہتے ہیں اُنھوں نے کہا انجام خود معلوم ہوجائیگا جلدی کیا ہی پس جبکہ جنگ جمل کا قضیہ طی ہوا اور امیر المومنینؑ نے فتح پائی میں پھر ابن عباسؓ سے ملا اور کہا علیؑ درست فرماتے تھے اُنھوں نے کہا ای شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایسے عہد اُنسے کئے ہیں جو کسی صحابی سے نہیں کئے بعید نہیں کہ یہہ پیشین گوئی بھی انہیں عہدوں سے ہو وفیہ مجالس میں منقول ہی کہ انہیں ایام میں راحت جان مصطفےؐ و مرتضےٰ امام حسن مجتبےٰؑ نے مضطرب الحال پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ بگزارش کلمات مصلحت و خیرخواہی چند بار مکلف خدمت ہوا ہوں مگر قبول نہیں ہوا اوّل جب عثمان محصور تھا اور لوگ اُسکی قتل کے درپے تھے تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ اس مجمع سے علیحدہ ہوجائیں اور جبتک معاملہ یکسو ہو مکہ میں قیام رکھیں دوسرے جب طلحہ و زبیر نے مخالفت کی تو میری یہہ رای ہوئی کہ انکا تعاقب نہ کیا جائی اگر اُمت نے آپ پر اتفاق کیا تو بہتر ورنہ بہرحال رضائی خدا تعالیٰ پر راضی ہیں اسی طرح اب کہتا ہوں کہ اس لشکر قلیل کے ساتھ عراق کا قصد کرنا قرین مصلحت نہیں حضرت نے بعد کلمات تسلی و دلاسا اپنی نور دیدہ سے فرمایا کہ جب میں عثمان کے قتل اور اُس کے محاصرے میں شریک نہ تھا تو مجھے اِس سے کیا اندیشہ ہی اور مکہ میں قیام کرنا سو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سی حرمت خانۂ کعبہ میں خلل آوی اور قصد عراق اسلئے ترک نہیں ہوسکتا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ مخالف مجھکو بے دست و پا دیکھکر گھر میں دبالیں بلکہ جبتک ناصر و مددگار ملینگے ضرور دشمنان دین پر جہاد کرونگا ای فرزند جب تمہاری نانا رسول خدا نے رحلت کی ہی یہہ ستم رسیدہ برابر مبتلاء بلا و آفات رہا ہی اور ہمیشہ ہمارا حق غیروں کے ہاتھ میں مغصوب رہا راوی حدیث طارق بن شہاب جب اسکو بیان کرتا رونے لگتا تھا ابو مخنف لکھتا ہے کہ علی علیہ السلام ذیقار میں فروکش تھے تو عائشہ نے حفصہ کو مدینہ لکھا کہ علیؑ خائف و ترساں ذیقار میں پڑے ہیں ہمارے لشکر کی کثرت سے یارا نہیں کہ آگے قدم بڑہائیں یا پیچھے کو لوٹ جائیں مثل اسپ اشقر کے کہ آگے بڑھتا ہی تو نحر کیا جاتا ہی پیچھے ہٹتا ہی تو پے ہوتا ہے ۔ حفصہ نے مضمون خط کو مقفّیٰ کرکے اپنی لونڈیوں کو دیا دف بجاتیں اور ان بیہودگیوں کو اسپر گاتی تھیں دختران طلقاء اس سرود کے سُننے کو جمع ہوگئیں امّ کلثومؑ دختر امیر المومنینؑ نے یہہ سُنا کپڑے میں اپنا سر اور مونہہ ڈھانپ کر اُس مجمع میں داخل ہوئیں اور بیچمیں جاکر پردہ اُٹھایا حفصہ بہت شرمندہ اور پشیمان ہوئی امّ کلثوم نے کہا تمہاری یہہ امور بعید نہیں اگر آج امیر المومنینؑ سے اس طرح پیش آئیں تو کیا تعجب ہے کل انکے بھائی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کے ساتھ تمہارے ایسے ہی سلوک تھے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے تمہارے مقدمہ میں آیات قرآنی نازل کیں حفصہ نے اُس خط کو پھاڑ ڈالا اور استغفار کی سہل بن حنیف والی مدینہ نے اسباب میں یہہ اشعار کہے ؎ عَذَرْنَا الرِّجَالَ بِحَرْبِ الرِّجَالِ + فَمَا لِلنِّسَآءِ وَمَا لِلسِّبَابِ + اَمَا حَسْبُنَا مَا اَتَيْنَا بِهٖ ∴ لَكِ الْخَيْرُ مِنْ هَتْكِ ذَاتِ الْحِجَابِ + وَمَخْرَجُهَا الْيَوْمَ مِنْ بَيْتِهَا + يُعَرِّفُهَا الذَّنْبَ نَبْحُ الْكِلَابِ + اِلَى اَنْ اَتَانَا كِتَابٌ لَهَا + مَشُوْمٌ فَيَا قُبْحَ ذَاكَ الْكِتَابِ + یعنی ہم نے مردوں کو مردوں کی لڑائی میں معذور سمجھا ۔ عورتوں کو کیسی بدی کرنے سے کیا کام اے حفصہ یہہ کافی نہیں کہ ہمنے تجھکو خبر دی کہ اُس پردہ والی یعنی عائشہ نے اپنا پردہ ہتک کیا ۔ اور اُسکی گھر سے نکلنے کی خبر کتوں کا بھونکنا اُسکو اُسکے گناہ کو بتلاتا تھا پس یہہ تمام امور تجھکو کافی نہوئے حتی کہ اُسکا ایک منحوس خط آیا پس کیا ہی بُرا ہی وہ خط ۔ القصہ جب قاصدان امیر المومنینؑ بوجہ شرارت ابوموسیٰ کوفہ سے بے نیل مرام واپس آئے تو حضرت نے اپنی فرزند دلبند امام حسنؑ کو مع عمار یاسرؓ و قیس بن سعد عبادہؓ اس طرف کو روانہ کیا اور ابوموسیٰ کو لکھا کہ میں نے تجھکو اس شہر کی حکومت اسلئے دی تھی کہ اپنا نفاق پوشیدہ عیان کرکے لوگونکو میری اعانت سی باز رکھے ملخص سخن یہہ کہ بمجرد پہنچنے اس مکتوب کے اپنے آپکو اس کار سی علیحدہ جانو اور کوفیوں کو لکھا اما بعد

میں جو اپنے گھر سے نکلا ہوں دو حال سے خالی نہیں یا ظالم ہوں یا مظلوم یا خود باغی ہوں یا مجھ پر بغاوت کی گئی ہے جسکو یہہ میرا خط پہنچے چاہئے کہ میرے پاس حاضر ہو اگر مظلوم پائے
تو شرائطِ اعانت و امداد بجا لائے ورنہ مجھکو عتاب کرے اور نا مشروع کار سے مانع آئے حضرت امام حسنؑ مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوئے اہلِ کوفہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو بقصدِ
استقبال شہر سے نکلکر موضع قادسیہ میں شرفِ دست بوس سردارِ جوانانِ بہشت حاصل کیا شہر میں داخل ہوئے تو تمام شہر کا صغیر و کبیر برنا و پیر شوقِ زیارتِ فرزندِ بشیر و نذیر میں جمع
ہوگیا ابو موسیٰ بھی حاضر ہوا عمار یاسرؓ اور قیسؓ بن سعد نے مکتوبِ امیر المومنینؑ کو سب کے سامنے قرات کیا پھر امامِ عالیمقام بقصدِ خطبہ استادہ ہوئے تمیم بن حذلم ناجی کہتا ہے کہ میں
اُس ہنگامہ میں موجود تھا امام حسنؑ کا عنفوانِ شباب اور اس انبوہِ کثیر میں اُنکا خطبہ کا پڑھنا مجھکو کمال اندیشہ تھا اور تمام مجمع کی آنکھیں آنحضرت کیطرف لگی ہوئی تھیں اور
کہتے تھے خداوندا ہمارے نبی کے نواسے کی زبان کو گویا کر کہ یکایک آپ کھڑے ہوئے اور چونکہ طبیعتِ مبارک اُن ایام میں علیل تھی دونو ہاتھوں سے عصا پر تکیہ کرکے حمد و
ثناءِ الٰہی اور درود حضرتِ رسالت پناہی کو بڑی فصاحت و بلاغت سے ادا کیا پھر فرمایا ایہا الناس جو کچھ میں کہونگا تمکو آگے سے معلوم ہے امیر المومنین علی بن ابیطالب اَرْشَدَ اللّٰہُ
اَمْرَہٗ وَاَعَزَّ نَصْرَہٗ نے مجھکو بھیجا ہے کہ میں تمہیں راہِ راست و طریقِ مستقیم کیطرف دعوت کروں اور راہِ خدا میں جہاد کرنے کی طرف رغبت دلاؤں اسکا نتیجہ ہر چند تمہیں نظر بدنیا
دوں مکروہ و مذموم معلوم ہوگا مگر فردائے قیامت انشاء اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے مسرور و محظوظ ہوگے تم جانتے ہو کہ علیؑ وہ شخص ہیں جنہوں نے سالہا سال رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
کے ساتھ تنہا نماز پڑھی اور دس سال کے سن میں آنحضرت کی تصدیق کی تمام غزوات میں ملازمِ رکابِ جنابِ رسالتمآب رہے اور رضائے خدا و اطاعتِ رسولِ خدا میں جو سعی و کوشش
اُنہوں نے کی ہے اسلام میں ہر ادنے و اعلےٰ اُنسے واقف ہے رسولِ خدا ہمیشہ اُنسے راضی و خوشنود رہے حتیٰ کہ اُنکے ہاتھوں میں رحلت فرمائی پھر جسنے تنہا اُس جناب کو غسل دیا اور زرہ
مدد کرتے اور فضل بن عباس پانی لاتے تھے وہ امیر المومنینؑ ہی ہیں اُنہوں نے آنحضرت پر نماز پڑھی اُنہوں نے اُنکو قبر میں اُتارا اُنہوں نے اُنکے قرضوں کو ادا اور وعدوں کو وفا کیا اُنکے
سوا اور فضائل و مناقبِ جنابِ مرتضوی مشہور نزدیک و دور ہیں باوجود اس تمام کے وہ خود خواستگارِ خلافت نہیں ہوئے لوگ اُس جناب پر اِس طرح جمع ہوگئے جیسے شترانِ
تشنہ چشمۂ آب پر اور بطوع و رغبت بیعت کی اب چند کسوں نے اُنسے بلا کسی حدث کے کہ آپسے سرزد ہوا ہو محض از راہِ حسد و عداوت اس عہد کو توڑ ڈالا اور درپے فساد ہیں بندگان
خدا تمکو لازم ہے کہ تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار کرو اور صبر و استقلال کے ساتھ خدائے متعال سے طلبگارِ اعانت ہو اور جو کچھ امیر المومنینؑ تم سے چاہتے ہیں اُسکے لئے آمادہ و تیار ہوجاؤ
حقتعالیٰ دشمنانِ دین کے ساتھ جہاد کرنے میں ہماری اور تمہاری اعانت کریگا میں یہہ کہتا ہوں اور تمہاری اور اپنے لئے اُس جل شانہ سے طلبگارِ مغفرت ہوں راویِ حدیث تمیم حذلم مذکور
کہتا ہے جو کچھ خطبہ شریف سے مجھکو یاد رہا وہ اُس سے بہت کم ہے جو بھول گیا پس عمار یاسرؓ اُٹھے اور کہا اے اہلِ کوفہ ہر چند ہمارے اجسام تمسے غائب تھے مگر ہمارے اخبار تمکو برابر پہنچتے رہے طلحہ و زبیر نے
سب سے پہلے عثمان پر طعن شروع کئے اور تمام سے پیشتر علیؑ کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا جب اس سے اُنکو دنیا حاصل نہوئی جو اُنکا مطلوب و مقصود تھا تو بلا کسی عذرِ شرعی کے بیعت کو
توڑ دیا - فرزندِ رسولِ خدا اور جماعت مہاجرین و انصار تمکو اپنی نصرت کے لئے طلب کرتے ہیں اُنکی مدد کرو کہ خدا تمہاری مدد کرے پھر قیس بن سعد اُٹھے اور کہا ایہا الناس اگر امرِ خلافت
شوریٰ میں بھی قرار نہ پاتا تب بھی علی علیہ السلام باعث اپنی سابقہ و علم و ہجرت کے سب سے اولیٰ و احق تھے اور اُنکو مخالف سے جہاد کرنا حلال تھا چہ جائیکہ طلحہ و زبیر پر حجت تمام ہوچکی
اُنہوں نے امیر المومنینؑ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اب حسد کی راہ سے چاہتے ہیں کہ عہد شکنی کریں جب نوبتِ کلام اس مقام تک پہنچی تو خطبائے کوفہ شریح بن ہانی وغیرہ اُٹھے اور کہا قسم بخدا کہ
ہم عثمان کے قضیہ کی تحقیق کے لئے مدینہ کا ارادہ رکھتے تھے احسانِ الٰہی ہے کہ ہمیں پر سارا حال معلوم ہوگیا ہمکو امیر المومنینؑ کی اطاعت بدل و جان منظور ہے اُنکی دعوت کو بسر و چشم
قبول کرتے ہیں اگر وہ ہم سے طالبِ نصرت نہوتے تب بھی لازم تھا کہ اپنی سعادت جانکر ہمراہِ رکاب آنجناب کے ہوتے روضۃ الصفا میں ہے کہ ابو موسیٰ چونکہ اہلِ فتنہ و بغاوت
کے ساتھ سازش رکھتا تھا یہہ صورت دیکھ کر گھبرایا اور جانا کہ محنت و کوشش رائگاں جاتی ہے پس منبر پر گیا اور کہا ایہا الناس ایک گروہ صحابِ رسول اللہ سے مثل عبد اللہ

خطبۂ امام حسنؑ

خطبۂ عمارؓ

بن عمر و سعد بن ابی وقاص و محمد بن مسلمہ و اسامہ بن زید وغیرہ اس فتنہ میں ملتزم ہوئے ہیں کہ گھر سے باہر قدم نہ نکالیں اور طریقہ یہ ہے کہ کسی کی اعانت و امداد نہ کریں یہہ لوگ جو بصرہ میں جمع ہیں تمہارے مسلمان بھائی ہیں انکے خون و مال خدا تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے تمہیں چاہیے کہ ہتھیار رکھدو اور ہرگز برادران مسلم سے جنگ کا ارادہ نکرو قعقاع بن عمرو نے کہا خلقت کو بدون ایک حاکم ضابطہ کے چارہ نہیں کہ اُسکے حسن انتظام سے امور جمہور منتظم ہوں اور اُسکے ظل حمایت میں اُنکی حاجات روا ہوویں اس زمانہ میں مستحق اس منصب جلیل کا سوائے علی ابن ابیطالب کے کوئی دوسرا نہیں ؎ مرتضےٰ اندر میان کس نمے جوید امیر ✿ آفتاب اندر سما کس نمے جوید سہا - وہ تمکو راہ راست کی طرف دعوت کرتے ہیں کہ تمہاری امداد سے تمام مسلمانوں کے امور میں اصلاح پذیر ہوں مصلحت یہہ ہے کہ ہرگز سستی نہ کرو اور اُس بزرگوار امام ابرار کی مدد کرو عبید بن حجیر نے کہا اے ابوموسیٰ طلحہ زبیر نے علی کی ہاتھ پر بیعت کی یا نہیں کہا کی - عبید نے کہا پھر علی علیہ السّلام سے کوئی امر ایسا سرزد ہوا ہے جس سے انکی ساتھ نقض بیعت کرنا مباح ہو کہا یہہ مجھے معلوم نہیں عبید نے کہا تو ہمیں چاہیے کہ تجھ سے مفارقت کریں جبتک تجھے اسکا علم ہو امام حسن نے فرمایا اے ابوموسیٰ جبکہ تو علی کی بیعت سے نکل گیا اور اُنکی خلاف لوگوں کو ترغیب کرتا ہے تو تجھے ممبر سے کیا نسبت اب خلعت خلافت اُنکے زیب بدن ہے اور ممبر امامت اُنکے وجود ذیجود سے مزین ہے تو اس مقام رفیع سے نیچے اتر **مثنوی** تو ندانی کہ برتر مقام تو نیست ✿ فروتر نشین یا برو یا بایست بجائے بزرگان دلیری مکن چو سر پنجہ ات نیست شیری مکن ابوموسیٰ خجل و شرمندہ ہو کر نیچے اُتر آیا اُسوقت عمار یاسر و صعصعہ بن صوحان نے بہم فضائل و مناقب حضرت مظہر العجائب و الغرائب بیان کئے زید بن صوحان نے تمام خطوط جو عائشہ نے رؤسائے کوفہ کے نام لکھے تھے دکھلا کر کہا کہ عورتوں کو جنگ سے کیا نسبت اُنکو حکم ہے کہ گھر میں بیٹھیں چرخہ گردانی میں مصروف ہوں علی الخصوص ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کو بمفاد آیہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ زیادہ تر خانہ نشینی و پردہ گزینی کی تاکید کی گئی ہے لشکر کشی و دشمن کشی و دفع اہل فتنہ و فساد و ادائے مراسم جہاد مردوں کا فرض ہے تعجب ہے کہ عائشہ ہمکو وہ حکم کرتی ہے جو اُسکو نہیں کیا گیا اور آپ ہمارا کام اختیار کر رکھا ہے حجر بن عدی نے انکی تائید کی تھی کہ کوفیوں سے آوازیں بلند ہوئیں اے قرۃ العین رسولخدا تمہارا حکم قبول ہے اور اعانت امیر المومنین کے لئے ہماری جان و مال حاضر و موجود ہیں نیز روضۃ الصفا میں ہے کہ جب امام حسن مع عمار و قیس کے کوفہ کو روانہ ہوئے تو مالک اشتر نے معروض ایجناب مرتضوی کیا کہ جبتک ابوموسیٰ بزجر و قہر امارت کوفہ سے معزول نہوگا اور اہل کوفہ کے سامنے اُسکی اہانت و تذلیل کما ینبغی نہ کیجائے گی تب تک وہ اپنی حرکات ناہنجار سے باز نہ آئیگا اور ممکن نہیں کہ کوفہ سے اُسوقت تک خاطر خواہ مطلب برآری ہو امیر المومنین نے مالک کو اجازت دی کہ کوفہ کو جائے اور حتی الامکان ابوموسے کی سرکوبی میں سعی کرے مالک اشتر حسب الارشاد روانہ ہوئے شہر کوفہ میں پہنچے تو سنا کہ امام حسن مع عمار و ابوموسیٰ و اکثر اشراف شہر کے مسجد اعظم میں جمع ہیں اور رشتہ کلام جانبین سے دراز ہو کر ابوموسیٰ مجمع عام میں رسوا و خوار ہو رہا ہے - مالک اس خبر کے سننے سے خوش ہو کر دار الامارہ میں پہنچے جہاں ابوموسیٰ بمنصب امارت قیام پذیر تھا مالک نے اُسکے غلاموں کو خوب لتکوب کیا اور وہاں سے نکال دیا وہ روتے چلاتے با سر و روئے خون آلودہ مسجد میں گئے اور ابوموسے سے ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص اس شکل و صورت کا مثل بلائے بے درمان ہم پر نازل ہوا اور ضرب شلاق سے ہمکو اس حال کو پہنچایا اگر جلد خبر نہ لیجیگا تو جملہ اسباب و سامان مکان کا نشان نہ ملیگا ابوموسیٰ باختہ حواس باحال پریشان افتان و خیزان اپنے قیام گاہ کو گیا اور اہل کوفہ کو جو خبر قدوم اشتر کی معلوم ہوئی باشتیاق تمام اُنکی ملاقات کو دوڑے جب ابوموسیٰ مالک اشتر کے سامنے آیا تو بہت خشمناک ہو کر اُس سے کہا کہ تو یہاں کیا کرتا ہے یہہ مکان سلطان زمان امیر مومنان علیہ السّلام سے متعلق ہے چونکہ تو اُس جناب کی اطاعت سے کنارہ کش ہے چاہیے کہ اسیوقت یہاں سے نکل جائے اس نے کہا ایک روز کی اجازت دو کہ اور مکان تلاش کر کے چلا جاؤں مالک اشتر نے کہا لَا وَاللہِ یہہ ہرگز نہوگا تجھے ایک دم کی مہلت نہیں یہہ کہکر حکم دیا کہ تمام اسباب اُس کا باہر نکال پھینکدیں اس حکم کی فی الفور تعمیل ہوئی اور سب اثاث البیت پھینکدیا گیا چنانچہ چند چیزیں اُس سے تلف بھی ہو گئیں پس بشفاعت بعض احباب ایک روز کی اجازت دی اگلے دن ابوموسیٰ ایک مکان لیکر اُسمیں چلا گیا اور دروازہ بند کر کے اُسمیں منزوی ہو گیا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ مجلسی نے نقل کیا ہے کہ

خطبۂ امیر المومنین علیہ السلام

دوسرے روز زید بن صوحان کوچہ ہائے کوفہ میں گردش کر کے لوگوں کو خروج کی ترغیب دیتا تھا اور با آواز بلند کہتا پھرتا تھا ایہا الناس سیروا الی امیر المومنین وانفروا
الیہ اجمعین تصیبوا الحق راشدین اے اہل کوفہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو اور تمام اس سعادت میں شارکت کرو کہ بے اندیشہ حق کو پہنچ گے تیسرے روز نو ہزار آدمی لبسر
کردگی قعقاع بن عمر و ہند بن عمرو ہیثم بن شہاب زید بن صوحان و مسیب بن نجبہ و یزید بن قیس و حجر بن عدی و ابن مخدوج و مالک اشتر کوفہ سے نکلکر ہمرکاب حضرت امام حسن متوجہ لشکرگاہ
امیر المومنین ہوئے اور موافق ایک روایت کے اُس روز صرف سات ہزار آدمی ہمراہ امام ابرار برآمد ہوئے مگر اُس سے تیسرے روز مالک اشتر بارہ ہزار کو فیونکے ساتھ حاضر درگاہ ولایت
پناہ ہوئے اور نیز تین ہزار مرد اہل بصرہ قبیلہ ربیعہ سے طلحہ زبیر کے ہاتھ سے خلاص ہو کر شامل لشکر ظفر پیکر ہوئے امیر المومنین نے خیمہ گاہ سے نکلکر لشکر کوفہ کا استقبال کیا اور اُنکی ملاقات
سے اظہار مسرت و شادمانی فرمائی پھر کھڑے ہوئے اور ایک خطبۂ طولانی ادا کیا حاصل اسکا یہ ہے کہ ایہا الناس ہم اہلبیت عصمت و طہارت ہیں سلطان رسالت و معدن کرامت
یعنی جناب ختمی مآب سے جو اُمت کے لئے مایۂ فخر و مباہات ہیں سب سے زیادہ قرابت قریبہ رکھتے ہیں آپ کی رحلت کے بعد مدت ہائے دراز تک مورد مصائب و آلام رہے کہ برائے
رضائے حق سبحانہ تعالی بخوف تفرقۂ اُمت صبر و سکون کے ساتھ اُنکی برداشت کرتے رہے اب ایک مدت دراز کے بعد حقتعالی نے ہمارے حقوق کو ہماری طرف رد کیا تو طلحہ
زبیر کی حسد کی آنکھ اسکو نہ دیکھ سکی ایک سال بلکہ ایک ماہ بھی وہ صبر نہ کر سکے اور سابقین کیطرح ہمارے حقوق غصب کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اختلاف اُمت سے خوف
نہ کیا بصرہ پر چڑھ گئے اور فساد عظیم برپا کیا بیت المال کو لوٹ لیا اور میرے عامل عثمان بن حنیف کو بمکر و غدر گرفتار کر کے اہانت و ایذا پہنچائی اور صدہا مسلمانان پاک ایمان کو
بے جرم و عصیان تہ تیغ کیا زیادہ تر اُنکی گمراہی کے باعث معاویہ کے خطوط ہوئے جو اُس نے فریب ہی کے لئے شام سے لکھے تعجب ہے کہ طلحہ زبیر ابوبکر عمر کے ساتھ باطاعت
پیش آتے رہے اور میرے ساتھ کہ اُنسے کیطرح کم نہیں اس قدر جلد بغاوت پر آمادہ ہوئے عوام کے سامنے طلب خون عثمان کا حیلہ کرتے ہیں حالانکہ اُسکے قاتل وہ خود ہیں چاہیے
کہ اپنی ذات سے اُسکا خون طلب کریں **مولف** کہتا ہے کہ روایات سابقہ کے ملاحظہ سے ناظرین پر روشن ہوا ہو گا کہ طلحتین خاصکر طلحہ راس و رئیس قاتلان عثمان
اور اس واقعہ کے قالب میں بمنزلہ روح اور جان کے تھا اور چونکہ اسکو یقین تھا کہ ابن عفان کے بعد خلافت مجھکو ملیگی اس لئے حتی المقدور اس مقدمہ میں کوتاہی نہیں
کرتا تھا لوگوں کو اسپر ترغیب و تحریص کرتا اور خود بھی بجان و دل اسمیں شریک رہتا تھا مزید توضیح و تسکین کے لئے اس مقام پر اور چند روایتیں کتب اہل سنت سے
نقل ہوئی ہیں کہ انکو دیکھ کر گنجائش شک اس مقدمے میں باقی نہ رہے واضح ہو کہ ثقفی نے اپنی تاریخ میں سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ میں اپنے باپ کیو
جو نابینا ہو گیا تھا مسجد میں لئے جاتا تھا وہاں پہنچے تو صدائے شور و غوغا ہمارے کان میں آئی میرے باپ نے پوچھا یہ شور کیسا ہے مینے کہا لوگوں نے عثمان کے گھر کا محاصرہ
کر رکھا ہے یہ اُنکی آواز ہے اُس نے پوچھا اس مجمع میں قریش سے بھی کوئی ہے مینے کہا ہاں طلحہ بن عبید اللہ ہے کہا مجھکو اُسکے پاس لے چل جب وہاں آئے تو اُس نے
طلحہ سے کہا اے ابو محمد تم لوگونکو اس مرد عثمان کے قتل سے مانع نہیں آتے کہا اے ابو سعید تم اپنے گھر میں جا کر بیٹھو نعثل اس روز سے خوف نہیں کرتا تھا اور واقدی
مورخ معتبر اہلسنت نے عبداللہ بن مالک سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا مینے اپنے باپ سے سُنا کہ جب لوگوں نے عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا تو سب سے زیادہ سخت اس امر
میں طلحہ بن عبید اللہ تھا اُس نے تین زرہیں اور پانچ تلواریں مجھ سے مول لی تھیں عثمان کے قتل سے ایک یا دو روز پیشتر وہ زرہیں اور تلواریں اُسکے اصحاب خاص کو پہنے دیکھا
جو کہ ہر وقت اُس کے ساتھ رہتے تھے نیز واقدی کہتا ہے کہ صحابۂ رسول خدا سے عثمان پر عبد الرحمن بن عوف سے زیادہ کوئی شدید نہ تھا حتی کہ اُس نے انتقال کیا اور سعد بن
ابی وقاص سے زیادہ کوئی اس بارے میں شدت نہ رکھتا تھا حتی کہ عثمان نے رحلت کی اور ان سب سے بڑھکر اس معاملے میں طلحہ بن عبید اللہ تھا کیونکہ وہ اہل مصر وغیرہ کا
ماوی و ملجا تہا رات کے وقت یہ لوگ اُس کے گھر میں جمع ہوتے اور شورے کرتے تھے حتی کہ سب نے اتفاق کر کے اُس پر جہاد کیا اور امیر جنگ طلحہ تھا بیت المال کو اُس نے

قفل لگا دیا تھا اور نمازِ جماعت خود پڑھاتا تھا اُس نے اور اُس کے ہمراہیوں نے عثمان پر پانی بند کیا اور علی علیہ السلام کی شفاعت کو اُس تک پانی پہنچایا میں نہ مانا اور کہا
قسم بخدا کہ جب تک بنی اُمیہ اس حق کو اپنے سے علیحدہ نہ کریں گے یعنی خلافت سے دست بردار نہ ہونگے اُسوقت تک اُنکو دانہ پانی نہ ملیگا اسکے سوا اور بہت سی روایات کتبِ تاریخ
وحدیث میں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اسپر کہ بانی مبانی قتل عثمانی یہی طلحہ ہے اور زبیر چونکہ طلحہ سے غایت درجہ پر اتحاد و اتصال رکھتا تھا اور تعدد و سایہ کیطرح باہمدگر لازم وملزوم تھے
کسیطرح قتل عثمان سے بری نہیں ہوسکتا ہرچند کہ طلحہ کو تمنائی خلافت بیشتر اور اُسکی امیدیں قوی تر تھیں زیادہ تر ساعی و سرگرم اسکار میں یہی تھا - اسلئے اکثر روایات میں
اُس کا نام مذکور ہے تاہم زبیر کے ذکر سے بھی اخبار بالمرہ خالی نہیں جیسا کہ متتبع کتب تاریخ وحدیث پر مخفی نہوگا اور نیز تاریخِ واقدی سے منقول ہے کہ جب محاصرہ میں پانی عثمان پر
بند ہوا اور شدتِ تشنگی سے جان لبوں پر آئی تو عثمان نے سعید بن عاص کو زبیر کے پاس بطلبِ مدد بھیجا زبیر اُسوقت اپنے اصحاب کی ساتھ بمقام احجار زیت مقیم تھا جب سعید نے پیغام
پہنچایا تو زبیر نے اس آیت کو تلاوت فرمایا وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَمَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ اس آیہ میں حقتعالی کافروں کے
حال کی حکایت کرتا ہے کہ اُنکی اور اُنکی خواہشوں کے درمیان روک واقع ہوئی جس طرح کہ اس سے پہلے اُنکے شیعوں اور پیرووں کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا تھا تحقیق کہ وہ لوگ
بڑے شک میں گرفتار تھے اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زبیر حضرت عثمان کو خلیفہ تو کیا مسلمان بھی نجانتا تھا اور بے پردہ اُنکی اس نازک حالت کو کفار کے حال سے
مشابہ بتلاتا تھا - اور احجار زیت پر جو ایک مقام بیرون مدینہ ہے اُسکا مع اصحاب موجود ہونا ظاہراً اسیواسطے ہوگا کہ اگر احیاناً کوئی عثمان کی مدد کو آبھی جائے تو بذریعہ طاقتِ
لسانی یا طاقتِ جسمانی اُسکو اعانتِ عثمانی سے باز رکھے ورنہ شرکتِ خون کے خوف سے وہاں گیا بھی ہوتا جیسا کہ حضرات اہلسنت کا گمان ہے تو ہرگز بجائے ترحم اور امداد کے اسطرح شماتت
نہ کرتا اور آیۂ مذکورہ کی تلاوت نہ کرتا مثنوی لمولفہ ہوجاتا وہ جس کتابوں کی کہ ہے سو عثمان کے قاتل اصل میں تھے طلحہ و زبیر رکھتے تھے اُسکی بعد جو امید سروری ہے دونوں کو اُسکی قتل
کی تھی لو لگی ہوئی + دنیا سے جب گیا وہ بصد رنج واضطراب + مقصد پہ یہ ہوئے نہ سگِ زمانہ کامیاب + بیعت ہوئی علیؑ ولی خدا کے ساتھ + عالم کا ہاتھ مس ہوا دستِ خدا
کے ساتھ + جب اس طرح سے دل کا بر آیا نہ مدعا + آمادۂ فساد ہوئے بانئے جفا + دلمیں تو ٹھان لی تھی عداوت امام کی + عثمان کے خون کے بنگئے ظاہر میں مدعی + آخر کو کارِ زشت کا
انجام بد ہوا + دار البوار انکا مقر تا ابد ہوا + القصہ بعد ادائے خطبہ امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ رؤسائے کوفہ محلِ مناسب میں قیام پذیر ہوں و تاریخ ابن اعثم کوفی میں ہے کہ امیر المومنینؑ
نے بعض محاسن اوصافِ اہل کوفہ کے بیان کرکے فرمایا کہ اے اہل کوفہ اسوقت مجھکو ایک مہم پیش آئی ہے یعنی برادرانِ سلم سے کچھ لوگ جنکی طرف ایسا گمان نہ تھا قدم جادۂ طاعت سے
باہر رکھکر بصرہ میں بارادۂ فاسد جمع ہوئے ہیں پس میں نے تمکو طلب کیا ہے کہ باتفاق تمہارے وہاں چلکر اول اُنکو پند ونصیحت کروں اگر قبول کی تو فبہا ورنہ آتش فتنہ کو ناچار آب شمشیر سے
منطفی کریں گے امرا و سردارانِ لشکر نے بسر وچشم اس ارشاد کو قبول کیا - اور حضرت نے مقامِ ذی قار میں شمار لشکر کیا تو چھ ہزار مرد مدینہ ومصر ونواحی حجاز کے تھے اور نو ہزار اہل کوفہ سے
پس ہر طرف سے آدمی آتے تھے اور سپاہ ظفر پناہ میں شامل ہوتے تھے حتّٰے کہ اُنیس ہزار تک نوبت پہنچی روضۃ الاحباب میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب امیر المومنینؑ موضع
ذی قار میں قرار گزیں تھے اور مردم کوفہ ونواحی خدمت جنابِ ولایت پناہی میں آرہے تھے آپنے فرمایا آج یہیں کتنے ہمارے لشکر میں شامل ہونگے کہ ہر گنتی ہزار مرد کا ہوگا ابن عباسؓ کہتے
ہیں کہ مجھے یہ کلام بعید معلوم ہوا امیر المومنینؑ نے براہِ فراست اہل بتعداد کو مری نشرہ سے دریافت کرکے حکم دیا کہ دو نیزے میدان میں نصب کریں اور کچھ آدمی معین کئے کہ بہت احتیاط
سے شمار آئندگان میں مشغول ہوں دن تمام ہوا اور آفتاب قریب بغروب پہنچا تو جسقدر امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا اُس سے ایک آدمی کم تھا یہ خبر معروض خدمت ہوئی فرمایا
کہ ضرور ہے کہ ایک مرد آئے اور مقدار معین کو پورا کرے یہی ذکر تھا کہ دور سے دیکھا کہ ایک شخص بغایت نحیف زار زرد رخسار زاد راہ پشت سے باندھے اور قرآن گردن میں لٹکائے
چلا آرہا ہے تو جب پہنچا تو حضرت پر سلام کیا آپنے جواب سلام دیا اور نام ونشان پوچھا معلوم ہوا کہ اویس قرنیؓ ہے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہاتھ دراز کیجئے کہ بیعت کروں فرمایا

کس اقرار بیعت کرتا ہے عرض کی کہ جان گرامی آپ پر نثار کروں اور یہہ سر قدمہای مبارک پر گیند کے مانند ڈال دوں ؎ چوں سر از دست اجل بے سروپا خواہد بود ❖ نہ ہمان به
کہ فدائے سر پائے تو بود در کشف الغمہ میں ہے کہ امیر المومنین نے ذی قار سے طلحہ و زبیر کو خط لکھا اما بعد تم دونوں کو معلوم ہے کہ جتبک تم لوگوں نے میری خواہش نہیں کی میں نے تمہاری حکومت
نہیں چاہی اور تا وقتیکہ مجھکو مجبور نہیں کیا میں نے تمہاری بیعت کو قبول و منظور نہیں کیا تم دونوں نے بغیر کسی قہر و غلبہ کے میری طرف سے ہو میرے ساتھ بیعت کی پس اگر بطوع و رغبت
کی تو چاہیے کہ اس حرکت پر تائب ہو اور بجبر و اکراہ کی ہے تو یہہ تمہارا قصور ہے تم نے معصیت کا اخفا و طاعت کا اظہار کیا اور اپنے نفسوں کی طرف اپنے ہاتھوں سبیل ضرر نکالی اے
زبیر تو فارس قریش اور اے طلحہ تو شیخ المہاجرین ہے اگر اس امر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے انکار کرتے تو گنجائش تھی نہ کہ اب کہ خود ہی داخل ہو گئے اور تمہارا یہہ کہنا کہ عثمان کو میں نے قتل
کیا ہے سوا سکے لئے میرے اور تمہارے درمیان مدینہ کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے فریقین سے تخلّف کیا اور کسی ایک کے ساتھ نہیں آئے اور اگر تمہارے نزدیک عثمان مظلوم قتل ہوا تو اسکی اولاد
موجود ہے وہ اسکے خون کا دعویٰ کریگی تمہیں اُس سے کچھ علاقہ نہیں تم نے میری بیعت کو شکست کیا اور عائشہ کو جسکو خانہ نشینی کا حکم ہے نکالکر بصرہ لائے حقتعالیٰ تمہاری شرارت
کے دفع کے لئے کافی ہے اور عائشہ کو لکھا تو خدا و رسول کی نافرمانی کر کے گھر سے نکلی اور اُس کام کے درپے ہے جس سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی پھر کہتی ہے کہ میں اُمت میں اصلاح کرتی ہوں
تو ہی بتلا کہ عورات کو لشکر کشی سے کیا نسبت اور یہہ جو کہتی ہے کہ عثمان کا خون طلب کرتی ہوں تجھے اس سے کیا واسطہ عثمان بنی اُمیہ سے تھا تو قبیلہ تیم بن مرہ سے میرے نزدیک
جنھوں نے تجھے اس بلا میں مبتلا کیا اور اس معصیت میں پھنسایا اُنکا جرم قاتلانِ عثمان کے جرم سے زیادہ ہے جبتک تو نے مجھے غضبناک نہیں کیا میں غضبناک نہیں ہوا پس
اے عائشہ خدا سے ڈر اور اپنے گھر کو مراجعت کر اور پردہ میں بیٹھ ان خطوط کا جواب اُنھوں نے یہہ بھیجا یَا ابْنَ اَبِیْطَالِبٍ جَلَّ الْاَمْرُ عَنِ الْعِتَابِ وَلَنْ نَّدْخُلَ فِیْ
طَاعَتِكَ اَبَدًا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ وَالسَّلَامُ اے پسر ابوطالب یہہ امر اس سے بڑھ گیا کہ تمہارا عتاب و خطاب اسمیں مؤثر ہو ہم تمہاری طاعت میں کبھی داخل ہونگے تم جو چاہو
کرو اور مناقب ابن شہر آشوب نے نقل کیا ہے کہ عائشہ نے کہا میرے لئے ایک ایسا شخص تلاش کرو جو اس مرد یعنے امیر المومنین سے سخت عداوت رکھتا ہو ایک آدمی کو اُس کے سامنے
لائے اُس سے دریافت کیا کہ تیری عداوت علی کے ساتھ کس حد کو پہنچی ہے اُس نے کہا میں اکثر اوقات متمنی رہتا ہوں کہ وہ اور اُنکے اصحاب میرے پیٹ میں ہوں اور ایسی
تلوار مجھ پر لگائی جائے کہ خون اُسکے گنے سے پیشتر جاری ہو جائے عائشہ نے کہا تو تو اس کام کی لائق ہے اس خط کو وہاں لے جا اور سفر و حضر جس حالت میں وہ ہوں اُنھیں دے لیکن
آگاہ رہ کہ اگر سفر میں ہونگے تو رسول اللہ کے اُشتر پر سوار دوش میں کمان اور ترکش قربوس زین سے لٹکائے ہوئے ہونگے اور اصحاب مثل طائران ریش دار اُنکے پیچھے ہونگے
تو یہہ خط اُنکو دیدیجیو اور کھانیکی طرف دعوت کریں تو ہرگز نہ کھائیو تحقیق کہ اُسمیں سحر ہے قاصد مذکور کہ راوی روایت ہے کہتا ہے کہ میں خط عائشہ لیکر پہنچا تو حضرت سے
بحالت سواری ملاقی ہوا علامات مذکورہ سے جو مجھ کو بتلائیں تھیں شناخت کر کے خط کو آپکے ہاتھ میں دیا حضرت نے خط کو پڑھا اور مجھکو فرمایا کہ ہمارے ساتھ ہماری قیام گاہ تک آ
اور وہاں آب طعام سے فارغ ہو پھر ہم اس کا جواب تجھکو لکھدیں میں نے کہا ہَیْہَاتَ وَاللہِ یہہ نہو گا کہ میں آپکا کھانا کھاؤں اسپر حضرت آزردہ ہوئے اور اصحاب گرد اگرد حلقہ زن
ہو بیٹھ فرمایا میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں بتلائیگا میں نے کہا ہاں آپنے کل قصہ عائشہ کا مجھکو طلب کرنے اور نشان شناخت بتلانے کا بیان کر کے فرمایا کہ اسیطرح واقع ہوا ہے
میں نے عرض کی ہاں ایسا ہی ہوا ہے پھر فرمایا تجھکو قسم ہے خدائے عزوجل کی راست راست کہنا کہ تجھکو عائشہ نے نہیں کہا کہ اگر کھانیکی طرف دعوت کریں تو قبول نہ کرنا کیونکہ اسمیں سحر ہے
میں نے کہا بیشک یہہ کہا تھا اور یا امیر المومنین جب میں یہاں آیا تھا تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسیکو دشمن نہ رکھتا تھا۔ اور اب آپ سے زیادہ کوئی میرا دوست نہیں جو چاہیں
مجھکو امر کریں کہ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں فرمایا اس خط کا جواب اُنکی پاس لیجا اور کہہ تو نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اُنکا حکم تھا کہ گھر میں بیٹھی رہنا تو اُنکے برخلاف لشکروں
میں شہر بشہر پھرتی ہے اور اُن دونوں یعنی طلحہ زبیر سے کہہ تم نے خدا اور رسول کی ساتھ انصاف نہ کیا کہ اپنی ازواج کو گھر میں بٹھایا اور زوجہ رسولخدا کو باہر نکالا پس وہ شخص

خط حضرت امیر بنام طلحہ و زبیر

جواب خط عائشہ

گیا اور خط عائشہ کو دیا اور زبانی پیغام پہنچائے اور حضرت کی خدمت میں مراجعت کی عائشہ نے کہا ہم جس کسی کو اُس طرف بھیجتے ہیں پھر ہمارے کام کا نہیں رہتا اور یہہ مرد ملازمِ رکاب تھا حتّے کہ جنگ صفین میں جان نثار ہوا۔ اور شیخ محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب کافی میں روایت کی ہو کہ طلحہ زبیر نے ایک مرد خداش نام کو جو قبیلہ عبد القیس سے تھا امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا اور اُس سے کہا کہ ہم تجھکو ایسے شخص کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اور اُسکا خاندان ہمارے درمیان مدت دراز سے سحر و کہانت میں معروف ہیں تیرے اوپر ہمکو وثوق و اعتماد ہے اُسکے دعوے ہائے دور و دراز سے ہرگز اندیشہ کو دل میں جگہہ نہ دینا آگاہ رہ کہ بڑے ابواب اُسکے مکر و خدیعت کے آب نان و روغن و شہد ہیں اُسکی تواضع کرتا ہے اور خلوت میں لیجا کر کمال ملاطفت سے پیش آتا ہے حتّیٰ کہ آدمی اُسکو دامِ فریب میں پھنس جاتا ہے پس تو اُسکے پاس سے کوئی چیز نہ کھانا اور اُسکے ساتھ خلوت نہ کرنا سامنے جائے تو آیہ سخرہ کو تلاوت کرنا اور اُس کے اور شیطان کے کید سے خدا تعالیٰ کیطرف پناہ لیجانا اور اُسکے نزدیک نہ جانا اور اُنس پذیر ہونے سے پرہیز کیجو اور کچھ پیغام دئے کہ پہنچائے خداش اس تعلیم و تلقین کے بعد روانہ ہوا اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور آہستہ آہستہ آیہ سخرہ کو تلاوت کرتا تھا حضرت نے اُسے دیکھا تو تبسم ہوئی آگے بلایا اور اپنے پاس ایک مقام پر بیٹھنے کو اشارہ فرمایا عرض کی جگہہ یہاں بھی وسیع ہے میں صرف ایک پیغام پہنچانے پر مامور ہوں وہ سن لیجئے حضرت نے فرمایا پہلے زحمتِ سفر سے آسودہ ہو رختِ سفر اُتار غسل کر اور تدہینِ بدن کر پھر کھانے سے فارغ ہو کر بآرام پیغام پہنچائیو اور قنبر کو حکم دیا کہ مہمان کے لئے ما یحتاج حاضر کرے خداش نے کہا مجھکو ان چیزوں میں سے کسی کی حاجت نہیں حضرت نے فرمایا تو اسقدر صبر کر کہ خلوت ہو اور میں تیرا پیغام سُنوں پس پر خداش کو اور بھی خدشہ ہوا۔ عرض کی خلوت کی ضرورت نہیں جو کچھ کہنا ہے سبکے سامنے کہونگا۔ فرمایا تو پہلے تجھکو قسم دیتا ہوں خدائے عزّ وجلّ کی جو ہر آشکار و پنہان پر واقف ہے سچ بیان کرنا کہ یہہ جملہ امور میں جو تجھکو یہاں پیش آئی اور تو نے اُنسے انکار کیا آیا طلحہ زبیر نے تجھے اُنسے آگاہ نہیں کیا خداش سوا انکار ہو سکا سب باتوں کا اقرار کیا پھر فرمایا اور آیہ سخرہ کی تلاوت کے لئے بھی کہا تھا جو تو آہستہ آہستہ اسوقت پڑھ رہا ہے عرض کی یہہ بھی درست بجا ہے حضرت نے کہا پھر اسکو پڑھ پس وہ پڑھتا تھا اور حضرت جس مقام پر صحیح نہ پڑھ سکتا اُسکو بتلاتے اور فرماتے پھر پڑھ یہانتک کہ ستر مرتبہ آیہ شریفہ کو اُس سے پڑھوایا پس فرمایا کہ اب تیری تسکین ہوئی پیغام بیان کر خداش نے کل باتیں جو طلحہ زبیر نے اُس سے کہیں تھیں عرض کیں حضرت نے بدلیلِ روشن و حجتِ واضح ہر امر کا جوابِ شافی ارشاد کیا خداش یہہ فصاحتِ بیان اور وہ معجزِ ظاہر و عیاں دیکھ کر حیران رہ گیا اور عرض کی یا امیر المومنین اب میں دشمنانِ دین سے بیزار ہوں اور اُنکے پاس جانا نہیں چاہتا فرمایا ایک مرتبہ جوابِ پیغام اُنکو پہنچانے ضرور ہیں ناچار خداش کو وہاں جانا پڑا اگرچہ بے خدشہ وہانسے لوٹ آیا اور جنگِ جمل میں بزمرۂ جان نثارانِ حضرت مرتضوی شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ روضۃ الصفا میں ہو کہ اشراف و اعیانِ بصرہ نے کچھ لوگ لشکر گاہِ امیر المومنین میں اس غرض سے بھیجے تھے کہ اہلِ کوفہ سے جو اُنکے عزیز و اقربا شامل لشکر ہیں اصلی منشا اُنکا دریافت کریں کہ عازمِ جنگ ہیں یا قاصدِ صلح جب قاصدوں نے اپنی مقصد پر پہنچکر اشخاص شامل لشکر سے اس امر کا استفسار کیا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم بہرحال تابعِ رضائے امیر المومنین ہیں جسطرح پر حکمِ اشرف نافذ ہو گا بجان و دل بجا لائیں گے پس یہہ لوگ حاضرِ درگاہِ ولایت پناہ ہو کر جویائے حال ہوئے امیر المومنین نے مفصل حال عثمان کے قتل ہونے اور طلحتین کا مع اکابرِ مہاجرین و انصار برضا و رغبت اُنکے ساتھ بیعت کر کے عہد شکنی کرنے اور مفسدہ پردازی کا بیان کیا اور فرمایا کہ اب میری غرض یہاں آنے سے یہہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں اصلاح کروں کہ رنجشِ باہمی دور ہو اور آتشِ فتنہ و فساد کو آبِ عظ و پند سے منطفی کرنا چاہتا ہوں اگر اپنی حرکاتِ ناسپندیدہ پر نادم ہو کر تائب ہوئے تو بہتر ورنہ رفق و مدارا کو اُن کے ساتھ انتہا کو پہنچا دونگا اور آسان آسان جنگ پر کمر باندھوں گا بصریوں نے یہہ کلامِ مرحمت انجام سُنا تو متفق اللفظ کہا کہ نیکو تر ازیں سخن نیست۔ امیر المومنین نے فرمایا جبکہ تم نے میرے قول کی تصدیق کی اور میری حقیقت کا یقین رکھتے ہو۔ تو لازم ہے کہ میرے ساتھ بیعت کرو

آیہ سخرہ۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّہَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

تقریر امیرالمومنین بمقام ذیقار

اُنکے سردار نے تدریے تامل کیا اور آخر کار یہہ مجمع کہ ایک سو مرد کا تھا شرفِ دست بوسِ جناب مرتضوی سے مشرف ہوکر بصرہ کو واپس ہوا اور اہلِ وطن سے بیان کیا کہ ہم امیر المومنین
علی بن ابیطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اُنسے پیغمبروں کا سا کلام سُنا لاجرم اُنکی حقیت کے قائل ہیں نہج البلاغہ میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مقام
ذی قار میں حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں داخل ہوا آپ اُسوقت نعلین مبارک سی رہے تھے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے عبداللہ تیرے نزدیک اس جوتے کی کیا قیمت ہوگی۔ عرض کی
کچھ بھی نہیں فرمایا یہہ پاپوش مجھکو تمہاری امارت و حکومت سے محبوب تر ہے الا یہہ کہ اسمیں اقامت حق و دفع باطل عمل میں لاؤں پس باہر تشریف لائے اور اصحاب میں کھڑے ہوکر
خطبہ فرمایا خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ تحقیق کہ حقتعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ کو مبعوث برسالت کیا حالانکہ ظلمتِ جہل ملکِ عرب میں چھائی ہوئی تھی کوئی نبی صاحب کتاب اُنمیں
نہ تھا پس آنحضرت نے خلقت کو حق کیطرف ہدایت کیا اور راہ نجاح و فلاح اُن پر کھولی تھی کہ نشان اسلام قائم ہوا اور تزلزل و اضطراب میں سکون آیا۔ قسم بخدا کہ میں دین اسلام
کی حفاظت و حمایت کرونگا اور خلائق کا بالمرہ اس سے یوم انحراف کرنا مجھکو عاجز و جبان نہ بنائیگا آگاہ رہو کہ اس سفر سے بھی میری یہی غرض و غایت ہے مجھکو قریش سے عجب سابقہ
پڑا ہے پیشتر حالتِ کفر میں اُنکے ساتھ لڑتا رہا اب فتنہ و فساد میں جنگ کرونگا تحقیق کہ میں آج اُنکا وہی صاحب ہوں جو کل تھا۔ منقول ہے کہ بعد مراجعت قاصدان امیر المومنین
نے اُس مقام سے کوچ کیا اور قریب بصرہ ایک مقام پر پہنچکر فروکش ہوئے اُدھر سے طلحہ زبیر عائشہ ۳۰ ہزار فوج کیساتھ شہر سے نکلکر مقابل لشکر ظفر پیکر خیمہ زن ہوئے روضۃ الصفا میں
ہے کہ جب طلحہ زبیر اہل بصرہ سے بیعت لے رہے تھے تو احنف بن قیس کہ رؤسائے عرب سے تھا چھہ ہزار اہل بصرہ کے ساتھ کہ اُسکی مطیع و منقاد تھے شہر سے نکلکر وادی السباع کو
چلا گیا اور کہا کہ میں ابن عم رسول اللہ کے ساتھ جنگ نہیں کر سکتا اور قبل شروع جنگ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ حکم ہو تو مع چند نفر جو ہر حال میرے شریک و شامل
ہیں شریک لشکر منصور ہو جاؤں ورنہ فریقین سے علحدہ رہکر اٹھارہ ہزار مرد تیغ زن کو حضرت کی ایذا رسانی سے باز رکھوں آپنے شق دوم کو اختیار کیا احنف کے اہتمام سے بنی سعد
اور بنی تمیم کے بہت لوگ طلحہ زبیر سے جدا ہوکر وادی السباع میں اُسکے پاس چلے آئے۔ اور اسی کتاب میں ہے کہ اُن دنوں کعب بن سور قاضی بصرہ نے اپنے گھر میں بیٹھکر مصمم ارادہ کیا کہ فریقین
سے کیسکے ساتھ نہو عائشہ نے اُس کے پاس پیغام بھیجا کہ تیری ماں تجھکو بلاتی ہے۔ کعبنے کہا کاش میں ماں سے پیدا نہوتا قسم بخدا کہ عائشہ میری ماں نہیں مجھے ایسی ماں نہیں چاہئے جو
جہنم کو لے جائے اور قاصد سے کہا کہ عائشہ سے کہدینا کہ جبتک مسلمانوں میں مصالحت ہو مجھکو چاہئے کہ گھر میں بیٹھکر قرآن کی تلاوت کرے۔ عائشہ یہہ جواب سنکر خود کعب کے گھر
گئی اور کہا اول تیرے پاس قاصد بھیجا اب تیری جلالت قدر کی وجہ سے آپ گھر پر آئی ہوں کعب گریاں ہوا اور کہا کہ کاش تو نہ آتی اُس نے کہا کہ غرض اس آنے سے یہہ ہے کہ تو
خلیفہ کی خونخواہی میں تو ہمارا معین و مددگار ہو۔ کعبنے کہا اے ام المومنین شاید تو بھول گئی کہ خود ہی تو تو لوگوں کو اُسکے قتل پر تحریص و ترغیب دیتی تھی۔ عائشہ نے کہا اُسی
خطا کا یہہ تدارک ہے اور اس قدر لسانی اور چرب زبانی کو کام میں لائی کہ وہ اجل گرفتہ تلوار کمر سے لٹکا کر ساتھ ہولیا اور شتر عائشہ کی مہار پکڑکر کہتا تھا کہ اب جبتک بدن میں
جان ہے یہہ مہار ہاتھ سے نہ چھوٹے گی اُسکی قبیلہ والوں نے یہہ سُنا تو سامان جنگ سے مسلح ہوکر عائشہ کے لشکر میں داخل ہوگئے **صحیح بخاری** میں ابوبکرہ صحابی سے منقول ہے
کہ مجھکو ایام جنگ جمل میں جبکہ قریب تھا کہ اہل جمل کو حق پر جان کر اُنکی ہمراہی میں جنگ کروں حقتعالےٰ نے ایک کلمہ سے نفع بخشا جو میں نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے
سُنا تھا وہ کلمہ یہہ ہے کہ جب آنحضرت نے سنا کہ اہل فارس نے دخترِ کسرےٰ کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً یعنی یہہ کہ وہ قوم کبھی
فلاح نہ پائیگی جنھوں نے عورت کو صاحب اختیار بنایا اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکرہ نے کہا کہ جب طلحہ زبیر بصرہ میں آئے تو میں اپنی تلوار کو حمائل کرکے بارادہ اُنکی نصرت و مددگاری
کے باہر نکلا لشکر میں پہنچا تو دیکھا کہ امر و نہی عائشہ کا ہے اور حکم اُسکا روان ہے مجھکو وہ حدیث یاد آئی جو اوپر مذکور ہوئی پس میں لوٹ آیا اور گھر میں منزوی ہوا ابن ابی الحدید کہتا
ہے کہ یہہ حدیث اسطرح پر بھی روایت ہوئی ہے کہ میرے بعد ایک قوم خروج کریگی جسکی رئیس ایک عورت ہوگی پس وہ کبھی فلاح نہ پائیگی و نعم ما قیل ؎ سگکو ہے نماند دران خانہ

کہ بانگِ خروس آید از ماکیاں

جنگِ جمل کا وقوع میں آنا اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام کا ظفر پانا

قبل اسکے کہ مقصود اصلی شروع ہو مناسب ہے کہ بعض وہ آیات واحادیث کتبِ خاصہ وعامہ سے نقل ہوں کہ بموجب اُنکے حضرت امیر المومنین بقتل وقمع امم ثلثہ ناکثین وقاسطین ومارقین خدا ورسول کیطرف سے مامور ومقرر تھے۔ مخفی نرہے کہ نکث کے معنے لغت میں عہد شکنی کرنیکے ہیں اور ناکثین سے مراد اس مقام پر طلحہ زبیر وغیرہ ہیں جنھوں نے بیعت حقہ کو ظلم وستم توڑ کر امام واجب الاطاعت کے سامنے تلوار کھینچی اور اس معرکہ کو جنگ جمل سے تعبیر کرتے ہیں اور لفظ قاسطین مشتق ہے قسوط سے جسکے معنے ظلم وستم کے ہیں اور باب افعال میں باعتبار سلب ماخذ یہ لفظ عدل والنصاف کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے یا یوں کہو کہ یہ مادہ معنیین متضادین میں بولا جاتا ہے مجرد میں بولتے ہیں تو ظلم وستم کے معنے ہیں باب افعال میں اس کے برخلاف عدل والنصاف کے اور مراد قاسطین سے احادیث میں معاویہ عمروعاص وغیرہ اہلِ شام ہیں جنھوں نے امامِ برحق کی مخالفت میں اپنے نفسوں یا مسلمانوں پر ظلم کیا اور مصداق آیۂ شریفہ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ کے ہوئے یعنی قاسطین جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور مارقین عبارت ہے اُن لوگوں سے جو دین سے نکل گئے جس طرح کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے اہل عرب کہتے ہیں مَرَقَ السَّهْمُ مُرُوْقًا گزر گیا تیر نشانہ سے اور نہ پہنچا اس میں اور وہ فرقہ خارجیوں کے نام سے ملقب ہے ان تینوں گروہوں کے ساتھ جو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ کیا اُنمیں سے پہلے کو جنگِ جمل دوسرے کو جنگِ صفین تیسرے کو جنگِ نہروان علی الترتیب کہتے ہیں یہ واقعات ثلثہ اس کتاب میں مفصل مذکور ہوتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُوْنَ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُوْنَ ۝ یعنی حقتعالیٰ سورہ زخرف میں فرماتا ہے ای محمد بعد اسکے کہ تو وفات پائے ہم تیرے اُمت سے اُنکے افعال ناپسندیدہ کا انتقام لینگے یا جو کچھ ہمنے اُنکے مقدمے میں وعدہ کیا ہے تیری حیات میں تجھکو دکھلائیں گے بتحقیق کہ ہم اُنسے انتقام لینے پر قادر ہیں چاہیں تیرے حیات میں لیں چاہیں بعد وفات کے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حقتعالیٰ نے کمالِ فضل وکرم سے اپنے نبی کو اس سے محفوظ رکھا کہ وہ اپنی اُمت کی مصیبتوں کو آپ معائنہ کریں حضرت نے اپنی حیات میں ہی باتیں مشاہدہ کیں جو باعث انکی خنکی چشم کی نہیں بعد آنحضرت کے بڑی آفتیں اس اُمت پر نازل ہوئیں مروی ہے کہ جب سے اُمت کے ان حالات کی آپکو خبر دی گئی ہمیشہ مغموم ومحزون رہتے تھے کبھی کھل کر ہنسے حتیٰ کہ حقتعالیٰ سے ملاقات کی جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں بمقام منیٰ حضرت کے خدمت میں حاضر تھا فرمایا دیکھتا ہوں کہ میری اُمت میرے بعد مرتد ہوجائیگی اور ایک دوسری کو قتل کریں گے بخدا قسم کہ اگر ایسا کروگے تو مجھکو ایسے گروہ میں پاؤ گے جو تمکو قتل کریگا پھر پیچھے دیکھکر فرمایا یا بجائے میرے علی کو اُس گروہ میں پاؤگے اُسوقت آثارِ وحی روئے مبارک پر ظاہر ہوئے اور یہ آیہ نازل ہوئی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُوْنَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ کہ بعد اسکے کہ نقد زندگی تجھ سے لیں ہم علی بن ابیطالب کے ذریعہ سے اُنسے انتقام لیں گے۔ مخالفین میں سمعانی نے کتاب فضائل الصحابہ میں مقام تعداد فضائل جناب امیر میں اس روایت کو جابر بن عبداللہ انصاری سے اس طرح پر نقل کیا ہے اور سنی وشیعہ نے بطرق متعددہ حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یا علی تو ناکثین وقاسطین ومارقین کے ساتھ جنگ کریگا۔ حاکم نے مستدرک اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں زر سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا ہم نے علی بن ابیطالب سے سنا کہ میں ہوں فتنہ کی آنکھ کا پھوڑنے والا اگر میں نہوتا تو اہل جمل وصحاب نہروان کے ساتھ جنگ واقع نہوتا ایہا الناس جو درجات عالیات کہ حقتعالیٰ نے تمہارے واسطے ان گمراہوں کے ساتھ جنگ کرنے میں مقرر کیئے ہیں اور حضرت رسولخدا نے اُنکے خبر دی ہے میں تمہارے سامنے بیان نہیں کرتا کہ تم اور اعمال صالحہ کو ترک نہ کردو اور ربعی بن خراش سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا ہم نے مدائن میں علی علیہ السلام کو خطبہ کہتے ہوئے سُنا از انجملہ فرمایا کہ سہیل بن عمرو حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی چند نفر ہمارے اولاد عبید قید سے چھوٹ کر بھاگے ہیں اور حمایت اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ انکو مستو کریں حضرت نے برہم ہوکر فرمایا اے معشر قریش تم باز نہ رہوگے جبتک

تمہاری طرف متقم جبار ایسے شخص کو نہ بھیجے کہ اُس کے قلب کو ایمان سے امتحان کیا ہو اور وہ تمکو قتل کرے - اور جزو ثانی کتاب الشریعۃ تصنیف شیخ محمد بن حسین تلمیذ ابو بکر
ابن داؤد وسیتانی بن علقمہ بن قیس و اسود بن یزید سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم ابو ایوب انصاری کے پاس آئے اور کہا خدا یتعالیٰ نے تمکو ایک شرف خاص سے مشرف
کیا ہے کہ جب سو لخدا ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو شتر اُنکی سواری کا تمہارے دروازہ پر بیٹھا اور آنحضرت کی مہمانداری کی عزت تمکو حاصل ہوئی پس ہم کو خبر دو کہ علیؑ
بن ابیطالب کے ساتھ خروج کرنے اور جنگ مسلمانان میں تمہارے ملوث ہونیکی کیا وجہ ہے ابو ایوب نے کہا مرحبا ہو تم پر خوب سوال کیا تم نے اب میں جو کچھ اس کے جواب
میں تم سے کہونگا بحلف کہونگا تم سنو ایک روز حضرت رسو لخدا ایک مکان میں تشریف رکھتے تھے اور علیؑ انکی برابر بیٹھے تھے میں آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا کہ اتنے میں دروازہ کو حرکت
ہوئی آپنے فرمایا اے انس دیکھ دروازے پر کون ہے انس دروازے پر گیا اور دیکھ کر کہا کہ عمار یاسرؓ ہیں حضرت رسو لخدا نے فرمایا اے انس عمار یاسر پاک و پاکیزہ کے لئے دروازہ
وا کر انس نے دروازہ کھولا عمار اندر آئے اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور مرحبا کہا پھر فرمایا اے عمار میری اُمت میں میرے بعد عنقریب تفرقہ و اختلاف پیدا ہوگا
اُنکے درمیان باہم تلوار چلیگی اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے - اے عمار تم اُسوقت علیؑ کے ساتھ رہنا اگر تمام زمانہ ایک طرف ہو جائے اور علیؑ ایک طرف تو تم اُنکا
ساتھ نچھوڑ دینا اور علیؑ کی پیروی اختیار کرنا تحقیق کہ وہ تجھکو راہ رست و ہدایت پر رکھیں گے اے عمار علیؑ کی اطاعت بعینہ میری اطاعت ہی اور میری اطاعت خدا کی
اطاعت **حقیر مؤلف** کہتا ہی کہ حقتعالیٰ عمار یاسرؓ کو جزائے خیر دے کہ اُنہوں نے وصیت حضرت رسو لخدا پر پورا پورا عمل کیا اور تا دم والپسین متابعت امیر المومنینؑ پر ثابت
قدم رہے **کراجکی** نے قاضی اسد بن ابراہیم سلمی سنی متعصب سے اور اُس نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہی کہ ابو ذر غفاری خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے کہتے تھے کہ جو مجھے پہچانتا ہے
وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابو ذر غفاری ہوں میں سال گذشتہ میں حضرت رسو لخدا کو یہی زنجیر پکڑے ہوئے دیکھا اور فرماتے تھے ایہا الناس
اگر تم اس کثرت سے روزے رکھو کہ مثل زہائے کمان کے باریک و لاغر ہو جاؤ اور اس قدر نمازیں پڑہو کہ پڑھتے پڑھتے تمہاری پشتیں مانند چوبہائے کمان کے کج و خمیدہ ہو جائیں
اور دعائیں مانگتے مانگتے اپنے جسمو نکو ریزہ ریزہ کر ڈالو باایں ہمہ اگر علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھو گے تو حقتعالیٰ تمہارے اُن سب اعمال پر کچھ بھی نظر نہ کریگا اور بروز قیامت تم کو
سر کے بھل جہنم میں ڈالیگا یا ابو الحسن کھڑا ہو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے تحقیق کہ تو اور میں ایک شجر سے ہیں میں اسکی اصل اور تو اُسکی فرع ہی پس جو اس فرع کو قطع کرے
اسکا مقر و ماویٰ بیشک آتش جہنم ہی آگاہ رہو کہ علیؑ سید الوصیین و امام المتقین ہی وہ ناکثین و مارقین و جاحدین کو قتل کریگا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہی کہ جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے
تھی الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں - **ابن ابی الحدید** نے شرح نہج البلاغہ میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہی کہ ہم رسو لخدا کی خدمت میں حاضر تھے حضرت کی نعل مبارک کا
تسمہ ٹوٹ گیا تھا آپنے حضرت علیؑ کو دیا تاکہ درست کردیں پھر فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص تاویل قرآن پر جنگ کریگا جسطرح کہ مینے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہی ابو بکر نے
کہا یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں بلکہ وہ خاصف النعل ہی یعنی سینے والا جوتے کا اور علیؑ اُسوقت اس کام میں مشغول تھے راوی کہتا ہے کہ میں علیؑ کے پاس
آیا اور یہ مژدہ اُنہیں سنایا تو وہ کچھ اس طرف ملتفت نہوئے گویا کہ پہلے ہی سے اس حدیث کو سُن چکے ہیں - مؤلف کہتا ہی کہ حدیث خاصف النعل ابو سعید خدری سے
کتب اہل سنت میں بہت مشہور ہے اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بغوی نے شرح السنۃ میں اور اوروں نے اور کتابوں میں اسکو روایت کیا ہی اور بعض کتب میں ہی کہ یہ
روایت ابو سعید مذکور سے سات طریقوں سے روایت کی گئی ہی اور اُسکے طرق سے ایک طریق میں اس طرح پر ہے کہ بعد ابو بکر کے عمر نے پوچھا یا رسول اللہ میں وہ شخص ہوں فرمایا
نہیں بلکہ وہ خاصف النعل یعنی علیؑ ہی اور نیز ابن ابی الحدید کہتا ہی کہ اکثر محدثین نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہی کہ حضرت رسو لخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یا علیؑ حقتعالیٰ نے
تجھ پر اہل فتنہ کے ساتھ جہاد کرنا فرض کیا جیسا کہ مجھ پر مشرکوں اور کافروں سے لڑنا فرض کیا ہی مینے عرض کی یا رسول اللہ اہل فتنہ کون لوگ ہیں - فرمایا وہ ایک قوم ہوگی

حدیث خاصف النعل

جو وحدانیت خدا اور میری رسالت کی گواہی دیگی - مگر میری سنت کے برخلاف ہوگی مینے عرض کی پھر میں کس دلیل وحجت سے اُنکے ساتھ جنگ کرونگا حالانکہ وہ مثل میرے کلمہ گو ہونگی فرمایا دین خدا میں احداث کرنے اور احکام خدا کی مخالفت سے عرض کی یا رسول اللہ آپنے میرے لئے شہادت کا وعدہ فرمایا ہے دعا کیجئے کہ میں آپکے سامنے شہید ہوجاؤں اور یہ مفسدے نہ دیکھوں فرمایا اگر ایسا ہو تو ناکثین و قاسطین و مارقین کے ساتھ کون جنگ کرے گا اور شہادت کا جو وعدہ ہے سو تو اسپر ضرور فائز ہوگا اور تیری ڈاڑھی تیری خون سر سے خضاب ہوگی پس یا علیؑ تو اُسوقت کسطرح صبر کریگا - مینے عرض کی یا رسول اللہ یہ صبر کا مقام نہیں شکر کی جگہ ہوگی کہ جس امر کی مجھکو آرزو ہے وہ حاصل ہوگا - فرمایا ہاں درست ہے پس خصومت کے لئے آمادہ رہو کہ میرے بعد تجھسے دشمنی کریں گے - مینے عرض کی اس کیفیت کو کسی قدر اور وضاحت کے ساتھ بیان کیجئے - فرمایا میری اُمت میں میرے بعد فتنہ وفساد برپا ہونگے قرآن کو اپنی اغراض فاسدہ کے موافق تاویل کریں گے شرع میں رائے کو دخل دیں گے شراب کو نبیذ رشوت کو ہدیہ سُود کو بیع کے نام سے حلال کرینگے کتاب خدا کی تحریف ہوگی اور گمراہی وضلالت غلبہ پائیگی پس یا علیؑ تو اُسوقت خانہ نشینی وگوشہ گزینی اختیار کرنا جبتک کہ امر خلافت تیری طرف رجوع کرے جب ایسا ہوگا تو کینہائے دیرینہ سینوں میں جوش زن ہونگے اور انواع واقسام کے حیلے عمل میں لائیں گے پس اسوقت تو تاویل قرآن پر جہاد کرنا جس طرح میں تنزیل قرآن پر جہاد کیا ہے تحقیق کہ اُنکا انجام اُنکے آغاز سے بہتر نہ ہوگا - مینے عرض کی یا رسول اللہ میں ان فتنہ پردازوں کو کس مرتبہ پر رکھوں فتنہ وفساد کے یا کفر وارتداد کے - فرمایا وہ اہل فتنہ ہیں جسمیں نابینا رہیں گے جبتک کہ ہمارا عدل اُنکو ادراک کرے ہم سے ہی اُسکی ابتدا ہوئی ہے اور ہمیں پر خاتمہ ہوگا - اور تالیف قلوب ہماری طرف سے عمل میں آئیگی مینے کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمکو یہ فضیلتیں کرامت کیں بغوی نے شرح السنۃ میں عبد اللہ مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا اُم سلمہ کے گھر میں تشریف لائے اور علیؑ اُسوقت وہاں موجود تھے فرمایا اے اُم سلمہ قسم بخدا کہ یہ یعنی علیؑ ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کریگا **شیخ مفید** علیہ الرحمہ نے کتاب کافیہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے جو چاہے تم سے کہ پیروان دجال کے ساتھ جنگ کرے وہ صحاب جمل وصفین ونہروان سے لڑے اور حذیفہ مذکور قبل خلافت امیر المومنینؑ یا ابتدائے خلافت میں قبل جنگ جمل کوفہ میں فوت ہوئے اور کتاب **خصال** میں امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک شہر ہے جسکا نام حصینہ ہے وہاں ناکثین کے ہاتھ میں جنہوں نے بیعت کرکے تلوار کھینچی

قصۂ ابو رافع صحابی

رجال نجاشی میں ابو رافع صحابی رسول خدا سے منقول ہے کہ اُس نے کہا میں ایک روز حضرت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ آرام میں ہیں یا کیفیت نزول وحی آپ پر طاری ہے ناگہاں ایک سانپ پر جو گوشہ خانہ میں بیٹھا تھا میری نظر پڑی مینے اُسکا قتل کرنا مناسب نہ جانا کہ مبادا اُسکی آواز سے حضرت کی خواب راحت میں خلل آئے لیکن حضرت رسولخدا اور سانپ کے درمیان میں لیٹ گیا کہ اگر اُس سے کوئی ضرر پہنچے تو مجھکو پہنچے سرور کائنات اُس سے محفوظ رہیں تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ اُٹھے اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت کرتے تھے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ یعنی تمہارا اولی امور صرف خدا ہے اور اُسکا رسول اور وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نماز کو برپا رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں جبکہ رکوع میں ہوں پس فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اپنی منت واحسان کو علیؑ پر تمام کیا مبارک اور گوارا ہو علیؑ کو کہ حقتعالی نے اُسے اوروں پر فضیلت بخشی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تیرے یہاں لیٹنے کا کیا باعث ہے مینے سانپ کا قصہ بیان کیا فرمایا اُٹھ اور اُسے قتل کر مینے اُٹھکر سانپ کو قتل کیا پس رسولخدا نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے ابو رافع تیرا کیا حال ہوگا اُسوقت جبکہ قوم علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ وجدال کریگی اور علیؑ حق پر ہونگے اور وہ باطل پر پس حق خدا اور رسول کا اُسوقت یہ ہے کہ تو اُن پر جہاد کرے اگر ہاتھ پیر میں طاقت اُسکی نہ ہو تو دل میں بیزار ہو مینے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اگر اُس زمانے تک زندہ رہوں تو حقتعالی مجھکو اُنکے ساتھ جہاد کرنیکی طاقت بخشے اور اسمیں میری اعانت فرمائے حضرت نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ اَدْرَکَھُمْ فَقَوِّہٖ وَاَعِنْہُ پروردگار

اگر ابورافع اُسوقت تک زندہ رہے تو اُسے طاقت بخش اور اسکی اعانت کر پھر باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا ایہا الناس جو شخص کہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور میری جان کے امین اور نگہبان کو دیکھنا چاہے وہ دیکھ لے کہ یہہ ابورافع ہے ابورافع کا پوتا عون بن عبید اللہ بن ابی رافع کہتا ہے کہ جب علیؑ کی ساتھ بیعت ہوئی اور معاویہ نے شام میں علم مخالفت برپا کیا۔ اور طلحہ زبیر بصرہ کو فساد کے لئے گئے تو ابورافع نے کہا یہہ وہی زمانہ ہے جسکی رسولخدا نے مجھے خبر دی تہی کہ ایک قوم علیؑ سے لڑیگی اُس قوم سے راہ خدا میں جہاد کرنا صحیح و درست ہوگا اُسوقت ابورافع کا سن پچاسی سال کا تھا اور بوجہ کہن سالی قویٰ اُنکے سُست و ضعیف ہوگئے تھے خیبر میں جو جائداد و مکان رکھتے تھے اُسکو بیچ ڈالا اور ہمراہی رکاب جناب ولایت مآب کو مایہ سعادت جانکر ساتھ ہوگئے سبحان اللہ کیا اعتقاد تھا کہتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ خوش نصیبی میں کوئی دوسرا میرا مقابل نہیں دو بیعت یعنی بیعت عقبہ و بیعت رضوان تحت الشجرہ میں میں شامل تھا اور دو قبلے بیت المقدس اور کعبہ کیطرف نماز پڑھنے کا شرف مجھو حاصل ہے تین مرتبہ قربتہ الی اللہ ہجرت کر چکا ہوں راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ تین ہجرتیں کونسی ہیں کہا اوّل ہجرت جعفر بن ابوطالب کی ساتھ ملک حبشہ کی دوسری حضرت رسولخدا کے ساتھ مدینہ کی تیسری یہہ ہجرت ہے کہ علی بن ابیطالب کے ساتھ کوفہ آیا ہوں پس ابورافع امیر المومنینؑ کی خدمت میں کوفہ میں ساتھ تھے حتےٰ کہ آنحضرت نے شہادت پائی اور امام حسنؑ مدینہ کو واپس تشریف لائے تو یہہ بھی اُنکے ساتھ تھے چونکہ مدینہ میں اُنکی بود و باش کے لئے کوئی مکان اُنکا نہ رہا تھا امام حسن مجتبےٰ نے خاص مکان سکونت امیر المومنینؑ سے نصف اُنکو عطا کیا اور کچھ زمین بھی مدد معاش کے لئے اُنکو عطا فرمائی جسکو عبید اللہ بن ابورافع نے معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ ستر ہزار درہم میں فروخت کیا*

ذکر شروع قصۂ جمل

راویان اخبار و ناقلان آثار نے بیان کیا ہے کہ یہہ جنگ بروز جمعہ دسویں جمادی الآخر ۳۶ھ ہجری کو بمقام خریبہ بیرون بصرہ واقع ہوا حضرت عائشہ کی سواری اُس روز طرفہ سج دھج سے نکلی تھی جمل عسکر پر جسکا کیقدر حال پیشتر ذکر ہو چکا ہے محمل شریف رکھا ہوا تھا جسمیں صفائح آہنی لگے تھے اور پارچہ لپیٹ کر چیتے کی کھالیں اُسپر سے لٹکائی تھیں اور مزید استحکام کے لئے آہنی زرہیں اُسکے اوپر اُڑھائی گئیں تھیں دہنی بائیں جانب طلحہ زبیر خلعت وزارت در بر گھوڑوں پر سوار عقب میں لشکر بصرہ قطار در قطار یہی جمل نشان لشکر تھا اسکے سوا کوئی علم لشکر جداگانہ نہ تہا۔ کیا خوب کہا ہے جناب مولانا مفتی میر عباس طاب ثراہ نے اس مقام پر ؎ حمیرا جنگ جو باحیدر آمد * کہ جنگش جنگ با پیغمبر آمد * پدر بوبکر ترسوک و جبان بود * نگہ کن دخترش جنگی بر آمد **لطیفہ** عالمگیر بادشاہ نے ایک مرتبہ دربار عام میں کہا کہ عائشہ کو فاطمہؑ پر فوقیت ہے اور احادیث نبویہ اس پر دلالت رکھتی ہیں لیکن قرآن شریف میں کوئی ایسی آیہ نہیں جس سے یہہ فضیلت و فوقیت پایۂ ثبوت کو پہنچے نعمت خان عالی شیعی موجود تھے اُس نے دست بستہ عرض کی جہاں پناہ کلام اللہ سے تو حضرت عائشہ کی فضیلت صاف عیاں ہے پوچھا کسطرح کہا حقتعالیٰ فرماتا ہے فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَةً یعنی حقتعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر فضیلت بخشی ہے عائشہ نے بصرہ میں علیؑ پر جہاد کیا وہ مجاہدین سے ہیں فاطمہ زہرا نے کبھی گھر سے قدم بھی باہر نہیں نکالا پھر عائشہ اُنسے کیونکر افضل نہوں **القصہ** لشکر منصور علی مرتضےٰ میں میمنہ پر مالک اشتر ضیغم دلاور و سعید بن قیس اور میسرہ پر حضرت عمار یاسر و شریح بن ہانی قلب میں محمد بن ابی بکر و عدی بن حاتم اور جناح پر زیاد بن کعب و حجر بن عدی کمین گاہ پر عمرو بن حمق و جندب بن زہیر سعادت مند تھے اور پیادوں پر ابوقتادہ انصاری صحابی رسولخدا اور علم نصرت رقم فرزند دلبند حضرت اسد اللہ الغالب محمد بن حنفیہ کے ہاتھ میں تھا اور شعار اس فوج ظفر موج کا حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ ۰ تھا

جناح کسحاب آن گروہ کہ در دو سوی لشکر باشد برائے استظہار منتہی الارب شعار بالکسر اب نشان و علامات اہل جنگ و سفر جسے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور نیز وہ اصطلاحی فقرہ جسے حرب و ظلمت میں ایک دوسرے کو پہچانتے اعداء تمیز کریں

اور شعار لشکر بصرہ کا یالثارات عثمان تھا۔ وستودات حمیدہ و عادات پسندیدہ حضرت امیر المومنینؑ سے تھا کہ جنگ اعدا میں کبھی اپنی طرف سے پیش قدمی نہ فرماتے بلکہ ابتدا میں جہانتک ممکن ہوتا غنیم کو وعظ و پند کرتے اور اشتعال آتشِ جنگ و جدال کو اس آب زلال سے منطفی کرنا چاہتے اس موقع پر بھی ہر چند کہ ابتدائے خروج مدینہ منورہ سے طلحتین کو زبانی و بذریعہ نامہ و پیام کے بارہا فہمائش کر چکے تھے مگر خاص بروزِ جنگ بمقتضائے اپنی عادتِ شریف و جبلتِ منیف کے بہت سمجھایا اور دُرِ شہوار مواعظ سے اُنکے گوش ہوش کو گراں بار فرمایا عائشہ سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور یہاں سے مراجعت کر کے تیرے لئے خانہ نشینی اور عزلت گزینی کا حکم ہے نہ کوچہ گردی و صحرا نوردی کا۔ طلحہ زبیر سے فرمایا کہ حیا کرو اور اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر دیکھو کہ کیسی بیجا حرکت تم سے سرزد ہوئی ہے کہ اپنی بیبیوں کو مکانات میں پردۂ عصمت کے اندر محفوظ رکھا ہے اور حرم رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس مجمع عام میں لائے ہو اسی گفت و شنید میں صبح سے دوپہر ہو گئی مگر اُنہیں کی سمجھ میں خاک نہ آیا وہی مرغی کی ایک ٹانگ بتلایا کئے اور خون عثمان کا ڈھکوسلا نوکِ زبان تھا جسکی نسبت بارہا جواب شافی بدلیل و برہان مسکت پاچکے تھے تاریخ طبری میں منقول ہے کہ امیر المومنینؑ نے عبداللہ بن عباس و زید بن صوحان کو عائشہ کے پاس بھیجا اُنہوں نے اسکو سمجھایا اور عذاب آخرت سے خوف دلایا عائشہ نے کہا کہ مجھکو علی کی حجتوں کی طاقت نہیں ابن عباس نے کہا تو مخلوقِ خدا کے حجتوں سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتی تو فردائے قیامت حجج خدا کے مقابلے میں کیا کریگی۔ سُنی شیعہ نے بروایاتِ متواترہ معتبرہ نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ اُس روز دونو صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور بآواز بلند فرمایا کہاں ہیں طلحہ زبیر باہر آئیں کہ اُنسے بالمشافہ گفتگو کی جائے۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت ہتھیار و سلاح سے جسم مبارک بالکل عاری تھا۔ صرف پیراہن زیب بدن تھا۔ اور عمامہ سیاہ سر مبارک پر بندھا تھا اور استر سفید رسولخدا پر سوار تھے۔ صحابہ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ اس حالت میں انکو طلب فرماتے ہیں حالانکہ وہ کثرتِ اسلحہ سے غرقِ دریائے آہن ہیں فرمایا مجھے اس سے خوف کچھ نہیں میری موت اشقی ترینِ اُمت کے ہاتھ پر ہے جو نظیر پے کنندۂ ناقۂ صالح ہے پھر دوبارہ آواز دی۔ تو زبیر یا طلحہ و زبیر دونو نکلے آپنے فرمایا اے ابو عبداللہ تو قدیم سے میرے دوستوں اور ہواخواہوں میں شمار کیا ہوا تھا کیا یک دشمنی پر کمر باندھی اور میرے خون کے درپے ہوا اُس نے کہا مجھ پر اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمکو خلافت سے خلع کریں کس لئے کہ تمنے فتنہ انگیزی کر کے خلیفۂ وقت کو مظلوم قتل کرایا۔ آپنے فرمایا تم مجھے یہہ کہتے ہو حالانکہ خونِ عثمان تمہاری تلواروں سے ٹپکتا ہے **روضۃ الصفا** میں ہے کہ آپنے فرمایا بہتر یہ ہے کہ ہم اس معاملے میں مباہلہ کریں یعنی ہم سے جو اُنکے قتل پر راضی ہوا ہو اور جس نے اس بارہ میں سعی کی ہو طرفین سے دُعا کریں کہ وہ فی الفور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائے طلحتین نے انکار کیا۔ آپنے فرمایا ای طلحہ اور اے زبیر تمہیں جوشِ ایمان مانع نہ آیا کہ اپنی ازواج کو گھروں میں بٹھلا آئے اور ہتکِ حرمتِ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو حلال جانا عائشہ کو اس انبوہِ کثیر و جم غفیر میں لا کر کھڑا کر دیا قسم بخدائے عز و جل کہ تمہاری خیر و خوبی اسی میں ہے کہ یہاں سے پھر جاؤ ہر چند کہ یہہ امر بالفعل تمہارے لئے باعث عار ہے بتحقیق کہ ثانی الحال اس کے ترک میں عار و نار دونو ہیں۔ اور تاریخ طبری وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت میں ہے کہ آپنے فرمایا ای زبیر تجھے یاد ہے کہ ایک روز تو مدینہ میں میرے ساتھ باتیں کرتا تھا حضرت رسولخدا تشریف لائے اور تجھے میرے ہمراہ خنداں دیکھ کر فرمایا ای زبیر تو علی کو دوست رکھتا ہے تونے کہا یا رسول اللہ کون چیز مانع ہے مجھکو محبت علی سے حالانکہ جو قرابتِ قریبہ و محبتِ ایمانیہ میرے اور اُنکے درمیان ہے وہ کسی کے ساتھ نہیں آپنے فرمایا اے زبیر ایک روز وہ ہوگا کہ تو علی سے جنگ کریگا حالانکہ ظلم اُس معرکہ میں تیری طرف سے ہوگا۔ تونے کہا پناہ دیتا ہوں طرف خدائیتعالیٰ کے اُس روز سے۔ زبیر نے یہ سُنکر کہا یا ابو الحسن تمنے مجھکو اسوقت وہ بات یاد دلائی کہ اگر پہلے سے یاد ہوتی تو میں ہرگز جنگ کا قصد نہ کرتا۔ آپنے فرمایا ماورا اسکے یہہ تو بتا کہ تونے برضا و رغبت میرے ساتھ بیعت نہیں کی زبیر نے کہا کی فرمایا پھر کس وجہ سے مجھ سے مفارقت کرتا ہے زبیر خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر بولا یا علی قسم بخدا کہ میں تم سے اب جنگ نہ کرونگا اور اس کلام کے بعد اپنے لشکرگاہ کو لوٹا اور یہہ اشعار پڑھتا تھا ؎

اَخْتَرْتُ عَارًا عَلٰی نَارٍ مُؤَجَّجَةٍ ٭ اَنّٰی یَقُوْمُ لَهَا خَلْقٌ مِّنَ الطِّیْنِ ٭ نَادٰی عَلِیٌّ بِاَمْرٍ لَسْتُ اَجْهَلُهٗ ٭ عَارٌ لَعَمْرُكَ فِی الدُّنْیَا وَفِی الدِّیْنِ ٭ فَقُلْتُ حَسْبُكَ مِنْ لَوْمٍ

أَبَا حَسَنٍ ✤ فَبَعْضُ الَّذِیْ قَدْ قُلْتُهٗ یَکْفِیْنِیْ ✤ یعنی اختیار کیا میں نے ننگ عار کو آتش افروختہ پر جسم خاکی کو کہاں طاقت ہے کہ اسکے سامنے قیام کرے۔ علیؑ نے مجھسے وہ امر بیان
کیا جس سے میں ناواقف نہ تھا۔ تیری عمر کی قسم کہ وہ دین و دنیا میں باعث عیب عار ہے۔ میں نے کہا اے ابوالحسن بس اب ملامت کو کوتاہ کرو کس لئے کہ جو تم نے کہا مجھے تھوڑا سا اُس سے
کافی ہے۔ پس زبیر لشکر میں واپس گیا اور عائشہ نے اُس سے دریافت حال کیا تو اس نے کہا کہ ابتدائے سن شعور سے آجتک ہر معرکہ میں میرا شریک ہونا کسی مصلحت و دور اندیشی پر
مبنی ہوتا تھا۔ الّا آج اس جنگ میں علیؑ بن ابیطالبؑ نے اسوقت مجھکو وہ بات یاد دلائی کہ اگر پہلے سے یاد ہوتی تو ہرگز اس طرف کا رُخ نہ کرتا۔ اور اب عازم جازم ہوں کہ یہاں
سے نکلجاؤں اور گوشہ عافیت میں منزوی ہوں ؎ حالیا مصلحت وقت درآں مے بینم ✤ کہ کشم رخت بیک گوشہ و خوش بنشینم ✤ طلحہ نے کہا اے زبیر تجھکو علیؑ نے سحر کیا اُس نے
کہا سحر نہیں بلکہ حجت کو مجھ پر تمام کیا اور جو بات میں بھول گیا تھا یاد دلائی عبداللہ بن زبیر نے جو دیکھا کہ محنت کی کرائی برباد ہوتی ہے بہت گھبرایا اور باپ کے اکسانے اور
غیرت دلانے کو یہ الاپنا شروع کیا۔ کہ تو نے نشانہائے علیؑ بن ابیطالبؑ کو جنہیں جوانان شجاع و دلیر اُٹھائے ہوئے ہیں دیکھا اور موت سُرخ کو اُنکے نیچے سے معائنہ کیا پس
خوف ہراس تجھ پر چھا گیا تعجب ہے کہ ان لشکر ہائے گران کو تو نے جمع کیا اب جسوقت کہ طرفین آمادۂ پیکار ہیں چاہتا ہے کہ انہیں انکے حال پر چھوڑکر چلا جائے۔ مدینہ میں قریش کو کیا
موہنہ دکھائیگا ای پدر خدا سے ڈر دشمنوں کو ہم پر شماتت کا موقعہ نہ دے اور قرار کو فرار پر اختیار نہ کر المختصر اس قدر لسانی و چرب زبانی کام میں لایا کہ زبیر نے کہا پھر اب کیا ہو سکتا
ہے حالانکہ میں قسم کھائی ہے کہ علیؑ کی ساتھ جنگ نہ کرونگا۔ عبداللہ شوم نے کہا کہ چارۂ قسم کفارۂ قسم ہے وہ ادا کر کہ قتال تجھ پر حلال ہو جائے۔ زبیر نے مکحول نام اپنے غلام کو اس قسم
کے کفارہ میں آزاد کیا اور صف جنگ میں آکر بدستور کھڑا ہو گیا۔ شعرا نے اس واقعہ میں اشعار لکھے ہیں از انجملہ ہمام ثقفی کے شعر جنکو صاحب نزہتہ الابصار نے ابن مہدی سے
نقل کیا ہے یہہ ہیں ؎ أَیُعْتِقُ مَکْحُوْلًا وَیَعْصِیْ نَبِیَّهٗ ✤ لَقَدْ تَاهَ عَنْ قَصْدِ الْهُدٰی ثُمَّ عُوِّقَ ✤ أَیَنْوِیْ بِهٰذَا الصِّدْقَ وَالْبِرَّ وَالتُّقٰی ✤ سَیَعْلَمُ یَوْمًا
مَنْ یَّبَرُّ وَیَصْدُقُ ✤ لَشَتَّانَ مَا بَیْنَ الضَّلَالَةِ وَالْهُدٰی ✤ وَشَتَّانَ مَنْ یَّعْصِی النَّبِیَّ وَیُعْتِقُ ✤ **ترجمہ**
یعنی مکحول غلام کو آزاد کرتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ ہر آئینہ طریق ہدایت میں خود حیران ہے اور دونکو اُس سے باز رکھتا ہے۔ (وہ زبیر) اس فعل سے
صدقہ اور نیکی اور پرہیزگاری کا ارادہ کرتا ہے۔ عنقریب ایک روز اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ کون نیکی کرتا ہے اور کون صدقہ دیتا ہے البتہ ضلالت و ہدایت میں بڑا فرق ہے
اور نبی کی نافرمانی کرنیوالے اور غلام آزاد کرنیوالے میں فاصلہ بعید واقع ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ طلحہ زبیر امیر المومنینؑ کے سامنے آئے
تو آپ نے فرمایا قسم بخدا کہ تم دونو جانتے ہو اور صاحبان علم اہلبیت رسولخدا سے اسکا علم رکھتے ہیں اور خود عائشہ اس سے ناواقف نہیں کہ اصحاب جمل و نہروان بزبان فیض ترجمان
رسول آخر الزمان ملعون و مطرود ہو چکے ہیں وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی زبیر نے کہا ہم ملعون کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ اہل جنت سے ہیں آپ نے فرمایا اگر میں تمکو جنتی جانتا تو تمہاری ساتھ
کاہیکو لڑتا اور اس جنگ کو کیونکر حلال جانتا زبیر نے کہا تم نے سعید بن نفیل کی حدیث نہیں سُنی کہ اُس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ قریش سے دس
آدمی جنتی ہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا میں نے عثمان کے زمانے میں اُسے یہہ کہتے ہوئے سُنا تھا زبیر نے کہا تو اُس نے تمہارے نزدیک پیغمبر خدا پر بہتان اُٹھایا آپ نے فرمایا میں اس
بارے میں کچھ نہ کہونگا جبتک کہ تو نہ بتلائے کہ وہ دس شخص کون ہیں زبیر نے کہا فلاں فلاں اور فلاں حتی کہ نو مرد شمار کئے منجملہ اُنکے عبدالرحمن بن عوف ابو عبیدہ جراح و سعید بن عمرو
بن زید بن نفیل کا نام لیا امیر المومنینؑ نے فرمایا تو نے نو آدمی شمار کئے دسواں کون ہے کہا یا علیؑ دسویں تم ہو آپ نے فرمایا تمکو میری جنتی ہونیکا اقرار ہے حالانکہ میں تمہاری اس
دعوے سے انکار کرتا ہوں اور اسکو قبول نہیں کرتا قسم بخدا کہ بعض انہیں سے جنکا تو نے ذکر کیا طبقۂ زیرین جہنم میں درمیان چاہ آتشین کے ہیں جسکی موہنہ پر سنگ عظیم رکھا
ہوا ہے جب حقتعالیٰ آتش جہنم کو زیادہ روشن کرنا چاہتا ہے تو اُس پتھر کو سر چاہ سے اُٹھا دیتا ہے اور اُسکی حرارت سے تمام جہنم کو مشتعل فرماتا ہے میں نے حضرت رسولخدا سے یہہ

سُنا ہے دریغ کہتا ہوں تو حق تعالیٰ تجھکو مجھ پر مظفر و منصور کرے ورنہ میں تیرے اور تیرے اصحاب پر فتح پاؤں زبیر یہہ سُنکر گریاں واپس ہوا پھر حضرت علی طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ تم اپنی ازواج کو ساتھ لائے ہو کہا نہیں فرمایا تو تم نے زوجۂ رسولِ خدا کو جو بنصِ قرآن مامور بہ خانہ نشینی تھی باہر نکالا اور اپنی بیویوں کو پردوں اور خیموں کے اندر محفوظ
رکھا تمنے رسولِ خدا کے ساتھ انصاف نہ کیا کہ اُنسے بات کرنے کا وراءِ حجاب کے حکم تھا۔ اور تم نے جو ابنِ زبیر کے پیچھے نماز پڑھی اسکا کیا سبب ہے کیا ایک دوسرے کی امامت پر رضامند
نہوئے اور کس لئے میرے اوپر فوج لائے طلحہ نے کہا ہم چند شخص شوریٰ میں داخل تھے ایک مرگیا ایک مقتول ہوا چار باقی ہیں کوئی ہم سے تمہاری خلافت پر راضی نہیں آپنے فرمایا بوقتِ شوریٰ
امرِ خلافت دوسرے کے ہاتھ میں تھا اب میرے قبضہ میں ہے اس حالت کا اُسپر قیاس نہیں ہوسکتا آیا اگر میں بیعتِ عثمان کے بعد شوریٰ کا خواہاں ہوتا تو میرے نزدیک
جائز تھا کہا نہیں کسلئے کہ تم نے عثمان سے برضا و رغبت بیعت کی تھی فرمایا برضا و رغبت کہاں تھی حالانکہ اُسکے اعوان و انصار با شمشیر ہائے برہنہ میرے سر پر کھڑے ہوئے کہتے تھے
کہ بیعت کرو ورنہ تمکو قتل کریں گے۔ میری بیعت کے وقت کوئی تمکو اس طرح نہ کہتا تھا پس تم نے میرے ساتھ برضا و رغبت بیعت کی نہ کہ میں نے عثمان کے ساتھ پس میری حجت
اکراہِ بیعت میں تمہاری حجت سے واضح تر ہے منقول ہے کہ اس اثنا میں چند بار لشکرِ عائشہ حملہ آور ہوکر خواہانِ کارزار ہوا مگر امیر المومنین موافق اپنے شیمۂ کریمہ کے جنگ میں توقف
کرتے تھے اور اصحاب کو اس سے مانع آتے تھے اور درمیان دو صفوں کے بسانِ شیرِ دلاور گشت کرتے تھے عائشہ نے یہہ دیکھ کر کہا کہ قسم بخدا کہ پسرِ ابو طالب جو بیکار میں متوقف ہے منتظر
زوالِ آفتاب ہے جسطرح پر کہ سرورِ کائنات جنگِ بدر میں اسکے منتظر تھے حضرت نے فرمایا اے عائشہ تو عنقریب اپنے کردار ناہنجار پر پشیمان ہوگی پروردگارا تو خوب جانتا ہے کہ مینے
اس گروہ کے ساتھ معذرت کی اور اُنکو عاقبتِ بدِ فتنہ و فساد سے خوف دلایا اور جو مجھ پر فرض تھا اُسکو بجا لایا پروردگارا تو اس امر کا شاہد رہیو۔ شیخ سدید مفید علیہ الرحمہ
بسندِ معتبر ابو عبد اللہ عنزی سے روایت کی ہے کہ ہم بروزِ جمل علی ابن ابیطالب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ کچھ لوگ آپکے اصحاب سے چیختے ہوئے آئے کہ یا امیر المومنین ہم پر تیر لشکرِ مخالف سے آتے ہیں
حضرت نے کچھ جواب نہ دیا ایک ساعت کے بعد ایک اور گروہ بھی شکایت لایا اور بیان کیا تیر ہائے اعدا نے ہمکو مجروح کر دیا آپنے فرمایا اے قوم ابھی ملائکہ ہمارا آسمان سے نازل
نہیں ہوئے میں کیونکر جنگ کیطرف مبادرت کروں راوی کہتا ہے کہ ہم ابھی اپنے مقام سے نہ اُٹھے تھے اور ہوا اُسوقت مطلق نہ تھی کہ یکایک ایک نسیم خوشگوار ہمارے پیچھے کی
طرف سے چلی اور قسم بخدا کہ وہ ایسی سرد تھی کہ دو شانوں کے درمیان کپڑوں اور زرہوں کے اندر اُسکی سردی محسوس ہوتی تھی امیر المومنین یہہ کہکر اُٹھے اور زرہ پہنی بخدا سوگند
کہ مینے کوئی لڑائی اپنی عمر میں اسقدر جلد فتح ہوتی نہیں دیکھی۔ اور نیز مروی ہے کہ امیر المومنین نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جلدی نہ کرو کہ میں اس قوم پر اتمامِ حجت کروں تاکہ فردائے قیامت
سامنے حق جل وعلا کے معذور رہوں یہہ کہکر قریب لشکرِ بصرہ کے تشریف لائے اور فرمایا اے اہلِ بصرہ میری عہدِ حکومت میں کوئی ظلم تم پر ہوا ہے۔ کہا نہیں فرمایا تقسیمِ مال میں
مینے کسیکی حق تلفی کی ہے کہا نہیں فرمایا مالِ دنیا سے اپنے یا اپنے اہلبیت کے لئے مینے کچھ جدا کر لیا ہے کہ تمہیں اُسمیں شریک نہ کیا ہو اور یہہ امر تمہاری ناراضگی و نقضِ بیعت کا باعث
ہوا ہو کہا نہیں فرمایا پھر کیا باعث ہے کہ میری بیعت کو توڑتے ہو حالانکہ خلفائے سابقین کے ساتھ تم نے ایسا نہیں کیا اسکا کچھ جواب نہ دیا تو باواز بلند فرمایا ایہا الناس
مینے اس قوم کے ساتھ حد سے زیادہ آشتی و مدارا کیا اُنکی نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ نامرعی نچھوڑا تاکہ وہ اپنی افعالِ زبون سے باز آئیں اور حرکاتِ نکوہیدہ و ناپسندیدہ پر
نادم و منفعل ہوں مگر اُنہوں نے میرے کلام کو بسمعِ قبول اصغا نہ کیا اور نا عاقبت اندیشی و جہل سے اُسیطرح بغاوت پر مصر ہیں اور بیباکانہ مجھسے استدعائے جنگ کرتے ہیں
تعجب کا مقام ہے مجھکو کب اُنہوں نے دیکھا کہ میں نے تیغ زنی و تیر افگنی سے کبھی فرار کیا ہو یا محاربۂ دشمن میں خوف و ہراس نے مجھ پر غلبہ پایا ہو میں وُہی ابو الحسن ہوں کہ جس نے
دشمنوں کی حدود و دستحکم میں شکست ڈالی اور اُنکی جماعات کو متفرق و پراگندہ کیا آج بھی اُسی دلیری و دلاوری سے اُنکا مقابلہ کرونگا حالانکہ وعدۂ ایزدی جسکی فتح و نصرت کا مجھسے
اقرار کیا گیا ہے میں بیقینِ کامل و اعتمادِ واثق رکھتا ہوں پس طلحہ کی عجب حالت ہے اول تو قتلِ عثمان پر خود لوگوں کو تحریص و ترغیب کرتا تھا جب وہ مارا گیا تو اُسکا طالبِ خون سوگوا

خطبۂ امیر المومنین

بناہے قسم بخدا کہ اُسکی حالات میں صریح تناقض ہے اور وہ مصلحت و عاقبت اندیشے سے بمراحل دور افتادہ ہے اگر عثمان درحقیقت ظالم تھا جیسا کہ اُسکا دلی اعتقاد ہے تو اُسکے قاتلوں کا ممنونِ احسان ہونا چاہئے تھا نہ کہ دشمنِ جان اور جو اُسکے نزدیک مظلوم شہید ہوا تو اُسکی زندگی میں اُسکی اعانت و امداد اُسپر فرض تھی اور جو بہر حال تابعِ رضا نہ اُسکے اور راضی بقضا تھا تو کسی امر کے درپے ہوتا۔ اور گھر میں بیٹھ رہتا۔ میں ان باتوں میں سے کوئی بات اُس سے مشاہدہ نہیں کی صرف یہہ دیکھا کہ اول تو نہایت استحکام سے میری بیعت کی جب ادہر سے حسبِ مراد دنیا حاصل نہوئی تو بلا عذرِ معقول اُس عہد کو توڑ ڈالا۔ اور اُمتِ محمدیہ میں فسادِ عظیم برپا کیا ای بندگانِ خدا اس قوم کے ساتھ لڑنے میں سوئے خاتمت کا ذرا خوف نہ کرو کیونکہ اُنہوں نے عہد شکنی کی اور عثمان بن حنیف والی بصرہ کو بفریب گرفتار کرکے طرح طرح سے ایذا و اہانت پہنچائی بیت المال مسلمین پر بظلم متصرف ہوئی بہت سی صلحاء اُمت کو مثل حکیم بن جبلہ عبدی اور اُسکے اصحاب کے قتل کیا۔ مکہ میں جو کچھ مسلمانوں نے اُنکے پنجہ عقوبت سے نکلنا چاہا اُنہوں نے پکڑ کر مار ڈالا ایہا الناس آگاہ رہو کہ موت وہ طالب ہے کہ مقیم اُسکی ہاتھ سے نجات نہیں پاتا اور بھاگنے والا اُسکو عاجز نہیں کر سکتا۔ ہر ذیحیات کے لئے مرگ ضروری و لابدی ہے جو مقتول ہوگا وہ موت سے مریگا۔ مگر عمدہ موت جوان مرد کے لئے یہہ ہے کہ معرکہ کارزار میں مقتول ہو قسم ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کی کہ پسر ابوطالب کی جان اُسکے قبضہ قدرت میں ہے کہ ہزار تلوار کی ضربت مجھ پر سہل و آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ بستر پر پڑکر جان دوں۔ حضرت اسد اللہ الغالب کی یہہ عادت تھی کہ بوقت جنگ ان کلماتِ شریفہ کا تکرار کرتے تھے اور روایاتِ کثیرہ معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ بروز جمل آپ اس آیہ شریفہ کو بہت تلاوت فرماتے تھے وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ یعنے اگر وہ اپنے قسموں کو بعد عہد کرنے کے توڑیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو تم پیشوایان کفر کے ساتھ جنگ کرو بتحقیق کوئی ایمان اُنکے لئے نہیں شاید کہ وہ باز رہیں اور نیز فرماتے تھے کہ قسم بخدا کہ اس آیہ کے مصداق اصحاب جمل ہیں اور اب تک اسکی بموجب عمل ہوا تھا آج اس ارشاد کی تعمیل ہوگی حبیب السیر وغیرہ کتب تاریخ میں منقول ہے کہ جس وقت رائی زریں امیر المومنین پر منکشف ہوا کہ لشکر عائشہ اپنی کثرت و شوکت پر مغرور ہے اور طریق صلح و آشتی سے بغایت دور تو اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ جو اس فرقہ جفا کار کیطرف جائے اور اُنکو کتاب اللہ کیطرف دعوت کرے اور یہہ آیہ شریفہ اُنکے سامنے تلاوت کرے وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ **ترجمہ** اگر دو گروہ مومنوں کے باہم جنگ کریں صلح کراؤ اُنکے درمیان پس اگر بغاوت کرے ایک اُنمیں سے دوسرے گروہ پر پس قتال کرو اُس بغاوت کرنیوالے سے حتٰے کہ وہ امرِ خدا کیطرف بازگشت کرے پس اگر رجوع کرے تو صلح کراؤ اُن دو فریق میں بعدل و انصاف بتحقیق کہ حقتعالی دوست رکھتا ہے صاحبانِ انصاف کو ۞ ایک شخص مسلم مجاشعی نام پرے سے نکلا اور عرض کی یا امیر المومنین قرآن مجھ کو دیجئے کہ اُنکی پاس لیجاؤں فرمایا تیرے ہاتھ قطع کریں گے اور تجھو قتل کریں گے عرض کی یا امیر المومنین آپ اسکا کچھ خیال نہ کریں میں راہ خدا میں جان دینا زندگی جاوید جانتا ہوں حضرت نے کلام مجید اُسکے حوالے کیا وہ سعادت مند قرآن لیکر صفِ اعدا کی برابر آیا۔ اور حسب الارشاد اُنکو بطریق مستقیم طاعتِ خدا و رسول کیطرف دعوت کی اُن بے رحموں نے جس طریق پر حضرت امیر المومنین نے خبر دی تھی اُسکے دونو ہاتھ کاٹ کر شہید کیا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اُسکی ماں نے یہہ اشعار پڑہے ۝

یَا رَبِّ اِنَّ مُسْلِمًا اَتَاهُمْ ۞ بِمُحْكَمِ التَّنْزِيْلِ اِذْ دَعَاهُمْ ۞ يَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ لَا يَخْشَاهُمْ ۞ فَرَمَّلُوْهُ رُمِّلَتْ لِحَاهُمْ ۞ یعنی ای رب میرے مسلم اُنکے پاس آیات محکمہ قرآن لیکر دعوت کے لئے گیا کتاب اللہ کو اُنکے سامنے بیخوف و ہراس تلاوت کرتا تھا۔ اُنہوں نے اُسکو خون میں رنگین کیا خدا اُنکی ڈاڑھی کو خون میں رنگین کرے پس اصحاب امیر المومنین لاشہ مسلم کو میدان سے اُٹھا لائے حضرت نے اُسپر نماز پڑھی اور ایک مشت خاک اُٹھا کر دشمنوں کیطرف پھینکی اور منتقم حقیقی سے اس قوم مردود

بیان شہادت مسلم مجاشعی

کی ہلاکت کی استدعا کی **مؤلف** کہتا ہے کہ حضراتِ اہلسنت نے یہاں پر بموجب اپنی عادتِ مقررہ کے ملمع کاری کو کام فرمایا ہے اور حضرت حمیرا اور اُنکی گروہ و وزیروں کے کاروبار پر پردہ ڈالکر انکی عیب پوشی میں قصور نہیں کیا اور بزعمِ خود اس معرکۂ عظیم و مقاتلۂ شدید کا جسمیں ہزارہا بندگانِ خدا شکارِ تیغ و سنان ہوئی بلا قصدِ طرفین واقع ہونا صحیح و ثابت جانتے ہیں چنانچہ اس مطلب کے لئے ایک عذر بارد جو برودت میں برف سے بڑھکر ہے اور وہن و سستی میں تارِ عنکبوت سے کم تر نہیں یہہ تراشا ہے کہ جن ایام میں لشکرِ ظفر پیکر مقابلِ افواجِ بصرہ خیمہ زن تھا تو کچھ لوگوں نے اہلِ صلاح سے درمیان آکر یہہ قرار دیا کہ قاتلانِ عثمان لشکرِ امیر مومنان سے باہر چلے جائیں تو مہم مصالحہ فیصل ہو بنا بر آں مالکِ اشتر و عدی بن حاتم قریب پانچسو مرد کے کہ اکثر اُنکے رؤسائے عرب کے شمار ہوتے تھے علیحدہ کردئے گئے اور ابوابِ رسل و رسائل و نامہ و پیام مفتوح ہوئے ۔ مگر ان لوگوں نے جو دیکھا کہ ہم ازاں سو رانده و ازیں سو مانده رہگئے باہم مشورہ کرکے جس روز صبح کو ظن غالب تھا کہ صلح قرار پائے قبل طلوع آفتاب اندھیرے منہہ لشکرِ عائشہ پر حملہ کیا اور شہرت دی کہ علی بن ابیطالب مع لشکر آپہنچا عائشہ نے یہہ کہکر کہ پسر ابوطالب سے اسکے سوا اور کیا توقع تھی جنگ کی اجازت دی بعد ازاں یہہ حیلہ جو دوسری طرف پھرے اور لشکرِ عائشہ کے رنگ میں ظاہر ہو کر عسکرِ منصور پر آئے پس یہہ فریب انکا کارگر پڑا اور تیرِ تدبیر نشانہ پر بیٹھا بہادرانِ طرفین مسلح ہو کر مصروفِ وغا ہوگئے امیر المومنین تعجب کناں سوار ہوئے تو دیکھا ہنگامۂ کارزار گرم ہے اور آتشِ پیکار شعلہ زن ۔ ناچار لڑائی میں شریک ہوئے یہہ ہے تقریر اُس عذر کی جسکو رنگا رنگ کی تقریروں سے آراستہ و پیراستہ کرکے مجالسِ مناظرہ میں اہلِ ایمان کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ میں کیا ہے لیکن لَنْ یُّصْلِحَ الْعَطَّارُ مَا اَفْسَدَ الدَّهْرُ جب زمانہ ہی کی آب و ہوا فاسد ہو جائے تو بیچارہ عطار کی ہمدردی کیا کام آسکتی ہے اور اُسکی عطر بیزی کہانتک سمیتِ ہوا کو دور کر سکتی ہے ۔ بالجملہ ناظرینِ اوراق کو بروایاتِ فریقین معلوم ہوا کہ امیر المومنین ابتدائے امر سے مواعظ و نصائح کرکے وقتاً فوقتاً اس قوم پر اتمامِ حجت کرتے رہے اور جب نامہ و پیام سے کام نہ نکلا تو عینِ معرکہ میں طلحہ زبیر کو روبرو طلب کرکے بکمالِ شد و مد حقِ نصیحت ادا کیا اور زبیر کو حدیثِ پیغمبر یاد دلاکر اُسکے ظالم ہونیکا اُسکی زبان سے اقرار کرالیا یہہ روایت کثرتِ نقل سے کتبِ سنیہ میں قریب بتواترات پہنچی ہے محدثوں نے اسکو روایت کیا مورخوں نے نقل کیا شاعروں نے نظم کیا ہے پس اگر یہہ لڑائی بلا ارادۂ طرفین صرف قاتلانِ عثمان کی حیلہ پردازی سے واقع ہوتی تو ضرور تھا کہ اس گفتگو کے وقت انکا فریب طشت از بام ہو جاتا انہوں نے کیوں نہ کہا یا علی تم ہم کو یہہ کہتے ہو حالانکہ (العیاذ باللہ) غدر کے بانی تم ہو تمنے رات کو شب خون مارا ہم تو آج صلح پر آمادہ تھے مگر پہل تمہاری طرف سے ہوئی اب ہم مجبور ہیں اور جو روبرو کہنے میں رعبِ جنابِ مرتضوی مانع تھا ہر چند یہہ فرض بہت بعید ہے تو مسلم بیچارا تو ایک مردِ عامی تھا اور طرہ یہہ کہ انہیں کے لشکر میں گیا تھا اُسکے سامنے بھی یہہ عقدہ حل نہوا اُس سے کہنا تھا کہ تو قرآن بغل میں لئے ہمکو کیا نصیحت کرنے آیا ہے اپنے بھیجنے والے کو سمجھا کہ لڑائی پہلے انہوں نے شروع کی یا ہمنے ۔ اگر یہہ جواب شافی اصحابِ جمل کے پاس ہوتا یا اُن کا صلح کیطرف کچھ بھی میلانِ خاطر ہوتا تو اُس غریب کا کیوں ناحق خون بہتا شاہ صاحب کے معتقدین کتبِ تاریخ و سیر کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے کہ یہہ بلا عزمِ طرفین جنگ ہو جانے کے ملمع کاری کہانتک درست ہے عربی کتابیں متعسر ہوں تو روضۃ الاحباب و روضۃ الشہدا روضۃ الصفا حبیب السیر وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیں دریافت ہو جائیگا کہ امیر المومنین نے قتلِ مسلم مجاشعی مذکور سے پہلے لڑائی شروع کی یا بعد میں اور خود شاہ صاحب اسی کتاب تحفہ میں اس سے پہلے اس جنگ کو امیر المومنین اور طلحہ زبیر وغیرہ اصحابِ جمل کیطرف منسوب کر آئے ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ یہہ لوگ حضرت کی خلافت کی برہمزنی کا ارادہ رکھتے تھے اسلئے آپنے انکو قتل کیا یہاں آکر اُس تصریح و تحریرِ سابق کو فراموش فرمایا یا دیدہ و دانستہ اُس سے اغماض کرکے اس جنگِ عظیم کا بلا قصدِ طرفین واقع ہونا افادہ فرماتے ہیں ۔ چنانچہ طعنِ دوم میں مطاعنِ عمر سے لکھتے ہیں و نیز این فعلِ عمر در این جا بسیار کمتر است از فعلِ جناب امیر کہ چوں بعد از شہادتِ عثمان خلافت بر آں جناب

قرار گرفت کسانی را کہ داعیہ برہم زدن این منصب عظیم بخاطر آوردہ از مدینہ برآمدہ بمکہ شتافتند و در پناہ سایہ حرم محترم رسول یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ در آمدہ دعوی قصاص از قتلہ او نمودہ آمادہ جنگ و پیکار گشتند تفصیل رسانید انتہی اور خود امیر المومنین نے جو بعد ختم جنگ اہل کوفہ کو خط لکھا اور واقدی مورخ معتبر اہلسنت نے اسکو بسند خود روایت کیا ہے اسمیں تحریر ہے فَسِرْتُ اِلَیْهِمْ حَتّٰی نَزَلْتُ ظَهْرَ الْبَصْرَةِ فَاَعْذَرْتُ بِالدُّعَاءِ وَقُمْتُ بِالْحُجَّةِ وَاَقَلْتُ الْعَثْرَةَ وَالزَّلَّةَ وَاسْتَتَبْتُهُمْ مِنْ نَكْثِهِمْ بَيْعَتِي وَعَهْدَ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا اِلَّا قِتَالِي وَقِتَالَ مَنْ مَعِي وَالتَّمَادِي فِي الْغَيِّ فَنَاهَضْتُهُمْ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ نَاكِثًا وَوَلّٰى مَنْ وَلّٰى مِنْهُمْ اِلٰى مِصْرِهِمْ یہہ خط تمامہ کتاب شافی سید مرتضی علم الہدی میں بعد ازاں تشیید المطاعن میں منقول ہے یہاں بقدر حاجت اسمیں سے لیا گیا ہے آئندہ عنقریب تمام نقل کیا جائیگا خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ میں مع اپنے لشکر کے بیرون بصرہ نزول کیا اور دعوت بمعذرت کی اور اپنی حجتوں کو پیش کیا اور انکی لغزش و خطا سے چشم پوشی کر کے بیعت کے توڑنے اور عہد خدا کی مخالفت کرنے پر توبہ کا خواستگار ہوا مگر انہوں نے میری اور میرے اصحاب کے ساتھ جنگ کرنے اور غوایت و گمراہی میں ایام گذارنے پر اصرار کیا پس میں نے راہ خدا میں ان پر جہاد کیا جو قتل ہوا انکث بیعت میں قتل ہوا اور جو بھاگا اپنے شہر کو بھاگ گیا۔ اس خط سے بھی بصراحت تمام انکا معصیت پر مصر رہنا اور دیدہ و دانستہ جنگ کرنا پایا جاتا ہے **القصہ** جب تمرد و سرکشی و ظلم و زیادتی فرقہ باغیہ ناکثین کی حد سے تجاوز کر گئی تو فرمان عالی مشتمل بر پاداش عمل و سرکوبی اس گروہ گستاخ کے پیشگاہ ولایت آیات و امامت مآب سے صادر ہوا۔ مگر قربان حلم و بردباری و رقت قلبی و رحم دلی اس سرور سامی کے کہ اسکے ساتھ ہی جو بے اعتدالی و تعدی فتحمند قوم سے لشکر منہزم پر ظہور پذیر ہوئیں خاطر عاطر میں خطور و اثر کر گئیں لہذا اصحاب جلادت انتساب سے ارشاد ہوا کہ خبردار بھاگتے کا تعاقب ہنوز زخمی کو قتل نہ کرو کشف عورتین سے اعراض و احتراز رہے مقتولوں کے ہاتھ پیر ناک کان کاٹ کر مثلہ نہ بنایا جائے دشمن کی فرودگاہ میں پہنچو تو کسیکی پردہ دری کو روا نہ رکھو کسیکے گھر میں داخل نہو اور اموال و اسباب کو انکے غارت نہ کرو عورات ہر چند تمکو برا کہیں بلکہ سب و شتم تک نوبت پہنچائیں اور تمہارے سرداروں اور نیکوکاروں کو ذم و نکوہش سے یاد کریں اصلا انسے متعرض نہو کیونکہ انکی عقلیں ناقص اور قوی ضعیف اور قلوب سست و مضمحل ہیں ہم زنان کافرات کی ایذا رسانی سے منع کئے جاتے تھے یہہ تو پھر کلمہ گو ہیں علاوہ برایں مرد کے لئے عورت سے تعرض کرنا کمال بے حمیتی اور انکو چھڑی لگانا بھی داخل نامردی ہے اور پشتہا پشت یہہ امر اسکے لئے باعث ننگ و عار ہے الحاصل مردان کار و دلیران شیر شکار کہ منتظر ایک اشارہ کے تھے حکم پاتے ہی مصروف کارزار ہوئے اور بضرب نیزہ و سنان و شمشیر جان ستان ایک آن کی آن میں ہزاروں تن بے سر و جسم بے جان ہو گئے طرفین سے رجز خوانیاں ہو کر بہادروں کو جرأت و جلادت دلائی جاتی تھی **واقدی** کہتا ہے کہ جنگ جمل سے زیادہ کسی لڑائی میں رجز نقل نہیں ہوئے اکثر انسے بنی ضبہ اور بنی ازد کے تھے جو شتر عائشہ کے گرد انکی حمایت میں کام آئے **لطیفہ** جس وقت کہ تنور قتال عین اشتعال پر تھا حضرت عائشہ نے ایک مشت خاک اٹھا کر لشکر منصور کیطرف پھینکی اور بآواز بلند کہا شَاهَتِ الْوُجُوهُ کہ زشت ہوں یہہ صورتیں۔ جیسا کہ حضرت رسولخدا نے جنگ حنین میں فرمایا تھا۔ ایک شخص نے لشکر امیر المومنین سے چلا کر کہا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنے حقتعالی نے اپنے حبیب کے خطاب میں ارشاد فرمایا کہ وہ مشت خاک جو انکی طرف پھینکی تو نے نہیں پھینکی بلکہ حقتعالی نے پھینکی۔ یعنی جو اثر بد اسکا کفار پر ہوا وہ خدا کی جانب سے تھا نہ تیری طرف سے مراد یہہ کہ اے عائشہ تو نے مشت خاک تو صاحب لولاک کی ریس سے پھینک دی مگر وہ تائید الہی جو آنحضرت کے لئے تھی کہاں سے لائیگی منقول ہے کہ امیر المومنین نے علم لشکر اس روز اپنے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ کو عطا کیا اور فرمایا یَا بُنَیَّ تَزُوْلُ الْجِبَالُ وَلَا تَزُلْ اے فرزند پہاڑ ہل جائیں تو ہل جائیں تو اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرنا اپنے اضراس (دندان) کو دبائے رکھ اور سر کو راہ خدا میں مستعار دے قدموں کو زمین میں محکم و استوار کر۔ اقصائے قوم تک نظر پہنچا۔ اور آنکھیں نیچے جھکا اور یقین جان کہ نصرت و فیروزی حق سبحانہ تعالی کی طرف سے ہے۔ جب لشکر مخالف سے پیہم تیر آنے لگے تو فرمایا اے فرزند آگے

بڑھ اور حملہ آور ہو محمد بن حنفیہ نے حسب الحکم میدان میں آکر سخت حملہ کیا بنی ازد سے ایک مرد انکے سامنے آکر پکارا اے گروہ بنی ازد حملہ آور ہو محمد نے بہت جلد اُسے واصل جہنم کرکے
کہا ای معشر بنی ازد فرار کرو پھر اسود بن بختری سلمی سامنے آیا اور وہ بھی بضرب سر حضرت شیر خدا کے ہاتھ سے مقتول ہوا پس کعب بن سور ازدی کہ مرد کبیر السن اور عمر خطاب کے
زمانے سے قضائے بصرہ پر مامور تھا اور مثیر اُسکے شامل لشکر عائشہ ہو گیا مذکور شتیر گزرا باہر نکلا اور یہہ اشعار آبدار اُس نے پڑھے ؎ یَا مَعْشَرَ الْاَزْدِ عَلَیْکُمْ اُمَّکُمْ ۔ فَاِنَّہَا صَلٰوتُکُمْ
وَصَوْمُکُمْ ۔ وَالْحُرْمَۃُ الْعُظْمٰی الَّتِیْ تَعُمُّکُمْ ۔ فَاَحْضِرُوْہَا جِدَّکُمْ وَحَزْمَکُمْ ۔ لَا یَغْلِبَنَّ سَمُّ الْعَدُوِّ سَمَّکُمْ ۔ اِنَّ الْعَدُوَّ اِنْ عَلَاکُمْ زَمَّکُمْ ۔ وَخَصَّکُمْ بِجَوْرِہٖ وَعَمَّکُمْ ۔ لَا تَفْضَحُوا الْیَوْمَ فِدَاکُمْ قَوْمُکُمْ
یعنی ای گروہ بنی ازد اپنی مادر عائشہ کی بیعت کو لازم پکڑو بتحقیق کہ وہ تمہاری نماز و روزہ ہے اور تم سب کی ناموس بزرگ ہے پس بڑی احتیاط سے اُسکی حفاظت میں سعی کرو ہرگز تمہارے
دشمن کا ارادہ تمہارے ارادہ پر غالب آئے ۔ بالضرور اگر عدو نے تم پر غلبہ پایا تو تمکو ذلیل و اسیر کریگا ۔ اور کسی خاص و عام کو اُسکے دست جور و تعدی سے نجات نہ ملیگی ۔ تمہاری قوم
تم پر فدا ہو آج فضیحت نہ ہونا ۔ واقدی و ابو الحسن مدائنی مورخین اہلسنت نے لکھا ہے کہ اس رجز سے اُس روایت کی تصدیق ہوتی ہے جسکا مضمون یہہ ہے کہ طلحہ زبیر لشکر میں
کھڑے ہوئے اور کہا اے اہل بصرہ اگر علی آج تم پر فتحیاب ہوا تو تمہیں تباہ و برباد کریگا اور تمہارے ننگ ناموس کو خاک میں ملا دیگا ۔ تمہاری عورات کو کنیز و لونڈی
بنائیگا اطفال کو تیغ ستم سے قتل کریگا پس حفظ آبرو کے لئے جنگ میں سخت کوشش کرو کہ اس بے حرمتی و رسوائی سے محفوظ رہو ۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ اس پیر مرد یعنی کعب
بن سور سے بڑھکر کیسکے رجز نے اہل بصرہ کے دلمیں جوش حمیت پیدا نہیں کیا ۔ اسکے سنتے ہی لوگ ہر طرف سے سمٹ کر جمل عائشہ کے گرد جمع ہوگئے اور ایسی ثابت قدمی سے جمے کہ
مرتے دم تک نہ ہٹے فی المختصر مالک اشتر نے صف سے نکلکر اس قاضی کی جان کا آخری فیصلہ کیا ۔ پھر عبداللہ ازدی نکلا اور اصحاب جمل کی عادت تھی کہ جو جان و مال سے
ہاتھ دھو کر زن و فرزند سے دست بردار ہوتا تھا لڑنے کا ارادہ کرتا تھا اول جمل کے پاس آتا اور لمحہ دو لمحہ اُسکی ساربانی کرتا تھا پھر قدم آگے بڑھاتا تھا اُس نے بھی مہار
شتر سنبھالی اور کہا ؎ اَضْرِبُہُمْ وَلَا اَرٰی اَبَا حَسَنٍ ۔ ہَا اِنَّ ہٰذَا حَزَنٌ مِّنَ الْحَزَنِ یعنی میں اُنسے لڑتا اور اُنپر وار لگاتا ہوں اور ابو الحسن کو نہیں دیکھتا
یہہ بہت بڑا غم ہے امیر المومنین یہہ کلام اُس بے حیا کا سنکر بنفس نفیس برآمد ہوئے اور ایک ضرب حیدری سے اُسکا کام تمام کرکے فرمایا ؎ رَاَیْتَ اَبَا حَسَنٍ فَکَیْفَ وَجَدْتَہٗ
تو نے ابو الحسن کو دیکھا بھی اور کیسا پایا پھر عوف بن قطن بنی ضبہ سے نکلا اور پکارا کہ عثمان کا خون صرف علی و آل علی سے طلب کرنا چاہئے پھر شتر کی باگ پکڑی اور یہہ
اشعار پڑھے ؎ یَا اُمِّ یَا اُمِّ خَلَا مِنِّی الْوَطَنِ ۔ لَا اَبْتَغِی الْقَبْرَ وَلَا اَبْغِی الْکَفَنِ ۔ مِنْ ہٰہُنَا مَحْشَرُ عَوْفِ بْنِ الْقَطَنِ ۔ اِنْ فَاتَنَا الْیَوْمَ عَلِیٌّ
فَالْغَبَنُ ۔ اَوْ فَاتَنَا اِبْنَاہُ حُسَیْنٌ وَحَسَنٌ ۔ اِذًا اَمُتْ بِطُوْلِ ہَمٍّ وَحَزَنٍ یعنی ای مادر ای مادر مجھ سے وطن خالی ہوا اب نہ مجھکو گور کی حاجت ہے نہ کفن کی عوف
بن قطن یعنی خود وہ ملعون اسی میدان سے محشور ہوگا ۔ ہاں اگر علی آج ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو یہہ بہت بڑا نقصان ہے ۔ یا اگر اسکے دو بیٹے حسن حسین ہم سے فوت ہوئے ۔ اگر ایسا
واقع ہوا تو میں طول غم و الم سے مر جاؤنگا ۔ پھر تلوار سونت کر لشکر منصور پر حملہ آور ہوا اور بضرب محمد بن حنفیہ سیدھا جہنم کو پہنچا ۔ پس ازاں عبداللہ بن خلف خزاعی کہ رؤسائے
بصرہ سے تھا اور کثرت اموال و جائداد میں بصرہ میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ۔ چنانچہ بعد اختتام جنگ عائشہ اُسکی مکان میں ٹھیرائی گئی صف سے نکلا اور حضرت امیر المومنین سے طالب جنگ
ہوا آپنے فرمایا ای پسر خلف تو مجھکو جانتا ہے کہ کون ہوں کیوں اپنی موت کے درپے ہوا ہے اُس بدبخت کوتہ اندیش نے جواب دیا یا علی خود ستائی موقوف کرو اور میری صاعقہ ہمنبرد
ہو معلوم ہو جائیگا کہ کون کسکو قتل کرتا ہے حضرت نے بزور ید اللہی ایک ضرب اُسکے سر پر لگائی جس سے کھوپڑی سر سے پراں ہو کر فی النار ہوا القصہ جب زبیر نے آتش حرب کو مشتعل
دیکھا تو خوف ہراس نے اُسپر غلبہ پایا اور بقصد فرار جنگ گاہ سے مدینہ کی راہ لی نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ راستہ میں اُس کا گزر وادی السباع سے ہوا جہاں احنف بن قیس مع قبیلہ بنی تمیم
کے بموجب اجازت امیر المومنین ٹھیرا ہوا تھا احنف نے دور سے زبیر کو دیکھ کر پہچانا ۔ اور اپنے اصحاب سے کہا کہ یہہ زبیر جاتا ہے جس نے دو گروہ بزرگ مسلمانان میں بنیاد فتنہ و فساد

رکھی اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کرایا اب چاہتا ہے کہ خود جان سلامت لیجائے اور گھر میں جا بیٹھے عمر بن جرموز نام ایک شخص یہہ تقریر سنکر اٹھا اور دو آدمی ساتھ لے کر اُس طرف کو سوار ہوا۔ زبیر کے ساتھ ایک مرد بنی کلب اور ایک اسکا غلام تھا۔ ابن جرموز اور اسکے ساتھیوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر ان دونوں نے قدم آگے بڑھائے زبیر نے کہا وہ بھی تین مرد ہیں ہم بھی تین پھر خوف کس بات کا ہے نزدیک پہنچے تو زبیر نے کہا میرے پاس نہ آنا ابن جرموز نے کہا ای ابو عبداللہ میں تم سے لڑائی کا حال پوچھنے آیا ہوں کہا۔ فریقین مصروف کارزار ہیں دونو طرف کے لوگ قتل ہو رہے ہیں۔ ابن جرموز نے کہا ابھی چند باتیں اور دریافت طلب ہیں اُنکا بھی جواب دو زبیر نے کہا پوچھ جو کچھ پوچھنا ہے اُس نے کہا تم نے عثمان کی جس زمانے میں کہ وہ محصور تھا کس لئے نصرت نہ کی پھر علی کے ساتھ بیعت کر کے کیوں توڑ ڈالی اور عائشہ کو کس لئے اس مجمع عام میں لائے اور عبداللہ اپنے بیٹے کے پیچھے تمہارے نماز پڑھنے کا کیا باعث تھا۔ اور مسلمانوں کو باہم لڑوا کر آپ علٰحدہ ہوتے اور گھر کا قصد کرنیکی کیا وجہ ہے زبیر نے کہا لیکن ترک نصرت عثمان سو وہ ایک امر تھا کہ اسکی ابتدا معصیت سے تھی انتہا توبہ پر ہوئی۔ اور علی ابن ابیطالب کے ساتھ بیعت کرنا یہہ ایک مجبوری تھا کس لئے کہ مہاجرین و انصار اُسمیں شامل ہو گئے تھے بعد ازاں اُس کا نکث کرنا تجھکو معلوم ہوا کہ وہ بیعت ہاتھوں سے کی تھی ارادہ قلبی سے نہیں لیکن اُم المومنین کا یہاں لانا پس جو غرض اُس سے ہماری تھی مشیت ایزدی اُسکے برخلاف کی مقتضی ہوئی اور عبداللہ کے ساتھ نماز اسلئے پڑھی کہ اُسکی خالہ عائشہ نے اُسکو اس کام کے لئے مقدم کیا تھا ابن جرموز یہہ لچر پوچ جوابات سنکر جدا ہوا اور دلمیں کہتا تھا قَتَلَنِیَ اللّٰہُ اِن لَّمْ اَقْتُلْکَ خدا مجھکو قتل کرے اگر تجھے قتل نہ کروں پھر موقع پاکر اُسکا کام تمام کیا اور سر کو کاٹ کر مع اسپ و سلاح امیر المومنین کی خدمت میں لایا۔ **احتجاج** میں ہے کہ سر زبیر اور اُسکے سلاح حضرت امیر کے سامنے آئے تو آپنے تلوار اُنمیں سے اٹھالی اور آغاز و انجام زبیر کو تصور کر کے فرمایا کہ یہہ وہ تلوار ہے جس سے مدت دراز تک حضرت رسولخدا کی حمایت ہوتی رہی ہے۔ مگر انجام بد ہوا اور زبیر بُری موت سے مارا گیا۔ **ابن ابی الحدید** کہتا ہے کہ اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن جرموز جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ مقتول ہوا اور بعض میں ہے کہ مصعب بن زبیر کے زمانہ حکومت تک زندہ تھا۔ چنانچہ جب مصعب بصرہ میں آیا تو اُس نے بخوف جان وہاں سے فرار کا قصد کیا مصعب کو حال معلوم ہوا تو کہا وہ بے خوف و اندیشہ میرے سامنے آئے اور عطیات سے اپنا حصہ لے کیا اُسکا گمان یہ ہے کہ میں اُسکو ابو عبداللہ یعنی زبیر کے عوض میں قتل کرونگا اور اُسکے خون کو اسکی برابر جانونگا لَا وَاللّٰہِ یہہ نہوگا ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہہ پسندیدہ تکبر ہے جو مصعب سے ظاہر ہوا۔ القصہ جب زبیر اسطرح جان بچانیکے لئے مجمع سے علٰحدہ ہوا تو طلحہ نے بھی ارادہ کیا کہ اُم المومنین کی وزارت سے مستعفی ہو اور جس صورت سے بنے اس مہلکے سے نجات پائے چنانچہ وہ اس ارادہ سے صف سے نکلا۔ مگر مروان بن حکم نے جو بظاہر عائشہ کے خیر خواہوں میں منسلک تھا اُسے دیکھا اور ایک تیر زہر آلود اسطرح تاک کر اُسکے لگایا کہ طلحہ بے دم ہو کر گھوڑے سے گرا مروان نے ابان بن عثمان سے کہا کہ تیرے باپ کے قاتلوں سے ایک کو تو مینے کفایت کی اور بعض روایات میں ہے کہ مروان چونکہ بدل کیسطرف تھا۔ اور مطلقاً اسلام کی بدخواہی اُسے مد نظر تھی تو بوقت جنگ دونو جانب تیر پھینکتا تھا اور دلمیں کہتا تھا کہ جسطرف کار گر ہو خالی از فائدہ نہیں ؎ ہر طرف کہ شود کشتہ سود مروان است۔ اُنہیں تیروں سے ایک تیر طلحہ کے لگا اور اُسکو قتل کیا اور تاریخ اعثم کوفی میں ہے کہ طلحہ میدان جنگ میں کھڑا ہوا پکارتا تھا بندگان خدا صبر کرو کہ صبر و ظفر قرین یکدگر ہیں اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ صابروں کو ثواب بے حساب ملیگا۔ یہہ دیکھ کر مروان حکم نے اپنے غلام سے کہا عجب معاملہ ہے عثمان کے قتل میں طلحہ سے زیادہ کوئی ساعی نہ تھا صرف اُسنے اُسکو قتل کرایا۔ آج خون عثمان طلب کرتا ہے یہہ لوگوں کو ناحق قتل کراتا ہے مجھکو خوف ہے کہ تمام سپاہ کو اسیطرح تلف کر دے گا بنا بریں چاہتا ہوں کہ ایک تیر اُسکے لگاؤں کہ مسلمان اُسکے شر سے نجات پائیں تو میرے آگے کھڑا ہو کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے اگر مینے اسکو قتل کیا تو تجھکو آزاد کر دونگا پس غلام اُسکے آگے کھڑا ہوا اور مروان نے تیر جسکی پیکان زہر میں آلودہ کی تھی اُسکی طرف چلایا وہ اُسکی ٹانگ میں لگا طلحہ اُسکے صدمہ سے بیہوش ہو کر گر گیا۔ تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو غلام سے کہا کہ مجھکو سایہ میں لیچل اُسنے کہا

قتل طلحہ بن عبداللہ

سایہ یہاں کہاں طلحہ رونے لگا کہ کسی شیخ کا خون قریش سے میری طرح ضائع ہوا ہوگا نہ معلوم کہ یہہ تیر کہاں سے مجھکو پہنچا تیر نہیں پیام اجل ہے اور درد سے بیقرار تھا حتے کہ اُسی حالت میں مرگیا اُسکو موضع سنجہ میں دفن کیا۔ مروی ہے کہ جب طلحہ مارا گیا تو لوگوں نے عائشہ سے کہا کہ طلحہ زبیر مارے گئے عبداللہ بن عامر علی بن ابیطالب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اب بہتر ہے کہ تو اُنسے مصالحہ کرے عائشہ نے کہا یہہ مقدمہ وہ نہیں کہ صلح و مصالحہ کو اسمیں دخل ہو اور بدستور صف جنگ میں کھڑی رہی حضرت امیر نے یہہ سنکر فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جہالِ عرب یکے بعد دیگرے نکلتی اور اونٹ کی مہار پکڑ کر اشعار پڑھتے تھے اور قتل ہوتے تھے حتے کہ اٹھانوے اجل گرفتہ تیغ سیاستِ یداللہی سے واصل جہنم ہوئے شیخ مفید علیہ الرحمہ حبہ عرنی سے روایت کرتے ہیں کہ اُسنے عثمان کے زمانہ میں حذیفہ بن یمان کو کہتے ہوئے سُنا کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری مادر حمیرا شتر پر سوار ہے اور تم اُسکے ساتھ ہو اور زبیر بنی ازد کہ خدا اُنکو داخل جہنم کرے اُسکی ہمراہ ہیں اور بنی ضبہ کہ اُنکے اقدام قطع ہوں اُنکے اعوان و انصار میں داخل ہیں راوی کہتا ہے کہ بروز جمل جبکہ امیر المومنین نے ہمکو رخصت جنگ دی ہم اُن پر حملہ آور ہوئے حالانکہ ہماری نیزے کثرت و اتصال سے ایسے ہموار معلوم ہوتے تھے کہ اگر کوئی چاہے تو اُنکے اوپر کو چلا جائے پس ہمنے برچھوں سے حملہ کیا پھر تلواریں لیں اور اُنکے سروں پر مارتے تھے مگر وہ لوہے کے خود جو پہنے تھے اُنمیں کچھ اثر نہ کرتی تھیں اُسوقت منادیِ امیر المومنین نے آواز دی عَلَیْکُمْ بِالْاَقْدَامِ یعنے پیروں پر تلواریں لگاؤ قسم بخدا کہ مینے کبھی ایسے قدم کٹتے ہوئے نہیں دیکھے جیسے کہ اُس روز اُسوقت مجھکو حدیث حذیفہ اَنْصَارُھَا بَنِیْ ضَبَّۃَ جَلَّ اللّٰہُ اَقْدَامَھُمْ یاد آئی پس میں جانا کہ وہ دعاء حذیفہ کی مستجاب ہوئی

بالجملہ امیر المومنین نے مالکِ اشتر کو حکم کیا کہ حملہ آور ہو مالک نے حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی **ہلال** بن وکیع کہ میمنہ لشکر بصرہ پر تھا مقتول ہوا بنی ضبہ شتر عائشہ کو حلقہ کئے ہوئے تھے خوب جی کھولکر لڑے صدہا ہزارہا اُنسے خاک و خون میں ملگئے کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگ گئے صحرائے پُر خار کثرتِ کشت و خون سے رشکِ چمن لالہ زار دکھائی دیتا تھا۔

قصہ عمرو بن یثربی ضبی

عمرو بن یثربی ضبی کہ شجاعانِ بصرہ میں صاحبِ امتیاز تھا اور چند نفر اصحابِ جناب ولایتمآب کے اُسکے ہاتھ سے شربتِ شہادت نوش کیا تھا اس ہنگامہ میں مقتول ہوا اُس کے قاتل میں اختلاف ہے بعض مورخین نے کہا ہے کہ عمار یاسر اُسکے مقابل ہوئے حالانکہ ضعفِ پیری نے اُنمیں بہت اثر کیا تھا سب کو خوف تھا کہ عمار اس بصری کے ہاتھ سے جانبر نہونگے۔ مگر قوتِ ایمان عمار یاسر سے وہ وہ کام کراتی تھی کہ جوان اُنکے ارتکاب سے عاجز آئیں عمر نے اُنکو وار کیا تو عمار نے اُسے ڈھال پر روکا اور پھر ایسے ضرب اُسکے سر پر لگائی کہ اُسکی صدمہ سے پشتِ زین پر نہ ٹھیر سکا زمین پر گر پڑا عمار اُسکا سر پکڑ کر کشاں کشاں امیر المومنین کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا امیر المومنین اجازت دیجئے کہ اسطرح مصروفِ جہاد رہوں آپنے حکم دیا کہ عمر کو قتل کریں اور بعض کا قول ہے کہ مالکِ اشتر نے اُسکو نیزہ سے زخمی کیا بنی ازد حمایت کرکے میدان سے زندہ لے جانا چاہتے تھے مگر عبد الرحمن بن طود بکری نے دوسرا نیزہ لگایا۔ پھر ایک مرد قبیلہ سدوس سے اُسکا پیر پکڑ کر کھینچتا ہوا امیر المومنین کی خدمت میں لایا حضرت کے سامنے آیا تو چلایا یا امیر المومنین مجھے رہا کیجئے کیونکہ سُنا ہے کہ آپ زخمی کو قتل نہیں کرتے۔ حضرت نے اُسکو چھوڑ دیا وہ اپنے اصحاب کے پاس گیا مگر چونکہ زخم کاری کھا چکا تھا تھوڑی دیر میں مرگیا۔ **منقول** ہے کہ جسوقت

شہادت زید بن صوحان عبدی

عمر بن یثربی مذکور میدان میں کھڑا مبارز طلب کرتا تھا تو زید بن صوحان عبدی نے کہ اجلّہ اصحابِ جنابِ رسالتمآب سے تھے امیر المومنین کی خدمت میں گزارش کی کہ مینے دیکھا ہے کہ ایک ہاتھ آسمان سے میری طرف دراز ہوا اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے پاس آ۔ میں ابن یثربی کے مقابلہ کو جاتا ہوں یقین و اثق ہے کہ اُسکی ہاتھ سے جانبر نہونگا جسوقت میں قتل ہوں حضرت مجھے غسل نہ دیں اور اسیطرح باتن خون آلود دفن فرمائیں کہ فردائے قیامت سامنے پروردگار کے اپنے خون کا طلبگار ہونگا۔ یہہ کہکر میدان میں آئے اور مشغول جہاد تھے حتے کہ شہادت پائی حضرت صادق سے منقول ہے کہ امیر المومنین زید کے پاس تشریف لائے جبکہ اُسمیں حیات سے رمق باقی تھی۔ اور سرہانے بیٹھکر فرمایا یا زید رَحِمَکَ اللّٰہُ کُنْتَ خَفِیْفَ الْمَؤُنَۃِ عَظِیْمَ الْمَعُوْنَۃِ یعنی رحمت خدا ہو تجھ پر اے زید کہ مؤنت و مشقت تیری تعلقات دنیا میں اندک و خفیف تھی اور معونت و امداد دین میں زیادہ

پس زید نے سر اُٹھایا اور عرض کی یا امیر المومنین حق تعالیٰ تمکو جزائے خیر دے قسم بخدا کہ نہیں پہچانتا تمکو مگر وہ کہ خدا کو پہچانتا ہے واللہ کہ مینے آپ کی خدمت میں جہاد از روئے جہالت
کے نہیں کیا بلکہ اُم المومنین ام سلمہؓ سے سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جسکا میں مولیٰ ہوں علیؑ اُسکا مولیٰ ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو اُس سے
دشمنی کرے مدد و نصرت کر اُسکی جو علیؑ کی نصرت کرے اور مخذول و متروک کر اُسکو جو اُسکی نصرت سے کنارہ کش ہو پس مجھکو خوف ہوا کہ اگر آپ کی نصرت نہ کروں تو حق تعالیٰ
میری نصرت نہ کرے۔ اور روضۃ الصفا میں ہی کہ زید کا ہاتھ ایک غزوہ میں شمشیر کفار سے قلم ہوگیا جناب رسولخدا نے یہہ دیکھ کر فرمایا کہ زید کے بعض اعضا اُس سے پیشتر جنت
میں جائینگے۔ یہہ حدیث عائشہ کو زبان مبارک پیغمبر سے سنی ہوئی یاد تھی اب جو زید امیر المومنین کی بیعت میں شہید ہوئے عائشہ کو بہت افسوس ہوا اور کہا جبکہ زید قطعی جنتی ہی
تو ہم بے شبہ گروہ باغیہ سی ہوئی ابن ابی الحدید نے ابو مخنف سی روایت کی ہی کہ ایک شخص علی علیہ السلام کی خدمت میں کھڑا ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین اس سے زیادہ اور
کونسا فتنہ ہوگا کہ اہل بدر ایک دوسرے پر تلوار کھینچتے ہیں آپنے فرمایا وائی ہو تجھ پر جس معرکہ میں میں امیر و سالار ہوں وہاں فتنہ ہوگا قسم بخدائے عزوجل کہ جسنے محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ کو بحق مبعوث کیا ہے کہ نہ میں جھوٹ کہتا ہوں نہ کسینے مجھ سے جھوٹ کہا ہے نہ خود گمراہ ہوں نہ کسیکو مینے گمراہ کیا ہی نہ خود طریق حق سے کبھی لغزش کھائی
ہی نہ اور کسیکو میرے سبب سے لغزش ہوتی ہے میں اپنے رب کیطرف سی پوری پوری یقین اور واثق اعتماد پر ہوں اُس جل شانہ نے اپنے نبی کو اس جنگ کی خبر دی ہی اور انہوں نے
مجھکو اور میں عنقریب بروز قیامت بلایا جاؤنگا درانحالیکہ کوئی گناہ مجھ پر نہو گا اگر بالفرض کوئی گناہ ہوتا بھی تب بھی اُنکے ساتھ میرا جنگ کرنا اُسکا کفارہ ہوتا روایت
ہے کہ محمد بن طلحہ معروف بہ سجاد اپنے باپ طلحہ کے ساتھ لڑائی میں حاضر ہوا تھا۔ بدل اسپر راضی نہ تھا۔ امیر المومنین نے اپنے صحابہ سے کہدیا تھا کہ جب اُس پر قدرت ہو قتل
نہ کرو۔ شریح ابن عوفی عبسی نے اسوقت جنگ اُسی دیکھا چونکہ پہچانتا نہ تھا ایک برچھی لگائی محمد نے شعار فوج ظفر موج حٰمٓ لَا یُبْصِرُوْنَ کہا مگر ضرب اُس سے پہلے اپنا
کام کر چکی تھی امیر المومنین محمد کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے اسکے باپ کی اطاعت نے قتل کرایا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہی تھا کہ عبد اللہ بن زبیر مالک اشتر کے مقابل
ہوا پہلے تو کسیقدر طرفین سے رد و بدل ہوتی رہی آخر کار اشتر نے گھوڑے سے اُتر کر اُسکو پکڑا اور زمین پر ڈالکر اُس پر سوار ہوگئے ابن زبیر نے اشتر کے نیچے پڑے ہوئے کہا
اُقْتُلُوْنِیْ وَمَالِکًا مجھکو مع مالک کے قتل کرو چونکہ مالک زیادہ تر اشتر کے نام سے مشہور تھے اُس انبوہ کثیر میں کسینے خیال نہ کیا کہ کیا کہتا ہے۔ لیکن اشتر مرد کبیر السن تھے اور عبد اللہ کی
عین شباب جوانی کی دن اسپر انہوں نے تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا اور عادت بھی مالک اشتر کی کہ ایام جنگ میں کچھ نہ کھاتے تھے کچھ بھوک کی شدت کچھ بڑھاپے کی نقاہت
ضبط نہو سکا اور عبد اللہ زور کر کے نیچے سے نکل گیا **نقل** ہے کہ بعد اختتام معرکہ جمل عمار یاسرؓ مع اشتر عائشہ کے پاس گئے اُس نے پوچھا ای ابو الیقظان تمہارے ساتھ
یہہ دوسرا کون شخص ہے کہا مالک اشتر کہا ای مالک تو نے ہی میری خواہر زادے عبد اللہ کے ساتھ ایسا اور ایسا سلوک کیا اشتر نے کہا ہاں اور اگر ضعف پیری و شدت گرسنگی
مانع نہوتی تو اُسکو قتل کرتا اور امت محمدیہ کو اُسکے شر سے نجات بخشتا۔ عائشہ نے کہا مگر تو نے حدیث پیغمبر نہیں سنی کہ مسلمان کا خون بدون ارتکاب ان تین افعال کے حلال
نہیں۔ ایمان کے بعد کفر اختیار کرے یا صاحب زوجہ ہونیکے بعد زنا کا مرتکب ہو یا کسیکو ناحق قتل کرے۔ اشتر نے کہا ای اُم المومنین ہم نے انہیں باتوں سے کسی ایک بات
اُسکے ساتھ لڑائی کی تھی اور بخدا سوگند کہ میری شمشیر نے اس سے پہلے کبھی مجھ سے ایسی خیانت نہ کی تھی جیسی اُس موقع پر اُس سے ظاہر ہوئی۔ اور مینے عہد کیا ہے کہ
پھر کبھی اُسے اپنے ساتھ نہ رکھونگا۔ اور یہہ اشعار پڑھے ؎ اَعَائِشُ لَوْلَا اَنَّنِیْ کُنْتُ طَاوِیًا ÷ ثَلٰثًا لَاَلْفَیْتِ ابْنَ اُخْتِكِ هَالِكًا ÷ عَشِیَّةَ یَدْعُوْا
وَالرِّجَالُ بِجَوْزِهٖ ÷ بِاَضْعَفِ صَوْتٍ اُقْتُلُوْنِیْ وَمَالِكًا ÷ فَلَمْ یَعْرِفُوْهُ اِذْ دَعَاهُمْ وَغَمَّهٗ ÷ خِدَبٌّ عَلَیْهِ فِی الْعَجَاجَةِ بَارِكًا ÷ فَنَجَّاهُ مِنِّیْ اَکْلُهٗ وَشَبَابُهٗ ÷ وَاِنِّیْ شَیْخٌ لَمْ اَکُنْ مُتَمَاسِكًا
یعنی ای عائشہ اگر میں تین روز کا گرسنہ نہوتا تو البتہ اپنی بہن کے بیٹے کو مردہ پاتی۔ جس روز شام کیوقت جبکہ آدمی اُسکے پاس سے گزرتے تھے باواز ضعیف پکارتا تھا کہ

مجھکو اور مالک کو قتل کرو اُنکو لوگوں نے نہ پہچانا جبکہ وہ اُنکو بلاتا تھا حالانکہ اُسکا چچا گرد و غبار میں اُسکو چھاتی کے تلے دبائے ہوئے اُسپر جھکا ہوا تھا۔ پس اُسکی جوانی اور پیری نے اُسے پیری ہاتھ سے نجات دی اور میں بباعثِ ضعفِ پیری اُسے ضبط نہ کرسکا **القصہ** تنورِ قتال گرم تھا۔ اور آتشِ کارزار مشتعل قبیلۂ بنی ضبّہ حمایتِ عائشہ میں تمام کام آیا اور ایک مردِ کار اُنمیں سے باقی نہ رہا اُسوقت بنی ازد نے مہارِ شتر پکڑی عائشہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو کہا قبیلۂ بنی ازد کہا صبر و سکون اختیار کرو اور باستقلال قائم رہو کہ یہ مردونکا کام ہی **بحار الانوار** میں روایت کی ہو کہ امیر المومنین نے محمد بن حنفیہ اپنی فرزند ارجمند کو ایک نیزہ دیا اور فرمایا لشکرِ مخالف میں جاکر اسکو جمل عائشہ پر لگا۔ محمد وہاں پہنچے تو بنی ضبّہ اونٹ کے گرد سدِ راہ ہوئے ہرچند سعی کی فائدہ نہوا اور شتر تک رسائی ممکن نہوئی ناچار بے نیلِ مرام مراجعت کی۔ امام حسنؑ نے یہہ دیکھ نیزہ محمد کے ہاتھ سے لیا اور خود جماعتِ اعدا کو چیر کر دلیرانہ اونٹ کے پاس گئے اور حسب خواہش اپنے پدر عالیمقدار کے سر نیزہ اُسکے خون میں رنگین کرکے واپس آئے اس سبب گونہ آثارِ رنج و ملال ناصیۂ حالِ محمد پر شاہدہ ہونے لگے حضرت نے اپنے دلبند کو سینہ سے لگایا اور فرمایا ای فرزند دلگیر نہو کہ تو پسرِ علی ہے اور وہ فرزند رسول خدا تجھمیں اُنمیں بڑا فرق ہے پھر دستِ چپ میں نیزہ اور راست میں شمشیر برہنہ لیکر خود صحابِ جمل پر حملہ کیا اور یکہ و تنہا فوجِ اعدا میں داخل ہوکر ایسقدر تیغ زنی و سر افشانی کی کہ ستھراؤ کرڈالا کثرتِ ضربات سے جب تلوار خم ہوجاتی تو باہر آتے اور گھٹنے کے نیچے دباکر اسکو سیدھا کرتے پھر حملۂ حیدری فرماتے لشکرِ بصرہ کی یہہ کیفیت تھی کہ جدھر وہ حضرت مثلِ شیرِ دلیر حملہ کرتے مانندِ گلۂ گوسفند پیٹھ دکھاتے تھے کہ مقتولوں کے انبار لگ گئے اور خون کے دریا بہ نکلے صحابِ نصرت انتساب اور اولادِ امجاد سے آوازیں بلند ہوئیں کہ یا امیر المومنینؑ برائے خدا اسلام اور مسلمین پر رحم کیجئے اگر خدا نخواستہ کوئی چشم زخم حضرت کو پہنچے تو نقش اسلام صفحۂ دہر سے محو ہوجائیگا بہت سی جان نثار آمادۂ پیکار موجود ہیں کسی کو حکم دیں کہ اس مہم کو آپکی کفایت کرے فرمایا قسم بخدا کہ یہہ جملہ افعال بنظرِ خوشنودی ایزد متعال مجھسے صادر ہوتے ہیں اور میں اسپر امیدوارِ ثوابِ آخرت ہوں **ابن ابی الحدید** نے نقل کیا ہے کہ جب محمد بن حنفیہؓ کی طرف سے حملہ آوری میں تقاعد ہوا تو امیر المومنینؑ نے علمِ نصرت شیم لشکر آپ لیکر حملہ کیا اور اسطرح لڑے کہ ارکانِ لشکرِ بصرہ میں تزلزل ڈالدیا پھر نشان محمدؓ کو دیکر فرمایا کہ اسطرح حملہ آور ہو اور مجمع انصار کو کہ خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین مع ایک جماعتِ شرکارِ بدر انمیں شامل تھا انکے ساتھ کیا محمد نے میدان میں آکر متواتر حملات کئے اور دشمنوں کو انکے مقام سے ہٹادیا اور اس دلیری و دلاوری سے جنگ کیا کہ خزیمہ وغیرہ جو امیر المومنین کی خدمت میں واپس آئے کہنے لگے کہ اگر آج بجز محمدؓ کے اس موقع پر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور رسوا ہوتا اگر حضرت کو اُنکی شجاعت میں شک ہے تو انہوں نے وہ کام کیا کہ جو حمزہؓ و جعفرؓ کے کرنے کا تھا۔ اور جو اس حملہ کرانے سے حضرت کی غرض تعلیم فنونِ جنگ تھی تو اسکا مضائقہ نہیں بڑے بڑے جوانمردوں نے آپسے اس فن کا اکتساب کیا ہے **دیگر** انصار با وقار نے عرض کی یا امیر المومنین اگر حقتعالی حسنین علیہما السلام کو ایک شرف خاص سے مخصوص نکرتا تو ہم محمدؓ پر تمام عرب میں کسیکو فضیلت دیتے حضرت نے فرمایا اَیْنَ النُّجُومُ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ کہ ستارہ کو آفتاب و ماہتاب سے کیا نسبت **کشف الغمہ** وغیرہ میں ہو کہ کسی نے محمد حنفیہؓ سے پوچھا کیا بات ہے کہ تمہاری والد تمکو جنگ جدال و مبارزتِ ابطال کے لئے بھیجتے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ کو دامنِ امن و سلامت میں حفاظت فرماتے ہیں جواب دیا کہ میں آنحضرت کا بیٹا ہوں اور حسنین علیہما السلام فرزندانِ رسولِ خدا ہیں دوبارہ سوال کیا گیا تو کہا کہ وہ بمنزلۂ چشمانِ آنحضرت کے ہیں اور میں مثل ہاتھوں کے معمول ہو کہ آدمی اپنی آنکھوں کی ہاتھوں سے حفاظت کرتا ہے **بالجملہ** لشکرِ عائشہ شترِ عائشہ کے قربان ہو رہا تھا جہاں مینگنیاں شتر کی اُٹھا اُٹھا کر سونگھتے تھے اور کہتے تھے کہ ام المومنین کی اونٹ کی لید مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس پر فخر و مباہات کرتے تھے جو مہارِ شتر پکڑتا تھا یا تو جان دیتا تھا یا ہاتھ نذر کرتا تھا منقول ہو کہ ستر آدمی صرف قریش سے جمل کے صدقے ہوئے بنی ناجیہ نے مہار پکڑی تو عائشہ نے کہا صَبْرًا صَبْرًا اے بنی ناجیہ میں تم میں شمائلِ قریش کو مشاہدہ کرتی ہوں ہودجِ عائشہ پر اس کثرت سے تیر لگے تھے کہ وہ محمل

جو میخہائے آہنین سے مستحکم تھا - تیروں کی کثرت سے مثل پشت خار پشت نظر آنے لگا تھا امیر المومنین نے دیکھا کہ جبتک جمل قائم ہے جہال عرب جان دینے میں دریغ نہ کریں گے لاجرم مالک اشتر سے فرمایا کہ اس جانور کو پے کرو کہ ان کم عقلوں نے اس لا یعقل حیوان کو اپنا قبلہ گاہ قرار دیا ہے **اشتر** حسب الارشاد روانہ ہوئے اور بعد از کشش و کوشش بسیار اونٹ تک پہنچے اور ایک پیر اُسکا قلم کیا - مگر بنی ضبہ سے ایک شخص اُس پائے بریدہ کے مقام پر کھڑا ہو گیا اور اونٹ کو گرنے نہ دیا اور بقولے تین پیر اُسکے قطع ہو گئے مگر اونٹ نہ گرا تو حضرت نے پکار کر کہا چوتھا پیر بھی کاٹ ڈالو کہ شیطان نے اُسے سنبھال رکھا ہے چوتھے پیر کا قلم ہونا تھا کہ اونٹ گرا اور گرنے میں ایک آواز مہیب اُس سے ظاہر ہوئی ایک شخص نے قبیلہ مراد سے اُسکی گردن میں نیزہ مار کر اسکو قتل کیا - جمل کا قتل ہونا تھا کہ لقیۂ لشکر بصرہ نے فرار کیا امیر المومنین کی طرف سے منادی نے آواز دی لَا تُجِيزُوا عَلَى جَرِيحٍ وَلَا تَتَّبِعُوا مُدْبِرًا وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقٰى سِلَاحَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ یعنی زخمی کو قتل نہ کرو بھاگتے کا تعاقب نہ ہو - جو اپنے دروازے کو بند کرے امن میں ہے جو ہتھیار ڈالدے اُسکا خون محفوظ ہے بحار میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ امیر المومنین نے بروز جمل علم مبارک رسولخدا کو نکالا لا بجر د اسکے افواج بصرہ میں تزلزل پڑ گیا اور آفتاب ابھی زرد نہوا تھا کہ فریاد ان سے بلند ہوئی کہ یا علی ہم ہلاک ہوئے حضرت نے انکو امان دی بروز صفین بھی اصحاب نے اُس علم نصرت نیم کے نکالنے کی درخواست کی مگر آپنے انکار کیا جب حسنین و عمار اسپر مصر ہوئے تو فرمایا کہ اس قوم کے لئے ایک مدت معین ہے جسکو تمام کریں گے اور اب اس نشان کو سوائے قائم آل محمد کے کوئی نہ کھولیگا **بالجملہ** جمل کا قضیہ فیصل ہوا تو امیر المومنین عائشہ کے پاس تشریف لائے اور ہودج پر نیزہ لگا کر کہا ای عائشہ تو مجھ کو بھی اسطرح قتل کرانا چاہتی تھی جیسا کہ عثمان کو تو نے قتل کرایا آیا حضرت رسولخدا نے تجھے یہی وصیت کی تھی - کہ یہ حرکات کرے عائشہ نے کہا یَا اَبَا الْحَسَنِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ اے ابو الحسن اب کہ فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہو نیکی و احسان کو اپنا شعار بناؤ - حق الیقین میں کتاب صراط المستقیم سے نقل کیا ہے کہ ابن جوزی نے کہ علمائے اہلسنت سے ہی ایک روز بتقلید امیر المومنین ممبر پر بیٹھ کر کہا سَلُوْنِيْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِيْ یعنے سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ ایک عورت اُٹھی اور سوال کیا اَيُّهَا الْفَقِيْهُ کہتے ہیں کہ سلمان فارسی نے مدائن میں رحلت کی اور علی مدینہ سے یکشاہ کی راہ سے اُسکی تجہیز و تکفین کو گئے اور ایک شب میں واپس آئے آیا یہ درست ہو کہا ہاں ایسی ہی روایت کی گئی ہو - عورت نے کہا عثمان مدینہ میں قتل ہوا اور اُسکی لاش تین روز مزبلہ پر پڑی رہی علی پاس موجود تھے اُسپر نماز نہ پڑھی یہ کیا معاملہ ہے ابن جوزی نے کہا اگر تو بلا اجازت اپنے شوہر کے گھر سے باہر آئی ہے تو تجھ پر لعنت خدا ہو اور جو اُس نے اس مجمع میں آنیکی اجازت دی ہے تو لعنت خدا اسپر عورت نے کہا عائشہ جو بروز جمل علی سے لڑنے کو بصرہ آئی تھی تو باجازت حضرت رسولخدا آئی تھی یا بلا اجازت ابن جوزی کو کچھ جواب نہ آیا اور ساکت ہو گیا - القصہ امیر المومنین نے محمد بن ابی بکر کو مامور کیا کہ اپنی بہن عائشہ کو سنبھالے کہ بجز اسکے کوئی دوسرا اُسکے پاس نہ آئے اور فرمایا کہ تفتیش کرے کہ کسی حربہ سے صدمہ تو اُسکو نہیں پہنچا محمد نے دیکھا تو سب طرح سلامت تھی اِلّا ایک تیر سے کچھ خراش اُسکے آیا تھا جو اُس کے کپڑوں سے نکلا - بعد ازاں محمد نے حسب الایما اُسکو شہر میں لیجا کر عبد اللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں اُتارا عائشہ عبد اللہ بن زبیر اپنے بھانجے و متبنٰی کی شیدا تھی اُسوقت بھی اُسکی یاد اُسے نہ بھولی محمد سے کہا کہ تجھکو قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ ابن زبیر کو مجروح ہو یا مقتول میرے پاس حاضر کر محمد نے کہا وہ اشتر کے ہاتھ سے کیوں زندہ بچا ہوگا مگر لشکر گاہ میں آکر جو تلاش کیا تو ایک مقام پر زخمی پڑا ہوا ملا کہا اے بدبخت خاندان اُٹھ اور اپنے ساتھ عائشہ کے پاس لائے وہ دیکھ کر رونے اور بُرا حال کرنے لگی اور محمد سے کہا یا اخی علی سے اُسکے لئے امان حاصل کر امیر المومنین نے بقیۃ السیف کے لئے حکم امان صادر فرمایا لیکن جمل عائشہ کے لئے حکم دیا کہ آگ میں جلا کر اُسکی خاکستر ہوا میں اُڑا دیں اور فرمایا خدا لعنت کرے اس حیوان کو کہ گوسالہ بنی اسرائیل بن گیا تھا اور تلاوت فرمایا اس آیہ شریفہ کو وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا یعنی نظر کر تو اپنے معبود کی طرف جس پر اعتماد و اعتکاف رکھتا تھا - ہم البتہ اُسکو جلائیں گے پھر اُسکے خاکستر کو دریا میں

بہائیں گے۔ بقول معتبر یہہ لڑائی پس از زوالِ آفتاب شروع ہوئی۔ اور اُسی روز شام تک ختم ہوگئی۔ کل بیس ہزار مرد ہمراہ رکابِ نصرت انتساب تھے جنمیں پندرہ سو صحابہ رسولخدا کے اسّی نفر شرکائے بدر سے اور اڑہائی سو بیعتِ رضوان سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ مجموع صحابہ سات سو تھے چار سو ان میں سے مہاجر و انصار اور ۷۰ اہل بدر سے تھے اور عائشہ کیطرف تیس ہزار مرد بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کی بھیڑ تھی جیسے سوا انیس اہل مکہ کے تھے اور تعداد مقتولین میں مورخوں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کل بیس ہزار مرد قتل ہوئے۔ ایک ہزار اصحابِ امیر المومنین سے مابقی لشکر بصرہ سے اور بقولے تیرہ ہزار اصحاب جمل سے اور چار ہزار اس طرف کے اور موافق ایک روایت کے سولہ ہزار لشکر عائشہ سے اور ایک ہزار ستر لشکرِ امیر المومنین سے یعنے ستر سوار اور ہزار پیادے انمیں تھے زید بن صوحان و ہند جملی و ابو عبداللہ عبدی و عبداللہ بن رقیہ ابو مخنف اور کلینی نے لکھا ہے کہ صحابِ جمل سے کل اٹھارہ ہزار ۹ سو دس آدمی مقتول ہوئے چار ہزار بنی ازد سے اور لتہو بنی عدی اور انکے موالی سے اور آٹھ سو قبیلہ بکر بن وائل سے اور نو سو بنی حنظلہ سے چار سو بنی ناجیہ سے باقی اور لوگوں سے اور مشاہیر قریش سے یہہ لوگ تھے جو کہ قتل ہوئے طلحہ زبیر عبداللہ بن عتاب بن اسید و عبداللہ بن حکیم بن حزام و عبداللہ بن شافع بن طلحہ و محمد بن طلحہ و عبداللہ بن خلف جمحی و عبدالرحمن بن معد و عبداللہ بن معد۔ صاحبِ مناقبِ مرتضوی نے بعض مورخین سے نقل کیا ہے کہ صرف بنی ضبہ سے دو سو ستر آدمی مہارِ جمل پکڑنے میں بیدست ہوئے

وہ کلماتِ بلاغت آیات جو امیر المومنین نے کشتگانِ لشکرِ عائشہ کی نسبت ارشاد فرمائے

ابن ابی الحدید نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ جب اہل بصرہ منہزم ہوئے تو امیر المومنین استرِ سفید رسولخدا پر جسکا نام شہبا تھا اور وہ حضرت کے پاس باقی رہ گیا تھا۔ سوار ہوئے اور جس مقام پر لاشہائے مقتولانِ جمل پڑے تھے تشریف لائے اور فرمایا لَقَدْ کُنْتُ اَکْرَهُ اَنْ تَکُوْنَ قُرَیْشٌ قَتْلٰی تَحْتَ بُطُوْنِ الْکَوَاکِبِ اَدْرَکْتُ وِتْرِیْ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ وَاَفْلَتَتْنِیْ اَعْیَانُ بَنِیْ جُمَحٍ لَقَدْ اَتْلَعُوْا اَعْنَاقَهُمْ اِلٰی اَمْرٍ لَمْ یَکُوْنُوْا اَهْلَهُ فَوُقِصُوْا دُوْنَهُ یعنے میں نہ چاہتا تھا کہ قریش زیرِ آسمان مقتول ہوں اور اولاد عبد مناف سے تو میرا مطلب حاصل ہوا مگر سرداران بنی جمح میری ہاتھ سے نکل گئے تحقیق کہ ان لوگوں نے اُس کار کیطرف گردنیں دراز کی تھیں جسکے وہ اہل و لائق نہ تھے پس اُسکے پیچھے مارے گئے۔ **مورخین** نے لکھا ہے کہ بنی جمح سے جو لوگ عائشہ کے ساتھ تھے لڑائی کے وقت تمام بھاگ گئے تھے اِلّا دو کس اُنسے عبدالرحمن بن وہب بن اسید و عبداللہ بن ربیعہ بن دراج کہ معرکہ میں قتل ہوئے **بروایتے** فرمایا یہہ قریش ہیں جنکو مجبوراً مینے قتل کیا ہے میں نہ چاہتا تھا کہ یہہ میرے ہاتھ سے مارے جائیں اور لاشوں کیطرف خطاب کرکے فرمایا فَقَدْ تَقَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ اُحَذِّرُکُمْ عَضَّ السَّیْفِ وَکُنْتُمْ اَحْدَاثًا لَا عِلْمَ لَکُمْ بِمَا تَرَوْنَ وَلٰکِنِ الْحَیْنُ وَمَصْرَعُ السُّوْءِ یعنی میں پیشتر سے تمکو تلوار کی بُرِش سے خوف دلاتا تھا مگر تمنے جوانی کے نشہ میں انجام کار کو نہ سمجھا اور میری فہمائش کو اصلاً قبول نہ کیا اب یہہ موت بُری موت ہے جسمیں تم نے جان دی **پس** معبد بن مقداد کندی کی لاش پر آئے اور فرمایا رحمت کرے خدا اسکے باپ کو اگر وہ زندہ ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا عمار یاسر نے کہا خدا کا شکر و احسان ہے کہ اسکی نخوت میں شکست آئی اور رخسار زمیں پر رگڑا گیا یا امیر المومنین جو حق سے معاندت کرے قسم بخدا کہ ہمکو کچھ اُسکی پروا نہیں خواہ کسیکا باپ ہو یا بیٹا ہو فرمایا حقتعالی تجھے رحم کرے اور جزائے خیر دے پھر جس مقام پر عبداللہ بن ربیعہ بن دراج بھی پڑا تھا تشریف لائے اور فرمایا اس بدبخت کے اس خروج کا کیا باعث ہوا آیا اسکو دینداری جانتا تھا یا یہہ بھی عثمان کے خون کا طالب تھا۔ عثمان تو خود اُس سے اور اُسکے باپ سے بیزار تھا **پھر** معبد بن زہیر بن ابی اُمیّہ کی لاش پر آئے اور فرمایا یہہ لڑکا ایسا فتنہ پرداز مفسدہ جو تھا کہ اگر فتنہ ثریا پر بھی ہوتا تو یہہ نہ چھوڑتا اور وہاں سے اُتارتا ہی اُتارتا۔ مگر جنگ میں بزدل و جبان تھا مینے اسکے دیکھنے والوں سے سُنا ہے کہ بوقت جنگ جان کے خوف سے عورات کیطرح جزع و فزع کرتا اور چلاتا پھرتا تھا۔ پھر مسلم بن قرظہ کے پاس آئے اور فرمایا یہہ بھلائی کا عوض ہے جو مینے اُسکے ساتھ کی عثمان کے زمانہ میں مکہ میں یہہ ایک شے کا دعوے دار تھا وہ اسے نہ ملتی تھی مینے عثمان سے کہکر دلوائی عثمان کہتا تھا کہ مینے تمہارے کہنے سے دی اسے نہ دیتا اب یہہ بدبخت یہاں آیا اور اُسکی نصرت میں جان

دی۔ پھر عبد اللہ بن حمید بن زہرہ کے پاس آئے اور فرمایا یہہ بھی جنگ میں بہت سرگرم تھا اور برعم خود اُسکو باعث رضائے حق سبحانہ خیال کرتا تھا عثمان کی شکایت میں
چند بار مجھے خطوط تحریر کئے آخر اُس نے کچھ دے کر راضی کر لیا۔ پھر عبد اللہ بن حکیم بن خزام کے پاس آئے اور فرمایا یہہ اپنے باپ کے خلاف یہاں آیا اُس نے ہر چند ہماری نصرت
نہیں کی اور کسی شبہہ سے ہماری شرکت سے تقاعد کیا مگر بیعت بوجہ احسن کر چکا ہے جو شخص اس جنگ میں فریقین سے کسی جانب نہیں ہوا میں اُسکو چنداں ملامت نہیں کرتا قابل
ملامت زیادہ تر وہ ہے جس نے ہماری روبرو تلوار کھینچی پھر عبد اللہ بن مغیرہ بن اخنس بن شریق کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اسکا باپ عثمان کے ساتھ روز دار گیر قتل
ہوا تھا اس غیظ میں اُس نے خروج کیا پھر عبد اللہ بن عثمان بن اخنس بن شریق کے پاس تشریف لائے اور فرمایا جوانان قریش فنون جنگ سے بے خبر ہیں لڑائی میں
ثابت قدم نہیں رہتے جو بھڑتے ہیں تو تنگ ہو کر جان دیدیتے ہیں پھر تھوڑے دور چلے اور عبد اللہ بن خلف خزاعی کے پاس کہ رؤسائے بصرہ سے تھا اور خود حضرت کے
ہاتھ سے مقتول ہوا تھا تشریف لائے اور فرمایا اسکو بٹھاؤ جب لوگوں نے اُسکی لاش کو بٹھایا فرمایا وائی ہو تجھ پر ای پسر خلف تو نے اپنے تئیں مصیبت عظیم میں ڈالا پھر
طلحہ بن عبد اللہ کے لاش پر آئے اور فرمایا یہہ ہی جس نے سب سے پہلے مجھ سے عہد شکنی کی میری بیعت کو توڑا اور اُمت محمدیہ میں فتنۂ بزرگ برپا کیا اور مجھ کو اور میری اولاد کو
قتل کرنا چاہتا تھا اسلام میں جو سابقہ و قدامت رکھتا تھا اسکو کچھ مفید نہوا اور شیطان نے طریق مستقیم سے بہکا کر سیدھا جہنم میں پہنچایا پھر فرمایا طلحہ کی لاش کو بٹھاؤ
جب اُسکو بٹھایا تو فرمایا یا بن عبد اللہ مجھ سے جو کچھ پروردگار عالم نے وعدہ فرمایا تھا پورا کیا تجھ سے جو تیرے رب نے وعدہ کیا تھا وفا کیا یا نہیں پس فرمایا اُسے لٹادو
حاضرین نے عرض کی یا امیر المومنین آپ اِن سے کلام کرتے ہیں حالانکہ یہہ لوگ مر چکے ہیں فرمایا گو مُردہ ہیں مگر میرا کلام سُنتے ہیں جسطرح کہ کشتگان بدر چاہ بدر میں حضرت
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا کلام سُنتے تھے **پس** کعب بن سور ازدی کی لاش پر آئے اور فرمایا یہہ وہی ہے جو گلے میں قرآن لٹکا کر ہمارے مقابلے کو آیا تھا اور کہتا
تھا کہ میں اپنی مادر عائشہ کی نصرت کرتا ہوں قرآن کیطرف اوروں کو دعوت کرتا تھا حالانکہ خود معانی قرآن سے جاہل تھا پھر اس آیۂ شریفہ ثُمَّ اسْتَفْتَحُوا فَخَابَ كُلُّ
جَبَّارٍ عَنِيدٍ کو تلاوت فرمایا یعنے خدا سے دشمنوں پر فتح پانیکی دعا کی پس نقصان اُٹھایا ہر ظالم صاحب عناد نے خدا سے چاہتا تھا کہ مجھ کو قتل کرے حقتعالی نے
اُسے ہلاک کیا یہہ کہکر فرمایا کعب کو بٹھاؤ جب بٹھایا تو فرمایا ای کعب مجھ سے جو کچھ حقتعالی نے وعدہ کیا تھا اُسے پورا کیا تو نے وعدہ الٰہی کو کسطرح پایا **مؤلف** کہتا ہے

قصہ قضاء کعب بن سور ازدی قاضی بصرہ

کہ یہہ کعب بن سور عمر بن الخطاب کے زمانے سے قاضی بصرہ تھا اُسکے قاضی مقرر ہونیکا قصہ اسطرح پر ہے کہ ایک روز وہ عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت آئی اور کہا یا امیر
میرا شوہر قائم اللیل و صائم النہار ہے خلیفہ صاحب کی سمجھ میں نہ آیا کہ کنایۃً اپنے شوہر کی شکایت کرتی ہے کہ وہ میری طرف التفات نہیں کرتا دنکو روزہ رکھتا ہے اور رات کو
مصروف عبادت رہتا ہے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ مرد نیک و صالح ہے کاش میں بھی ایسا ہوتا عورت نے پھر اُسی کلام متین کا اعادہ کیا عمر نے پھر وہی ناہموار جواب دیا
کعب مذکور حاضر تھا عورت کی مطلب کو پا گیا اور کہا یا امیر المومنین یہہ اپنے شوہر کی شکایت کرتی ہے کہ وہ کبھی میری طرف ملتفت نہیں ہوتا شب و روز مصروف عبادت رہتا ہے
عمر نے کہا تو نے اسکا مدعا سمجھا ہے تو تو ہی اس مقدمہ میں حکم بھی کر کعب نے اُسکے شوہر کو بُلوایا اور زوجہ کے ساتھ بے اعتنائی کا سبب اُس سے پوچھا اُس نے کہا میں نے سورہ نحل
و حجر وغیرہ میں عقوبات اُخروی کو پڑھا ہے اس سے نہایت خائف ہوں اس سبب سے میرا دل دنیوی کاروبار میں نہیں لگتا کعب نے کہا یہہ حیلے حوالے چھوڑ اور اُسکا حق جو تجھ پر
ہے ادا کر پھر چاہے نماز پڑھ چاہے روزہ رکھ اور عمر سے کہا چار عورتیں حقتعالی نے اسپر حلال کیں پس چار راتوں میں سے ایک رات عورت کی ہے باقی تین اسکی ہیں انمیں
جو چاہے کرے خلیفہ صاحب اس فیصلہ سے اور بھی خوش ہوئے اور کہا تیری دونو باتیں ایک دوسری سے عجیب تر ہیں اول عورت کا مطلب پانا پھر اُنکے درمیان یہہ حکم
کرنا اُٹھ کہ میں نے تجھکو قاضی بصرہ مقرر فرمایا پس کعب ایک تو بصرہ کا رہنے والا دوسرے عمر کا بنایا ہوا قاضی جو کچھ عقیدہ کہ جناب امیرؑ کی نسبت رکھتا ہوگا ظاہر ہے

قیاس کن گلستانِ من بہارِ مرا اسیواسطے قرآن گلے میں حمایل کرکے حضرت حمیرا کی حمایت کے لئے بڑے جوش و خروش سے نکلا تھا اور رجو رجز اُس نے پڑھا تھا ایسا دردناک تھا کہ اہل بصرہ کے دلوں میں اُس سے بڑھکر کسی رجز نے اثر نہیں کیا چنانچہ بیشتر اسکے روایت ابو مخنف میں مذکور ہوا ہے۔ آخر مالکِ اشتر کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکے تین یا چار بھائی بھی اس معرکہ میں کام آئے **بعض واقعات متعلقہ جنگِ جمل کا ذکر** مروی ہے کہ جب جنگ جمل کا خاتمہ ہو چکا تو عبد اللہ بن عباس حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مروان بن حکم لعین کے لئے امان چاہی امیر المومنین نے اُسے امان دی اور ابن عباسؓ سے کہا کہ اسکو میرے پاس حاضر کرو مگر علیحدہ سواری پر نہ لانا اپنے ساتھ ردیف کرکے لاؤ کہ وہ بدبخت اس ذلت و خواری کا سزاوار ہے ابن عباسؓ حسب الحکم اُسکو اپنے پیچھے بٹھا کر لائے صاف بندر کی شکل معلوم ہوتا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا تو بیعت کرتا ہے اُس بد باطن نے کہا ہاں کرتا ہوں حضرت نے کہا لیکن جو دل میں ہے اُسکا خدا عالم ہے پھر مروان ہاتھ بڑھا کر چاہتا تھا کہ بیعت کرے آپنے دستِ مبارک اپنا اُسکے دست نجس سے کھینچ لیا اور فرمایا مجھکو اسکی حاجت نہیں یہ کفِ یہودیہ ہے اگر بیس دفعہ ان ہاتھوں سے بیعت کرے گا پیٹھ موڑتے ہی اُسے توڑ ڈالے گا۔ پھر فرمایا یا ابن الحکم تو اپنے قتل ہونے سے ڈرتا ہوگا قسم بخدا کہ تو ہرگز نہ مریگا جبتک کہ فلاں و فلاں تیرے صلب سے جدا نہو لیں اور بروایتے مروانِ مذکور اختتامِ جنگ میں قید ہوا تھا۔ امیر المومنین کے سامنے لایا گیا تو حسنین علیہما السلام نے اُسکی شفاعت کی آپنے اُسے آزاد کیا اور مذکورہ بالا کلمات ارشاد کئے اور آخر میں فرمایا آگاہ رہو کہ اسکے لئے ایک امارت حکومت ہے جسطرح کتا برتن کو سونگھ جاتا ہے یعنے مدت اُسکی حکومت کی بہت ہی قلیل ہوگی جو موافق مشہور نو مہینے اور بقولے چند مہینے اور بموجب ایک قول کے دس دن چار مہینے رہی پھر فرمایا اور وہ چار بیٹوں کا باپ ہے کہ امت محمدیہ کو اُس سے اور اُسکے اُن چار بیٹوں سے روزِ سرخ دیکھنا ہوگا **مؤلف** کہتا ہے کہ مراد روزِ سرخ سے وہ مصائب و آزار ہیں جو مروانیوں کے ہاتھ سے اسلام اور اہل اسلام کو پہنچے اور چار بیٹوں سے موافق مشہور ولید سلیمان یزید ہشام پسران عبد الملک بن مروان مراد ہیں جو چاروں علی الترتیب یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے اور **بعض** شراح نے کہا ہے کہ اُنسے عبد الملک عبد العزیز بشیر و محمد پسران صلبی مروان مقصود ہیں کہ ایک اِن میں سے یعنی عبد الملک تو مستقل طور سے خلیفہ ہوا اور باقی تین گو خلافت کو نہیں پہنچے مگر مختلف مقامات میں حکومت کرتے رہے ہیں چنانچہ بشیر حاکم عراق اور محمد والی جزیرہ اور عبد العزیز فرمانروائے مصر ہوا ہے **شیخ** کلینی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب کافی میں روایت کی ہے کہ جب لشکرِ بصرہ منہزم ہو کر بھاگا تو چند نفر اُنسے اثنارِ راہ میں ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے اُس کا خوف و اضطراب میں حمل ساقط ہوگیا۔ بچہ جو ساقط ہوا ابتدا میں زندہ تھا مگر تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا بعد ازاں عورت بھی جان بحق تسلیم ہوئی۔ امیر المومنین مع اصحاب اُس راہ سے تشریف لائے تو عورت اور بچہ کو مردہ پڑا دیکھ کر حال دریافت کیا لوگوں نے کہا یہ حاملہ تھی ہزیمت لشکر سے دہشت کھا کر حمل ساقط کیا فرمایا ان دونو میں پہلے کون فوت ہوا معلوم ہوا کہ بچہ اول مُوا ہے آپنے عورت کے شوہر کو بلا کر دو ثلث بچہ کی خونبہا سے اُسکو اور ایک ثلث اُسکی زوجہ متوفیہ کو اور پھر نصف اُس ثلث کا شوہر کو اور باقی دیگر ورثہ عورت کو دیا اور علی ہٰذا عورت کے خون بہا سے چونکہ کوئی اولاد اُس نے نہ چھوڑی تھی نصف دیت یعنی اڑہائی ہزار درہم شوہر کو اور نصف باقی ورثا کو عطا کئے اور یہ دونو خون بہا بیت المال بصرہ سے ادا کئے **روضۃ الصفا** میں ہے کہ خالد بن واشمہ کہ بزرگانِ اصحابِ جمل سے تھا۔ اور بباعث وفورِ عقل و کیاست و فہم و فراست اُمّ المومنین کی خدمت میں بارگاہِ عالی رکھتا تھا بعد اختتامِ جنگ عائشہ نے اُس سے پوچھا کہ طلحہ کہاں ہے کہا مقتول ہوا پھر زبیر کا حال دریافت کیا تو کہا شروع جنگ میں لشکرگاہ سے نکل گیا تھا آخر میں اُسکے قتل کی خبر شائع ہوئی پھر کسی اور کو پوچھا اُسکا بھی ویسا ہی جواب ملا عائشہ نے کہا خدا ان پر رحمت کرے خالد نے کہا کہ شیعیانِ علی سے زید بن صوحان بھی قتل ہوا عائشہ نے کہا وہ بھی مرحوم ہے خالد نے کہا کیا

خداوند عالم اِن دو لوگروہوں کو جنھوں نے ایک دوسرے پر تلوار کھینچی ہے ایک مکان میں جمع کریگا عائشہ نے کہا رحمت الٰہی اِس سے زیادہ بزرگ ہی کہ خیال میں آسکے اُسکے کام میں کیسکو چون وچرا کی مجال نہیں خالد نے یہ سُنا تو اپنی جرأت پر پشیمان ہوا اور توبہ کرکے متوجہ بارگاہِ حضرت ولایت پناہ ہوا اور جنگِ صفین میں ہمراہ رکاب جہاد کرکے تلافی مافات عمل میں لایا **مروی** ہے کہ بعد ختم جنگ امیر المومنین نے حکم دیا کہ جو مال اسباب سلاح دو واب لشکرِ مخالف سے داخل لشکر شاہ ہوں غنیمت ہے اسکے سوا کسی شے سے تعرض نہ کریں اور عورات و اطفال کو انکے بردہ و اسیر نہ بنائیں گھروں میں جو اسباب و اموال ہوں تاراج نہ کریں اسپر بعض ضعیف الاعتقاد معترض ہوئی کہ یہ کیا بات ہی کہ اُنکے خون ہم پر حلال ہوں و اسباب مال و نساء و اطفال حرام یکبام دو وہو اجتے کہ امیر المومنین بصرہ میں خطبہ فرما رہے تھے ایک شخص قبیلہ بکر بن وائل سے عباد بن قیس نام کہ نہایت شوخ بیباک زبان دراز تھا اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین آپنے اس تقسیم میں انصاف کو مرعی نہ رکھا کہ سلاح و دواب کو قسمت کیا اور زنان وصبیان سے منع فرمایا آپنے فرمایا یا بن قیس ہم بڑوں کے گناہ میں چھوٹوں سے مواخذہ نہیں کرتے پیر نکاح اُنکے طریق ہدایت پر واقع ہوئے اور بچے فطرت اسلام پر پیدا ہوئے پس اُنکا کیا قصور جو قیدی بنائی جائیں اور اموال کی نسبت تجھکو معلوم رہے کہ قبل وقوع بغاوت اُنکے ملک میں داخل بھی اُتنے اُسیقدر ہمارے لئے حلال ہے جو معینِ فتنہ و داخلِ میدان جنگ ہو جو گھروں میں ہے وہ اُنکے ورثا کا حق ہی اے عباد میں نے اس مقدمہ میں قدم بقدم حضرت رسولخدا کی پیروی کی ہے جو کچھ آنحضرت نے اہل مکہ کے ساتھ سلوک کیا مینے اہل بصرہ سے کیا پس بہتر ہے کہ تم اس خیال خام سے باز آؤ اور اسکا ذکر زبان پر نہ لاؤ اور جو اسی پر اصرار ہے تو مجھے بتلاؤ کہ تم میں سی کون شخص ایسا ہے جو عائشہ کو لونڈی سمجھ کر اپنے حصہ میں لے سکتا ہے حاضرین نے کہا یا امیر المومنین آپ راہِ صواب پر ہیں اور ہم خطا پر آپ دانا ہیں اور ہم جاہل و ناداں ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ خدا تعالیٰ امیر المومنین کو طریق مستقیم ہدایت و رشاد پر استوار رکھے بہت درست ہی جو حضرت نے اس مقدمہ میں حکم کیا **پس** عمار یاسر رض نے اُٹھے اور کہا ایُّہا النّاس اگر تم امیر المومنین کی اطاعت کروگے تو تمکو تمہارے نبی کی راستے پر چلائینگے اور سر مو اُس سے جدا ہونے دیں گے۔ حضرت رسولخدا نے انکو علوم ظاہری و باطنی تفویض فرمائے ہیں اور علم فصل قضایا کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس طرح حضرت موسیٰ نے ہارون کو ان امور سے مخصوص کیا تھا چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنے ای علی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسے سے ہے الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر عمار نے کہا یہ کمال لطف خدائے متعال ہے کہ آنحضرت کو وہ فضائل بخشے کہ اوروں کو اُنسے کوئی حصہ نہیں دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے جس امر پر مامور ہو اُسکے بجالانے میں کوتاہی نہ کرو کس لئے کہ عالم بہ نسبت جاہل خسیس کے اپنے افعال کی مصلحتوں سے زیادہ واقف ہی اگر میری متابعت کروگے تو انشاء اللہ تعالیٰ تمکو صراط مستقیم و نجات دہندہ پر چلاؤنگا ہر چند اسمیں مشقت شدید ہو **حاکم** نے مستدرک میں اور شیخ نے امالی میں ابو ثابت مولائی ابوذر غفاری سی روایت کی ہے کہ اُس نے کہا میں بروز جمل امیر المومنین کی ہمراہ تھا عائشہ کو صف لشکر میں کھڑا دیکھ کر میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا زوالِ آفتاب کے وقت وہ شبہ فضل خدا سے زائل ہو گیا اور حضرت کے ہمراہیوں میں ملکر دشمنانِ دین سے لڑکر دادِ جہاد دی بعد انقضائے ایام جنگ مجھکو اُم سلمہ رض زوجہ رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہونیکا اتفاق ہوا تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ ای ابو ثابت جبکہ طائر روح قفس ہائے بدن سے پرواز کر رہی تھی تو کہاں تھا مینے کہا امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی خدمت میں تھا اور اپنا ماجرا بیان کیا اُم سلمہ رض نے تمام قصہ سنکر کہا تو نے خوب کیا تحقیق کہ مینے رسولخدا سے سُنا ہی کہ قرآن علی کے ساتھ ہی اور علی قرآن کے ساتھ اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے حتے کہ حوض کوثر پر وارد ہوں ابو الاسود دوئلی سے منقول ہی کہ جب امیر المومنین بصرہ میں داخل ہوئی

تو ایک جماعت مہاجر و انصار کی اپنے ساتھ لیکر بیت المال بصرہ میں تشریف فرما ہوئے میں بھی حضرت کے ہمراہ تھا کثرت اموال سرخ و سفید کو وہاں دیکھکر فرمایا
یا غرّی غیری یعنے اے دنیا کسی اور کو فریب دے کر میں تیرے دام میں نہ آؤنگا پھر کل مال کو بنگاہ غائر دیکھکر فرمایا پانچ پانچ سو درہم کل اصحاب کو تقسیم کریں۔ پس قسم ہے
اُس خدائے عزوجل کی جس نے محمد کو حق مبعوث کیا کہ مال پورا تقسیم ہوگیا اور ایک درہم کم و زیادہ نہ نکلا گویا حضرت کو اُس کا مبلغ و مقدار پہلے سے معلوم تھا۔ کل ساٹھ لاکھ درہم
تھے اور بارہ ہزار آدمی پانچسو درہم فی کس آئے اور وہی پانچسو درہم حضرت کے حصہ میں آئے بعد تقسیم مال ایک شخص کہ شریک جنگ نہ تھا حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین
میں ہرچند بظاہر آپسے غائب تھا۔ مگر میرا دل آپکے ہمراہ تھا۔ اس مال سے مجھے بھی کچھ عنایت ہو۔ حضرت نے وہ پانچسو درہم اپنے حصے کے اسکو عطا کئے اور آپ کچھ نہ لیا **خطبہ
امیر المومنین بمقام بصرہ** قضیہ جمل کے فیصل ہونیکے بعد جو خطب امام الافصحین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بصرہ میں فرمائے اور
عیوب و مذام شہر بصرہ کو اُنپر شمار کیا اور باشندگان بصرہ کو اُنکی گذشتہ حرکت پر ملامت و سرزنش فرمائی اور آئندہ کے لئے نصائح و مواعظہ بلیغ ارشاد کئے اور نیز اُس
شہر کے متصل حالات سے خبر دی وہ بطرق متعددہ مختلفہ منقول ہوئے ہیں اس مقام پر بنظر اختصار ایک دو روایت کا خلاصہ کے طور پر ترجمہ ہوتا ہے **از انجملہ** کتاب
ارشاد میں منقول ہے کہ بعد فراغ جنگ جمل کے امیر المومنین نے یہ خطبہ ادا فرمایا یعنی حمد و صلوٰۃ الٰہی و درود حضرت رسالت پناہی کے بعد فرمایا اے اہل بصرہ
تم نے میری بیعت کو توڑا اور میرے دشمنوں کی اعانت میں سرگرمی ظاہر کی اب میری طرف سے اپنی نسبت کیا گمان رکھتے ہو۔ ایک شخص نے اُٹھکر کہا یا امیر المومنین
ہمکو بجز بھلائی کے آپسے کوئی امید نہیں آپکو منتقم حقیقی نے قہر و غلبہ عطا کیا۔ اور ہم پر مظفر و منصور فرمایا اگر ہمکو عقوبت کریں تو یہ ہماری تقصیرات کی واجبی سزا ہے اور
جو جرم بخشی فرمائیں تو حقتعالیٰ کے نزدیک محبوب تر ہے فرمایا میں تمکو معاف کرتا ہوں اور تمہاری خطاؤں سے درگزر کرتا ہوں اب کبھی فتنہ و فساد کے نزدیک نجانا
تحقیق کہ میری رعایا میں سب سے پہلے عہد شکنی تم سے سرزد ہوئی تم نے نکث بیعت کرکے اُمت رسول اللہ میں تفرقہ ڈالا یہ کہکر بیٹھ گئے اور حاضرین نے اُٹھکر تجدید بیعت
کی۔ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں روایت کی ہے کہ بعد اختتام معرکہ جمل امیر المومنین نے حکم دیا کہ منادی بصرہ میں ندا دے کہ کل سے تیسرے روز انشاء اللہ تعالیٰ
نماز جماعت جامع کے ساتھ ہوگی تمام اہل بصرہ اسمیں شریک ہوں اور بلا حجت معقول مثل علالت وغیرہ کے کوئی اس سے تخلف نہ کرے کہ اُنکے لئے یہ امر باعث ضرر و
نقصان ہے جب روز موعود آیا تو لوگ مجتمع ہوئے آپ مسجد جامع میں تشریف لائے۔ اور نماز صبح کو تمام حاضرین کے ساتھ ادا کیا پھر مصلّی سے دست راست پر
دیوار قبلہ سے پشت مبارک لگا کر کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے پروردگار مطلق بجالائے اور نبی برحق پر درود و صلوٰۃ بھیجی اور جملہ مومنین و مومنات کے لئے استغفار کی پس
فرمایا یا اَهْلَ الْبَصْرَةِ یا اَهْلَ الْمُؤْتَفِكَةِ ائْتَفَكَتْ بِاَهْلِهَا ثَلٰثًا وَعَلَى اللّٰهِ تَمَامُ الرَّابِعَةِ یا جُنْدَ الْمَرْأَةِ وَاَعْوَانَ الْبَهِيْمَةِ رَغَا فَاَجَبْتُمْ وَعُقِرَ فَانْهَزَمْتُمْ اَخْلَاقُكُمْ دِقَاقٌ وَدِيْنُكُمْ
نِفَاقٌ وَمَاءُكُمْ زُعَاقٌ بِلَادُكُمْ اَنْتَنُ بِلَادِ اللّٰهِ تُرْبَةً وَاَبْعَدُهَا مِنَ السَّمَاءِ بِهَا تِسْعَةُ اَعْشَارِ الشَّرِّ الْمُحْتَبَسُ فِيْهَا بِذَنْبِهٖ وَالْخَارِجُ مِنْهَا بِعَفْوِ اللّٰهِ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى قَرْيَتِكُمْ هٰذِهٖ وَقَدْ
طَبَقَهَا الْمَاءُ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهَا اِلَّا شُرَفُ الْمَسْجِدِ كَاَنَّهٗ جُؤْجُؤُ طَيْرٍ فِیْ لُجَّةِ بَحْرٍ یعنی اے اہل بصرہ اے منقلب اور غرق شدہ زمین کے رہنے والو جو کہ اپنے باشندوں سمیت تین مرتبہ غرق
ہوچکی ہے اور حقتعالیٰ چوتھی مرتبہ پھر اُسکو غرق کرے گا اے زن ناقص العقل کے لشکر والو اور اے حیوان لایعقل کے مددگار جب اُس نے فریاد کی تم نے اُسکی دعوت کی اجابت
کی جب پے کیا گیا تو بھاگ گئے تمہارے اخلاق قبیح و حقیر اور تمہارا دین نفاق و شقاق سے معمور ہے اور تمہارا پانی تلخ و شور اور خاک متعفن و بدبودار تمہارا ملک چونکہ نشیب و پستی
میں ہے ساری جہان کی نسبت آسمان سے دور نزول رحمت الٰہی سے مہجور ہے منجملہ دس حصہ بدی کے ۹ حصہ اُسمیں ہے جو یہاں رہتے ہیں معصیت خدا میں گرفتار جو نکل گئے انپر

۵۱ تفسیر مؤتفکہ بیضاوی میں ہے کہ مؤتفکات وہ قریات ہیں جو اپنے باشندوں سمیت منقلب ہوگئی اور لٹ گئیں یہاں غرق ہونیکو منقلب ہونیسے تشبیہ دیکر بصرہ کو مؤتفکات سے شمار فرمایا کذا فی بحار الانوار ۵۲ جؤجؤ سینہ صدر کشتی فی روایۃ جؤجؤ طیر فی لجۃ بحر

عفو و بخشش ایزدی کے سزاوار گویا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا یہہ شہر تمام پانی میں ڈوب گیا ہے صرف جامع مسجد کے کنگرے اس طرح باہر نکلے معلوم ہوتے ہیں جیسے دریائے
ناپید اکنار میں پرندے کا سر یا کشتی کا صدر پس احنف بن قیس اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ یہہ حادثہ کب پیش آئے گا فرمایا اے ابا بحر یہہ تیری حیات میں نہوگا اور تیرے اور
اسکے درمیان مدت ہائے دراز حائل ہیں البتہ حاضرین کو چاہئے کہ غائبین کو یہہ خبر پہنچائیں کہ جب حالت بصرہ میں تغیر کو مشاہدہ کریں یعنی اسکے اخصاص عمارات سے بدل جائیں
اور آجام کی جگہہ قصر ہائے عالی بنائے جائیں تو یہاں سے فرار کریں اور اسکی سکونت کو ترک کریں شارح علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جسطرح امیر المومنینؑ نے خبر دی تھی بصرہ دو مرتبہ قادر
باللہ اور قائم باللہ عباسی کے زمانے میں غرقاب ہوا اور اسکے باشندے ہلاک اور اسکے مکانات سوائے مسجد جامع کے یکسر تباہ و خراب ہوئے اور ابن ابی الحدید نے
لکھا ہے کہ مینے اہل خبرت سے سنا ہے کہ بصرہ ایک زمانے میں آب سیاہ رنگ میں جو اسی سرزمین سے نفوذ کریگا ڈوب کر تباہ ہوگا اور صحیح یہہ ہے کہ پیشین گوئی امیر المومنینؑ
کی واقع ہو چکی اور شہر بصرہ قادر اور قائم کے زمانے میں دو مرتبہ غرق آب ہو چکا بحر فارس سے جس مقام کو جزیرۃ الفرس کہتے ہیں جبل سنام کی طرف سے اسمیں پانی آیا تھا جسمیں
تمام شہر تباہ اور اکثر خلق خدا برباد ہوگئی تھی اہل بصرہ کے پاس ان دونو مرتبہ کی غرق کی مفصل اخبار موجود ہیں انکے اخلاف اسلاف سے انکو نقل کرتے ہیں بعد ازاں امیر المومنینؑ
نے موضع اُبُلّہ بضم ہمزہ و تشدید لام کا حال دریافت کیا یہہ وہ مقام ہے جہاں فی الحال بصرہ آباد ہے ان دنوں میں بصرہ کے دیہات و مضافات سے شمار ہوتا تھا اور وہاں
بصرہ کے باغات تھے بلکہ کثرت اشجار و لطافت آب و ہوا سے اسکو جنت کہتے تھے منذر بن جارود نے عرض کی یا امیر المومنینؑ وہ مقام یہاں سے چار فرسخ پر ہے فرمایا تو راست
کہتا ہے مینے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ سے ایسا ہی سنا ہے اور آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ میں وہاں ستر ہزار مسلمان شہید ہونگے جو باعتبار کثرت
ثواب شہدائے بدر سے کمتر ہونگے منذر نے عرض کی یا امیر المومنینؑ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کون انکو قتل کریگا فرمایا وہ انسان ہونگے دیو سیرت شیطان صورت
رنگ انکے سیاہ اور جسم بدبودار اسباب سامان سے کمتر اپنے ساتھ رکھتے ہونگے مگر شدت و صولت انکی زیادہ ہوگی خوشحال اسکا جو انہیں قتل کرے یا خود انکے ہاتھ سے مقتول ہو
یہہ کہکر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے شارح کہتے ہیں شاید یہہ اشارہ ہو طرف زنگیوں اور انکے بادشاہ کے جنھوں نے بصرہ پر چڑھائی کی اور لشکر انکا پیادہ پا بے کفش و نعلین
سبک اور ہلکا تھا۔ پھر اور آفات ارضی و سماوی کا جو بصرہ پر آنیوالی تھیں ذکر کیا اور خروج دجال لعین کی خبر دی اور فرمایا اے منذر قسم بخدا اگر میں چاہوں تو ہر موضع و مقام
کی نسبت قیامت تک کی خبر دے سکتا ہوں۔ کہ کب خراب ہوگا اور کسطرح پھر آباد کیا جائیگا میرے پاس علوم کثیرہ ہیں جو چاہو استفسار کرو بتلانے میں دریغ نہ کروں گا
اے منذر مجھکو علوم سابق و لاحق تا قیام قیامت سپرد کئے گئے ہیں پھر فرمایا اے اہل بصرہ مینے جو ابتدائے کلام میں تمکو زجر و توبیخ کیا اور خشونت و درشتی کو روا رکھا تمہاری
تنبیہ و وعظ و تذکیر کے لئے تھا تاکہ تم آئندہ ایسی حرکات سے کہ تم سے اب سرزد ہوئیں باز رہو نہ یہہ کہ تم اور تمہارا ملک بالمرہ صفات حسنہ و اخلاق ستودہ سے معرا ہے ایسا
نہیں بلکہ خطہ بصرہ اور ملکوں کی نسبت زیادہ زرخیز اسکے اشجار اور دیگر مقامات کے اشجار سے زیادہ بار آور ہیں مال تمہارے فراواں اور تجارتیں تمہاری رواں ہیں تم میں سے جو غنی
ہیں متواضع و سخی جو شریف ہیں منکسر و خلیق ہیں تمہاری قاری عمدہ ترین قاری اور عباد و زہاد پرلے سرے کے عابد و زاہد تمہارے اطفال فہیم و ذکی ہیں اور تمہاری عورات اپنے
شوہروں کی فرمانبردار و مطیع + مہمان نوازی میں تم لوگ گوئی سبقت لے گئے ہو نماز جماعت کے پابند و شائق ہو اگر صبر کرتے اور طریق مستقیم و ہدایت پر استوار رہ کر اس فتنہ
میں شریک نہوتے تو فردائے قیامت درجات عالیات تمہارے لئے تھے درخت طوبیٰ تم پر سایہ افگن ہوتا اور جنت خلد تمہارا ماویٰ و مسکن۔ مگر قضائے ربانی سے چارہ نہیں لَا
مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اسکے حکم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے اے اہل بصرہ میں جو کچھ تمہارے مدح و ذم و فضائل و رذائل بیان کرتا ہوں

اخصاص جمع خص مکانات جو لکڑی گھاس پھونس سے بنائے جائیں مراد جھونپڑی ۱۲ منہ

وہ اسرار تمہاری مصلحت و خیر خواہی پر مبنی ہے اور مقصود اس سے محض تمکو نصیحت و پند کرنا ہے تاکہ تمہارے اخلاق کی صلاح ہو اور نیکیوں کیطرف رغبت کرو اور سیئات کو مکروہ جانو حقتعالی فرماتا ہے وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ یعنے وعظ و تذکیر کر یہ مومنین کے لئے نافع ہیں ورنہ مجھکو تم سے کسیطرح کا خوف نہیں نہ کوئی طمع میری دامنگیر ہے آگاہ رہو کہ جو کچھ مینے تمہارے شہر کی نسبت کہا غیظ و غضب میں نہیں کہا بلکہ لفظ بلفظ حضرت رسولخدا سے سنا ہوا کہا ہے جبرئیل نے آنحضرت کو اپنے شانہ راست پر سوار کر کے دنیا و مافیہا کی سیر کرائی اور تمام عالم کی کنجیاں اُس جناب کے سپرد کیں اور حالات گزشتہ و آئندہ تا روز قیامت جہان کے تھے بیان کئے پس فرمایا جناب سرور عالم نے کہ وہ علوم مجھے زیادہ معلوم نہیں ہوئے جس طرح میرے جد امجد آدم کو علم اسمار حسنے جو فرشتوں کو تعلیم نہوا تھا زیادہ معلوم نہیں ہوا تھا اُسوقت مینے بحر محیط کے کنارہ پر ایک شہر مشاہدہ کیا جسکا نام بصرہ ہے اور یہی صفات بیان کیں جو میں اسوقت تمہارے روبرو بیان کر چکا ہوں۔ ای اہل بصرہ تمکو اور تمہارے گرد نواح کے رہنے والوں کو کثرت آب بلائے عظیم ضرور پیش آئیگی تحقیق کہ مجھکو وہ مقام و موقع معلوم ہے جہانسے پانی منفجر ہوگا پس جو اس مُہلکہ سے پیشتر اس شہر سے نکل جائیگا باعث رحمت خدا الکمل جائیگا اور جو غرق ہوگا وہ اپنے ذنب و عصیان سے غرق ہوگا وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ پس ایک شخص اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو اہل جماعت اہل فرقت اہل سُنّت و اہل بدعت کے حال سے مطلع کیجئے کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا تونے سوال کیا تو جواب بھی سُن اور تجھکو واضح رہے کہ میرے سوا اسکا جواب کسی دوسرے سے نہ پائیگا تحقیق کہ اہل جماعت میں ہوں اور میرے پیرو گو قلیل ہوں اور اہل فرقت میرے اور میرے متابعین کے مخالفت کرنیوالے ہر چند بکثرت ہوں خدا و رسول اسکا بحق فیصلہ کر چکے ہیں اور اہلسنت وہ ہیں کہ جو راہ خدا و رسولخدا نے انکے لئے مقرر کر دی ہو اُس پر چل رہے ہیں اور اہل بدعت وہ ہیں جو اپنی رائے و خواہش نفسانی کی پیروی میں احکام خدا و رسول کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ تعداد انکی کثیر ہو۔ انمیں سے پہلا گروہ تو گزر گیا مگر ابھی بہت سے طائفے باقی ہیں آخر کار حقتعالی انکو نیست و نابود کریگا اور روئے زمین سے بیخ و بنیاد انکے اکھاڑ دیگا پھر اور مواعظ شافیہ کا فیہ ارشاد کئے اور عائشہ کی نسبت فرمایا کہ عورات کی کوتہ اندیشی اور ناقص العقلی انکی دامنگیر ہوئی۔ اور کینہ دیرینہ مثل کورۂ آہنگران اُنکے سینہ میں جوش مارنے لگا اگر سوائے میرے کسی اور کی نسبت اُن سے ایسا چاہتے کبھی نہ کرتی مگر میرے نزدیک اُنکی وہی حرمت اولے ہے اور حساب اسکا خدا پر چھوڑتا ہوں۔ ایہا الناس عورات کے ایمان ناقص ہیں عقول ناقص خطوط و حصص ناقص ایمان کا نقصان تو یہ کہ وہ مرد کے برابر طاعت خدا نہیں کر سکتیں ایام حیض میں ترک صوم و صلوٰۃ پر مجبور ہیں۔ اور عقلوں کا نقصان یہ کہ انکا اعتبار شرع اقدس میں مرد سے نصف ہے جہاں ایک مرد کی گواہی کافی ہوتی ہے وہاں دو عورتوں کی ضرورت ہے اور حصہ کا نقصان میراث میں ہے کہ عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے نصف ہے پس تمکو چاہئے کہ بُری عورتوں سے برخطر رہو اور نیکوں پر اطمینان نہ رکھو اور نیک بات میں انکا کہنا نہ مانو کہ وہ بُرے کام کرانے میں طمع نہ کرسکیں

عائشہ کے بعض حالات کا تذکرہ جو جنگِ جمل کے بعد مدینہ منورہ پہنچنے تک متعلق ہیں

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے عبد اللہ اسدی سے روایت کی ہے کہ جب عائشہ ابن ابی خلف کے مکان میں قیام پذیر تھی تو عمار یاسر انکے پاس گئے اور کہا اے مادر تو نے دیکھ لیا کہ تیری اولاد دین کی حفاظت کے لئے کیسی تلواریں لگاتی ہے عائشہ نے کہا ای عمار فتح و نصرت نے تجھکو بینا کر دیا ہے اب جو چاہے کہہ عمار نے کہا میری بینائی فتح و ظفر سے نہیں بلکہ قسم بخدا کہ اگر تم منہزم کر کے ہمکو نخلستان ہین یا بحرین تک بھی پہنچا دیتے تب بھی مجھکو یہی یقین تھا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر کہا ہاں تیری خطا نہیں تجھے ایسا ہی سمجھایا گیا ہے ای عمار اب سن تیرا زیادہ ہوگیا ہے اور زندگی فنا ہو چلی استخوان گھس گھسکر باریک ہوگئی خدا سے ڈر محبت ابن ابوطالب میں اپنی دین و ایمان کو تباہ نہ کر۔ عمار نے کہا مینے تمام اصحاب رسولخدا میں بنظر امتیاز و تامل دیکھا بخدا اسوگند کہ علی کو سب سے زیادہ قرآن کا پڑھنے والا اور اسکی تاویل کا سمجھنے والا اور اسکی حرمت کا نگاہ رکھنے والا پایا اور وہ حضرت رسولخدا سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں اور آنحضرت کے آداب و سنن کی سخت پیروی

کرنیوالے ہیں اور اسلام میں انکی مصائب و تکالیف تمام سے زیادہ ہیں عائشہ یہہ سنکر خاموش ہوگئی **ابن ابی الحدید** نے شرح نہج البلاغۃ میں اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب کافیہ میں سنّی و شیعہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے عبد اللہ بن عباس کو عائشہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ وہ مدینہ کو چلی جائے اور بصرہ میں زیادہ توقف نہ کرے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں قصر ابن ابی خلف میں اسکے پاس گیا اول دروازہ پر بیٹھکر اجازت چاہی عائشہ نے اندر آنیکی اجازت نہ دی تو لاجرم بے اجازت داخل ہوا عائشہ پردہ میں تھی - اور مکان خالی تھا ہر طرف دیکھا ایک گوشہ میں شاخہائے خرما سے بوریے کے طرز پر ایک شے بنی ہوئی نظر پڑی میں نے اسکو کھینچلیا اور اس پر بیٹھ گیا عائشہ یہہ دیکھکر پس پردہ سے بولی یا ابن عباس تو نے دو امر میں سنت رسول اللہ کی مخالفت کی ایک میرے گھر میں بغیر میری اجازت گھس آیا - دوسرے میری شے پر بلا میری رضامندی کے بیٹھ گیا ابن عباس نے کہا ہم سنت رسولخدا کو تجھسے بہتر جانتے ہیں ہم نے ہی تجھکو سنت تعلیم کی ہے تیرا گھر وہ ہے جسمیں آنحضرت نے تجھسے مفارقت کی اور تو اپنی نفس پر ظلم کرکے اور اپنے دین کو مغشوش و معیوب بناکر برخلاف حکم خدا و رسول وہانسے نکل آئی جب وہاں جائیگی تو ہم تیری اجازت بغیر تیرے پاس نہ آئیں گے اور بلا تیری رضامندی تیرے کسی شے پر نہ بیٹھیں گے اب امیر المومنین کا تیرے لیے یہہ حکم ہے کہ جلد مدینہ کا ارادہ کر اور یہاں زیادہ توقف نہ کر - عائشہ نے کہا خدا رحم کرے امیر المومنین کو امیر المومنین عمر بن الخطاب تھا ابن عباس نے کہا قسم بخدا علی امیر المومنین ہیں گو اسمیں چہرے غضبناک ہوں اور لوگونکی ناکیں خاک پر رگڑی جائیں قسم بخدا کہ وہ امیر المومنین بحق ہیں اور حضرت رسولخدا سے اوروں کی نسبت اقرب ہیں اور سابقہ میں جو تقدم انکو ہے اور علم میں جو کمال وہ رکھتے ہیں اور اسلام میں جو مقامات و آثار انکے لیے ہیں تیرے باپ اور عمر کو نصیب نہیں ہوئے عائشہ نے کہا مجھکو تو اس سے انکار ہے ابن عباس نے کہا تو اس انکار سے بیکار محض ہوجائیگی اور جو عزت و توقیر تجھے حاصل ہے باقی نہ رہیگی - پھر تجھکو کوئی نہ پوچھیگا اور کسی کو تو امر و نہی نہ کرسکیگی عائشہ پر یہہ سنکر رقت طاری ہوئی - بحدیکہ آواز گلو میں بند ہوگئی اور نفس گیر ہونے لگی اور کہا قسم بخدا کہ میں تمہاری پاس نہ رہونگی اور جس شہر میں تم ہو روئے زمین پر کسیکو اسکے برابر دشمن نہیں رکھتی ابن عباس نے کہا کیوں ہم سے تجھکو کیا ایذا پہنچی اور کیا ہمنے تیرے ساتھ برا سلوک کیا آیا یہہ کہ تجھکو ام المومنین بنادیا حالانکہ تو بنت ام رومان تھی یا یہہ کہ تیرے باپ کو صدیق کردیا اور وہ ابو قحافہ کا بیٹا تھا جو ابن جدعان کے یہاں مہمانوں کے بلانے پر نوکر تھا عائشہ نے کہا یا ابن عباس تم مجھ پر رسولخدا کی وجہہ سے منت رکھتے ہو ابن عباس نے کہا کیوں نہ رکھیں اگر تجھسے ایک ناخن بھی آنحضرت کا ہوتا تو ضرور تو اُس سے ہم پر منت رکھتی ہم تو انکے گوشت و خون ہیں تو منجملہ نو عورتوں کے ایک عورت ہے جنکو وہ حضرت چھوڑ گئے ہیں کوئی جمال ظاہری یا حسن سیرت تجھمیں اُن سے زیادہ نہیں یہہ شرف زوجیت ہی ہے کہ مطاع و مخدوم بن رہی ہے جو بات کہتی ہے لوگ اُسے مانتے ہیں جسکو بلاتی ہے بے تامل چلا آتا ہے پھر کچھ اشعار پڑھے اور امیر المومنین کی خدمت میں واپس آکر ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا میں نے جسوقت تجھکو اُسکے پاس بھیجا تھا میں اُسیوقت سے جانتا تھا کہ وہ اس قسم کی باتیں درمیان میں لائیگی **بحار الانوار** میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ امیر المومنین نے ساٹھ مرد کہ اکثر قبیلہ ہمدان سے تھے طلب کیے یہہ سب سن رسیدہ تھے اور ڈاڑھیاں انکی چڑھی ہوئیں شمشیر و سپر و خود و زرہ سے مسلح و آراستہ تھے میں بھی انکے درمیان تھا حضرت ہمکو ہمراہ لیکر ایک کوچہ کی طرف کو جو ہائے بصرہ سے روانہ ہوئے چلتے چلتے ہم ایک مکان وسیع و عریض میں پہنچے جہاں کچھ مستورات مشغول گریہ و بکا تھیں حضرت کو دیکھکر ایک بار سب کی سب چلائیں کہ هٰذَا قَاتِلُ الْاَحِبَّةِ یعنے یہہ دوستونکا قاتل - آپنے کچھ اسکی طرف التفات نہ کی اور فرمایا عائشہ کس مکان میں ہے انہوں نے حجرہ کیطرف اشارہ کیا ہمنے حضرت کو گھوڑے سے اُتارا آپ عائشہ کے پاس داخل ہوئے تھوڑی دیر باہم کچھ گفتگو ہوتی رہی امیر المومنین کی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن عائشہ کا چیخنا مسموع ہوتا تھا اسکی درمیان ایک عذر خواہی کا کلام بھی ہمنے سنا کہ میں نے ایسا اور ایسا نہیں کیا - پھر حضرت باہر تشریف لائے ہمنے بدستور سوار ہونے میں حضرت کی اعانت کی اُتنا پھر ایک عورت نے کچھ تعرض کیا آپنے فرمایا صفیہ کہاں ہے ایک عورت بولی لَبَّيْكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فرمایا ان کنیزوں کو منع نہیں کرتی مجھکو قاتل احبا کہتی ہیں اگر میں

ایسا ہوتا تو حکم کرتا کہ جو لوگ اس مکان میں موجود ہیں انکو قتل کریں اور دست مبارک سے تین حجروں کی طرف اشارہ کیا ہمنے یہہ دیکھکر فوراً قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالے اور نظر ان حجرات کی طرف بلند کی عورتیں سب خاموش ہوگئیں جو کھڑی تھیں بیٹھ گئیں منجملہ ان تین حجروں کے ایک میں مروان حکم مع دیگر مجروحان قریش کے تھا دوسرے میں عبد اللہ ابن زبیر مع زخمیان آل زبیر کے تیسرے میں رئیس اہل بصرہ تھا جو بہرحال تابع رضائے عائشہ تھا **راوی** کہتا ہے کہ مینے اصبغ سے کہا یا ابا القاسم تمنے ان مجروحوں کو کیلئے قتل نہ کیا اس نے کہا یا ابن اخی علیؑ تجھ سے زیادہ دانا تھے انہوں نے انکو امان دی تھی لڑائی کے خاتمہ پر انکے منادی نے پکار دیا تھا کہ زخمیوں کو قتل اور فراریوں کا تعاقب نہ کرو جو ہتھیار ڈالدے وہ امن میں ہے یہہ ایک سنت حسنہ تھی جسکی وہ حضرت آئندہ نسلوں کی بہتری کے واسطے بنیاد ڈال گئے **کتب معتبرہ** میں منقول ہے کہ حضرت رسولخدا نے اپنے قبل وفات جناب امیر المومنینؑ کو اپنی ازواج پر وصی خاص مقرر کیا تھا - اور فرمایا تھا یا علی میری بیبیوں کا اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے بروز جمل جبکہ عائشہ کی جسارت جہالت حد سے تجاوز کر گئی تو حضرت نے فرمایا میری رائے یہہ ہے کہ اسے طلاق دوں اور شرف زوجیت حضرت رسولخدا کو اس سے مسلوب کر لوں جن لوگوں نے یہہ حدیث پیغمبر خدا سے سنی ہے اٹھیں اور گواہی دیں تیرہ آدمی جنمیں دو اہل بدر سے تھے اٹھے اور شہادت دی کہ بیشک ہمنے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ انہوں نے اپنی ازواج کا اختیار تمہارے قبضۂ اقتدار میں دیا ہے - عائشہ کو اسکی خبر ہوئی تو بے اختیار رونے لگی جب بعد ختم جنگ ابن ابی خلف کے مکان میں نزول کیا تو امیر المومنینؑ نے محمدؓ بن ابوبکر و عمار یاسرؓ کو اسکے پاس بھیجکر پیام دیا کہ مدینہ سکینہ کا عزم کرے عائشہ نے کہا میں نہ جاؤنگی اور اس شہر کو کبھی نہ چھوڑونگی امیر المومنینؑ یہہ جواب سنکر غضبناک ہوئے اور فرمایا اگر بخوشی جائیگی فبہا ورنہ بجبر و اکراہ جائیگی قبیلہ بکر بن وائل سے کچھ عورت کو بھیجونگا جنکے پاس تیز خنجر ہونگے وہ بزور اسکو لیجائینگی اور اشراف قبیلہ عبد القیس سے فرمایا اے معشر عبد القیس عائشہ تم سے قرابت رکھتی ہے چند عورات اپنے درمیان سے انتخاب کر کے اسکے پاس بھیجو کہ اسکو مدینہ جانے پر راضی کریں اور عائشہ سے کہلا بھیجا کہ بہتر ہے کہ جس مکان میں حضرت رسولخدا اور تیرے باپ نے تجھ سے مفارقت کی ہے اسکی طرف واپس ہو جائے ورنہ اس کلمہ سے تکلم کرونگا کہ خدا و رسول پھر کبھی تجھ سے راضی نہ ہونگے عائشہ یہہ سنکر جانے پر رضامند ہوگئی اور سامان سفر کرنے لگی **روضۃ الاحباب** میں ہے کہ دوسرے روز امیر المومنینؑ نے غنچۂ چمن نبوت و رسالت و سرو بوستان جلالت و بسالت یعنی امام حسن مجتبیٰ کو بطور رسالت عائشہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قسم بخدا اگر تو سفر مدینہ کی تیاری نہ کریگی تو میں تجھکو وہ پیام بھیجونگا اور اس امر سے تجھکو آگاہ کرونگا جسکی کیفیت تو خوب جانتی ہے راوی کہتا ہے کہ عائشہ اسوقت اپنے سر میں شانہ کرتی تھی جانب راست میں کر چکی تھی اور بائیں طرف ہنوز باقی تھی امام حسنؑ سے یہہ بات سنکر بلا اسکے کہ تمام سر میں شانہ کرے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے خادموں کو پکاری کہ میرا اسباب جلد بار کرو اور سفر مدینہ کی تیاری میں مصروف ہوا اور آثار اضطراب تشویش اسکے بشرہ سے ہویدا تھے زنان رؤسائے بصرہ سے ایک عورت اسکے پاس تھی کہا یا ام المومنین عبد اللہ بن عباس تیرے پاس آیا اور یہی پیغام لایا تو نے اسکے ساتھ سخت کلام کیا کہ وہ غضبناک ہوکر پھر گیا اس جوان کے باپ علی ابن ابیطالب خود آئے اور تجھ سے اس امر کی خواہش کی تو نے قبول نہ کیا اب کیا ہوا کہ اسکے بیٹے کی کہنے سے بقدر مضطرب و پریشان ہے عائشہ نے کہا یہہ جوان سبط رسول و فرزند بتول و نور دیدۂ اہل قبول ہے جو چاہے کہ سیاہی چشم حضرت رسولخدا کو دیکھے چاہئے کہ اسکی آنکھوں کی طرف نگاہ کرے بتحقیق کہ مینے دیکھا ہے کہ وہ حضرت اسکو بوسے دیتے تھے اور بوئے خوش کو اسکی استشمام کرتے تھے اور اپنے سینۂ اطہر سے اسکو لگاتے تھے اسکے باپ نے اسکی ہاتھ وہ پیغام بھیجا ہے اور اس امر کیطرف اشارہ کیا ہے کہ اب مجھکو بغیر مدینہ جانے کے چارہ نہیں ؎ حالیا مصلحت وقت در آن مے بینم ۔ کہ کشم رخت بآن گوشہ و خوش بنشینم - القصہ اس عورت نے کہا یا ام المومنین مجھکو بھی اس امر سے آگاہ کر عائشہ نے کہا ایک روز حضرت رسالت پناہ کے پاس اموال غنیمت سے کچھ آیا تھا اور وہ حضرت اپنے اعزہ و اصحاب پر تقسیم فرماتے تھے ہم ازواج مطہرات نے اس میں سے حصہ طلب کیا اور اس مطالبہ میں مبالغہ حد سے گزرا علی ابن ابیطالب ہمکو ملامت کرنے لگے

کہ تمنے آنحضرت کو ملول و آزردہ کیا اور بزجر و توبیخ پیش آئی ہے سخت کلامی سے انکو جواب یا تب علی نے اس آیہ شریفہ کو ہم پر قرأت کیا عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ
اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ یعنے شائد اگر پیغمبر تمکو طلاق دے تو حقتعالی اسکو تمہاری عوض تم سے بہتر ازواج عطا کرے۔ پس ہمنے علی کی ساتھ بہت درشتی کی حضرت رسولخدا اس سبب سے
ہم پر غضبناک ہوئے اور فرمایا یا علی میں تجھکو اپنی ازواج پر وکیل کرتا ہوں اور انکے طلاق کو تیرے قبضۂ اقتدار میں دیتا ہوں جسکو تو چاہے میری جانب سے طلاق دے جسکو تو طلاق دیگا اسکا
نام دفتر ازواج نبی سے محو ہو جائیگا اور مطلق کیا آنحضرت نے اس اختیار کو زمانہ حیات میں اور بعد وفات اپنی کے **پس** اب علی نے مجھکو یہہ پیام دیا ہے اور میں فراق دائمی سے اندیشہ مند
ہوں مبادا کہ اسکی زبان سے کوئی کلمہ صادر ہو کہ اسکا تدارک نہو سکے اور دار آخرت میں شرف صحبت رسولخدا سے محروم رہوں ~ برخاستن از جان و جہان مشکل نیست + مشکل
نصر کوئی تو برخاستن ہست **کتاب احتجاج** میں روایت ہے کہ سعد بن عبد اللہ اشعری نے حضرت صاحب الامر عَجَّلَ اللّٰهُ فَرَجَهٗ سے پوچھا یا بن رسول اللہ ہمکو
حدیث پہنچی ہے کہ حضرت رسولخدا نے امیر المومنین کو اپنی ازواج کے طلاق کا اختیار دیا تھا حتے کہ بروز جمل آپنے عائشہ سے کہا کہ تونے اپنی نادانی سے اسلام میں فساد عظیم برپا کیا
اور اپنی اولاد کو معرض ہلاکت و فنا میں لائی اگر اپنی حرکتوں پر پشیمان ہو کر اس سے باز آئی تو بہتر ورنہ تجھکو طلاق دونگا پس ای مولی میرے میں پوچھتا ہوں کہ یہہ طلاق کیسا تھا
جو بعد وفات شوہر کے ازواج کو دیا جائے آپنے فرمایا ای شخص اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و رافت سے زنان نبی کو اور عورتوں پر شرف بزرگی بخشی اور انکو امہات مومنین قرار دیا
پس حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی یہہ شرف انکے واسطے اسیوقت تک ہے کہ طریق مستقیم و طاعت خدا و رسول پر قائم رہیں اگر انمیں سے کوئی اپنی حد سے تجاوز کرے اور نافرمانی خدا کو
عمل میں لاوے اور تیرے ساتھ بجنگ و جدال پیش آئے تو میں بحکم خدا تجھکو اختیار دیتا ہوں کہ وہ شرف انسے ماخوذ و مسلوب کرے۔ **روایت** ہے کہ جن روزوں میں عائشہ روانگی
مدینہ سے انکار کرتی تھی عبد اللہ بن عباس نے عرض کی یا امیر المومنین اسکو بصرہ ہی رہنے دیں فرمایا اسکا یہاں رکھنا قرین مصلحت نہیں یہہ اپنی حرکات سے باز نہ رہے گی میں اسکو
اسی مکان میں پہنچاؤنگا۔ جہاں پر حضرت رسولخدا نے اس سے مفارقت کی تھی **الحاصل** جب عائشہ طوعاً و کرہاً حکم جناب مرتضوی پر راضی ہوئی تو آنحضرت نے چالیس
عورتیں قبیلہ عبد القیس سے اسکی ہمراہ کیں اور مدینہ منورہ کو روانہ فرمایا **اور** روضۃ الصفا میں ہے کہ آپنے محمد بن ابوبکر برادر عائشہ کو اسکے ساتھ کیا اور اہل بصرہ سے کچھ عورتوں کو
مردانہ پوشاک پہنا کر اسکی خدمت کے لئے مقرر کیا۔ عائشہ اس سے آگاہ نہ تھی راستہ میں جب وہ عورتیں اسکی سامنے سے تردد کرتیں تو وہ بہت دلگیر ہوتی اور کہتی کہ علی نے
حرمت رسولخدا کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ کہ مجھکو نامحرم مردوں کی ساتھ کر دیا مدینہ پہنچکر جب انہوں نے مردانہ لباس اتارا اور اپنی اصلی صورت پر آئیں تو عائشہ بہت خوش ہوئی۔ اور
مدح و ثنائے حضرت شاہ مردان شیر یزداں کی کرنے لگی۔ کتب معتبرہ میں ہے کہ راہ میں اور مدینہ پہنچکر برابر لوگونکو مخالفت امیر المومنین پر ترغیب کرتی تھی۔ اور اس مضمون کا
ایک خط اس نے معاویہ اور اہل شام کو لکھا اور عصمت بن بجتری کو دیکر وہاں روانہ کیا **لطیفہ** ایک روز عمرو بن عاص نے عائشہ سے کہا یا ام المومنین ہماری تو آرزو
یہہ تھی کہ تو بروز جمل قتل ہو جاتی عائشہ برہم ہو کر بولی یہہ کیوں **لا ابا لک** ابن عاص نے کہا اسلئے کہ تو تو اپنی موت سے فوت ہوتی اور بہشت بریں تیرا مقام ہوتا اور
ہمکو علی کی نسبت عظیم طعن ملتا کہ انہوں نے ام المومنین زوجہ رسولخدا کو قتل کیا **بعضے ان امورات کا ذکر ہے جو جنگ جمل سے متعلق ہیں**
اور جاربان وغیرہ جناب امیرؑ کی نسبت شریعت مین کیا حکم ہے مخفی نہ رہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم بالاتفاق قائل
ہوئے ہیں کہ جس نے امیر المومنین سید الوصیین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ جنگ کیا اور مقابلہ میں اس جناب کے تلوار کھینچی وہ کافر مطلق مخلد فی النار ہے محقق نصیر الدین
طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تجرید الاعتقاد میں افادہ فرمایا ہے مُحَارِبُوْهُ كَفَرَةٌ وَمُخَالِفُوْهُ فَسَقَةٌ یعنے جنگ کرنیوالے علی کے ساتھ کافر ہیں اور مخالف
اس جناب کے فاسق مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ مراد مخالف سے اس مقام پر بقرینہ کلام سابق وہ لوگ ہیں جنھوں نے آنحضرت کی اعانت سے روگردانی

کی اور مورد وعید شدید نبوی وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ کہوئی یعنے پروردگارا ترک نصرت کر اسکی جو علی کی نصرت کو ترک کرے اور اسماے تارکین نصرت و بیعت جو تفسیر
بیان ہوئی میں راس و رئیس اس قوم کے عبد اللہ بن عمر خلیفہ زادہ میں اور بیان کفر فرقہ محاربان کا اس طرح پر کہ حجت کو خصم پر تمام کرے بموجب تصریحات علماے شیعہ بالاجمال
یہہ ہے کہ آیہ مباہلہ میں باتفاق فریقین مراد لفظ اَنْفُسَنَا سے امیر المومنین ہیں پس جب وہ حضرت بنص قرآن مجید بمنزلہ نفس رسول ٹھہرے تو چونکہ محارب پیغمبر کا بالاتفاق کافر
ہے محارب اس جناب کا بھی کافر ہوگا چنانچہ حدیث شریف پیغمبر یَا عَلِیُّ حَرْبُکَ حَرْبِیْ وَسِلْمُکَ سِلْمِیْ کہ اے علی جنگ کرنا تیرے ساتھ بعینہ جنگ ہے میرے ساتھ اور صلح کرنا
تجھ سے صلح کرنا ہے مجھ سے جو اہلسنت کے یہاں بھی متواتر منقول ہے اور اسی مضمون پر باحسن وجوہ دلالت کرتی ہے اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں سنن ابن ماجہ اور مسند و فضائل
احمد بن حنبل و فردوس الاخبار شیرویہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے زید بن ارقم سے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابوہریرہ سے اور ابوالحجاف نے مسلم بن صبیح سے اور ان
سب نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ آپنے علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی طرف نظر کی اور فرمایا اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَکُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَکُمْ
میں لڑنیوالا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تمہارے ساتھ صلح کرے - اور تاریخ طبری اور اربعین ابن المؤذن میں بروایت ابوہریرہ یہی مضمون
نقل ہوا ہے اور نیز اہلسنت کے نزدیک حدیث مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً کہ جس نے امام زمان کو نہ پہچانا اور مر گیا
وہ ایام جاہلیت کی موت مرا ہے - حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین بیعت کے بعد بالاتفاق امام برحق تھے پس انکے ساتھ اسوقت جنگ کرنا منافی ان کے
معرفت کا بحیثیت امامت کے ہوگا کون عاقل تجویز کریگا کہ امام پر چڑہائی کرکے دوبدو انکے روبرو تلوار کھینچیں باوجود اسکے کہ قائل انکی امامت کے ہوں اور انکی رعایا
میں داخل رہیں اور جاہلیت کی موت سے بے شبہ کفر کی موت مراد ہے پس ثابت ہوا کہ چونکہ محاربان امیر المومنین کو معرفت امام مِنْ حَیْثُ اِنَّهٗ اِمَامٌ حاصل نہ تھی تو وہ
جاہلیت اور کفر کی موت پر مرے ہیں اور نیز قول حضرت رسولخدا بروز غدیر اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ کہ خداوندا دوست رکھ اسکو جو علی کو
دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علی کو دشمن رکھے اور ارشاد اس جناب کا حُبُّ عَلِیٍّ اِیْمَانٌ وَبُغْضُهٗ کُفْرٌ دوستی علی کی ایمان ہے اور عداوت اسکی کفر ہے اس مضمون پر
دلالت واضح رکھتا ہے کیونکہ دشمن علی کا بمضمون اس حدیث منقول رسول مقبول کے مطلقا دشمن خدا ہے اور دشمنی خدا علی الاطلاق عین کفر ہے - اور کونسی دشمنی اس سے زیادہ ہوگی
کہ سامنے آنحضرت کے تلوار کھینچیں اور ارادہ قتل کرنے اس جناب کا اور انکی اولاد امجاد اور اصحاب انجاب کا کریں اگر یہہ امر دشمنی نہیں تو پھر لفظ دشمنی کے دنیا میں کوئی معنی ہی
نہیں ہو سکتے - سبحان اللہ - دو گروہوں میں باہم نزاع ہوا اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنے ملک سے بفاصلہ بعید باہر جائیں صدہا اہل وطن و ہزارہا بیرونجات کے رہنے
والے طرفین کی اعانت پر کمر باندھیں پھر ایک مقام پر مقابل ہو کر وہ کشت و خون ہو کہ ہزارہا مردان نبرد حوالہ تیغ براں خاک و خون میں غلطاں ہوں اور انجام کار ایک
فریق غالب دوسرا مغلوب و منکوب ہو اہلسنت کے نزدیک ابھی ان دو گروہوں میں دشمنی ہی نہیں ہوئی اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ اور رہی یہہ بات کہ جب یہہ لوگ
کافر تھے تو چاہیے تھا کہ امیر المومنین بعد ختم جنگ کافروں کے پورے پورے احکام ان پر جاری فرماتے فراریوں کا تعاقب ہوتا مجروح و مقتول اطفال و نساء مقید و ماسور
ہوتے اموال و متروکات بعد غنیمت مسلمانوں پر منقسم فرمائے جاتے حضرت نے ان میں سے ایک کام بھی نہ کیا جیسا کہ پہلے گزرا بلکہ بعض اموال داخل لشکرگاہ کو بھی جو تقسیم
ہو چکا تھا کچھ عرصہ کے بعد مسترد کر دیا منادی پکارتا تھا - کہ جو اپنا مال کہیں کسیکے ہاتھ میں پائے جائز ہے کہ اس سے لے لے - کہ منقول ہے کہ اہل بصرہ عساکر نصرت ماثر پر گردش
کرتے تھے اور جہاں اپنا اسباب پاتے تھے لیلیتے تھے حتی کہ اگر اپنے کسی ظرف کو کسیکے پاس پہچانتے کہ کھانا اسمیں پکا رہا ہے تو کھانا الٹوا کر برتن خالی کرا لیتے تھے اور اس قدر
مہلت نہ دیتے تھے کہ وہ کھا پکا لے اور یہہ لوگ حضرت کی خدمت میں آتے اور اپنے اسباب پر گواہ لاتے اور اسباب لیجاتے تھے اور جسکے پاس گواہ بھی نہ ہوتا حضرت اس سے حلف

لیتے کہ تیراہی مال ہے اور مال رہا کر دیتے جب یہہ کیفیت تھی تو کافر کسطرح ہوسکتے ہیں **جواب** اسکا یہہ ہے کہ تمام کفار ہر چند کفر میں باہم مشارکت رکھتے ہیں مگر احکام انکے علیحدہ علیحدہ ہیں اور کفر میں مساوی و مماثل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ احکام میں بھی متشابہ و متماثل ہوں چنانچہ کفار حربی کا حکم کافر ذمی کے برخلاف ہے اور اہل کتاب کا حکم اور ہی اور بت پرستوں کا جنکے پاس کتاب نہیں اور اہل کتاب سے جزیہ لیکر انکے دین و مذہب سے کچھ تعرض نہیں کرتے بت پرستوں کے ساتھ یہہ معاملہ بحسب شرع جائز نہیں اہل ذمہ کی عورات سے موافق مشہور بین العلما نکاح و متعہ جائز ہے جبکہ ارتکاب محرمات سے انکو باز رکھ سکیں باقی کافرات کے ساتھ جائز نہیں اور مرتد کا حکم ان سب کے احکام کے سوا ہے پس جب کہ احکام کفار باوجود مشارکت ان سب کے کفر میں مختلف ہیں تو کیا بعید ہے کہ محاربان امیر المومنین کافر ہوں مگر اخذ غنائم و سبی ذراری میں انکا حکم مخالف و مباین حکم سائر کفار کے ہو اور یہہ امر کہ غنائم داخل لشکر گاہ بھی جو تقسیم ہو چکی تھیں پھیر دی گئیں سو یہہ معاملہ صرف انہیں لوگوں کی نسبت واقع ہوا جنھوں نے حق کیطرف رجوع کیا اور اپنے افعال ناپسندیدہ پر پشیمان ہو کر اس سے تائب ہوئے اسپر حضرت امیر المومنین نے انکے جرموں کو بخشدیا اور انکا مال و اسباب انکو لوٹا دیا جو بغاوت و عناد پر مصر رہے یا بر سر معرکہ قتل ہوئے انکے ساتھ یہہ سلوک ہرگز نہیں کیا گیا - اور بعض علمانے اصل ایراد سے اس طرح پر جواب دیا ہے کہ وہ لوگ محکوم بحکم مشرکین تھے اور اخذ غنائم و سبی ذریت انسے جائز تھا لیکن امیر المومنین نے ان پر منت رکھی اور احسان کیا جیسا کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اکثر مشرکین پر منت رکھی چنانچہ ان حضرت سے منقول ہے کہ میںنے اہل بصرہ پر منت رکھی جسطرح کہ حضرت رسولخدا نے اہل مکہ پر منت رکھی تھی **اور** بعض علمانے کہا کہ محارب امام یقیناً کافر ہے اور وہ تمام احکام کفر میں مشرکوں کے ساتھ شریک ہے انکی اموال داخل غنیمت اور زنان و اطفال قید و اسیری کے سزاوار ہیں **اور** حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی عہد و حکومت میں ان پر بھی احکام جاری فرمائیں گے - مگر امیر المومنین یہہ جانتے تھے کہ میرے بعد حکام جور اس قوم سے شیعوں پر مسلط ہونگے تو ان پر بظاہر مسلمانوں کے احکام جاری کئے تاکہ آئندہ انکے شیعوں کے ساتھ اسیطرح پیش آئیں اور یہہ ایک سنت حسنہ تھی جسکی بنیاد انحضرت نے ڈالی اور یہہ مضمون احادیث معتبرہ امامیہ سے بھی مستفاد ہوتا ہے **چنانچہ** شیخ ابو جعفر کلینی نے بسند خود ابو بکر حضرمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ امیر المومنین نے جو بروز جمل اہل بصرہ کے ساتھ عمل کیا وہ ان کے شیعوں کے لئے تمام ان چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے کس لئے کہ حضرت کو بالتحقیق معلوم تھا کہ اس قوم کے لئے زمانہ آئندہ میں سلطنت و حکومت ہونیوالی ہے اگر وہ انکی ذریت کو اسیر کرتے تو ضرور انکی آئندہ نسلیں انکے شیعوں کے ساتھ یہی سلوک کرتیں **راوی** کہتا ہے میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ حضرت قائم آل محمد ان کے ساتھ کسطرح پر سلوک کریں گے مانند امیر المومنین کے یا کسی اور طریق پر فرمایا وہ حضرت چونکہ انکے بعد کسی اور کی حکومت نہیں اصلی و واقعی حکم ان پر جاری کریں گے اور صریح حکم کفار کے ساتھ انکو محکوم فرمائیں گے - اور اثبات کفر اس فرقہ محاربان امام علیہ السلام کا بطریق شیعہ بہت ظاہر ہے علمائے امامیہ اس مسئلہ میں ہمیشہ سے متفق اور مجتمع چلے آئے ہیں کسی زمانہ میں انہوں نے اسمیں اختلاف نہیں کیا اور یہہ اجماع و اتفاق انکا عمدہ دلیل ہے اور نیز محاربہ امام مستلزم انکار امامت اور رفع اسکی کم سے کم ہے اور دفع امامت اور انکار اس سے قطعاً موجب کفر ہے جیسا کہ رفع و انکار نبوت موجب کفر ہے کس لئے کہ بنا بر اصول شیعہ جہالت ان دونوں امروں سے ایک ہی حکم کے ساتھ محکوم ہوتی ہے جس طرح پر کہ شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب تلخیص الشافی میں افادہ فرمایا ہے اور امام محمد باقر سے منقول ہے کہ خدا یتعالی نے علی کو اپنے اور خلائق کے درمیان ایک علامت و نشان مقرر کیا ہے جس نے انکو پہچانا وہ مومن ہوا اور جو انکا منکر ہوا وہ کافر اور جو انسے جاہل رہا وہ گمراہ ہو جس نے انکے ساتھ انکی رتبہ میں کسی اور کو شریک کیا وہ مشرک ہے جس نے انسے محبت کی وہ داخل جنت ہوگا - اور نیز انحضرت سے منقول ہے کہ علی ایک دروازہ ہیں کہ حقتعالی نے اسکو خلائق کے لئے کھول رکھا ہے جو اسمیں داخل ہوا مومن ہے جو اس سے خارج ہوا وہ کافر ہے جو شخص نہ اسمیں داخل ہوا نہ اس سے خارج ہوا

وہ اُس طبقہ میں ہے کہ امر اُنکا مشیت الٰہی پر موقوف و منحصر ہے چاہے نجات دے چاہے عذاب کرے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ حقتعالیٰ نے
ہماری طاعت کو لوگوں پر فرض کیا ہے بغیر ہمارے معرفت کے چارہ نہیں اور وہ ہماری جہالت پر معذور نہونگے جس نے ہمکو پہچانا مومن ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے جو شخص نہ
منکر ہوا اور نہ عارف وہ گمراہ ہے اور وہ اُسوقت تک گمراہ رہیگا جبتک کہ ہدایت کیطرف رجوع کرے جو حقتعالیٰ نے ہماری معرفت طاعت کے بارہ میں اُسپر فرض کی ہے **پس**
اگر وہ اُسی اپنی ضلالت پر مرجائے تو جس طرح پر کہ حق سبحانہ تعالیٰ چاہے اُسکے ساتھ عمل کرے۔ اور منقول ہے کہ اصحاب امام ابوجعفر محمد باقرؑ باہم بحث کرتے تھے بعض کہتے تھے
کہ حضرت رسولخدا کے ساتھ جنگ کرنا زیادہ بد ہے اور مباشر اُسکا معصیت میں بڑھکر ہے بعض کہتے تھے کہ امیر المومنینؑ سے لڑنا بدتر ہے اور اسکا مرتکب عاصی تر ہے حضرت نے
یہہ سنکر فرمایا کہ حرب ساتھ امیر المومنینؑ کے بدتر ہے حرب سے ساتھ رسولخدا کے کس لئے کہ محاربان رسولخدا مسلمان نہ تھے اُنہوں نے قرآن نہیں پڑھا تھا امیر المومنینؑ سے لڑنیوالے
سب کچھ جانتے تھے اور دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے تھے ابو الطفیل عامر بن واثلہ کہتا ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ سے بصرہ میں سُنا کہ حضرت رسولخدا نے اصحاب
جمل و صفین و نہروان پر لعنت کی اور عائشہ اسکو جانتی تھی بعد انقضائے ایام جنگ میں ایک بار مدینہ میں عائشہ کے پاس گیا اور اس سے اس حدیث کی نسبت استفسار کیا اُسنے
کہا میں نے بھی پیغمبر خدا سے یہی سُنا ہے کہ جو علیؑ نے سُنا ہے مگر میں اہل جمل سے نہیں یہہ کہکر بہت شرمندہ ہوئی **احتجاج** طبرسی میں منقول ہے کہ اہل بصرہ سے ایک شخص
حضرت امام زین العابدینؑ کے پاس آیا اور کہا یا علی بن الحسین آپکے دادا علی بن ابیطالبؑ نے بہت سے مومنوں کو قتل کیا امام یہہ سنکر آبدیدہ ہوئے بحدیکہ کف مبارک اشکوں سے
پُر ہوگئی پس اُس پانی کو زمین پر پھینکدیا اور فرمایا اے برادر بصری علیؑ نے کسی مومن کو قتل نہیں کیا یہہ قوم جو آنحضرت کے ہاتھ سے قتل ہوئی مسلمان نہ تھے بلکہ بزور مسلمان
کئے گئے تھے اسلام کا اظہار کرتے تھے اور کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے جب معین و مددگار ملے تو اُسکا اظہار کیا صاحبۃ الجمل یعنی عائشہ اور مستحفظین کو آل محمدؐ سے خوب معلوم ہے کہ
اصحاب جمل و صفین و نہروان نبی اُمّی کی زبان سے ملعون ہوچکے ہیں وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی مفتری کے لئے خسران و زیان ہے اہل کوفہ سے اُسوقت ایک پیر مرد نے کہا
یا ابن رسول اللہ آپکے جد بزرگوار فرماتے تھے وہ ہمارے اخوان و برادران میں سے ہیں جو بقدم بغاوت پیش آئے پس اگر کافر تھے تو امیر المومنینؑ نے انکو اپنا بھائی کسلئے
کہا۔ امام عالیمقام نے فرمایا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا پس وہ بھی امیر المومنینؑ کے ایسے ہی بھائی تھے جیسے قوم عاد ہود نبی کے بھائی
تھے حقتعالیٰ نے انکو باد صرصر کے ساتھ ہلاک کیا اور حضرت ہودؑ کو مع اُنکے رفقا کے اُس سے نجات بخشی **تذنیب** اشاعرہ اہل سُنت سے اکثر نے اصحاب جمل پر باغی کا
اطلاق کیا ہے بلا اسکے کہ اس کلمہ سے اُنکی مذمت کا قصد کریں اور کہتے ہیں کہ طرفین اس جنگ جدال میں مجتہد تھے امیر المومنینؑ نے اجتہاد کیا اور وہ اُسمیں مصیب تھے
اصحاب جمل نے خطا کی اور مجتہد ہر چند خطا کرے تب بھی مستحق ایک حسنہ کا ہوتا ہے شافعی انکے امام کا قول ہے کہ باغی کوئی مذمت کا لفظ نہیں اُسکا اطلاق اُس شخص پر
ہوتا ہے جس نے امر خلافت میں اجتہاد کیا اور اُسمیں خطا کی اور یہہ ایسا ہے جیسا کوئی فقیہ دیگر فقہائے کے ساتھ کسی مسئلہ میں اختلاف کرے اور بعض مصنفین اشاعرہ
اور فرقہ معتزلہ نے اس درجہ سے ترقی کی ہے اور ناکث بیعت اور تارک طاعت کو عاصی و فاسق جانتے ہیں چنانچہ اسلئے کل اصحاب جمل اُنکے نزدیک ہالک ہیں۔ اِلّا
عائشہ و طلحہ و زبیر کہ اُنکا تائب ہونا بزعم خود ثابت جانتے ہیں اور بیان بطلان توبۂ مزعومہ اس گروہ کا اور اثبات کا کہ یہہ اجتہاد بمقابلہ نص ہے عنقریب آتا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ

بعضے از اسباب بغض و عناد عائشہ نسبت باہل بیت امجاد باضافہ بعض دیگر حالات و ابطال توبہ مزعومہ اہل اعتزال

عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی سُنی کتاب شرح نہج البلاغہ کے مقام شرح قول امیر المومنینؑ (وَاَمَّا فُلَانَةُ
فَاَدْرَكَهَا ضَعْفُ رَأْيِ النِّسَاءِ وَضِغْنٌ غَلَا فِي صَدْرِهَا كَمِرْجَلِ الْقَيْنِ الخ) لیکن عائشہ پس اسکو عورات کی ناقص العقلی نے ادراک کیا اور

کینہ دیرینہ اُسکے سینہ میں مثل دیگ آہنگر کے جوش زن ہوا) میں لکھتا ہی کہ یہہ ضغن و کینہ جو بموجب ارشاد امیر المومنین عائشہ کے سینے میں جوش زن تھا محتاج شرح و بیان ہی میں جس زمانے میں شیخ ابو یوسف یعقوب بن اسمعیل لمعانی کے پاس تحصیل علم کلام میں مشغول تھا جب یہہ قول امیر المومنین کا شیخ کے سامنے قرأت کیا تو میں نے اس عداوت کی بابت اُس سے استفسار کیا شیخ نے ایک کلام طویل الذیل میں اُسکا جواب دیا جسے بلفظہ اس مقام پر نقل کرتا ہوں اگر کسی مقام پر بعینہ عبارت اُسکی یاد نہیں رہی تو چونکہ حاصل مضمون بخوبی حفظ ہی اُس قدر عبارت اپنی طرف سے زیادہ کر دونگا وہی ہذا **پہلی** عداوت جو فاطمہ زہرا و عائشہ کے درمیان پیدا ہوئی اُسکی ابتدا یہہ تھی کہ پیغمبر خدا نے بعد وفات خدیجۃ الکبریٰ عائشہ کے ساتھ عقد کر کے اُسکو اہل خانہ بنایا فاطمہ خدیجہ کی بیٹی تھیں جس لڑکی کی ماں فوت ہو جاوے اور باپ کسی اور عورت سے عقد کر لے تو جو رنج و عداوت اُس عورت اور اس دختر کے درمیان واقع ہونگے ظاہر ہیں اور یہہ ایک لابدی امر ہے کس لئے کہ اس عورت سے تو لڑکی کے ساتھ اُسکے باپ کا محبت کرنا نہ دیکھا جائیگا اور لڑکی ایک غیر عورت کو اپنی ماں کی جگہہ گھر کی مالک و مختار دیکھ کر اُس سے کم تر مغموم نہو گی جتنا کہ اُسکی ماں اپنی سوکن کو دیکھ کر مغموم ہوتی **پس** جو عداوت ان دو سوکنوں کے درمیان اُسکی زندگی میں ہوتی وہی اُسکی لڑکی کو میراث ملی گی۔ پھر اتفاق یہہ ہوا کہ حضرت رسولخدا کا عائشہ کیطرف میلان قلب تھا اور اُسکو دوست رکھتے تھے فاطمہ زہرا کے لئے یہہ امر اور بھی رنج و ملال کا باعث ہوا ادھر چونکہ وہ جناب فاطمہؑ کو بھی از حد عزیز رکھتے تھے اور بغایت اُس معظمہ کا اکرام کرتے تھے۔ آپ کی محبت جسقدر عرف و عادت میں باپ کو اپنی بیٹی سے ہوتی ہی اُس سے بہت زیادہ تھی بارہا مجمع خاص و عام میں مختلف موقعوں پر فرماتے تھے اِنَّهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَاِنَّهَا عَدِيلَةُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاِنَّهَا اِذَا مَرَّتْ فِي الْمَوْقِفِ نَادَى مُنَادٍ مِنْ جِهَةِ الْعَرْشِ يَا اَهْلَ الْمَوْقِفِ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ لِتَعْبُرَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ یعنی فاطمہ سردار زنان عالم ہی اور مرتبہ میں مریم بنت عمران کی مشابہ ہی جب بروز قیامت ہنگامہ محشر میں آئیگی تو جانب عرش سے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد یہاں سے عبور کرتی ہے **شیخ** کہتا ہے یہہ احادیث صحیحہ ہیں جو اُس جناب سے منقول ہوئی ہیں ضعف و عدم وثوق کو انمیں دخل نہیں پھر علی کے ساتھ جو انکا نکاح ہوا تو اسی دھوم دھام سے ہوا اول اللہ جل شانہ نے بشہادت ملائکہ آسمان پر واقع کیا پھر حضرت رسالت پناہ نے زمین پر اُسکا اعادہ فرمایا اور بارہا زبان حقائق ترجمان پر جاری ہوتا تھا يُؤْذِينِي مَا يُؤْذِيهَا وَيُغْضِبُنِي مَا يُغْضِبُهَا وَاِنَّهَا بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا رَابَهَا یعنی جس بات سے اُسے ایذا ہوتی ہی مجھکو ایذا ہوتی ہی اور جو امر اُسے غضبناک کرتا ہی مجھکو غضبناک کرتا ہی تحقیق کہ فاطمہ میری پارۂ تن ہی جس سے وہ ناخوش ہوتی ہے اُس سے میں ناخوش ہوتا ہوں یہہ اور مثل اُسکی اور باتیں زوجہ کے لئے عداوت کی زیادتی کا سبب ہوتی تھیں جس قدر فاطمہؑ کی تعظیم زیادہ ہوتی عائشہ کا کینہ ترقی پکڑتا تھا نفوس بشریہ اس سے کمتر کی برداشت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ یہہ باتیں پھر جو کیفیت عائشہ کیطرف سے فاطمہؑ کی تھی رفتہ رفتہ وہی انکے شوہر علی بن ابیطالب کی ہوگئی کس لئے کہ مردوں کے دلوں میں جو کینے پیدا ہوتے ہیں بیشتر اوقات انکا سبب یہی عورات ہوتی ہیں خاصکر جبکہ تازہ شادی ہوئی ہو فاطمہ عائشہ کی بہت شکایت کرتیں اور زنان مدینہ خصوصاً عورات ہمسایہ انکو اور بھی افروختہ کرتیں عائشہ کی باتیں انکے سامنے نقل کرتیں اور ادھر کی خبریں اُدھر جا لگاتیں جس طرح فاطمہ اپنے شوہر سے شکایت کرتی اُسی طرح عائشہ اپنے باپ ابوبکر کے آگے اپنا رونا روتی کیونکہ اُسکو خوب معلوم تھا کہ حضرت رسولخدا اپنی بیٹی کی شکایت ہرگز نہ سنیں گے پس ابوبکر کے دلمیں بھی ان باتوں سے ایک اثر پیدا ہوا پھر جوں جوں حضرت رسولخدا علی بن ابیطالب کی صفت و ثنا کرتے اور انکا قرب و اختصاص زیادہ ہوتا ابوبکر اور طلحہ کا رشک و حسد بڑہتا۔ ابوبکر عائشہ کا باپ تھا اور طلحہ اُسکا چچا یہہ انکے پاس بیٹھتی انکی باتیں سنتی اپنی سناتی آپ اُنسے عداوت کا اکتساب کرتی اُنکو سبق دیتی شیخ کہتا ہے میں علی کو بھی ایسی باتوں سے بری نہیں جانتا انہیں بھی ابوبکر کیطرف حضرت رسولخدا کا گوشہ خاطر

ناگوار تھا اور اُنکی فضیلتوں پر راضی ہوتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ بجز میرے آنحضرت کے سامنے ابوبکر کیا کیسکو قرب و منزلت حاصل ہو۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کیسکو ایک شخص کیطرف سے میل و انحراف ہوتا ہے تو اُسکی اہل و عیال کیطرف سے بھی ہوتا ہے پس ان دو فریق کے دلوں میں عداوت و عناد مستحکم ہوگیا۔ پھر عائشہ کو قذف و تہمت کا قضیہ پیش آیا علی ہرچند تہمت کرنیوالوں میں سے نہ تھے مگر اُنہوں نے حضرت رسول کو عائشہ کے طلاق دینے کا مشورہ دیا تاکہ دشمنوں اور منافقوں کی زبان سے ناموس حضرت کا محفوظ رہے چنانچہ جب آنحضرت نے علی سے اس امر میں مشورہ کیا تو اُنہوں نے کہا کہ عائشہ بمنزلہ شسع نعل یعنی جوتی کے تسمہ کے ہے آپ اُنکی خادمہ سے دریافت کریں اور اُسے تخویف و تہدید فرمائیں اگر انکار پر مصر ہو تو اُسکو زد و کوب کریں یہہ تمام خبریں جو عائشہ کو پہنچیں بلکہ اُسکے اضعاف و مضاعف اُس سے بیان کئے ابنائے زماں کا وطیرہ ہے کہ ایسے موقع پر اپنی طرف سے زیادتی کیا کرتے ہیں سخن چین عورتوں نے بہت سی باتیں علیؑ و فاطمہ کیطرف سے عائشہ کے کان میں پھونکیں اور کہا کہ وہ تیرے اس حادثہ پر شماتت کرتے ہیں پس عداوتیں سخت ہوگئیں پس از چندی حضرت رسولخدا نے عائشہ کیطرف رجوع کرکے اُس سے صلح کرلی اور آیات قرآنی متضمن بر برات اُسکے نازل ہوئیں پھر تو اُسکا یہہ حال تھا جو کسی مقہور و مغلوب کا جبکہ ناصر و مددگار ملجائے یا تہمت زدہ کا جسکی برات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اُسکی زبان کھل گئی اور جو موہنہ میں آیا کہا۔ یہہ خبریں بھی دوسری طرف پہنچیں اور حالت سخت ہوگئی اور قواعد بغض فیما بین مستحکم اور کینے دل میں راسخ ہوگئے علاوہ بریں زمانۂ حیات جناب سرور کائنات میں چند احوال و اقوال اس قسم کے پیش آئے جنسے باہمی عناد کی آگ اور بھی مشتعل ہوگئی مثل اسکے کہ عائشہ ایک روز حضرت کے پاس بیٹھی تھی آپنے علی بن ابیطالب کو بلوایا حاضر ہوئے تو نزدیک بیٹھنے کا اشارہ کیا آپ عائشہ اور رسول اللہ کے درمیان میں بیٹھ گئے عائشہ کو یہہ ناگوار ہوا اور کہا یا ابن ابوطالب تجھکو اور جگہہ نہ ملتی تھی کہ میرے اور پیغمبر کے درمیان حائل ہوگیا۔ اور مثل اسکے کہ ایک روز آنحضرت علیؑ کے ساتھ اسرار پنہانی بیان کرتے تھے اور مناجات کو طول ہوا۔ وہ روز عائشہ کی باری کا تھا جب دیر زیادہ ہوئی تو اُس سے ضبط نہو سکا پہلے تو پیچھے کھڑی سُنتی رہی پھر سامنے آکر بکمال بیباکی کہا کہ تم کیا باتیں کرتے ہو جو تمام نہیں ہوتیں کہتے ہیں کہ اُس روز حضرت رسولخدا بہت غضبناک ہوئے اور مثل حدیث حفصہ کے جو ایک ظرف تھا پُر از شوربا اور روٹی کے ٹکڑے اسمیں بھیگے ہوئے تھے عائشہ نے پہلے تو خادم کو اشارہ کیا پھر اُس ظرف کو خود اُٹھکر اُلٹ دیا انکے سوا اور بہت سی باتیں جو عورات اور انکے رشتہ داران شوہری کے درمیان ہوتی ہیں پھر اتفاق سے فاطمہ زہرا کے لڑکے لڑکیاں اولاد کثرت سے ہوئی عائشہ اولاد سے بالمرہ محروم رہی۔ اور طرہ اس پر یہہ کہ حضرت رسولخدا اولاد فاطمہ کو اپنی صُلبی اولاد کی برابر جانتے تھے اُنکو ولدی و ابنی کی ساتھ پکارتے تھے کبھی کہتے میرے بیٹے کو میرے پاس بلاؤ کبھی فرماتے تھے میرے بیٹے کی بات کو قطع نہ کرو میرا بیٹا کیا کرتا ہے۔ پس کیا گمان ہے تیرا اُس عورت کی نسبت جو خود اولاد سے بے نصیب ہو اور شوہر کو دیکھے کہ بیٹی کی اولاد کو جو زوجہ اولیٰ سے ہے مثل اپنی اولاد کے تصور کرے پدر مہربان کیطرح اُن پر شفیق و حنان ہو۔ آیا اُس عورت کو اُس اولاد اور اُنکے والدین کے ساتھ محبت ہوگی یا عداوت اور وہ اُنکی دوام و بقا کے خواہاں ہوگی یا ہلاکت و تباہی چاہیگی۔ پھر رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے عائشہ کے باپ ابوبکر کا دروازہ مسجد کیطرف سے بند کردیا اور علیؑ اپنے داماد کا بدستور جاری رکھا ابوبکر کو مکہ کیطرف سورۂ برات لیجانے پر مقرر فرمایا بعد چندی معزول کرکے علیؑ کو اُس کام پر مقرر کیا۔ عائشہ کے دلمیں یہہ باتیں اثر بد پیدا کرتی تھیں۔ پھر آنحضرت کے بطن ماریہ قبطیہ سے ابراہیم لڑکا پیدا ہوا۔ علیؑ نے بڑی شد و مد سے اُسپر اظہار شادمانی کیا ماریہ کے مقدمہ میں وہ نہایت تعصب رکھتی تھے اور حضرت رسولخدا کے سامنے بمقابلہ دیگر ازواج اُسکی حمایت کرتے۔ ماریہ کو جو اُسی قسم کا قضیہ پیش آیا جیسا کہ عائشہ کو پیش آیا تھا تو علیؑ نے اُسکو بری کرایا حقتعالیٰ نے اُسکی برات کو اُنکی ہاتھ پر ظاہر فرمایا اور یہہ برات ایسی صاف اور بے لاگ تھی کہ آنکھوں سے دکھائی دی اور اہل نفاق کو اسمیں گفتگو کرنے کی مجال نہ رہی۔ پھر ابراہیم بن رسولخدا کا انتقال ہوا تو

ہر چند عائشہ بظاہر غمگین ہوئی مگر واقع میں وہ اس امر سے مسرور تھی۔ بلکہ اس مصیبت پر شماتت کرتی تھی۔ علیؑ و فاطمہؑ کو اُنکے مرنے سے سخت صدمہ پہنچا وہ چاہتے تھے کہ ماریہ کو
اولاد کی وجہہ سے عائشہ پر فضیلت ہو مگر اُنکو اور ماریہ کو یہہ بات میسر نہوئی۔ دلوں کی تمنا جوں کی توں دلوں میں ہی رہ گئی یہانتک کہ حضرت رسولخدا مرض الموت میں
بیمار ہوئے علیؑ و فاطمہؑ اُسوقت یہہ چاہتے تھے کہ حضرت کو اپنے مکان میں رکھکر بیمار داری کریں اسیطرح اور ازواج بھی اپنے لئے اس امر کی خواہشمند تھیں مگر اُس جناب نے بمقتضائے
اُس محبت قلبی کے جس میں عائشہ اور ازواج سے ممتاز تھے اُسکی گھر کیطرف رُخ کیا۔ اور چونکہ جانتے تھے کہ بیمار کو سوتے جاگتے ڈھکے کھلے رہنے پیشاب پاخانے وغیرہ سے
اس قسم کی ضرورتیں پیش آتی ہیں جس میں داماد و دختر سے پردہ کرنا پڑتا ہے تو وہ خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے اور ایسی حالت میں اُنکا مزاحم ہونا طرفین کے لئے حیا کا باعث
خیال کرتے تھے اسلئے آنحضرت نے عائشہ ہی کے مکان کو اپنی بیمار داری کے لئے انسب سمجھا۔ یہہ تخصیص اولاد و باقی ازواج کو ناگوار گزری اور مرض کو بھی اس مرتبہ میں
طول ہوا ابتدائے ہجرت سے جو آپ کبھی بیمار ہوتے تو دردسر وغیرہ ہوتا ایک دو روز رہ کر رفع ہو جاتا ایسی بیماری کبھی نہوئی تھی علیؑ اس میں ذرا شک نرکھتے تھے
کہ امامت و خلافت اُس جناب کے بعد میرا حق ہے اور کوئی مجھسے اس بارہ میں نزاع نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسیوجہ سے جب بعد وفات جناب نبوی اُنکے چچا عباس بن عبدالمطلب
نے اُن سے کہا یا علیؑ ہاتھ دراز کر کہ تجھسے بیعت کروں جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ عمّ رسولخدا نے ابن عمّ آنحضرت کے ساتھ بیعت کرلی۔ تو کسیکو مجال مخالفت
نہ ہوگی تو علیؑ نے تعجب سے کہا یا عمّ اس امر کی بجز میرے کسی اور کو بھی طمع ہے عباس نے کہا تجھکو عنقریب معلوم ہو جائیگا علیؑ نے کہا تو میں نہیں چاہتا کہ یہہ امر بند دروازے
کے اندر واقع ہو میں دوست رکھتا ہوں کہ بجائے اسکے بیعت سرِ میدان مجمع عام میں عمل میں آئے عباس خاموش ہو گئے۔ جب رسولخدا کا مرض شدید ہوا تو اُنہوں نے
اُسامہ بن زید کو ایک لشکر گراں دیکر جنگ روم کے لئے روانہ کیا اور بزرگان مہاجر و انصار کو اُسمیں شامل کیا ابوبکر بھی منجملہ اُنکے داخل لشکر تھا پس علیؑ کو اُسوقت
پورا بھروسہ اور پکا اعتماد ہوگیا کہ اگر رسولخدا کو اس مرض میں حالت دگرگوں پیش آئے تو خلیفہ بلا کلام میں ہونگا مدینہ میں کوئی مخالف و منازع باقی نہیں پس امر خلافت
خاطر خواہ تمام ہو جائیگا بعد ازاں اگر کوئی چاہے گا بھی تو خلل اندازی نکر سکے گا۔ عائشہ نے اُسوقت یہہ ہشیاری کی کہ ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ رسولخدا اس مرض
سے جانبر نہونگے اور اسکو واپس بلوا لیا پھر ابوبکر کی پیش نمازی کی حکایت مشہور و معروف ہے۔ علیؑ اُسکو صرف عائشہ کیطرف منسوب کرتے تھے۔ کہ اُسنے بلال موذن
اپنے باپ کے چیلے سے کہلا دیا کہ ابوبکر نماز پڑھائے رسولخدا نے بقول علیؑ کیسکو اس کام کے لئے تعین نہیں کیا تھا صرف اتنا فرمایا تھا کہ کوئی نماز پڑھاوے وہ نماز صبح کی تھی۔ رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ باوجود کمال ضعف کے علیؑ و عباس کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی پھر اندر داخل ہوئے اور اُسی روز بوقتِ چاشت
وفات پائی۔ ابوبکر نے اسی امامتِ نماز کو اپنے لئے دلیل خلافت گردانا اور کہا تم میں سے کون راضی ہے کہ اُن قدموں پر سبقت کرے جسکو رسولخدا نے مقدم کیا ہے اور
پیغمبر خدا کے اس برآمد ہونے کو اُن لوگوں نے اثبات پر محمول نہیں کیا کہ وہ ابوبکر کو اُسکی جگہہ سے ہٹانے کو تشریف لائے تھے۔ بلکہ اس امر کو حتی المقدور حضرت کی پابندی نماز پر
محمول کرتے ہیں الغرض یہہ ایک نکتہ تھا جس نے ابوبکر کو خلافت دلوادی اور علیؑ کے نزدیک وہ صرف عائشہ کی کارپردازی تھی۔ وہ بارہا خلوت میں اپنے اصحاب کے سامنے
یہہ بات زبان پر لاتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے اس امر سے ناراض ہو کر عائشہ و حفصہ کو کہا تھا اِنَّكُنَّ صُوَيْحِبَاتُ يُوسُف کہ تم وہ عورات ہو جنہوں نے یوسف کو گمراہ کرنا
چاہا تھا۔ یہہ دونوں اپنے اپنے باپ کیواسطے کوشش کرتی تھیں اور پیغمبر خدا اسکے تدارک کے لئے برآمد ہوئے تھے اور اُنہوں نے ابوبکر کو محراب نماز سے ہٹا دیا۔ مگر بوجہہ قوت اسباب
کے جو ابوبکر کے لئے ممہد ہو چکے تھے اور بزرگان مہاجر و انصار کے دلوں میں اُسکی جگہہ ہو گئی تھی۔ علیؑ کی ان باتوں نے کچھ اثر نہ بخشا اور جب تقدیر آسمانی اس تدبیر کے ساتھ
متفق ہو گئی اور دلی خواہشیں اسکی خلافت پر مجتمع ہو گئیں تو بڑی سی بڑی بات علیؑ کے نزدیک یہہ بات تھی اور یہہ ایک مصیبت عظیم تھی جسکو وہ بجز عائشہ کے کسی

اور کیطرف نسبت نکرتے بس اوقات خاص میں انکو دعائے بد سے یاد کرتے اور حقتعالی سے اس ظلم کی شکایت کرتے پھر ابوبکر کی بیعت سے انکا تخلف کرنا اور بعد چندے اسکا قبول کرنا
بھی معروف ہے۔ رسولخدا کی وفات سے لیکر فاطمہ زہرا کے انتقال تک ان دونوں کو عائشہ سے انواع واقسام کی ایذائیں پہنچی تھیں جنکو بصبر وشکیبائی برداشت کرتے عائشہ کی
حالت انکے باپ کی حکومت کی وجہہ سے بدل گئی تھی۔ انکی شان جلیل اور قدر عالی ہوگئی تھی۔ علیؑ وفاطمہ بے ناصر ومددگار مغلوب ومقہور تھے فدک انسے چھین لی گئی تھی جس کی
واسطے فاطمہ چند بار جھگڑنے کو نکلیں مگر فائدہ نہوا اور ان تمام حالات کے درمیان آنی جانی والی عورتیں انکی طرف سے انکو وہ باتیں سناتی تھیں جو زیادہ تر باعث ملال ہوں
اسیطرح عائشہ کے انکی جانب سے کان بھرتے تھے مگر دونو حالتوں میں زمین وآسمان کا فرق وانتہا کے درجہ کا تفاوت تھا۔ یہہ غالب تھے وہ مغلوب یہہ حاکم بن رہے تھے وہ محکوم اپنی
کامیابی پر خوشی کا اظہار حالت طرف ثانی پر شماتت کرنا۔ دنیا میں کسی شے کی تلخی شماتت اعدا کی تلخی کے برابر ناگوار نہیں **ابن ابی الحدید** کہتا ہے کہ مینے شیخ یوسف لمعانی
سے کہا کہ تو قائل ہے کہ عائشہ نے ابوبکر کو نماز کے لئے معین کیا۔ رسول اللہ نے نہیں کیا شیخ نے کہا میرا یہہ قول نہیں مگر علیؑ اسکے قائل تھے۔ میری تکلیف اور ہے انکی اور
وہ اس موقع پر حاضر تھے میں وہاں موجود نہ تھا۔ مجھ پر وہ احادیث حجت ہیں جو حضرت رسولخدا کے ابوبکر کو مقرر کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ علیؑ پر انکا وہ علم یا مظنہ جو معاملہ کو
بچشم خود دیکھکر حاصل ہوا تھا حجت تھا۔ کس لئے کہ وہ وہاں موجود تھے۔ بعد ازاں لمعانی کہتا ہے کہ جب فاطمہ زہرا نے رحلت کی تو تمام ازواج رسولخدا بنی ہاشم کے پاس
پرسے کو آئیں الا عائشہ کہ اسنے مرض کا اظہار کیا اور علیؑ کے سامنے انکا ایک کلام نقل ہوا جو اسکے سرور وبشاشت پر دلالت کرتا تھا۔ پھر علیؑ نے جو ابوبکر کے ساتھ
بیعت کی تو عائشہ بہت مسرور وشاد ہوئی۔ کہ امر بیعت تمام ہوا اور خلافت ابوبکر کو استقرار واستحکام ہوا اور دشمن کی نزاع دفع ہوگئی۔ کہنے والوں نے اسکو بھی علیؑ کے پاس نقل
کیا پس اسکے باپ ابوبکر و نیز عمر وعثمان کے زمانے میں برابر یہی کیفیت رہی دلوں میں عداوت جوش زن تھی اور سینوں میں کینے پتھر کو پگھلاتے تھے۔ علیؑ پر جسقدر زمانہ دراز
ہوا جاتا تھا اسیقدر انکا غم والم طول پکڑتا جاتا تھا کبھی کبھی وہ ان اسرار پوشیدہ کا اظہار بھی کر دیتے تھے تا اینکہ عثمان مقتول ہوا عائشہ سب سے زیادہ اسکے قتل پر لوگوں کو
تحریص کرتی تھی۔ جب اسکو خبر قتل پہنچی تو خوش ہوئی اور کہا خدا نے اسکو دفع کیا چونکہ جانتی تھی کہ عثمان کے بعد طلحہ خلیفہ ہوگا امید رکھتی تھی کہ خلافت مثل سابق پھر بنی تیم میں
آجائیگی۔ جب معلوم ہوا کہ لوگوں نے علیؑ کے ساتھ بیعت کی تو چلائی وَاعُثْمَانَاہ افسوس عثمان بظلم قتل ہوا۔ پس کینہ دیرینہ اسکے سینہ میں تازہ ہوا اور جنگ جمل برپا ہوگیا
ابن ابی الحدید بعد نقل اس عبارت کے کہتا ہے کہ یہہ ہے خلاصہ کلام شیخ ابو یوسف یعقوب کا۔ اور وہ شیعی نہ تھا۔ بلکہ معتزلی شدید تھا الا اینکہ تفضیل پر بغدادی
شمار ہوتا تھا **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ بعض اعلام نے افادہ کیا ہے کہ یہہ استثنا ابن ابی الحدید کی بیوجہہ ہے یہہ شیخ جیسا کہ اسکے کلام سے ظاہر ہے تفضیلی بھی نہ تھا بلکہ
کمال دریدہ دہن وبیباک تھا اہلبیت عصمت وطہارت کی نسبت جو بشہادت خدا ورسول جمیع گناہان کبیرہ وصغیرہ سے عمداً وسہواً مبرا وپاکیزہ ہیں اور آیہ تطہیر انکی
شان میں نازل ہوئی ہے وباتفاق فریقین احد الثقلین وثانی قرآن مجید ومثال سفینہ نوح نبی کے ہیں جو اسمیں سوار ہوا اسنے نجات پائی جس نے تخلف کیا ہلاک ہوا طبع
العذر گسستہ مہار جو رطب ویابس اسکی ذہن ناقص میں آتا ہے کہتا چلا جاتا ہے فلذہ کبد رسولخدا حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو بالاجماع بتول عذرا ومریم کبری سیدۃ النساء
اہل الجنہ وسیدۃ نساء العالمین ہیں اور بتصریح بخاری ومسلم ودیگر علمائے سنیہ اور بتصریح خود اسی شیخ طلیق اللسان کے انکی ایذا واغضاب عین ایذا واغضاب جناب رسالتمآب
ہے اور انکا نکاح بالائے آسمان بشہادت ملائکہ سماوات واقع ہوا ہے وہ زنان عامہ ناقص العقل بلکہ انسے بھی کمتر ظاہر کرتا ہے اور معاذ اللہ اس معصومہ کو بغض وحسد وکینہ
واغوا وغیرہ اوصاف ذمیمہ کے ساتھ متصف بتلاتا ہے اور امیر المومنین نفس رسول رب العالمین جو باتفاق فریقین داخل آیہ تطہیر وباجماع شیعہ معصوم ومطہر تھے اور
سنیوں کے نزدیک بھی معصوم نہیں تو لائق عادل ومحفوظ تو ضرور ہی تھے۔ انکے نزدیک بغض وحسد افترا البغاوت وحب نساء واموال وشہوت جاہ وجلال کے ساتھ

اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ موصوف تھے چنانچہ بکمال جہالت و جسارت اُس جناب کی نسبت افادہ کرتا ہے وَلَسْتُ اَبْرَءُ عَلِیًّا مِنْ مِثْلِ ذٰلِکَ فَاِنَّہٗ کَانَ یَنْفِسُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ سُکُوْنَ النَّبِیِّ اِلَیْہِ وَثَنَاءَہٗ عَلَیْہِ فَیُحِبُّ اَنْ یَّنْفَرِدَ ھُوَ بِھٰذِہِ الْمَزَایَا وَالْخَصَائِصِ دُوْنَہٗ وَدُوْنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی علی کو بھی ایسی باتوں سے بری نہیں سمجھتا انکو بھی پیغمبر خدا کا ابوبکر کیجانب میلان خاطر اور اُسکی مدح و ثنا کرنا ناگوار تھا اور چاہتے تھے کہ ان فضائل اور خصوصیات کے ساتھ وہی مخصوص ہیں دوسرا اسمیں شریک ہنو اسی ابن ابی الحدید نے اسی کتاب یعنی شرح نہج البلاغۃ میں مسند احمد بن حنبل سے اور اُس نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علی سامنے خدائے عزوجل کے ایک نور تھے بارہ ہزار برس پیشتر اسکے کہ حضرت آدم پیدا ہوں - جب حق سبحانہ تعالی نے آدم کو پیدا کیا تو اُس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک جزو اسکا میں ہوں دوسرا علی - اور صاحب فردوس الاخبار نے نقل کیا ہے کہ پھر ہم پشت آدم سے نقل ہوتے رہے یہانتک کہ پشت عبدالمطلب میں پہنچے پس میرے لئے نبوت ہوئی اور علی کے واسطے وصایت انتہی - پس اگر اس نور سے جو ان احادیث میں مذکور ہے یہی علی مزعومی شیخ لمعانی کے پیدا ہوئے جنکو کسی سلمان کی بزرگی اور پیغمبر خدا سے اُسکا تقرب ناگوار تھا تو کونسا شرف اس نور کے لئے باقی رہا اور بارہ ہزار برس خدائے عزوجل کے سامنے عبادت کرتے رہنے نے اسکو کیا فائدہ بخشا **بالجملہ** جناب علی مرتضی و فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما کے معصوم و مطہر ہونے پر کتاب خدا و احادیث صحیحہ رسولخدا متفق علیہ بین الفریقین شاہدین عدلین موجود ہیں تو اس معتزلی کی ہرزہ سرائی اس مقام پر کب مسموع و مقبول ہوسکتی ہے ہاں عائشہ کی نسبت چونکہ خود اہلسنت ہی کے نزدیک وہ گناہ و عصیان سے بالکل منزہ و پاک نہیں اُسکا یہہ تمام کلام بغض و عناد کا جو اہلبیت امجاد کے ساتھ اُسکو تھا ایک عمدہ روزنامچہ ہے چنانچہ اسیوجہ سے باوجود طولانی ہونیکے اس مقام پر بالتمام ترجمہ کیا گیا ہے کہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ خود اہلسنت اُنکی عداوت کی کہانتک تصریح کر گئے ہیں یہہ تمام تقریر اُسکی اول سے آخر تک باواز بلند پکار رہی ہے کہ اُسکو اہلبیت رسولخدا سے کمال عداوت تھی خود بھی ناصبیت کے دریا میں غرق تھی اور اُس نے اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے عم طلحہ کو اسمیں ڈبویا - اولاد علی و فاطمہ کو جو پیغمبر کے نزدیک اپنی صلبی اولاد سے کمتر نہ تھے وہ دیکھ نہ سکتی تھی اور ہمیشہ اُنکی ہلاکت اور انعدام کی خواستگار رہتی تھی - ان سب بزرگواروں کو جو صدمہ ابراہیم فرزند رسولخدا کے انتقال سے ہوا وہ اُسکی سرور کا باعث تھا اُسنے اس مصیبت میں اُنکی شماتت کی دختر رسولخدا جناب سیدہ کی رحلت سے وہ خوش اور مسرور ہوئی - علی کے اعتقاد میں ابوبکر کی خلافت کی بانی مبانی صرف وہ تھی وہ نکتہ جسمیں اُسکے ساتھ بیعت ہوگئی اُسیکا ایک فقرہ تھا اسی لئے امیرالمومنین اوقات خاص میں اُسے دعائے بد سے یاد کرتے اور خدا کے سامنے اُسکے ظلموں کی شکایت کرتے تھے پس جب علی امیرالمومنین کی اس اُم المومنین کی طرف سے یہہ کیفیت تھی تو شیعیان علی جس قدر اُس سے سوء الاعتقاد ہوں معذور ہیں - سب سے بڑھکر جو کیفیت شیخ یعقوب نے زمان خلافت ابوبکر کی بیان کی ہے کہ عائشہ کو اُسکے باپ کی خلافت نے بدل دیا تھا - اُسکی شان جلیل اور رتبہ عالی ہو گیا تھا علی و فاطمہ بے یار و مددگار مغلوب و مقہور تھے الخ قلوب اہل ایمان کو از بس دردمند کرتی ہے صبر و شکیبائی اس جگہہ اپنا دامن چاک کئے لیتی ہے اور چشم عبرت سے اشک خونی ٹپکے پڑتے ہیں افسوس - یہی پیغمبر کے یار غار ہونے کا حق تھا جو حضرت صدیق نے آنحضرت کی وفات کے بعد اُنکی اہلبیت امجاد سے ادا کیا کہ اُنکا ذریعہ معاش تک بھی جو آنحضرت نے اُنکے لئے بحکم خدا مقرر کیا تھا چھین لیا اور اُنکو حیران پریشان بلکہ محتاج نان کر دیا تمنائے آرزو پالینے اور ایک سلطنت عظیم الشان پر فائز ہوجانے کے بعد بھی وقت نہیں آیا تھا کہ کینہائے مخفی دل سے دور کر دیے جاتے - واقعی اس دار ناپائدار اور دہر غدار کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ و شعار ہے کہ خاصان خدا اس میں ہدف مصائب و آلام رہیں اور برگزیدگان بارگاہ کبریا اسکی وضیع واشرون سے مبتلائے بلائے گوناگون و زبون ہوں بزرگان دین کی زمان قدیم سے یہہ مجوزہ مکار رہے آرہا ہے و فساق و فجار اس سے کام روا و مطلب برآر حدیث میں وارد ہے کہ اگر دنیا حقتعالی کے نزدیک بقدر پر پشہ بھی عزت رکھتی تو کفار فجار کو اُس سے ایک شربت آب میسر ہوتا **بالجملہ** امیرالمومنین سید الوصیین و فاطمہ زہرا

سیدۃ نساء عالمین کی ساتھ عائشہ کا بغض و عناد تحیح لمعانی کے اس حجاب طولانی سے مثل یاقوت رمانی و لعل بدخشانی ظاہر و باہر ہے یہی کینہائی قدیم ہیں جنکی طرف امیر المومنینؑ
نے اپنی کلام بلاغت نظام وَضِغنٌ غَلَا فِی صَدرِهَا یعنے وہ ایک کینہ ہے جو اُسکے سینہ میں جوش زن ہوا۔ میں اشارہ فرمایا ہے۔ جس وقت اُس جناب کے ساتھ بیعت ہوئی اور
امر خلافت نے اپنے مرکز و مکان کیطرف مراجعت کی تو عائشہ کے قدیمی بغض و عناد نے اسکو بیچین کر دیا چنانچہ جب عبید بن ابی سلمہ لیثی سے یہہ خبر سُنی تو بولی لَیتَ
هٰذِہٖ انطَبَقَت عَلٰی هٰذِہٖ کہ کاش آسمان زمین پر آپڑتا اور میں یہہ خبر نہ سُنتی چنانچہ کتاب اتحاف الوریٰ باخبار اُم القریٰ تصنیف نجم الدین عمر بن فہد مکی وغیرہ کتب معتبرہ
اہلسنت میں یہہ کلمہ اُس سے منقول ہے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ عائشہ کی عداوت اس درجہ کو پہنچی تھی کہ نام مبارک اُس حضرت کا لینا اُسکو ناگوار تھا صحیح بخاری کی احادیث
کتاب الصلوۃ میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے منقول ہے کہ عائشہ نے اُس سے کہا۔ کہ جب حضرت رسولخدا کے مرض کو طول ہوا اور درد کلفت نے آنحضرت کی
شدت کی تو آپنے باقی ازواج سے اجازت چاہی کہ زمانہ مرض کو میرے گھر میں بسر کریں سبنے اجازت دیدی اُسوقت آپ عباس اور ایک اور مرد کے سہارے سے قدموں کو
زمین پر کھینچتے ہوئے برآمد ہوئے راوی کہتا ہے کہ مینے عائشہ کی اس حدیث کو عبد اللہ بن عباس کے سامنے بیان کیا اُنہوں نے کہا تجھکو معلوم ہے کہ وہ دوسرا شخص جسکا نام
عائشہ نے اس روایت میں ذکر نہیں کیا کون ہے مینے کہا نہیں کہا وہ علی بن ابیطالب تھے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس فقرہ کی شرح میں لکھا ہے کہ اسماعیلی نے
بروایت عبد الرزاق جو معمر سے نقل کی ہے اس قدر اسمیں اور زیادہ کیا ہے کہ عائشہ راضی نہ تھی کہ امیر المومنینؑ کو بخیر یاد کرے اور ابن اسحاق نے مغازی میں زہری سے
اس قدر زیادہ روایت کی ہے کہ عائشہ علیؑ کو بخیر یاد نہ کر سکتی تھی آخر اس قدیمی بغض و عناد کا اثر ظاہر ہوا ہی ہوا اور جنگ جمل قائم کر ہی دیا جسمیں آپ کھڑی
ہو کر مردانگی کی داد دی اور ہزاران ہزار مسلمان کہ اُنکی اولاد سے شمار ہوتے تھے تھوڑی دیر میں قتل کرادئے اور بجائے ام المومنین کے اولاد کے حق میں ام الصبیان کے
لقب کی مستحق ہوئیں **لطیفہ** زمخشری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک عورت زنان کوفہ سے عائشہ کے پاس آئی اور کہا یا اُم المومنین تم اُس عورت کے حق میں
کیا کہتی ہو جو دیدہ و دانستہ اپنی بیٹے کو مار ڈالے عائشہ نے کہا وہ کافر ہے حقتعالیٰ فرماتا ہے وَمَن یَّقتُل مُؤمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَهَنَّمُ الخ
یعنے جو کسی مومن کو دیدہ و دانستہ قتل کرے اُسکا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ اُس میں رہے گا اور اُس پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور حقتعالیٰ اُس کے لئے عذاب عظیم مہیا کریگا
اُس عورت نے کہا کہ یا اُم المومنین تم اس عورت کے مقدمے میں کیا کہتی ہو جس نے اپنی اولاد مومنین سے سولہ ہزار مرد قتل کیے ہوں عائشہ اُسکا مطلب سمجھ گئی اور
کہا اس دشمن خدا کو دور کرو۔ **منقول** ہے کہ جسوقت عائشہ نے بصرہ سے مدینہ جانے پر انکار کیا عبد اللہ بن عباس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ اس کو یہیں رہنے
دیجئے تو آپنے فرمایا یہہ شرارت سے باز نہ آئیگی لیکن میں اسکو اُسی مکان میں پہنچاؤنگا جس میں رسولخدا نے اس سے مفارقت کی ہے محمد بن اسحاق صاحب مغازی کہتا
ہے کہ وہ راہ میں امیر المومنینؑ کی مخالفت پر لوگوں کو تحریص کرتی تھی اور مدینہ پہنچکر ایک خط اسی مضمون کا اُس نے معاویہ کے نام لکھا اور اسود بن بختری کے ہاتھ
شام کو روانہ کیا۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ جب خبر شہادت امیر المومنینؑ عائشہ کو پہنچی تو اُس نے یہہ شعر پڑھا ؎ فَاَلقَت عَصَاهَا وَاستَقَرَّت
بِهَا النَّوٰی ٭ کَمَا قَرَّ عَینًا بِالاِیَابِ المُسَافِرُ ٭ یعنی اُس نے اپنے عصا کو ڈالدیا اور آرام لیا گویا کہ خنک ہوئی آنکھ مسافر کے آنے سے پھر پوچھا کس نے
علیؑ کو قتل کیا کہا ایک مرد نے قبیلہ مُراد سے تو اُس نے اس شعر کو پڑھا ؎ وَاِن یَّکُ نَائِیًا فَلَقَد نَعَاہُ ٭ نُعَاۃٌ لَیسَ فِی فِیهَا التُّرَابُ ٭
اگرچہ وہ دور رونده ہے پس بتحقیق کہ اُسکی خبر مرگ کو اُن خبر مرگ سانندوں نے پہنچایا ہے جنکے موہنہ میں تراب یعنے مٹی نہیں۔ یہہ سب اُسکی شماتت تھی جو وہ اُس جناب کے
قتل پر ظاہر کرتی تھی۔ اسکے بعد بھی اُسکی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی چنانچہ اس حادثہ سے دس سال بعد حضرت امام حسنؑ کے شہادت کے وقت اُس کا خچر پر سوار ہونا

معروف و مشہور ہے اور بہترین یا سیر[ف] میں مذکور اور جب عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ تو کبھی شتر پر سوار ہوتی ہے کبھی خچر پر تو عائشہ نے کہا یا ابن عباس تمکو جنگ جمل ہنوز فراموش نہیں ہوا تم بڑے کینہ ور ہو حالانکہ کینہ کے سبق کی حافظ خود تھیں پس یہہ باتیں اور مثل انکی اور اقوال و افعال اُسکے جو بخوف طوالت کلام یہاں نقل نہیں ہوتے ایسے ہیں جو دال ہیں کہ مرتے دم تک عداوت اہلبیت اطہار اُسکے دل سے نہیں نکلی اور کبھی افعال نکوہیدہ پر پشیمان نہیں ہوئی پس اہلسنت جو روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کو یاد کرکے اس قدر روتی تھی کہ اُسکی چادر آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی اور بعض اوقات کہتی تھی کہ میں نیست و نابود ہوتی اور یہہ حادثہ نہ دیکھتی اور ان باتوں سے اثبات اُسکی توبہ کر نیکا کرتے ہیں یہہ دلیل قطعی توبہ کی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہہ گریہ و بکا و جزع و فزع اُس لڑائی میں ناکام رہنے اور نقصان اُٹھانے پر ہو۔ چنانچہ مؤید اسکی ہے کہ اہلسنت امیر المومنین سے بھی اسی قسم کا کلام روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا بِعِشْرِیْنَ سَنَةً کہ کاش میں بیس سال اس سے پہلے مرجاتا۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت کا یہہ فرمانا براہ ندامت و انفعال یقیناً نہ تھا کس لئے کہ سُنیوں کے نزدیک بھی وہ جناب اُس جنگ میں راہ صواب پر تھے اور خدا و رسول کیطرف سے قتال ناکثین پر مامور پھر ندامت و انفعال (معاذ اللہ) کیسا پس اُس جناب سے اس کلمہ کا صادر ہونا اگر صحیح سمجھا جائے تو اہلسنت کے مذہب کے موافق بھی اُس حزن و ملال پر محمول ہوگا جو بباعث قتل ہونے شیعیان خاص اور اصحاب با اختصاص و برپا ہونے فتنہ و فساد کے لاحق حال ہوا نہ پشیمانی و ندامت پر اَلْعِیَاذُ باللہ منہا پس جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام سے اس کلمہ کا صادر ہونا دلیل آپ کی توبہ کی نہیں ایسا ہی عائشہ سے بھی یہہ باتیں بالفرض و التسلیم صدور دلیل اُسکی توبہ کی نہیں اگر عائشہ اپنے افعال گزشتہ پر نادم و پشیمان اور اُنسے تائب ہوتی تو خبر شہادت امیر المومنین سنکر شماتت نہ کرتی اور وہ اشعار جو تاریخ طبری سے ابھی منقول ہوئے نہ پڑھتی۔ حالانکہ اُس نے اُنکو پڑھا اور جب زینب بنت سلمہ ابن ابی سلمہ نے اُسے تنبیہ کیا کہ تو یہہ کیا کہتی ہے تو شوخی سے کہا کہ میں بھول گئی تھی۔ جب مجھسے سہو و نسیان ہو مجھکو یاد دلا دیا کرو یہہ زینب کے ساتھ فقط اُسکا ایک تمسخر تھا ورنہ بھول کر بجائے غمگین ہونیکے مسرور ہونا اور اُس پر اشعار مناسب حال پڑھنا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اور ابن ابی الحدید نے جو شرح نہج البلاغہ میں اس مقام پر افادہ کیا ہے کہ ہمارے اصحاب معتزلہ کہتے ہیں کہ اُس نے بعد قتل امیر المومنین توبہ کی اور کہا کہ میں خوش تھی کہ رسول خدا سے میرے دس لڑکے ہوکر مر جاتے۔ مگر جنگ جمل نہ دیکھتی یہی وجہ سابق اُسکے اس کلمہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے ابن ابی الحدید کا کلام منقوض ہے روایت محمد بن اسحاق سے جو اُس نے اپنی مغازی میں مسروق سے وارد کی ہے مسروق نے کہا کہ میں عائشہ کے پاس داخل ہوا اُس نے غلام اسود عبد الرحمن نام کو بلوایا حاضر ہوا تو کہا اے مسروق تجھکو معلوم ہے کہ میں نے اسکا نام عبد الرحمن کسلئے رکھا ہے کہا نہیں کہا اسلئے کہ عبد الرحمن بن ملجم قاتل علی ہونیکے سبب سے مجھکو محبوب ہے۔ اور بوقت وفات امام حسن اُسکا خچر پر سوار ہونا اور دفن امام سے روضہ رسولخدا میں مانع آنا کتب اہلسنت میں مشہور و معروف ہے اور خود ابن ابی الحدید نے اسی کتاب شرح نہج البلاغہ میں اُسکو وارد کیا ہے پس مصافات کہاں تھے اور نصر اللہ کابلی صاحب صواقع سے جب انکار اس روایت کا ہو سکا تو ایک تاویل علیل یہہ نکالی کہ اُس روز مروان نے ایک عورت کو عائشہ کا لباس پہنا کر خچر پر سوار کیا اور حجرۂ رسولخدا کے برابر لا کر اُس سے یہہ کہلا دیا کہ میں عائشہ ہوں راضی نہیں کہ حسن اس مقام میں دفن ہوں بالفرض اگر یہہ بات مان بھی لی جائے تو چونکہ عائشہ اسی مقام پر اپنے حجرہ میں موجود تھی اور بچشم خود اس معاملہ کو دیکھتی تھی ورنہ بباعث قرب اتصال مکانی کے سُنتی تو ضرور ہی ہوگی اُسکو لازم تھا کہ اس مفسدہ کو روکتی اور باواز بلند کہتی کہ تو کون ہے کہ مجھکو بدنام کرتی ہے میں کب دفن سے منع کرتی ہوں جب اُس نے ایسا نہ کیا اور یہہ شور و شر بیٹھی دیکھتی رہی تو معلوم ہوا کہ

ف یہہ اشارہ کتاب روضۃ الاحباب کی طرف ہے کہ بتصریح شاہ عبد العزیز دہلوی رسالہ اصول حدیث میں بہترین سیر ہے پس روضۃ الاحباب میں مسطور است کہ در بعضے روایات آمدہ کہ جنازہ امام حسن قریب نزد قبر جناب رسالتمآب کنند و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافت بر استرے سوار شدہ بآنموضع رفت و بمنع مشغول گشت شیعہ حضرت امیر المومنین بنیاد غوغا کردند و گفتند روزے بر اشتر نشستہ با حضرت امیر محاربہ میکنی و روزے بر استر سوار شدہ در جنازہ فرزند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ منازعہ آغاز مے نہی و نمیگذاری کہ او را دفن کنند چندانکہ سعی نمودند مفید نہ افتاد و ہر دم بدو فرقہ متفرق شدند و جانب یکدیگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ امام رسیدہ حضرت امام حسین بنا بر وصیتے کہ سابقا مذکور شد جنازہ را بگورستان بقیع بردہ ۱۲

وہ اس خبر کے شائع ہونے پر راضی تھی پس اُس کا حکم وہی ہوگا جو اس فعل کے کرنیوالے کا ہے **بالجملہ** اگر عائشہ بعد وفات امیر المومنین کے اپنے افعال پر نادم و پشیمان ہوتی تو لازم تھا کہ اُس جناب کو دوست رکھتی اور اُنکی اولاد امجاد کے ساتھ جو بمنزلہ اولاد جناب رسالت مآب تھی محبت پیش آتی نہ یہہ کہ اپنے غلاموں کو اُنکی قاتل کے نام سے موسوم کرے اور اُنکی اولاد سے اس طرح پیش آئے اور اُنکے جنازہ پر تیر برسائے **القصہ** امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ عائشہ کا جنگ کرنا متواترات سے ہے اور فریقین اُسکے نقل و حکایت پر طبقہ میں متفق چلے آئے ہیں اور روایت گریہ و بکا و جزع و فزع جو اہلسنت اُس سے نقل کرتے ہیں شیعہ اسکو تسلیم نہیں کرتے اور تسلیم بھی کریں تو بقصد ندامت ان امور کا صادر ہونا نہیں قبول کرتے اور جو یہہ بھی مان لیں تو بوجہ اسکے کہ وہ روایات یقیناً حد تواتر کو نہیں پہنچیں معہذا یقین نہیں ہو سکتیں کسواسطے کہ قاعدہ ہے کہ ایک یقین بغیر دوسرے ایسے یقین مقابل کے جو قوت میں اسکے مشابہ و مماثل ہو زائل نہیں ہو سکتا۔ عائشہ کا عاصیہ بلکہ دشمن خدا و رسول ہونا باوجود ان روایات کے بھی ثابت و متحقق ہی رہے گا۔

روایت مذکور سے بالکل نہیں پایا جاتا کہ یہہ رونا دھونا اُسکا بخوف عذاب اخروی تھا لو فرضنا کہ باعث اس گریہ کا خیال آخرت ہی ہو تاہم ثبوت توبہ کے لئے اسقدر کافی نہیں کس لئے کہ معنے توبہ کے یہہ ہیں کہ مکلف اپنے افعال گزشتہ پر نادم و پشیمان ہو کر مصمم ارادہ کرے کہ یہہ حرکت پھر نہ کرونگا صرف عذاب آخرت کو یاد کرکے رو لینے ہی کو توبہ نہیں کہتے بہت سے اہل فسق و فجور ایسے ہیں کہ گناہوں کے دریا میں غرق ہیں اور اُنکو برا سمجھکر اُنکے انجام بد سے خائف بھی ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس پر گریہ و زاری بھی کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ان افعال کے ارتکاب سے باز نہیں رہتے تو تائب نہیں کہلاتے بلکہ کمتر ایسے ہیں جو بد فعل کریں اور اُنکو برا نہ جانیں اور اُنکی سوئے عاقبت اور ثمرۂ زشت سے خائف نہوں ۔

ابطال توبۂ طلحہ و زبیر و بعض حالات عبد اللہ بن زبیر جو تقریر ابھی ابطال توبہ عائشہ میں مذکور ہوئی وہی توبہ طلحہ و زبیر کے مقدمہ میں بھی جاری و ساری ہے یعنی اُنکا امیر المومنین کے ساتھ جو اُسوقت بالاتفاق امام برحق و خلیفہ مطلق تھے بیعت کرکے اُسکو توڑ ڈالنا اور باعث اس مفسدۂ عظیم کا ہونا اور بیت المال بصرہ کو لوٹ کر صدہا ہزارہا مومنین مسلمین کو قتل کرنا پھر نفس رسولخدا صلی اللہ علیہ کے مقابلے میں تلوار کھینچنا متواترات سے ہے کیسکو مجال انکار نہیں باوجود اسکے اہلسنت جو قائل ہیں کہ اُنہوں نے توبہ کی تو چاہئے کہ وہ اُس پر ایسے روایات پیش کریں جو کثرت و شہرت میں روایات مذکورہ کے ہم پلہ ہوں ورنہ اخبار احاد سے جو خود اُنکے لئے مفید یقین بلکہ مظنہ بھی نہیں اہل الرائے و منصف کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے فَإِنَّ الْيَقِينَ لَا يَزُولُ إِلَّا بِيَقِينٍ مِّثْلِهٖ ایکا یقین بغیر مقابل کے یقین کے جو اُسکے مثل ہو زائل نہیں ہوتا اس مقام پر نقل مناظرہ شیخ مفید علیہ الرحمہ بمقابلہ قاضی القضات بغداد جسکو صاحب کامل بہائی وغیرہ علمائے شیعہ نے نقل کیا ہے مناسب مقام معلوم ہوئی درج کیجاتی ہے **حکایت** شیخ مفید محمد بن محمد النعمان بتقریب استماع درس مجلس قاضی القضات بغداد میں حاضر تھے ایک شخص نے سوال کیا اَيُّهَا الْقَاضِي خدا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے بروز غدیر علی کو امام و خلیفہ مقرر کیا تھا مگر بعد وفات آنحضرت ابوبکر خود بخود خلیفہ بن گئے قاضی نے کہا اے شخص خلافت ابوبکر کثرت شہرت و تواتر سے بمنزلہ درایت کے ہے اور نص بر امامت علی بن ابیطالب روایت ہے اور اہل عقل کے نزدیک درایت کو روایت پر ترجیح ہے شیخ چونکہ ابتدا سے طبع متکلمانہ رکھتے تھے قاضی کا یہہ کلام سنکر اُسیوقت جواب دینا چاہا۔ مگر ہجوم عام و ازدحام سے اس قدر صبر کیا کہ مجمع متفرق ہوا اور قاضی تنہا رہا۔ اُسوقت کہا اے قاضی کہتے ہیں کہ طلحہ و زبیر نے بصرہ میں علی کے ساتھ جنگ کیا حالانکہ علی اُسوقت خلیفہ مسلمانان تھے۔ اُس نے کہا اے فرزند ہمیں شک نہیں کہ اُنہوں نے حرب کی مگر بعد ازاں اُس سے توبہ کی شیخ نے کہا اَيُّهَا الْقَاضِي اَلْحَرْبُ دِرَايَةٌ وَالتَّوْبَةُ رِوَايَةٌ وَالْعَاقِلُ لَا يَتْرُكُ الدِّرَايَةَ لِلرِّوَايَةِ یعنی اُنکا جنگ کرنا درایہ ہے اور توبہ کرنا روایت اور مرد دانا درایۃ کو روایت کے لئے ترک نہیں کرتا۔ قاضی شیخ کی جودت طبع دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور تعجب سے پوچھا اے پسر تیرا کیا نام ہے کہا محمد بن محمد نعمان قاضی نے کہا اَنْتَ الْمُفِيدُ حَقًّا افادہ کنندہ در حقیقت تو ہے۔ جب سے شیخ مذکور کو مفید کہنے لگے۔ اور یہہ لقب پایا۔ علاوہ برین سابقاً مذکور

ہوا کہ اہلسنت نے بطرق متعددہ روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا یا علی تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اے علی تم ناکثون قاسطون اور مارقون
کے ساتھ جنگ کروگے اگر طلحہ زبیر توبہ کرکے مرتے تو حضرت رسولخدا اصحاب وحی یوحی انکو بلفظ ناکثین کیوں تعبیر کرتے اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں شعبی سے
اور اس نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے کہ آگاہ رہو کہ پیشوایان کفر اسلام میں پانچ ہیں طلحہ زبیر معاویہ عمرو بن عاص ابوموسیٰ اشعری - اور
یہی مضمون عبداللہ مسعود سے نقل کیا ہے - اور نوح بن دراج نے محمد بن سلم سے اور اس نے حبۂ عربی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنینؑ کو جبکہ اہل جمل سے
لڑنے کو نکلے یہہ کہتے ہوئے سنا کہ صاحبۃ الہودج یعنے عائشہ بخوبی جانتی ہے کہ اہل جمل نبی امی کی زبان پر ملعون ہوچکے ہیں وقد خاب من افتریٰ اور یہہ مضمون
ان لفظوں اور انکے سوا اور الفاظ سے بطرقہائے معتبر و متعدد آنحضرت سے منقول ہوا ہے اور امیر المومنین نے جو خط بعد فتح جنگ جمل اہل کوفہ کو لکھا اور واقدی نے اسکو
نقل کیا ہے اس میں درج ہے فابوا الا قتالی وقتال من معی والتمادی فی الغی فناهضتهم بالجهاد فی سبیل اللہ فقتل من قتل اللہ ناکثا منهم یعنی انہوں نے بجز
لڑائی کے کچھ نمانا اور بدستور گمراہی میں رہے پس میں نے راہ خدا میں ان پر جہاد کیا پس جو انمیں قتل ہوا بحالت نکث بیعت قتل ہوا اور بلادری نے اپنی تاریخ میں نقل
کیا ہے کہ جسوقت زبیر لشکرگاہ سے باہر نکلا تحقیق یہہ ہے کہ اس نے اسوقت تک ہاتھ تلوار پر نہیں ڈالا تھا - تو عمار یاسر نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے اس سے ملاقی ہوئے اور
کہا اے ابوعبداللہ قسم بخدا کہ تو بزدل وجبان نہ تھا مگر میرا گمان یہہ ہے کہ شک تجھکو واقع ہوا ہے - زبیر نے کہا ہاں ایسا ہی ہے یہہ کہکر چلا اور وادی السباع میں پہنچا تو
ابن جرموز نے اسکو قتل کیا - پس زبیر کا شک پر اقرار کرنا اسکی توبہ کی صاف نفی کرتا ہے اگر وہ تائب ہوتا تو کہتا کہ شک کیا مجھے یقین ہوگیا کہ تم اور تمہارے صاحب حق پر ہو
اور میں باطل پر تھا پس جو حرکت مجھ سے صادر ہوئی اس پر نادم ہوں اور واقدی نے روایت کی ہے کہ جب ابن جرموز زبیر کا سر اور اسکی تلوار حضرت امیر المومنینؑ کی
خدمت میں لایا تو آپ نے اسکی تلوار کو اٹھالیا اور فرمایا طالما جلا به الكرب عن وجه رسول اللہ ولكن الحين ومصارع السوء کہ اس تلوار سے مدت دراز تک رسولخدا
سے شدت دکرب دفع کئے گئے ہیں لیکن یہہ موت بری موت ہے پس اگر زبیر تائب ہوتا اور مقتول ہوتا جیسا کہ اہلسنت کا گمان ہے - تو آپ یہہ نہ فرماتے اور اسکی موت کو مصرع سوء سے
تعبیر نہ کرتے - خصوصا جبکہ وہ ظالمہ وفریب سے قتل ہوا تھا اور اہلسنت جو روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے اسوقت فرمایا بشر یا قاتل ابن صفیۃ بالنار اے
قاتل پسر صفیہ بشارت ہو تجھکو ساتھ عذاب جہنم کے - اگر یہہ صحیح بھی فرض کرلیا جائے تب بھی زبیر کی توبہ پر دلالت نہیں کرتا - کیلئے کہ اس صورت میں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ابن جرموز
نے دغا و فریب سے اسکو قتل کیا تھا جو بی شبہ معصیت ہے - اسلئے وہ مستحق جہنم ہوا نہ محض قتل زبیر سے دیگر یہہ کہ ابتدائے جنگ میں منادی نے امیر المومنینؑ کیطرف سے پکار دیا تھا
کہ زخمیوں کو قتل اور فراریوں کا تعاقب کرو ابن جرموز نے اس پر عمل نہ کیا اور برخلاف اسکے زبیر کا تعاقب کرکے اسکو قتل کیا تو نافرمانی امام واجب الاطاعت کی اس سے
عمل میں آئی اور وہ موجب دخول نار ہوئی تیسرے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے افادہ کیا ہے کہ ابن جرموز بروز جمل ابتدائے جنگ میں لشکر عائشہ کی طرف تھا اور اصحاب امیر
سے چند اشخاص کو اس نے قتل کیا تھا جب آثار فتح و نصرت حضرت حیدر کرار کیجانب مشاہدہ کئے تو قبیلہ بنی سعد کے ساتھ مشورہ کیا اور انکو ساتھ لیکر وہاں سے نکل بھاگا اور
مقام نخلہ پر بصرہ سے دو فرسخ باہر آکر احنف بن قیس کی شریک ہوگیا - اسوقت ایک شخص احنف کے پاس آیا اور اسکو زبیر کے فرار کرنے اور بقصد مدینہ وادی سباع تک
پہنچنے سے اطلاع دی احنف نے ایک کلام مشتمل بر اشارہ قتل زبیر کیا ابن جرموز اسکو سنکر دو مرد بنی سعد سے جو بوقت جنگ اسکے ساتھ تھے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور زبیر کے پاس
پہنچکر بمکر و دغا اسکو مار ڈالا - اور سر اسکا لیکر پہلے احنف اور پھر امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا بموجب اس روایت کے بشارت بجہنم اسکو بباعث قتل کرنے صحاب جناب
مرتضوی ہوگی نہ بوجہہ قتل زبیر کے چوتھے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جرموز مذکور جنگ نہروان تک

زندہ تھا۔ اُسوقت اور خوارج کے ساتھ ضربت تلوار صاعقہ بار حضرت حیدر کرار سے فی النار ہوا پس موافق ان اکثر روایات کے کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ امیر المومنین ان لوگوں کے حال سے مفصل اطلاع رکھتے تھے کہ ثانی الحال مجھ پر خروج کرکے مستوجب جہنم ہونگے اور پیغمبر خدا نے انکے اعیان و اوصاف سے اُس جناب کو آگاہ کر دیا تھا منجملہ انکے ابن جرموز کی حال سے بھی بخوبی واقف تھے کہ اسکا انجام بخیر نہوگا۔ جب وہ زبیر کا سر لایا تو حضرت نے بخوف اسکے کہ مبادا یہ عمل خیر اسکا دیکھ کر مسلمانوں کو اُسکی حالت مستقبل میں اشتباہ واقع ہوا ور اُسکو ناجی سمجھ جائیں اسلئے اُسکی سوء عاقبت کی خبر دی کہ اور جہنمی ہونا اسکا ظاہر فرمایا ہو تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر چند اسکا یہ فعل حسنہ ہی مگر بمقابلہ اُس کفر و معصیت کے جو بوجہ خارجی ہونیکے اُس سے سرزد ہونیوالی تھی کچھ وقعت نہیں رکھتا اور یہ قصہ بعینہ مشابہ ہی قصہ قرمان انصاری کے کہ روز اُحد اُس نے جہاد میں بہت جدّ و جہد کیا۔ مگر حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ قرمان جہنمی ہے حضّار کو کمال تعجب ہوا اور شہادت جہنمی ہونیکی اُسکے ظاہری حال سے بہت بعید معلوم ہوئی۔ مگر آخر کار تحقیق کیا تو حال معلوم ہوگیا۔ کچھ لوگ اُسکے انجام کار کے جویاں رہے جب قرمان جنگ کرتے کرتے زخمی ہوا تو اُسکو قیام گاہ میں لائے اُس سے زخموں کی برداشت نہوئی اور ایک ضرب سے اپنا کام تمام کیا۔ اُس وقت دریافت ہوا کہ جہنمی ہونیکی گواہی اُس کے لئے بوجہ اُسکے خودکشی کرنیکی تھی جو بحسب شرع حرام ہی **لیکن** زبیر کا معرکہ جنگ سے کنارہ کش ہونا پس صاحب کامل بہائی رحمہ نے اُسکے جواب میں افادہ فرمایا ہے کہ یہ امر اُسکے تائب ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ توبہ کی ہوتی تو چاہئے تھا کہ بجائے اسکے کہ مدینہ کا قصد کرے۔ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوتا اور عفو تقصیر کراکے لشکر بصرہ کے ساتھ جنگ کرتا۔ نہ یہ کہ جب علامات ظفر لشکر منصور کیطرف مشاہدہ کیں تو جان بچا کر بھاگ نکلا اُسکی اس حرکت ہی کو توبہ کا خیال کرنا خیال خام ہی اور مروی ہے کہ اس فرار سے اُسکا ارادہ شام کا تھا۔ کہ معاویہ سے امداد چاہے مگر تقدیر موافق تدبیر کے نہوئی اثنائے راہ میں ہلاک ہوا۔ اگر اسیطرح معرکہ سے روگردانی کرنا توبہ پر دلالت کیا کرتا تو چاہئے تھا کہ غزوات رسولخدا میں جو کفار حضرت کے مقابلے سے منہزم ہوکر بھاگے تھے سب کے سب تائب قرار دیے جاتے۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں تمام ہوا کلام صاحب کامل کا۔ اور طلحہ کی توبہ کا ثابت کرنا حضرات اہلسنت پر زبیر کی توبہ سے زیادہ تر مشکل ہے۔ کس لئے کہ زبیر کے مقدمے میں تو یہ بھی گنجائش تھی کہ وہ جنگگاہ سے بارادہ مدینہ نکلا اور راستہ میں مقتول ہوا طلحہ کے لئے اتفاق سے یہ عذر بھی مفقود ہی کیونکہ وہ بر معرکہ قتل ہوا علاوہ بریں جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں بخوبی جانتے ہیں کہ خمیر مایۂ فتنہ و فساد و بانی مبانی جور و بیداد ابتدا سے یہی طلحہ بن عبید اللہ ہے ع لے باد صبا این ہمہ آوردہ تُست۔ وہ ابوبکر کا رشتہ دار اور عائشہ کا چچا ہوتا تھا۔ اس عوی سے خلافت رسول اللہ کو اپنا حق سمجھتا تھا۔ اور پورا بھروسہ رکھتا تھا کہ عثمان کے بعد خلیفہ میں ہونگا۔ اسلئے اُسکے قتل کرانے اور لوگوں کو اُسکے خلاف بہکانے میں بہت ساعی و سرگرم تھا مگر جب وہ قتل ہوا اور بیعت امیر المومنین کے ساتھ ہو جانے سے اسکی آرزو دل کی دل ہی میں رہی تو اُس عربدہ جو نے دوسرا فساد برپا کیا اور جنگ جمل قائم کرایا اور خود عثمان کے خونکا وارث بنا وہ اہلبیت رسالت بلکہ خود حضرت فخر کائنات سے عداوت رکھتا تھا۔ اور آنحضرت کے ننگ و ناموس کا خواہاں تھا۔ آیہ حجاب کے نازل ہونے کے وقت جو کلمہ اُسکی زبان نجس سے نکلا۔ اہل ایمان کے بدن پر اُسکے تصور سے بال کھڑے ہوتے ہیں **ابن ابی الحدید** قصہ شورے میں شمار عیوب ارباب شورے کے موقع پر کہتا ہے کہ خلیفہ ثانی نے طلحہ سے کہا کہ رسول اللہ نے وفات پائی درانحالیکہ وہ حضرت تجھ پر ساخط و غضبناک تھے بباعث اُس کلمہ کے جو تو نے بوقت نزول آیہ حجاب کہا تھا پھر اپنے اُستاد اور شیخ ابو عثمان جاحظ سے نقل کرتا ہے کہ کلمہ مذکورہ یہ تھا کہ جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے چند اشخاص کے سامنے جنہوں نے اُسکے قول کو رسولخدا سے نقل کیا یہ کہا کہ عورات کو حجاب میں رکھنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ کل جب وہ انتقال کریں گے تو ہم ضرور اُنکے ازواج کے ساتھ نکاح کریں گے۔ کمال تعجب ہے اس مرد فاضل سے باوجودیکہ خود خلیفہ ثانی سے روایت کرتا ہے کہ حضرت رسولخدا آخر وقت تک طلحہ سے ناراض رہے اور جاحظ اپنے اُستاد سے اس ناراضگی کا سبب بھی

وہ محکم نقل کرتا ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی سبب ہو نہیں سکتا باہمہ اپنی تصلب و حدیدیت سے نہیں گزرتا اور ایسے بے دین دشمن خدا و رسول کو ناجی و جنتی اعتقاد کرتا ہے اور جنگ جمل سے تائب اور اس پر نادم و پشیمان ہو کر مرنا اسکے سر لگاتا ہے اور یہہ نہیں جانتا کہ جب بروایت خلیفہ ثانی حضرت کا آخر وقت تک اُس سے ناراض رہنا معلوم ہو گیا تو اگر بالفرض جنگ جمل سے اسنے توبہ بھی کر لی تو یہہ توبہ اُسکی کیا کام آئیگی اور آخرت میں کیا نفع پہنچائیگی **الحاصل** طلحہ کے ابتدا سے انتہا تک کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو توبہ کا خیال بھی نہیں آیا وہ نہایت خیرہ چشم و بیباک تھا اگر توبہ کرکے مرتا تو اپنے خون کو ضائع نہ بتلاتا اور مرتے وقت بار بار نہ کہتا مَا رَاَیتُ مَصرَعَ شَیخٍ اَضیَعَ مِن مَصرَعِی یعنی بزرگان قریش سے میں نے کسی کا خون اس طرح ضائع جاتا نہیں دیکھا جیسا کہ میرا خون ضائع ہوا اس سے ظاہر ہے کہ طلحہ اپنے آپکو خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃَ کا مصداق جانتا تھا - جیسا کہ فی الواقع تھا سوائے اسکے مورخین اہلسنت نے نقل کیا ہے کہ جب طلحہ کے تیر لگا تو اُسنے یہہ شعر پڑہا ؎ نَدِمتُ نَدَامَۃَ الکُسَعِی لَمَّا رَاَت عَینَاہُ مَا صَنَعَت یَدَاہُ کہ میری ندامت کسعی کیسی ندامت ہے کہ اُس نے اُسوقت ندامت کی جب اُسکی آنکھوں نے دیکھ لیا جو اُسکے دو ہاتھوں نے کیا تھا - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت نادم ہوا جبکہ ندامت نے اُسکے اعتقاد کی موافق بھی اُسکو کچھ فائدہ نہ بخشا ورنہ اپنے ندامت کو کسعی کی ندامت نہ بتلاتا - کسلیئے کہ کسعی کا قصہ بنا بر مشہور یہہ ہے کہ اُس نے کمان کے لیے بکمال جانفشانی ایک درخت کی پرورش کی تھی جب وہ تیار ہو گیا تو اُسے کاٹ کر کمان بنائی - ایک روز اُس کمان سے ایک صحرائی جانور پر تیر پھینکا تیر ٹھیک نشانہ پر پہنچا اور شکار قتل ہوا مگر کسعی کو اسکا علم نہوا اور بایں گمان کہ نشانہ خطا ہوا خفا ہو کر کمان کو توڑ ڈالا - اگلے روز صبح کے وقت دیکھا کہ شکار مرا پڑا ہے کمان کے توڑ دینے پر بہت پشیمان ہوا فَنَدِمَ حَیثُ لَم یَنفَعہُ النَّدَامَۃُ نادم ہوا جبکہ ندامت نے اُسکو نفع نہ بخشا قَالَ اللہُ تَعَالٰی لَیسَتِ التَّوبَۃُ لِلَّذِینَ یَعمَلُونَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ المَوتُ قَالَ اِنِّی تُبتُ الاٰنَ یعنی توبہ اُن لوگوں کے لئے نہیں ہے جو بُرے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ موت انمیں ایک کے سامنے آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اسوقت توبہ کی - اور فرعون کے حق میں ارشاد ہے آلاٰنَ وَقَد عَصَیتَ وَکُنتَ مِنَ المُفسِدِینَ اب تو توبہ کرتا ہے حالانکہ پہلے نافرمانی کی - اور تھا تو اہل فساد سے - اور حسن بصری نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین طلحہ کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسکو بٹھلاؤ جب بٹھلایا تو فرمایا اے طلحہ تیرے لئے اسلام میں سابقہ تھا لیکن شیطان تیرے ناک سے تیرے دماغ میں گیا اور تجھکو داخل جہنم کیا **تتمہ** ابو الصلاح علیہ الرحمہ نے کتاب تقریب المعارف میں افادہ کیا ہے کہ شیعہ و اہل حدیث کے درمیان مشہور ہے کہ عثمان طلحہ زبیر سعد وقاص - عبد الرحمن عوف جملہ اصحاب عقبہ سے ہیں جنہوں نے ناقہ رسولخدا کو بہڑکانا چاہا تھا اور عثمان و طلحہ وہ ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ محمد تو ہماری بیبیوں سے نکاح کریں اور ہم اُنکے ازواج سے نہ کریں بخدا سوگند اگر انہوں نے ہماری روبرو انتقال کیا تو ہم بھی اُنکی ازواج کے ساتھ نکاح کریں گے - اور طلحہ نے کہا کہ میں اُم سلمہ سے نکاح کرونگا - پس یہہ آیہ شریفہ نازل ہوئی مَا کَانَ لَکُم اَن تُؤذُوا رَسُولَ اللہِ وَلَا اَن تَنکِحُوا اَزوَاجَہٗ مِن بَعدِہٖ اَبَدًا یعنی تمکو جائز نہیں کہ رسولخدا کو ایذا دو اور نہ یہہ کہ اُنکے بعد اُنکی ازواج کے ساتھ نکاح کرو ابدا اور ایک مرتبہ طلحہ و عثمان میں نزاع ہوئی عثمان نے کہا کہ بخدا قسم کہ اصحاب محمد سے اول تو ہے جس نے زن یہودیہ کے ساتھ نکاح کیا طلحہ نے کہا اور تو نے واللہ یہہ کہا تھا کہ ہم یہاں کسلئے قید رہیں مکہ جا کر کیوں نہ اپنی قوم و قبیلہ سے ملجائیں صاحب کتاب نے مذکور کیا ہے کہ اس قول عثمان کی اُس روایت سے تصدیق ہوئی ہے جو بطریق معتبر مروی ہے کہ طلحہ ایک زن یہودیہ پر عاشق ہوا اور اُس سے وصال کا طالب ہوا اُس نے کہا بغیر اسکے کہ تو دین یہود کو قبول کرے ممکن نہیں طلحہ نے اسکو قبول کیا اور در پردہ یہودی ہو گیا اور اُسکی نسب میں قدح کی ہے کہ اُسکا باپ عبید اللہ بلقا میں ایک غلام تھا کہ بکریاں چراتا تھا - مکہ میں آیا تو عثمان بن عمر تیمی نے اُسکو اپنی فرزندی میں

قصۂ کمان کسعی

لیا اور صعبہ بنت زر مہر فارسی کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا زر مہر کو یمن میں کسرےٰ نے بھیجا تھا اور وہ وہاں قصابی کا کام کرتا تھا - اور علامہ حلی نے کشف الحق میں اور صاحب الزام النواصب اور تحفۃ الطالب نے ابو المنذر ہشام بن محمد کلبی سے کہ علماء انساب اہل سنت سے ہے نقل کیا ہے کہ صعبہ بنت حضرمی زنان فاحشہ ذوات الاعلام سے تھی - کہ مکہ میں ایک علم اُسکا بھی قائم تھا - ابو سفیان اُسکے پاس رہا تو حاملہ ہوئی بعد چندے عبیداللہ بن عمر بن کعب تیمی نے اُس سے نکاح کیا بعد گزرنے چھ مہینے کے طلحہ پیدا ہوا ابو سفیان و عبیداللہ کے درمیان اس مولود پر تکرار ہوئی آخر کار خود صعبہ کو اس مقدمہ میں حکم کیا اُس نے طلحہ کو عبیداللہ سے ملحق کیا اس الحاق بے محل کا سبب دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا ابو سفیان مرد بخیل ہے اور عبیداللہ سیر چشم و فراخ دست ہے - جامع اوراق کہتا ہے درست کہا ہے ؎ ہر کرا ہست با علی کینہ ۞ سخن حاجت درازی نیست ۞ نیست دشمنش باسمین بدرہ ۞ دامن مادرش نمازی نیست پھر علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبیداللہ مذکور سے لوگ تمسخر و استہزا کیا کرتے تھے اور وہ عورات کی طرح باتیں کیا کرتا تھا پس اہل عقل کو ہرگز زیبا نہیں کہ ایسے لوگوں کو علی ابن ابیطالب کے مثل و مقابل جانے رہا **زبیر** اُسکی نسبت بحار میں ہے کہ اُسکا باپ عوام جدہ میں ملاحی کا کام کیا کرتا تھا چونکہ صاحب حسن و جمال تھا خویلد نے اُسکو متبنّیٰ کر لیا پھر صفیہ بنت عبد المطلب سے اُسکا نکاح ہو گیا اور کتاب الزام النواصب نے نقل کیا ہے کہ زبیر کا باپ عوام خویلد کا غلام تھا قریش سے نہ تھا آزاد کر کے اُسکو اپنا بیٹا بنا لیا تھا زمانہ جاہلیت میں رسم تھی کہ جب کسی غلام کو متبنّیٰ کرنا چاہتے تو آزاد کر کے کسی خاندانی عورت کے ساتھ اُسکا نکاح کرتے تھے اور اس روایت کی تائید اُن اشعار سے ہوتی ہے جو عدی بن حاتم طائی نے معاویہ کے سامنے عبداللہ بن زبیر کے شان میں پڑھ کر سُنائے **نقل** ہے کہ ایک روز عبداللہ بن زبیر مع دیگر قریش کے معاویہ کی مجلس میں حاضر تھا عدی بن حاتم بھی وہاں پر موجود تھے ابن زبیر نے معاویہ سے کہا کہ امیر المومنین اجازت دیں تو آج عدی کے ساتھ گفتگو کریں سُنتا ہوں کہ وہ بڑا حاضر جواب ہے معاویہ نے کہا مجھکو خوف ہے کہ تم ندامت نہ اٹھاؤ عبداللہ نے اسپر کچھ خیال نہ کیا اور عدی سے مخاطب ہو کر کہا یا ابا طریف یہ تمہاری ایک آنکھ کب جاتی رہی - عدی نے فی الفور کہا کہ جس روز تیرے باپ نے لڑائی سے فرار کیا اور بحال فضیحت قتل ہوا - اور مالک اشتر نے تیرے سرین گاہ پر نیزہ لگایا اور تو جان بچا کر بھاگا - پھر یہ اشعار آبدار پڑھے ؎ اَمَا وَاَبِیْ یَا ابْنَ الزُّبَیْرِ لَوْ اَنَّنِیْ ۞ لَقِیْتُکَ یَوْمَ الزَّحْفِ مَا رُمْتَ لِیْ سُخْطًا ۞ وَکَانَ اَبِیْ فِیْ طَیٍّ وَاَبُوْ اَبِیْ ۞ صَحِیْحَیْنِ لَمْ تَنْزِعْ عُرُوْقُهُمَا الْقِبْطَا یعنے آگاہ رہ اے پسر زبیر قسم ہے مجھکو اپنے باپ کی اگر میں بروز جنگ تجھسے ملاقات کرتا تو پھر اپنے اوپر کبھی ناراض نہ ہوتا یعنے ضرور تجھکو قتل کرتا کہ پھر مجھکو ضرورت اپنے آپ کو ملامت کرنے کی نہ ہوتی - میرا باپ قبیلہ طی سے تھا اور میرے والدین صحیح النسب ہیں اُنکی رگوں میں قبطی نے دخل نہیں کیا یہ تعریض ہے ابن زبیر پر کہ تیرا دادا عوام قبطیوں سے تھا - جو قبیلہ ہے حبش سے اور غلام تھا - معاویہ نے یہ سنکر کہا - کہ مینے تمکو پہلے ہی منع کیا تھا مگر تمنے میرا کہنا نہ مانا **مؤلف کہتا ہے** کہ جب سلسلہ کلام یہاں تک پہنچا تو بمفاد الکلام یجرّ الی الکلام مناسب ہے کہ بعض

ف یہ کلام معاویہ کا بنظر ظاہر داری و رفع تہمت کے اپنے سے تھا ورنہ اُسکی عادت مستمرہ جاریہ یہی تھی کہ قریش کے درمیان بحث و جدال کرائے اور خود تماشا دیکھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے اُستاد و شیخ ابو عثمان سے ایک مرتبہ کی کیفیت نقل کی ہے کہ ایک روز امام حسن معاویہ کے پاس بیٹھے تھے اور عبداللہ بن زبیر بھی اُسوقت حاضر تھا - معاویہ نے کہا اے ابو محمد علی و زبیر میں از روئے سن کون بڑا تھا حضرت نے فرمایا اقرب باد و نوہم سن تھے الا علی کیقدر بزرگتر تھے رحم اللہ علیاً رحمت خدا ہو انحضرت پر ابن زبیر کو حمیت جاہلیت دامنگیر ہوئی کہا رحم اللہ زبیراً ابو سعید بن عقیل بن ابیطالب جو وہ تھے کہا یا ابن زبیر امام حسن نے جو اپنے باپ پر رحمت بھیجی تو تجھکو رشک ہوا ابن زبیر نے کہا مینے بھی اپنے باپ پر رحمت بھیجی - ابو سعید نے کہا تو تیرا گمان یہ ہو کہ تیرا باپ علی کی مثل و برابر ہو عبداللہ نے کہا کیا مانع ہے اُنکو اُس سے حالانکہ دونو قریش سے تھے دونو نے اپنی طرف خلقت کو دعوت کیا اور کامیاب نہ ہوئے ابو سعید نے کہا یہ خیال لا ہے دور کر علی قریش سے تھے اور داماد و ابن عم رسول خدا تھے اُنہوں نے اپنی طرف دعوت کی تو امت نے اُنکو اجابت کیا اور شرط مبالغت و متابعت بجا لائے اور وہ اُسوقت راس و رئیس تھے - برخلاف زبیر کے کہ اُس نے جو دعوت کی - تو ریاست اُس وقت ایک عورت کی تھی پھر جب دونو لشکر مقابل ہوئے تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور انتظار نہ کیا کہ حق ظاہر ہو اور اُسے اختیار کرے یا باطل پایا ہوتا تو اُسکو ترک کرے پھر ایک ادنے آدمی نے اُس پر قدرت پائی اور اُسکو قتل کر کے اُسکا سلاح و سلب لے لیا - علی آخر وقت تک پنجہ ابن عم رسول خدا کے قدم بقدم رہے رحم اللہ علیاً ابن زبیر نے کہا اگر تیرے سوا کوئی دوسرا یہ کلام کرتا تو میں جواب دیتا ابو سعید نے کہا جسکی طرف تیرا اشارہ ہے یعنے حسن مجتبیٰ تیری ہم کلامی سے عار رکھتے ہیں اور مجھکو قابل خطاب نہیں جانتے پس معاویہ نے دونو کو منع کیا اور گفتگو بند ہو گئی - پس از چندے عائشہ کو بھی اسکی خبر ہوئی - ایک روز ابو سعید اُس کے مکان کے آگے سے جاتے تھے پکار کر کہا اے ابو سعید تو ہی ہے جس نے میرے خواہر زادہ کو ایسا اور ایسا کہا - ابو سعید مرد ظریف تھے ادھر اُدھر دیکھ کر کہنے لگے شیطان کی آواز ہے کہ مجھکو دیکھتا ہے اور تو اُسے دیکھ نہیں سکتا عائشہ نے ہنسکر کہا پسر عقیل بڑا لسان و چرب زبان ہے ۱۲ ابنہ عفی عنہ

بعض حالات ابن زبیر

حالات عبداللہ بن زبیر بھی معرض بیان میں آئیں۔ اور چونکہ وہ جنگ جمل کا بڑا سبب اور اس فتنہ وفساد کا بانی مبانی تھا اس نظر سے بھی اسکا ذکر اس مقام پر بے ربط نہوگا
واضح رہے کہ عبداللہ بن زبیر اسماء بنت ابوبکر کے بطن سے تھا۔ پس ابوبکر کا نواسا اور جناب عائشہ کا بھانجا بلکہ ایک حساب سے انکا متبنیٰ تھا کیلئے کہ اہلسنت کے یہاں
روایت ہو کہ حضرت رسولخدا نے عائشہ کی اسکے ساتھ فرط محبت کو دیکھکر اجازت دی تھی کہ اپنے آپ کو اسکے نام سے کنیت کرے اس سبب سے عائشہ کی کنیت ام عبداللہ مقرر
ہوئی اور باپ کیطرف سے چونکہ زبیر کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب تھی خود حضرت رسولخدا کے ساتھ وہ قرابت کا دعویدار تھا انہیں وجوہ سے وہ پہلے اپنے باپ کو
بعد ازاں آپ کو مستحق خلافت تجویز کرتا تھا۔ بلکہ جب بصرہ میں طلحہ زبیر کے درمیان امامت نماز پر نزاع ہو کر بحکم عائشہ منصب پیشنمازی عبداللہ کو تفویض ہوا عجب نہیں کہ
اسوقت سے وہ اپنا استحقاق باپ سے بھی کچھ زیادہ سمجھتا ہو۔ بہر حال اس نے زیادہ تر اپنی ننھیال کے رنگ پر نشو ونما پائی تھی لاجرم وہ سخت شوخ وبیباک نکلا خلافت کی بو
اسکے دماغ میں سما گئی تھی۔ اسی خیال سے ابتدائے سن شعور سے اس نے بغض وعناد حضرت امیر کبیر واولاد امجاد اس جناب پر کمر ہمت چست باندھی پہلا کام جو اس نے
کیا وہ یہ تھا کہ اپنے باپ زبیر کو ادھر سے توڑ کر ادھر ملایا۔ ورنہ زبیر ابتدا میں ہواخواہان جناب مرتضوی سے شمار ہوتا تھا۔ اور جن لوگوں نے انحضرت کے ساتھ بیعت ابوبکر
سے انکار کیا تھا۔ ان میں وہ داخل تھا۔ اسی جگہ سے ہو کہ امیر المومنین اسکے حق میں فرماتے تھے مَا زَالَ الزُّبَيْرُ يُعَدُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ حَتَّى نَشَأَ ابْنُهُ السُّوءُ عَبْدُ اللهِ
کہ زبیر ہم اہلبیت سے شمار ہوتا تھا تا اینکہ اسکا پسر بدبخت عبداللہ جوان ہوا چنانچہ کتب معتبرہ حضرات اہلسنت میں مثل اسد الغابہ واستیعاب وغیرہ کے یہ کلمہ انحضرت سے مروی
وماثور ہے پھر زمان خلافت جناب مرتضوی میں جو دوبارہ قائم کرنے جنگ جمل کے مساعی نامشکور اس نے مبذول کیں انسے ناظرین اوراق بھی قدرے واقف ہیں
انہیں کی روایات کے موافق پہلے تو اس نے عائشہ کو اغوا کرکے سفر بصرہ کے لئے آمادہ کیا جب اثنائے راہ میں وہ چشمہ حواب کا نام سنکر متنبہ ہوئی۔ اور ارادہ واپس ہونیکا
کیا تو اس ناحق شناس نے اپنے بنے بنائے کام کو خراب ہوتا ہوا دیکھکر کیا کچھ نہیں کیا خود بھی کذب صریح کا مرتکب ہوا اور گرد ونواح کے بدوؤں کو کچھ دے دلا ڈرا دھمکا کر
جھوٹی گواہی دلوائی کہ یہ چشمہ حواب نہیں جس نے اسکو حواب بتلایا غلط بیان کیا یہی شہادت ہے جسکو اسلام میں سب سے پہلے شہادت بدروغ کہتے ہیں پھر اسیری کفایت
نہ کرکے آخر لشکر سے بدروغ شہرت دی کہ علی ابن ابیطالب بالشکر گران جنگ کنان آن پہنچے كَمَا صَرَّحَ فِي كُتُبِهِمْ اور زبیر جب بفہمائش امیر المومنین جنگ میں متردد
ہوا اور قصد لشکر سے باہر جانیکا کیا تو اس فرزند ارجمند نے اسکو سخت سرزنش کی کہ تونے ان دو لشکروں کو جمع کیا اب جبکہ فریقین آمادہ کارزار ہیں چاہتا ہے کہ انکو بحال خود
چھوڑ کر فرار کرے معلوم ہوتا ہے کہ خوف وہراس نے تجھپر غلبہ کیا اور علم ہائے ابن ابوطالب کے نیچے موت سرخ کا تو نے معائنہ کیا جنکو جوانان انجاد اٹھائے ہوئے ہیں لے
پدر تو ہمکو ایسے فضیحت عظیم میں مبتلا کرتا ہے جس سے کبھی اپنے سروں کو پاک نہ کر سکینگے **الغرض** اس قدر مبالغہ کیا کہ وہ خون گرفتہ کفارہ قسم کے لئے جو اس نے امیر کے
سامنے کھائی تھی ایک بردہ آزاد کرکے۔ شریک جنگ ہو گیا چنانچہ یہ جملہ امور انکے یہاں مفصل ومشرح ہیں۔ سخت تعجب ہے کہ پھر یہ حضرات ایسے فتنہ جو تفرقہ پرداز
مسلمانان کو ثقہ وسند عابد و زاہد بلکہ امام وپیشوا انکے اقتدا کو موجب اہتدا جانتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہو سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ کہ مسلمان کی
بدگوئی کرنا فاسقی ہے اور اسکے ساتھ جنگ کرنا کفر جب ایک مسلمان سے لڑنیوالا موافق اس حدیث کے حد کفر کو پہنچتا ہے تو جس نے امت اسلام میں فتنہ عظیم برپا کرکے ہزارہا
مسلمانوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا تو معلوم نہیں کہ انکی نوبت کہاں تک پہنچے گی اور کونسا درجہ کفر کا اسکے لئے ثابت ہوگا۔ امیر المومنین کی شہادت کے بعد معاویہ کے
عہد حکومت میں ابن زبیر ہر چند دم دبائے بیٹھا رہا الا معاویہ کے آنکھ میں خار تھا۔ معاویہ کے مرنے کے بعد پھر اسکی آرزوئیں تازہ ہوئیں مدینہ سے مکہ میں آیا چونکہ حضرت
سید الشہداء ابھی وہاں تشریف رکھتے تھے تو ابن زبیر کو قیام اس جناب کا وہاں پر ناگوار تھا۔ اور چونکہ جانتا تھا کہ جب تک وہ حضرت یہاں تشریف رکھیں گے لوگ انکی طرف

کبھی رجوع نہ کریں گے اور کوئی اُسکو مقابل و مماثل ریحانہ رسولخدا نجانیگا تو وہ بدل چاہتا تھا - کہ حسین یہان سے چلے جائیں اور حجاز اُنکے لئے خالی کرجائیں **تاریخ الخلفاء** میں
ہے کہ حسین سے اہل کوفہ معاویہ کی زندگی ہی میں خطوط لکھکر خروج کی درخوہست کرتے تھے - مگر وہ قبول نہ کرتے تھے معاویہ نے رحلت کی اور یزید سے بیعت ہوئی - تو وہ
اس مقدمے میں متردد ہوئے ابن زبیر نے اُنکو کوفہ جانے کا مشورہ دیا اور عبداللہ بن عباس وغیرہ نے اس سے منع کیا - آخر حضرت نے عراق کا قصد مصمم کیا تو ابن عباس
گریان ہوئے اور کہا تو نے ابن زبیر کی آنکھیں ٹھنڈی کین اور عبداللہ سے کہا لے جو کچھ تو چاہتا تھا پایا - یہہ حسین کوفہ کو جاتے ہیں اور حجاز تیرے لئے خالی کرتے ہیں - اور چند
اشعار پڑھے جنکا حاصل مضمون طنز و تشنیع تھا ابن زبیر پر اور ملخص کلام شیخ عمر بن مہدی کی کا کتاب اتحاف الورے باخبار ام القرے میں علی ما نقل عنہ یہہ ہے کہ ابن زبیر
حسین کے پاس آیا اور تھوڑی دیر کچھ باتین کرکے کہنے لگا - کہ معلوم نہیں اس قوم نے ہمکو کیون ترک کیا حالانکہ ہم ابنائے مہاجرین اولین و وارث خلافت خاتم المرسلین ہیں
فرمائیے آپکا ارادہ کیا ہے امام عالیمقام نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ کوفہ جاؤں اشراف کوفہ نے مجھکو طلب کیا ہے اور میں اس امر میں استخارہ بھی کرونگا - ابن زبیر نے کہا اگر میرے
لئے ایسے شیعہ ہوتے تو کبھی اُنسے عدول نکرتا - پھر بخوف رفع تہمت کہنے لگا کہ آپ حجاز میں قیام کریں تو ہم سب یاری و مددگاری کو موجود ہیں آپکے ساتھ بیعت کریں گے اور
کوئی امر نصیحت و اخلاص کا آپسے دریغ نکریں گے - امام حسین نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر عالیمقدار سے سُنا ہے کہ مکہ میں ایک کبش یعنے مینڈھا ہوگا جس سے حرمت خانہ کعبہ حلال کیجائیگی
پس نہیں چاہتا کہ وہ کبش میں ہوں پھر ابن زبیر نے کہا اگر تم یہاں قیام کرو اور ولایت امر اپنی طرف سے مجھکو مقرر کرو تب بھی اطاعت و فرمان برداری کو حاضر ہوں حضرت
نے فرمایا مجھکو یہہ بھی منظور نہیں بعد ازاں دونو نے کچھ آہستہ آہستہ کلام کئے پھر حسین حاضرین کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تمکو معلوم ہے کہ یہہ کیا کہتا ہے اُنہوں نے عرض کی
نہیں فرمایا کہتا ہے کہ اس مسجد میں قیام کرو کہ میں لوگون کو تم پر جمع کردوں پس فرمایا قسم بخدا کہ اگر میں بالشت بھر اس جگہہ سے دور تر قتل ہوں تو میرے نزدیک بہتر ہے
کہ اس کے درمیان قتل ہوں اور جو دو شبر کے فاصلہ پر ہوں اس سے بہتر ہے کہ ایک شبر پر مارا جاؤں اور قسم بخدا اگر میں کسی جانور کے سوراخ میں بھی داخل ہونگا تو
یہہ لوگ وہاں سے بھی مجھکو نکالیں گے تاکہ اپنا مطلب مجھسے روا کریں اور قسم بخدا کہ میرے مارنے پر عید کریں گے جسطرح یہود ہفتہ کے دن عید کرتے تھے پس ابن زبیر اُٹھا اور چلا گیا
پس حضرت نے حاضرین سے فرمایا کوئی چیز اسکے نزدیک محبوب تر نہیں اس سے کہ میں حجاز سے چلا جاؤں کیونکہ یہہ خوب جانتا ہے کہ میرے یہاں ہوتے اسکو میرے برابر نجانیگے
پس اسکی آرزو یہہ ہے کہ میں یہاں نٹھیروں انتہی آن روایات سے جنکو معتبران قوم نے اپنے تصانیف میں وارد کیا ہے - بغض و عداوت ابن زبیر پارہ جگر رسولخدا کے ساتھ بے
پردہ بیان ظاہر و عیان ہے اُسکو گوارا نتھا کہ فرزند رسولخدا مکہ میں رہیں اور خواہش دلی اُسکی یہہ تھی اور نکی خیم ایسی تھی کہ حجاز اُنسے خالی ہو - اور جو تقریر بخوف اتہام اُسنے
کی سراسر اُسکی نفاق و دوروئی کو ثابت کرتی ہے عجب ہے کہ تقیہ کا نام سنکر جو شیعہ بضرورت وقت تجویز کرتے ہیں یہہ حضرات درہم برہم و سرگرم کین ہوجاتے ہیں اور اس نفاق کو
بمقابلہ امام آفاق اُس سے بخوشی نقل کرتے ہیں اور سوچتے نہیں کہ انجام اسکا کیا ہوگا - بستر وضع رہے کہ جو وجہ امام عالیمقام نے ترک قیام مکہ کی اپنے لئے ارشاد فرمائی یعنی اِنَّ بِهَا
كَبْشًا يَسْتَحِلُّ بِهَا حُرْمَتَهَا فَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ ذٰلِكَ الْكَبْشَ کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سُنا ہے کہ یہاں ایک مینڈھا ذبح کیا جائیگا جس سے حرمت خانہ کعبہ میں خلل آجائیگا پس میں
نہیں چاہتا کہ وہ کبش میں ہون - اسکا مصداق ابن زبیر ہے جس بات سے امام نے پرہیز کیا وہ اسکا مرتکب ہوا حرم خدائے متعال کو اُس نے محل قتال و جدال قرار دیا مکہ معظمہ پر
دو مرتبہ اُسکے باعث سے لشکر کشی ہوئی - اول بعد معرکہ کربلا اُس نے علم مخالفت یزید برپا کیا تو افواج شام نے اُس بلدہ محترمہ کا محاصرہ کیا اور منجنیق نصب کرکے اس قدر
پتھر برسائے کہ دیوارین و چھتیں اُس شہر کی اور خود خانہ خدا کی خستہ و خراب ہوگئین مگر چونکہ اُنہیں روزوں میں خبر ہلاکت یزید پلید شائع ہوگئی یہہ مہم ناقص رہی +
دوسری مرتبہ سنہ ۷۳ ہجری میں عبدالملک بن مروان کے عہد میں حجاج بن یوسف لعین نے چڑھائی کی اور کوئی دقیقہ ہتک حرمت حرم خدا اٹھا نہیں رکھا

خاص اُس مکان مقدس میں جسکی سمت تمام عالم رخ کرکے نماز پڑھتا ہے آگ لگادی - حجر اسود جو حلقہ چاندی کے حلقہ میں پارہ پارہ معلوم ہوتا ہے اسی فتنہ میں توڑا گیا - اور یہہ حلقہ سیمیں اُسکے گرد چڑھایا گیا بیت الحرام سے آواز نالہ و آہ آہ سُنی گئی جیسے کہ وہ کبش کا کام یعنی عبداللہ بن زبیر عوام میان مسجد الحرام ذبح ہوا **پس** یہہ جملہ امور انہیں ذات شریف کی بدولت واقع ہوئی احادیث نبوی میں ایسے شخص کو جو حرم میں احداث کرے مُلحد فرمایا ہے - اسیوجہہ سے حضرت سید الشہداؑ قیام مکہ سے استکراہ فرماتے تھے اور ابن زبیر کو بھی اپنے بکنایۃ ابلغ من التصریح اس سے متنبہ کیا مگر وہ خبر نہوا اور عبداللہ بن عمر خطاب نے پوست کندہ اُسکو کہدیا چنانچہ جمع الجوامع سیوطی میں ہے کہ عبداللہ بن عمر ابن زبیر کے پاس آیا اور کہا یا ابن زبیر خبردار کہ حرم خدا میں الحاد نہ کرنا تحقیق کہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ یہاں ایک مرد قریش سے مُلحد ہوگا اُسکے گناہ جن و انس کے گناہوں سے زیادہ ہونگے پس دیکھ کہ وہ مرد تو نہو - مگر افسوس کہ ان باتوں نے اُسمیں کچھ اثر نہ کیا اور وہ بدستور حُبّ جاہ و طمع حکومت و ریاست میں منہمک رہا - طرفہ یہہ کہ بعض روایات عامہ میں نام کی تصریح بھی کردی گئی ہے کہ وہ ملحد ہونیوالا عبداللہ ہوگا چنانچہ کنز العمال میں ہے یُلْحِدُ بِمَکَّۃَ کَبْشٌ اَیْ سَیِّدٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اِسْمُہٗ عَبْدُاللّٰہِ عَلَیْہِ مِثْلُ نِصْفِ اَوْزَارِ النَّاسِ کہ مکہ میں عمائد قریش سے ایک شخص جسکا نام عبداللہ ہوگا ملحد ہوجائیگا اُسپر نصف بنی آدم کے برابر گناہ ہونگے - حق یہہ ہے کہ ابن زبیر کے بارے میں دقت نظر اور قیافہ شناسی حضرت خلیفہ ثانی کمال تعریف و توصیف کے لائق ہے کہ اُنہوں نے بچپن میں آثار شیطنت و شرارت اُسکے ناصیہ حال سے مشاہدہ کرکے کہدیا تھا کہ یہہ شیطان کامل ہوگا - چنانچہ کتاب محاضرات راغب اصفہانی میں جو عبارت مذکور ہے محصل اُسکا یہہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر کا کچھ اطفال کے نزدیک سے گزر ہوا جنمیں عبداللہ زبیر داخل تھا اور بچے تو خلیفہ ثانی کو دیکھ کر بھاگ گئے مگر عبداللہ میں شوکت عمریہ نے تاثیر نہ کی بدستور اپنے مقام پر کھڑا رہا خلافت مآب نے پوچھا تو کسلیئے اور اطفال کے ساتھ نہ بھاگا اُس نے کہا یا امیر المومنین کوئی جُرم مجھ سے سرزد نہیں ہوا کہ اُس سے خوف کرتا اور راستہ تنگ نہ تھی کہ تمہارے لئے چھوڑ دیتا عمر نے یہہ طلاقت لسانی اور جسارت جنانی اُسکی دیکھ کر کہا اَیُّ شَیْطَانٍ یَکُوْنُ ھٰذَا کیا شیطان یہہ لڑکا ہوگا اب ہم ایک نقل لطیف مُضحک کہ خندہ آوری میں اہل ایمان کے لئے کم از کشت زعفران نہیں - اس جگہہ نقل کرتے ہیں اور اس بحث کو ختم کرتے ہیں - وَھُوَ ھٰذَا ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے اُم عمر بنت منظور بن زبان فزاری کے ساتھ عقد کیا تھا ایک شب بوقت خلوت اُس سے فخریہ پوچھا کہ تجھکو معلوم ہے کہ اسوقت تیرا ہم بستر کون شخص ہے عورت نے کہا معلوم کیوں نہیں - میرے پاس اس وقت عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی لیٹا ہوا ہے عبداللہ نے کہا نہیں بلکہ تیرا ہم کنار اسوقت وہ شخص ہے جو قریش میں ایسا ہے جیسا تمام جسم میں سر اور تمام سر میں آنکھیں عورت نے کہا قسم بخدا اگر بنی عبد مناف اسکو سنینگے تو کبھی قبول نہ کرینگے اور اُسکے برخلاف تقریر کرینگے ابن زبیر کو یہہ سنکر غیظ آیا اور کہا اکل و شرب مجھپر حرام ہے جبتک بنی ہاشم اور بنی عبد مناف سے تیرے سامنے اپنے قول کی تصدیق نہ کرالوں - زن فزاریہ نے کہا اگر میری بات مانتا ہے تو اسکا ارادہ نہ کر آئندہ تجھکو اختیار ہے - پس ابن زبیر مسجد میں آیا اُسوقت قریش سے چند اشخاص وہاں حاضر تھے - منجملہ اُنکے عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن حصین بن حرث بن عبد مناف بھی تھے - ابن زبیر نے سب کو مدعو کیا اور اپنے ساتھ گھر میں لایا اور پردہ کراکر بٹھایا اور کھانا منگایا - جب کھانے سے فارغ ہوئے تو کہا تم لوگوں کو یہاں بلانے کا سبب یہہ ہے کہ یہہ عورت میری بات کا انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بنی عبد مناف بھی اسکو قبول نہ کرینگے اے ابن عباس تم اس مقدمے میں کیا کہتے ہو - مینے اس سے یہہ کہا تھا کہ تیرا شوہر قریش میں ایسا ہے جیسا بدن میں سر اور سر میں آنکھیں ابن عباس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیری روئے سخن خاص میری طرف ہی بہتر تھا کہ مجھکو تو اس معاملہ سے معاف ہی رکھتا ابن زبیر نے گرم ہوکر کہا یا ابن عباس کیا تجھکو اسمیں تامل ہے کیا نہیں جانتا کہ میں فرزند زبیر حواری رسولخدا ہوں اور میری ماں اسماء ذات النطاقین[له] بنت ابوبکر صدیق اور عمہ خدیجہ

نقل لطیف و مضحک

له نطاق بروزن کتاب جمع نطق بمعنی بند مردان اور ایک پارچہ ہے جسکو زنان عرب اس طرح کمر پر باندھتے ہیں کہ حصہ بالائی کو پلٹ کر حصہ زیرین پر ڈالتے ہیں تو تا بزانو پہنچتا ہے اور حصہ زیرین زمین تک چھوٹا رہتا ہے - ایک پیچیدہ میان اور دوسرا ... چونکہ اسماء بنت ابی بکر دو نطاق اوپر تلے باندھتی تھی اسکو ذات النطاقین کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اسلئے اسکو ذات النطاقین کہتے ہیں کہ اسکے پاس دو نطاق تھے ایک میں تھے دوسرے میں حضرت رسولخدا کے لئے جبکہ وہ حضرت غار میں تشریف رکھتے تھے کھانا لیجایا کرتی تھی ۱۲

سیدۂ نساء العالمین اور جدہ صفیہ بنت عبد المطلب عمہ رسولخدا اور خالہ عائشہ بنت ابو بکر ام المومنین ہے ابن عباس نے کہا یہہ سب درست و صحیح ہے مگر تجھکو زیبا نہیں کہ ہمارے سامنے یہہ گفتگو کرے۔ کیا معنے کہ یہہ جملہ مفاخر جو تو نے بیان کے حضرت رسولخدا تک تمام ہوتے ہیں اور آنحضرت سے جو نسبت ہمکو ہے ہرگز تجھکو نہیں میں ابن عم رسولخدا ہوں پس تو ہمارے ہی فخر سے افتخار کرتا ہے اور ہمارے ہی اوپر فوقیت چاہتا ہے۔ ابن زبیر نے کہا میں اگر چاہوں تو قبل نبوت بھی تم پر شرافت و بزرگی کو ثابت کر سکتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا ہاں یہہ کلام تو نے منصفانہ کیا۔ ہاں اے حاضرین مجلس عبد المطلب کو فضیلت ہے یا خویلد کو سب نے کہا عبد المطلب کو پھر کہا ہاشم فائق ہیں یا اسد۔ کہا ہاشم۔ پھر کہا عبد مناف اشرف ہیں یا عبد العزی حضار نے کہا عبد مناف عبد اللہ نے کہا یا ابن زبیر رسولخدا ہمارے درمیان اسکا فیصلہ کر چکے جبکہ آپنے فرمایا مَا افْتَرَقَتْ فِرْقَتَانِ اِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا کوئی دو شاخیں جدا نہیں ہوئیں الا یہہ کہ میں اُنہیں سے بہترین تھا۔ ہم تجھسے قصی بن کلاب کے بعد جدا ہوئے اور زمرۂ خیر میں ہیں اگر اسکا اقرار کرتا ہے تو اپنے دعوے میں مغلوب ہوتا ہے نہیں تو بباعث انکار حدیث پیغمبر کفر تجھ پر عائد ہوتا ہے۔ اسوقت کچھ لوگ ہنسنے لگے ابن زبیر نے کہا قسم بخدا اے پسر عباس اگر مجھکو یہہ لحاظ نہوتا کہ تو نے ابھی میرا کھانا کھایا اور اسکی حرمت مجھ پر لازم ہے تو میں تیری پیشانی عرقناک کئے بغیر تجھکو اس مجلس سے نہ اٹھنے دیتا ابن عباس نے کہا کس طرح حق سے یا باطل سے اگر حق ہے تو وہ ایسی باتوں سے منع نہیں ہوتا۔ اور باطل ہے تو باطل کبھی حق پر غالب نہیں آتا۔ اسوقت زن فزاریہ پس پردہ سے بولی۔ بخدا قسم کہ مینے اسکو اس مجلس سے منع کیا تھا۔ مگر اُس نے میرا کہا نہ مانا ابن عباس نے کہا خاموش رہ اے زن اور قناعت کر اپنے شوہر پر اور اسکی باتوں کا انکار نہ کر لوگوں نے ابن عباس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اور وہ نابینا تھے۔ اور کہا چلو بس بہت کچھ رد و قدح ہو چکی ابن عباس چلے اور کہتے تھے یعنے اے قوم چلو اور کوچ کرو اور قطا[۵۲] یعنے لوے کو چھوڑ و کہ آرام لے۔ ابن زبیر نے کہا اے صاحب قطا ذرا توقف کر کس لئے کہ تو باز نہ آئے گا جبتک کہ میں جو کچھ کہتا ہے تمام نہ کہہ چکوں سب لوگ جانتے ہیں کہ میں سابق ہوں بغیر اسکے کہ کوئی مجھ پر سبقت کرے اور فرزند حواری رسولخدا ہوں اور شرف صحیح مجھکو حاصل ہے اور بہتر ہوں طلیق[۵۳] سے (یہہ اشارہ ہے طرف عباس بن عبد المطلب پدر عبد اللہ کے کہ طلقا سے شمار ہوتے تھے) ابن عباس نے کہا تو اپنا گھر الٹ چکا اور جو تیرے پاس تھا تمام ہوا۔ اب سُن اگر سبقت کرنیوالا ہے تو کسکی طرف اور صاحب فخر و فضیلت ہے تو کسکے طفیل سے سب ہمیں سے اور ہماری ہی طفیل سے۔ تیرے دست و دہان میں بجز سنگریزوں کے کچھ نہیں۔ اور طلیق کا جو تو نے ذکر کیا قسم بخدا کہ وہ مبتلائے بلا ہوا اور صبر کیا انعامات خدا اُسکو پہنچیں اُسکا شکر بجا لایا قسم بخدا کہ وہ قول کا پورا اور صاحب کرم تھا عہد ہائے محکم کا توڑنے والا اور کسی لشکر پر امیر ہو کر اسکو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑنیوالا نہ تھا۔ ابن زبیر نے کہا تو زبیر کو جبن و بزدلی کیطرف منسوب کرتا ہے حالانکہ اسکے خلاف کا تجھکو علم و یقین ہے ابن عباس نے کہا ہمکو تو اسکا علم ہے کہ اُس نے جنگ کا ارادہ کیا اور صبر نہ کر سکا بیعت کی اور تمام کو نہ پہنچائی۔ قطع رحم کیا اور فضیلت کا منکر ہوا اور جس امر کے وہ لائق نہ تھا اُسکا طلبگار ہوا۔ ابن زبیر نے کہا اے بنی ہاشم اب بجز دست و گریبان ہونیکے کوئی درجہ باقی نہیں رہا۔ عبد اللہ بن حصین بن حرث نے کہا ہم چاہتے ہیں اسکو یہاں سے لیجائیں تو نزاع کرتا ہے اور جانے نہیں دیتا قسم بخدا کہ اگر تمام عمر بھی اسکے ساتھ مناظرہ کریگا تب بھی کچھ فائدہ نہو گا اور تیری مثال اُس تشنہ و گرسنہ کے ہو گی جو ہوا کے سامنے مونہہ کھول کر کھڑا ہو جائے کتنے ہی عرصہ تک وہ کھڑا رہے اُسکی بھوک پیاس کو کچھ نفع نہ پہنچے گا۔ بعد ازاں سب لوگ وہاں سے چلے گئے

مراجعت امیر المومنین علیؑ بسمت کوفہ بفیروزی و فرخی

مروی ہے کہ بعد فتح بصرہ امیر المومنین نے عبد اللہ بن عباس کو حکومت بصرہ عطا کی اور زیاد بن سمیہ کو جو معاویہ کے عہد حکومت میں زیاد بن ابیہ کے نام سے مشہور ہوا اُنکا نائب مقرر فرمایا اور خود کوفہ کیطرف مراجعت کا قصد کیا۔ قبل اسکے کہ لشکر بصرہ سے حرکت کرے اہل کوفہ کو ایک خط مشتمل بر خبر فتح جنگ جمل

---

[۵۱] عفا عفوا بالفتح دعفو الذخول بخواب شد دخفت ۱۲ منتہی الارب

[۵۲] قطاہ مرغیست کہ از آن استسقی از ماننده ۱۲

[۵۳] طلیق وہ اسیر ہے جس کو قید سے رہا کریں اور یہہ واحد ہے جمع اسکی طلقاء۔ طلقاء مکہ وہ لوگ ہیں جنکو حضرت رسولخدا نے بروز فتح مکہ غلامی سے رہا کیا اور فرمایا اِذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ جاؤ تم آزاد کردہ ہو انہیں میں سے ہے معاویہ۔ ابو سفیان۔ عباس۔ عقیل۔ وغیرہ وغیرہ ۱۲

خط امیر المومنین بنام اہل کوفہ

وقتل طلحہ و زبیر تحریر کرکے زحر بن قیس جعفی کے ہاتھ روانہ کیا کہ قبل ورود لشکر نصرت اثر یہہ مژدہ اہل شہر کو پہنچا دے۔ یہہ خط واقدی مورخ اہل سنت نے بسند خود روایت کیا ہے۔ اور اس سالہ میں بھی پیشتر اسکا ذکر آیا ہے اس مقام پر کل خط کا ترجمہ کیا جاتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ خط بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے ہے اہل کوفہ کو سلام ہو تم پر پس تحقیق کہ مین حمد کرتا ہوں اُس خدائے بزرگ و برتر کی کہ کوئی معبود اسکے سوا نہیں **اما بعد** پس خداوند عالم حاکم عادل ہے کسی قوم سے کوئی نعمت تغیر نہیں کرتا جبتک کہ وہ آپ اُسکو تغیر نہ کریں اور جب وہ کسی قوم سے بدی کا ارادہ کرے تو اُسکو کوئی روک نہیں سکتا اور کوئی اُسکا والی نہیں۔ اب تمکو اپنے حال سے اور نیز لشکر ہائے قریش و اہل بصرہ وغیرہ سے جو طلحہ زبیر کے ساتھ ہوئے اور عہد ہائے استوار کو اُنہوں نے توڑ ڈالا۔ اور حق سے انحراف کیا۔ خبر دیتا ہوں میں مدینہ سے چلا تو بصرہ میں اس قوم کا پہنچنا اور عثمان بن حنیف میرے عامل کے ساتھ جو سلوک اُنہوں نے کیا وہ راہ میں معلوم ہوا مقام ذی قار پر پہنچا تو اپنے فرزند دلبند حسن بن علیؑ و عمار یاسر و قیس بن سعد کو تمہارے پاس بھیجکر بحق خدا و رسول تم سے طالب نصرت ہوا تمہارے بھائی میرے پاس جلد حاضر ہوئے میں اُنکو ساتھ لے کر بصرہ کو گیا۔ اور اس قوم کو عذر خواہی کی طرف دعوت کیا دلیل و برہان پیش کی اور انکی لغزش و خطا پر اغماض و درگزر کا وعدہ دیا اور عہد خدا اور اپنی بیعت کے توڑنے پر خواستگار توبہ کا ہوا مگر وہ ہمارے ساتھ لڑنے پر مُصر رہے اور اپنے ضلالت پر قائم پس میں نے راہ خدا میں اُن پر جہاد کیا انجام یہہ ہوا کہ جو قتل ہونے تھے قتل ہوئے نکث بیعت اور عہد شکنی کے داغ اپنی پیشانیوں پر لیگئے اور باقیوں نے پشت دکھائی۔ پس جو بات قبل جنگ کے میں اُنسے چاہتا تھا بعد جنگ کے وہ مجھسے اُسکی خواستگار ہوئے مینے اُنکی درخواست کو قبول اور اپنی تلوار کو میان میں کرلیا اور اُنکو بخشدیا اور سُنت نیک کو اُنکے درمیان جاری کیا اور عبد اللہ بن عباس کو بصرہ پر حاکم مقرر کیا اور عنقریب تمہارے پاس کوفہ کو آنے والا ہوں اپنے سے پہلے زحر بن قیس جعفی کو یہہ خط دے کر بھیجتا ہوں تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہو اس سے دریافت کرو وہ تمکو میرے اور اُنکے حال سے بخوبی خبر دے گا اور اس سے کہ اُنہوں نے حق کو رد کیا پس حقتعالی نے اُن پر رد کیا اور انکی وہ کراہت کرنیوالے تھے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا اس خط کو عبید اللہ بن ابی رافع نے ماہ جمادی ۳۶ھ ہجری میں **امام** محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امیر المومنینؑ بعد فتح بصرہ کے کوفہ میں تشریف لائے تو اشراف کوفہ خبر قدوم حضرت سنکر قرظہ بن کعب انصاری کے ساتھ حضرت کے استقبال کو شہر سے نکلے اور متصل نہر نضر بن زیاد پائے بوس آنحضرت سے مشرف ہوئے۔ لوگ پاس آتے اور آپکو اس فتح عظیم پر مبارک باد دیتے آپ عرق کو پیشانی مبارک سے پونچھتے جاتے تھے قرظہ بن کعب نے عرض کی یا امیر المومنینؑ شکر ہے خدائے عزوجل کا جسنے دوستونکو عزت بخشی اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کیا اور آپکو اس گروہ ظلم باغی و طاغی پر مظفر و منصور فرمایا۔ عبد اللہ بن وہب راسبی نے جو آخر کار خارجی ہوا کہا قسم بخدا کہ وہ ظالم اور باغی بلکہ کافر و مشرک ہیں حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ جس امر کا تجھکو علم نہیں اُسکے کہنے پر کس لئے جرأت کرتا ہے یا ابن سوداء تونے غلطی کی اگر وہ لوگ مشرک ہوتے تو ہم اُنکو اسیری میں لیتے اُنکے اموال کو غنیمت جانتے مناکحت کو اُنکے ساتھ حلال جانتے اور میراث اُنپر جاری کرتے **ابن ابی الحدید** نے کتاب صفین میں نصر بن مزاحم سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنینؑ کوفہ میں تشریف لائے درآنحالیکہ اشراف بصرہ اور اور لوگ آپکے ہمرکاب تھے تو رؤسائے و قرائے کوفہ نے حضرت کا استقبال کیا اور التماس کیا کہ قصر دار الامارہ میں نزول فرمائیں آپنے قبول نہ کیا اور بروایتے فرمایا اَلْقَصْرُ خَبَالٌ فَلَا تَنْزِلُوْنِیْهِ کہ قصر محل فساد ہے مجھکو وہاں نہ اُتارو اور رحبہ میں جو ایک محلہ محلہ ہائے کوفہ سے ہے وہاں فروکش ہوئے بعد ازاں مسجد اعظم میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑہی اور ممبر پر تشریف لیگئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد مواعظ شافیہ بیان کئے اور اتباع ہوا و ہوس و طول امل سے تخویف و تہدید کیا اور **شیخ** مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس میں نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ بارہویں رجب کو بصرہ سے کوفہ میں وارد ہوئے اور اُسی روز ممبر پر جاکر اول حمد و صلوٰۃ ادا کی بعد ازاں فرمایا شکر ہے حقتعالی کا کہ اُس نے اپنے

خبال کسحاب تباہی و نقصان و بلا کی و رنج و گرانی و زہر کشندہ و زرد آبہ دوزخیان ۱۲ منتہی الارب

دوستونکو منصور اور دشمنوں کو منکوب مخذول فرمایا صادق محق کو عزت دی اور ناکث مُبطل کو ذلیل فرمایا بندگان خدا تقوی و پرہیزگاری جناب باری کو اختیار کرو اور اہلبیت نبی کے جو ہر حال تابع رضائے مولے ہیں پیرو رہو کہ وہ اطاعت کے لئے اولے ہیں بہ نسبت اور مدعیان طعنہ زن کے تحقیق کہ لوگون نے ہمارے ہی فضائل سے افتخار حاصل کیا پھر ہمارے ہی منکر ہیں اور ہمارے حقوق کو ہم سے غصب کرنے پر آمادہ ہیں اور ہم میں دوری ڈالتے ہیں فَذَاقُوا وَبَالَ مَا اجْتَرَمُوا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا تحقیق کہ انہوں نے اپنے گناہونکا عذاب چکھا اور آخر کار وہ غوایت وگمراہی سے ملاقات کرینگے - پس فرمایا آگاہ رہو کہ تم میں سے چند اشخاص ہیں جنہوں نے میری نصرت سے پہلوتہی کی - میں اُنسے آزردہ ہوں اور اُن پر عتاب ہوں تمکو لازم ہے کہ اُنسے ہجر و دوری اختیار کرو اور انکو وہ کلام سناؤ جس سے وہ راضی نہوں تاکہ تفرقہ کی حالت میں گروہ حق و باطل میں امتیاز رہے پس مالک بن حبیب تیمی یربوعی حضرت کا سپہ سالار اُٹھا اور عرض کی قسم بخدا کہ میرے نزدیک اُنسے مہاجرت کرنا اور کلام مکروہ انکو سنانا ایک ادنےٰ سی بات ہے اگر امیر المومنین حکم دیں تو ہم انکو قتل کریں - فرمایا اے مالک تو نے حق سے تجاوز کیا اور حد سے گزر گیا اُس نے عرض کی یا امیر المومنین ایسے امور میں قدرے ستم روا رکھنا اعدا کے ساتھ رفق و مدارا سے زیادہ تر نافع ہے - حضرت نے فرمایا لیکن حقتعالی اسکے برخلاف فیصلہ کر چکا وہ فرماتا ہے اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ جان کے بدلے جان بھر قدرے ستم کیسا - اور نیز وہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا یعنے جو شخص بظلم قتل کیا جاوے ہم اسکے ولی کو قدرت دینگے کہ وہ قتل میں اسراف و کمی نکریگا پس تحقیق کہ وہ منصور ہوگا **پس** ابوبردہ بن عوف ازدی اُٹھا یہ شخص عثمانی تھا جنگ جمل میں حاضر نہوا تھا صفین میں بھی ہمرکاب تھا بعزم سست و نیت ضعیف تھا اُس نے عرض کی یا امیر المومنین طلحہ و زبیر وغیرہ ہمراہیان عائشہ جو قتل ہوئے آپکے نزدیک کس گناہ پر مستوجب قتل ہیں فرمایا انہوں نے میرے شیعہ و عمال کو قتل کیا اور ربیعہ عبدی رحمۃ اللہ علیہ کو مع ایک جماعت مسلمانون کے ہلاک کیا جنکا اسکے سوا اور کوئی قصور نہ تھا کہ وہ یہہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری طرح نکث نہ کرینگے اور غدر و بیوفائی میں داخل نہونگے - بعدہ بوقت جنگ مین نے انسے کہا کہ قاتلان برادران مسلم کو میرے حوالے کرو کہ اُنسے قصاص لون پھر کتاب خدا میرے اور تمہارے درمیان حکم ہے انہوں نے اسکو نمانا اور میرے ساتھ جنگ کیا - حالانکہ میری بیعت انکے گردنوں میں تھی اور قریب ایک ہزار مرد کا خون میرے شیعوں سے انکے ذمہ تھا - اس سبب سے مینے انکو قتل کیا اے ابوبردہ کیا تجھکو اس مین شک ہے اُس نے کہا پہلے تھا مگر اب انکا خطاوار ہونا ثابت ہوا بلا شبہ آپ راہ صواب پر ہیں - **ابو الکنود** راوی حدیث کہتا ہے کہ ابوبردہ مذکور باوجود صفین مین امیر المومنین کے ساتھ ہونے کے منافق تھا اور پوشیدہ معاویہ کے ساتھ خط وکتابت رکھتا تھا - جب معاویہ بالاستقلال حاکم ہوا اُس نے فلوجہ میں کچھ جاگیر اسکو دی اور اسپر مہربان تھا **نصر** بن مزاحم کہتا ہے کہ پھر جو لوگ آپ کی نصرت کرنے میں توقف ہوئے اور شریک جنگ نہوئے تھے پیش ہوئے امیر المومنین نے اُنسے دریافت کیا کہ کیا باعث ہوا کہ تم نے میری نصرت نہ کی حالانکہ تم مین سے ہر ایک اپنے اپنے قوم کا سردار ہے - قسم بخدا کہ اگر یہہ امر ضعف نیت اور قلت بصیرت سے ہوا ہے تو تم ہالک ہوئے اور جو میرے فضائل میں شک تھا - اور میرے دشمن کی اعانت کا ارادہ رکھتے تھے تو تم صریح میرے دشمن ہو - انہون نے کہا حاشا للہ یا امیر المومنین ہم آپکے دوست ہیں و آپکے اعدا کے دشمن اور بہت عذر بیان کئے - نصر کہتا ہے کہ امیر المومنین نے داخل کوفہ ہو کر نماز پوری پڑھی بہ نیت قصر ادا نہیں فرمائی

نصب کردن امیر المومنین عمال خود را بر ممالک منقول ہے کہ کوفہ پہنچکر امیر المومنین نے بتفصیل ذیل عاملوں کو نصب فرمایا - یزید بن قیس ارحبی کو مداین میں مقرر کیا اور شہر جوخا کو جو مابین حانقین و خوزستان کے ہے اسکے لئے اضافہ کیا اور مخنف بن سلیم کو حکومت ہمدان و اصفہان کے لئے روانہ کیا - اور قرظہ بن کعب انصاری کو بہقباذات[لہ] پر اور قدامہ بن مظعون ازدی کو کسکر پر اور عدی بن حاتم طائی کو شہر سیر اور

[لہ] نواحی بغداد میں تین شہر معروف ہیں بہقباذ اعلے بہقباذ اوسط و بہقباذ اسفل ۱۲

جنگ مالک اشتر با ضحاک بن قیس

اُسکے مضافات پر اور ابوحسان بکری کو اُستان عالی پر اور سعد بن مسعود ثقفی کو استان ردابی پر اور ربعی بن کاس تیمی کو جو اپنے مان کاس کی نسبت سے مشہور ہے سجستان پر مقرر فرمایا اور سجستان معرب سیستان ایک مشہور معروف مقام ہے جو دس منزل جانب جنوب ہرات کے واقع ہے اور خلید کو حکومت خراسان پر نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ خلید مذکور داخل خراسان ہوا تو اُس نے سُنا کہ شاہ عجم سابق کی اولاد سے جو لوگ کابل میں پناہ گزین تھے اُنمیں سے بعض اپنے اصحاب کے ساتھ نیشاپور میں آئی۔ نیشاپوریون نے مرتد ہو کر اُنکی اطاعت قبول کی۔ بنابرآن خلید نے فوج لے کر نیشاپور پر چڑہائی کی۔ اور شہر کا محاصرہ کرکے اُسکو فتح کیا۔ اور اسیران و اموال غنیمت کو مع دختران کسرے کے جو لڑائی میں حاضر تھین امان دے کر مژدہ فتح کے ساتھ امیر المومنین کی خدمت میں روانہ کیا یہہ لڑکیاں حضرت کے سامنے حاضر ہوئیں تو فرمایا تم چاہو تو تمہارا نکاح کسی کے ساتھ کردون۔ اُنہون نے کہا بجز تمہارے فرزندون کے ہمارا کوئی کفو نہیں اپنے فرمایا تمکو اختیار ہے جہان چاہو چلی جاؤ۔ ترساحاضر حضرت تھا عرض کی یا امیر المومنین میرے اور اُنکے درمیان قرابت ہے اگر یہہ مجھکو عنایت ہوں تو حضرت کی کرم گستری سے بعید نہین حضرت نے وہ لڑکیاں ترسا کو بخشدیں۔ وہ اُنکو اپنے گھر لے گیا۔ لباس شاہانہ پہناتا اور ظروف طلا و نقرہ میں اُنکو کھانا کھلاتا اور دیبا و حریر اُنکے نیچے فرش کرتا۔ دیگر عاملان امیر المومنین سے شنسب بن حرنک شاہ غور ہے غور ایک کوہستانی مقام ہے درمیان ہرات و غزنی کے یہہ شنسب عثمان کے وقت سے غور میں حکومت کرتا تھا امیر المومنین نے اُسکو خط لکھا تو اُس نے اطاعت قبول کی اور اہل غور سے آنحضرت کے لئے بیعت لی مگر تاریخ فرشتہ میں ہے کہ شنسب مذکور امیر المومنین کے دست حق پرست پر ایمان لایا اور آپنے اُسکو حکومت غور عطا کی۔ صاحب ناسخ التواریخ نے نقل کیا ہے کہ اہل غور نامہ امیر المومنین کو جو آپنے شنسب کو لکھا فخریہ اپنے خزائن میں محفوظ رکھتے تھے۔ بہرام شاہ بن مسعود بن سلطان محمود کے زمانے تک وہ خط اُنکے پاس موجود تھا اور جب یزید بن معاویہ بادشاہ ہوا اور حکم کیا کہ اہلبیت رسالت کو منبرون پر سب و شتم کیا جاوے تو اہل غور نے اُس ملعون کی اس مقدمے مین اطاعت نہیں کی۔ اور اس نافرمانی میں شہرۂ آفاق ہوئے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ غور وہی مقام ہے کہ جسکے بادشاہون نے ہندوستان میں بھی عرصہ دراز تک سلطنت کی تھی بلکہ سلطنت اسلامیہ ہندوستان کے بانی یہی اہل غور میں اوّل سلطان شہاب الدین معروف بہ محمد غوری برادر سلطان غیاث الدین غوری نے ۵۸۸ھ ہجری میں پرتھی راج راجہ دہلی کو شکست دیکر مملکت ہند کو تسخیر کیا پھر اسکے بعد دیگرے قریب سو برس کے اُنمیں سے بادشاہ ہند ہوتے رہے۔ بالآخر ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان کیقباد پر اس خاندان کا خاتمہ ہوا اور حکومت ہند خلجیون کے گھرانے میں آئی دیگر عاملان امیر المومنین سے قیس بن سعد بن عبادہ انصاری ہے جسکو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اور مفصل حکایات ملک مصر ایک علیحدہ باب مین مذکور ہونگے انشاء اللہ دیگر مالک بن حارث الاشتر النخعی موصل نصیبین۔ دارا۔ سنجار۔ آمد۔ ہیت۔ عانات وغیرہ پر بلاد جزیرۃ العرب سے حاکم مقرر ہوئے۔ بعض مقامات جزیرہ سے مثل حران رقہ قرقیسا کے معاویہ کے قبضہ مین تھے جس وقت امیر المومنین جنگ جمل میں مصروف تھے وہانکے باشندوں نے معاویہ سے بیعت کرلی تھی۔ اور ضحاک بن قیس فہری اُسکی طرف سے حاکم مقرر ہو کر حران میں آگیا تھا۔ چنانچہ جو عثمانی کوفہ و بصرہ سے فرار ہوئے تھے وہ بھی اُسکی ظلّ حمایت میں بمقام حران بسر کرتے تھے بنابرآن اشتر نے کوفہ سے کچھ لشکر ہمراہ لیکر اوّل حران کا عزم کیا۔ ضحاک نے یہہ سُنا تو رقہ سے امداد طلب کی۔ اہل رقہ نے ایک سپاہ معقول بسرکردگی سماک بن مخرمہ ضحاک کے پاس بھیجی ضحاک لشکر حران و رقہ سے منظہر ہو کر باہر نکلا اور بمقام مرج مرینا پر اشتر سے ملاقات ہوئی۔ طرفین سے صف بندی ہو کر لڑائی شروع ہوئی۔ طلوع صبح سے غروب آفتاب تک مشغول کارزار رہے۔ آخر ضحاک میں تاب مقاومت باقی نرہی رات ہوئی تو تاریکی شب کو غنیمت جانکر حران کیطرف فرار کیا۔ مالک اشتر تعاقب کنان حران میں پہنچے اور شہر کا محاصرہ کیا۔ معاویہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو عبد الرحمن بن خالد ولید کو ایک لشکر گران شام سے دیکر ضحاک کی نصرت کے لئے روانہ کیا۔ مالک کو فکر ہوئی کہ مبادا ضحاک و عبد الرحمن باہم ملکر قوی پشت ہو جائیں۔ اسلئے محاصرہ کو ترک کرکے مثل شیر گرسنہ عبد الرحمن کیطرف روانہ ہوئے۔ بمقام رقہ برتلاقی طرفین واقع

ہوئے مالک نے وہ حملہ ہائے مردانہ و جنگہائے دلیرانہ کئے کہ داستان رستم و اسفندیار دلون سے محو ہوگئی دشمن کا جی چھوٹ گیا۔ باوجود جمعیت کثیر کے بھاگ گئے اشتر نے تھوڑی دور تعاقب کیا۔ اور بہت سے بھگوڑون کو شکار تیر و تلوار فرمایا۔ وہانسے لوٹے تو اہل رقہ کو شکنجہ حصار مین دیکر ضحاک کی مدد کرنیکا مزہ چکھایا۔ یہہ دیکھکر ضحاک کو کچھ غیرت سی آئی اور ادہر اُدہر سے کچھ آدمی جمع لاکر مقابل ہوا مگر کشود کار نہوا اشتر نے مارے تلوارون کے مخالفین کا ستہراو کردیا ضحاک پیٹھ دکھا کر اس طرح بھاگا کہ پھر معاویہ ہی کے پاس پہنچکر دم لیا اشتر نے گشت کرکے تمام جزیرہ کو مسخر کرلیا جس نے بیعت امیر المومنین سے انکار کیا وہی قتل ہوا۔ پھر تمام ماجرے تحریر کرکے حضرت امیر خبیر گیر کی خدمت میں روانہ کیا **نصر** بن مزاحم مورخ صفین نے محمد بن عبد اللہ جرجانی سے روایت کی ہے۔ کہ امیر المومنین نے عمّال اطراف و اکناف کو خطوط تحریر کئے تو ایک خط جریر بن عبد اللہ بجلی کو بھی لکھا جو کہ عثمان کے زمانہ سے ثغر ہمدان پر حاکم تھا۔ اور زحر بن قیس جعفی کے ہاتھ روانہ کیا۔ جب جریر نے اُس خط کو پڑہا تو کھڑا ہوا اور کہا ایہا الناس یہہ خط امیر المومنین علی بن ابی طالب کا ہے اور وہ باعتبار دنیا و دین مامون و امین ہین۔ الحمد للہ کہ اُنہون نے اپنے دشمنون پر فتح پائی۔ بتحقیق کہ سابقین اولین مہاجرین و انصار سے۔ و تابعین بالاحسان اُنکے ساتھ بیعت کرچکے اگر امر خلافت شوریٰ مین قرار پاتا تب بھی وہ جناب سب سے اولے و افضل تھے۔ آگاہ رہو کہ تفرقہ مین ہلاکت و فنا ہے اور اتفاق میں راحت و بقا۔ علی وہ شخص ہین کہ تمکو طریق حق پر چلائین گے جب تک تم مستقیم رہوگے اور جو تم کسی طرف میل کروگے تو وہ تمکو اُستوار کرنیوالے ہین یہہ سنکر لوگون نے کہا رَضِینَا رَضِینَا ہم راضی ہیں راضی ہین۔ پھر زحر بن قیس رسول امیر المومنین نے کھڑے ہوکر خطبہ بلیغ ادا کیا اور طلحہ زبیر کا نقض بیعت کرکے مسلمانون مین تفرقہ اندازی کرنا اور ام المومنین کو شہر شہر لئے پھرنا اور من بعد انکے لشکر کو پہنچنا مفصل بیان کیا۔ بعد اس گفت و شنید کے جریر نے کوفہ کا تہیہ کیا اور شرف دست بوسی نفس رسول سے مشرف ہوا۔ اسیطرح پر حضرت نے ایک نامہ اشعث بن قیس کے پاس زیاد بن مرحب کے ہاتھ روانہ کیا۔ اشعث مذکور عثمان کے وقت سے ملک آذربائیجان میں حکومت کرتا تھا اور خود رؤسائے یمن سے تھا۔ اور دختر ابو قحافہ خواہر ابوبکر اسکی عقد نکاح میں تھی اور اسکی لڑکی عمر بن عثمان خلیفہ ثالث کے بیٹے سے منسوب تھی۔ امیر المومنین نے اسکو لکھا **اما بعد** یہہ امر یعنے حکومت آذربائیجان تیرے واسطے کوئی وظیفہ و طعمہ نہین بلکہ ایک امانت خدا ہے کہ تیرے تفویض میں ہے بتحقیق کہ تیری طرف اموال خدا سے کسیقدر مال ہے تو اسکا ضامن و ذمہ دار ہے جبتک میرے سپرد نہ کرے اور شاید میں تیرے لئے والئے بد نہونگا اگر تو ہموار رہا۔ **وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ** اس خط کو اشعث نے پڑہا بعد ازان زیاد بن مرحب حامل خط نے کھڑے ہوکر خطبہ ادا کیا اور اہل آذربائیجان کو طلحہ و زبیر وغیرہ کے انجام کار سے مفصل خبر دی پس ازان اشعث ممبر پر گیا۔ اور بعد حمد و ثنائے الٰہی کہا ایہا الناس امیر المومنین عثمان نے مجھکو حاکم آذربائیجان مقرر کیا تھا مین بدستور فرمان روا تھا۔ کہ اُس نے وفات پائی اب مسلمانون نے علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی ہم انکے مطیع و منقاد ہیں **طلحہ زبیر** کا انجام جو کچھ ہوا تمکو معلوم ہے مین ہر چند اس معرکہ میں شریک تھا۔ مگر علی کی حقانیت کا یقین واثق رکھتا ہون۔ پھر گھر آیا اور اپنے اصحاب اقربا کو جمع کرکے۔ کہا کہ میں علی کے خط سے متوحش ہون وہ آذربائیجان کا مال مجھسے ضرور وصول کرین گے میری رائے یہہ ہے کہ شام میں معاویہ کے پاس چلا جاؤن اُنہون نے متفق الکلمہ کہا کہ مرجانا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنا وطن و اہل وطن چھوڑ کر شامیون کے ساتھ ہوا اشعث کو کچھ شرم آئی اور کوفہ کو روانہ ہوا **سابق** ازین مذکور ہوا کہ احنف بن قیس باجازت امیر المومنین جنگ جمل میں حاضر نہوا تھا۔ اور قبیلہ بنی تمیم بصرہ کو ساتھ لیکر علیحدہ ہوگیا بعد اختتام جنگ امیر المومنین کوفہ میں تشریف لائے تو احنف و جاریہ بن قدامہ و حارثہ بن بدر و زید بن جبلہ و اعین بن ضبیعہ وغیرہ رؤسائے و شرفائے بنی تمیم۔ حاضر درگاہ ہوئے ازانجملہ احنف جاریہ و حارثہ کلام کے لئے کھڑے ہوئے احنف نے عرض کی۔ یا امیر المومنین اگر قبیلہ سعد بن زید نے بروز جمل آپ کی نصرت نہین کی تو آپکے دشمن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اور یہہ لغزش اُنسے اسلئے سرزد ہوئی کہ طلحہ زبیر کے مقدمے میں وہ شک رکھتے تھے اب معاویہ کے باب مین انکو کچھ شبہ نہین اسکے تمام کام کو باطل جانتے ہین وہ لوگ بصرہ مین ہین اگر آپ اجازت دین تو ہم خطوط لکھکر انکو یہان طلب کرین کہ تلافی مافات

عمل میں لائیں امیر المومنین نے جاریہ کیطرف جو احنف کے بعد رئیس قوم تھا اور جاریہ کیطرف کہ انکا شاعر و خطیب تھا نگاہ کی - انہوں نے احنف کے قول پر اپنی رضامندی ظاہر کی - آپنے احنف کو اس امر کی اجازت دی پس احنف نے ایک خط ان لوگوں کو لکھا اور معاویہ بن صعصعہ برادرزادہ احنف نے کچھ اشعار انکو بھیجے جب یہہ اشعار و خط بصرہ پہنچے تو وہ لوگ بے تامل متوجہہ درگاہ ولایت پناہ ہوئے اور کوفہ پہنچکر شرف بیعت جناب مرتضوی حاصل کیا - بعد ازان قبیلہ ربیعہ حاضر خدمت ہوا -

بیان ظہور مخالفت معاویہ بن ابوسفیان

معاویہ عمر بن الخطاب کے زمانہ میں بجائے یزید بن ابوسفیان اپنے بھائی کے حاکم شام مقرر ہوا اور عہد خلافت عثمان بن عفان مین اپنے کام پر بحال رہا - عمر اسکو کسرے عرب کہتا تھا اور بیشتر ایسی باتیں اسکے کانون مین ڈالتا جس سے حوصلہ بڑھے اور ثانی الحال وہ بھی خلافت کا دعوی دار بنے - چنانچہ جس وقت ابو لولو نے اسپر ضربت لگائی تو مہاجرین و انصار کو جمع کرکے خطاب کیا اے اصحاب محمد امر خلافت کو میرے بعد سلوک و اتفاق سے طے کرنا اگر اسمیں اختلاف کروگے تو مجھکو اندیشہ ہے کہ معاویہ و عمرو عاص اسپر تسلط پائیں - بظاہر اس کلمہ سے اسلام کی خیر خواہی معلوم ہوتی ہے اور غرض اصلی یہہ ہے کہ اگر عثمان علی کے سامنے مقاومت نہ کر سکے اور امر خلافت امیر المومنین کے لئے استوار ہوجائے تو اسوقت یہہ کلمہ بہت بکار آمد ہوگا معاویہ شام پر اور ابن عاص مصر پر حکومت کرتے ہیں یہہ دونو انکے خلافت پر راضی ہونگے اور اپنے اپنے مقبوضہ ملکون کو دبا بیٹھیں گے اسطرح سے قصر خلافت حقہ مین خلل آئیگا پس درحقیقت اس کلمہ سے انکو ترغیب دینا اور جرأت دلانا منظور تھا - چنانچہ اسکا اثر بعد قتل عثمان امیر المومنین کے عہد میں بخوبی ظاہر ہوگیا - علاوہ برین خود معاویہ کو ذات بابرکات امیر المومنین سے جو عداوت تھی محتاج بیان نہیں اسکا کل خاندان تقریبا تیغ سطوت حیدر کرار سے ایذا اٹھا چکا تھا - کچھ تو معرکوں میں قتل ہوئے اور باقی کو انکے خوف سے اپنا آبائی دین چھوڑ کر جبرا قہرا مسلمان ہونا پڑا - صرف بروز بدر اسکا بھائی حنظلہ بن ابوسفیان عتبہ پدر ہندہ آکلۃ الاکباد اسکا نانا اور ولید بن عتبہ اسکا ماموں امیر المومنین کے ہاتھ سے فی النار ہوئے ان وجوہ سے حضرت کی عداوت اسکے گوشت پوست بلکہ رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی انکی خلافت پر وہ کاہے کو راضی ہونے لگا تھا بنا برین وہ جناب اول مدینہ سے اسکی سرکوبی کے لئے شام کا قصد رکھتے تھے کہ یکایک ناگاہ طلحہ و زبیر کا فتنہ برپا ہوگیا - مجبور عنان عزیمت بسمت بصرہ منعطف فرمائی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا - اب جبکہ مہم بصرہ باحسن الوجوہ انصرام پاچکی اور زمین کوفہ قرارگاہ عساکر نصرت مآثر ہوئی تو پھر معاویہ کا قضیہ درپیش ہوا آپنے اصحاب کو جمع کیا - اور فرمایا بتحقیق کہ معاویہ نے اہل شام کو فریب دیا ہے کہ قاتل عثمان مین ہوں اور جزیرہ پر لشکر بھیجکر مالک اشتر کے ساتھ جنگ کرایا اب مجھ سے لڑنے کی تیاری کرتا ہے مین چاہتا ہوں کہ اسکو ایک خط لکھوں اور مضامین پند و نصائح اسمیں درج کروں - شاید کہ ورطہ ضلالت سے نجات پائے اور اطاعت قبول کرے - تمہاری اسمیں کیا رائے ہے سب نے کہا اس سے بہتر کوئی رائے نہیں جو امیر المومنین نے بیان فرمایا - اور ہم ہرحال تابع فرمان ہیں - آپکی اطاعت کو ایسا ہی فرض و لازم جانتے ہیں جیسا کہ حضرت رسولخدا کی پس امیر المومنین نے ایک خط متضمن اندرز و پند تحریر فرماکر حجاج بن غزیہ انصاری کے ہاتھ روانہ کیا حجاج خط کو لیکر شام مین پہنچا - اور معاویہ کو دیا اور زبانی بھی اس طرح کی اسکو فہمائش کی - اے معاویہ عثمان نے اپنی حیات مین ہرچند تجھ سے استغاثہ کیا اور امداد و اعانت چاہی - تونے مطلق اسکا خیال نکیا اور اپنے مقام سے نہلا - جب وہ قتل ہوگیا تو دفعۃ تیری حالت بدل گئی اب تو اسکا سوگوار اور اسکے خونکا دعوی دار بنا ہے - تجھکو ایسی حرکات سے شرم نہیں آتی - معاویہ کو بمقتضائے الحق مر یہہ کلمات بہت تلخ و ناگوار معلوم ہوئے - اور غضبناک ہوکر حجاج سے کہا تو اسیوقت یہاں سے چلا جا - اس خط کا جواب تجھکو نہ دونگا بلکہ کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے روانہ کرونگا - حجاج مجبور واپس ہوا اور معاویہ نے ایک کورے کاغذ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر لفافہ مین بند کیا اور سرنامہ لکھکر ایک مرد کو بنی عبس سے کہ تندخوئی اور زشت کلامی مین ضرب المثل تھا - حوالہ کیا اور سمجھا دیا کہ حتی المقدور زبانی بھی حجاج کی زبان درازی کی مکافات کرے - یہہ مرد عبسی کوفہ پہنچکر محفل خلد منزل کی

رسالت حجاج بن غزیہ انصاری بسمت معاویہ

قصۂ حفاف بن عبد اللہ

امیر المومنین میں داخل ہوا اور پکار کر کہا ایہا الناس میں معاویہ کا قاصد ہون علی کے پاس اسکا خط لایا ہوں تمکو معلوم ہو کہ شام مین پچاس ہزار مرد مسلح موجود ہین اور
ہر روز عثمان کے پیراہن خون آلودہ پر جمع ہوتے ہین اور ہائے ہائے کر کے روتے ہین اور باہم عہد کیا ہی کہ جبتک اسکے قاتلون کو چن چن کر قتل نہ کرلیں آسائش و آرام کو اپنے
اوپر حرام جانین باپ بیٹون کو اس بات کی وصیت کرتے ہین اور مائیں بچون کو یہی سمجھاتی ہین بڑے اس عقیدے پر جمے ہوے ہین اور بچے اسپر نشو و نما پاتے ہین - امیر المومنین
نے فرمایا اسکا قاتل کسکو گمان کرتے ہین عبسی نے کہا کیسکو ہمین شک نہیں کہ تونے اسکو قتل کیا ہے فرمایا وائے ہو تجھ پر کس دلیل و حجت سے مجھ پر یہہ تہمت رکھتے ہین اُسوقت
صلہ بن زفر عبسی یا حذیفہ بن الیمان اُٹھا اور کہا پسر ابوسفیان نے کیسا احمق قاصد بھیجا ہے کیا بیہودہ باتیں کرتا ہے اور اس عبسی سے کہا خاموش رہ توکسقدر بیحیا
ہے کہ مالکِ ذو الفقار اور جماعت مہاجر و انصار کو تخویف کرتا ہے - اگر کچھ حمقائے عثمان کے پیرہن پر جمع ہیں تو کیا ہوا نہ وہ پیرہن پیرہن یوسف ہے نہ وہ گریہ گریۂ
یعقوب اب کیوں روتے ہین کل جب وہ مقید و محصور تھا - اور آب و دانہ اُسپر بند تھا اُسوقت کہاں گئے تھے کسلیے یہہ حال بیٹھے ہوئے دیکھا کیے کیوں اُسکی مدد نہ کی جو
وقت حمایت و امداد کا تھا اُسوقت تو خاموش رہے اب عورات کی طرح مشغول گریہ و بکا ہیں پس چند کس اصحاب سے اُٹھا اور اس عبسی عبث گفتار کو قتل کرنا چاہا - مگر امیر المومنین
نے منع کیا اور فرمایا قاصد کا قتل کرنا روا نہیں اُسکے پاس سے خط لیلو - لوگون نے اُسکا خط کو لیلیا اور حضرت کے پاس لائے امیر المومنین نے اسکو کھولا تو بجز بسم اللہ اُس میں
کچھ تحریر نہ تھا فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ معلوم ہوا کہ پسر ابوسفیان کبھی اطاعت قبول نہ کریگا اور وہ بے لڑے بھڑے باز نہ رہیگا اُسوقت
یہہ مرد عبسی اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین حقتعالی اہل شام کو جزائے بد دے اُن مفتریون نے اس قدر عیوب نقائص حضرت کی نسبت بیان کیے تھے کہ میں روئے
زمین پر آپسے زیادہ کیسکو دشمن نہ رکھتا تھا اب جو بچشم خود جمال باکمال کو دیکھا اور محاسن اوصاف مکارم اخلاق اُس یگانۂ آفاق کے معائنہ کیے تو دنیا مین کوئی تجھسے
آپسے زیادہ مجھکو محبوب نہیں تحقیق ہو گیا - کہ جملہ امور آپکے حق و صدق ہین - اور معاویہ و اہل شام بالتمام راہ خطا و بُطلان پر ہین - اب یہہ عاصی ملازم درگاہ ہے
تا دمِ مرگ اِن قدمون سے جدا نہو گا پھر چند اشعار مشتمل بر ذم و تہجین معاویہ و مدح و ثنائے حضرت علیہ علویہ تصنیف کرکے شام کو بھیجدئے معاویہ کو یہہ معلوم ہوا
تو بہت دلگیر ہوا کہ افسوس مینے اُس مرد عبسی کو کیوں بھیجا وہ یہان کے تمام حالات سے باخبر ہے - علی کو سبسے مطلع کریگا نصر کہتا ہے کہ قبیلہ بنی طے میں ایک مرد حفاف بن
عبد اللہ زبان آور اور اپنے قوم و قبیلہ میں صاحب امتیاز شخص تھا اُس نے اپنے ابن عم حابس بن سعید سے ملنے کیلیے جو معاویہ کے پاس تھا شام کا قصد کیا - عدی بن حاتم
نے امیر المومنین سے اُسکو پروانگی دلوادی حفاف شام مین پہنچکر اپنے بھائی سے ملا اور اُسکے ساتھ معاویہ کی مجلس میں داخل ہوا معاویہ اُسکے ساتھ باتین کرتا اور مختلف حالات
اُس سے پوچھتا تھا تا اینکہ نوبت قتل عثمان پر آئی - حفاف نے کہا اُسکو مکشوح اور اشتر نخعی اور عمرو بن حمق نے محصور کیا طلحہ زبیر اُسکے قتل مین بہت سعی تھے - علی ابن ابیطالب
تمام سے زیادہ اس قضیہ سے بری اور علیحدہ ہیں - معاویہ نے کہا پھر کیا ہوا کہا پھر لوگ اُس جناب پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے پروانے شمع پر بیعت کے وقت اہل مدینہ
کی یہہ کثرت تھی کہ نعل مبارک ٹوٹ گئی اور ردائے دوش اطہر سے نیچے گر گئی ضعیف پیرون مین روندے گئے بعد چندے بصرہ کا عزم کیا تو مہاجر و انصار غاشیہ
بردوش ساتھ ساتھ تھے اِلّا سعد وقاص و عبد اللہ بن عمر و محمد بن مسلمہ - آپنے اُن پر اکراہ نہ کیا - جب جبل طے کی برابر آئے تو قبیلۂ طے نوج نوج حضرت کی خدمت کے لیے حاضر
ہوئے - کوفہ کیطرف توجہ فرمائی تو نہزار سوار و پیادہ جان دینے کو آمادہ وہان سے نکلکر دست بوس سے مشرف ہوئے بصرہ پہنچے تو جنگ جمل باوجود تیس ہزار کی جمعیت کے
بات کی بات مین فتح ہو گیا وہانسے فارغ ہو کر کوفہ کو مراجعت کی اُسوقت عجب کیفیت تھی - اہل کوفہ شوق لقاء ہمایون میں اُمنڈے آئے تھے پیران سالخوردہ و اطفال
خوردسال اُس ولی ذو الجلال کے استقبال کو نکلے - نو عروسون نے اس خوشی مین حجلون کو چھوڑ دیا اور شیر خوار بچون نے اس شوق مین آغوش مادر سے کنارہ کیا - پھر جس اشتیاق کے

رسالت جریر بن عبد اللہ

ساتھ ان لوگون نے بیعت کی ہے۔ اسکا بیان نہین ہوسکتا آپ سوائے شام کے انکو دوسری فکر نہین معاویہ یہہ لسانی اور چرب زبانی حفاف کی دیکھکر حیران رہ گیا اور
حابس سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تیرا بہائی علی کے جاسوسون سے ہے اسکو جلد یہان سے نکال۔ اگر چندے یہان رہا تو شام کو ہم پر تباہ و خراب کر دیگا۔ **پہر** نصر بن مزاحم
روایت کرتا ہے کہ امیر المومنینؑ نے قصد کیا کہ معاویہ کے پاس ایک خط بہیجین جریر بن عبد اللہ بجلی کہ تازہ ہمدان سے وارد ہوا تہا حاضر درگاہ تہا عرض کی یا امیر المومنین
یہہ خط مجھکو دیجئے کہ مین معاویہ کو حکومت شام سے دست بردار ہونے اور آپکے امر امین داخل ہونیکی طرف دعوت کرونگا اور اہل شام کو کہونگا کہ آپ کی اطاعت قبول کرین
چونکہ وہ سب میرے ہم قوم و ہم وطن ہین امید کامل ہے کہ میرے امر سے انحراف نہ کرین گے مالک اشتر جریر کیطرف سے مشتبہ تہے عرض کی یا امیر المومنینؑ جریر کو وہان
نہ بہیجین یہہ اہل شام کے ساتھ سازش رکہتا ہے فرمایا دَعْهُ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا يَرْجِعُ بِهِ اِلَيْنَا اسکو جانے دے کہ ہم کو معلوم ہو کہ کیا جواب لاتا ہے اور جریر سے کہا مجھکو معلوم ہے
کہ میرے پاس اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بہت سے اشخاص صاحب فہم و فراست و دین و دیانت موجود ہین تجھکو اسلئے ان سب مین اختیار کرتا ہون کہ انحضرت نے
تجھکو بہترین اہل یمن فرمایا ہے۔ میرا یہہ خط معاویہ کے پاس لیجا اور اُس سے کہہ کہ عام مسلمان تجھے خلافت کیواسطے پسند نہیں کرتے **القصہ** جریر وہان سے روانہ ہو کر
شام مین پہنچا اور معاویہ سے کہا کہ اے معاویہ تیرے ابن عم علی بن ابیطالب پر اہل حرمین۔ حجاز و عراق یمن سفر عمان۔ و بحرین۔ و یمامہ سبنے اتفاق کیا ہے اور بجزان
چند قلعون کے جن پر تو متصرف ہے انکا کوئی مخالف و منازع باقی نہین رہا۔ اگر کوئی سیل اُن وادیون سے اس طرف آگئی تو یہہ سب غرقاب ہو جائین گے۔ میں تیرے پاس
اسلئے آیا ہون کہ تجھے طریق ہدایت و رشاد یعنی بیعت امیر المومنینؑ کی طرف دعوت کرون یہہ خط امیر المومنینؑ کا ہے اِسکا جواب سوچ سمجھکر دے۔ معاویہ نے خط کو لیکر
پڑہا اُسمین تحریر تہا **امابعد** اے معاویہ میری بیعت مدینہ مین تجھ پر لازم ہو چکی جبکہ تو شام مین تہا کس لئے کہ میرے ساتھ اُن لوگون نے بیعت کی جنہون نے ابوبکر
عمر۔ عثمان کے ساتھ کی تہی۔ اب نہ حاضرین کو اختیار ہے کہ کسی اور کو اس کام کے لئے انتخاب کرین اور نہ غائبین مجاز ہین۔ کہ اس عمل در آمد کو رد کرین۔ آگاہ رہ کہ منصب شوریٰ
صرف مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔ وہ اتفاق کر کے جسکے ساتھ بیعت کرین وہی امام بر حق ہے اور رضاء الٰہی اُسی سے وابستہ پہر اگر کوئی اسکے خلاف کرنا چاہے۔ تو سب کو
لازم ہے۔ کہ اُس سے لڑائی کرین یہانتک کہ اُسکو طریق مستقیم اطاعت کیطرف پہیر لائیں اور طلحہ زبیر نے میرے ساتھ بیعت کی پہر اُسکو توڑ کر مرتد ہو گئے اسلئے مینے
اُن پر جہاد کیا حتےٰ کہ حق الامر ظاہر و آشکار ہو گیا ہر چند وہ اس سے کراہت رکہتے تہی۔ اب تجھکو چاہئے کہ اُس امر مین داخل ہو جسمین اور مسلمان داخل ہو چکے تحقیق کہ
مجھکو تیرے لئے عافیت پسندیدہ تر ہے اگر تونے خود بلا سے تعرض کیا تو مین تیرے ساتھ جنگ کرونگا اور حقتعالیٰ سے خواستگار اعانت ہونگا۔ دیگر یہہ کہ تو قاتلان عثمان
کا بہت تذکرہ کرتا ہے پس اول اور مسلمانون کی طرح میری بیعت مین داخل ہو پہر اس معاملہ مین دعوے جاہ تا کہ مین فریقین کے درمیان موافق کتاب خدا عمل کرون
اور یہہ بات کہ انکو تیرے سپرد کر دون ایسی ہے جس سے بچون کو فریب دے سکتے ہین بخدا سوگند اے معاویہ اگر تو بچشم انصاف و عقل معائنہ کریگا اور سوائے نفسانی
و تسویلات شیطانی کو اسمین دخل نہ دیگا۔ تو تجھ پر کہل جائیگا کہ مین تمام قریش سے زیادہ خون عثمان سے بری الذمہ ہون اور تجھکو معلوم ہو کہ تو طلقائے مکہ سے ہے جنکو
حکومت و خلافت حلال نہین نہ شوریٰ مین داخل ہونیکا منصب انکو حاصل ہے مین تیرے اور تیرے ہمراہیون کے پاس جریر بن عبد اللہ کو بہیجتا ہون جو اہل ایمان و ہجرت
سے ہے اسکے ساتھ بیعت کرو وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جب معاویہ خط کو پڑہ چکا تو جریر پہر اُٹہا اور بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا۔ ایہا الناس عثمان کے مقدمے
مین حاضرین کی عقلین فیصلہ نہین کر سکتین چہ جائے کہ جو لوگ وہان موجود نہ تہے۔ علی کے ساتھ بیعت عامّہ ہو چکی طلحہ زبیر اُسمین شامل تہے۔ گو بعد میں بلا کسی حدث کے
اُنہونے عہد شکنی کی۔ اور انکی سزا پائی آگاہ رہو کہ یہہ دین فتنہ و فساد کا متحمل نہیں اور عرب مین صدمہ شمشیر کی طاقت باقی نہین رہی۔ کل کی بات ہے کہ بصرہ پر کیا

عمروعاص کا مشورہ لینا

مصیبت عظیم نازل تھی۔ اگر ایسا معاملہ دوبارہ پیش آیا۔ تو خلقت تباہ و برباد ہو جایگی قسم بخدا اگر ہمارے کاروبار ہمارے قبضۂ اقتدار مین بھی ہوتے تب بھی ہم بجز علی کے کسی کو اس کام کے لئے اختیار نہ کرتے چہ جائیکہ اب یہہ معاملہ طے ہو چکا اور کسیکو چون و چرا کرنیکی اسمین مجال نہین ہی۔ اب جو اسکے برخلاف کریگا اُس سے بلا شک مواخذہ کیا جائیگا۔ پس اے معاویہ تجھکو لازم ہے کہ اپنے مسلمان بھائیون کی موافقت کرے اور جس امر مین کہ وہ داخل ہو چکے داخل ہو اور تیرا یہہ کہنا کہ مجھے عثمان نے حکومت شام عطا کی پھر معزول نہین کیا معقول نہیں کسلئے کہ حق تعالیٰ نے فرض نہیں کیا کہ والیان لاحق سابقین کی جملہ امور مین پیروی کرین اس قسم کے امور ایک دوسرے سے منسوخ ہوا کرتے ہیں امیر المومنین پر لازم نہیں کہ عثمان کی تقلید کرین اور تجھے حکومت شام سے معزول نہ فرماوین جب خطبہ تمام ہوا تو معاویہ نے کہا کہ اے جریر مین اہل شام کی رائے اس بارہ میں دریافت کرتا ہوں تو توقف کر اور منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ لوگ مجتمع ہون اور خود منبر پر گیا اور کہا ایہا الناس تمہین معلوم ہے کہ مین امیر المومنین عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان کی طرف سے تم پر فرمان روا ہون تم میں سے کسی متنفس کی حق تلفی کا کبھی سزاوار نہیں ہوا۔ عثمان مظلوم شہید ہوا اور میں اُسکے خون کا ولی و وارث ہون خدائے تعالیٰ فرماتا ہی وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا اب مین چاہتا ہون کہ تم اپنے دلی ارادہ سے اس امر مین آگاہ کرو یہہ سنکر تمام حاضرین اُٹھے اور طلب خون عثمان پر بیعت کی اور عہد واثق کیا کہ اپنی جان و مال اس امر مین دریغ نہ کرین گے یہانتک کہ یا تو اُسکے خون کا عوض لین یا خود ہلاک ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ شام ہوئی تو معاویہ اسی فکر مین غمگین تھا جریر نے پھر بیعت پر ترغیب دلائی اُس نے کہا اے جریر یہہ کام جلدی کا نہیں اسمین انجام پر نظر ڈالنا درکار ہے مجھے مُہلت دے کہ اسمین خوب غور کرلون اسطرح پر جریر کو فریب دے کر متوقف کیا۔ اور اُدہر معتمد صلاح کارون کو مشورہ کے لئے طلب کیا عُتبہ بن ابی سفیان اُسکے بھائی نے کہا کہ مناسب ہے کہ اس کام میں عمرو بن عاص سے مدد لیجاوے اُسکا فہم و فراست جس درجہ کا ہے مجھے بخوبی معلوم ہے مگر عثمان کے قضیہ سے وہ کنارہ کش تھا تیرے معاملہ میں تو کیوں دست اندازی کریگا اِلّا یہہ کہ اُسکے دین کو بقیمت خرید کرے نصر کہتا ہے کہ معاویہ نے عمرو کو لکھا امابعد علیؑ و طلحہ زبیر کا قضیہ جسطرح پر کہ ہوا تجھے معلوم ہے ہمارے پاس مروان بن الحکم مع چند گریختگان بصرہ کے وارد ہے اور جریر بن عبد اللہ علی کیطرف سے بیعت کی طلب میں آیا ہے مینے اس بات کا فیصلہ تیرے آنے پر موقوف رکھا ہے پس لازم ہے کہ جلد اس طرف کو روانہ ہو کہ تجھ سے مشورہ کرون جب عمرو کے پاس یہہ خط پہنچا تو اُس نے عُبید اللہ اور محمد اپنے دونو بیٹون سے اس باب میں رائے طلب کی عُبید اللہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ نے وفات پائی درآنحالیکہ وہ تجھسے راضی و خوشنود تھے اور علیٰ ہذا اُنکے دو خلیفے ابوبکر و عمر بھی راضی رہے اور عثمان جو قتل ہوئے تو تو وہان حاضر نہ تھا پس بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر مین آرام سے بیٹھا رہے خلافت تو تجھکو کسی راہ نہیں پہنچ سکتی پس پھر اس دنیائے قلیل و فانی کے لئے کیون بیجا دین کی حاشیہ نشینی اختیار کرتا ہے مرنے کی بعد عنقریب ہے کہ تم دونو مساوی ہو جاؤ گے اور محمد نے کہا تو شیخ قریش ہے اور اُنکی مہمون میں مداخلت کرنیکا منصب تجھے حاصل ہے مناسب نہین کہ ایسا امر جلیل الشان درپیش ہو اور تو اُسمین خاموش بیٹھا رہے یہہ امر تیری کسر شان کا باعث ہے پس بہتر ہے کہ اہل شام کا شریک اور طلب خون عثمان مین اُنکا مددگار ہو اگر ایسا کریگا تو تو بنی اُمیہ کے نزدیک عزت و توقیر کا سزاوار ہو گا عمرو نے کہا ای عُبید اللہ تو نے وہ رائے دی جو باعتبار آخرت میرے لئے مُفید ہے اور اے محمد تو نے وہ رائے بتلائی جو دنیا میں منزل مقصود پر پہنچائے میں ان دونو امر مین غور کرونگا۔ **روضتہ الصفا** مین تحریر ہے کہ جس زمانہ مین عثمان شکنجہ محاصرہ مین مبتلا تھا تو عمرو عاص اپنے بیٹون کو لیکر مدینہ سے فلسطین کو چلا گیا اور اُس شہر میں رہنے لگا تھا وہان ایک کاہن تھا جو آئندہ کے حالات سے خبر دیتا تھا ایک روز عمرو نے اُس سے دریافت کیا کہ عثمان کے مقدمہ مین تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ بیشک وہ مقتول ہو گا کہا پھر خلافت کسکو ملے گی اُس نے کہا عثمان کے بعد سریر خلافت پر وہ شخص جلوہ افروز ہو گا کہ چشم فلک قیامت تک اُسکی مثل نہ دیکھ سکیگی مگر قبل اجماع اُمت و اتفاق کلمہ یہہ برگزیدہ دین و ملت تیغ ستم سے شہید ہو جاویگا

اور بادشاہت اسلام اسکے ہاتھ آئے گی جو اسوقت فرمانروائے ملک شام یعنی معاویہ بن ابوسفیان ہوگا اوس روز سے عمر کے دلمین یہہ بات نقش کالحجر ہوگئی تھی بالجملہ
جب رات ہوئی تو عمرو نے اپنے کچھ اشعار پڑہنے شروع کئے اور انکا تکرار کرتا تھا عبداللہ نے یہہ سنکر کہا قَدْ اَرْتَحَلَ الشَّیْخُ کر شیخ یعنے عمرو اب توقف نہیں
کرتا ضرور شام کو کوچ کریگا مروی ہے کہ عمرو کا ایک غلام تھا وردان نام تیزی فہم میں آفت روزگار عمر نے اسی حالت تردد مین اسے کہا سفر شام کا تہیہ کر۔ پھر تھوڑی
دیر مین کہا اے وردان ابھی توقف کر اسنے کہا اے ابوعبداللہ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تمہارے حواس مین فتور ہے اگر تم اذن دو تو مین تمہارے دل کی بات تبلادون
عمرو نے کہا بیان کر کہا اسوقت دنیا و آخرت تیرے سامنے متمثل ہیں اور تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ علیؑ کے ساتھ آخرت ہی بغیر دنیا کے ۔ اور آخرت میں عوض دنیا موجود ہے ۔ اور معاویہ
کے ہمراہ دنیا ہے بے آخرت کے ہی اور دنیا سے عوض آخرت مفقود ہے اور تو ان دونو باتون میں متردد ہے ۔ عمرو نے کہا قسم بخدا کہ تو نے میرا مافی الضمیر بتلانے میں ذرا خطا نہین
کی ۔ پس اب اے وردان تیری اسمین کیا صلاح ہے اس نے کہا میرے نزدیک بہتر یہہ ہے کہ تو اپنا دروازہ بند کرکے گھر مین بیٹھ رہ اگر دین کا غلبہ ہوا تو وہ لوگ تجھے معاف
کردین گے اور جو دنیا غالب آئی تو اہل دنیا خود تیرے محتاج ہیں تجھ سے وہ مستغنی نہین عمرو نے کچھ نہ سنا اور سوار ہوا جب اس مقام پر پہنچا کہ جہان سے راہ عراق و شام
کی جدا ہوتی تھی وردان نے پھر متنبہ کیا کہ دیکھ یہہ راہ شام ہے اور انتہا اسکی جہنم پر ہے اور یہہ طریق عراق ہے کہ سیدھی بہشت تک پہنچتی ہے ۔ عمرو نے شام ہی کی راہ کو اختیار کیا
اور معاویہ کے پاس پہنچا جب ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اے ابوعبداللہ مجھے آجکی رات تین وحشت ناک خبرین پہنچی ہین جنکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ۔ ایک تو یہہ کہ محمد بن ابی حذیفہ
زندان کو توڑ کر مصر کی طرف نکل گیا اور وہ اس دین کے لئے آفت ہے ۔ دوسرے قیصر روم ارادہ رکھتا ہے کہ شام پر لشکر کشی کرے ۔ تیسرے علیؑ کوفہ مین وارد ہیں اور اس طرف کا قصد
رکھتے ہیں عمرو نے کہا کہ ہر چند یہہ تینون باتیں ایک سے ایک سخت اور دشوار ہین مگر ابن ابی حذیفہ کا تو کچھ تردد نہ کر وہ ایک مرد ہے مع اپنے اور چند ساتھیون کے اگر کچھ سوار اسکی طرف
بھیجدے گا تو وہ اسکا قضیہ پاک کردین گے ۔ اور قیصر روم کی تدبیر یہہ ہو کہ کچھ رومی لونڈی غلام مع ظروف طلائی و نقرئی کے تحفتہً اسکے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کر
وہ اسے قبول کریگا ۔ لیکن علیؑ کا مسئلہ لاینحل ہے قسم بخدا اے معاویہ کہ عرب کسی بات میں تجھے اسکی مثل نہین جانتے اور قوت و شجاعت میں جمیع انکا حصہ ہے وہ قریش میں سے کسی کا نہیں
اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں اسکے لائق ہیں الا یہہ کہ تو ناانصافی کرے اور ایک روایت میں ہو کہ معاویہ نے کہا کہ اے عمرو مینے تجھے اس مرد یعنی امیرالمومنینؑ پر جہاد کیلئے
طلب کیا ہے جسنے مسلمانون مین تفرقہ ڈالا اور خداوند تعالی کی نافرمانی کی اور قطع رحم کرکے خلیفہ کو قتل کیا عمرو نے کہا قسم بخدا اے معاویہ تو کسی طرح سے علیؑ کے ہمسر نہین ہوسکتا
نہ انکا سابقہ تجھے حاصل ہے نہ وہ صحبت نہ علم و فقہ ۔ باوجود ان باتون کے وہ قوت و شجاعت میں بھی تمام قریش مین یکتا ہیں ۔ معاویہ نے کہا کہ یہہ سب کچھ سچ ہے مگر ہم عوام کو فریب
دے سکتے ہیں اور باطل کو پیرایہ حق مین جلوہ گر کرسکتے ہیں اے عمرو تو کہ فہم و فراست مین بے مثل رہتا ہے تاہم میرے فریب مین آسکتا ہے عمرو نے کہا یہہ تمنا دل سے دور رکھ
کہ میں تیرے فریب میں آنیوالا نہین ہون ۔ معاویہ نے اس سے اعراض کرکے کچھ ادہر ادہر کی باتین شروع کین تھوڑی دیر مین کہا کہ اپنا کان میرے قریب کر کہ کچھ باتین
آہستہ کہون عمرو نے کان اسکے منہ کے پاس کردیا معاویہ نے دانتون سے اسکا کان کاٹ لیا اور کہا دیکھ کہ مینے تجھ جیسے عیار و طرار کو فریب دے لیا ۔ عوام تو کس شمار و قطار مین ہیں
تو ہی بتلا کہ اسوقت بجز میرے اور تیرے یہان دوسرا کون تھا جس سے اخفار کلام کی ضرورت ہوتی ۔ اب چاہئے کہ تو اس معاملہ میں میری امداد کرے عمرو نے کہا اے معاویہ یہہ
امر عظیم الشان ہے علیؑ کے ساتھ جنگ کرنا عاقبت نکوہیدہ رکھتا ہے ۔ اگر میں تیری اس معاملہ میں اعانت کرون تو تو میرے لئے کیا وعدہ کرتا ہے معاویہ نے کہا جو کچھ تو کہے عمرو نے
مملکت مصر کی حکومت کی خواہش کی اسپر معاویہ نے تامل کیا اور بروایتے کہا اے ابوعبداللہ مصر کے دینے مین تو کوئی مضائقہ نہین مگر ڈرتا ہون کہ عرب کہین گے کہ تو طمع دنیا
اس امر مین شریک ہوا ہے ۔ عمرو نے کہا دَعْهَا عَنْكَ یعنی ان باتو نکو ترک کر شیخ ابوالقاسم استاد ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ اس کلمہ سے کنایتہً بلکہ صریح عمرو عاص کا

ملحد و بے دین ہونا نکلتا ہے مراد یہہ ہے کہ اس کلام کو چھوڑ کر اسکی کچھ اصل نہیں کیونکہ آخرت کا اعتقاد اور یہہ کہ دنیا کی عوض میں اُسے نہ بیچنا چاہئے خرافات ہے الحاصل معاویہ نے کہا اے ابو عبد اللہ مصر تو عراق کے برابر ہے تجھکو کسطرح دیدون عمرو نے کہا یہہ تو سچ ہے مگر اسوقت تو تیرے قبضہ مین نہ مصر ہے نہ عراق مصر جب ملیگا جبکہ عراق مفتوح ہو چکے اور فتح عراق بغیر اسکے کہ علی پر غالب آئے میسر نہیں پس عتبہ ابن ابو سفیان معاویہ کے پاس داخل ہوا اور کہا تو راضی نہیں کہ عمرو جیسے شخص کو مصر کی عوض مین خرید لے حالانکہ وہ ابھی تک تیرے ہاتھ مین نہیں آیا بلکہ ہوسکتا ہے کہ شام بھی تیرے قبضہ سے نکل جائے اسپر معاویہ نے عمرو عاص کو پھر بلوایا اور عطائے مصر کا وعدہ واثق کرکے اُس سے بیعت لی اور اس مقدمہ میں ایک دستاویز تحریر ہوئی معاویہ نے کاتب سے کہا کہ عمرو کی طرف سے لکھ کہ بیعت کرتا ہون اور شرط اطاعت بجالاؤنگا عمرو نے کہا یہہ نہین بلکہ یون لکھ کہ اطاعت کرونگا بشرط مذکور یعنی عطائے مصر۔ معاویہ چاہتا تھا کہ اُسے فریب دیکر مطلق اطاعت کا اقرار کرائے مگر عمرو سمجھ گیا اور اپنی اطاعت کو مشروط باعطائے مصر گردانا جب وثیقہ تیار ہوا تو عمرو معاویہ کے پاس سے باہر آیا اسکے بیٹے نے پوچھا کہ کیا کر آیا کہا ملک مصر ہمارے لئے وظیفہ مقرر ہو گیا بیٹے نے کہا تمام ملک عرب میں مصر کی کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا خدا تمہارا کبھی پیٹ نہ بھرے اگر مصر بھی تمہین کافی نہیں **نصر** کہتا ہے کہ عمرو کا ایک چچا زاد بھائی تھا جوان صالح اور دانا جب عمرو عہد نامہ مصر کا لیکر خوش خوش واپس آیا تو وہ بہت متعجب ہوا اور کہا اے عمرو تو کس عقل و دانش سے قریش میں زندگی بسر کریگا۔ تو نے اپنا دین بہ تمنائے دُنیا معاویہ کے نذر کیا آیا تجھے یقین ہے کہ اہل مصر علی کے ہوتے اپنا ملک معاویہ کے حوالہ کردینگے حالانکہ وہ قاتلانِ عثمان ہیں اور بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو کیا بھروسا ہے کہ معاویہ اپنے عہد کو پورا کرے عمرو نے کہا اے برادر جملہ امور خدائے تعالی کے قبضہ اقتدار میں ہیں علی و معاویہ کا اسمین کچھ دخل نہیں جوان نے چند اشعار متضمن قدح معاویہ و عمرو عاص و مدح امیر المومنین علی علیہ السلام انشا کئے اور کہا اے عمرو اگر تیری خواہش درمیان نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ معاویہ تجھکو بُلاتا مگر تو نے اُسکی دنیا میں طمع کی اُسنے تیرا دین لے لیا معاویہ کو جب یہہ خبر ہوئی تو اُسنے اُس جوان کو بلوایا کہ پکڑ کر سزا دے مگر وہ فرار کرکے کوفہ پہنچا اور زمرۂ اصحاب جناب ولایت مآب میں داخل ہو گیا حضرت اُسکی یہہ کیفیت سنکر مسرور ہوئے اور اُسکا احترام کیا **نقل** ہے کہ جب عمرو عاص کا اسطرح پر تصفیہ ہوا تو مروان طیش میں آیا کہا اسکے کیا معنی کہ عمرو تو مصر کے ساتھ خرید لیا جاوے اور ہماری بیعت بے قیمت ہی معاویہ نے کہا اے مروان ہم لوگون کو صرف تیرے ہی لئے خرید کرتے ہین اور اس عجیب تقریر سے اُسکی آتش غضب کو ساکن کیا **القصّہ** جب معاہدہ تمام ہوا تو عمرو عاص کی تدبیرین حفظ مملکت مین نافذ ہونے لگین مالک ابن ہُبیرہ کندی محمد ابن ابی حذیفہ کی مُہم پر مقرر ہوا اُسنے اُسے تلاش کرکے مقتول کیا اور قیصر روم کے لئے کچھ تحفجات روانہ کئے اور اُسے رضامند کر لیا گیا آمدم بر سر مطلب امیر المومنین کا قضیہ پیش ہوا جریر بن عبد اللہ کو معاویہ نے ابتک رخصت نہیں کیا تھا وہ منتظر جواب شام مین قیام پذیر تھا عمرو نے کہا اے معاویہ تیرے پاس جریر بن عبد اللہ طلب بیعت کے لئے آیا ہے وہ شرفائے عراق سے ہے میرے نزدیک اہل شام سے بر ملا اُسکو خلافت کے خواہش کرنا موجب ضرر عظیم ہے اول شرجیل ابن سمط کندی کو کہ رئیس شام ہے اور تمام شام اُسکا مطیع و منقاد ہے اور جریر کی طرف سے صفائی خاطر بھی نہیں رکھتا یہان طلب کر بعد اسکے بذریعہ اپنے معتمدین اور ثقات کے اس بات کو شام مین مشہور کرادے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے شرجیل کو جب مختلف زبانون سے یہہ بات معلوم ہو جاویگی تو وہ شام کو تیری مرضی کے موافق جمع کردیگا معاویہ نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور یزید بن اسد اور بُسر بن ارطاط اور عمر بن سفیان و مخارق بن حارث زبیدی و حمزہ بن مالک و عابس بن سعد طائی کو کہ رؤسائے قحطان و یمن اور اُسکے معتمد علیہ و خواص سے تھے اس بات کی شہرت اور شرجیل کے سامنے اسکی شہادت دینے کے لئے مامور کیا اور خود شرجیل کو ایک خط لکھا **اما بعد** جریر بن عبد اللہ علی ابن ابیطالب کیطرف سے ایک پیغام شنیع و ناگوار ہمارے پاس لایا ہے مناسب ہے کہ تو جلد اس طرف کو کوچ کرے یہہ خط اُسکو حمص میں ملا اہل حمص کو جمع کرکے اس مین مشورہ کیا انہون نے اسمین اختلاف کیا عبد الرحمان ابن غنم ازدی

قصہ شرجیل ابن سمط کندی

نے کہ مرد پرہیزگار و داماد معاذ بن جبل تھا معاویہ کے پاس جاکے اسکو منع کیا اور امیر المومنین کے ساتھ بیعت کرنے پر رغبت دلائی اور کہا کہ تو مرد بزرگ اور رؤسائے قبیلہ
کندہ سے ہی تیرے کاروبار جب تقتضائے عقل و کیاست ہونے چاہئین اگر علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہوتا تو مہاجر و انصار اُنکے ساتھ کیون بیعت کرتے علے ہذا عیاض ثمالی نے بھی چند
اشعار اسی مضمون کی لکھکر اُسکے پاس بھیجے مگر شرجیل نے اُسے قبول نہ کیا اور شام کیطرف روانہ ہوا وہان پہنچا تو معاویہ نے بڑے تپاک سے ملاقات کی اور کہا کہ جریر مجھ سے علیؑ
کی بیعت کا خواستگار ہے اور کہتا ہے کہ علیؑ اسکے سزاوار بھی ہیں میں کہتا ہون کہ اگر وہ عثمان کے خون مین شریک ہوتے تو مضائقہ نہ تھا اب مینے اس کا فیصلہ تیری رائے پر
منحصر کر دیا ہے میں ایک مرد ہون منجملہ اہل شام کے جس بات پر وہ راضی ہوں راضی ہون اور جس سے ناراض ناراض شرجیل نے کہا مین اسکا جواب سوچ سمجھکر دونگا - یہہ کہکر
وہان سے برآمد ہوا راہ میں اُن لوگون سے ملاقات ہوئی جنہین معاویہ نے پہلے سے سکھلا رکھا تھا جو ملتا یہی کہتا کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے ختے کہ سبنے یہی شہادت دی
شرجیل یہہ سنکر غضبناک واپس ہوا اور کہا اے معاویہ تمام شام اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ قاتل عثمان علیؑ ہیں پس قسم بخدا اگر تو اُنکے ساتھ بیعت کرے گا تو ہم تجھے قتل
کرین گے یا شام سے باہر نکال دینگے معاویہ نے کہا مین تمہاری خلاف کب کر سکتا ہوں شرجیل نے کہا تو جریر کو واپس کر کہ ہمارے اور اُنکے درمیان اب بجز تیغ تیز کے اور
کچھ نہوگا معاویہ دل میں شاد ہو گیا اور جانا کہ تیر تدبیر نشانہ پر بیٹھا اور شرجیل دام تزویر میں پھنس گیا اب وہ میرے ساتھ ہے اور تمام شام اُسکی ہمراہ شرجیل یہان سے
باہر نکلا اور حصین بن نمیر کو ہمراہ لیکر جریر کے پاس آیا اور کہا اے جریر تو یہہ امر عظیم اور ہولناک خبر لیکر آیا ہے تو چاہتا ہے کہ ہمیں شیر کے موہنہ میں ڈالے عراق کو تو تو نے
تباہ کیا اب ارادہ کرتا ہے کہ شام بھی تہ و بالا ہو جائے تو علیؑ کی مدح و ثنا کرتا ہے حالانکہ ہمین ثابت ہو گیا کہ عثمان کو اُنہوں نے قتل کیا ہے حق تعالی بروز قیامت
تجھسے اسکی بازپرس کریگا تو تو کیا جواب دیگا جریر یہہ باتین سنکر ہنسا اور کہا ای شرجیل یہہ کیا کلام واہی ہے جو تو کرتا ہے اگر یہہ امر ہولناک تھا تو مہاجر و انصار کیوں
اسمیں شریک ہوئے اور طلحہ زبیر سے اسکی مخالفت پر اُنہوں نے کسلئے جنگ کیا اور یہہ بات کہ مین شام کو تہ و بالا کرنا چاہتا ہون اُس سے تو بہتر ہے کہ حقانی نور سے
شام کو منور اور روشن کرون جب کہ جہالت کی تاریکی اُسکے در و دیوار پر چھائی ہوئی ہے اور تو جو کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ نے عثمان کو قتل کیا تو تحقیق کہ تو چند کذاب
دروغ گویون کے فریب مین آگیا ہے اور عمرو عاص کے حیلہ نے تیری چشم بصیرت کو کور کر دیا کہ اُس جناب پر یہہ افترا کرتا ہے اسپر شرجیل خفا ہو کر وہان سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور کچھ کلام نہ کیا اگلے روز معاویہ جریر کی منزل گاہ پر آیا اور کہا اے جریر میرے خیال مین ایک بات آئی ہے جس سے شام و عراق جنگ و جدل سے محفوظ
رہ سکتے ہین وہ یہہ ہے کہ علیؑ ملک مصر و شام میرے لئے چھوڑ دین اور بیعت کے مجھ سے طلبگار نہون اگر میں اُنسے پہلے مرون تو یہہ ملک اُنکے اختیار میں ہیں جو چاہین
کرین اور جو قضیہ بالعکس ہو تو میری گردن مین اُنکی بیعت نہو اپنی مرضی کے موافق جو بات چاہوں عمل مین لاؤن جریر نے کہا تیرے دلمین جو کچھ آوے تو لکھدے
میں اُسکو امیر المومنینؑ کیخدمت مین روانہ کر دونگا معاویہ نے یہی مضمون خط مین لکھدیا اور جریر نے اُسکو امیر المومنینؑ کیخدمت میں بھیجدیا امیر المومنینؑ نے یہہ خط پڑھا
تو جریر کو اسطرح پر جواب لکھا اما بعد معاویہ چاہتا ہے کہ میری بیعت سے اُسکی گردن خالی اور وہ اس سے آزاد رہے اور تیرے رخصت کرنے مین اسلئے تساہل کرتا
ہے کہ اہل شام کی نیت سے واقف ہو جاوے مین جب مدینہ مین تھا تو مغیرہ بن شعبہ نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ اُسے بدستور حکومت شام پر برقرار رکھو - خدا نہ کرے
کہ مین گمراہون کو اپنا مددگار بناؤن اگر وہ تیرے ساتھ بیعت کرے تو فبہا ورنہ جلد اس طرف کو روانہ ہو جریر نے یہہ خط معاویہ کو سنایا اُسے یقین کامل ہو گیا کہ
امیر المومنینؑ شام کے دینے پر کبھی راضی نہونگے شرجیل کو بلوایا اور کہا اے شرجیل تجھے حق تعالی جزائے خیر دے کہ حق کو قبول کیا اور شرع کی اعانت پر مستعد
ہے مگر معلوم رہے کہ خون عثمان کا مطالبہ کوئی سہل کام نہیں تجھے چاہئے کہ اول شہر بشہر و قریہ بقریہ پھر کر شام مین شہرت دے کہ علیؑ قاتل عثمان ہیں ہر

مسلمان کا فرض ہے کہ اُس مظلوم کا خون اُنسے لے اگر ایسا کریگا تو اُمید کار برآری کی ہے والا فلا شرجیل نے اُسے قبول کیا اور اپنے خیمہ و خرگاہ سمیت باہر نکلا اور بلادِ شام میں گشت کرنے لگا جس شہر میں پہنچا اُسکی طرف سے منادی آواز دیتا کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کیا اور بہ جبر و بزور سلطنت پر قابض ہوگئے اب تلوار کھینچے ہوئے شام کا قصد رکھتے ہیں کیکو اُنکے مقابلہ میں تاب مقاومت نہیں اِلّا معاویہ کہ اُنکا مقابلہ کر سکتا ہے پس اے مسلمانو تمہیں لازم ہے کہ تاخیر نہ کرو اور جلد معاویہ کے پاس حاضر ہو کہ تمہاری مدد سے یہ مصیبت تمہارے سر سے دور کرے ملکِ شام چونکہ بعد وفاتِ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ مفتوح اسلام ہوا تھا وہاں کے باشندے ابوبکر و عمر کے سوا کسیکو نہیں پہچانتے تھے اور چونکہ معاویہ ان لوگوں میں مدت دراز تک حکومت کر چکا تھا اور وہ قطعی دشمن جناب امیر المومنین تھا تو فضائل و مناقب اُس جناب کے اُن لوگوں کو بہت کم پہنچے تھے شرجیل سے کہ عُبّاد و زُہّاد شام میں شمار ہوتا تھا یہ باتیں سنکر اُنہیں اُسکی تصدیق ہو گئی کہ قاتلِ عثمان علی ابن ابیطالب ہیں اور بالاتفاق سب کے سب جنگ پر ایکدل ہوگئے اِلّا ایک گروہ پرہیزگاروں اور متقیوں کا اہل حمص سے کہ انہوں نے اس دعوتِ ضلالت کو قبول نہ کیا اور کہا ہم اپنے گھروں سے نہ نکلینگے ادھر تو یہ سامان تھے اور اُدھر جبکہ جریر کو واپسی میں زیادہ تاخیر ہوئی تو اصحاب امیر المومنینؑ کو اُسکی طرف سے شبہ پیدا ہوا اور باہم اِسکی گفتگوئیں کرنے لگے حضرت نے ارشاد کیا کہ میں اُسکے لئے تعیین مدت کرتا ہوں اگر باوجود اسکے اُسکی طرف سے تاخیر ہوئی تو اُسکی نافرمانی ثابت ہوجائیگی پھر ایک مراسلہ بدیں مضمون تحریر فرمایا کہ جب تیرے پاس یہ خط پہنچے تو تو معاویہ سے قطعی فیصلہ کرا اگر وہ جنگ کی نیت رکھتا ہے۔ تو جلد مراجعت کر اور جو صلح و آشتی کا خواستگار ہے تو اس سے بیعت لے والسلام جب یہ خط جریر نے پڑھا تو معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو اس طغیان اور سرکشی سے باز نہ رہیگا تو حق و باطل کو اچھی طرح جانچ چکا ہے۔ اب انتظار میں ہے کہ وہ حق جو غیر کے قبضہ میں ہے تیرے ہاتھ آوے یہ خط امیر المومنینؑ کا ہے جو منتہائے دلی ہو جلد بیان کر کہ میں اب شام میں زیادہ قیام نہیں کر سکتا معاویہ نے کہا کہ میرے پاس علی کے لئے کوئی جواب نہیں میرے اور اُنکے درمیان اب صرف تلوار ہی فیصلہ کریگی اور امیر المومنینؑ کو خط لکھا **اما بعد** اگر تم عثمان کے خون میں ملوث نہ ہوتے اور اُسوقت یہ لوگ تمہارے ساتھ بیعت کرتے جنہوں نے اب کی ہے تو ہمیں شک نہیں کہ خلفائے ثلثہ کی طرح تم بھی امام واجب الاطاعت تھے مگر تم نے مہاجرین کو اُس پر برانگیختہ کیا اور انصار کو اُسکی نصرت سے باز رکھا اب اہل شام تمہارے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار رکھتے ہیں جبتک کہ قاتلانِ عثمان کو ہمارے سپرد کر دو اور خلافت کو شوریٰ میں ڈالدو کہ مسلمان جسپر اتفاق کریں وہی خلیفہ ہو اور یا علی تمہاری حجت مجھ پر ایسی نہیں جیسی طلحہ و زبیر پر تھی کیونکہ وہ تمہارے ساتھ بیعت کر چکے تھے میں نے نہیں کی اور اہل شام کا اہل بصرہ پر قیاس نہیں ہو سکتا کس لئے کہ وہ تمہاری اطاعت میں داخل ہوگئے تھے یہ اس سے منکر ہیں لیکن اسلام میں تمہارے مراتب اور رسولِ خدا کے ساتھ قرابت اور قریش میں صاحبِ عزت و اعتبار ہونا اسکا میں انکار نہیں کرتا والسلام

جریر یہ خط لیکر کوفہ کو واپس آیا اور امیر المومنینؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ مالکِ اشتر وہاں موجود تھے عرض کی یا امیر المومنینؑ اگر آپ مجھے اس رسالت پر مامور فرماتے تو بہتر تھا جریر نے وہاں سُستی کی اور ابن ابو سفیان کے دھوکے میں آگیا چار مہینے تک اُسکو ڈال رکھا یہاں تک کہ اپنا ساز و سامان درست کر لیا جریر نے کہا قسم بخدا اگر تو وہاں جاتا تو اہل شام تجھے قتل کئے بغیر نہ چھوڑتے اسلئے کہ اُنکے زعم میں قاتلِ عثمان تو ہی ہے اشتر نے کہا اے جریر بخدا سوگند کہ میں معاویہ کے جواب سے عاجز نہ آتا اور کلام کو اُس پر اس طرح تنگ کرتا کہ اطاعت کے سوا کوئی راہ نہ ملتی جریر نے کہا اگر ایسا ہی تو اب وہاں جا مالک کو طیش آیا کہ اب جبکہ تو کام خراب کر چکا تو میرا جانا کیا مفید ہوگا اے جریر تو وہی ہے کہ عثمان نے حکومتِ ہمدان کی عوض تیرا دین خرید کر لیا تھا اب تو لائق اسکے نہیں کہ تو زمین پر زندہ راہ چلے اس رسالت کا اسی لئے خواہان ہوا تھا کہ معاویہ کی یاری کرے اب یہاں آکر ہمکو شامیوں سے ڈراتا ہے میرے نزدیک تو بھی اُنہیں میں سے ہے اگر امیر المومنینؑ میرا کہنا مانیں تو تجھے اور تیرے امثال کو قید رکھیں یہانتک کہ خدائے تعالیٰ روئے زمین کو ظالموں سے پاک کرے اور نورِ حق عالم میں جلوہ گر ہو جریر یہ سنکر اسقدر متوہم ہوا کہ کوفہ میں قیام نہ کرسکا اور قرقیسا کی طرف فرار کر گیا

خط امیرالمومنین

قبیلۂ قیس سے بھی کچھ لوگ اُس سے جا ملے ثُویر بن عامر بھی کہ اپنے قبیلہ میں صاحب اعتبار تھا اُسکے پاس پہنچ گیا اور غزوۂ صفین میں اُنمیں سے کوئی شریک عسکر ہمایوں نہیں ہوا لاجرم امیر المومنینؑ نے حکم کیا کہ جُریر و ثُویر کے جو مکانات کوفہ میں تھے منہدم کردئے جاویں اور معاویہ کے خط کا جواب لکھ کر اصبغ بن نباتہ تمیمی کے ہاتھ روانہ کیا خلاصہ مضمون اُسکا یہہ تھا کہ تیرا مکتوب مجھے ملا تو جو یہہ کہتا ہے کہ میرا عثمان کو قتل کرنا تجھے میرے ساتھ بیعت کرنیسے مانع ہے تو پوشیدہ نرہے کہ میں اس معاملہ میں بالکل باقی مہاجرین کے ہمراہ تھا جو کچھ اُنہوں نے کیا اُسمیں شریک تھا جس سے وہ باز رہے اُسکا تارک ۔ مینے نہ اُسے قتل کیا کہ قصاص مجھسے لیا جاوے نہ اس بات کا حکم دیا کہ اس سے ملزم ٹھیرایا جاؤں اور تیرا یہہ کہنا کہ قاتلانِ عثمان کو تیرے پاس بھیجدوں تجھے اس درخواست سے کیا نسبت اسکے لئے اولادِ عثمان تجھسے زیادہ اولیٰ ہے تو صرف ایک مرد ہے بنی اُمیہ سے اور بالفرض تو ہی اُسکا ولی خون ہے ۔ تو تجھ پر لازم ہے کہ اوّل اور مسلمانوں کی طرح مجھ سے بیعت کر پھر اُسکے تدارک کا خواستگار ہو اور اہل شام و بصرہ میں جو فرق کرتا ہے اور طلحہ زبیر سے جو زیادہ آپکو ممتاز جانتا ہے یہہ خیالِ خام ہے یہہ بیعت بیعت عامہ ہے حاضر و غائب پر اسکا حکم یکسان ہے اور اسلام میں میری فضائل اور حضرت رسولخداؐ کے ساتھ قُربت اور قریش میں شرافت پس اگر تجھسے اسکا انکار ہو سکے تو کر ۔ صاحب **ناسخ التاریخ** نے مناقب خوارزمی سے نقل کیا ہے کہ جسوقت اصبغ یہہ خط لے کر معاویہ کے پاس پہنچا تو وہ مسندِ سرخ پر سبز تکیہ لگائے بیٹھا تھا اور دہنی جانب عمرو عاص و حوشب ذی ظلیم و ذوالکلاع اور بائیں طرف عتبہ ابن ابی سفیان اُسکا بھائی و عبداللہ ابن عامر کریز و ولید بن عقبہ و عبدالرحمٰن بن خالد و شرجیل تھے اور سامنے ابوہریرہ و ابودرداء و نعمان بن بشیر و ابو امامہ باہلی بیٹھے تھے ۔ معاویہ نے نامۂ امیر المومنینؑ لیا اور مطالعہ کیا پھر کہا کہ علیؑ قاتلان عثمان کو ہمیں نہیں دیتے **اصبغ** راوی حدیث کہتا ہے کہ مینے کہا اے معاویہ تو طالب خونِ عثمان نہیں بلکہ اس خون خواہی کو تو نے اپنے بادشاہی کا ذریعہ ٹھیرایا ہے اگر فی الواقع اُسکا ہمدرد تھا تو کیوں اُسوقت امداد نہ کی جبکہ اُسے اُسکے مکان میں بے آب و دانہ قید کر رکھا تھا اور تیرے پاس بار بار پیغام بھیجکر مدد چاہتا تھا معاویہ یہہ سُنکر غضبناک ہوا مینے چاہا کہ اُسکی آتش غضب کو اور تیز کروں ابوہریرہ کی طرف خطاب کر کے مینے کہا کہ اے صاحبِ رسول خدا تجھے حق جلّ و علیٰ اور اُسکے حبیب محمد مصطفےٰؐ کی قسم دیتا ہوں تو سچ سچ کہنا کہ تو نے بروزِ غدیر خُم حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے علیؑ کی مقدمہ میں کیا سُنا تھا ابوہریرہ نے کہا مینے سُنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ مینے کہا اے ابوہریرہ تو پھر کسلئے اُنکے دشمن کو دوست رکھتا ہے ۔ اور کسواسطے اُنکے دوستوں کا دشمن بنا ہے ابوہریرہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ معاویہ یہہ دیکھکر آگ بگولا ہو گیا اور کہا اے اصبغ اپنی زبان کو تھام تو چاہتا ہو گا کہ اہل شام کو ان باتوں سے طلبِ خونِ عثمان سے باز رکھے تحقیق کہ علیؑ نے لوگوں کو برانگیختہ کر کے عثمان کو قتل کرایا اُسکا خون ضائع نہ جائیگا اُسوقت معاویہ بن حدیج کندی و حوشب ذی ظلیم و ذوالکلاع نے کہا اے معاویہ مطمئن رہ کہ جبتک ہمارے جسم میں جان ہے تیری نصرت کریں گے اصبغ کہتا ہے کہ مینے کچھ اشعار اُسوقت معاویہ کی مذمت میں پڑہے اسقدر غضب معاویہ پر طاری ہوا کہ مجھے فرصت نہ دی کہ اشعار کو تمام کروں ۔ اور کہا تو پیغام رسانی کو آیا ہے یا ایذادہی کو یہہ کہکر جواب خط لکھا اور میرے حوالہ کیا **الملتحق شدن عبید اللہ بن عمر باہل شام** عبید اللہ عمر خطاب کا چھوٹا بیٹا تھا عمر اُسکا باپ مقتول ہوا تو اُس نے ہرمزان ایک مرد مسلمان کو بہ تہمت قتل عمر بلا حجت و برہان قتل کیا عثمان خلیفہ ہوا تو امیر المومنینؑ نے اُس سے فرمایا کہ عبید اللہ سے ہرمزان کا قصاص لے عثمان نے اس حکم شرعی کی تعمیل سے انکار کیا ۔ اور کہا کل اُسکا باپ قتل ہوا ہے آج بیٹے کو قتل کروں خلقت کیا کہیگی لا واللہ کبھی ایسا نہ کرونگا ۔ پس عبید اللہ اُسوقت تو جان بچا لے گیا مگر امیرؑ کی تیغ انتقام سے خائف تھا ۔ جب آنحضرتؑ کے ساتھ بیعت ہوئی تو اُسکا اندیشہ دوبالا ہو گیا اور مدینہ سے کوچ کر کے معاویہ کے پاس شام کو گیا ۔ معاویہ اس

شکار بیدانہ دوام ہے ازبس مسرور و خوشدل ہوا نصر کہتا ہے کہ اُس وقت اُسنے عمرو عاص کو پیغام بھیجا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے عمر بن الخطاب کو شام میں دوبارہ زندہ کیا ہے جب عوام شام عُبیداللہ کو ہمارے ساتھ پائیں گے تو اُنکے اعتقاد زیادہ ہو جائیں گے اور نیز اُسے امر کرونگا کہ سرِ ممبر علیؑ کے ذمائم بیان کرے اور قتل عثمان کو صاف صاف اُسکے سر لگائے۔ پھر عبیداللہ کو اپنے پاس بُلایا اور کہا اے پسر برادر تو یادگار پدر ہے تو نے اپنی قدوم سے مجھکو بہت شاد کیا اور بار منّت و احسان میرے سر پر رکھا اب جو کہے مسموع و مقبول ہے اور جس امر کی خواہش کرے اُسکے مُہیا کرنیکے واسطے بدل و جان موجود ہوں الا اتنی خواہش ہے کہ ممبر پر جا کر علیؑ کو العیاذ باللہ سبّ شتم کرے اور خون عثمان کو اُسکے ذمے لگائے عبیداللہ نے کہا علیؑ کی کیا مذمت ہو سکتی ہے نسب میں وہ ہاشمی نجیب الطرفین ہیں اُنکی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے حسب مین باعتبار اوصاف ثلثہ سخاوت شجاعت علم میں وہ شہرۂ آفاق۔ کوئی جاہل نادان بھی اُنکے مقامات عالیہ سے ناواقف نہو گا۔ ہاں اگر تجھکو یہی پر اصرار ہے تو خونِ عثمان سے اُنہیں متہم کرسکتا ہوں عمرو عاص نے کہا کہ ہماری غرض اسیقدر ہے وہ حاصل ہو جائیگی۔ جب عبیداللہ مجلس معاویہ سے رخصت ہو کر باہر گیا تو معاویہ نے عمرو عاص سے کہا بخدا سوگند کہ اگر عبیداللہ بباعث قتل ہرمزان علیؑ سے خائف نہوتا تو کبھی ہماری طرف رخ بھی نہ کرتا دیکھا تو نے کسطرح پر علیؑ کی صفت و ثنا کرتا ہے عمرو عاص نے کہا قسم بخدا اے معاویہ کہ علیؑ اس سے سَو درجہ زیادہ ہیں جتنا کہ عبیداللہ نے ظاہر کیا مگر نفس امارہ و شیطان لعین نے ہمکو طریق حق سے منحرف کیا ہے کہ دنیائے فانی کو نعیم جاودانی پر ترجیح دیتے ہیں اور علیؑ کی متابعت جو عین متابعت رسولخدا ہے نہیں کرتے **القصہ** عبیداللہ ممبر پر گیا اور دیر تک پند و نصیحت کی باتیں کرتا رہا مگر جب علیؑ و عثمان کا ذکر آیا تو خاموش ہو گیا اور امر معہود سے لبون کو آشنا نکیا جب ممبر سے اُترا تو معاویہ اُس پر برہم ہوا کہ کیوں اپنے قول و قرار پر عمل نہ کیا اور عثمان کے مقدمہ میں کچھ نہ کہا عبیداللہ نے کہا سچ تو یہہ ہے کہ مجھے شرم آئی کہ بالائے ممبر جھوٹی گواہی دوں مجھے بتحقیق معلوم ہے کہ علیؑ نے عثمان کو قتل نہیں کیا۔ معاویہ نے اُس سے سخت کلام کئے اور اپنی مجلس میں آنے سے روک دیا مگر بعد چندے عبیداللہ نے چند اشعار متضمن بہجِ عثمان و ثنائے طلحہ زبیر اُنکی نصرت میں تصنیف کرکے معاویہ کے پاس بھیجدئے معاویہ اُس سے راضی ہو گیا اور کہا اے برادرزادہ تجھے اسیقدر کافی ہے

ذکر بعضے از دام ہائے تزویر کہ معاویہ برائے اقتناص جال گسترده و دانہ بر آں پاشیدہ

مورخین نے لکھا ہے کہ انہیں ایام مین معاویہ نے چاہا کہ ایک جماعت کو صحابۂ عظام سے اپنی حکومت کی طرف مائل کرے کیونکہ اُسوقت تک صرف چار شخص صحابہ سے یعنے ابوہریرہ و ابودردا و ابوامامہ باہلی و نعمان بن بشیر انصاری اُسکے پاس تھے حالانکہ جمہور صحابہ ملازم رکاب نصرت انتساب امیرالمومنینؑ تھے پس اُس نے اہل مدینہ کیطرف خطوط لکھکر طلب خونِ عثمان کیطرف اُنکو دعوت کیا۔ اور اپنی اعانت و امداد کا خواستگار ہوا مگر اُنہوں نے اس دعوتِ ضلالت کے قبول سے صاف انکار کیا اور معاویہ و عمرو عاص دونوں کو لکھا کہ تمکو خلافت رسولخدا سے کوئی نسبت نہیں اے معاویہ تو طلیق پسر طلیق ہے اور اے عمرو عاص تو بدخواہ دین و ملت تمکو حکومت مسلمانان حلال نہیں جب یہاں سے جواب حسب مراد نہ آیا تو مخصوص اُس جماعت کے نام جداگانہ خطوط تحریر کئے جو شرف بیعت امیرالمومنینؑ سے محروم رہ کر شریک جمل نہوئے تھے ازانجملہ عبداللہ بن عمر خطاب کو لکھا **اما بعد** عثمان کے بعد میرے نزدیک قریش مین کوئی تجھ سے بہتر نہ تھا مگر تو نے عثمان کی محاصرہ کے وقت اُسکی نصرت نہ کی بلکہ اُسکے نصرت کرنے والوں کو مورد طعن و ملامت کیا تو میری یہہ رائے بدل گئی تھی۔ مگر اب جو تو نے علیؑ کے ساتھ مخالفت کی اور جنگ جمل میں اُسکا شریک نہوا۔ تو پھر میرا میلان قلبی تیری جانب ہے پس اس مظلوم خلیفہ کے مقدمے میں ہماری اعانت کر رحمت خدا ہو تجھ پر کسلئے کہ میں جو درپے امارت و حکومت ہوں صرف تیرے لئے ہوں اپنے واسطے نہیں اور جو تجھکو قبول خلافت سے انکار ہو گا تو ہم اسکو شورائے مسلمین کیطرف راجع کریں گے جب ابن عمر نے یہہ مکتوب پڑھا تو جواب میں لکھا

امابعد جبکہ مینے علیؑ کے مجمع مہاجرین و انصار کے ساتھ بیعت نہیں کی اور طلحہ زبیر و ام المومنین عائشہ کا ساتھ نہ دیا تو تیری اطاعت میں کب داخل ہونگا اور تیرا یہہ گمان کہ مینے علیؑ سے مخالفت کی پس قسم ہے مجھکو اپنی حیات عزیز کی کہ مین ایمان و ہجرت میں اُنکا مساوی و مماثل نہیں اور جو قرب حضرت رسولخدا سے وہ رکھتے ہیں اور جو ایذا اہانتین اُنکے ہاتھ سے کفار و مشرکین کو پہنچیں ہیں میں کیطرح انخصائل میں اُنکی برابری نہیں کر سکتا مگر اس موقع پر مجھے وہ امر پیش آیا جسمیں حضرت رسولخدا کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد نہ تھا اسلئے مجبوراً متوقف رہا اور جانا کہ اگر یہہ امر رشد و ہدایت ہے تو تارک فضل ہونگا اور جو ضلالت و غوایت ہے تو اُس سے حفاظت میں رہونگا پس اے معاویہ مجھ سے قطع امید کر۔ **روضۃ الصفا** میں ہے کہ ابن عمر مذکور آخر عمر مین کہتا تھا کہ مینے کسی امر کے فقدان پر اس قدر تاسف نہیں کیا جتنا کہ تین امرون پر ایک یہہ کہ علی بن ابی طالب سے بیعت نہ کی دیگر اُنکے مخالفین پر جہاد نہ کیا۔ سوم اوقات حرارت و موسم گرما مین روزہ نہ رکھا۔ اور کتاب مستقصی سے نقل کیا ہے کہ ابوذر غفاری نے روایت کی کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا مَنْ قَاتَلَ عَلِیًّا عَلَی الْخِلَافَۃِ فَاقْتُلُوْہُ کَائِنًا مَنْ کَانَ کہ جو علیؑ کے ساتھ مقدمۂ خلافت مین جنگ کرے اُسکو قتل کرو خواہ کوئی ہی ہو۔ القصہ جب معاویہ عبداللہ کی طرف سے مایوس ہوا تو اُس نے سعد وقاص کو لکھا تحقیق کہ عثمان کے کاموں کے لئے قریش مین سب احق و اولے وہ لوگ ہین۔ جو داخل شوریٰ تھے اور اُنہونے اُسکا حق تسلیم کیا اور اورون پر اُسکو تفضیل و ترجیح دی ازانجملہ طلحہ زبیر نے حق رفاقت ادا کیا اور عائشہ نے اُنکی نصرت فرمائی اب ہمکو چاہئے کہ خلافت کو پھر شوریٰ کیطرف راجع کریں تم لوگ پیشتر اسپر رضامند ہو چکے ہو اب لازم ہے کہ اس سے اختلاف نکرو سعد نے جواب مین لکھا **امابعد** عمر نے قریش سے اُنہین اشخاص کو شوریٰ میں داخل کیا تھا جنکو خلافت حلال تھی۔ ہم سب تبہ مین یکسان تھے الا علیؑ کہ جو باتیں ہم میں تھیں سب اُنمین موجود تھین اور جن فضائل کے ساتھ وہ مخصوص تھے ہماری انمیں شرکت نہ تھی پس تر واضح رہے کہ امر شوریٰ ہمیں ابتدا میں پسند تھا۔ نہ انتہا میں اور طلحہ زبیر اپنے گھروں میں بیٹھتے تو اُنکے لئے یہہ بہتر تھا۔ ام المومنین کو حق تعالی عفو کرے جو اُس سے سرزد ہوا یہہ جواب معلوم کرکے معاویہ نے محمد بن مسلمہ کو ورغلانا چاہا اور ایسے ہی مضامین اُسکو لکھا ابن مسلمہ نے لکھا اے معاویہ مجھکو تحقیق معلوم ہے کہ جو کار تونے اختیار کیا ہے مطلوب اُس سے محض سلطنت و ریاست ہے قاتلان عثمان سے عوض لینا مقصود نہیں تجھکو معلوم رہے کہ مین تیرے تئین علیؑ پر کبھی ترجیح نہ دونگا اور تیری خاطر اُنکی مخالفت اختیار نہ کرونگا۔ جب وہاں بھی کشود کار نہوئی تو پشیمان ہوکر بیٹھ رہا۔ صاحب **ناسخ التواریخ** نے نقل کیا ہے کہ اُسوقت اسود بن عرفجہ سر مجمع کھڑا ہوا اور کہا اے معاویہ یہہ کیا باتین ہین کہ ہم ہر روز تیری مجلس مین سُنتے اور دیکھتے ہیں کبھی شرجیل کو شامیوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے کبھی اہل مدینہ کو خطوط لکھکر فریب دینا چاہتا ہے مگر تو نہین جانتا کہ یہہ جملہ امور تیرے لئے باعث ضرر و نقصان ہیں فَاحْذَرِ الْیَوْمَ صَوْلَۃَ الْاَسَدِ الْوَرْدِ اِذَا جَآءَ فِیْ رِجَالِ الْھَیْجَآءِ یعنی شیر زرد کے حملے سے خوف کر جبکہ وہ مردان حرب و نبرد کے ساتھ تجھ پر حملہ آور ہو معاویہ یہہ سنکر خشمگین ہوا اور کہا اے پسر عرفجہ وہ شیر زرد کون ہے جس سے تو ہمکو تہدید کرتا ہے کہا وہ علی بن ابیطالب ہیں برادر و ابن عم محمد مصطفےٰ شوہر بتول زہرا و پدر فرزندان رسولخدا وصی و وارث اُس جناب کے جنہوں نے تیرے نانا عتبہ اور اُسکے بھائی شیبہ اور تیرے ماموں ولید اور تیرے بھائی حنظلہ بن ابوسفیان کو تیغ آبدار سے واصل جہنم فرمایا معاویہ شدت غیظ و غضب سے سُرخ ہوگیا اور جہان روشن اُسکی نظر مین تیرہ و تاریک معلوم ہونے لگا چلا کر کہا کہ اس بدبخت مجنون کو گرفتار کرو پیادے اُسکے پکڑنے کو دوڑے شرجیل نے کہا اے معاویہ ابن عرفجہ سے ہاتھ اٹھا کہ وہ مرد فقیہ صاحب فخر و فضیلت ہے اور اپنے قوم مین عزت و حکومت رکھتا ہے اگر میری شفاعت اُسکے حقمین قبول نکرے گا تو میں اسیوقت تیری بیعت سے باہر نکلجاؤنگا اور جو عہد و پیمان تیرے ساتھ کئے ہیں تمام کو توڑ ڈالونگا۔ معاویہ لاچار ہوگیا۔ کہا ہر چند اسکا گناہ عظیم ہے۔ مگر تیری پاس خاطر سے عفو کرتا ہوں اسود بن عرفجہ

وہاں سے اُٹھا - اور اسیوقت سامانِ سفر درست کرکے کوفہ کیطرف کوچ کیا اور حاضرِ درگاہ جنابِ ولایت پناہ ہوا

منقول ہے کہ جب معاویہ نے آہستہ آہستہ اہلِ شام کو اپنے موافق کرلیا اور اُسکو اُنکی طرف سے اطمینان کامل حاصل ہوگیا - تو حکم دیا کہ لوگ مسجد جامع شام مین مجتمع ہوں اور خود منبر پر گیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کہا ایہا الناس مین خلیفۂ عمر بن الخطاب ہوں اور نیز خلیفۂ عثمان بن عفان کو مدینہ مین مظلوم شہید کیا میں اُسکا ولی خون و وارث ہوں مینے اِسوقت تمکو اسلئے طلب کیا ہے کہ تمہارا دلی منشا دریافت کرون - کہ اُسکی خونخواہی کے لئے کہانتک آمادہ و مستعد ہو علی نے اوّل اُسکو قتل کرایا اب چاہتے مین کہ دوسرا فتنہ برپا کرین یعنی ملکِ شام کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہیں مین اُنکے ہاتھ سے ملک کو نہین بچا سکتا الا یہ کہ تم میری اعانت میں ایک دل و ایک زبان ہو جاؤ کہ تمہاری اعانت سے اِس بلاء بے درمان کو تمہارے سروں سے دور کرون - لشکرِ عراق نے ہر چند میدانِ حرب و ضرب میں نشوونما پائی ہے اور دلیری و دلاوری میں بے مثل و انباز ہیں لیکن صبر و ثبات میں تم اُن پر مقدم ہو آگاہ رہو کہ عزت دنیا و آخرت صبر و استقلال مین ہے وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ اُسوقت کعب بن مرہ سلمی اُٹھا اور کہا اے جماعت حاضرین اِس وقت اس مجلس میں اصحاب رسولخدا سے چار سو سے زیادہ اشخاص موجود ہیں جنہیں بباعث سابقہ صحبت اُس جناب کی مجھ پر فضیلت و شرف حاصل ہے مگر میں ایک روز دوپہر کیوقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا تم سے اُسوقت کوئی موجود نہ تھا آپنے فرمایا میرے بعد ایک فتنہ ہونیوالا ہے اسمین ایک مرد نقاب پوش کا وہانسے گزر ہوا رسول اللہ نے فرمایا ھٰذَا الْمُقَنَّعُ یَوْمَئِذٍ عَلَی الْھُدٰی ے کہ یہہ برقع پوش اُس روز راہِ ہدایت پر ہوگا میں اپنی جگہہ سے اُٹھا اور اس شخص کا شانہ پکڑکر مونہہ پر سے پردہ سرکا دیا دیکھا تو عثمان بن عفان تھا اُسے حضرت کی خدمت مین لایا اور عرض کی یہی ہے فرمایا یہی ہے - جو اُس روز راہِ ہدایت پر ہوگا - پھر ابو الاعور سلمی اُٹھا اور کہا اے معاویہ تجھہ میں ہرگز طاقت نہیں کہ علی کے ہم پلہ ہوسکے جو کام وہ میدان میں کرتے ہیں تجھ سے گھر کی چار دیواری کے اندر بھی نہیں ہوسکتا - مگر ہم باوجود اسکے تیری حمایت سے دست بردار نہونگے حتی الوسع والامکان تیری اعانت کرین گے - پھر ذو الکلاع حمیری اُٹھا اور کہا اے معاویہ مین راست راست کہتا ہوں عثمان نے تجھے امارتِ شام عطا کی اور اسکے اور بہت سے احسانات اُسکے تجھ پر ہیں باوصف اسکے جب وہ محصور ہوا اور آدمی بھیجکر تجھ سے اعانت چاہی تو تونے اُسکی کمک نہ کی اور اُسکو اُسکے حال پر چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ قتل ہوا تیری آرزو بھی تھی کہ وہ قتل ہو اور تو سلطنت کرے اب تونے اپنے اُسی قرارداد کے موافق ملک گیری پر کمر باندھی ہے مگر دل خوش رکھ کہ ہم بہر حال تیرے شریک ہیں اگر عرب سے کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے میں اُسوقت بھی مع اپنے قوم قبیلہ کے تیری امداد کو حاضر ہوں - بعد ازان جوشب ذو الظلیم اُٹھا اور کہا اے معاویہ ہم مردِ کردار ہیں نہ مردِ گفتار بروز جنگ جو کچھ ہم سے ظہور مین آئیگا تجھپر منکشف ہوجائیگا اب خلعت خلافت تجھے زیبا ہے اور بعد تیرے اُسکو جسکو کہ تو اس کام کے لئے اختیار کرے اور اپنا ولیعہد قرار دے - جب سلسلہ کلام کی یہانتک نوبت پہنچی تو سعد حمیری کو تاب ضبط باقی نہ رہی کہا اے سلمانو عجیب و غریب باتین ہیں جو تم سے مشاہدہ کیجاتی ہیں آیا تم مین کوئی ایک متنفس بھی حق پرست و دیندار نہیں کہ رضائے خالق کو خوشنودی مخلوق پر اختیار کرے اور کلمۃ الحق مُنہہ سے نکالے - تمہیں معلوم نہیں کہ قوم مہاجرین نے حضرت ختم المرسلین کے کس درجہ کی اطاعت کی گھر بار پر لات مار کر اُنکا ساتھ دیا اپنی جان عزیز کو اُنسے دریغ نہیں کیا اور متواتر جہاد کرتے رہے - علی ہذا انصار بھی فضائل عالیہ و مناقب سامیہ میں اُنکے قدم بقدم ہیں اُنہوں نے اپنا جان و مال فدائے رسول ذو الجلال اور اُنکے اصحاب پر کیا جو بات تمہین حاصل ہے اگر اُنہیں حاصل ہوتی تو وہ تمہین شریک کرتے حالانکہ تم اِسوقت معاویہ سے خلافت پر بیعت کرتے ہو اور اُنکو پوچھتے بھی نہیں معاویہ یہہ سُنکر طیش مین آیا اور اپنے سرہنگون کو حکم دیا کہ اُسے گرفتار کرلین اُنہوں نے فوراً اُس غریب کو پکڑ لیا اور گلے میں رسی ڈال کر کشان کشان لیچلے کہ بالائے بام قصر سے نیچے گرادیں مگر اہلِ مجلس سے کچھ لوگ اُسکے لئے شفاعت خواہ ہوئے معاویہ نے مجبور سعد کو رہا کیا رہا ہونا تھا کہ اُس نے سیدھے کوفہ کی راہ لی اور درگاہ امام

برحق ہیں بار بار ہوا **الحاصل** مردم شام نے معاویہ کے ساتھ اس قول و قرار سے بیعت کی کہ تادم زیست اُسکا ساتھ دیں اور طلب خون عثمان سے کبھی دست بردار نہوں اور جنگ علی مرتضے سے جبتک دم میں دم ہے قدم نہ ہٹاویں جب معاویہ کو اس سے اطمینان ہوا۔ تو حاضرین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ پسر ابوطالب کو کونسا شرف حاصل ہے کہ جس سے وہ زیادہ تر سزاوار خلافت ہیں میں کاتب رسول خدا ہوں اور میری خواہر اُم حبیبہ بنت ابوسفیان زوجہ پیغمبر بعد ازاں بہ نیابت عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان ایک مدت دراز سے حکومت شام میرے تحت میں ہے میرا باپ ابوسفیان بن حرب ہے جو اشراف و صناوید قریش سے شمار ہوتا ہے۔ میری ماں ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ ہے اگر اہل عراق و حجاز نے اُنکے ساتھ بیعت کی تو مجھسے بھی اہل شام بیعت کر چکے اب ہم ایک دوسرے کے مماثل و مشابہ ہین اور امر خلافت ہمارا متنازع فیہ ہے فیصلہ اسکا زبان تیغ پر منحصر ہے ہنگام کارزار جو مظفر و منصور ہو وہی عروس سلطنت کو آغوش میں لے۔ **بعضے از مکاتبات و مراسلات کہ فیما بین امیر المومنین و معاویہ بن ابوسفیان اجرا یافتہ** مروی ہے کہ جب شام کیطرف سے معاویہ کی دلجمعی ہوگئی تو اُس نے چاہا کہ کسی حیلہ سے اہل عراق و حجاز کی عقائد میں فتور ڈالے اور اُنھیں متابعت امیر المومنین سے باز رکھے اس مضمون کو عمرو عاص کے آگے بیان کیا اُس نے کہا تو علی کو ایک خط لکھ اور اُسمیں بعض فضائل و مناقب عمر و ابوبکر درج کر چونکہ علی دل میں اُنکی حقیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ ظالم اور اپنے حق کا غاصب جانتے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ اُنکی یہ دیکھ کر افروختہ ہو جائیں اور اپنی سوء عقیدت کو اُنکے بارہ میں جواب خط میں ظاہر کر دین ہم اُس تحریر کو قبائل عرب مین مشتہر کر کے اُنکی عیب جوئی کرینگے اس سے اہل شام کو تو اُنکی بطلان کا یقین کامل ہو جائیگا اور اہل عراق کی بھی بنیاد اعتقاد متزلزل ہو جائیگی کس لیے کہ اُنمیں بھی بجز چند شیعیان خالص کے اکثر شیخین کے معتقد ہین معاویہ نے اس رائے کو نہایت پسند کیا اور ایک خط لکھ کر ابو امامہ باہلی صحابی کے ہاتھ کوفہ کو روانہ کیا **خلاصہ** مضمون اُسکا یہہ ہے **امابعد** حقتعالے نے اپنے حبیب محمد مصطفے کو رسالت کیلئے برگزیدہ کیا اور وحی و خطاب سے اُس جناب کو اختصاص بخشا اُنہوں نے خلقت کو ہدایت کی اور ضلالت اور گمراہی سے نجات دی جبکہ ادائے شریعت کر چکے اور شرک اور اُنکا جہان سے برطرف کر دیا تو اُنہیں اُس جل شانہ نے رشید و حمید دنیا سے اُٹھا لیا پس خدا تعالے اُنکو جزائے خیر دے اور نعمات آخرت کو اُن پر مضاعف گردانے اُنکے بعد اُنکے اصحاب خاص ہیں جنہون نے اُنکی نصرت و تائید کی خدا تعالے اُنکی شان مین فرماتا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی کافرون پر وہ سخت ہین اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرم و رحیم۔ اُن سب مین اعلے و افضل خلیفہ اول ہے جس نے تفرقہ کو دور کیا اور اہل ارتداد کے ساتھ جنگ کر کے داد جہاد دی پھر خلیفہ ثانی نے مشرکون کو ذلیل و خوار کیا اور اُنکے ملکون کو اہل اسلام کیلئے مفتوح فرمایا تیسرے مرتبہ پر خلیفہ مظلوم عثمان بن عفان ہے جس نے شریعت کیا اور ملت حنیف پر لوگون کو مجتمع کیا مگر یا علی تم نے اُسے آرام سے نہ رہنے دیا دست خصومت کو آستین عداوت سے باہر نکالا اور طرح طرح کی حیلے کر کے لوگون کو اُس پر برانگیختہ کیا جب اُس نے مدد چاہی تو تم نے اُس سے پہلو تہی کی اسکے سوا مسلمانوں کو تم سے ہمیشہ ایذائیں پہنچتی رہین ابوبکر پر تم نے حسد کیا اور اُسکی قصر خلافت کو منہدم کرنا چاہا خود گھر مین بیٹھ رہی اور چند اشخاص کو اپنے ساتھ لیا اور بیعت میں تاخیر کی۔ پھر عمر کی خلافت سے تمنے کراہت کی اُسکی طول مدت تمکو ناگوار ہوئی یہانتک کہ وہ قتل ہوا تو تم اُس پر مسرور ہوے اور اس مصیبت پر شماتت کی اور اُس کے بیٹے عبیداللہ کو اس جرم مین کہ اُس نے اپنے باپکے قاتل کو قتل کیا تھا قتل کرنا چاہا پھر سب سے زیادہ تمہارا حسد تمہارے ابن عم عثمان پر تھا اُسکی عیوب کو شہرت دی اور محاسن اور مناقب کا اخفا کیا اُسکی فقہ و دین و سیرت اور عقل میں طعن کئے آخر چند سفہائے کوفہ شیعون سے ورغلا کر اُسے قتل کرا دیا دلیل اسکی یہہ ہے کہ تمہارے سامنے مقتول ہوا تم بیٹھے دیکھا کئے نہ زبان سے اُسکی اعانت کی نہ ہاتھ پاؤں سے خلاصہ یہہ کہ تینون خلیفوں مین کوئی ایسا نہیں کہ جسکی بیعت میں تمہاری سمت سے تاخیر نہوئی ہو اور اُسپر تم نے بغاوت نہ کی ہو ہر بار بیعت کیلئے

خلاصہ مضمون خط معاویہ

بجبر واکراہ بلوائے جاتے تھے - جیسے شتر کو مہار کھینچ کر لاتی ہے اب ان حرکات پر خواہان خلافت ہو حالانکہ قاتلان عثمان تمہارے مخلصین میں داخل اور زینت محفل ہیں پس اس ہٹ دھرمی کو چھوڑ دو اور اُن لوگون کو ہماری حوالہ کرو کہ قصاص لیں اور خلافت کو مسلمانون کے شورہ پر منحصر رکھو کہ وہ سب اتفاق کر کے کسی ایسے شخص کو اپنے لیے اختیار کرین جس سے رضائے حق سبحانہ وتعالی وابستہ ہو تمہاری بیعت ہمارے گردنوں میں نہیں نہ تمہاری اطاعت ہم پر لازم یہان تمہارے اور تمہارے صحاب کے لیے بجز تلوار کے اور کوئی چیز نہیں قسم بخدا کہ مین قاتلان عثمان کو طلب کرونگا جہان وہ ہونگے اور جسطرح پر ہونگے یہانتک کہ انکی عوض اُنہیں قتل کرونگا یا اس راہ مین اپنی جان کو دونگا اور تم جو بار بار اپنے سابقہ اور جہاد کا ذکر درمیان لاتے ہو - تو اسکا جواب خدائے تعالے اپنی کتاب عزیز میں دیچکا ہے چنانچہ فرماتا ہے -

یَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ **ترجمہ** اے محمد یہہ لوگ تجھ پر اسلام لانے سے منت رکھتے ہین تو انکو کہدے کہ اپنے اسلام لانے سے مجھ پر منت نہ رکھو بلکہ یہہ احسان الٰہی ہے تم پر کہ تمکو ہدایت کی اگر تم راست گو ہو **پس** جیسا کہ سائل پر منت رکھنے سے صدقہ کا ثواب حبط ہوجاتا ہے اسیطرح اللہ پر منت رکھنے سے جہاد بے اجر محض رہجاتا ہے تمام ہوا خلاصہ ترجمہ خط معاویہ کا اور ظاہر ہے کہ یہہ خط خال المومنین اہل سنت کا جسے مؤرخین معتبرین قوم نے مثل طبری وغیرہ کی روایت کیا ہے اہل حق کے لیے بغایت مفید مطلب ہے اگر اسکے فوائد پر بالتفصیل بحث کیجاوے تو خوف ہے کہ کلام کو طول ہوجائیگا اسلیے مجملاً گزارش ہے کہ یہہ خط باوضح بیان وتصریح تمام دلالت کرتا ہے کہ امیر المومنین وخلفائے ثلثہ کے درمیان صلح وصفائی نہ تھی وہ انکی خلافت پر کبھی راضی نہیں ہوئی بیعت جو کرتے تھے ہرگز برضا ورغبت نہ تھی بلکہ بجبر واکراہ اسکے لیے بلوائے جاتے تھے ابو بکر کی خلافت کے درہم برہم کرنے کا اُنہون نے ارادہ کیا عُمر کی درازی عمر سے دلتنگ ہوئے اسکے قتل ہونے پر شماتت کی اور مسرور ہوئے عثمان بیچارے کا تو کیا ذکر ہے اسکے جیتے جی اسکی مخالفت کا اظہار کرتے رہے اسکے فضائل کو اخفا کر کے عیوب ورذائل کا اشتہار دیتے رہے اسکے دین وعقل میں عیب لگاتے تھے اور اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اپنے شیعون کو برانگیختہ کیا اور اُس غریب کا خون کرا دیا سُبحَانَ اللہِ اب اہلسنت شیعون کے سامنے کس مونہہ سے کہین گے کہ صحاب ثلثہ واہلبیت علیہم السلام آپسمین شیر وشکر تھے فیما بین تو اعلیٰ اتحاد ممہد تھے ومراسم وداد مرعی - اگر انہین حرکات کا نام محبت ومصادقت ہے جو موافق اس خط کے امیر المومنین وامام المتقین سے حضرات ثلثہ کے نسبت سرزد ہوتی ہین تو معلوم نہین کہ ان بزرگوارون کے نزدیک لفظ بغض وعداوت کس جانور کا نام ہے - **بالجملہ** جب یہہ خط امیر المومنین نے ملاحظہ فرمایا تو اسکا جواب اس طرح پر حوالہ قلم کیا **اما بعد** ترا خط پہنچا تو نے جو لکھا ہے کہ حقتعالی نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو برگزیدہ کیا اور صحاب کے ساتھ انکی نصرت وتائید فرمائی یہہ وہ عجیب بات ہے کہ جسکو زمانہ نے ابتک تیری طرف سے ہم پر پوشیدہ کر رکھی تھی تو اُن احسانات الٰہی کا جو اُس جل شانہ نے ہم پر بذریعہ اپنے نبی کے مبذول فرمائے ذکر کرتا ہے ایسا ہے جیسا کہ کامل تیر انداز کو کوئی تیر چلانا سکھلائے یا نخلستان ہجر (یمن مین ایک شہر کثرت خرما سے مشہور ہے) کی طرف خرما لیجائے* تیرا زعم ہے کہ اسلام میں سب سے افضل عُمر ابو بکر ہیں یہہ وہ بات ہے کہ اگر ثابت ہوجاوے تو تجھے اصلاً مفید نہین اور جو غلط نکلی تو کوئی ضرر تیری طرف اسکے عائد نہین ہو سکتا تجھے فاضل ومفضول اور خادم ومخدوم مین تمیز کرنے سے کیا مناسبت طُلقاء مکہ (جو کفار کہ بروز فتح مکہ حضرت رسولخدا نے قید غلامی سے آزاد فرمائے) ولپسران طُلقا کو مہاجرین اولین

جواب امیر المومنین

* تاثیل التمر الی ہجر - ضرب المثل ہے عرب میں لکھے ہیں جو کسی شے کو اُسکے معدن ومقام کو لیجائے - اصل اسکی یہہ ہے کہ ایک شخص ہجر سے بصرہ میں آیا تاکہ مال تجارت خرید کرے اسکو خرما سے زیادہ ارزان وہاں کوئی شے دستیاب نہوئی لاجرم تمام روپیہ کے خرمے خرید لیے اور ہجر میں جا کر انکو مکان مین رکھ چھوڑا کہ گران ہون تو فروخت کرون مگر وہ اور بھی ارزان ہوتے گئے حتے کہ تمام خراب ہوگئے اور سارا تلف وضائع ہوا اسی سے یہہ مثل مشہور ہوئی - اور ہجر کثرت خرما میں معروف ومشہور ہے حتی کہ بعض اوقات وہان ایک دینار کو بچاس جلہ خرما فروخت ہوتا ہے اور ایک جلہ قمہ ایک سو رطل کے ہے پس پانچہزار رطل ایک دینار کو ہوا اس قدر ارزانی وفراوانی کسی دوسرے مقام پر مسموع نہیں ہوئی ۱۲ بحار الانوار

میں امتیاز کرنے اور اُنکے درجات کی تشخیص و تعیین کرنے سے کیا نسبت اے معاویہ تو کس لئے خاموش نہین بیٹھتا مگر اس جلیل الشان کام سے تیرے مرتبہ کی کوتاہی تجھ پر پوشیدہ ہے کہ اپنی حد سے تجاوز کرتا ہے تجھے غالب و مغلوب سے کیا کام جبکہ تو گمراہی میں ہمہ تن غرق ہے اور حد اعتدال تجھسے باہر نکلا ہوا ہے میں اپنے فضائل کو تیرے سامنے فخریہ بیان نہیں کرتا بلکہ نعمات الٰہی کو جو مجھ پر ہیں بندول میں ظاہر کرتا ہون تاکہ شکر اس جناب کا بجالاؤں تحقیق کہ مہاجرین سے بہت لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوئے سبکے لئے اجر و ثواب ہے مگر ہم میں سے جو حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے تو سید الشہدا کہلائے اور رسولخدا نے ستر تکبیرون کے ساتھ اُن پر نماز پڑھی علٰے ہذا بہت سے مسلمانوں نے راہ خدا میں ہاتھ نذر کئے اور درجات اُخروی پائے مگر ہم میں سے جو جعفر بن ابیطالب کے ہاتھ کاٹے گئے تو حقتعالےٰ نے بہشت میں انہیں بعوض اُنکے دو پر عطا کئے کہ پرواز کرتے ہین اور اگر اپنی ستائش کا کرنا قبیح نہوتا تو ذکر کرنیوالا (یعنی میں اپنے) وہ مناقب و محاسن بیان کرتا کہ مومن اُسکی تصدیق کرتے اور عامہ سامعین اُسکا انکار نہ کر سکتے پس اے معاویہ دروغ زنوں سے جدا ہو۔ تحقیق کہ ہم صنائع پروردگار ہیں اور کل عالم ہمارے لئے مصنوع اور مخلوق ہوا ہے اور آگاہ رہ کہ تمہارے ساتھ ہماری رشتے باطنی میل جول سابقہ سے ہمارے مراتب عالیہ میں کمی نہیں آئی اور نہ تم اُس مواصلت و مناکحت سے ہماری مثل ہوگئے ہو اور یہہ کسطرح ہو سکتا ہے حالانکہ رسول خدا صادق امین ہم سے ہے اور ابوسفیان کاذب مکذب تم سے۔ اسد اللہ و اسد رسول ہم سے و اسد اخلاف کہ اسد بن عبد العزیٰ ہے تم سے سردار جوانان بہشت حسنین ہم سے صبیۃ النار یعنی عقبہ بن ابی معیط تم سے سیدۃ نساء العالمین فاطمہ زہرا دختر رسولخدا ہم سے حمالۃ الحطب ام الجمیل خواہر ابوسفیان زوجہ ابولہب تم سے علاوہ انکے اور بہت ایسی باتیں ہین جنسے جاہلیت و اسلام میں ہمکو تم پر شرف و مزیت حاصل ہے کلام خدا ہماری فضل پر گواہ ہے **چنانچہ** فرماتا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ یعنی اقارب بعضے اُنمیں سے اولیٰ و حق ہیں بہ نسبت بعض کے میراث میں پس میری اور میری اولاد سے زیادہ حضرت رسولخدا کی نسبت کوئی قرابت قریبہ نہین رکھتا اور نیز وہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی سب آدمیوں میں بہ نسبت ابراہیم کے اولے وہ لوگ ہین جنہوں نے اُسکی اطاعت کی اور یہہ نبی اور ایمان لانے والے اور اللہ تعالیٰ ولی مومنوں کا ہے پس ہم کبھی قرابت کی وجہ سے اولے ہیں اور کا ہے اطاعت کی جہت سے جب بروز سقیفہ مہاجرین نے انصار پر غلبہ پایا تو بوجہ قرابت رسولخدا کے پایا پس اگر قرابت استحقاق خلافت میں حجت ہے تو ہم سب سے زیادہ اولیٰ ہیں اور جو سکو امر خلافت میں مداخلت نہیں تو انصار اپنے دعوے پر بدستور باقی ہیں مہاجرین کو اُن پر غلبہ نہیں اور یہہ جو تو کہتا ہے کہ مینے خلفاء ثلثہ پر حسد کیا اور اُن پر باغی ہوا اگر یہہ راست ہے تو تجھے یہہ منصب نہیں کہ تجھ سے اُسکی بابت عذر خواہی کروں اور یہہ جو تو کہتا ہے کہ میں مثل شتر بیعت کے لئے کشان کشان بلوایا جاتا تھا پس قسم بخدا کہ تونے اس کلمہ سے میری مذمت کرنی چاہی تھی مگر مدح کی اور میرا افتضاح چاہا تھا خود رسوا ہوا کسلئے کہ اگر مرد مسلم پر کوئی ظلم کرے تو اُسکے لئے کوئی عیب نہیں جبتک کہ اُسے اپنے دین و یقین میں شک نہو۔ یہہ میری طرف سے حجت ہے تیرے سوا اور لوگون کے لئے بھی تجھ سے بقدر ضرورت کلام کیا گیا اور تونے جو عثمان کا ذکر کیا تو چونکہ وہ تجھ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اُسکے خون کی جوابدہی بھی تیرے ذمہ ہے اب مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ اُس کا زیادہ تر کون دشمن ہے آیا وہ کہ جس نے اُسکے اعدا سے حفاظت کرنے مین تا بمقدور سعی کی تھی کہ وہ خود اُسے مانع آیا یا وہ کہ جس سے اُس نے بتکرار اعانت چاہی اور اُس نے تساہل کیا اور اپنی جگہہ سے حرکت تک کی تھی کہ دشمنون نے اُسے قتل کیا مجھ پر لازم نہیں کہ عثمان کے مقدمہ میں تجھ سے عذر خواہی کرون کیونکہ مینے اُسکو بارہا اُسکے افعال نکوہیدہ پر متنبہ کیا کہ باز رہے اور راہ راست اختیار کرے۔ مگر اُس نے نہ مانا اور اگر میرا ہدایت و نصیحت کرنا ہی جرم ہے تو یہہ کوئی نئی بات نہیں بسا مین متبر اوقات بے گناہ مورد لوم و طعن ہو جاتے ہین مجھ سے جس قدر ممکن تھا اُسکے کام میں اصلاح کا ارادہ کیا وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

اور تو جو مجھے اور میرے صحاب کو تلوار سے تہدید کرتا ہے تو اس بات نے مجھے بعد گریہ بسیار کے خندان کیا تو نے کب دیکھا تھا کہ اولادِ عبدالمطلب نے معرکہ جنگ سے فرار کیا ہو یا تلوار دیکھ
ڈر گئے ہوں پس اے معاویہ عنقریب تجھکو وہ لوگ طلب کرینگے جنکا تو اب طالب ہے اور وہ حادثہ تجھے پیش آنیوالا ہے جس سے تو دور ہی چاہے گا مین جلد مہاجرین و انصار و
تابعین بالاحسان کے لشکرہائے گران کے ساتھ تیری طرف کوچ کرتا ہون جنکی گرد و غبار سے دنیا تیری نظروں میں تیرہ و تاریک اور آنکھین خیرہ ہو جائینگی لباس کو اپنے
جسموں پر بجائے کفن کے سمجھے گے اور محبوب ترین اشیا تمہارے نزدیک مرگ اور ملاقاتِ پروردگار کا سبب ہو جائینگی اولاد غازیانِ بدر مع شمشیرہائے ہاشمی
کے اُنکے ہمرکاب ہونگے جنکو تو قبل ازیں اپنے بھائی حنظلہ اور جد و خال کے مقدمہ مین امتحان کر چکا ہے اور ظالمون کے لیے یہی سزاوار ہے **وَالسَّلام جب** یہ مکتوب
معاویہ و عمر عاص نے معائنہ کیا تو چونکہ جو بات وہ چاہتے تھے کہ امیر المومنین ابو بکر عمر کی توہین و تشنیع تحریر کرین اور یہ اُسکو قبائل عرب مین شہر کرین حاصل نہوئی
اپنی کرتوت پر پشیمان ہوئے۔ اور ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے امیر المومنین کو خط میں لکھا اما بعد ہم بنی عبدمناف ایک چاہ سے پانی لیتے اور پستان واحد
سے شیر پیتے تھے ہم سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ تھی اور کوئی قائم کسی قاعد پر فخر و فوقیت نہ رکھتا تھا۔ ہمارا کلمہ مؤتلف اور جماعت متفق تھی۔ ہمارے قلوب خباثت
سے پاک اور نفوس حسد سے بری تھے حتے کہ تم نے اے علیؑ اپنے ابن عم (عثمان) پر حسد کیا اور آدمیوں کو برانگیختہ کر کے اُسکو مروا ڈالا اور ذرا بھی دست و زبان سے
اُسکی اعانت نہ کی۔ کاش جیسے اُسکے عیوب کا اشتہار دیا تھا اُسکی نصرت کا بھی اظہار کرتے کہ کسیقدر گنجائش عذر باقی رہتی۔ مگر تم برخلاف اُسکے گھر میں بیٹھے رہے اور آفات
و افاعی کو اُس پر مسلط کیا۔ وہ قتل ہوا تو مسرور و شادمان ہوئے اور منصب خلافت کے حاصل کرنے پر کمر باندھی بزرگان اسلام سے باکراہ و اجبار بیعت لی۔ پھر دو
شیخ مسلمین یعنی ابو محمد طلحہ و ابو عبداللہ زبیر کو کہ مبشر بنعیم جنت تھے قتل کیا ام المومنین عائشہ کو اجلاف عرب و فساق کوفہ کے ہاتھوں سے ذلیل کرایا کہ کوئی اُس پر طنز و
تمسخر کرتا تھا اور کوئی گھر کتا اور جھڑکی دیتا تھا مین پوچھتا ہون کہ اگر تمہارے ابن عم (رسولخدا) اُسوقت زندہ ہوتے تو تمہاری ان حرکات پر راضی ہوتے یا ناراض
علاوہ برین تم نے دار ہجرت (مدینہ) کو ترک کیا حضرت رسولخدا نے فرمایا اِنَّ الْمَدِیْنَۃَ لَتَنْفِی خَبَثَہَا کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ یعنے مدینہ اپنی خباثت و
پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہے جیسا کہ کورہ آہنگران چرک آہن کو مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ آنحضرت نے رحلت فرمایا اور مدینہ نے تمہاری چرک جو سے اپنے تئین خالی
کیا۔ پس تم نے کوفہ و بصرہ کو مکہ و مدینہ پر اختیار کیا اور خورنق و حیرہ کو معدن نبوت و رسالت پر ترجیح دی۔ حالانکہ اس سے پیشتر دو خلیفہ رسول اللہ سے اعراض
اور اُنکی بیعت سے انکار کرتے رہے اور اُس امر کا قصد کیا جسکا کہ خدا نے تمکو اہل نہ جانا بخدا قسم کہ اگر اُسوقت تمکو خلافت ملتی تو اسلام مین تفرقہ و تباہی راہ پاتی اور کفر و
ارتداد شائع ہوتا کیونکہ مسلمان تمہارے دست و زبان سے تنگ آجاتے۔ اب مین مہاجر و انصار کے ساتھ با شمشیرہائے شامی و سنان ہائے قحطانی تمہاری طرف
آتا ہون تاکہ حقتعالے کے سامنے تم سے محاکمہ کروں پس اپنے نفس اور مسلمانوں پر رحم کرو اور قتلہ عثمان کو جو تمہارے حواشی و حواری بنے ہوئے ہیں میرے حوالے
کرو ورنہ آگاہ رہو کہ تمہارے اور تمہارے صحاب کی شان میں یہ آیہ صادق آتی ہے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْہَا رِزْقُہَا رَغَدًا
مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۔ کہ حقتعالی نے ایک قریہ کی مثال بیان کی کہ اُسکے باشندے
امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے اُنکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا پس اُنہوں نے نعمات خدا کی ناشکری کی حقتعالی نے اُنکو لباس جوع و خوف
چکھایا بسبب اُسکے جو وہ کرتے تھے۔ امیر المومنین نے اُسکے جواب مین لکھا **اما بعد** ہم ابتدا میں ایسے ہی مجتمع تھے جیسا کہ تو نے اپنے خط مین ذکر کیا لیکن پہلی جدائی
فیمابین یہ ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تم نے کفر و شرک پر اصرار کیا دوسرا تفرقہ یہ ہے کہ ہم طریق حق پر مستقیم ہیں اور تم فتنہ و فساد میں غرق ہو کوئی مسلم تم سے اسلام

نہین لایا الّا بکراہت اور اسوقت جبکہ اسلام بقوت وشوکت خود حضرت رسول اللہ کا حامی ومددگار ہولیا - تو کہتا ہے کہ مینے طلحہ زبیر کو قتل اور عائشہ کو بے عزت
کیا اور کوفہ وبصرہ مین سکونت اختیار کی چونکہ تجھکو ان امور سے کچھ علاقہ نہین تیرے پاس اس معاملے مین عذرخواہی کی بھی ضرورت نہین - تو لکھتا ہے کہ مین مہاجرین
وانصار کے ساتھ آؤنگا - مگر نہین جانتا کہ ہجرت بروز فتح مکہ جبکہ تیرا باپ ابوسفیان اور بھائی یزید اسیر ہوئے منقطع ہوچکی اگر اس طرف پیش قدمی کی تو بلا وعذاب کے
جانب سبقت کرنیوالا ہے - ورنہ مین مثل باد تند وتیز کے تیرے سر پر آتا ہون جو موسم گرما مین چلے اور اپنی شدت وحدت سے چھوٹے بڑے پتھرون کو اپنے ساتھ اڑا
لیجائے - آگاہ رہ کہ میرے پاس وہ تلوار جس سے تیرے جد وخال وبرادر کو ایک مقام مین قتل کیا ہنوز موجود ہے تیری بصر بصیرت پر بلاشبہ پردہ پڑگیا ہے اور شیطان نے
تیری عقل پر غلبہ پایا ہے کہ اس امر کا طالب ہے جس سے بمراحل دور ہے اور اس درجہ پر چڑھا چاہتا ہے جو بجائے نفع کے تیرے لئے ضرر کا باعث ہو پس تیرے قول وفعل مین نہایت
تفاوت ہے اور تو اپنے اعمام واخوال سے بہت ہی قریب مشابہت رکھتا ہے جنہون نے براہ شقاوت رسالت پیغمبر خدا کا انکار کیا اور اسی کفر وجحود مین قتل ہوئے
نہ قتل سے آپکو بچا سکے نہ حریم حرمت کی حفاظت کی اور تو قاتلان عثمان کا بہت تذکرہ کرتا ہے تجھکو چاہئے کہ پہلے تو اور مسلمانون کیطرح ہماری بیعت مین داخل ہو پھر اس
مقدمہ میں دادخواہی کر تا کہ مین تمہارے درمیان بموجب کتاب اللہ بحق فیصلہ کرون لیکن یہہ بات جو کہ تو چاہتا ہے ایسی ہے جس سے طفل رضیع کو ابتدائے فصال مین
فریب دے سکتے ہین **ابن ابی الحدید** کہتا ہے کہ یہہ اجمالی جواب ہے جو امیر المومنینؑ نے اسکے خط کا دیا مفصل اس طرح پر ہے کہ طلحہ زبیر نے عہد شکنی کرکے آپ اپنے کو
قتل کیا اگر طریق مستقیم اطاعت پر قائم رہتے تو کیون مارے جاتے - جو بحق قتل ہوا اسکا خون ہدر ہے اور انکا موعود بجنت ہونا مشروط ہے اسپر کہ خاتمہ بالخیر ہو اور اسمین
کلام ہے کہ انکا انجام نیک ہوا یا نہ اور عائشہ اگر اپنے گھر مین بیٹھتی تو اعراب واہل کوفہ کے روبرو فضیحت نہ ہوتی - امیر المومنینؑ کا اسمین کیا قصور آنحضرت نے پھر بھی انکا
اعزاز ملحوظ رکھا - اگر عمر سے وہ اس طرح پیش آتی اور وہ اسپر فتح پاتا تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا - مگر علی علیہ السّلام حلیم وکریم تھے - اور یہہ بات کہ رسول اللہ زندہ
ہوتے تو ناراض ہوتے یا راضی امیر المومنینؑ اسکو معاویہ پر منقلب کر سکتے تھے یعنی کہہ سکتے تھے کہ اگر وہ حضرت زندہ ہوتے تو راضی ہوتے کہ انکی زوجہ انکے برادر وصی کو ایذا دے
اور تو اے ابن ابوسفیان آنحضرت سے اور خلافت مین نزاع کرے اور جماعت مسلمانان مین تفرقہ ڈالے اور نیز راضی ہوتے کہ طلحہ زبیر علی سے بیعت کرکے بلا حجت وبینہ
اسکو توڑ ڈالین اور کہین کہ ہمکو زر ومال مطلوب ہے چونکہ سنا ہے کہ بصرہ مین مال کثیر ہے لہذا اس طرف کو جاتے ہین - لیکن مدینہ سے آنحضرت کا باہر جانا پس اسمین کوئی
قباحت نہین کس لئے کہ اطراف اسلام مین مفسدہ وبغاوت مشتعل تھی اگر امیر المومنینؑ اسکے دفعیہ وانسداد کے لئے باہر گئے تو کیا برا کیا کیا ہر شخص جو مدینہ سے باہر
گیا خبیث ہے - عمر بارہا شام کو گیا خود معاویہ عمر بھر مدینہ سے خارج رہا وہ بھی خبیث بلکہ اخبث ٹھیرا علے ہذا طلحہ زبیر وعائشہ جنکے مقدمہ میں وہ تعصب رکھتا تھا
اور اسے لوگون پر حجت لاتا تھا مدینہ سے باہر گئے اور صلحائے صحابہ مانند عبد اللہ بن مسعود وابوذر غفاری اس سے باہر رہے اور دور دراز ملکون مین فوت ہوئے اور
یہہ کہ وہ حضرت عثمان کی نصرت سے باز رہے اور اسکے قتل ہونے پر شماتت کی اور لوگون کو اپنی بیعت پر مجبور کیا یہہ صرف دعوے ہین جن پر کوئی دلیل نہین اور نفس الامر
اسکے برخلاف ہے - اور عمر وابوبکر کی بیعت سے ان حضرت کا پہلوتہی کرنا اور اپنے لئے خلافت طلب کرنا - علیؑ اس سے انکار نہ رکھتے تھے اور اسمین ذرا شبہ نہین کہ وہ
رسولخدا کی وفات کے بعد مجملاً دعوے دار خلافت تھے لیکن شیعہ کے نزدیک اس لئے کہ منصوص من اللہ تھے - اور ہمارے صحابکے نزدیک اور وجوہ سے - اور
یہہ کہ اگر وہ اسوقت خلیفہ ہوتے تو اسلام مین تباہی پڑتی یہہ ایک علم غیب ہے جسکو سوائے حق سبحانہ تعالی کے کوئی نہین جان سکتا - مگر غالب یہہ ہے کہ اگر اس وقت
خلافت ملتی تو کوئی خرابی نہ آتی - کیونکہ یہہ فتنہ وفساد جو اسوقت حادث ہوئے اسی سبب ہوئے کہ عثمان کے بعد چوتھے مرتبہ پر آپ کو خلافت ملی - جبکہ اور دن کے

تقدم سے اُنکی قدر صغیر و شان خفیف ہو چکی تھی - اور سابقین نے تابعین کے دلوں میں راسخ کر دیا تھا کہ وہ حضرت کامل طور سے صلاحیتِ خلافت نہیں رکھتے - پس اگر بعد عہد سرور کائنات متصلاً امیر المومنین خلافت اُس جناب پر فائز ہوتے تو باعث جلالت قدر و قرب اختصاص اُنکے بااشرف الناس امر دوسری نہج پر ہوتا - اور یہہ کہ اُنمین فخر و زہو تھا لوگ آپکے دست و زبان سے بہ تنگ آتے پس یہہ صحیح وصف آنحضرت کا نہیں کیونکہ ہر چند فخر و زہو رکھتے تھے مگر نہ ایسا بلکہ باوجود اسکے لطیف ترین خلائق تھے از روئے اخلاق کے تمام ہوا کلام ابن ابی الحدید کا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصول کے موافق معاویہ مستحق جواب نہیں کیونکہ اسکا کفر و نفاق ہر باب مین ظاہر و عیان ہے امیر المومنین جو مناسب جانتے تھے جواب دیتے تھے اور وہی حق و صواب تھا اور شک نہیں کہ وہ حضرت بہر حال حق پر تھے اور حق آپکے ساتھ تھا - احتجاج میں ہے کہ معاویہ نے امیر کو لکھا کہ مین فضائل کثیرہ رکھتا ہوں - میرا باپ جاہلیت میں سید و سردار تھا میں اسلام مین بادشاہ ہوا علاوہ بریں صہر رسولخدا خال المومنین و کاتب وحی ہوں امیر نے یہہ خط پڑہا تو فرمایا پسر آکلۃ الاکباد میرے سامنے فضائل کا ذکر زبان پر لاتا ہے اے کاتب لکھ ؎ مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِہْرِیْ ❊ وَحَمْزَۃُ سَیِّدُ الشُّہَدَاۤءِ عَمِّیْ ❊ وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُضْحِیْ وَیُمْسِیْ ❊ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَاۤئِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ ❊ وَبِنْتُ مُحَمَّدٍ سَکَنِیْ وَعِرْسِیْ ❊ مَسُوْطٌ لَحْمُہَا بِدَمِیْ وَلَحْمِیْ ❊ وَسِبْطَا اَحْمَدَ ابْنَایَ مِنْہَا ❊ وَاَیُّکُمْ لَہٗ سَہْمٌ کَسَہْمِیْ ❊ سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا ❊ مُقِرًّا بِالنَّبِیِّ فِیْ بَطْنِ اُمِّیْ ❊ وَصَلَّیْتُ الصَّلٰوۃَ وَکُنْتُ طِفْلًا ❊ صَغِیْرًا مَّا بَلَغْتُ اَوَانَ حِلْمِیْ ❊ وَاَوْجَبَ لِیْ وَلَایَتَہٗ عَلَیْکُمْ ❊ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ ❊ اَلَا مَنْ شَاۤءَ فَلْیُؤْمِنْ بِہٰذَا ❊ وَاِلَّا فَلْیَمُتْ کَمَدًا بِغَمٍّ ❊ اَنَا الْبَطَلُ الَّذِیْ لَمْ تُنْکِرُوْہُ ❊ لِیَوْمِ کَرِیْہَۃٍ وَلِیَوْمِ سِلْمٍ ❊ فَوَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ❊ لِمَنْ یَّلْقَی الْاِلٰہَ غَدًا بِظُلْمِیْ ❊❊❊❊ **ترجمہ اشعار** محمد نبی میرے برادر و خسر ہیں - اور حمزہ سید الشہداء میرے چچا ہیں - جعفر کہ صبح و شام فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں ماں جائے بھائی ہین - دختر رسولخدا میری آرام دل و دلہن ہیں کہ میرا خون گوشت انکی گوشت سے پیوستہ ہے دو سبط رسول میرے دو بیٹے اُس سے ہیں پس کس کا حصہ میرے حصہ کے برابر ہے سبقت کی مینے تم سب پر طرف اسلام کے حالانکہ اقرار کرنے والا تھا نبی کا شکم مادر مین - اور نماز پڑھی حالانکہ طفل صغیر تھا زمانہ بلوغ کو نہ پہنچا تھا - واجب کیا رسولخدا نے میری ولایت کو تم پر بروز غدیر خم - آگاہ رہو کہ جو چاہے اس پر ایمان لائے ورنہ غم و الم میں مرجائے میں وہ بطل دلیر ہوں جسکو تم روز صلح و بروز جنگ جانتے ہو - پس وائے ہے اُسپر اور پھر وائے ہے جو فردا روز قیامت میرے اوپر ظلم کر کے حقتعالےٰ سے ملاقات کرے - معاویہ نے کہا اس خط کو پوشیدہ کر دو ایسا ہو کہ اہل شام اسکو پڑہیں اور پسر ابو طالب کیطرف مائل ہوں - ابن ابی الحدید کو بعد نقل بعض سوال و جواب باہمی کے یارا ضبط نہ رہا اور بے تاب و توان تقریر ذیل اسکی زبان قلم سے نکل پڑی شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ ہر چند عجائبات روزگار و انقلاب لیل و نہار بے حد و شمار ہین مگر عجیب تر اُنمین سے ایک یہہ ہے کہ اس غدار کی گردش نے علی جیسے شخص کو معاویہ کا نظیر و عدیل قرار دیا تا اینکہ طرفین سے باب رسل رسائل مفتوح ہو کر مقابلہ و مناظرہ کی نوبت پہنچی کوئی بات وہ اپنی زبان مبارک سے نہ نکالتے تھے الّا اینکہ معاویہ مثل اُسکے یا اُس سے سخت تر انکو سناتا تھا - کاش اسوقت حضرت رسولخدا زندہ ہوتے اور بچشم خود مشاہدہ کرتے کہ وہ سلطنت اسلام جسکی تائید مین سنان و تیر و گرز و شمشیر کام آئے تھے اور بنفس نفیس مشقتہاء عظیم کو تحمل فرما کر اُسکے ارکان محکم اور ایک عالم کو اُسکا مسخر و مطیع کیا تھا اُنکے دشمنوں کو نصیب ہوئی جنہوں نے بجائے قبول دعوت کے آنحضرت کی تکذیب کی اور انکو وطن سے آوارہ کیا اور بضرب سنگریزہ اُنکے چہرہ مبارک کو گلگون کیا عزیز و انصار حتّٰے کہ عم مکرم آپکے امیر حمزہ تک اسمیں کام آئے گویا وہ جناب اپنے انہیں اعدا کے لئے یہہ کوششیں کرتے تھے اور انہیں کی راحت رسانی کے لیے یہہ زحمتیں جھیلتے تھے ابو سفیان عثمان کے زمانہ میں حمزہ

سید الشہدا کی قبر پر آیا اور اُسمین ٹھوکر لگا کر کہنے لگا اے ابو عمارہ جس سلطنت پر کل ہمارے تمہارے درمیان تلوارین کھچتی تھیں وہ آج ہمارے لڑکون کے ہاتھ میں ہے اور وہ اُس سے کھیل رہے ہیں **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مرسل حق سبحانہ تعالیٰ کے ہین کہ اُس جل شانہ کیطرف سے کافۂ خلائق کیطرف بھیجے گئے وہ حضرت اشاعتِ دینِ اسلام میں بموجب حکم حقتعالیٰ کے مساعی جمیل بجالائے اور احکامِ الٰہی کو بے کم وکاست بندگانِ خدا تک پہنچایا ازانجملہ خلافت امیر المومنین وباقی ائمۂ طاہرین کو کہ جزوِ ایمان وضروریاتِ دین سے تھا خلقت کے سامنے بیان کردیا پس سعی آنحضرت کی بالتمام مشکور اور وہ بہر حال عنداللہ مثاب ماجور ہیں اگر اِن اوقات میں زندہ ہوتے اور خلافت کو عمر بکر کے ہاتھ میں مغصوب مسلوب پاتے تو اُسیقدر دلگیر ہوتے جتنا کہ ابتدائے نبوت میں اپنی تکذیب دیکھکر ہوتے تھے نہ یہہ کہ اپنی تکالیف کو رائگان اور زحمتون کو ضائع جانتے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَلَتَاتِ اللِّسَانِ وَسَقَطَاتِ الْقَلَمِ پھر فاضل معتزلی کہتا ہے کہ اس پر بھی بس نہوئی اور نوبت باینجا رسید کہ معاویہ نے علیؑ کی برابری کا دم بھرا اور وہ بد اُس جناب کے ساتھ مقابلہ ومقاتلہ کو کھڑا ہوا بعد ازان ان اشعار کو بطریق تمثیل لکھتا ہے ؎ اِذَا عَیَّرَ الطَّائِیَّ بِالْبُخْلِ مَادِرٌ ✿ وَقَرَّعَ قُسًّا بِالْفَھَاھَۃِ بَاقِلٌ ✿ وَقَالَ السُّھَا لِلشَّمْسِ اَنْتِ خَفِیَّۃٌ ✿ وَقَالَ الدُّجٰی یَا صُبْحُ لَوْنُکَ حَائِلٌ ✿ وَفَاخَرَتِ الْاَرْضُ السَّمَآءَ سَفَاھَۃً ✿ وَکَاثَرَتِ الشُّھْبَ الْحَصٰی وَالْجَنَادِلُ ✿ فَیَا مَوْتُ زُرْ اِنَّ الْحَیٰوۃَ ذَمِیْمَۃٌ ✿ وَیَا نَفْسُ جِدِّیْ اِنَّ دَھْرَکِ ھَازِلٌ ✿

ترجمہ جبکہ مادر جیسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے اور باقل احمق قس بن ساعدہ کو سفاہت ونادانی پر سرزنش کرے اور ستارہ سہا مہر تاباں کو کہے کہ تو مخفی و پوشیدہ ہے اور شب تاریک صبح کے رنگ کو میلا بتلائے اور ارض سافل فلکِ عالی کے سامنے از روئے حماقت فخر کرے اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فوقیت کا دم بھرنے لگین پس اے موت تو ملاقات کر کہ زندہ رہنا ایسی صورت مین مذموم ہے اور اے جان تو بدن سے نکل کہ تیرا زمانہ بیہودہ پن کی باتیں کرنے لگا۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ کاش میں بھی جانتا کہ امیر المومنین نے معاویہ کی ساتھ بابِ رُسل رسائل کیلئے کھولا اگر کوئی ضرورت ہی اسکی داعی تھی تو کیون صرف مغطو وبند پر کفایت نہ کی اپنے مناقب ومفاخر کا مذکور کیلئے زبان پر لائے جس سے اسکو مقابلہ کی جرأت پیدا ہوئی اس سفیہ احمق سے اپنی حفاظت کرنی تھی نہ یہہ کہ اُسپر باضافہ ابو الاعور سلمی و ابو موسیٰ اشعری وعمرو عاص وحبیب بن مسلمہ قنوتات نماز وخطب میں لعنت فرمائی کہ اُسکے جواب میں اُس نے حضرت پر مع حسنین علیہما السلام وعبداللہ بن عباس و مالک اشتر کے لعنت کرکے روسیاہی دارین اپنے لئے مہیا کی۔ پھر خود ہی کہتا ہے کہ شاید باعثِ ان امور کا کوئی مصلحت خفیہ ہو جو کہ ہم پر پوشیدہ ہے۔ جامع اوراق کہتا ہے کہ بعض اعلام نے افادہ فرمایا ہے کہ قطع نظر اسکے کہ امیر المومنین امام معصوم منصوص من اللہ والرسول تھے لاجرم جو کچھ وہ کہتے اور کرتے تھے عین حکمت ومصلحت وحکم خدا ورسول تھا۔ ہمارے عقول ناقصہ انکی مصالح ومحاسن کا ادراک کرین یا نہ پس آنحضرت کے افعال واقوال پر اعتراض کرنے والا خارج از دائرہ ایمان ہے مگر نظر بظاہر بھی باعتبار قانونِ مُلک وسلطنت اِن امور کا جواب یہہ ہوسکتا ہے کہ ملک شام ابتدا از فتح سے بنی اُمیہ کے قبضہ مین رہا پہلے یزید بن ابو سفیان پھر معاویہ نے وہان کی حکومت کی اہلِ شام انکو اور انکے مقرر کرنیوالون عمر وابو بکر کے سوا کسیکو نہین پہچانتے تھے فضائل ومناقب اہل بیت عصمت علیہم السلام انکو بہت کم پہنچے تھے امیر المومنین بذریعہ خطوط اُسکا اظہار کرکے حجت کو اُن پر تمام کرتے تھے۔ اور نیز اس خط وکتابت سے ایک بڑا فائدہ یہہ ہوا کہ جنگ مین تاخیر ہوگئی کہ اُدھر تو معاویہ کا خطا وعصیان پر اصرار مکشوف روزگار ہوگیا اور اِس طرف سامان جنگ جسقدر مطلوب تھا حسبِ دلخواہ مہیا ہوگیا کیونکہ جو لشکر ہمراہ بصرہ پر تھا جنگ شام کے لئے کافی نہ تھا۔ اور قنوت اور خطبون مین آنحضرت کا معاویہ والنصار واحزاب معاویہ کو لعن کرنا ہوسکتا ہے کہ اُس جناب پر واجب ہو جسکا ترک نہ کرسکے یا بایں قصد ہو کہ

مادر بکسر دال مہملہ ایک شخص بخیل کا نام ہے جو عرب میں اپنے بخل کی وجہ سے ضرب المثل تھا جیسا کہ حاتم طائی اپنی جود و سخا سے ۱۲ قس بن ساعدہ ایادی دانائی و تیزی عقل میں ضرب المثل ہے اور باقل حماقت وبیوقوفی میں ۱۲

اگر وہ بھی اس کا جواب دے اور فرزندانِ رسول کو شریک گردانے تو کفر اُسکا جہان پر روشن ہوجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آج اہل تشیع بالتمام اور اہل سُنّت سے معتزلی و تفضیلی اُسے کافر جانتے ہیں الا عصبیت و ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہین کہ اکثر سُنّی باوجود اسکے بھی خال المومنین کہین اور بکمال تعظیم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہکر اُسکا نام لیں ٭

قصہ طِرِمّاح بن عدی ؓ

مجالس المومنین مین تاریخِ ابن ہلال سے اور بحار مین دیگر کتب سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین ؑ جنگِ جمل سے واپس تشریف فرمائے کوفہ ہوئے تو معاویہ نے حضرت کی خدمت مین نامہ لکھا اما بعد تم نے نفع کو چھوڑا اور ضرر کی راہ اختیار کی کتاب خدا و سنّتِ رسول کے برخلاف عمل کیا تحقیق کر مجھے سُنا جو کچھ کہ دو حواری رسولخدا و اُم المومنین عائشہ کے ساتھ تم نے سلوک کیا قسم بخدا کہ مین وہ آتشی پارے تمہاری طرف بھیجونگا جنکو نہ پانی بجھا سکے نہ ہوا ہلا سکے اِذَا وَقَعَ وَقَبَ وَاِذَا وَقَبَ ثَقَبَ وَاِذَا ثَقَبَ اِلْتَهَبَ جہان لگیں گڑھے ڈالیں اور گڑھوں سے سوراخ ہوجائے اور سوراخون سے آتش افروزاں ہو پس کثرتِ افواج و سامانِ جنگ تمکو ہرگز ہرگز مغرور نہ کرے والسلام

امیر المومنین ؑ نے یہہ خط قرأت کیا تو اُس کا جواب اس طرح پر تحریر فرمایا یہہ خط بندۂ خدا علی امیر المومنین ؑ برادر و وصی رسول رب العالمین کیطرف سے ہے جس نے تیرے جد و خال و عم کو بروز بدر قتل کیا اور وہ تلوار جس سے اُنکو بیجان کیا میرے پاس ہے میرے دست و بازو و ثباتِ صدر و قوتِ جسد و تائیدِ خدا احد و صمد اسیطرح پر اسکو اُٹھائے ہیں جس طرح حضرتِ رسول نے مجھکو دی تھی۔ قسم بخدا کہ میرے اوضاع و اطوار مین فرق و تغیر نہین آیا اُسی دین اسلام پر قائم ہوں اور رسالتِ محمد مصطفےٰ کا قائل ہون اور وہی تلوار ابدا میرے ہاتھ میں ہے پس اے معاویہ بہت سعی و تلاش سے اپنی رائے کو استوار کر تحقیق کہ شیطان نے تجھکو اغوا کیا ہے اور جہل و طغیان تجھ مین مستقر ہوا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ؁ پس یہہ خط طرمّاح بن عدی بن حاتم طائی کو دیا کہ شام کو لیجائے اور ایک شتر سُرخ مو سفید شکم سیاہ چشم اُسکی سواری کو عنایت کیا یہہ طرمّاح مرد طویل و جسیم فصیح دگویا تھا کلام میں کسی سے بند نہوتا اور جواب سے عاجز نہ آتا تھا اُس نے خط کو لیا اور گوشۂ عمامہ میں باندھ لیا اور سوار ہوکر شام میں جا پہنچا دیکھا تو اتفاقاً اُسوقت عمرو عاص و مروانِ حکم و شرجیل و ابو الاعور و ابو ہریرہ بیرونِ شہر ایک باغ میں سیر کر رہے ہیں ایک اعرابی دراز قد شتر سوار کو آتا دیکھ کر باہم کہنے لگے کہ آؤ تھوڑی دیر اسکی ساتھ تمسخر و مزاح کرین نزدیک آیا تو عمرو عاص نے کہا هَلْ عِنْدَكَ خَبَرٌ مِنَ السَّمَاءِ اے اعرابی تجھکو آسمان کی بھی کچھ خبر ہے طرمّاح نے کہا نَعَمْ اَلْاَمْرُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَلَكُ الْمَوْتِ فِي الْهَوَاءِ وَاَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْقَفَاءِ فَاسْتَعِدُّوا لِمَا يَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْبَلَاءِ يَا اَهْلَ الْعَدَاوَةِ وَالشَّقَاءِ یعنے ہان حکمِ خدا آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ملک الموت زمین و آسمان کے درمیان ہے اور امیر المومنین تمہاری پُشت پر پس جو بلا و مصیبت تمکو پیش آنے والی ہے اے صاحبانِ عداوت و شقاوت تم اُسکے لئے تیار رہو پھر پوچھا کہان سے آتا ہے۔ کہا اَقْبَلْتُ مِنْ عِنْدِ حُرٍّ تَقِيٍّ نَقِيٍّ زَكِيٍّ رَضِيٍّ مَرْضِيٍّ اُنہون نے کہا کہان جائیگا طرمّاح نے کہا اُرِيدُ هٰذَا الْمُنَافِقَ الدَّعِيَّ الرَّدِيَّ الْمُرْدِيَ الَّذِي تَزْعُمُونَ اَنَّهُ اَمِيرُكُمْ اُسوقت اُنکو معلوم ہوا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب کا قاصد ہے معاویہ کے پاس اُنکا خط لیکر آیا ہے۔ پس عمرو عاص نے معاویہ کو ایک رقعہ لکھا اما بعد علی کے پاس سے ایک اعرابی بدوی بزبانِ فصیح و بیانِ بلیغ وارد ہوا ہے اُسکے جواب کیلئے آمادہ ہو۔ جب طرمّاح نے جانا کہ یہہ اصحاب معاویہ ہیں تو اپنی سواری سے اُترا اور بیٹھ کر اُنسے باتین کرنے لگا۔ معاویہ کو خبر ہوئی تو اُس نے یزید کو امر کیا کہ سراپردہ لگائے اور مجلس عالی ترتیب دے پس عمرو عاص وغیرہ طرمّاح کو

یہہ عمرو عاص نے طرماح کی طول قامت پر چبتی کہی ۱۲ طرمّاح بکسر طا و را مہملہ و تشدید میم ۱۲ بحار

معاویہ کے دائرہ دولت پر لے گئے طرماح نے دیکھا کہ تمام آدمی بموجب شعار بنی امیہ سیاہ پوش ہین بولا مَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ كَأَنَّهُمْ زَبَانِيَةُ مَالِكٍ فِي
مَضِيقِ الْمَسَالِكِ انکو کیا ہوا کیون لباس اہل جہنم کا پہن رکھا ہے پھر یزید کو دیکھا کہ اپنی کرخت آواز سے لوگون سے کلام کرتا ہے اور اُسکی ناک پر نشان ضرب
ہے۔ کہا مَنْ هٰذَا الْمَيْشُومُ الْوَاسِعُ الْحَلْقُومِ الْمَضْرُوبُ عَلَى الْخُرْطُومِ یہہ بدبخت کون ہے جو گلا پھاڑ کر باتین کرتا ہے اور خرطوم یعنی ناک پر
چوٹ کھائے ہے انہون نے کہا گستاخی نکر یہہ یزید بن معاویہ پسر امیر شام ہے طرماح نے کہا مَنْ يَزِيدُ لَا زَادَ اللّٰهُ مُرَادَهُ وَلَا بَلَّغَهُ مُرَادَهُ کون یزید خدا اُسکو زیادتی
نہ بخشے اور وہ اپنی مراد کو نہ پہنچے۔ یزید نے اُسکو دیکھا تو کہا اے اعرابی امیر المومنین نے تجھکو سلام کہا ہے طرماح نے کہا امیر المومنین کا سلام مجھ پر کوفہ سے ہے یزید نے
کہا اپنی حاجت بیان کر کہ روا کرون کہا میری حاجت یہہ ہے کہ مجھکو معاویہ کے پاس لے چل کہ مکتوب امیر المومنین اُسکو پہنچاؤن بروایتے یزید نے کہا کہ امیر المومنین کا
حکم ہے کہ تیری جو حاجت ہو رفع کرون طرماح نے کہا میری حاجت اُس سے یہہ ہے کہ وہ اس مقام سے کہ جہان پر بیٹھا ہے اُٹھ کھڑا ہو تاکہ جو اسکے لئے احق و اولی
ہے وہان جلوس کرے۔ بہرکیف یزید اُسکو معاویہ کے دربار میں لے گیا چونکہ نعلین پہنے تھا ملازمان معاویہ نے کہا اِخْلَعْ نَعْلَيْكَ اپنی جوتیان اُتار طرماح نے
اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا اَهٰذَا الْوَادِي الْمُقَدَّسُ طُوًى فَاخْلَعْ نَعْلَيَّ کیا یہہ وادی مقدس طوے ہے کہ میں نعلین نکالون۔ پس معاویہ کو دیکھا کہ سریر سلطنت پر
تکیہ لگائے بیٹھا ہے ارکان دولت اُسکے گرد جمع ہیں لب فرش کھڑے ہو کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ الْعَاصِي عمرو عاص نے کہا۔ وَيْحَكَ
اے اعرابی کیا مانع ہوا تجھکو کہ بلفظ امیر المومنین اُس پر سلام کرے۔ طرماح نے کہا ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ ہم مومنین ہین اُسکو کسنے ہمارے اوپر امیر کیا۔ معاویہ نے کہا
اے اعرابی تو کیا لایا ہے کہا ایک کتاب کریم ہے مرد کریم کیطرف سے معاویہ نے کہا مجھکو دے کہا مجھکو خوش نہین آتا کہ تیرے فرش پر قدم رکھون کہا میرے وزیر
(عمرو عاص) کو دے کہا هَيْهَاتَ فَقَدْ ظَلَمَ الْأَمِيرُ وَخَانَ الْوَزِيرُ ہیہات امیر ظالم ہے اور وزیر خائن۔ کہا میرے بیٹے یزید کو دے طرماح نے کہا مَا رَضِينَا
بِإِبْلِيسَ فَكَيْفَ بِأَوْلَادِهِ ہم شیطان سے ناراض ہین تو اُسکی اولاد سے کاہیکو خوش ہونگے معاویہ نے کہا میرے اس غلام کو دے اور اشارہ کیا ایک غلام کی
طرف جو اُسکی پشت کیطرف کھڑا تھا۔ کہا یہہ ایک مملوک ہے جسکو مال حرام سے خرید کیا ہے اور ناجائز کار مین لگایا ہے معاویہ نے کہا اے اعرابی پھر کس طریق سے
یہہ خط تجھ سے لیا جائے طرماح نے کہا طریقہ یہہ ہے کہ اپنے مقام سے اُٹھے اور میرے ہاتھ سے اسکو لے معاویہ غضبناک اپنی جگہہ سے اُٹھا اور خط کو لیکر پڑھا پھر گھٹنے
تلے رکھ کر بیٹھ گیا اور پوچھا تو نے علی بن ابی طالب کو کس حال پر چھوڑا طرماح نے کہا بفضل خدا وہ مثل بدر طالع ہین اور اصحاب اُنکے گرد مثل نجوم تابان جب
کام کو امر کرتے ہین اُسکی طرف مبادرت کرتے ہین جس سے نہی فرماتے ہین اُس سے باز رہتے ہین اے معاویہ وہ حضرت اپنی جرات و جلادت و شجاعت و شہامت
مین بطل یگانہ و دلیر فرزانہ ہین اگر تن تنہا ایک لشکر سے ملاقات کریں تو اُسکو ہزیمت دین حصن حصین آگے آئے تو خاک مین ملائیں مبارز جنگ آزما کو دیکھ
پائین تو نیست و نابود فرمائیں دشمن غدار اُنکے مقابلہ میں آئے تو ہرگز زندہ و سلامت نہ جائے معاویہ نے کہا حسن حسین کا کیا حال ہے کہا اِنَّهُمَا نَجِيبَا اللّٰهِ
شَابَّيْنِ تَقِيَّيْنِ نَقِيَّيْنِ عَفِيفَيْنِ صَحِيحَيْنِ فَصِيحَيْنِ اَدِيبَيْنِ اَدِيبَيْنِ لَبِيبَيْنِ خَطِيبَيْنِ سَيِّدَيْنِ سَنَدَيْنِ طَيِّبَيْنِ طَاهِرَيْنِ عَالِمَيْنِ
عَاقِلَيْنِ يُصْلِحَانِ لِلدُّنْيَا وَمُصْلِحَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ معاویہ نے کہا کس قدر فصیح و گویا ہے تو اے اعرابی طرماح نے
کہا اے معاویہ اگر تو بارگاہ ملائک پناہ امیر المومنین علی بن ابی طالب میں شرف یاب ہو تو ایسے ایسے فُصحا و بلغا و فقہا و ظرفا و نجبا و ادبا

اشارہ ہے طرف آیہ شریفہ فاخلع نعلیک یا موسے انک بالوادی المقدس طوے کے طوے اُس وادی مقدس کا نام ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

و شہیار اصفیا رتبے دیکھنے مین آئین کہ دریاے عمیق حیرت میں غرق ہوا اور اُسکے بھنور سے سر نہ اُبھار سکے جب نوبت کلام اس مقام تک پہنچی تو عمرو عاص نے آہستہ معاویہ سے کہا کہ یہہ اعرابی بدوی ہے اگر کچھ روپیہ اسکو دے دیا جاوے تو شاید تیرے حق مین کوئی کلمہ خیر اس سے صادر ہو۔ پھر اُس سے کہا اگر امیر تجھکو جائزہ عطا کرے تو تو قبول کریگا۔ طرماح نے کہا اُرِيدُ قَبْضَ رُوحِهِ مِنْ جَسَدِهِ فَكَيْفَ لَا اُرِيدُ قَبْضَ مَالِهِ مِنْ يَدِهِ یعنی مین اسکی روح کو اسکے بدن سے نکالنا چاہتا ہون ۔ مال کو اس کے ہاتھ سے کیونکر نہ لونگا۔ معاویہ نے حکم کیا کہ دس ہزار درہم اسکو عطا کرین پھر کہا چاہتا ہے کہ اور زیادہ کرون طرماح نے کہا زِدْ فَاِنَّكَ لَا تُعْطِي مِنْ مَالِ اَبِيكَ وَاِنَّ اللّٰهَ وَلِيُّ مَنْ زَادَهُ زیادہ کر تحقیق کہ تو اپنے باپ کے مال سے نہین دیتا۔ اور حقتعالیٰ دوست ہے اُسکا جسکو زیادہ دے معاویہ نے اور دس ہزار درہم کا حکم دیا اور کہا اور بھی چاہتا ہے طرماح نے کہا بہتر ہے کہ انکو وتر کرے کیونکہ حقتعالیٰ وتر کو دوست رکھتا ہے معاویہ نے کہا تیس ہزار درہم اسکے لئے لائین روپیہ کے آنے مین دیر ہوئی تو طرماح قدرے سر جھکائے منتظر خاموش رہا پھر سر بلند کیا اور کہا اے معاویہ مگر تو اپنے مہمانوں کی ساتھ مسخریہ و استہزا کرتا ہے کہ میرے لئے تیس ہزار درہم کا حکم کیا حالانکہ نہ مین اُنکو دیکھتا ہون نہ تو معاویہ نے کہا روپیہ جلد حاضر کرین روپیہ آیا اور طرماح کے آگے رکھا گیا۔ طرماح نے اُسپر قبضہ کیا اور خاموش تھا کچھ نہ کہتا تھا عمرو عاص نے کہا دیکھا تو نے جائزہ و انعام امیر المومنین کا طرماح نے کہا هٰذَا مَالُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ خَزَانَةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَخَذَهُ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ ۵ یعنی یہہ مال مسلمانوں کا ہے خزانہ خدا سے اسکو ایک بندہ صالح خدا نے لیا معاویہ نے کاتب کو کہا کہ اسکے خط کا جواب لکھ قسم بخدا کہ اُس نے دنیا کو مجھ پر تیرہ و تار کر دیا اور مجھکو اسکی طاقت نہین منشی نے قلم و کاغذ اُٹھایا اور بموجب اشارہ معاویہ لکھنا شروع کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ خط ہے بندہ خدا و پسر بندہ خدا معاویہ بن ابوسفیان کی طرف سے علی بن ابیطالب کے نام تحقیق کہ میری افواج شمار مین بنجوم آسمانی کے مانند ہیں کہ زمین باین وسعت و فسحت اُنکی گنجائش نہین رکھتی یا بقدر ہزار بار شتر خردل کے کہ ہر دانہ کے نیچے ایک ہزار مقاتل جنگ آور ہو۔ طرماح نے یہہ مضمون معلوم کیا تو ہنسکر کہا قسم بخدا کہ اے معاویہ علیؑ مانند آفتاب تابان کے ہین جسوقت وہ طلوع کرین گے تیرے تارے سارے چھپ جائین گے اور وہ ایک مرغ تیز بال قوی چنگال آشتر نخمی رکھتے ہیں ان تمام رائی کے دانون کو اپنی منقار سے چُن لیگا۔ اور احتیاط سے اپنے حوصلہ میں رکھ لیگا معاویہ کو غیظ آیا اور کاتب سے کہا کچھ مت لکھ عمرو عاص نے طرماح سے کہا یہہ کیا لسانی و زبان درازی ہے کہ تو اپنے خط کا جواب نہین لکھنے دیتا طرماح نے اسکے بعد عہد کیا کہ اب کچھ نہ کہونگا تمہارا جو جی چاہے لکھو پس نامہ تمام ہوا تو طرماح نے لیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر وہانسے روانہ ہوا طرماح باہر گیا تو معاویہ اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوا اور بعتاب اُنسے خطاب کیا کہ اگر مین اپنا تمام مال تم میں سے ایک کو دیدوں کہ عشر عشیر بھی اس کا جو اس مرد نے اپنے صاحب کیطرف سے ادا کیا بجا لائے تو ادا نہ کر سکے قسم بخدا کہ اس اعرابی نے عالم کو مجھ پر تنگ کیا۔ عمرو عاص نے کہا کہ اگر تجھکو وہ قرب و منزلت حضرت رسالت سے حاصل ہوتا جو علی بن ابی طالب کو ہی یا آنحضرت کی طرح تو بھی امر خلافت میں حق پر ہوتا تو ہم اس اعرابی سے بڑھکر تیری رسالت ادا کرتے معاویہ نے کہا فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ وَقَطَعَ شَفَتَيْكَ وَاللّٰهِ لَكَلَامُكَ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ كَلَامِ الْاَعْرَابِيِّ یعنی خدا تیرا موہنہ توڑے اور تیرے ہونٹ قطع کرے قسم بخدا کہ تیرا کلام مجھ پر اعرابی کے کلام سے بھی سخت و دشوار ہے **روضۃ الصفا** مین ہے کہ اہل دمشق سے ایک شخص نے ایک مرد کوفی پر ایک اونٹ کا دعوے کیا۔ صورت قضیہ معاویہ کے سامنے پیش ہوئی تو اُس نے فریقین کو اپنے روبرو طلب کیا۔ مدعی کیطرف سے پچاس شخصوں نے گواہی دی کہ یہہ ناقہ جو کوفی کے پاس ہے دمشقی کا ہے۔ معاویہ نے حکم کیا کہ شتر دمشقی کو دلایا جائے مرد کوفی نے کہا۔ کہ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اَيُّهَا الْاَمِيرُ یہہ شتر جمل (نر) ہے ناقہ (مادہ) نہین معاویہ نے کہا اب حکم ہو چکا۔ مگر علٰحدہ کوفی کو بلوا کر قیمت شتر اُسکو دلوائی

اور کہا امیر المومنین علیؑ سے کہنا کہ مین ایک لاکھ ایسے مرد کے ساتھ تم سے مقاتلہ کرونگا جو جمل و ناقہ مین تمیز نہین کرتے **مؤلف** روضۃ الصفا کہتا ہے کہ فی الحقیقت اگر اہل شام ناقہ و جمل و جدی و حمل خیر و خر و مادہ و نر مین فرق کرتے تو حضرت مقدس امیر المومنینؑ کے ساتھ ہرگز جنگ نہ کرتے۔ اور کبھی اُس جناب کے ساتھ خصومت و جدال کے مقام مین نہ آتے ٭

لشکر کشی امیر المومنین علیہ السّلام بجانب شام

منقول ہے کہ جب استیصال اہل شام قطعی طور سے پیش نہاد ہمت والا نہمت امیر المومنینؑ و امام المسلمین ہو گئی۔ تو منادی کو حکم دیا کہ کوچہ و بازار کوفہ مین پکار دے کہ لوگ مسجد جامع مین مجتمع ہون مہاجرین و انصار و سران سپاہ حاضر ہوئے تو حضرت ممبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا اے جماعت حضار و اے معشر مہاجرین و انصار بہ تحقیق کہ تمہارے کلام راست و درست اور تمہاری رائے محکم و اُستوار ہے میرا قصد ہے کہ حرب معاویہ کے لئے جو ہمارا دشمن ہے متوجہ شام ہوں تمہاری جو رائے اس مقدمہ مین ہو اُس سے مطلع کرو یہہ سنکر صحاب خاص و شیعیان باخلاص سے چند اشخاص نوبت بہ نوبت اُٹھے اور اپنی رضامندی کا اظہار کرکے قبول دعوت فرمائی سب سے پیشتر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص برادر زادہ سعد وقاص اُٹھے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ معاویہ اور اُسکے صحاب جہلاء شام کو بحیلہ طلب خون عثمان فریب دیتے ہیں حالانکہ یہہ محض غلط اور سراسر اُنکی دنیا طلبی ہے آپ حکم دین کہ ہم لوگ ساز سفر درست کرکے اُن پر چڑہائی کرین پھر عمار یاسر کھڑے ہوئے اور کہا یا امیر المومنین ہر ادنے و اعلے کو معلوم ہے کہ یہہ لوگ نصیحت قبول نہ کرینگے اور کبھی اطاعت میں داخل نہونگے وہ دنیا و مال و جاہ دنیا کو اس قدر دوست نہین رکھتے کہ کلمۃ الحق کی اُسکے مقابلہ میں کچھ وقعت کرین یا آخرت کا خیال بھی کبھی دل مین لائین پس جبکہ بہر حال اور انجام کار اُنکے ساتھ جنگ کرنا ہے تو جس قدر اس بارے مین تعجیل ہو اولے و انسب ہے جس وقت لشکر ہائے گران کے ساتھ اُنسے ملاقات ہوگی تو مکرر نصیحت کرینگے اگر قبول کیا تو بہتر ورنہ آتش حرب کو اُنکے ساتھ روشن کرینگے حَتّٰی یَحْکُمُ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ بعد ازان قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کھڑے ہوئے اور ایک فصل مشبع اس قسم کے کلمات کی ادا کی۔ بزرگان انصار و کبرا اصحاب ابو ایوبؓ و خزیمہ بن ثابت انصاری وغیرہ نے اُنسے کہا اے قیس کیا باعث ہوا کہ شائخ قوم پر تمنے سبقت کی اور سب سے بڑھ کر کلام کیا قیس قدرے محجوب ہوئے اور کہا اس کا باعث یہہ نہین کہ مجھکو بزرگون کی جلالت و قدر مین شک ہے بلکہ اس قوم کے کینہ سے دل تنگ تھا اس لئے بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا کابر انصار نے سہیل بن حنیف کی طرف اشارہ کیا کہ سب کی طرف سے کلام کرے سہیل اُٹھے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ نَحْنُ سِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتَ وَحَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتَ ہم ہر طرح آپکے مطیع و فرمان بردار ہیں جسکے ساتھ آپ جنگ کرین لڑنے کو موجود ہین اور جس سے مصالحت منظور ہو صلح کرتے ہین یہہ بات اور لوگون سے دریافت کیجئے کہ ہم سے ضرورت استفسار نہین ہم بہر حال تابع رضائے حضرت ہین امیر المومنینؑ عامۂ ناس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا سِیْرُوْا اِلٰی اَعْدَاءِ السُّنَنِ وَالْقُرْاٰنِ سِیْرُوْا اِلٰی بَقِیَّۃِ الْاَحْزَابِ وَقَتَلَۃِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ عجلت کرو اور دشمنان کتاب و سنت کی طرف چلو یہہ لوگ بقیہ احزاب ہین جنہون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ مین تلوار کھینچی اور مہاجرین و انصار کو قتل کیا **اُسوقت** ایک شخص اربد نام جو قبیلہ بنی فزارہ سے تھا اُٹھا اور کہا یا علیؑ تم چاہتے ہو کہ ہم آج شام جاکر برادران دینی کو قتل کرین جیسا کہ کل بصرہ پر کیا تھا بخدا قسم بہتر یہہ ہے کہ آپ اس ارادہ سے باز آوین مالک اشتر نے جو یہہ سنا جوش غضب مین کھڑے ہو گئے اور کہا اس فزاری کو گرفتار کرو فوراً لوگ دوڑے مگر فزاری فراری ہو گیا آخر لوگون نے جس بازار مین گھوڑے اونٹ وغیرہ چار پائے فروخت ہوتے تھے اُسے جا لیا اور اسقدر لکد کوب کیا کہ جان سے گزر گیا امیر المومنینؑ نے یہہ سنا تو چونکہ اُسکا قاتل کوئی شخص خاص معلوم نہوا اُسکا خون بہا

کلام عمرو بن حمق خزاعی

بیت المال خاص سے ادا کیا **بالجملہ** مالک نے عرض کی یا امیر المومنین اس شقی خارجی کی باتوں سے حضرت آزردہ دل و مایوس نہوں یہہ سب لوگ آپکے شیعہ و دوستدار ہیں آپ کی رضامندی کو اپنی مرضی پر مقدم جانتے ہیں اور بغیر آپکے دم بھر زندگی پسند نہیں کرتے آپ شوق سے حکم دیں کہ دشمنانِ دین کی طرف کوچ کریں قسم بخدا کہ موت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ اور بے وقت معین کیکو اجل نہیں آئیگی۔ مقتضائے عقل نہیں کہ ہم اس قوم کے مقابلہ میں توقف کریں حالانکہ انہوں نے حق تعالیٰ کو غضبناک کیا اور بہت سے مسلمانوں کو خوب غارت کرکے دین کو دنیا کے عوض بیچڈالا حضرت نے فرمایا اَلطَّرِیْقُ مُشْتَرَکٌ وَالنَّاسُ فِی الْحَقِّ سَوَآءٌ وَمَنِ اجْتَہَدَ رَاْیَہٗ فِی النَّصِیْحَۃِ الْعَآمَّۃِ فَلَہٗ مَانَوٰی وَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ یعنی طریقہ مشترک ہے اور لوگ قبول حق میں یکساں تکلیف دیے گئے ہیں مگر جس نے عوام الناس کی نصیحت میں جہد کی اس نے اپنے فرض کو ادا کیا اور مستحق اجر و ثواب ہے پھر منبر سے اُترے اور دولت سرائے میں داخل ہوئے **منقول** ہے کہ عمرو بن حمق و حجر بن عدی صحاب امیر المومنینؑ سے معاویہ و اہلِ شام کو سب و شتم و لعن کرتے تھے حضرت نے جو یہہ سنا تو انہیں بلوایا اور فرمایا ایسا نہ کرو۔ عرض کی یا امیر المومنینؑ آیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں فرمایا اسمیں شک نہیں کہ ہم محق اور وہ مبطل ہیں مگر میں دوست نہیں رکھتا کہ تم ان اخلاق کے ساتھ شہرت پاؤ ہاں انکے اعمال زشت و افعال نکوہیدہ کا ذکر کرو اور بہتر ہے کہ بجائے لعن کے ان کلمات کا ورد رکھو اَللّٰہُمَّ احْقِنْ دِمَآءَنَا وَدِمَآءَہُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَبَیْنِہِمْ وَاَہْدِہِمْ مِنْ ضَلَالَتِہِمْ حَتّٰی یَعْرِفَ الْحَقَّ مِنْہُمْ مَنْ جَہِلَہٗ وَیَرْعَوِیْ عَنِ الْغَیِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَہِجَ بِہٖ **ترجمہ** بارِ الٰہا تو ہم کو اور انکو خون ریزی سے محفوظ رکھ اور دشمنی کو صلح و سلوک کے ساتھ مبدل فرما اور گمراہی سے انکو ہدایت کر کہ جاہلانِ حق حق کو جان لیں اور گمراہ اپنی گمراہی سے باز آویں عمرو بن الحمق نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہم نے بطمع مال و حفظ قرابت آپکے ساتھ بیعت نہیں کی بلکہ چند خصائل آپ میں معائنہ کیے ہیں کہ وہ اس کا باعث ہیں ایک یہہ کہ آپ ابن عمِ رسولِ خدا ہیں سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لائے دخترِ رسولِ خدا تمہاری زوجہ ہے اور فرزندانِ پیغمبر تمہارے پسر ہیں مہاجرین میں آپ ممتاز اور جہاد میں سب پر مقدم ہیں اگر آپ حکم دیں کہ پہاڑ کو اسکی جگہہ سے اُٹھا دیں یا آب دریا کو نکال ڈالیں تو جبتک جان بدن میں باقی ہے سرِ مو تعمیل حکم میں کوتاہی نہ کریں گے تمہارے دوستوں کے مددگار اور دشمنوں سے بیزار امیر المومنینؑ ان باتوں کو سنکر مسرور ہوئے اور فرمایا اَللّٰہُمَّ نَوِّرْ قَلْبَہٗ بِالتُّقٰی وَاَہْدِہٖ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ خداوندا اسکے دل کو پرہیزگاری کے نور سے منور کر اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرما پھر فرمایا اے عمرو کاش تیری مثل اور بہت آدمی میرے لشکر میں موجود ہوتے حجر بن عدی نے کہا قسم بخدا کہ حضرت کا تمام لشکر عقیدت صادق رکھتا ہے انمیں بہت کم ہیں جو شک و شبہ میں گرفتار ہوں پھر کہا یا امیر المومنینؑ ہم فرزندانِ حرب و ضرب ہیں اور میدانِ جنگ میں ہمنے پرورش پائی ہے لڑائیوں میں آزمودہ کار اور معاملات میں پختہ ہیں علاوہ بریں قوم و قبیلہ بھی رکھتے ہیں آپکی اطاعت کے لیے بجان و دل حاضر ہیں جو کچھ آپ حکم دیں گے فوراً بجا لاویں گے حضرت نے فرمایا اے حجر یہہ تیرا ہی عقیدہ ہے یا تیرے ہم قوم بھی اسمیں شریک ہیں عرض کی اسمیں کسیکو خلاف نہیں میں اپنے تمام قبیلہ کیطرف سے ضامن ہوں امیر المومنینؑ نے اُسے دعائے خیر دی جب خاطرِ خطیر کوفہ و اہلِ کوفہ کیطرف سے مطمئن ہوئی تو عاملانِ دیار و امصار کے نام خطوط تحریر کیے کہ اپنی فوج ہمراہ لیکر حاضرِ حضرت ہوں **ازانجملہ** مخنف بن سلیم کے نام جو حاکمِ اصفہان و ہمدان تھا تحریر کیا **اما بعد** جسوقت میرا یہہ خط تجھے ملے کسی معتمد کو اپنی جگہہ اپنا نائب مقرر کرکے مع لشکر اس طرف کو روانہ ہو کہ ہم بالاتفاق اپنے عدو معاویہ ابن ابوسفیان کیطرف چلیں شاید کہ کوئی امر بالمعروف یا نہی عن المنکر ہمسے عمل میں آوے یا حق کو جمع کرے اور باطل میں تفرقہ ڈالے۔ پس تحقیق کہ جہاد کا اجر ایسا نہیں کہ میں یا تو اس سے مستغنی ہوں والسلام جب یہہ مکتوب

مخنف نے مطالعہ کیا تو اُس نے حارث بن ابی الحارث بن ربیع کو حکومت اصفہان پر اور سعید بن وہب کو حکومت ہمدان پر اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود مع لشکر سوار و پیادوں سے جو کچھ موجود تھا بے تامل روانہ کوفہ ہوا اسیطرح ایک خط عبد اللہ بن عباس کے نام جو اُسوقت حاکم بصرہ تھے لکھا مگر اہل بصرہ میں جنگ جمل نے سخت صدمہ پہنچایا تھا۔ قریب سولہ ہزار مرد اُس شہر کا طعمۂ تیغ و سنان ہو چکا تھا اسلئے وہاں تعمیل حکم میں تاخیر ہوی جسوقت ابن عباس نے سرداران قبائل کو جمع کر کے مضمون خط امیر المومنینؑ سے مطلع کیا تو اُنمیں اختلاف ہوا جنکے ایمان کامل اور اعتقاد واثق تھے اُنہوں نے اِس دعوت کو قبول کیا باقی خاموش رہے اسلئے ابن عباس کیطرف مکرر فرامین لکھے گئے اور رؤسا کوفہ کو جُدا جُدا خطوط تحریر ہو کر اطاعت کی طرف رغبت دلائی اور خلاف و شقاق سے تخویف کی گئی آخر میں عبد اللہ بن عباس کو لکھا کہ اہل بصرہ کو یاد دلا کہ اُنہوں نے میری نافرمانی کی اور مجھکو کمال درجہ زحمت پہنچائی مگر جب اُن پر مظفر ہوا تو مینے اُنکے گناہوں کو بخشدیا اور اُنکی جان و مال سے کچھ تعرض نہ کیا اور فضائل جہاد کو اُنکے سامنے تقریر کر کے اُسکی طرف ترغیب کر اور جو اسپر آمادہ ہو اُسے اس طرف کو روانہ کر جب یہہ خط ابن عباس کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے اہل بصرہ کو جمع کیا اور خط کو اُنکے سامنے پڑھا پھر کہا ایہا الناس اپنے امام کی طرف کوچ کرو اور اس راہ میں جان و مال سے دریغ نہ کرو بہ تحقیق کہ تم جماعت قاسطین کے ساتھ جنگ کو جاتے ہو جنھوں نے قرآن کو پس انداز ڈالا احکام خدا کو تبدیل کر دیا۔ اور دین حق سے ایک طرف ہو گئی آگاہ رہو کہ تم پسر عم رسولخدا کی معیت مین جہاد کرو گے جو امر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہیں اُنکے تمام اُحکام کتاب خدا کے موافق ہیں حکم کرینمین فاسقون فاجر و سے ہرگز رشوت قبول نہیں کرتے احکام الہی کے اجرا مین وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے پس احنف بن قیس اُٹھا اور کہا کہ ہمیں یہہ دعوت قبول و منظور ہے خواہ ہمارا ضرر اسمین ہو یا نفع اور بہر حال ہم حق تعالی سے امید فوز و فلاح رکھتے ہین اور اجر عظیم کے اُمیدوار ہین پھر خالد بن معمر سدوسی اُٹھا اور کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی اور جب حکم ہو ہم جانے کو تیار ہین پھر عمر بن مرحوم عبدی اُٹھا اور کہا خدائے تعالی امیر المومنینؑ کو توفیق خیر عطا کرے اور اختلاف مسلمین کو اُنسے دور کرے ہم جماعت قاسطین منکرین قرآن کو دشمن سمجھتے ہین اور اُن پر لعن کرتے ہیں اے امیر تو جسوقت ہمکو حکم دیگا ہمارے پیادے و سوار تیرے ساتھ ہین اُسوقت مردم بصرہ نصرت امیر المومنینؑ پر ایک دل و زبان ہو کر کوچ کی تیاری مین مصروف ہوئے عبد اللہ بن عباس نے ابو الاسود دوئلی کو اپنی طرف سے بصرہ پر نائب مقرر کیا اور خود لشکر گران ساتھ لیکر حاضر درگاہ ہوئے اسیطرح سے اور عُمال بھی اطراف و اکناف سے اپنے اپنے لشکر سمیت کوفہ مین پہنچ گئے ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ آخری شخص جو عمال سے کوفہ پہنچا ربیع بن خثیم حاکم رے تھا کہ چار ہزار مرد مکمل و مسلح لیکر حاضر درگاہ ہوا۔ نصر کہتا ہے کہ کل اہل کوفہ نے علیؑ کی دعوت کو قبول کیا الا اصحاب عبد اللہ بن مسعود جن میں عُبیدہ سلمانی اور اُسکے پیرو تھے اُنہوں نے کہا یا علیؑ ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین مگر تمہارے لشکر مین شریک نہونگے علیحدہ رہین گے تاکہ تمہارے عمل و درآمد شامیون کے ساتھ مشاہدہ کرین اگر اوّل اُنہوں نے پیش قدمی کی اور فتنہ و بغاوت کی ابتدا اُدھر سے ہوی تو ہم آپکے ساتھ ہین حضرت نے اُنہیں مرحبا کہا اور فرمایا یہہ فقہ فی الدین ہے اور سُنت کو جاننا اسی کو کہتے ہین جو اسپر راضی نہو وہ خائن و ظالم ہے پھر دوسرا گروہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود جن مین ربیع بن خثیم اور اُسکے تابعین تھے حاضر ہوا یہہ لوگ قریب چار سو کے تھے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہمیں اس جنگ میں اشتباہ ہے باوجودیکہ ہم آپکی افضلیت کا یقین کامل رکھتے ہین ہم چاہتے ہیں کہ آپ کسی سرحد کی حفاظت پر ہمکو مقرر کر دیں کہ ملک کو مداخلت غیر سے محفوظ رکھیں اور اس لڑائی میں شریک نہوں حضرت نے اسے بھی قبول فرمایا اور اُنکے لئے ایک علم ترتیب دیا اور حدود رے کی طرف اُنکو بھیجدیا۔ راوی کہتا ہے کہ اوّل علم تھا جو کوفہ میں ربیع بن خثیم کے لئے ترتیب دیا گیا پھر قبیلۂ باہلہ کو آپنے طلب کیا اور فرمایا خدائے تعالی اس بات پر گواہ ہے کہ تم مجھے دوست نہین رکھتے۔ پس میں بھی تم کو

معجزۂ جناب امیر علیہ السلام

دوست نہیں رکھتا - اور نہین چاہتا کہ تم میرے ہمراہ شام کا سفر کرو - پھر حکم دیا کہ انکا حصہ عطایا میں سے نکال دیں اور انہیں کہا کہ دیلم میں جا کر سکونت پذیر ہو علامہ برسی نے مشارق الانوار میں روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ سفر شام کے لئے لشکر تیار کر رہے تھے اُسوقت دو شخص اپنا کچھ تنازعہ لیکر حضرت کی خدمت مین آئے اور حال بیان کرنے لگے ایک نے اُنمین سے اُثنائے کلام میں کوئی نامناسب کلمہ کہا حضرت نے اُسکی جانب دیکھ کر فرمایا اخسَأ یا کلبُ یعنی ای سگ دور ہو یہہ کہنا تھا کہ وہ شخص فوراً آدمی سے کتا بنگیا اور کتوں کی طرح دُم ہلانے اور عُوعُو کرنے لگا حضار مجلس یہہ عجیب غریب واردات دیکھ کر حیران رہ گئے اور کتا ہاتھون سے اشارہ کرنے اور رونے اور گھگیانے لگا پھر حضرت نے اُدھر دیکھا اور لبہائے مبارک کو آہستہ آہستہ حرکت دی وہ کتا جیسا پہلے تھا ویسا ہی آدمی بن گیا اُس وقت اصحاب سے کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ جب فضل الٰہی سے آپ مین یہہ قوت و قدرت موجود ہے تو پھر فوج کا ہے کو جمع کرتے ہیں فرمایا قسم بخدا کہ اگر چاہوں تو اپنے اس پیر کو اس قدر دراز کرون کہ شام مین معاویہ کے سینہ پر لگے اور اُسے اُسکے تخت سے اُلٹ دے وَلٰکِنْ عِبَادٌ مُکْرَمُوْنَ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ یعنی ہم بندگان محترم خدا مین کلام میں اُس جل شانہ پر سبقت نہین لیجاتے اور محض اُسکے حکم پر کاربند ہین - اور کتاب اختصاص مین منقول ہے کہ حضرت صادق آل محمدؐ نے ابان بن احمر سے کہا اے ابان کیا بات ہے کہ یہہ لوگ امیر المومنینؑ کے اس قول کا انکار کرتے ہین کہ "مین چاہوں تو اپنا یہہ پیر دراز کر کے معاویہ کو شام مین اُسکے سر پر سے الٹ دوں" اور آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام کا تخت بلقیس کو ایک طرفۃ العین میں اٹھالانا قبول کرتے ہیں آیا ہمارے نبیؐ اور انبیا کی نسبت افضل یا اُنکے وصی تمام اوصیا سے بہتر نہیں کیا وصی خاتم المرسلین سلیمان بن داؤد کے وصی کے بھی برابر نہ تھے خدائے تعالیٰ ہمارے اور اس قوم کی درمیان حکم کرے کہ ہماری حقوق کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے فضائل پر اعتقاد نہیں لاتے

خروج امیر المومنینؑ بسوئے صفین

ذکر خروج امیر المومنینؑ از کوفہ منقول ہے کہ جب سفر شام مین کوئی حالت منتظرہ باقی نرہی تو امیر المومنینؑ نے حارث عور کو حکم دیا کہ شہر کوفہ مین منادی کرے تا کہ غازیان اسلام شہر سے باہر نکلکر نخیلہ میں لشکر گاہ کریں پس عقبہ بن عمر انصاری کو بلوایا یہہ عقبہ سابقین اولین سے تھے اور بیعت اولیٰ حضرت نبویؐ سے جو بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے مشرف ہو چکے تھے امیر المومنینؑ نے اپنے غیبت میں انہیں حکومت کوفہ عطا کی - اور خود سوار ہوئے جوقت پیر رکاب مین رکھا تو فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَلَا یَجْمَعُھُمَا غَیْرُکَ لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا یَکُوْنُ مُسْتَصْحِبًا وَالْمُسْتَصْحِبُ مُسْتَخْلَفًا یعنی پروردگارا تیری طرف پناہ لیجاتا ہوں سفر کی مشقت اور مراجعت کی حزن و ملال سے اور اس سے کہ اولاد و مال اہل و عیال مین کوئی امر مکروہ طبع معلوم ہو - بارالٰہا تو ہی ہے جو سفر مین مصاحب اور اہل میں خلیفہ ہو سکے بجز تیرے یہہ دونو باتین کسیمین جمع نہیں ہو سکتین کس لئے کہ جو گھر میں چھوڑا جائیگا وہ سفر مین ساتھ نہو گا اور جو سفر مین مصاحب ہو گا گھر نہیں رہ سکتا پس حضرت کوفہ سے برآمد ہوئے اور مسلمین فوج فوج آپکے ساتھ تھے - مالک بن حبیب یربوعی کو حکم ہوا کہ کوفہ مین قیام کرے اور جسکو قابل جنگ یہان پاوے پیچھے سے بھیجتا رہے مالک رکاب پکڑے جاتا تھا اور کہتا تھا یا امیر المومنینؑ مسلمان آپکے ساتھ جاتے ہیں جہاد کے ثواب پائینگے مجھے آپ لوگونکے جمع کرنے پر یہان چھوڑتے مین فرمایا جو کچھ اُنکو وہان ثواب حاصل ہو گا تو اُنکا شریک ہے - اور جو تکلیف راہ خدا میں تو یہان اٹھاویگا وہ بھی ثواب میں جہاد سے کم نہوگی عرض کی جو کچھ ارشاد ہو مین قبول و منظور ہے - **القصہ** جب شہر کی حد سے تجاوز کیا تو دو رکعت نماز پڑہی اور نخیلہ مین مقام کیا صاحب ناسخ نے نقل کیا ہے کہ اُسوقت لشکر منصور کا جائزہ لیا گیا تو نوّے ہزار آدمی شمار مین آیا - نو سو ننانوے نفر کا بیعت رضوان تھے جنہوں نے زیر شجرہ حضرت رسولخداؐ کے ساتھ بیعت کی تھی اور آٹھ سے انصار تھے امیر المومنینؑ نے تمام لشکر کوفہ کے سات حصے کئے

ہر حصّہ پر ایک شخص کو سردار مقرر فرمایا سعد[1] بن مسعود ثقفی کو قبیلہ قیس و عبد القیس پر اور قبائل تمیم و ضبّہ و رباب و قریش و کنانہ و اسد کا فرمان روا معقل بن قیس یربوعی کو کیا اور ازد و بجیلہ و خثعم و انصار و خزاعہ کی حکومت مخنف بن سلیم کے سپرد فرمائی جماعت کندہ و حضرموت و قضاعہ پر حجر بن عدی کندی کو حاکم کیا اور طائفہ مذحج و قبائل اشعری پر زیاد بن نضر کو سردار کیا ہمدان و حمیر کی حکمرانی سعید بن مرہ ہمدانی کو ملی - اور عدی بن حاتم کو قبیلہ طے پر حاکم مقرر کیا - اسیطرح لشکر بصرہ کی سالاری متعدد اشخاص کے سپرد ہوئی خالد بن معمر سدوسی قبیلہ بکر بن وائل پر اور عمرو بن مرحوم عبدی قبیلہ عبد القیس پر و ابن سلمان ازدی قبیلہ ازد پر اور احنف بن قیس بنی تیم و ضبّہ و رباب پر و شریک بن اعور اہل عالیہ پر امیر و حکمران مقرر ہوئے - نصر بن مزاحم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے - کہ نخیلہ مین ایک قبر عظیم تھی - کہ یہود اپنے مردون کو اُسکے گرد دفن کرتے تھے - امیر المومنینؑ نے دریافت کیا کہ لوگ اس قبر کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین امام حسنؑ نے عرض کی کہتے ہین کہ یہ قبر ہود نبیؑ کی ہے جب انکی قوم نافرمان ہوئی تو انہون نے یہان آکر سکونت اختیار کی اور اسجگہ انتقال کیا تھا - فرمایا غلط کہتے ہین مین اس قبر کی حال سے اُنسے زیادہ واقف ہون - یہ قبر یہود بن یعقوب بن اسحاق کی ہے پھر فرمایا یہان کے باشندون مین کوئی واقف کار موجود ہے ایک شیخ کبیر السن کو حضرت کے سامنے لائے فرمایا تیرا گھر کہان ہے کہا ساحل بحر پر پوچھا جبل احمر سے کتنی دور عرض کی اُسکے قریب ہے، فرمایا اُس پہاڑ کی نسبت یہان کے باشندون کا کیا اعتقاد ہے - اُس نے کہا کہتے ہین کہ یہین ایک ساحر کی قبر ہے فرمایا جھوٹ کہتے ہین وہ قبر ہود نبی کی ہے - اور یہ یہود بن یعقوب کی پھر فرمایا پُشت کوفہ سے ستر ہزار ایسے آدمی محشور ہونگے کہ انکے چہرے درخشندگی مین آفتاب کی برابری کرین گے اور بے حساب داخل جنّت ہونگے - پھر نصر کہتا ہے کہ جب علیؑ القصد شام نخیلہ مین قیام پذیر تھے - تو معاویہ کو دمشق مین انکی خبر پہنچی اُس نے عثمان کا خون آلودہ کرتا ممبر پر لٹکایا اور اہل شام کو طلب خون عثمان پر ترغیب کی ستر ہزار مرد اُسوقت اُس کرتے کے گرد تھے - سبنے اپنی جان دینے پر بیعت کی اور کمر مضبوط باندھ کر شہر سے باہر نکلے کُل لشکر کا شمار ہوا تو نوے[2] ہزار سوار و پیادے شمار میں آئے - پس معاویہ نے تقسیم افواج اس طرح پر کی کہ میمنہ[3] پر عبد الرحمن بن خالد ولید اور میسرہ پر عمرو عاص اور مقدمہ پر ابو الاعور سلمی کو مقرر کیا بسر بن ارطاۃ ساقہ پر معین ہوا اور خود قلب میں اس سامان سے شہر سے نکلا مروان بن حکم عثمان کی تلوار حمائل کئے ہوئے ایک گھوڑی جسکے چارون ہاتھ پیر سفید تھے اُسکے پیش رو روان تھا دمشق سے ایک منزل پر پہنچکر ایک جگہہ پر مقام کیا تا کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں شریک لشکر ہو جاوین پھر منزل بمنزل صفّین میں پہنچکر ایک سطح بلند پر مقام کیا پس ماندگان ہمیشہ شریک لشکر ہوتے تھے حتّے کہ تعداد لشکر ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچ گئی **القصّہ** امیرؑ نے زیاد بن نضر و شریح بن ہانی کو جو قبیلہ مذحج و اشعریین پر سردار تھے طلب کیا اور فرمایا اے زیاد ہر صبح و مساحق سبحانہ تعالی سے خوف کر اور دنیا پر فریفتہ و مغرور نہو اور آفات دنیا سے امن مین نہ رہ اور ظلم و تعدّی سے اپنی محافظت کر بتحقیق کہ مین نے تجھکو اس لشکر کی امارت کے لئے اختیار کیا ہے اور اختیار تو فیق تیرے ہاتھ میں دیا ہے اس پر غرہ نہو تا کیونکہ خدائے تعالے کے نزدیک کریم تر وہ ہے جو پرہیزگاری میں زیادہ ہے تو نادانوں کو تعلیم کر اور داناؤں سے خود اکتساب علم و حکمت فرما کم عقلون کے افعال پر خوردہ گیری کو اپنا شعار نہ بنا انکی لغزشوں سے چشم پوشی کر بتحقیق کہ تو خیر و بہتری کو اُسیوقت پہنچے گا جبکہ حلم و بردباری اختیار کرے - اور بندگان خدا کی ایذا رسانی سے باز رہے زیاد نے عرض کی یا امیر المومنینؑ جو کچھ آپنے نصیحت کی میں نے سُنی اور اسپر عمل

وصایا امیر المومنین علیہ السلام

---

[1] یہ سعد مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کے چچا تھے جنہوں نے قاتلان امام حسین علیہ السلام سے عوض لیا - [2] ہزار [3] عرب مین لشکر کے پانچ حصّے کرتے تھے ایک حصّہ پیشین جو سب کے آگے اُسے مقدمہ کہتے تھے ایکے داہنے جانب وہ میمنہ کہلاتا تھا ایک بائیں طرف اسکو میسرہ کہتے تھے ایک سب کے پیچھے اُسے ساقہ بولتے تھے ایک درمیان اُس کا نام قلب لشکر تھا انہیں پانچوں حصّوں کے اعتبار سے کُل لشکر کو خمیس بھی کہتے تھے - منہ عفی عنہ

بعض وصایای امیر المومنین

کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ امیر المومنین نے بارہ ہزار آدمی اُن دونوں کے سپرد کئے بعض پر شریح کو امیر کیا اور باقی پر زیاد بن نضر کو اور مقدمۃ الجیش بنا کر اپنے سے پیشتر اُنکو شام کی جانب روانہ کیا۔ مگر بامین راہ ان دونوں میں نزاع واقع ہوئی۔ اور ہر ایک نے دوسرے کی شکایت میں ایک عریضہ تحریر کیا امیر المومنین نے جواب میں لکھا **اما بعد** مینے کچھ لوگون پر شریح کو حاکم کیا ہے اور باقی پر زیاد بن نضر کو جس جگہہ پر دونو لشکر باہم مجتمع ہون زیاد بن نضر امیر کل ہے اور جب جدا ہون ہر ایک اپنے اپنے گروہ پر حکمران ہے۔ اور یہہ چند کلمات وصیت کے اور زیادہ کئے اے زیاد و شریح تمہیں معلوم رہے۔ کہ ہر لشکر کا مقدمہ اُسکے لیے بمنزلہ اُسکے چشموں اور نگاھبانوں کے ہے اور خود مقدمہ کا نگھبان اُسکی طلایہ ہوتی ہیں کہ وہ کچھ آدمیون کو اطراف و جوانب مین دریافتِ حال کے لئے پھیلائے رکھتے ہین۔ پس تم بھی اس لشکر کے مقدمۃ الجیش ہو طلیعون کے نکلنے اور اطراف و جوانب سے خبردار رہنے سے غافل نہ رہو اور پہاڑون و کمین گاہون انبوہ درختان میں تفحص حال کرتے رہو مبادا دشمن ان مقامات مین گھات لگائے ہوا اور تمہین فریب دے سفر ہمیشہ دن کو کرو رات کو منزل کرو اور ہرگز شب کو صف آرا نہو مگر جبکہ کوئی ضرورت ہی اسکی مقتضی ہو۔ یا کسی شب خون کا دفع کرنا لازم آوے۔ اور جب دشمن سے سامنا ہو تو کسی پہاڑ یا بلند مقام کو پشت پر لے کر مقابلہ کرو یا شگاف کوہ میں تاکہ دشمن ایک یا دو طرف سے لڑے اس سے زیادہ راہ نہ پاوے کوچ کے وقت پراگندہ و منتشر کوچ نہ کرو مجتمع ہو کر چلو اور ایک ہی مقام مین منزل کرو شب ہائے تاریک مین اطراف لشکر کی پاسبانی کرو سلاح پوش سپاہی نوبت بنوبت پہرہ دین پس بتحقیق کہ جو لشکر اس طرح پر اپنی حفاظت کریگا وہ ہرچند میدان میں پڑا ہو تب بھی قلعہہائے مستحکم کے درمیان ہے اور اے شریح و زیاد تم امیر لشکر ہو تم پر اُسکی نگاہ بانی فرض العین ہے۔ راتون کو صرف بقدر ضرورت آرام کرو اس سے زیادہ حرام سمجھو اور لازم ہے کہ تمہارے قاصد ہر روز میرے پاس پہنچتے رہین کہ مین تمہارے حال سے باخبر رہوں۔ اور میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں کہ تمہارا پشت پناہ اور مددگار ہون۔ لڑائی مین تم کبھی پیشدستی نہ کرو مگر جبکہ عجلت میں فتح متیقن ہو تو اُس وقت بھی پہلے اتمام حجت کر لو پھر اُس کے مرتکب ہو اپنی طرف سے کبھی تقدیم نہ کرو جبتک کہ مین تم سے نہ آملون۔ یا میری اجازت تمکو نہ پہنچ جائے والسلام۔ بالجملہ جس وقت نخیلہ مین سپاہ جمع ہوگئی تو بروز چہارشنبہ پانچوین شوال ۳۷ھ ہجری امیر المومنین نے عزم کیا کہ شام کیطرف کوچ کرین اوّل فرمان دیا کہ لوگ حاضر خدمت حضرت ہوں پھر منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا ایہا الناس میں نے زیاد بن نضر و شریح بن ہانی کو بارہ ہزار لشکر دے کر اپنے آگے روانہ کیا ہے۔ اور کہدیا ہے کہ کنار فرات پر پہنچکر منتظر حکم رہین آگے نہ بڑھیں اب قصد رکھتا ہوں کہ اطراف فرات سے کچھ اراضی مردم مدائن کے نام جاگیر کرون کہ وہ وہان سکونت پذیر ہون اور کام کے لوگ اُنمین سے ہمارے ساتھ شریک جہاد ہوں پس میری جانب سے تمہارے کاموں میں سستی و تقصیر نہیں ہوئی تمہیں بھی چاہئے کہ میری اعانت مین کمی نکرو مینے مالک بن حبیب یربوعی کو حکم کیا ہے کہ جس لشکری کو لشکر سے علیحدہ کوفہ میں پاوے ہمارے پاس بھیجدے معقل بن قیس ریاحی نے عرض کی یا امیر المومنین جن لوگون نے آپسے تخلف کیا وہ بلاشک منافق ہین آپ مالک کو حکم دین کہ اُنکو گردن مارے فرمایا مینے جو کچھ اُسسے کہدیا ہے وہ اسیطرح عمل میں لاویگا۔ پھر سوار ہوئے اور تمام افواج حضرت کی ہمرکاب تھین نصر بن مزاحم نے زید بن علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین نے نہر کو عبور کیا تو سواری سے اُترے اور دو رکعت نماز بجماعت ادا کی پھر لوگون کی طرف موہنہ کر کے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے ساتھ بارادہ مشایعت آیا ہے اور کوفہ کو مراجعت کریگا وہ روزہ واجب کو افطار نہ کرے اور نماز کو تمام پڑھے اور جو ساتھ چلنے والے ہیں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھین پھر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر چلکر دیر ابو موسیٰ میں جو کوفہ سے دو فرسخ پر تھا اُترے دو رکعت نماز عصر ادا کی اور بعد نماز ان کلمات طیبات کو قرات کیا سبحان ذی

الطَّوْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِی الْقُدْرَةِ وَالْاِفْضَالِ اَسْئَلُ اللّٰهَ الرِّضَا بِقَضَائِهٖ وَالْعَمَلَ بِطَاعَتِهٖ وَالْاِنَابَةَ اِلٰی اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ
اور وہانسے سوار ہوئے اور چلتے چلتے کنارہ قریہ برس پر درمیان حمامِ البوبردہ وحمامِ عمر کے پہنچکر نمازِ مغرب پڑھی جب فارغ ہوئے توان کلمات کو پڑھا کہ
سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ پھر وہانسے روانہ ہوئے اور کچھ راہ طے کرکے نمازِ عشا بجا لائے اور یہہ دعا پڑھی
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَیْلٌ وَغَسَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ رات کو
اُس جگہہ قیام رہا اور نمازِ صبح بھی وہین ادا ہوئی بعد نماز پھر سوار ہوئے اور طے مسافت کرتے تھے یہانتک کہ نہر قیبن پر پہنچے اور درختہائے خرما مقام ہیچ
نہر کے پار سے دکھائی دینے لگے اُنہین دیکھ کر آپنے فرمایا وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ
یہہ کہکر گھوڑا پانی مین ڈال دیا اور نہر کو عبور کرکے بیعہ مین فروکش ہوئے وہان اس قدر توقف کیا کہ لوگ اپنے خور و نوش سے فراغت کرین پھر سوار ہوئے زمین
بابل مین پہنچے تو اسپ کو مہمیز کیا اور صحاب کو بھی حکم دیا کہ جلد جلد قطع مسافت کرین کس لئے کہ یہہ سرزمین ازبس نامبارک ہے اسکے لئے ایک خسف ہی کہ اپنے
اہل سمیت دھنس جاویگی نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ جب زمین بابل طے ہوئی تو نمازِ عصر کے ارادہ سے اُترے اور لشکر بھی اُترا آفتاب اُسوقت قریب بہ غروب
پہنچ گیا تھا امیر المومنینؑ نے دُعا کی تو اُسی جگہہ آگیا جہان کہ عصر کیوقت ہوتا ہے - آپنے نمازِ عصر کو بجماعت ادا کیا پھر دفعتہً دن چھپ گیا اور رات ہوگئی
مؤلف کہتا ہے کہ حدیثِ ردِّ شمس (یعنی لوٹ آنا آفتاب کا بعد غروب کے) کُتبِ شیعہ و سُنّی مین برابر مشہور و مستفیض چلی آئی ہے کوئی اس سے انکار نہین
کرسکتا یہہ امر حضرت امیر المومنینؑ کے لئے دو مرتبہ وقوع میں آیا ایک مرتبہ زمانہ حیاتِ حضرت رسولخدا مین دوسری دفعہ بعدِ وفات اُس جناب کے اثنائے
سفرِ صفین مین لیکن مرتبہ اوّل پس خاصہ وعامہ نے باسنادِ معتبرہ اسما بنت عمیس وامِ سلمہؓ زوجہ حضرت رسولخدا وجابر بن عبداللہ انصاری وابو سعید
خدری وغیرہ سے روایت کی ہے - کہ ایک روز جناب رسالتمآب دولت سرا مین تشریف رکھتے تھے اور امیر المومنینؑ حضرت کی سامنے حاضر تھے - اُسوقت
جبرئیل امین جانب رب العالمین سے وحی لے کر نازل ہوئے جب حالتِ غشی حضرت پر طاری ہوئی تو آپنے ران مبارک امیر المومنینؑ پر تکیہ لگالیا اور تا وقتِ غروب
آفتاب ہانسے حرکت نہ کی - امیر المومنینؑ نے مجبور نمازِ عصر کو باشارہ ادا کیا جب حضرت کو اُس حالت سے افاقہ ہوا تو امیر المومنینؑ سے فرمایا یا اخی تجھسی نماز عصر
فوت ہوگئی عرض کی مینے باشارہ ٹکوادا کیا چونکہ سر مبارک میری ران پر تھا جنبش نہ کرسکا فرمایا پروردگارِ عالم سے درخواست کر کہ آفتاب کو تیرے لئے لوٹادے
وہ سُبحانہ تعالی قبول کریگا تحقیق کہ اسوقت تو طاعتِ خدا و رسول مین تھا امیر المومنینؑ نے دُعا کی آفتاب اُس جگہہ پھر آگیا جہان عصر کے وقت ہوتا ہے
حتے کہ امیر المومنینؑ نے نمازِ عصر کو اُسکی فضیلت کے وقت مین ادا کیا اسما کہتی ہین بخدا قسم کہ بوقتِ غروب ہم نے اُس سے ایک آواز سُنی جیسے کہ آرہ مین لکڑی
سے نکلنے کے وقت ہوتی ہے دُوسری مرتبہ جبکہ عساکر نصرت مآثر دریائے فرات کو عبور کر رہے تھے تو اکثر صحاب اپنے چہار پایون کے اُتارنے مین مشغول تھے
امیر المومنینؑ نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ نمازِ عصر پڑھی - باقی اُسوقت فارغ ہوئے جبکہ آفتاب غروب ہوچکا تھا اس سبب سے بہتون کی نماز قضا ہوگئی
اسکی اطلاع حضرت کو ہوئی آپنے جنابِ باری میں دعا کی کہ آفتاب کو پھیر لاوے - دعائے امیر المومنینؑ مستجاب ہوئی - اور آفتاب غروب شدہ بلند ہوا
تا اینکہ صحابنے نمازِ عصر اسکے وقت میں ادا کی سلام پھیرا تو آفتاب چھپ گیا اسوقت بھی اُسکے غروب ہونے مین ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی کہ لوگ
خائف ہوکر مشغول ذکر الہی وتسبیح وتہلیل ہوئے اور اس نعمتِ ایزدی پر جو اُنکے درمیان ظاہر ہوئی اُس جناب مین شکر کرتے تھے یہہ خبر شائع ہوئی اور

دیار و امصار مین منتشر ہوئی بہت سے شعرائے اسمین قصائد تصنیف کئے حکیم سنائی بھی حدیقہ مین کہتاہے ؎ قوت حسرتش زہر مناز ٭ چرخ را داشتہ ز گشتن باز
تا دگر بار بر نشاند بزین ٭ خسرو چرخ را ہمی بزین - القصہ بعد ادائے نماز عصر پھر سوار ہوئے یہانتک کہ دیر کعب مین پہنچے اور رات کو وہین رہے ٭

ورود لشکر بزمین کربلا سُنّی و شیعہ نے باسناد مختلفہ متعددہ روایت کی ہے - کہ جب لشکر شام میں امیر المومنینؑ زمین کربلا پر پہنچے تو وہان منزل کی
اور اس سرزمین کو اُسکی علامات و قرائن سے پہچان کر گریان ہوئے - اور معرکہ کربلا و شہادت حضرت خامس آل عبا و سائر شہدا سے خبر دی - حتی کہ اُنکی مناخ
و مقتل تک کو محدود کر دیا - احمد بن اعثم کوفی کہتاہے کہ جب امیر المومنینؑ نے دیر کعب سے کوچ کیا تو لشکر سمیت کنار فرات پر جس مقام کو کربلا کہتے تھے اُترے
خیمے نصب ہو گئے اور صحابؓ اپنے اپنے محل و مرتبہ پر نزول کیا اُسوقت امیر المومنینؑ گریان ہوئے اور اس قدر رقت آپ پر طاری ہوئی کہ ریش مبارک آنسو سے
تر ہو گئی اور سینہ تک آنسو چلے آئے عبد اللہ بن عباس سے فرمایا یا ابن عباس تو جانتاہے - کہ یہہ کونسی جگہہ ہے عرض کی نہین فرمایا اگر تو بھی میری طرح اس سے
واقف ہوتا تو اسیطرح گریان ہوتا - پھر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا مَالِی وَلِاٰلِ اَبِی سُفْیَانَ مجھکو آل ابو سفیان سے کیا کام پڑا ہے - پھر اپنے فرزند دلبند
حسینؑ کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا اے ابو عبد اللہ اَلصَّبْرُ اَلصَّبْرُ اے پارۂ جگر تو دیکھتاہے کہ آج تیرا باپ آل ابو سفیان کے ہاتھ سے کن مصائب میں مبتلا
ہے کل تجھے بھی انکے ہاتھ سے یہی زحمتین اور کلفتین پہنچین گی جنکو مین برداشت کرتا ہون - اُسوقت صبر و شکیبائی اختیار کرنا پھر گھوڑا طلب کیا اور سوار ہوئے
اور لشکر موضع نینوا مین کنار فرات پھیرا تھا - حضرت اس صحرا میں اس طرح گردش کرتے تھے - جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کرتا ہے - پھر ایک مقام پر
اُترے - اور وضو کر کے چند رکعت نماز پڑھی - اُس وقت غنودگی آنحضرت پر طاری ہوئی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ترسان و لرزان خواب سے بیدار ہوئے
اور ابن عباس سے کہا کہ مین نے ایک ہولناک خواب دیکھاہے گویا چند آدمی بر نگ سفید آسمان سے اُترے ہیں انکے ہاتھون مین سفید علم ہین اور تلوارین
کمر سے لٹکائے ہوئے ہیں اُنہون نے اس زمین کی گرداگرد ایک خط کھینچاہے یہہ خرمے کے درخت اپنی شاخون کو زمین پر دے دے مارتے ہیں اور ایک نہر
خون جاری ہے میرا فرزند حسینؑ اُسکے درمیان کھڑا فریاد کر رہاہے کوئی اُسکی فریاد رسی نہیں کرتا وہ نصرت طلب کرتاہے تو کوئی اُسکی امداد پر آمادہ نہین ہوتا
وہ نورانی لوگ جو آسمان سے اُترے مین کہتے ہین کہ اے فرزندان رسولخدا صبر کرو اور جان لو کہ تم ان ناکسون کے ہاتھ سے شہادت پاؤگے اے حسینؑ بہشت بین
تمہارا مشتاق ہے - جب یہہ منادی کر چکے تو میرے پاس آئے اور مجھکو پرسا دیا اور تسلی فرمائی اور کہا اے ابو الحسن بشارت ہو تمکو کہ فردا قیامت تمہارا فرزند
حسینؑ تمہاری آنکھین روشن کرے گا جب حضرت اپنا خواب تمام کر چکے تو فرمایا کہ مجھے حضرت رسولخدا نے خبر دی ہے کہ حسینؑ مع دیگر بنی فاطمہ و انصار
کے اس زمین مین دفن ہوگا - اس زمین کو آسمان پر کربلا کہتے ہین یہانسے بروز قیامت ایک جماعت محشور ہوگی جو بے حساب داخل جنت ہوگی - پھر فرمایا یا ابن
عباس عیسیٰ بن مریم مع حواریُون کے اس مقام پر سے گزرے اُنہونے یہان کی ہرنیون کی مینگنیان سونگھین تو اپنے حواریون سے فرمایا کہ یہان کی ہرنیون کا
فضلہ خوشبودار کس لئے کہ اُنہون نے اس مقام کی گھانس کھائی ہے - بعد ازان دست دعا بلند کئے اور عرض کی پروردگارا تو ان مینگنیون کو اس قدر
باقی رکھ کہ پدر حسینؑ انکی بوئے خوش کو استشمام کرے - اور اس زمین کی شرافت دریافت کر کے تسلی پاوے لے ابن عباس حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ
نے مجھے ان ساری باتون کی خبر دی ہے - میں اسوقت انہیں مینگنیون کو تلاش کرتا تھا - یہہ دعا عیسیٰ ہی کی برکت ہے کہ یہہ اسوقت تک سلامت ہیں

مناخ جائے خوابانیدن شتر ۱۲

ورود لشکر امیر المومنینؑ بزمین کربلا

ہر چند کہ طول مدت سے انکا رنگ زرد ہو گیا ہے ای پروردگار عیسیٰ تو میرے فرزند کے قاتلون سے برکت کو اُٹھالے یہہ کہا اور رقت نے حضرت پر غلبہ کیا بعد یکہ
روتے روتے غش کر گئے صحاب بھی یہہ دیکھ کر رونے لگے اور گریہ و بکا کرنے لگے - تھوڑی دیر مین جب ہوش آیا تو اُٹھ ر کعت نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی
اور اُن مینگلون کو سونگھتے تھے اور امام حسینؑ کو دلاسا دیتے تھے اور صبر و شکیبائی کی وصیت فرماتے تھے - بعد ازان ایک مٹھی اُنکی لیکر ایک صرہ میں باندھی
اور اپنے پاس رکھ لی اور ابن عباس سے کہا کہ جب میں اس جہان سے انتقال کر دن اور خون تازہ ان مینگنیوں سے جوش مارے تو جان لینا کہ میرا فرزند حسینؑ
شہید ہوا ابن عباس کہتے ہین کہ بعد جنگ صفین و نہروان حضرت کوفہ مین تشریف لائے تو ایک روز اعور ہمدانی حاضر خدمت تھے فرمایا اے اعور میں باعث
اُس خواب کے جو سفر شام مین کربلا کے مقام پر دیکھا تھا نہایت ہی ملول و دلگیر ہوں پھر خواب کو بالتفصیل بیان فرمایا - اعور نے عرض کی انشاء اللہ تعالیٰ
خوب ہو گا یا امیر المومنینؑ آپ رنجیدہ نہون - فرمایا اے اعور یہہ قضائے مقررہ ہے اسیطرح ہو گا مجھے حضرت رسولخدا نے اسکی خبر دی ہے - زہیر بن ارقم کہتا
ہے بعد اسکے کہ ابن ملجم ملعون نے سر اقدس پر ضربت لگائی مین حضرت کیخدمت مین حاضر ہوا دیکھا مینے کہ وہ جناب بستر ناتوانی پر لیٹے ہین اور امام حسینؑ کو سینہ
مبارک سے لپٹا رکھا ہے - اور فرماتے ہین اے میوہ دل اور اے روشنی چشم اے فرزند رسولخدا تجھے شہید کرین گے مینے عرض کی یا امیر المومنینؑ کسکی طاقت ہے کہ حسینؑ کو
شہید کرے - فرمایا خدا اسکے قاتل کو توبہ نہ دے اور شراب خوردہ اُسے ہلاک کرے کہ بدترین مرگ ہے - زہیر یہہ سُنکر رونے لگے فرمایا اے زہیر رونے سے فائدہ نہیں
یہہ تقدیر الٰہی ہے کہ جس سے چارہ نہین لَا مَرَدَّ لِقَضَائِهٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ **ترجمہ** کوئی اُسکی قضا کو ہٹا نہیں سکتا اور کوئی اُسکے حکم کو توقف میں نہیں
ڈال سکتا - اور نصر بن مزاحم نے ہرثمہ بن سلیم سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا مین غزوہ صفین مین علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا جب مین کربلا پر پہنچے تو حضرت
وہان اُترے اور بجماعت نماز پڑہی سلام پھیرا تو کچھ مٹی وہان کی اُٹھائی اور اُسے سونگھ کر فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک تجھ سے ایک جماعت محشور ہوگی
جو بے حساب داخل جنت ہوگی ہرثمہ کہتا ہے کہ بعد جنگ جب مین گھر کو واپس آیا تو مینے یہہ ماجرا اپنی زوجہ جرداء بنت سمیر سے جو شیعیان علیؑ سے تھی بیان
کیا اور کہا تیرے مولی غیب کی خبر دیتے ہین اُس نے کہا اے مرد جو کچھ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں سب حق و صدق ہے - پھر خود ہی بیان کرتا ہے کہ بعد ایک
مدت دراز کے جب عبید اللہ زیاد نے حسین علیہ السلام کی طلب مین کوفہ سے لشکر روانہ کیا تو مین بھی اُسمین داخل تھا جب ہم اُسنے ملے تو مین نے
اُس جگہہ کو جہان علیؑ کے ساتھ اُترا تھا پہچانا اور کلام حضرت کا یاد آیا اُس فوج مین اپنا شریک ہونا مجھے برا معلوم ہوا لشکر سے علحدہ ہو کر امام حسینؑ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی تمام کیفیت اُنسے بیان کی فرمایا تو پھر اب تو ہماری نصرت کرے گا یا ہمارے دشمن کی مینے کہا نہ آپ کی ساتھ ہونگا نہ
آپکے دشمن کے میرے اہل و عیال کوفہ مین ہین اگر آپکے ساتھ ہون تو ڈرتا ہون کہ ابن زیاد اُنہیں ایذا پہنچائے فرمایا تو بہتر یہہ ہے کہ یہان سے ایک طرف
چلا جا کہ ہمارا قتل ہونا مشاہدہ نہ کرے فَوَالَّذِیْ نَفْسُ حُسَیْنٍ بِیَدِهٖ لَا یَرٰی مَقْتَلَنَا الْیَوْمَ رَجُلٌ وَلَا یُغِیْثُنَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قسم ہے اُس خدائی برتر
کی کہ حسینؑ کی جان اُسکے قبضہ میں ہے کہ جو آج ہمیں قتل ہوتے ہوئے دیکھے اور ہماری فریاد کو نہ پہنچے تو خدا اسکو داخل جہنم کریگا - ہرثمہ یہہ سُنتے ہی وہان سے
نکلا اور جلد جلد مقتل سے علحدہ ہو گیا - اور سعید بن وہب کہتا ہے کہ جن روز دن مین علیؑ متوجہ صفین تھے - مجھکو مخنف بن سلیم نے کسی کام کے لئے اُنکے پاس
بھیجا میں منزل کربلا پر حضرت کی خدمت میں مشرف ہوا دیکھا مینے کہ دست مبارک سے ایک سمت کو اشارہ کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں هٰهُنَا هٰهُنَا
یعنی یہان یہان ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنینؑ یہہ کیا بات ہے - فرمایا ایک زمانہ میں آل محمدؐ اس مقام پر وارد ہونگے فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّنْكُمْ

وَوَیْلٌ لَّکُمْ مِّنْهُمْ یعنی ولائے ہوا اُن پر تم سے اور والے ہو تم پر اُنسے - اُسنے کہا معنی اس جملہ کے ارشاد ہون - فرمایا پہلے جملہ کے معنی یہہ ہیں کہ تم اُنہیں قتل کرو گے اور دوسرے سے یہہ غرض ہے کہ بسبب اس حرکت کے مستوجب عذاب جہنم ہو گے اور نیز نصر نے روایت کی ہے - کہ کسینے کہا یہہ ارض کربلا ہے - فرمایا ہاں یہی محل کرب و بلا ہے اور دستِ مبارک سے ایک مقام کی طرف اشارہ کیا کہ یہہ اُنکے اُترنے اور بستر بچھانے کی جگہہ ہے - اور وہ شہید ہونگے - القصہ کربلا سے کوچ ہوا تو مدائن ساباط مین پہنچکر منزل کی اہلِ قریہ نے کچھ اشیاء خوردنی و کاہ و علف پیشکش کرنا چاہا مگر قبول نہوا فرمایا مین تم پر بار نہیں ڈالتا پھر وہانسے کوچ ہوا تو شہر بہرسیر مین پہنچے یہہ جگہہ کسی زمانہ مین از بس گلزار تھی کسریٰ شاہنشاہ عجم نے اُسے اپنی سیر و تفریح کے لئے انتخاب کیا تھا - مکانات شاہی مع باغ و بستان و انہار و اشجار میوہ دار وہان موجود تھے - چنانچہ اسیوجہ سے اُس مقام کو بہرسیر کہنے لگے تھے - مگر اب اِن چیزونکی صرف کھنڈرات باقی رہ گئے تھے - عمارات سب خراب و خستہ ہو چکین تھین - جریر بن سہم تیمی اصحاب امیرالمومنینؑ سے اُن کھنڈرات کی سیر کو نکلا اُنہیں دیکھتا اور ناپائداری و بیوفائی دنیا سے پند پذیر ہوتا اور اس شعر کو پڑھتا تھا ؎ جَرَتِ الرِّیَاحُ عَلٰی مَکَانِ دِیَارِهِمْ ۔ فَکَاَنَّمَا کَانُوْا عَلٰی مِیْعَادٖ ۔ **ترجمہ** ہوائین اُنکے مکانات و دیار پر چلیں اور اُنہیں تباہ کر دیا پس گویا اُنکے لئے ایک مدتِ خاص مقرر کی گئی تھی - امیرالمومنینؑ نے اُسکی آواز کو سنکر فرمایا اے پسر سہم اگر بجائے اس شعر کے اِن آیاتِ قرآنی کو پڑھتا تو بہتر تھا کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْهَا فٰکِهِیْنَ کَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا اٰخَرِیْنَ فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ خلاصہ مضمون اس آیۂ ہدایت مشحون کا یہہ ہے کہ بہت لوگ باغ و چشمے چھوڑ گئے اور کھیتون اور عمدہ عمدہ مکانون و دیگر نعمات سے جنمیں وہ عیش و آرام سے بسر کرتے تھے دست بردار ہوئے اور ہم نے اُنکا وارث اورون کو بنایا نہ اُن پر آسمان رویا نہ زمین گریان ہوئی اور نہ اُنہیں مہلت ملی پھر فرمایا تحقیق کہ ان لوگون نے نعماتِ خدا کو حاصل کیا اور اُنکی قدر و منزلت نہ پہچانی اُنکا شکر ادا نہ کیا پس اُنسے سلب ہو گئیں مبادا تم کفرانِ نعمت کرو کہ تم پر بھی اسیطرح عذاب نازل ہو گا جس طرح ان پر ہوا یہہ موعظہ تمام ہوا تو لشکر کو اُترنے کی اجازت دی اور حارث اعور کو حکم دیا کہ اہلِ مدائن مین منادی کرے کہ اُنمین جو مرد لائقِ جنگ ہون وقتِ عصر حاضرِ درگاہ ہون جب اہلِ مدائن حاضر ہوئے تو فرمایا مجھے تم سے سخت تعجب ہے کہ دعوتِ جہاد کو تم نے قبول نہ کیا اور اپنے وطن و اہلِ وطن سے جدا ہو کر اس زمین پر سکونت اختیار کی - جہان کے باشندے ظالم و ہالک ہین نہ امر بالمعروف کرتے ہین نہ نہی عن المنکر اُنہون نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ ہم منتظرِ حکم تھے اب جو کچھ ارشاد ہو اُسکی تعمیل کے لئے موجود ہین آپنے عدی بن حاتم کو حکم کیا کہ اُنکے درمیان توقف کرے - عدی نے توقف کیا اور تیسرے روز آٹھ سے مرد جنگی لیکر وہانسے برآمد ہوئے زید بن عدی اُنکا بیٹا ایک دو روز بعد تک رہا اور چار سے جوان ساتھ لے کر نکلا مجموع بارہ سے مرد باپ بیٹا ہمراہ لیکر لشکرِ منصور سے ملحق ہو گئے - بالجملہ امیرالمومنینؑ نے مدائن سے انبار کیطرف کوچ کیا انبار کے نزدیک پہنچے تو وہان کے رہنے والے کہ اہلِ عجم تھے - بقصد استقبال اپنے قریہ سے نکلے کچھ عربی گھوڑے کوتل اُنکے ساتھ تھے - جب قریب سواری پہنچی تو پا پیادہ حضرت کے سامنے دوڑنے لگے - فرمایا اس حرکت سے تمہارا کیا مقصود ہے اور یہہ گھوڑے کسلئے ہمراہ لائے ہو اُنہون نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ یہہ ہمارا دستور و عادت ہے کہ اپنے امراء کی اسیطرح پر تعظیم کیا کرتے ہین اور اسپہائے تازی آپکے پیشکش کے لئے لائے ہیں اور ماورا اسکے اہلِ لشکر کے لئے کھانا پختہ و خام مہیا کیا ہے اور جانورون کے لئے کاہ و علف بکثرت تیار ہے - فرمایا تم ناحق اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہو - اور جسمون کو تعب میں ڈالتے ہو - تمہاری اُمراء تمہاری اس حرکت سے کچھ منتفع نہیں ہو سکتے اور گھوڑے مین اس شرط پر قبول کرتا ہون کہ تمہارے خراج مین محسوب کر دون اور طعام و علفِ انعام یعنی جانورونکا چارہ بغیر ادائے قیمت نہ لیا جائیگا عرض کی یا امیرالمومنینؑ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم کھانیکی قیمت آپسے لین اگر حضرت قبول نہیں فرماتے تو اجازت دین کہ لشکر مین

وَوَیْلٌ لَّکُمْ مِّنْهُمْ یعنی وائے ہو اُن پر تم سے اور وائے ہے تم پر اُن سے - اُسنے کہا معنی اس جملہ کے ارشاد ہون - فرمایا پہلے جملہ کے معنی یہہ ہیں کہ تم اُنہیں قتل کرو گے اور دوسرے سے یہہ غرض ہے کہ بسبب اس حرکت کے مستوجب عذاب جہنم ہو گے - اور نیز نصر نے روایت کی ہے - کہ کسینے کہا یہہ ارض کربلا ہے - فرمایا ہاں یہی محل کرب و بلا ہے اور دست مبارک سے ایک مقام کی طرف اشارہ کیا - کہ یہہ اُنکے اُترنے اور شتر بٹھلانے کی جگہہ ہے - اور وہ شہید ہونگے - القصہ کربلا سے کوچ ہوا تو مدائن ساباط مین پہنچکر منزل کی اہل قریہ نے کچھ تیار خوردنی وکاہ وعلف پیشکش کرنا چاہا مگر قبول نہوا فرمایا مین تم پر بار نہیں ڈالتا پھر وہانسے کوچ ہوا تو شہر بہر سیر میں پہنچے یہہ جگہہ کسی زمانہ مین ازبس گلزار تھی کسریٰ شاہنشاہ عجم نے اُسے اپنی سیر و تفریح کے لئے انتخاب کیا تھا - مکانات شاہی مع باغ و بستان و انہار و اشجار میوہ دار وہان موجود تھے - چنانچہ اسیوجہ سے اُس مقام کو بہر سیر کہنے لگے تھے - مگر اب ان چیزونکی صرف کھنڈرات باقی رہ گئے تھے - عمارات سب خراب و خستہ ہو چکین تھین - جریر بن سہم تیمی اصحاب امیر المومنین سے اُن کھنڈرات کی سیر کو نکلا اُنہیں دیکھتا اور ناپائداری و بیوفائی دنیا سے پند پذیر ہوتا اور اس شعر کو پڑھتا تھا ؎ جَرَتِ الرِّیَاحُ عَلٰی مَکَانِ دِیَارِهِمْ + فَکَاَنَّمَا کَانُوْا عَلٰی مِیْعَادِ + **ترجمہ** ہوائین انکے مکانات و دیار پر چلیں اور اُنہیں تباہ کر دیا پس گویا انکے لئے ایک مدت خاص مقرر کی گئی تھی - امیر المومنین نے اسکی آواز کو سنکر فرمایا اے سہم اگر بجائے اس شعر کے ان آیات قرآنی کو پڑھتا تو بہتر تھا کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْهَا فٰکِهِیْنَ کَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا اٰخَرِیْنَ فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ خلاصہ مضمون اس آیہ ہدایت مشحون کا یہہ ہے کہ بہت لوگ باغ و چشمے چھوڑ گئے اور کھیتون اور عمدہ عمدہ مکانون و دیگر نعمات سے جنمیں وہ عیش و آرام سے بسر کرتے تھے دست بردار ہوئے اور ہم نے انکا وارث اوروں کو بنایا نہ اُن پر آسمان رویا نہ زمین گریان ہوئی اور نہ اُنہیں مہلت ملی - پھر فرمایا تحقیق کہ ان لوگون نے نعمات خدا کو حاصل کیا اور انکی قدر و منزلت نہ پہچانی انکا شکر ادا نہ کیا پس اُنسے سلب ہوگئیں مبادا تم کفران نعمت کرو کہ تم پر بھی اسیطرح عذاب نازل ہوگا جس طرح ان پر ہوا یہہ موعظہ تمام ہوا تو لشکر کو اُترنے کی اجازت دی اور حارث اعور کو حکم دیا کہ اہل مدائن مین منادی کرے کہ اُنمین جو مرد لائق جنگ ہون وقت عصر حاضر درگاہ ہون جب اہل مدائن حاضر ہوئے تو فرمایا مجھے تم سے سخت تعجب ہے کہ دعوت جہاد کو تم نے قبول نہ کیا اور اپنے وطن و اہل وطن سے جدا ہو کر اس زمین پر سکونت اختیار کی جہان کے باشندے ظالم و ہالک ہین نہ امر بالمعروف کرتے ہین نہ نہی عن المنکر اُنہون نے عرض کی یا امیر المومنین ہم منتظر حکم تھے اب جو کچھ ارشاد ہو اسکی تعمیل کے لئے موجود ہین آپنے عدی بن حاتم کو حکم کیا کہ اُنکے درمیان توقف کرے - عدی نے توقف کیا اور تیسرے روز آٹھ سو مرد جنگی لیکر وہانسے برآمد ہوئے زید بن عدی اُنکا بیٹا ایک دو روز بعد تک رہا اور چار سو جوان ساتھ لے کر نکلا مجموعہ بارہ سو مرد باپ بیٹا ہمراہ لیکر لشکر منصور سے ملحق ہوگئے - بالجملہ امیر المومنین نے مدائن سے انبار کیطرف کوچ کیا انبار کے نزدیک پہنچے تو وہان کے رہنے والے کہ اہل عجم تھے - بقصد استقبال اپنے قریہ سے نکلے کچھ عربی گھوڑے کوتل اُنکے ساتھ تھے - جب قریب سواری پہنچی تو پا پیادہ حضرت کے سامنے دوڑنے لگے - فرمایا اس حرکت سے تمہارا کیا مقصود ہے اور یہہ گھوڑے کسلئے ہمراہ لائے ہو اُنہون نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ ہمارا دستور و عادت ہے کہ اپنے امرا کی اسیطرح پر تعظیم کیا کرتے ہین اور اسپہائے تازی آپکے پیشکش کے لئے لائے ہیں اور ماورا اسکے اہل لشکر کے لئے کھانا پختہ و خام مہیا کیا ہے اور جانورون کے لئے کاہ و علف بکثرت تیار ہے - فرمایا تم ناحق اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہو - اور جسمون کو تعب میں ڈالتے ہو - تمہاری امرا تمہاری اس حرکت سے کچھ منتفع نہیں ہو سکتے اور گھوڑے مین اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تمہارے خراج مین محسوب کرون اور طعام و علف انعام یعنی جانورونکا چارہ بغیر ادائے قیمت نہ لیا جائیگا عرض کی یا امیر المومنین یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم کھانیکی قیمت آپسے لین اگر حضرت قبول نہیں فرماتے تو اجازت دین کہ لشکر مین

منزل پر پہنچے تو وہان پانی کم و متغیر تھا حضرت نے فرمایا ایک جماعت جائے اور جس چشمہ سے ہم نے راہ مین پانی پیا ہے پانی لائے لوگ گئے اور اس مقام پر جاکر تلاش کیا مگر کہیں نشان اُس چشمہ کا نہ ملا القصہ انبار سے کوچ ہوا تو مقام ہیت مین پہنچے اور وہان سے چلکر انطار مین منزل کی۔ اُسجگہہ کو پسند کرکے ایک مسجد تعمیر وہان فرمائی کہ مُدت دراز تک بعد آنحضرت کے اُسکے آثار نمایان تھے۔ پھر دریائے فرات کو عبور کرکے ارض جزیرہ مین داخل ہوئے قبیلۂ بنی تغلب و نمر بن قاسط نے آپکا استقبال کیا امیر المومنین نے یزید بن قیس ارحبی سے فرمایا اے یزید یہہ لوگ تیرے ہم قوم و قبیلہ مین سزاوار ہے کہ تو انکے لئے رسوم مہمانداری بجالا۔ اور اپنے کھانے مین انکو شریک کر عرض کی سَمْعاً وَّ طَاعَۃً بسر و چشم یا امیر المومنین۔ وہان سے کوچ کیا تو کنار نہر بلیخ پر ٹھیرے پھر وہانسے روانہ ہوکر رقہ پہنچے۔ اور کنارہ فرات پر خیمہ برپا ہوا۔ نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ تمام اہل رقہ عثمانی تھے۔ کوفے سے بھی جو لوگ اعتقاد مین اُنکے شریک تھے فرار کرکے رقہ پہنچ گئے تھے سماک بن مخرمۂ اسدی انکا سردار تھا جو تقریباً مع ایک سو آدمیون بنی اسد کے حضرت امیر علیہ السلام کی طاعت سے نکلکر معاویہ کی حمایت مین داخل ہوگیا تھا۔ اور سات سو آدمی اُسکے ساتھ اور ملحق ہوگئے تھے جب امیر المومنین وہان پہنچے تو انہون نے قلعہ مین داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا اور متحصن ہوگئے۔ امیر المومنین نے معقل بن قیس ریاحی کو تین ہزار فوج دیکر مدائن سے اپنے آگے روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ موصل و نصیبین کو ہوتا ہوا رقہ مین شامل عسکر ہو جاوے اور یہہ چند کلمات بطور وصیت کے اُسکو ارشاد کئے تھے اے معقل لوگون کو تسکین دے اور خوف و خشیت کو اُنسے زائل کر جو تیرے ساتھ لڑائی نہ کرنا چاہے ہرگز اُس سے متعرض نہو۔ وسط روز میں مع لشکر قیام کر وہ آرام پاوین صبح و شام ٹھنڈے وقتون کو سفر کے لئے اختیار کر اول شب مین کبھی کوچ نہ کرنا کہ اُسکو حقتعالی نے آرام و سکون کے لئے خلق کیا ہے کہ اُسوقت اپنے آپکو اور اپنے اصحاب کو راحت دے طلوع صبح پر روانہ ہو معقل یہہ باتین سُنکر نکلا اور چلتے چلتے منزل حدیثہ پر پہنچا جہان سن بعد محمد بن مروان نے شہر موصل تعمیر کیا۔ منقول ہے کہ شداد بن ابی ربیعہ خثعمی بھی معقل کے لشکر مین تھا جب وارد موصل ہوئے تو دیکھا دو مینڈھون کو کہ ایک مشرق کیطرف سے اور دوسرا مغرب کیطرف سے آیا اور باہم لڑنے اور سر بھٹول کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اُنکے مالک آگئے اور انہین جدا کرکے اپنا اپنا مینڈھا پکڑ کر لے گئے شداد بن ربیعہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ علی و معاویہ مین کسیکو فتح یا شکست نہوگی معقل نے کہا تو نے یہہ کہانسے جانا کہا ان مینڈھون کے لڑنے سے کہ کوئی انمین سے غالب یا مغلوب نہوا۔ القصہ معقل حسب الحکم رقہ مین شریک لشکر ہوگیا۔ اُسوقت بعض اصحاب کی یہہ رائے ہوئی کہ معاویہ کو ایک خط اور لکھا جاوے اگر وہ براہ ہوا تو فہو المراد ورنہ اور خوبی کے ساتھ اُسپر حُجت تمام ہوجاویگی بنا برآن حضرت نے ایک خط تحریر کیا اور مضامین وعظ و نصیحت اُسمین مندرج فرمائی مگر معاویہ نے اُسکے جواب مین صرف یہہ شعر لکھ بھیجا ؎ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَمْرٍ عِتَابٌ ٭ غَیْرَ طَعْنِ الْکُلٰی وَضَرْبَ الرِّقَابِ یعنی میرے اور عمر کے درمیان کوئی ناخوشی و عتاب نہین بجز اسکے کہ گردنیں ماری جاوین اور پشت پر برچھیان لگائین یہہ جواب امیر المومنین کے پاس پہنچا تو متاسف ہوئے اور اس آیہ شریفہ کو بطور تمثیل تلاوت فرمایا اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ یعنی خدائے تعالی فرماتا ہے تحقیق کہ اے محمد تو جسکو چاہے ہدایت نہین کر سکتا بلکہ اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو کہ چاہتا ہے اور وہ ہدایت پانیوالون کو اچھی طرح جانتا ہے۔ نصر کہتا ہے کہ امیر المومنین نے اہل رقہ سے کہا کہ ہمارے لئے فرات پر پُل نصب کرو کہ شام کیطرف عبور کرین انہون نے انکار کیا اور کشتیان جنسے پل باندھتے تھے پہلے ہی وہانسے علیحدہ کردی تھین اب عذر کیا کہ ہمارے پاس پل کا سامان نہین امیر المومنین نے قصد کیا کہ منبج کی پل سے عبور کرین اور اسی ارادہ پر وہانسے روانہ ہوئے۔ مگر مالک اشتر نے پیچھے ٹھیر کر اُنسے کہا قسم بخدا اگر تم پل باندھ کر امیر المومنین کو پار نہ اُتاروگے تو مین تلوار کھینچکر تمہین قتل کرونگا اور تمہارا مال و اسباب

غارت کرونگا اور تمہارے اس شہر کو خاک مین ملا دونگا - اہل رقہ یہہ سنکر ایک دوسرے کا مونہہ تکتے تھے اور کہنے لگے کہ اشتر وہ شخص نہین کہ بغیر اپنی قسم پوری کئے یہانسے چلا جائے وہ ضرور ہمین ایذا دیگا علی نے خالی ازعلت اُسے یہان نہین چھوڑا پس کچھ آدمیون کو پیچھے دوڑایا کہ حضرت کو واپس لے آوین اور خود جھٹ پٹ پُل تیار کر دیا حضرت پھر آئے اور لشکر اُترنا شروع ہوگیا آپنے مالک کو حکم دیا کہ تین ہزار فوج سمیت اس سمت توقف کرے تا وقتیکہ تمام لشکر عبور نہ کرلے - مالک نے توقف کیا اور سبسے آخر خود عبور کیا کہتے ہین کہ جسوقت لشکر عبور کر رہا تھا تو عبد الرحمن بن الحصین کی ٹوپی کثرت ازدحام سے زمین پر گر پڑی - وہ گھوڑے سے اترا اور ٹوپی کو اٹھا کر سر پر رکھ لیا پھر عبد اللہ بن حجاج کی ٹوپی گری - اُس نے بھی اُترکر اُٹھائی اور عبد الرحمن سے کہا اگر اہل قیافہ اور اُن لوگونکا قول جو پرندون سے فال لیتے ہین صحیح مانا جاوے تو قریب ہے کہ ہم دونو اس لڑائی مین جان بحق ہون عبد الرحمن نے کہا مجھے راہ خدا مین شہید ہونے سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ تر نہین اتفاقاً یہہ دونو جنگ صفین مین شہید ہوئے - سابق ازین مذکور ہوا کہ امیر المومنین نے زیاد بن نضر و شریح بن ہانی کو بارہ ہزار لشکر دے کر مقدمہ پر بھیجا تھا یہہ دونو کوفہ سے چلکر بر کی راہ سے فرات کے کنارہ کنارہ ہو لئے عانات میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین جزیرہ کی راہ قطع مسافت کر رہے ہیں اور معاویہ کو سنا کہ مع ساز و سامان شام سے نکل لیا - انہون نے کہا مناسب نہین کہ ہم اس جمعیت قلیل کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرین حالانکہ ہمارے اور امیر المومنین کے درمیان دریا حائل ہو نہ اپنی خبر انہیں پہنچا سکین نہ اُنسے مدد طلب کرسکین راہ کاٹ کر جاتے تھے - کہ عانات سے دریا کو عبور کرین مگر اہل عانات نے کشتیان نہ دیں اور خود قلعہ میں متحصن ہوگئے مجبور پچھلے پانوں لوٹے اور ہیت کے گھاٹ پر پہنچکر دریا سے عبور کیا - اور قریب قرقیسا ایک قریہ مین شامل لشکر منصور ہوئے امیر المومنین نے جب انہیں دیکھا تو تعجب سے کہا کہ مقدمہ لشکر پیچھے سے آتا ہے - مگر جب زیاد و شریح نے سب کیفیت بیان کی تو آپنے فرمایا تم نے خوب کیا - القصہ جب رقہ سے لشکر نے عبور کیا تو امیر المومنین نے پھر اُن دونو کو مع فوج سابق کے ہراول لشکر بنایا اور اپنے پیشتر شام کیطرف روانہ کیا اُس طرف سے معاویہ نے ابو الاعور اسلمی کو ایک لشکر گران ساتھ دے کر اپنے آگے روانہ کیا تھا مقام سور الروم پر طرفین ملاقی ہوئے زیاد و شریح نے ابو الاعور اور اُسکے اصحاب کو متابعت امیر المومنین کیطرف دعوت کی - مگر انہون نے اس سے انکار کیا ناچار دونو نے صورت حال ایک عریضہ میں درج کرکے حارث بن جمہان کے ہاتھ روانہ خدمت کی جب یہہ خط ملاحظہ ہوا تو حضرت نے مالک اشتر کو تین ہزار مردان کار دے کر اُس طرف کو راہی کیا اور فرمایا جسوقت وہان پہنچے تو کل فوج پر تو امیر ہے - اور نیز فرمایا اے مالک ہرگز اپنی جانب سے جنگ مین ابتدا نہ کرنا تا وقتیکہ اُس طرف سے پیش قدمی نہو جبتک مین وہان پہنچوں حتے المقدور لڑائی کو ملتوی رکھو - ہرگز انکی عداوت تجھکو اس پر برانگیختہ نہ کرے کہ قبل اسکے کہ بار بار دعوت حق کرکے اُن پر اتمام حجت نہ کرے لڑائی شروع کردے - جب ناگزیر جنگ کرنا لازم آئے تو میمنہ پر زیاد بن نضر کو مقرر کر میسرہ پر شریح بن ہانی کو اور خود قلب میں رہ نہ دشمن سے اس قدر نزدیک ہو کہ گویا مشتاق جنگ ہے نہ اتنی دور کہ خوف و خشیت نے تجھ پر غلبہ کیا ہے میں بھی عنقریب تمہارے پیچھے آتا ہون (انشاء اللہ تعالیٰ) اشتر نے تمام باتین قبول کین اور مع اصحاب سور الروم کیطرف رہ نورد ہوئے امیر المومنین نے زیاد و شریح کو لکھا **اما بعد** مینے مالک اشتر کو تم پر امیر مقرر کیا ہے جو وہ کہے سنو اور اطاعت کرو بتحقیق کہ وہ دانا و مستقل مزاج ہے جلدی کے مقام پر کبھی سستی نہ کرے گا اور آہستگی کے موقعہ پر عجلت کو کام مین لائیگا اور مینے اُسکو وہی نصیحت کی ہے جو تمکو کی تھی کہ جنگ میں ہرگز اپنی جانب سے ابتدا نہ کرنا تا وقتیکہ مین تمہارے پاس نہ پہنچون یہہ خط حارث بن جمہان کو دے کر اُس طرف روانہ کیا القصہ مالک پست و بلند راہ طے کرکے سور الروم پہنچے اور زیاد و شریح سے ملاقات کرکے فوج کا حسب دلخواہ انتظام کیا - مگر جنگ سے حسب ارشاد امیر المومنین دست کشیدہ تھے ؛

جنگ مالکِ اشتر با ابو الاعور سلمی

روضۃ الصفا میں ہے کہ مالکِ اشتر نے ایک خط ابو الاعور کو بھیجکر متابعتِ امیر المومنین کیطرف دعوت کی - حامل خط ابو بجدہ ارزانی تھا - کہ علی مرتضٰے کے نزدیک بوجہ زہد و تقوے و ترکِ دنیا عزت و اعتبار تمام رکھتا تھا جب وہ ابو الاعور کے لشکر گاہ میں پہنچا تو ایک مردِ شامی مقدمہ لشکر سے آگے آیا اور اُسکو اجلافِ مردم فرومایہ سے خیال کرکے راستہ روکا اور ہزل و بازی کرنا چاہا - ابو بجدہ نے کہا اے برادران شیاطین تمکو سزاوار نہیں کہ راہ مومنین و ارباب یقین پر سد و دکرو - شامی نے کہا راستہ میں وسعت و فراخی ہے - ابو بجدہ نے کہا ہند و سندھ میں اس سے بھی زیادہ فراخی ہے کسلئے کفار و مشرکین کا راستہ وہاں جاکر نہیں روکتے - جب شامی جلالتِ قدر ابو بجدہ کے مطلع ہوا تو اُسکو راہبری کرکے ابو الاعور کے خیمہ پر لے گیا - ابو بجدہ کہتا ہے کہ مین خیمہ کے نزدیک پہنچا تو دیکھا مینے کہ دو مردِ مست طافح[1] وہان سے نکلے خیمہ کے ایک جانب فرش بچھا تھا - مین اسپ سوار اُنپر سے گزرا کچھ لوگون نے کہا اے بے ادب گھوڑے سے نیچے اُتر مینے کہا تو اضع مردم فساق و فجار کے لئے جائز نہین ابو الاعور کے سامنے گیا تو اُس پر سلام نہ کیا اور کہا اے ابو الاعور تو اور تیرے ندیم ارتکاب محرمات کرتے ہیں تحقیق کہ مینے کچھ لوگ مستِ شراب دیکھے کہ تیرے خیمہ سے باہر آئے اُس نے کہا تو پیغام بری کے لئے آیا ہے پیغام پہنچا مینے مکتوب اشتر کا اُسکو دیا اور زبانی بھی کچھ نصیحت کی مگر مطلق التفات اُس طرف نہ کی - اور چند سطور مبنی بر مدح معاویہ و بنی اُمیّہ لکھکر میرے حوالے کین مینے وہ مکتوب لاکر مالک کو دیا اُنہون نے لے کر اپنے بیٹے کے سپرد کیا کہ نگاہ رکھے تاکہ عند الضرورت امیر المومنین کے سامنے حجت ہو پس ترتیبِ لشکر مین مصروف ہوئے اور میمنہ پر زیاد بن نضر اور میسرہ پر شریح بن ہانی کو مقرر فرمایا - اُدھر ابو الاعور نے بھی آمادۂ کارزار ہوکر صفین راست کین اور عبد اللہ بن منذر تنوخی کو کہ سوارِ نامور تھا مالکِ اشتر کے مقابلے کو میدان میں بھیجا اشتر نے عبد اللہ کو زان بعد اُس کے دو بھائیون کو تہ تیغ کیا پھر عبد اللہ بن مطرف فرازی مالک کے روبرو ہوا مالک نے اُسکو پہچان کر کہا کہ میرے اور تیرے درمیان حق صداقت و دوستی ہے - کس لئے جنگ کرتا ہے اور اُسکی رعایت نہین کرتا - مطرف نے کہا راست کہتا ہے حق صحبت و حق نمک کی رعایت واجبات سے ہے - اب تیرے ساتھ جنگ نہ کرونگا - یہہ کہکر پشت موڑی اور روانہ ہوا اشتر نے ایک تلوار پیچھے سے لگاکر اُسکو قتل کیا زیاد بن نضر نے پہلے اُس طرح کی گفتگو کرنے پھر قتل کرنے کا سبب دریافت کیا تو اشتر نے کہا - کہ اس مردود کی سزا یہی تھی - اُس نے بھی بروزِ جمل قاسم برادر زادہ زید بن صوحان کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا - پہلے اُسکے باپ کے ساتھ دوستی یاد دلاکر اُسکو غافل کیا - پھر بضربِ شمشیر مار ڈالا - آج مینے اُسکا بدلا لیا ؎ چو بد کردی مشو ایمن ز آفات * کہ واجب شد طبیعت را مکافات - ابن مطرف کے بعد اُس کا بھتیجا حمزہ آیا اور اشتر کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکے بعد ابو الاعور نے بہیئتِ مجموعی لشکرِ اشتر پر حملہ کیا مالک نے بھی افواج کو حملہ آوری کا حکم دیا - میمنہ میسرہ قلب سپاہ حرکت میں آئی اور جنگِ شدید واقع ہوا اُسوقت مالک نے اپنے صحاب سے کہا کہ مجھے دکھلاؤ کہ ابو الاعور کون ہے سنتا ہون کہ معاویہ اُسکی فراخگی کی بہت صفت و ثنا کرتا ہے لوگون نے کچھ علامات سے اُسکی شناخت کرائی اشتر نے مالک بن سنان نخعی کو کہا کہ ابو الاعور کے پاس جا اور اُسکو جنگ کیطرف دعوت کر سنان نے عرض کی کہ اپنے ساتھ یا تمہارے ساتھ اشتر اس کلمہ سے متعجب ہوئے اور کہا اگر مین کہون کہ اپنے سے جنگ کے لئے اُسے دعوت کر تو کیا تو قبول کریگا اُس جری نے کہا تنہا ابو الاعور کے ساتھ لڑنا کیا بات ہے قسم بخدا اے امیر اگر تو امر کرے تو اُسکی تمام سپاہ پر حملہ آور ہون - اور صفون کو چیر کر اُسکے پاس جاؤن

[1] طافح مست شراب کہ از خود خبر ندارد ۱۲ منتہی الارب

اور تلوار اُسپر لگاؤں - مالک بہت خوش ہوئے اور کہا اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ - اے برادر زادے خدا تیری عمر دراز کرے واللہ کہ تیرے ساتھ مجھکو محبت زیادہ ہوئی لیکن ابوالاعور مرد سالخوردہ و آزمودہ کار ہے بغیر اپنے کفو صاحب فخر و شرف کے رضی نہوگا اور تو ہر چند شرافت و فخر میں اُس سے کم نہیں الا عمر میں ہنوز چھوٹا ہے پس اُسکو دعوت کر کہ میرے ساتھ نبرد آزما ہو **بالجملہ** سنان روانہ ہوا قریب لشکر شام پہنچا تو پکار کر کہا میں قاصد ہوں پیغام لیکر آیا ہوں مجھکو امان دو انہوں نے کہا تجھکو امان ہے سنان ابوالاعور کے پاس گیا اور اشتر کا پیغام اُسے پہنچایا ابوالاعور سنکر سُن ہو گیا - بڑی دیر تک غوطہ میں رہا پھر سر اُٹھا کر کہا اشتر وہی نہیں جس نے عثمان پر تہمتیں لگائیں اور بجائے اُسکے مناقب و محاسن کی بُرائیاں مشہور کیں پھر چند جاہلان کوتہ اندیش کو بہکا کر اُسکے گھر میں لیگیا اور اُس مظلوم کو بے جرم و تقصیر قتل کیا - مجھے اُسکے ساتھ جنگ کی حاجت نہیں - سنان نے کہا جو کہنا تھا تو کہہ چکا اب ان باتوں کا جواب سُن - ابوالاعور نے کہا میں تیرا جواب بھی نہ سنونگا تو سو قت یہاں سے چلا جا - یاران ابوالاعور نے آواز دی کہ جلد واپس ہو ورنہ پشیمان ہو گا مجبور سنان نے مراجعت کی اور اشتر کے پاس آکر ماجرے بیان کیا اشتر نے کہا یہ باتیں اُس نے صرف حفظ جان کے لئے تراشی ہیں اگر میرے سامنے آتا تو کبھی سلامت نہ جاتا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ حملہ آور ہو - غازیوں نے ایک حملہ کیا پھر دوسرا پھر تیسرا کیا یہانتک کہ دن تمام ہوا اور رات آئی مگر آتش حرب بدستور شعلہ زن تھی بہت سے مردمیدان شکار شیر اجل ہوئے آخر صبح کے قریب شامیوں کے قدم اُکھڑ گئے ابوالاعور نے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور معاویہ کے پاس پہنچنے تک کہیں دم نہ لیا اُسکی فوج نے بھی اُسکے ساتھ ہی فرار کیا - اور کھیت مالک اشتر کے ہاتھ رہا **نصر** کہتا ہے کہ جب ابوالاعور مالک سے شکست کھا کر بھاگا تو معاویہ سے راہ میں مقام اُقیح پر ملاقی ہوا اور تمام ماجرے اُس سے بیان کیا - معاویہ یہ حال معلوم کر کے جلد جلد چلتا تھا - اور ابوالاعور و سفیان بن عمر کو اُس نے مقرر کیا کہ آگے چلکر نزول سپاہ کے لئے ایک مقام مناسب تلاش کریں انہوں نے بس ازجستجوئے بسیار صحرائے صفین کو اس کام کے لئے انتیار کیا کہتے ہیں کہ قدیم الایام میں اُس مقام پر آبادی تھی اور شاہان روم کیطرف سے عمارات عالیہ بنی ہوئی تھیں اور دریائے فرات اس جگہہ سے اس طرح پر گزرتا تھا کہ بجز ایک گھاٹ کے پانی لینے کے لئے دور دور تک کوئی دوسرا موقعہ نہ تھا - پیچھے سے معاویہ بھی باقی لشکر سمیت وہاں پہنچا اور ہمگی ایک لاکھ تیس ہزار لشکر سے اُس جگہہ نزول کیا - اِدھر سے امیر المومنینؑ بھی بعد طے منازل داخل صفین ہوئے آپکے ساتھ بھی اُسوقت ایک لاکھ سے زیادہ سپاہ تھی **جنگ مالک اشتر و اشعث بن قیس کندی با لشکر شام بر مقدمہ آب** پہلی عیاری جو معاویہ نے صفین پہنچکر کی یہہ تھی کہ ابوالاعور کو چالیس ہزار سوار دے کر کنار دریا تعیین کیا کہ لشکر عراق کو پانی نہ لینے دے اور خود مع بقیۂ لشکر بسمت قنسرین مابین اہل عراق و دریائے فرات نزول کیا **نصر** کہتا ہے کہ اہل عراق سے کچھ لوگ پانی کی طلب میں نکلے ابوالاعور کے سپاہی اُنکو مانع آئے جانبین سے نوک جوک ہو کر خفیف سی لڑائی ہو گئی جسمیں طرفین کے چند جوان زخمی ہوئے امیر المومنینؑ کو یہہ حال معلوم ہوا تو منع کیا اور فرمایا الحمد للہ کہ تم حجت و برہان پر ہو اور جنگ کے تمہارا کشیدہ رہنا دوسری حجت ہو گی تاوقتیکہ اُس طرف سے ابتدا نہ کریں جنگ میں پیشدستی نہ کرو - پھر صعصعہ بن صوحان عبدی کو بلا کر فرمایا کہ معاویہ کے پاس جا اور کہہ ہم یہاں اسلئے نہیں آئے کہ پانی پر لڑائی کریں بلکہ اس سفر دور و دراز سے مدعا یہہ ہے کہ امر دین و مقدمۂ امامت طے ہو اور حق و باطل میں امتیاز کریں تاکہ حجت خلق خدا پر اتمام کو پہنچے - اے معاویہ تو نے اوّل لشکر کو بھیجا اور جنگ و فساد کا بادی ہوا اب دوسری زیادتی تیری یہہ ہے کہ پانی مسلمین پر بند کرتا ہے اگر ہم بھی چاہتے تو ممکن تھا کہ تجھ سے پیشتر یہاں پہنچکر دریا پر قبضہ کرتے پس مناسب یہہ ہے کہ لشکر لب دریا سے اُٹھا لے تاکہ طرفین سیراب ہوں ورنہ یہی مرضی ہے کہ جس کام کو آئے ہیں اُسے بالا رطاق رکھکر فوج کو اذن جنگ دیں کہ جو گھاٹ کو لیلے فتح اُسکی سمجھی جائے تو ہم اسپر بھی راضی ہیں **القصہ** صعصعہ نے

ارسال صعصعہ بن صوحان عبدی

معاویہ کو پیغام مذکورہ پہنچایا تو وہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوا کہ تم نے علی بن ابی طالب کا پیغام سنا اب تمہاری اس معاملہ مین کیا رائے ہے ولید بن عقبہ نے کہا پانی ان پر بند رکھو جیسا انہون نے عثمان پر بند رکھا اور آب سرد وطعام سے اُسے مانع آئے اور شدتِ تشنگی سے انہیں قتل ہونے دے خدا انکو قتل کرے عمرو عاص نے کہا پانی مین ہرگز مضائقہ نہ کرنا چاہئے کس لئے کہ یہہ کبھی نہ ہوگا کہ تو سیراب ہو اور وہ تشنہ لب ہین اسکے علاوہ دیگر امور مین تجھکو اختیار ہے جس طرح چاہے کر۔ ولید نے پھر کلام سابق کا اعادہ کیا اور عبداللہ بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان نے کہا آج شام تک پانی بند رکھ آخر لاچار ہو کر یہان سے چلے جاینگے اور اُنکا یہہ چلا جانا ہزیمت مین شمار ہوگا۔ پھر کہا انہین پانی نہ دے خدائے تعالیٰ بروز قیامت انکو سیراب نہ کرے صعصعہ نے کہا خدائے تعالیٰ بروزِ قیامت فساق وفجار وشرابخوارون کو سیراب نہ کریگا جو مساجد مسلمانان مین امامت کرین اور نشہ مین بجائے دو رکعت صبح کے چار رکعت نماز پڑھکر ماموین سے کہین کہ اِسوقت **مجھے نشاط ہے** چاہو تو اور زیادہ کرون یہہ تعریض تھی ولید بن عقبہ پر کہ اُس نے عثمان کے زمانے مین مسجدِ کوفہ مین جبکہ وہان کی حکومت کرتا تھا ایسا کیا تھا اور فاسق اُسکو اسلئے کہا کہ ایک روز اُسکے اور امیر المومنین کے درمیان کسی امر پر نزاع تھی ولید نے کہا مین تم سے کس بات میں کم تر ہون اُسوقت یہہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ یعنی آیا مومن فاسق کے مثل ہو سکتا ہے یہہ دونو برابر نہین ہو سکتے **الحاصل** اہل مجلس نے صعصعہ کے ساتھ سخت سخت کلام کئے اور بعض نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر معاویہ نے منع کیا کہ یہہ ایلچی ہے اور ایلچی کو ایذا دینا کسی مذہب وملت میں روا نہین۔ **مولف** روضۃ الصفا اس روایت کے بعد کہتا ہے کہ حیرت ہے کہ معاویہ ایلچی کی ایذا دہی ممنوع اور ناجائز جانتا تھا۔ اور امیر المومنین وانصار ومہاجرین اصحاب حضرت خاتم النبیین پر پانی بند کرکے اُنکے قتل کا ارادہ رکھتا تھا اور ذرا خوفِ خدا ورسول اُسکے دل مین نہ تھا۔ القصہ معاویہ نے ولید وعبداللہ بن ابی سرح کی رائے سے اتفاق کیا **نصر** کہتا ہے کہ عمرو عاص نے کہا کہ اے معاویہ تیرا خیال کدھر ہے اجازت دے کہ دونو لشکر پانی پئین یہہ علی بن ابی طالب ہے یہہ وہ شخص نہین کہ اس لشکر آراستہ وپیراستہ سے لبِ دریا پیاسے رہین اور تو سیراب ہو تجھے معلوم نہین کہ علی شجاعِ زمانہ ودلیر یگانہ ہیں اسوقت تو یہہ انبوہ کثیر انکی تابع فرمان ہے ابوبکر کے عہد مین جبکہ عالم اُنکے برخلاف تھا انہوں نے یہہ کہا تھا کہ اگر چالیس مرد بھی میرے ساتھ ہوتے تو دیکھتا کہ خانۂ فاطمہ کسطرح بے پردہ ہوتا ہے معاویہ نے اپنا عمامہ زمین پر پٹکدیا اور کہا کہ خدائے تعالیٰ مجھے اور ابوسفیان کو آب کوثر سے سیراب نہ کرے اگر رضا دون کہ اہل عراق آبِ فرات سے سیراب ہون جبتک کہ تمام فوج نیست ونابود نہو جائے ای اہلِ شام یہہ اول فتح ہے جو خدا نے تمہین کرامت کی ہے اُسوقت ایک مرد ہمدانی معری بن اقبل نام کہ عباد وزہادِ شام سے شمار ہوتا تھا اُٹھا اور کہا سبحان اللہ تم نے جو اُنسے پہلے یہان آکر گھاٹ پر قبضہ کرلیا تو انکو پانی سے روکتے ہو قسم بخدا کہ اگر یہہ پانی علی کے اختیار مین ہوتا تو وہ کبھی تم سے دریغ نہ کرتے۔ اے معاویہ تو نہین جانتا کہ اُنمین لونڈی غلام اجیر ضعیف بہت سے بے خطا محض ہین قسم بخدا کہ یہہ پہلی جہالت ہے معاویہ یہ سنکر غیظ مین آیا اور اس مردِ ہمدانی کو جھڑکا وہ مجبور اپنی جگہہ پر بیٹھ گیا مگر رات کو شامیون کی مجمع سے نکلکر متوجہ خدمتِ امیر المومنین ہوا اور صاحبِ ذوالفقار کی خدمت مین پہنچکر عزت واکرام پایا **بالجملہ** صعصعہ نے بے نیلِ مرام مراجعت کرکے ماجرے بیان کیا ایک دن اور ایک رات اہلِ عراق نے کمال بیتابی سے بسر کیا صبح ہوئی تو اشعث بن قیس کندی نے حاضر حضرت ہو کر عرض کی یا امیر المومنین یہہ قوم ہمکو پانی سے منع کرتی ہے حالانکہ حضرت سا دلیر دلاور ہمارا سید وسردار ہے اور تیغ آتش بار ہمارے قبضہ میں ہے اذنِ جہاد دیجئے قسم بخدا کہ ہم واپس نہ آئینگے جبتک کہ گھاٹ اُنسے چھین نہ لین یا قتل ہو جائیں مالکِ اشتر نے بھی اسی قسم کے

کلام کیے امیر المومنینؑ نے اجازتِ جنگ دی ۔ اشعث نے تمام لشکر مین پکار دیا کہ جسکو پانی کی طلب ہو چاہیے کہ فلان مقام پر حاضر ہو جائے بارہ ہزار مرد جرار نے اشعث و اشتر کی دعوت کو قبول کیا ۔ اشعث نے ہتیار لگائے اشتر بھی سوار ہوئے اور اس فوج کو ساتھ لیکر دریا کا رخ کیا اشعث پے در پے نیزے کو آگے پھینکتا تھا اور اپنے صحاب سے کہتا بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَاُمِّیْ تَقَدَّمُوْا اِلَیْهِمْ قَابَ رُمْحِیْ میرے ماں باپ تم پر فدا ہون میرے نیزہ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھو لوگ آگے کو دوڑتے تھے حتیٰ کہ لشکرِ غنیم سے جا ملے منقول ہے کہ اُسوقت اشتر نے حارث بن ہمام نخعی کو اپنا عَلَم دے کر کہا اے حارث اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو موت کے رُخ چل سکتا ہے تو ہرگز یہہ علم تیرے ہاتھ مین نہ دیتا اور نہ تجھکو اتنا عزیز رکھتا ۔ حارث نے کہا قسم بخدا اے مالک تو آج مجھ سے وہ امر مشاہدہ کریگا کہ تیری آنکھین ٹھنڈی ہون جس طرف کو ارادہ کریگا مین تیرے آگے رہونگا ۔ پھر عَلَم ہاتھ مین لے کر کچھ اشعار پڑہے جنسے اشتر بہت مسرور ہوئے اور اُسکے پاس جا کر سر و چشم پر بوسے دیے اور ایک اسپ راہوار مع ایک ہزار درہم اُسکو عطا کیا ۔ اور اپنے صحاب سے کہا میری جان تم پر فدا ہو جلد جلد حملہائے متواتر کرو اور زخمہائے نیزہ و شمشیر پر صبر کرو اشعث نے یہہ دیکھا تو اپنے قبیلہ سے ایک مرد مُسمّی بمعاویہ بن حارث کو بُلایا اور کہا یا بنِ حارث تو نے دیکھا کہ اشتر نے کیا کیا قبیلۂ نخع قبیلۂ کندہ سے کبھی بہتر نہین ہوا تو یہہ علم مجھ سے لے اور آگے بڑھ معاویہ نے علم لیا اور کچھ اشعار پڑہے جنہین سنکر اشعث رضامند ہوا اور کہا اے پسر حارث تو نے مجھے شاد کیا اگر اس حرب سے سلامت پھر آتو تیرے ساتھ وہ سلوک کرونگا کہ مالا مال ہو جائے اور جو معاملہ دگرگون ہوا تو فلان مزرعہ حضر موت مین اپنی جاداد سے تیرے نفقہ کے لئے مقرر کرتا ہون القصہ یہہ دونو سردار اپنے اپنے لواحقین کو جوش دلاتے تھے اور اس طرف سے ابو الاعور سلمی شامیون کو ترغیب و تحریص کرتا تھا عین ہنگام کارزار مین اشعث نے اپنا عمامہ اُتارا اور سر برہنہ کر کے کہا اے اہل شام مین اشعث بن قیس ہون پانی کی راہ چھوڑ دو ابو الاعور نے کہا بغیر اسکے کہ شمشیر آبدار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے ممکن نہین کہ پانی تک رسائی ہو ۔ اشعث نے عمرو عاص سے کہا وائے ہو تجھ پر اے پسر عاص ہمکو پانی لینے دے ورنہ آب شمشیر سے تمکو سیراب کرین گے عمرو نے کہا عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ جنگ پر زیادہ کون توانا ہے اور ضربہائے تیغ و سنان کی سہار زیادہ کسکو ہے اشعث نے کہا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ تیری ماں تیرے ماتم مین بیٹھے تیرا گمان یہہ ہے کہ تو ہم مین اور مشرع آب مین حائل ہو سکے گا لَا وَاللّٰهِ یہہ کبھی نہو گا کہ تو آب صاف و شیرین نوش کرے اور ہم تشنہ کام رہین تیری عقل کہان ہے موہوم آرزو پر مرتا ہے **نقل** ہے کہ بعد اختتام غزوۂ صفین ایک مرتبہ عمرو و اشعث مین ملاقات ہوئی تو عمرو نے کہا اے اشعث میری اُس روز یہہ رائے نہ تھی کہ پانی لشکر علیؑ سے بند کیا جائے مین پہلے سے جانتا تھا کہ یہہ کام حسب مراد تمام نہو گا اُسوقت جو کچھ تجھ سے کہتا تھا براہ فریب خدیعت کہتا تھا وَالْحَرْبُ خَدْعَةٌ الحاصل اشعث نے حملہ گران کیا اور بہت سے مخالفین کو تہِ تیغ بیدریغ کھینچا اور کہتا تھا بخدا مجھکو ناگوار ہے کہ اہل قبلہ کے ساتھ جنگ کرون مگر ایسے شخص کے ساتھ ہون کہ اسلام مین مجھ سے سابق ہے اور کتاب و سنت کو میری نسبت زیادہ جاننے والا ہے مالکِ اشتر اس روز ایک مشکین گھوڑے پر سوار تھے سات اشخاص بہادران و مشاہیر شام سے اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے قتل کیے ۔ اسامی مقتولین یہہ ہین ۔ صالح بن فیروز عکی مالک بن ادہم سلمانی ۔ ریاح بن عبید غسانی ۔ اجلح بن منصور کندی ابراہیم بن وضاح جمحی زائل بن عتیک خزامی محمد بن وصانہ جمحی **نصر** کہتا ہے کہ جب جبلہ خواہر اجلح بن منصور کو دریافت ہوا کہ اُسکا بھائی شمشیر اشتر سے قتل ہوا تو چند اشعار اُسکے مرثیہ میں اُس نے پڑہے اور بشدت قلق و اضطراب سے جان بحق تسلیم ہوئے امیر المومنینؑ نے یہہ سُنا تو فرمایا اَمَا اِنَّهُنَّ لَیْسَ یَمْلِکْنَ مَا رَاَیْتُمْ مِنَ الْجَزَعِ اَمَا اِنَّهُمْ قَدْ اَضَرُّوْا بِنِسَائِهِمْ وَتَرَکُوْهُنَّ خَزَایَا مِنْ قَبْلِ اِبْنِ اَکِلَةِ الْاَکْبَادِ اَللّٰهُمَّ احْمِلْ اَثَامَهُمْ وَاَوْزَارَهُمْ وَاَثْقَالًا مَعَ اَثْقَالِهِمْ معنی یہہ کہ عورات مین صبر و سکون کم ہوتا ہے

آگاہ رہو کہ ان لوگون نے اپنی عورتون کو ایذا دی اور لسپر آکلۃ الاکباد کی محبت مین انکو خائب خاسر چھوڑا پروردگار تو یہ جرم وعصیان معاویہ کی گردن پر بار کر
روایت ہے کہ اسی گیرودار مین اشترؒ نے ابو الاعور کو طلب کیا سامنے آیا تو لڑائی شروع ہوئی قدرے رد و بدل باہم ہوتی رہی آخر اشترؒ نے ایک تلوار اُسکے سر پر لگائی
کہ خود اُسکا کٹ گیا اور قدرے خراش مونہہ پر آئی ابو الاعور مین یارائے ضبط نہ ہا ننگ و ناموس مردی بر خاک ڈال کر بھاگا اور اپنی صفون مین جا کر پناہ گزین ہوا **القصہ**
اشتر و اشعث نے بہت جانفشانی کی اور مردانہ حملے کرکے افواج شام کو کہ مانند دیوار آہن قائم و مستحکم تھی پس پا کر دیا انکا اپنے مقام سے جنبش کرنا تھا کہ اصحاب امیر المومنین
گھاٹ پر قابض ہو گئے اور افواج نے آگے بڑھکر لب دریا خیمے نصب کئے لشکر شام ناکام علیحدہ ایک مقام پر فروکش ہوا کہ فرات اور انکے درمیان اہل عراق حائل تھے۔ امیر المومنینؑ نے
فرمایا هٰذَا يَوْمٌ نُصِرْتُمْ فِيْهِ بِالْحَمِيَّةِ کہ آج تم باعث غیرت و حمیت نصرتمند ہوئے۔ بالجملہ جب راہ آب شامیون پر مسدود ہو گئی تو عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کیوں
میں نہ کہتا تھا کہ پانی سے ممانعت کرنا کوئی دانائی نہین اب کیا ہو جو علی بن ابیطالب تیری حرکت کی مکافات کرین اور ہم سب کو ایک قطرہ پانی کا نہ لینے دین معاویہ نے کہا
اس طعن و تشنیع کو ترک کر اور بتلا کہ تیرا گمان علی کی طرف کیا ہے عمرو نے کہا میرا گمان یہہ ہے کہ اُس سے کبھی ایسی نالائق حرکت سرزد نہو گی جیسی کہ تجھسے ہوئی۔ وہ کسی
متنفس سے پانی کو دریغ نہ کرینگے جس کام کے لئے وہ یہان آئے ہین وہ پانی کے ماورا ہے پس معاویہ نے بارہ اشخاص کو اپنے اصحاب سے منتخب کرکے امیر المومنینؑ کی خدمت
مین بھیجا وہ لوگ حاضر درگاہ وصایت پناہ ہوئے تو حوشب ذی ظلیم نے اُنکے درمیان سے گفتگو کی اور کہا مَلَكْتَ فَاسْجَحْ وَجُدْ عَلَيْنَا بِالْمَاءِ وَاعْفُ
عَمَّا سَلَفَ مِنْ مُعَاوِيَةَ یا علی فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہے کرم کیجئے اور ہم کو پانی دیجئے اور جو کچھ معاویہ سے صادر ہوا اُسکو معاف فرمایئے
نصر کہتا ہے کہ اُس وقت بعض اصحاب نے عرض کی یا امیر المومنین آپ بھی اِن پر پانی بند کریں جیسا کہ انہون نے ہم پر پانی بند کیا تھا۔ مگر حضرت ساقی کوثر نے فرمایا
لَا خَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ لَا أَفْعَلُ مَا فَعَلَهُ الْجَاهِلُوْنَ وَسَنَعْرِضُ عَلَيْهِمْ كِتَابَ اللهِ وَنَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدٰى فَإِنْ أَجَابُوْا۔ وَإِلَّا فَفِي حَدِّ
السَّيْفِ مَا يُغْنِيْ عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِنْ شَاءَ اللهُ **ترجمہ** نہین نہین مین وہ فعل نہ کرونگا جو ان جاہلون نے کیا پانی کی راہ اُنکے لئے کھول دو ہم کتاب اللہ اُن پر عرض کرینگے
اور ہدایت کیطرف دعوت فرمائینگے قبول کیا تو بہتر ورنہ تلوار سے وہ کام نکل سکتے ہین جو ایسی باتون سے بے نیاز کرنے والے ہین۔ پس منادی کو امر کیا کہ لشکر مین پکار دے
کہ کوئی کسیکو پانی سے منع نہ کرے جسکا جی چاہے دریا سے پانی لے۔ راوی کہتا ہے بخدا کہ ہنوز شام نہوئی تھی کہ ہمنے دیکھا کہ دونو طرف کے انسانون و حیوانون کا لب دریا انبوہ
موجود ہے اور کوئی ایک دوسرے کو ایذا نہین دیتا۔ **مکیدۂ معاویہ** اِس قضیہ کو پورے تین روز نہوئے تھے کہ معاویہ نے ایک اور فتنہ برپا کیا ہم پہلے لکھ چکے
ہین کہ صفین دریائے فرات کا ایک وادی تھا اُس مین صرف ایک مقام سے پانی لے سکتے تھے چونکہ متصل کی زمین تمام پست و نشیب تھی لہذا ایک بند بہت مضبوط
دریا کی روک کے لئے باندہ رکھا تھا معاویہ نے رات کے وقت دو سو آدمیون کو اپنے ملازمین سے کدالین اور بیلچے دے کر بھیجا کہ بند کو توڑ کر پانی لشکر امیر المومنینؑ
کی طرف چھوڑ دین تاکہ سب غرق ہو کر ہلاک ہون یہہ لوگ ہان جا کر بند کاٹنے اور شور و غل کرنے لگے کہ اہل عراق سُنین اور خائف ہون۔ اور نصر بن مزاحم نے
روایت کی ہے کہ معاویہ مکار نے ایک تیر پر یہہ عبارت لکھی "کہ یہہ تحریر ایک مرد ناصح کیطرف سے ہے اہل عراق کے لئے تحقیق کہ معاویہ چاہتا ہے کہ نہر فرات کو کھول کر
جاری کرکے تمکو ہلاک کرے۔ فَالْحَذَرَ ثُمَّ الْحَذَرَ" اور اُس تیر کو کمان مین رکھکر لشکر منصور مین پھینکدیا ایک شخص نے اُٹھا کر اُسکو پڑھا اور دوسرے کو دیا اُس نے
تیسرے کو اور اُس نے اور کو حتے کہ یہہ تیر دست بدست خدمت مین حضرت امیر خیبر گیر کے پہنچا اور یہہ خبر تمام لشکر مین شائع ہو گئی بہرکیف تیر تدبیر معاویہ نشانہ پر بیٹھا اور

اسجح آسان داشتن و عفو نمودن و در گذاشتن و منہ اذا ملکت فاسجح اے سہل ۱۲ منتہی

ایک شور لشکرِ عراق سے بلند ہوا چونکہ اس حال کے سُننے سے خوف و ہراس اُن پر غالب ہو گیا تھا ارادہ کیا کہ اُس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہہ منزل گزین ہوں ہر چند
امیر المومنین کہتے تھے کہ یہہ معاویہ کا مکر و فریب ہے اُسکو قدرت نہین کہ اس بند کو توڑے اگر تمام خراج ملکِ شام اسپر صرف کرے تب بھی اس کو نہیں توڑ سکتا اُس کی
غرض اس حیلہ سے یہہ ہے کہ تم کو یہان سے اُٹھا دے اور خود تمہاری جگہہ لے مگر کوئی نہ سُنتا تھا اور لوگ اسباب کے اُٹھانے مین مصروف تھے اور کہتے تھے کہ ہمکو اس جگہہ
خوفِ غرق ہے ہم یہان نہ ٹھیرینگے آپ کو اختیار ہے یہان رہیں یا ہمارے ساتھ چلیں تا اینکہ تمام لشکر وہان سے اُٹھ گیا اُسوقت ناچار امیر المومنین بھی اُس جگہہ سے
اُٹھے اور لشکر مین آئے معاویہ نے میدان خالی پا کر اپنے خیمے وہان لگائے اور دوبارہ دریا پر قابض ہوا صبح ہوئی تو اہلِ عراق نے شامیون کو دیکھا کہ اُنکے مقام پر
متمکن ہین اُس وقت معلوم ہوا کہ یہہ معاویہ کا فریب تھا اپنی حرکت پر بہت پشیمان ہوئے۔ اعثم کوفی کہتا ہے کہ اُسوقت اشتر و اشعث نے عرض کی یا امیر المومنین سخت
قبیح حرکت ہم سے صادر ہوئی کہ آپکے کہنے پر عمل نہ کیا اب ہم اسکا تدارک کرتے ہین اور جو کام ہم سے خراب ہو گیا ہے اُسکو صلاح میں لاتے ہین۔ پس دونو نے اپنی اپنی
قوم کو آواز دی سب کے سب بطوع و رغبت حاضر ہوئے پس دونو قوم مین ایک لشکرِ انبوہ کے ساتھ متوجہ اعدا ہوئین معاویہ نے بھی صفوفِ نبرد آراستہ کین اور
لڑائی شروع ہو گئی شرحبیل بن سمط کندی نے کہ نامدارانِ شام سے تھا مبارز طلب کیا تو اشعث نے اُسپر حملہ کیا اور بیکضربت و سنان اُسکو پشتِ اسپ سے نیچے گرا دیا پھر
ابو الاعور سلمی آگے آیا اشعث نے اُسکے بھی نیزہ لگایا ابو الاعور زخم گران کھا کر بھاگا پس حوشب ذی ظلیم و ذو الکلاع حمیری میدان مین آئے اشتر و اشعث نے انکا مقابلہ
کیا اور بہت دیر تک درمیان ان سردارون کے لڑائی ہوتی رہی آخر لشکرِ معاویہ کو تابِ قرار نہ رہی اور ایک شب کی مہلت مانگی تا کہ اس مقام سے اُٹھ کھڑے
ہون اشتر و اشعث نے کہا تمکو ایک لمحہ کی مہلت نہیں اسیوقت یہان سے اُٹھو اُنہون نے کہا ایک ساعت جنگ مین توقف کرو کہ اسباب بار کریں پس لڑائی
بند ہوئی اور شامی اپنے خیمہ و خرگاہ سمیت اپنے پہلے مقام کو چلے گئے اور لشکر گاہ کو خالی کر دیا اُسوقت اشعث نے امیر المومنین کی خدمت میں آکر عرض کی یا امیر المومنین
آپ ہم سے راضی ہوئے۔ فرمایا میں راضی ہون حقتعالی تم سے رضی ہو۔ **روضة الصفا** مین ہے کہ جب پانی کے قضیہ کو ایک ہفتہ گزر گیا تو معاویہ نے اپنے
ارکین سے کہا مین چاہتا ہون کہ راہِ عراق پر جہان سے کہ لوگ رسد لشکرِ علی مین لاتے ہین کچھ فوج تعین کرون کہ رسد کو اُن تک نہ پہنچنے دین عمرو عاص نے کہا یہ
رائے بھی ویسی ہی واہی و لچر ہے جیسے پیشتر پانی بند کرنے کی تھی۔ معاویہ نے کہا اُس طرف مہاجرین و انصار و تابعین اخیار ہین بغیر ایسے حیلون کے ممکن نہیں کہ ہم
اُن پر غلبہ پائین اگر رسد مسدود ہو گئی تو یہہ جمعیت آسانی سے متفرق ہو سکتی ہے عمرو نے کہا اے معاویہ اس خیال محال سے درگزر جب یہہ خبر علی کو پہنچیگی تو ایک
سردار کو بھیجدینگے وہ تیرے آدمیون کو قتل کرے گا۔ لیکن معاویہ نے نہ سُنا اور عبد الرحمن بن خالد ولید کو بُلا کر کہا کہ راہِ عراق پر جا کر لشکرِ غنیم سے رسد رسانی کا انسداد کر
عبد الرحمن نے کہا سبحان اللہ جب تقسیم مال و منصب کا وقت ہوتا ہے تو اور لوگ تجھ سے اختصاص رکھتے ہیں ایسے خوفناک مقام پر مجھکو بھیجتا ہے مجھکو شیر کے موہنہ میں
ڈالنا چاہتا ہے حالانکہ تجھ سے ایک حبہ کا فائدہ مجھکو نہیں ہوا فردا بروزِ قیامت کوئی نہ پوچھیگا کہ خونِ عثمان کا عوض کیون نہ لیا علی کے ساتھ لڑنے پر البتہ مواخذہ
کرینگے۔ معاویہ نے اُس سے اعراض کر کے ضحاک بن قیس کو اس مہم پر مقرر کیا اور ہزار سوار اسکے ہمراہ کئے ضحاک وہان پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ جو خرما و روغن زیت
عسکرِ ہمایون مین لیجا رہے ہین کہا اگر یہہ متاع تم امیرِ شام کے لشکر میں لیجاؤ تو خاطر خواہ نفع اُٹھاؤ گے انہون نے کہا ہم دشمنِ امیر المومنین کے ہاتھ کوئی شے فروخت
نہ کرینگے ہر چند کہ ایک درہم پر ایک دینار کا فائدہ ہو۔ ضحاک نے اُنکو اسیر کر کے معاویہ کے پاس بھیجدیا اثنارِ راہ میں ایک نفر اُنمیں سے چھوٹ کر لشکرِ عراق میں
آیا اور احوال بیان کیا۔ امیر المومنین یہہ کیفیت معلوم کر کے آبدیدہ ہوئے اور فرمایا بنِ آکلة الاکباد سے کیا کیا صدمے مجھکو پہنچتے ہین اور ثانی الحال

میری اولاد کو اُس سے کیا کیا ستم اُٹھانے ہیں پس خبر دہندہ سے نشانِ سرِ لشکر دریافت کرکے فرمایا ضحاک بن قیس ہے لاجرم زہیر بن قین کو باتشو مرد نمازی دے کر اُس مہم پر مقرر کیا زہیر نے اثنائے راہ میں ضحاک کو جالیا سخت لڑائی ہوئی ضحاک زخمی ہوا اور دو ۔ سپاہی اُسکے لشکر کے قتل ہوئے مابقی نے راہِ فرار اختیار کی زہیر مظفر و منصور خدمتِ بابرکت امیر المومنین میں واپس آیا عمرو عاص نے خوب قہقہے لگائے اور معاویہ کی سو تدبیری کو بہت آب تاب سے بیان کیا ۔

ذکر بعضے از مراسلات فیمابین امیر المومنین و معاویہ بن ابی سفیان

نصر بن مزاحم مورخ حکایاتِ صفین کو اس طرح کہتا ہے کہ جب لشکرِ منصور شریعت فرات پر قابض ہوگیا اور اہلِ شام بحکم سخاوتِ طبیعی حضرت ساقیِ کوثر مرخص و ماذون ہوئے کہ پانی لیں اور سیراب ہوں تو وہ جناب چندے خاموش رہے بابِ رسُل رسائل مسدود تھا ۔ نہ اِدھر سے کوئی جاتا نہ اُدھر سے آتا اہلِ عراق اس سکوتِ مصلحت آمیز کی تاب نہ لا کر عرض رساں ہوئے کہ یا امیر المومنین ہم لوگ اپنے اہل و عیال سے جدا عرصہ سے اس صحرا میں پڑے ہیں اجازت دیجئے کہ جنگ جدال کرکے معاملہ یکسو کریں علاوہ بریں عامۂ خلائق کی زبان بند نہیں ہوتی لوگ اس طولِ مہلت سے طرح طرح کے احتمال پیدا کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بخوفِ قتل آپ جنگ سے دست کش ہیں کچھ اسپر ہیں کہ اہلِ شام سے جنگ کرنے میں حضرت کو شک شبہ عارض ہوا ہے اسلئے متوقف ہیں امیر المومنین نے فرمایا تعجب ہے کہ میری طرف خوفِ قتل کا گمان کرتے ہیں حالانکہ میں نے میدانِ جنگ میں پرورش پائی میری طفلی و جوانی حرب ضرب میں تمام ہوئی اب جبکہ پیر ہوا اور عمر اختتام کو پہنچی زمانہ رحلت کا قریب آیا اب خوفِ جان مجھکو جنگ سے کیا مانع آئے گا رہا یہ کہ اہلِ شام کے مقدمے میں مجھ کو شک شبہ عارض ہوا سو اگر شک ہوتا تو اہلِ بصرہ اس شک لئے اولے تھے قسم بخدا کہ میں نے اس امر کو خوب اُلٹ پھیر کر دیکھ لیا بجز اسکے کہ اُنکے ساتھ جنگ کروں یا خدا و رسول کا نافرمان بن جاؤں کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن میرے تعلل و تاخیر کا یہ سبب ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ یا کچھ انمیں سے راہِ راست پر آجائیں کیلئے کہ حبیبِ خدا محمد مصطفٰے نے بروز خیبر مجھکو خبر دی ہے کہ یا علی اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ سے ہدایت پائے تو تیرے لئے تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ۔ بعد ازان حضرت نے ابو عمرہ بشیر بن عمر بن محصن انصاری و سعید بن قیس ہمدانی و شیث بن ربعی تمیمی کو بلایا اور فرمایا معاویہ کے پاس جاؤ اور بقدرِ مقدور اسکو نصیحت کرو کہ شائد ہدایت پائے شیث بن ربعی نے کہا یا امیر المومنین میرا گمان نہیں کہ معاویہ باوجود اس خباثت کے جو اُسکی فطرت میں ہے ضلالت سے باز آوے اور آپ کی اطاعت اختیار کرے فرمایا تم جاؤ اور اُسپر حجت تمام کرو پس یہ لوگ معاویہ کی مجلس میں داخل ہوئے اول ابو عمرہ نے کلام آغاز کیا کہا اے معاویہ جہان محلِ فنا و گزران ہے کسیکو یہان قیام و دوام نہیں تو بھی عنقریب یہانسے رحلت کرے گا ۔ وہ آخرت میں بجز اعمالِ خیر کوئی شے نفع نہ بخشیگی چند روزہ زیست کے لئے عذابِ ابدی سر پر نہ لے اور ہزارہا بندگانِ خدا کو ناحق قتل نہ کرا ۔ معاویہ نے اسکے کلام کو پورا نہ ہونے دیا اور کہا یہ پند و نصیحت جو مجھے کرتا ہے کیلئے اپنے صاحب یعنی امیر المومنین کو نہیں کرتا ۔ ابو عمرہ نے کہا اے معاویہ اپنی زبان سنبھال امیر المومنین کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے وہ بسبب سابقۂ اسلام و جہاد و قرابتِ رسولخدا ہر طرح سے شایانِ خلافت و امامت ہیں تجھ میں ان سے ایک بات بھی موجود نہیں معاویہ نے کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اُنہوں نے کہا اپنے ابنِ عم کی دعوت کو قبول کر اور مثل مہاجرین و انصار اُنکی بیعت میں داخل ہو کہ تیرے لئے دنیا و عقبیٰ میں بہتر ہے معاویہ نے کہا خلیفۂ مظلوم کا خون ضائع کروں اور علی بن ابیطالب کا مطیع و فرمان بردار ہوں لا واللہ یہ مجھ سے نہوگا میں اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا ۔ اسپر سعید بن قیس نے چاہا کہ جواب دے شیث ربعی نے اُس پر سبقت کی ۔ اور کہا اے معاویہ جو تو نے ابو عمرہ سے کہا تجھے معلوم ہے کہ اس کا جواب ہمیں خوب یاد ہے عثمان کی زندگی میں تو نے نصرت نہ کی اور اسکو موت کے موہنہ میں ڈالکر بیٹھا تماشا دیکھتا رہا تو اُسکے قتل کا آج کو لئے خواہان تھا کہ چند عوام کالانعام حمقائے شام کو اس حیلہ سے گمراہ کرتا ہے

اور درحقیقت طالبِ حکومت و ریاست ہے پس تو کبھی اپنی مُراد کو نہ پہنچے گا اور جو بالفرض پہنچا بھی تو تبیر مستحقِ آتشِ جہنم ہوئے گا پس بہتر ہے کہ اپنے ارادہ فاسد سے باز آ اور خلیفہ برحق و امام و پیشوائے مطلق کے ساتھ نزاع نہ کر حالانکہ تو زبون قوم و شرِ عرب ہے۔ معاویہ یہہ سنکر آگ بگولا ہوگیا اور بولا اے اعرابی جلفِ جافی[ط] کیون جھوٹی باتین بناتا ہے اور جسکا تجھے علم نہین کاہے کو اُسین دخل دیتا ہے تیری جہالت و حماقت اس سے عیان ہے کہ تو نے اس شریف قوم (یعنی سعید بن قیس ہمدانی) کے کلام کو قطع کیا چلے جاؤ کہ تمہارے لئے میرے پاس فقط شمشیر ہے یہہ سنکر تینون لوٹ آئے ابو عمرہ نے چلتے ہوئے کہا اے معاویہ تو ہمکو تلوار سے ڈراتا ہے قسم بخدا کہ علیؑ کی تلوار سے وہ روز سیاہ تجھے دیکھنا ہوگا۔ کہ آرزوئے مرگ کرے گا اور کہے گا کہ اے کاش مین شکمِ مادر سے پیدا نہوتا کہ یہہ روز بد نہ دیکھتا پھر واپس آکر تمام ماجرے حضرت مرتضوی مین بیان کیا **نصر** کہتا ہے کہ انہین ایام مین کچھ لوگ قاریانِ قرآن دونو لشکرون سے جدا ہوئے اور ارادہ کیا کہ مادہ نزاع فریقین کو خوب تحقیق کرین پھر جس طرف حق دیکھین شامل ہوجاوین یہہ لوگ تعداد مین تین ہزار تھے انہون نے عبیدہ سلمانی علقمہ بن قیس نخعی عبداللہ بن عتبہ و عمار بن عبد القیس کو اختیار کیا کہ معسکرِ شام و عراق مین جاکر اس امر کی تحقیق و تنقیح کرین پس اوّل وہ معاویہ کے پاس گئے اور کہا یا ابن ابو سفیان یہہ کیسا فتنہ و فساد ہے کہ تو نے سلمانون مین برپا کر رکھا ہے اُس نے کہا مین خلیفہ مظلوم عثمان بن عفان کے خون کا بدلا لینا چاہتا ہون اُنہون نے کہا کس سے یہہ بدلا لینا چاہتا ہے کہا علیؑ بن ابیطالب سے۔ کہا عثمان کو علیؑ نے قتل کیا۔ کہا بے شک علیؑ نے قتل کیا یا اُن لوگون نے جو اُسکے ساتھ ہین پس یہہ لوگ امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی معاویہ کہتا ہے کہ عثمان کو تم نے قتل کیا آپنے فرمایا جھوٹ کہتا ہے کہا گو آپنے اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا۔ مگر تمہارے حکم و اشارے سے اور وہ قتل کیا فرمایا نہ مینے خود قتل کیا نہ کسی کو اسکا امر کیا وہ پھر معاویہ کے پاس گئے اور یہہ جواب بیان کیا اُس نے کہا اگر یہہ راست ہے تو قاتلان عثمان کسلئے اُنکے پاس جمع ہین اور اُنکے معین و مددگار بنے ہین اُن سب کو یہان بھیجدین کہ ہم اُنسے قصاص لین اور قصہ یکسو ہو امیر المومنین نے یہہ سنکر فرمایا کہ اُن لوگون نے اُنکے بارے مین قرآن کو تاویل کیا ہے اور اس قتل پر کتاب اللہ سے حجت لاتے ہین ایسے قتل پر قصاص لازم نہین معاویہ اسکا کچھ جواب نہ دے سکا اور یہہ کہا کہ اُنہون نے بغیر ہمارے مشورہ کے کسلئے خلافت اختیار کی آپنے فرمایا کہ مہاجرین و انصار نے بالاتفاق مجھسے بیعت کی پس معاویہ کا مشورہ اسمین لینا اور اسوقت تک اسکو ملتوی رکھنا لازم نہ تھا۔ معاویہ نے کہا مہاجرین و انصار کی میرے ساتھ بھی ایک جماعت ہے اُنسے کوئی اس امر پر رضامند نہین نہ اُسوقت شریک تھے آپنے فرمایا اے جماعتِ قُرّا مباد اکہ معاویہ تمکو فریب دے آگاہ رہو کہ یہہ منصب جلیل مہاجر و انصار سے اُس گروہ سعادت پژوہ کے لئے مخصوص ہے جو شرکا ر بدر ہین اور بدریین سے کوئی ایسا نہین جو میرے ساتھ بیعت نہ کرچکا ہو اور میرے لشکر مین موجود نہو اور جو ساتھ نہین وہ میری اذن و اجازت سے ٹھہر گیا ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ روایت اور مثل اسکے دیگر روایات بر تقدیر تسلیم صحت اسپر محمول ہین کہ امیر المومنین معاویہ اور اُسکے امثال سے بطور الزام کلام کرتے تھے کہ اپنی خلافت کی حقیت پر مہاجرین و انصار و اہلِ بدر کی بیعت سے حجت لاتے تھے کسلئے کہ یہہ لوگ خلافتِ خلفار ثلثہ کو مانتے تھے جس کا تمام دار و مدار خود اُنکے قول کے موافق مہاجرین و انصار و اہلِ بدر کی بیعت پر تھا پس اس دلیل مین اُنکو چون و چرا کی مجال نہ تھی اور طوعاً و کرہاً اُسکو ماننا پڑتا تھا ورنہ حاشا کہ اُس جناب کا واقع مین یہہ اعتقاد ہو کہ اپنی امامت کو ان لوگون کی بیعت کا محتاج جانتے ہون۔ کسلئے کہ وہ حضرت بلاشبہ منصوص من اللہ و نصب کردۂ خدا و رسول تھے اور موافق آیاتِ قرآنی و احادیثِ صحیحہ متفق علیہ فریقین امامِ مفترض الطاعت و خلیفہ رسول بلا فاصلہ تھے صحابہ وغیر صحابہ سے جس نے آپ کی امامت کا

[ط] جلف بالکسر مرد درشت گول اجلاف جمع ۱۲ جافی مرد درشت اندام و درشت خوی ۱۲ منتہی الارب

اقرار کیا اور اسپر ایمان لایا نجات و فلاح پائی جس نے انکار کیا خائب و خاسر رہا کائناً مَن کانَ **بالجملہ** امیر المومنین بعد ورودِ صفین جنگِ اعدا مین توقف کرتے تھے کہ اہلِ شام یا کچھ لوگ اُنمین سے ہدایت پائین جب ابوعمرہ وغیرہ نے معاویہ کے پاس سے مراجعت کر کے وہان کی کیفیت بیان کی تو حضرت کو یقین ہو گیا کہ بغیر استعمال تیغ و تبر و تیر و خنجر یہہ مہم سر نہو گی ناچار جنگ کی تیاری مین مشغول ہوے چونکہ قرینِ مصلحت نہ تھا کہ تمام لشکر ایک دفعہ جنگ کر کے صدمہ اُٹھاوے بنابران فرمانِ عالی نافذ ہوا کہ افواجِ ظفر امواج چند حصون پر منقسم ہو کر ایک حصہ ایک سردار والا تبار کے سپرد ہو کہ عند الضرورت وہ اپنی ماتحت فوج کو ہمراہ لے کر میدان مین نبرد آزما ہو - چنانچہ مالکِ اشتر و اشعث بن قیس و حجر بن عدی و شبث بن ربعی و خالد بن معمر سدوسی و زیاد بن نصر حارثی و زیاد بن جعفر کندی و سعید بن قیس ہمدانی و معقل بن قیس ریاحی و قیس بن سعد عبادہ انصاری ایک ایک فوج پر فرمانروا مقرر ہوے اُس طرف سے معاویہ نے بھی اس تدبیر کو پسند کر کے اسی پر کاربند ہوا اور سپاہِ شام کے چند حصے کر کے ہر حصے پر ایک جدا سردار تعین کیا شامیون مین جو سردار مقرر ہوے اُنکے اسمار یہہ ہین عبد الرحمن بن خالد ولید مخزومی ابو الاعور سلمی حبیب بن مسلمہ فہری - ذو الکلاع حمیری عبید اللہ بن عمر خطاب شرحبیل بن سمط - حمزہ بن مالک ہمدانی اگلے روز ابھی خسروِ خاور تختِ اخضر فلک پر جلوس فرما نہوا تھا کہ دونو لشکر وسیع میدان مین آ کر پرے جمائے - اوّل فوجِ شام سے ایک پہلوان سہم بن عرار نام جو تمام شام مین انتخاب اور ڈیل ڈول و تن و توش مین لاجواب تھا اور کثرتِ اسلحہ سے غرق دریا آہن لسان اہرمن صف لشکر سے برآمد ہوا کر ہر ایک شخص کو اُسکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی مبارز طلب کیا تو مالکِ اشتر جری صفدر کہ خوف و ہراس اُنکے پاس نہ آتا تھا - گھوڑا بڑھا کر آئے اور تھوڑی دیر اُسکے گرد گردش کر کے شعشعۂ شمشیرِ آبدار سے برقِ آتشبار کو شرماتے رہے پھر موقعہ پا کر ایک وار کیا اور اُس مغرور متہور کو گھوڑے سے ڈال دیا سہم کے قتل ہونے سے سپاہ شام مین شور و غوغا اُٹھا اور ساتھ ہی ایک مرد قبیلۂ ازد سے برآمد ہوا اور کہا بخدا سوگند مین سہم کے قاتل کو زندہ نہ چھوڑونگا - بعد ازان اشتر کو مبارزت کے لئے طلب کیا اشتر مانند تیر قضا اُسکے سر پر پہنچے اور ایک وار مین اُسکو بھی مالکِ جہنم کے سپرد کیا پس دونو لشکرون نے بہیئت مجموعی ایک دوسرے پر حملہ کیا اور ہنگامۂ کارزار غروبِ آفتاب تک گرم رہا رات ہوئی تو فریقین اپنی اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوے اسیطرح ہر روز ایک ایک سردار اپنی فوج کو معرکہ میں لیجاتا اور لڑائی کر کے شام کو واپس آتا مگر جنگِ سلطانی سے بخوفِ استیصالِ طرفین پرہیز کرتے تھے ان چھوٹی چھوٹی لڑائیون میں بیشتر اوقات غلبہ اہلِ عراق کو ہوتا تھا کہ ماہِ ذی الحجہ سنہ ۳۶ ہجری تمام اور ہلالِ محرم سنہ ۳۷ نمودار ہوا - چونکہ یہہ مہینہ ماہہاے حرام سے ہے جنمین اہلِ عرب وضیع و شریف جاہلیت و اسلام مین جنگ کرتے تھے اس لئے لڑائی موقوف ہوئی امیر المومنین نے کہ تہ دل سے رفعِ فتنہ و فساد چاہتے تھے اس مہلت کو غنیمت جانکر باب پند و نصیحت کھولا **نصر** کہتا ہے کہ آپنے عدی بن حاتم و شبث بن ربعی - و یزید بن قیس و زیاد بن حفصہ کو معاویہ کے پاس بھیجا یہہ لوگ وہان پہنچے تو عدی نے اوّل سلسلہ کلام کو حرکت دی بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس آئے ہین تا کہ تجھکو اُس امر کیطرف دعوت کرین جس پر حقتعالےٰ نے ہمکو جمع کیا ہے اور ہمارے جان و مال اُس سے محفوظ کئے تحقیق کہ وہ امر بیعت ہے ایسے شخص سے جسے آج تمام عالم پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے سبقتِ اسلام و قرابتِ رسولِ انام جو اُنکو ہے کسیکے لئے نہین ہے اور اُنکے تمام اہلِ حل و عقد علیؑ کے ساتھ بطوع و رغبت بیعت کر چکے اب بجز تیرے اور تیرے اصحاب کے کوئی باقی نہین کہ اُنکی اطاعت سے خارج ہو پس مناسب ہے کہ قبل اسکے کہ تجھے بھی وہی مصیبت پیش آئے جو کہ اہلِ جمل کو پیش آئی اپنی اس بغاوت اور خلاف ورزی کو ترک کر - معاویہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو یہان صلح و صلاح کی غرض سے نہین آیا بلکہ مجھکو تہدید کرنے اور دھمکانے کو آیا ہے ہیہات اے عدی مین پسرِ صخر بن حرب ہون میدانِ جنگ مین بلا اور اس عمر کو پہنچا اب

ایسی ہمکیون سے نہیں ڈرتا اور قسم بخدا کہ تو اُس جماعت سے ہے جنھون نے عثمان کے قتل میں سعی کی اُمیدوار ہون کہ حقتعالی مجھکو تجھ پر اور تیرے صحاب پر نصرت
بخشے شیث بن ربعی و زیاد بن حفصہ نے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس آئے تھے کہ مقدمۂ صلح مین گفتگو کرین اور مسلمانون کو اس عذاب سے جسمین وہ مبتلا ہین نجات دین
تو ہمارے لئے مثالین لاتا ہے اس سے کیا فائدہ وہ بات کر جو ہمکو اور تجھکو دونو کو نافع ہو یزید بن قیس نے کہا اے معاویہ ہم ایلچی ہین اور ایلچی کے کلام مین خوردہ
گیری نہیں ہوتی جو وہانسے کہا تجھ سے کہدیا جو تو کہے گا اُنسے کہین گے - ہان علیؑ کی فضیلت ایسی نہین کہ تجھ پر کیا کسی مسلمان دیندار پر پوشیدہ ہوا اور یہہ بھی تو
خوب جانتا ہے کہ جسکو ادنے فہم و فراست ہے وہ کبھی تجھکو اُنکے برابر نجانے گا پس خدا سے ڈر اے معاویہ اور ہرگز علیؑ سے مخالفت نہ کر قسم بخدا کہ ہم نے علیؑ جیسا
زاہد و متقی و جامع تمام خوبیون کا دوسرا نہیں دیکھا - معاویہ نے کہا تم نے جو اتفاق کلمہ اور اجتماع کیطرف دعوت کی تو مین بھی جانتا ہون کہ یہہ امر بہت ہی خوب ہے مگر
مین تمہارے امیر کی اطاعت کسی صورت نہ کرونگا کسلئے کہ انہون نے خلیفۂ مظلوم کو قتل کیا اور ہمارے مجمع مین تفرقہ و تشتت ڈالا اب جو وہ کہتے ہین کہ مین نے
قتل نہین کیا پس اگر یہہ کلام راست ہے تو قبیلۂ عثمان کو جو اُنکی ظل حمایت مین بسر کرتے ہین ہمارے پاس بھیجدین ہم اُنسے قصاص لین پھر بے تامل اُنکی اطاعت
مین داخل ہون اور بیعت کرین شیث نے کہا اے معاویہ اگر امیر المومنینؑ عمار یاسر کو تیرے حوالے کرین تو کیا تو اُسکا خون مباح جانے گا اور اُسے قتل کرے گا معاویہ
نے کہا کون چیز مجھکو اس سے مانع ہے قسم بخدا کہ اگر علیؑ پسر سمیہ پر مجھکو قدرت بخشین تو کیا اُسے عثمان کی عوض قتل نہ کرون گا بلکہ ناتل غلام عثمان کی عوض مارون
شیث نے کہا واللہ تو نے انصاف نہ کیا تحقیق کہ تو اے معاویہ عمار یاسر پر قدرت نہ پائیگا جبتک کہ بہت سے سر گردنون سے نہ اُتر جائین اور زمانہ تجھ پر
تیرہ و تار نہو - اور زمین باین فراخی تیرے اوپر تنگی نہ کرے یہہ کہکر اُٹھے اور وہانسے روانہ ہوئے معاویہ نے پیچھے سے کسی کو بھیجکر زیاد بن حفصہ کو بلوایا جب
آیا تو کہا اے اخو ربیعہ علیؑ نے قطع رحم کیا اور خلیفۃ المسلمین کا خون اپنی گردن پر لیا اُسکے قاتلون کو پناہ دی اب مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ تو ہماری نصر بن مزاحم
نصرت کر اور اس سے علیحدہ ہو کر اپنے قبیلہ سمیت اس طرف چلا آ مین خدا کو درمیان دیتا ہون کہ جب فتح پاؤنگا تو کوفہ و بصرہ کی حکومت سے جسکو تو پسند
کرے گا تجھکو عطا کرونگا - زیاد نے کہا اے معاویہ مجھ سے قطع اُمید کر کہ مین بفضل خدا اپنے دین پر بہ حجت و یقین قائم ہون اہل جرم و عصیان کا کبھی مددگار
نہونگا - معاویہ نے عمرو عاص سے کہا خدا اس جماعت کو ہلاک کرے کیسے سب کے سب ایک دل و ایک زبان ہین پھر نصر کہتا ہے کہ معاویہ نے حبیب بن
مسلمہ فہری و شرحبیل بن سمط و معن بن یزید بن اخنس سلمی کو امیر المومنینؑ کی خدمت مین بھیجا یہہ لوگ حاضر درگاہ ہوئے تو حبیب نے گفتگو شروع کی اور
کہا اما بعد عثمان بن عفان خلیفۂ ہدایت یافتہ تھا کتاب اللہ کے موافق کام کرتا اور اُسکے احکام پر کاربند ہوتا تھا یا علیؑ تمکو اُسکی زندگی ناگوار ہوئی اُسکی
ہلاکت کے درپے ہوئے اور بظلم و تعدی اُسکو قتل کرایا پس مناسب ہے کہ اُسکے قاتلون کو ہمارے حوالے کر دو تا کہ اُنسے قصاص لین اور اگر یہہ کہتے ہو کہ مین نے
اُسکو قتل نہین کیا تو تم خلافت چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ لوگ خود مشورہ کر کے کسی کو ہر کام کے لئے انتخاب اختیار کرین گے امیر المومنینؑ یہہ کلام نافرجام اُس بدنام
دین بد لگام کا سنکر کمال برہم ہوئے اور فرمایا اے مرد اپنی زبان کو تھام تیرا یہہ مرتبہ نہین کہ امر امامت و خلافت مین دخل دے تجھکو اس مجلس مین بیٹھنے کی قابلیت
بھی حاصل نہین حبیب یہہ سنکر اُٹھا اور کہا بخدا قسم اب تم مجھکو اُس جگہہ پاؤگے جو از بس ناگوار ہوگی - فرمایا جو کچھ تجھ سے ہو سکے ہرگز ہمین کوتاہی نہ کرنا میں حیران
سوار و پیادون مین تجھکو پاؤنگا خدا مجھکو زندہ نرکھے اگر تجھے زندہ رکھون شرحبیل نے کہا میرے پاس بھی وہی مضمون ہے جو حبیب نے ادا کیا ڈرتا ہون اگر مین لب کشا ہون تو
وہی جواب ملے جو حبیب کو ملا یا علیؑ اگر تمہارے پاس سوائے اسکے کوئی اور جواب ہے تو بیان فرمائے - حضرت نے فرمایا ہان تیرے اور معاویہ کے لئے میرے پاس اور جواب ہے

خطبۂ امیر المومنین

پھر حمد حضرت باری اور نعت جناب مصطفوی ادا کی۔ اور فرمایا تحقیق کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کمال فضل و رفعت سے محمد مصطفےٰ کو کافۂ انام پر مبعوث کیا پس آنحضرت نے خلائق کو ضلالت و گمراہی سے نجات بخشی اور تفرقہ و اختلاف کو دور کیا اور جو اُن پر واجب تھا اُسکو بجا لائے آنحضرت نے وفات پائی تو لوگون نے ابوبکر بعد ازان عمر کو یکے بعد دیگرے اپنا حاکم و پیشوا بنایا اُنھون نے ہرچند عوام کے ساتھ عدل و انصاف سے سلوک کیا مگر ہماری جہت کو رعایت نہ رکھا حالانکہ ہم اہلبیت رسولخدا اور تمام خلقت کی نسبت آنحضرت سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور باوجود ہمارے دوسرا اس کام کے لیے سزاوار نہ تھا ان بعد عثمان کو تسلط ہوا تو اُس نے وہ حرکتین کین کہ لوگ برملا اُس پر اعتراض کرنے لگے آخرالامر سبنے جمع ہوکر اُسے قتل کیا ازان بعد میرے پاس جمع ہوئے مین ہرچند انکار کو مصلحت سمجھتا تھا مگر انھون نے قبول نکیا اور کہا اگر تم خلافت سے انکار کروگے تو اُمت محمدیہ مین تفرقہ و اختلاف واقع ہوگا لہٰذا مینے مجبورًا بیعت قبول کی۔ کچھ مدت اس پر نہ گزری تھی کہ طلحہ زبیر نے عہد شکنی کی پھر معاویہ نے بغاوت پر کمر باندھی حالانکہ وہ اسلام میں سابقہ نہین کھتا بلکہ طلیق ابن طلیق ہے وہ اور اُسکا باپ ابوسفیان ہمیشہ حضرت رسولخدا کے دشمن رہے گو آخرکار بزور تلوار و بخوف جان ظاہرا اسلام قبول کیا مجھکو تم لوگون سے تعجب ہے کہ اپنے نبی کے اہلبیت کو چھوڑ کر معاویہ کی اطاعت کرتے ہو حالانکہ احق و اولےٰ اطاعت کے لئے ہم لوگ ہین نہ معاویہ اب مین تمکو کتاب خدا و سنت رسولخدا و احیاء دین و ملت و اماتت بطلان و بدعت کی طرف دعوت کرتا ہون اسکو قبول کرو شرجیل و معن بن یزید نے کہا تم گواہی دیتے ہو کہ عثمان بظلم شہید ہوا یا نہین فرمایا مین اس کا قائل نہین اُن دونو نے کہا جو اسکا قائل نہین کہ عثمان مظلوم شہید ہوا اور اُسکے قاتلون سے بیزار نہین ہم اُس سے بیزار ہین یہ کہا اور چلے گئے امیر المومنین نے فرمایا صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی رب ت فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ یعنے حقتعالےٰ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ کے خطاب مین ارشاد فرماتا ہے کہ تو اموات کو نہیں سُناتا اور اپنی دعوت کی آواز کو بہرون کے کان مین نہین پہنچاتا جبکہ وہ پشت موڑ کر بھاگتے ہین تو کسی دل کے اندھے کو اُنکی گمراہی سے ہدایت نہین کرتا اور کوئی بات اُنکو نہین سُناتا مگر اُنکو جو ہماری آیات پر ایمان لائے وہی لوگ مسلمان ہین۔ پھر اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے امام کی اطاعت مین ثابت قدم رہو اور جس قدر وہ باطل پر اصرار رکھتے ہین تم اُنسے زیادہ حق پر مُصِر ہو **روضۃ الصفا** مین ہے کہ ابو درداء و ابوامامہ باہلی کہ اصحاب رسولخدا سے تھے اور چند مدت سے ملک شام مین متوطن تھے اُسوقت معاویہ کے لشکر مین حاضر تھے اُنہون نے معاویہ سے کہا۔ ہمکو تحقیق ہے کہ امیر المومنین تجھ سے زیادہ مستحق خلافت ہین پس تو کس حجت و دلیل سے اُنکے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اُس نے کہا طلب خون عثمان کے لیے صحابیون نے کہا کیا عثمان کو علی نے قتل کیا معاویہ نے کہا گو اُنہون نے خود قتل نہین کیا۔ مگر قاتلان عثمان اُنکے پاس موجود ہین اگر علی اُنکو میرے حوالے کرین کہ اُنسے قصاص لون تو تمام نزاع برطرف ہوجائے اور مین مع جملہ اہل شام اُنکی اطاعت میں داخل ہون یہ دونو علی کی خدمت میں داخل ہوئے اور جو معاویہ سے سُنا تھا گزارش کیا یہ خبر لشکر مین مشتہر ہوئی تو قریب بیس ہزار مرد نامور مسلح ہوکر اُنکے سامنے آئے اور کہا ہم تمام قاتلان عثمان ہین امیر المومنین نے فرمایا معاویہ انکو طلب کرتا ہے میں اس جم غفیر کو کس طرح اُسکے حوالے کرون ابوامامہ و ابودرداء نے جب یہ سُنا تو لشکرگاہ سے نکل گئے اور معاویہ سے بھی کنارہ کش ہوئے ٭

صف آرائی فریقین بمقام صفین ؁

اسمائے امرائے لشکر امیر المومنین و معاویہ بن ابو سفیان

مورخین نے لکھا ہے کہ جب ماہِ محرم جو ماہ ہائے حرام سے ہے تمام ہوا اور اس پیغام و سلام پر کوئی ثمرہ مترتب نہوا تو امیر المومنین نے بروزِ سلخ محرم قریب بغروب
آفتاب یزید بن حارث جسمی کو چند سپاہیون کے ساتھ تعین کیا اُس نے سپاہِ شام کے نزدیک جاکر جہان سے اُنکی آواز کو سُن لین کہا اے اہلِ شام امیر المومنین
فرماتے ہین کہ مینے جو اس عرصہ مین تمہارے ساتھ لڑائی کو ملتوی رکھا اس اُمید پر تھا کہ تم ہدایت پاؤ اور اپنے کردارِ ناہنجار سے تائب ہو پس راہِ ہدایت تمکو دکھائی
اور کلام اللہ کیطرف دعوت کی مگر تمنے بسمع قبول کچھ نہ سُنا اور اپنے تمرد و عصیان سے باز نہ آئے پس حُجّت تم پر تمام ہوئی اب ماہِ مُحرّم گزر گیا لاجرم تمہارے ساتھ
جنگ کرونگا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ؀ شامیون نے یہہ سنکر اپنے سردارون کو مُطّلع کیا۔ اور اُنکے ذریعہ سے معاویہ کو یہہ حال معلوم ہوا اہلِ حق و
اصحابِ باطل رات بھر سامانِ جنگ مین مشغول رہے شمعین روشن تھین اور جنگ کی تیاری ہو رہی تھی۔ حضرت امیر المومنین نے نشانِ جنگ ہاشم بن عتبہ
مرقال کے سپرد کیا سوارون پر عمار یاسرؓ پیادون پر عبد اللہ بن بدیل ورقا مقرر ہوئے میمنہ پر اشعث بن قیس میسرہ پر حارث بن مُرہ و عبدی قبیلہ مصر
کوفہ و بصرہ کا قلب مین و قبیلۂ ربیعہ اُنکے یمین و یسار اور گروہ باغیہ مین صاحب علم عبد الرحمن بن خالد ولید سوارون پر عبید اللہ بن عمر خطاب۔
پیادون پر مسلم بن عقبہ مرّی میمنہ پر عمرو عاص میسرہ پر حبیب بن سلمہ فہری اور قلب مین ضحاک بن قیس مع اہلِ دمشق کے۔ و بروایت دیگر میمنۂ عراق
عبد اللہ بن بدیل ورقا میسرہ پر عبد اللہ بن عباس سوارانِ کوفہ پر مالکِ اشتر سوارانِ بصرہ پر سہیل بن حنیف پیادگان کوفہ پر عمار یاسرؓ و پیادگانِ
بصرہ پر قیس بن سعد عبادہ کو کہ مصر سے آکر شریکِ صفین ہو گئے تھے مقرر کیا اور ہاشم بن عتبہ کو اُنکا رفیق گردانا۔ اور نیز عمار یاسر و عبد اللہ بن بدیل کو
قرارِ کوفہ پر سرداری بخشی اور رایاتِ قرارِ بصرہ مسعود بن فدکی تمیمی کو حاصل ہوئی۔ علے ہذا لشکرِ شام مین میمنہ پر ذوالکلاع میسرہ پر حبیب بن سلمہ سوارانِ
دمشق و شام پر عمرو عاص اور پیادگانِ دمشق پر مسلم بن عقبہ مرّی اور باقی پیادگان پر ضحاک بن قیس نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ اگلے روز بروز چہار شنبہ یکم
صفر المظفر ۳۷ ہجری کو دونو لشکر علے الصباح میدان مین آئے امیر المومنینؑ نے افواج شام کو دیکھا تو ہر قبیلہ کا نام اپنے اصحاب سے دریافت کرتے تھے
اور وہ بتاتے تھے کہ ہر ایک کی کمیت و کیفیت سے اطلاع حاصل کی پھر ہر ایک قبیلہ کے مقابلہ کے لئے عراق کے اُسی قبیلہ کو نامزد کیا۔ مثلاً ازدِ شام کے لئے ازدِ
عراق اور خثعم کے لئے خثعم وغیرہ وغیرہ الّا وہ قبائل کہ اہلِ عراق کے ساتھ اُنکے کمتر اشخاص تھے مثل قبیلہ بجیلہ کے کہ قبیلہ لخم کو اُنکا حلیف گردانا۔ پس مالکِ اشتر اہلِ عراق
سے و حبیب بن مسلمہ فہری اہلِ شام سے مع سپاہِ فراوان میدان مین آئے اور مصروفِ کارزار ہوئے چنانچہ بہت سے سعادتمندون نے جامِ خوشگوارِ شہادت
نوش کیا اور اکثر اشرارِ نابکار راہی دار البوار ہوئے امیر المومنین امام الاشجعین پیش روئے صفوف سے گزرتے تھے اور فرماتے تھے بندگانِ خدا تقوی
و پرہیزگاری حقتعالے کو اختیار کرو نظرین زیر اور آوازین پست رکھو کلام کم کرو۔ جنگ و جہاد پر دل نہاد ہو اضطراب و انتشار کو اپنے دلون مین راہ نہ دو
خدا کو یاد کرو اور شدائدِ جہاد کو صبر و سکون سے برداشت کرو تحقیق کہ اللہ صابرون کے ساتھ ہے پھر فرماتے اَللّٰھُمَّ اَلْہِمْھُمُ الصَّبْرَ وَاَنْزِلْ عَلَیْھِمُ النَّصْرَ
وَاَعْظِمْ لَھُمُ الْاَجْرَ پروردگارا تو صبر اُنکے دلون پر القا کر اور فتح و نصرت کو ان پر نازل فرما اور اجر و ثواب کو اُنکے عظیم کر اور نیز عادت تھی اُس جناب
کی کہ ایسے اوقات مین فرماتے تھے کہ جنگ مین پیشدستی نہ کرو غنیم کو شکست ہو تو مجروح و مدبر کو اُنکے قتل نہ کرو کشفِ عورت کسیکی نہ چاہیے قتیل کو مُثلہ نہ بناؤ
دشمن کی قیام گاہ مین پہنچو تو کسیکی پردہ دری روا نہ رکھو اُنکا مال غارت نہ کرو الّا جو مال کہ معرکہ جنگ میں حاضر ہو عورات سے متعرض نہو ہر چند وہ تمہاری
ننگ و ناموس کو دشنام دین یا تمہارے اُمرا و صلحا کی سب کرین کیلئے کہ اُنکی عقول ضعیف ہین ہم اُنسے بحالت اُنکے کفر کے ممنوع تھے چہ جائے کہ اب و

کلمات ہدایات آیات امیر المومنین

جنگ عمار یاسرؓ باعمرو عاص

اسلام مین مُخل ہین - اور نیز فرماتے تھے ایہا الناس نشانون کو سرنگون نہ کرو اور اُنکے مقامون سے اُنکو علٰحدہ نہ کرو اُنکے گردو پیش جمع رہو نہ تو پیچھے چھوڑو کہ خالی رہ جائین نہ آگے بڑہاؤ کہ دشمن چھین لین چاہئے کہ علم بردار تم سے بہادران غیور و مبارزان صبور ہون کہ بوقت نزول مصائب صبر و سکون سے اُنکی حفاظت کرین - **روضۃ الصفا** مین ہے کہ جسوقت فریقین صف بستہ روبرو ہوئے تو ایک شخص نے سپاہ شام سے آگے آکر پوچھا اے اہل عراق - اویس قرنی تمہارے ساتھ ہے - جواب دیا گیا کہ ہان ہمارے ساتھ ہے تیر اس استفسار سے کیا مدعا ہے سائل نے کہا مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ اُویس بہترین تابعین ہے ازروئے احسان کے یہہ کہکر وہ شخص شامیون سے جُدا ہو کر اہل حق سے ملگیا **مولف** کہتا ہے کہ تعجب ہے اس شخص سے کہ اُس نے اویس کے مقدمہ مین ایک حدیث سُنکر اُسے یاد رکھا حالانکہ اُویس صحابہ سے بھی نہ تھے اُنکا ذکر زبان حقائق ترجمان حضرت سید الانس و الجان پر شاذ و نادر آیا ہو گا اور امیر المومنینؑ کہ برادر و داماد بلکہ نفس رسول تھے اور خلوت جلوت سفر حضر مین ہمیشہ ملازم رکاب سعادت انتساب رہتے تھے اور اپنی ابتدار ولادت سے ہنگام وفات اُس جناب تک مُدام ملحوظ نظر عنایت اور زیر تربیت و تعلیم جناب ختمی مآب ہے **بالجملہ** مناقب و محاسن اُس جناب کے مثل آفتاب کے روشن و نزد ہر دوست و دشمن ثابت و مبرہن تھے ہزارہا آیات و احادیث اُنکے حق مین ہر کس و ناکس کی زبان زد تھین ایک حدیث بھی مثل حدیث اویس آپکی شان مین اس شخص کو نہ ملی کہ اُس کی ہدایت کا سبب ہوتی اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ٥ **القصہ** اگلے روز دوسری صفر کو پھر فوجین تیار ہوئین لشکر عراق سے ہاشم بن عتبہ مرقال اپنے اصحاب کو لیکر میدان مین آئے اور معاویہ کی جانب سے ابوالاعور سلمی مع ایک جماعت درشت خو برخاشجو اہل شام کے نکلا شام تک بدستور لڑائی ہوتی رہی رات ہوئی تو فریقین اپنے منزل و مقام کو واپس ہوئے **تیسرے** روز حسب الحکم حضرت مرتضوی عمار یاسرؓ آمادہ پیکار ہوئے جماعت مہاجر و انصار و شجاعان بدر اصحاب رسول مختار اُنکے ساتھ تھے اُدھر سے عمرو عاص ایک لشکر خونخوار ہمراہ لیکر مقابل ہوا حضرت عمار اُثنار جنگ مین پکار کر کہتے تھے اے اہل شام اگر تم چاہتے ہو کہ دشمن خدا و رسول و بدخواہ مسلمین لشت پناہ مشرکین ضالین کو معائنہ کرو تو یہہ معاویہ ابن ابوسفیان موجود ہے اسکو دیکھ لو اور اُسپر لعنت کرو حقتعالی اُسپر لعنت کرے یہہ چاہتا تھا کہ نور خدا کو بجھاوے اور اعدائے خدا کی اعانت کرے قسم بخدا کہ مین اسکو خوب پہچانتا ہون کہ ہمیشہ مسلمانون کا دشمن فاسقون بدکارون کا دوست رہا ہے جب حقتعالی نے اپنے نبی کی نُصرت کی اور دین مبین ظاہر ہوا تو اُس نے بزور شمشیر اسلام قبول کیا تھا - آنحضرت نے وفات پائی تو پھر نافرمان ہو گیا **نصر** کہتا ہے کہ عمرو عاص نے اُس روز نیزہ پر خمیصہ سیاہ (ایک دہاری دار کپڑا تھا) باندہ کر کہا یہہ وہ نشان ہے کہ حضرت رسولخدا نے میرے لئے ترتیب دیا تھا اس بات کا چرچا ہوا اور شدہ شدہ یہہ خبر حضرت امیر المومنینؑ تک پہنچی تو آپنے فرمایا حضرت رسولخدا نے اس خمیصہ کو نکالا اور فرمایا کہ کون ہے کہ اسکو لے اور اسکی شرائط کا ذمہ دار ہو عمرو عاص نے کہا یا رسول اللہ کیا اسکی شرائط ہین فرمایا مشرکین کے پاس نہ جائے اور مسلمین سے جنگ نہ کرے قسم بخدا کہ عمرو نے یہہ شرطین پوری نہ کین وہ مشرکین کے پاس بھی گیا اور آج مسلمین سے جنگ کرتا ہے پھر فرمایا وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا اَسْلَمُوْا وَلٰكِنِ اسْتَسْلَمُوْا وَاَسَرُّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا وَجَدُوْا اَعْوَانًا رَجَعُوْا اِلٰى عَدَاوَتِهِمْ قسم بخدائے عزوجل کہ جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا کہ یہہ لوگ بطوع و رغبت اسلام نہ لائے تھے بلکہ بظاہر اُنکا اقرار کیا تھا دلمین کفر پوشیدہ تھا جب مددگار پائے حسب دستور سابق ہمارے بغض و عداوت کیطرف مراجعت کی - الحاصل عمار کے ساتھ زیاد بن نضر امیر سواران تھا اُسکو کہا کہ سوارون کے ساتھ آگے بڑہے اور خود پیادون کو لیکر اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ عمرو عاص اپنے مقام پر نہ ٹھیر سکا پیچھے ہٹ گیا

منقول ہے کہ زیاد مذکور کا مادری بھائی معاویہ بن عمر و عقیلی نام کہ لشکرِ شام مین تھا ہنگام جنگ زیاد کے مقابل ہوا زیاد نے ایک وار ایسا کیا جس کے صدمہ سے عقیلی زمین پر گر پڑا زیاد گھوڑے سے اُتر کر بارادۂ ذبح جلد اُسکے سینہ پر چڑھا لیکن نقاب اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسکا بھائی ہے ہاتھ کو تھام لیا۔ کسی نے کہا اے زیاد قتلِ دشمن مین کسلیے سُستی کرتا ہے جلد اس کا کام تمام کر کہا کس طرح سکو قتل کرون یہہ میرا بھائی ہے کہا ایسا ہے تو چھوڑ دے زیاد نے کہا یہہ بھی نہین ہو سکتا جبتک کہ عتبہ عالیہ حضرت مرتضوی سے اسکی اجازت نہو۔ یہہ خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی تو فرمایا جلد جاؤ اور اسکو قتلِ برادر سے مانع آؤ روزِ چہارم محمد بن حنفیہ اس طرف سے اور عبید اللہ بن عمر خطاب اُدہر سے امیرِ جنگ تھے شام تک کشت و خون رہا مگر غالب مغلوب مین امتیاز نہوئی۔ نصر کہتا ہے کہ معاویہ نے اُس روز قبۂ عظیم برپا کیا اور پارچہ جات اُس پر ڈال کر اُسکی شکوہ بڑہائی تھی اور خود اُسکے تلے بیٹھا تھا عبید اللہ نے محمد حنفیہ کو مبازرت کے لئے طلب کیا محمد چلے امیر المومنین نے اُنکو بلایا اور خود پیادہ پا شمشیر ہاتھ مین لئے ابن عمر کے پاس آئے اور کہا میرے ساتھ جنگ آزما ہو عبید اللہ نے کہا مجھکو تمہارے جنگ کی حاجت نہین اور اپنے مقام کو لوٹ گیا پانچوین دن عبد اللہ بن عباس افواجِ کوفہ پر اور ولید بن عقبہ برادر مادری عثمان افواجِ شام پر امیر ہو کر میدان مین آئے ولید پلید کی نظر ابن عباس پر پڑی تو بکمالِ بیحیائی زبان مذمت بنی عبد المطلب مین کہ بلاشبہ حضرت فخر کائنات انہیں شامل ہین کھولی اور روسیاہی دنیا و عقبی اپنے لئے مہیا کی۔ پھر کہا یا ابن عباس تم نے قطع رحم کیا اور اپنے امام یعنے عثمان کو قتل کرایا پس اب صنعت خدا کو اپنے حق مین کسطرح پاتے ہو جس بات کی آرزو رکھتے تھے تمکو حاصل نہوئی ہم انشاء اللہ تم پر فتحیاب ہونگے اور تمکو ہلاک کرین گے عبد اللہ نے کہا اے ولید اس بیہودہ سرائی سے کیا فائدہ میرے مقابلہ میں آ خود معلوم ہو جائیگا کہ فتح و نصرت کس کے لئے ہے اور ہلاکت کسکے لئے ولید مین تابِ مقابلۂ عبد اللہ نہ تھی پشت موڑی اور بھاگ گیا ابن عباس نے بہیئت مجموعی حملہ کیا آتش قتال مشتعل ہوئی میدانِ کارزار کثرتِ گرد و غبار سے تیرہ و تار نظر آنے لگا۔ جوانمردون نے باگین چھوڑ دین اور قبضہائے شمشیر ہاتھون مین تھام لئے صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی سُستی و ماندگی کسیطرف سے ظاہر نہوئی **نصر** کہتا ہے کہ اُس روز سمرہ بن صبلح حمیری مع قُرّاء شام شامیون سے جدا ہو کر علی علیہ السلام سے مل گیا۔ اس سے معاویہ و عمرو عاص کو سخت صدمہ پہنچا اور کمر ہمت اُنکی ٹوٹ گئی عمرو نے کہا اے معاویہ تو انہین لوگون کے بھروسہ پر علی سے لڑنے کی ہوس پکاتا ہے جو حضرت رسولخدا کے نزدیکی رشتہ دار ہین اور اسلام مین سابقہ و تقدم رکھتے ہین۔ علاوہ برین اشرافِ صحابِ رسولخدا نے اُنکی حمایت پر کمر باندھی ہے پس جو کچھ تجھسے ہو سکے جلد اسکی کوئی تدبیر کر اور بطمع و خوف لوگون کو اپنی طرف رغبت دلا قبل اسکے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور پھر بجز کف افسوس ملنے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ تو نہین جانتا کہ تیرا کام سراپا باطل ہے اور علی ہر طرح سے حق پر ہین معاویہ نے یہہ سنکر امر کیا کہ بزرگانِ شام و سرانِ سپاہ انجمن ہون اور خود ممبر پر گیا اور کہا ایہا الناس اپنے سرون اور جانون کو مستعار و لڑائی مین قتل ہونے سے خوف نہ کرو اور اپنے موقعہ و مقام سے فرار نہ کرو۔ آج روزِ قتل و ہلاکت ہے اور روزِ حفظ آبرو۔ آگاہ رہو کہ تم حجت و برہان حق ہو کس لئے کہ تم اُس شخص سے جنگ کرتے ہو جس نے خلیفہ عثمان کی بیعت کو توڑ ڈالا اور اُسکو قتل کرا دیا خدا کے سامنے اُسکو کوئی عذر نہین۔ معاویہ یہہ کلام کر چکا تو عمرو عاص ممبر پر گیا اور اس سے دوسرے درجہ پر کھڑے ہو کر کچھ کلمات تحریض و ترغیب جنگ میں بیان کئے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جو یہہ سُنا تو لوگون کو جمع کر کے خطبۂ بلیغ ادا کیا ابو سنان اسلمی کہتا ہے گویا مین دیکھتا ہون کہ وہ حضرت کمان پر تکیہ کئے کھڑے ہین اور صحابِ رسولخدا اُنکے گرد و پیش جمع ہین گویا وہ حضرت دوست رکھتے ہین کہ لوگ کثرت صحابہ کو آپکے ساتھ مشاہدہ کرین خلاصہ کلام صدقت انفضمام یہہ ہے **ایہا النّاس** جو کچھ مین کہتا ہون بگوشِ دل سُنو اور یاد کرو تحقیق کہ نخوت و تجبر و خیلاء و تکبر خصائل نکوہیدہ سے ہین اُنکا خوگر نہونا چاہئے شیطان لعین کہ تمہارا عدو مبین ہے امورِ باطل کو تمہارے لئے

زیب و زینت دیتا ہے - آگاہ رہو کہ سب مسلمان بایکدگر بمنزلہ بھائیون کے ہین پس تم باہم نزاع و تکرار نکرو بلکہ ایک دوسرے کے ناصر و مددگار ہو تمکو معلوم ہو کہ
شرائع دین ایک ہین اور طرق صدق و یقین واحد جنھون نے اُنکو اختیار کیا فوز و فلاح پائی جو اس سے روگردان ہوا تباہ و ہلاک ہوا - مرد مسلمان وہ ہے
کہ اگر کوئی امانت اُسکے سپرد ہو اُس مین خیانت نکرے وعدہ کرے تو اُسکو وفا کرے کلام کرے تو کذب و دروغ کو ہمین دخل نہ دے - تحقیق کہ ہم اہلبیت رحمت
ہین ہماری گفتار راست و کردار درست استوار ہین حضرت خاتم النبیین و پیشوایان دین ہم سے ہین ہم حافظ کتاب اللہ اور اُسکے عامل ہین تمکو خدا اور رسول کیطرف
دعوت کرتے ہین اور دشمنان دین پر جہاد کرنے کو بلاتے ہین - اور ادائے نماز و اخراج زکوٰۃ و حج خانۂ خدا اور روزۂ ماہ رمضان کا حکم کرتے ہیں اور توفیر حق کا
اُسکے اہل کے لئے امر کرتے ہین - تعجب ہے کہ معاویہ ابن ابوسفیان اموی و عمرو بن عاص سہمی میری عداوت پر لوگون کو ترغیب کرتے ہین اور اسکو بزعم
فاسد اپنی دینداری تصور کرتے ہین تم جانتے ہو کہ مینے مدۃ العمر مین ایک طرفۃ العین حضرت رسولخدا کی نافرمانی نہین کی اور توفیقات ربانی سے اُن
دشوار مواقع مین اس جناب کی نگہبانی کی جہان بڑے بڑے بہادر نہین ٹھیر سکے اور بدلون مین لرزے پڑ گئے جس وقت آپنے رحمت الٰہی کیطرف انتقال
کیا تو سر مبارک آنحضرت کا میری آغوش مین تھا پھر مینے غسل دیا تو ملائکہ سموات میری امداد کرتے تھے - بخدا سوگند کہ کسی اُمت نے اپنے پیغمبر کے بعد خلاف
نہین کیا الا یہہ کہ اہل باطل نے اہل حق پر دست قدرت پائی الا ماشاء اللہ **چھٹی جنگ** ۶ - صفر روز دوشنبہ کو ہوئی سعید بن قیس ہمدانی اہل حق
و ذوالکلاع حمیری اصحاب بطلان کیطرف امیر لشکر تھے علقمہ بن عمر کہتا ہے کہ عین ہنگامۂ جنگ مین ایک شخص ہتھیار لگائے قرآن گلے مین لٹکائے فوج شام سے
نکلا اور بجائے رجز اس آیۂ شریفہ کو باواز بلند پڑھتا تھا عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَاءِ الْعَظِیْمِ مینے قصد کیا کہ آگے جا کر اُسکے ساتھ جنگ کرون امیر المومنین
نے مجھکو آواز دی کہ اپنے مقام پر ٹھیر اور خود بنفس نفیس اُسکے پاس گئے اور فرمایا اَتَعْرِفُ النَّبَاءَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ یعنی تو
اس نبأ عظیم کو پہچانتا ہے جس مین ان لوگون نے اختلاف کیا ہے اُس نے کہا نہین فرمایا قسم بخدا کہ وہ نبأ عظیم و خبر بزرگ جسمین تم نے اختلاف کیا ہے مین ہون
میری امامت و خلافت مین نزاع کرتے ہو اور بعد قبول اُس سے منکر ہو - میری ہی تیغ کی درخشندگی سے تمکو ظلمت ظلم و کفر سے نجات ملی اور مجھی پر
بغاوت کرتے ہو اور جو کچھ حضرت رسولخدا سے بروز غدیر میرے بارے مین تم نے سنا تھا اُسکو بھلا دیا قریب ہے کہ بروز قیامت تمہاری اُن اعمال کی
سزا تمکو ملے - یہہ فرما کر اُسکو قتل کیا پھر ایک اور سوار کا اہل شام سے ارادہ کیا - عمرو بن حصین سکونی بگمان اسکے کہ آپ ہمہ تن مشغول جنگ پس و پیش سے
بے خبر ہین آہستہ آہستہ آیا کہ ضربت لگائے امیر المومنین آگاہ ہو گئے اور مونھہ اُسکی طرف کر کے کچھ اشعار پڑھے جنکا حاصل یہہ تھا کہ مین غافل نہین مگر سعید
بن قیس ہمدانی نے اُسکو دیکھا تو مانند برق اُسکے سر پر پہنچا اور ایک برچھی سے کام تمام کیا عمرو بن حصین مذکور سپاہ شام مین نامور سردار تھا - معاویہ کو
اُسکے قتل ہونے سے بہت صدمہ ہوا ذوالکلاع حمیری کو بلایا اور کہا اے ذوالکلاع ابن حصین کے مارے جانے سے جہان روشن میری نظر مین تیرہ و تار
ہو گیا تو چیدہ چیدہ سوار ہمراہ لیکر قبیلۂ ہمدان سے اُسکے خون کا بدلا لے ذوالکلاع ایک ہزار سوار ساتھ لیکر بڑے غیظ و غضب مین نکلا امیر المومنین

سلہ ۶ خراج و غنیمت و خمس فئے بمعنی رجوع است کانہ فی الاصل کان لاہم ثم رجع الیہ ومنہ ما افاء اللہ علی المسلمین ای ارجعہ الیہم و منہ رانہم ۱۲ ۶ حافظ ابونعیم سنی نے کتاب حلیۃ الاولیاء مین حضرت رسولخدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مراد نبأ عظیم سے خلافت اور محبت علی بن ابی طالب ہے کہ کل قیامت کو قبر مین اُنکی بابت سوال کرین گے - یعنی
کوئی شخص مشرق و مغرب کا ایسا نہین مگر یہہ کہ منکر نکیر اُس سے خدا و رسول و امامت و دوستی علی بن ابی طالب سے سوال کرتے ہین پس خوشا حال اُس کا جس نے اُنکی امامت کی
تصدیق کی اور اپنا امام اُنکو جانا اور وائے ہے اُس پر جس نے اس سے انکار کیا ۱۲ منہ عفی عنہ

جانبازی قبیلۂ ہمدان

ے قبیلہ ہمدان سے کہا ذوالکلاع خاصتہً تمہارا ارادہ رکھتا ہے ہشیار ہوجاؤ سران قبیلہ نے عرض کی یا امیر المومنین ہم انکو اور اُنکے صحابکو کافی ہین حضرت ذرا تردد
نہ کرین پس ذوالکلاع اُدہر سے اور قبیلہ ہمدان اِدہر سے بڑہا اور لڑائی شروع ہوگئی طرفین سے خوفناک حملے ہوئے بہت سے جان باز شکار شیر اجل ہوئے آخر لشکر
شام منہزم ہولا اور قبیلہ ہمدان نے فتح پائی سعید بن قیس گریختون کا تعاقب کرتے کرتے خاص معاویہ کے خیمہ تک پہنچا اور بہت سے شامیون کو ذائقہ مرگ چکھایا پھر بفتح
و فیروزی بخدمت بابرکت امیر المومنین میں واپس آیا حضرت نے قبیلہ ہمدان کی بہت مدح و ستائش کی اور آفرین فرمائی۔ اور کہا اَنْتُمْ دِرْعِیْ وَرُمْحِیْ تم میرے نیزہ
و زرہ ہو سعید نے عرض کی یا امیر المومنین ہم اس جد و جہد سے آپ پر منت نہین رکھتے بلکہ جو کچھ کرتے ہین راہ خدا مین کرتے ہین خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمکو توفیق
دی۔ کہ حضرت کے خدمت کی سعادت حاصل کی۔ اگر آپ امر کرین تو جلتی آگ مین کود پڑین بحر مواج مین گر جائین حضرت نے چند اشعار آبدار قبیلہ ہمدان کی شان مین
ارشاد کیے کہ دیوان فصاحت شان مین موجود ہین انمین بہت کچھ ان لوگون کی جان فشانی و نیاز مندی کی داد دی اور قدر افزائی فرمائی ہے۔ آخر مین آپ فرماتے
ہین ؎ اِذَا کُنْتُ بَوَّابًا عَلٰی بَابِ جَنَّۃٍ ۔ اَقُوْلُ لِھَمْدَانَ اُدْخُلُوْا السَّلَامُ ؎ یعنی جب مین در جنت پر صاحب ختیار
ہونگا تو قبیلہ ہمدان سے کہونگا کہ تم بسلامت داخل ہو **نصر** کہتا ہے کہ جنگ صفین ابتدا ماہ صفر ۳۷ہجری سے شروع ہوا علی علیہ السلام بیشتر اسپ پر سوار
ہوتے تھے بروز جنگ آپکے لئے ایک اسپ تیز و تند سیاہ فام کہ ٹاپون سے زمین کو کھودتا تھا لائے جو حمحمہ و آواز رکھتا تھا جب اُس پر سوار ہوئے تو فرمایا سُبْحَانَ
الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ
امیر المومنین جب لڑائی کے لئے سوار ہوتے تھے تو فرماتے تھے یا کٓھٰیٰعٓصٓ بالجملہ ساتوین تاریخ کو جنگ عظیم و شدید ہوا کہ اُس سے بیشتر ایسا نہوا تھا حضرت امیر
کل امیر اُس روز علی الصباح نماز سے فارغ ہوکر سوار ہوئے اور دست مبارک جانب آسمان بلند کرکے عرض کی پروردگار تو وہی ہے جسکی طرف آنکھین بلند ہوتی
ہین اور جس کے سامنے دستِ دعا مبسوط ہوتے ہین قدم تیری جانب حرکت کرتے ہیں اور قلوب تیری طرف منجذب ہوتے ہین جملہ امور کا فیصلہ تیرے ہاتھ
ہے ہمارے اور انکے درمیان بھی حکم کر کہ تو بہتر ہے حکم کرنے والونکا خداوندا ہم تیری طرف شکایت لیجاتے ہین تیرے نبی کی غیبت اور دشمنون کی کثرت اور دوستونکی
قلت سے اور طریقون کے اختلاف اور زمانے کی شدائد اور فتنون کے ظہور سے پس فتح و نصرت سے ہماری اعانت کر کہ سلطنت حق عزت حاصل کرے **نصر**
کہتا ہے کہ آنحضرت کا دستور تھا کہ جنگ مین ان کلمات کو کہتے تھے وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی قَالَ ھِیَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فرماتے تھے
کہ یہ آیہ فتح و نصرت ہے پس اسکو پڑھتے اور دشمنون کو خاک ہلاک پر ڈالتے تھے اور نیز فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنْ ظَھَّرْتَنَا عَلٰی عَدُوِّنَا فَجَنِّبْنَا الْبَغْیَ وَسَدِّدْنَا
لِلْحَقِّ وَاِنْ اَظْھَرْتَھُمْ عَلَیْنَا فَارْزُقْنَا الشَّھَادَۃَ وَاعْصِمْ بَقِیَّۃَ اَصْحَابِیْ مِنَ الْفِتْنَۃِ خداوندا اگر ہمکو دشمنون پر فتح و نصرت بخشے تو بغاوت و طغیان سے
ہمکو باز رکھ اور حق پر استوار کر اور جو انکو ہم پر غلبہ دے تو ہمکو شہادت روزی کر اور ہمارے باقی ماندون کو فتنہ و فساد سے محفوظ رکھ **بالجملہ** جب لشکر نے دیکھا

حلیہ حضرت امیر المومنین

کہ امیر المومنین متوجہ حرب ہین انکی طرف پیش قدمی کی اس روز عبداللہ بن بدیل خزاعی میمنہ پر و عبداللہ بن عباس میسرہ پر اور سب لوگ اپنے اپنے محل و مقام پر اپنے
نشانون کے ساتھ تھے اور امیر المومنین مع اہل مدینہ کہ بیشتر اُنمین انصار نصرت شعار تھے قلب مین تشریف رکھتے تھے اور آپکے ساتھ بنی خزاعہ و بنی کنانہ کی معقول
جماعت تھی نصر بن مزاحم مورخ صفین نے شمائل مبارک حضرت امیر المومنین اس طرح پر بیان کیے ہین کہ قد مبارک میانہ نہ پست نہ بلند جسم پر گوشت و فربہ آنکھین

لہ جمح الفرس جموحا و جماحا و جمحا توسنی کرد اسپ ۱۲ منتہی

سیاہ وکشادہ چہرہٗ انور حُسن وخوبی مین مثل ماہِ شب چاردہ تابان شکم بزرگ سینہ فراخ کف دست ضخیم وقوی استخوانِ مفاصل دُرشت وسطبر گردن مثل صراحی اقدہ شدّتِ صفائی سے چمکتی تھی سرِ اقدس آگے کی طرف سے بے مُوئے پیچھے سے گردن تک کہین کہین بال سرہائی استخوان مثل شیر وپلنگ باہم چپان کہ گویا جڑے ہوئے ہین حرکت ورفتار مین قوّت وطاقت منودار تھی کوئی عضو بہ نسبت دوسرے کے سُست وضعیف نہ معلوم ہوتا تھا شانے گندہ گوشت سے بھرے ہوئے - پہنچون سے بازو تک برابر ہموار نشان رگ وپے نمایان نہ تھے کلائی مین یہہ قوّت تھی کہ زور آور سے زور آور کا ہاتھ پکڑ لیتے تو بیجان کئے بغیر نہ چھوڑتے تھے رنگِ مُبارک گندم گون بینی باریک کشیدہ لڑائی پرچلتے تو جلد جلد قدم اُٹھاتے تھے حقتعالی نے انکو معرکون مین فتح ونصرت سے خصوصیّت بخشی تھی زید بن حسنؓ سے روایت ہے کہ معاویہ نے عمرو عاص کو حکم دیا کہ لشکر کو ترتیب دے عمرو میدان مین آیا اور کہا اے اہلِ شام صفونکو درست کرو اور سرونکو عاریتاً ہمکو دو کہ کام اب انتہا کو پہنچ گیا ہے بہت دیر باقی نہین جلد حق وباطل مین تمیز ہوا چاہتی ہے اُس طرف سے ابوالہیثم بن تیہان صحابی کہ شرکار بیعت عقبہ وغازیانِ بدر سے تھے نکلے اور کہا اے اہلِ عراق تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان خواہ نصرت وغلبہ پاؤ یا شہید ہوکر داخل جنّت ہو ایک ساعت سے زیادہ باقی نہین قدم جمائے رہو اور صفوف کو ہموار رکھو سرون کو رضائے خالق مین عاریتاً دے ڈالو اور اُس کی درگاہ سے اعانت امداد چاہو اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ یُوۡرِثُہَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ **ترجمہ تحقیق** زمین حقتعالی کے لئے ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون سے اُسکا وارث کرتا ہے اور خوبی آخرت کی پرہیزگارون کے لیے ہے آتھم کہتا ہے کہ ساتوین صفر ایام عظیمہ سے صاحب اہوال شدید تھی اُس روز پہلی لڑائی حجر خیر وحجر شر کے درمیان ہوئی حجر الخیر لقب حجر بن عدی کا ہے کہ صحاب جناب ولایتمآب سے تھا اور حجر الشر اُسکا چچازاد بھائی بزمرہٗ اہلِ شام منسلک تھا یہہ دونو قبیلہ کندہ سے تھے پس حجر الشر نے میدان مین نکلکر مبارز رجا ہا تو حجر بن عدی اُسکے مقابل ہوا دونو اپنے اپنے نیزون سے نیزہ بازی کر رہے تھے کہ اس عرصہ مین خزیمہ بن ثابت اسدی سپاہ شام سے نکلکر اُن کے درمیان آیا اور حجر بن عدی کے ایک نیزہ لگایا کچھ اشخاص اصحاب امیر المومنین سے آگے بڑہے اور خزیمہ مذکور کو بیاد اش ضربت حجر قتل کیا اور حجر الشر پر بھی حملہ آور ہوا مگر وہ فرار کرکے اپنے لشکر مین گھس گیا جب یہہ لوگ اپنے مقام پر واپس آئے تو وہ پیچھا پھر گھوڑا چمکاتا ہوا باہر نکلا - حکم بن ازہر اُسکے سامنے آیا تھوڑی دیر حربون کی ردّوبدل ہوئی آخر حکم نے شہادت پائی رفاعہ بن حمیری بن حکم - حکم کے مقتول ہونے سے بے تاب ہوکر دلوانہ وار میدان میں آیا اور آتے ہی حجر شر کا کام تمام کیا پس امیر المومنین علیہ السلام نے بغرض اتمام حجّت قرآن مجید ہاتھ مین لیا اور فرمایا کون ہے کہ اسکو مجھ سے لے اور اس قوم مورد لوم کے پاس جاکر انکو اسکی طرف دعوت کرے ایک مرد سعید بن قیس نام آگے آیا اور عرض کی یا امیر المومنین مین اس کارکے لئے ہون آپنے سکوت کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر اُنہیں کلمات طیّبات کا اعادہ فرمایا پھر اُسکے سوا کیسکو جرأت نہوئی اُس نے کہا یا امیر المومنین میں اس کار کے لئے ہون حضرت نے مصحفِ مجید اُسکے حوالے کیا - سعید قرآن شریف کو لیکر معاویہ کے لشکر مین گیا اور کہا اے اہلِ شام اس سرکشی اور بغاوت سے باز آؤ اور بموجب امرِ الٰہی کاربند ہو امیر المومنین تمکو کتابِ خدا کی طرف دعوت کرتے ہین اُسے قبول کرو اور جو راہ کہ مہاجرین وانصار نے اختیار کی ہے اُسکے خلاف نہ چلو شامیون نے بجائے اسکے کہ اُسکی دعوت کو قبول کرین اُس بے گناہ کو تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا آتھم کہتا ہے کہ اُسوقت امیر المومنین نے عبداللہ بن بدیل خزاعی سے کہا کہ حملہ آور ہو ابن بدیل نے کہ دلیری ودلاوری مین بے بدل تھا موجب اشارہ کے حملہ کیا - کہتے ہین کہ اُس روز اُس نے دو زرہین پہن رکھی تھین اور دو تلوارین دونو ہاتھون مین رکھتا تھا - مانند شیر شرزہ رجز پڑھتا تھا اور حملے کرتا تھا حتّٰے کہ بڑھتے بڑھتے خیمہ گاہ معاویہ کے

شہادت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ

قریب پہنچا معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کے پاس کسیکو بھیجا کہ ہماری امداد کو پہنچ اور ہن بلائے جانستان کو ہمارے سر سے دفع کر پس حبیب مع میسرۂ
شام حرکت مین آیا اور میمنۂ عراق اور میسرۂ شام باہم دست و گریبان ہو گئے نصر کہتا ہے کہ ابن بدیل کا ایک بھائی عثمان نام اُس جنگ مین مارا گیا تھا۔ وہ
اُسکا خون طلب کرتا تھا اور یالثارات عثمان کہتا تھا اسلئے معاویہ اور اُسکے اصحاب کو تین مرتبہ دہوکا ہوا کہ عثمان بن عفان کے خون کا طلبگار ہے
بالجملہ فریقین مین بہت شدت سے لڑائی ہوئی۔ اور مردانِ مرد خوب ہی جی توڑ کر لڑے آخر اہلِ عراق کا پائے ثبات متزلزل ہوکر منہزم ہوئے۔ الا بُدیل
اُسی دلاوری سے حملہ پر حملہ کرتا تھا یہانتک کہ اُس نے معاویہ کو اُسکے مقام سے ہٹا دیا اور ہرچند اُسکے ساتھ سَو مرد سے زیادہ نہ تھے تاہم مُصمّم ارادہ رکھتا
تھا کہ معاویہ کو قتل کئے بغیر مراجعت نہ کرونگا۔ لاجرم جس طرف کو باگ اُٹھاتا تھا شامی اُسکے آگے سے مثل گلۂ گوسفند کے بھاگ جاتے تھے حتّے کہ معاویہ کے سر پر
جا پہنچا معاویہ کے شدتِ خوف و ہراس سے حواس خطا ہو گئے اور چلا کر کہا وائے ہو تم پر اگر ہتھیارون سے اس مرد کو نہین روک سکتے تو کیا پتھر بھی تمہارے پاس نہین
یہہ سنکر شامیون نے عبداللہ کو سنگِ باران کیا بحدیکہ وہ گھوڑے سے گرا پس شامیون نے دوڑ کر تلوارون سے شہید کیا رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ مقتول ہوا تو معاویہ
شاد و خندان اُسکی لاش پر آیا۔ عبداللہ بن عامر کہ ابن بدیل کے دوستون سے تھا اُسوقت معاویہ کے ساتھ تھا اُسکی لاش کو خاک و خون مین غلطان دیکھ کر
متاسف ہوا اور عمامہ اپنے سر سے اُتار کر جلد اُسکے موہنہ پر ڈال دیا معاویہ نے کہا اسکا موہنہ کھول ابن عامر نے کہا لا واللہ یہہ کبھی نہوگا کہ مین زندہ
ہون اور تو اسکی ناک کان کاٹ کر مثلہ کرے معاویہ نے کہا مینے اسکو تجھے بخشا تب عبداللہ نے اُسکا موہنہ کھولا معاویہ نے صورت دیکھ کر کہا قسم بخدائے کعبہ کہ
ابن بدیل رئیس قوم تھے بار الہا تو اشتر نخعی و اشعث کندی پر مجھ کو مظفر کر پھر کچھ اشعار مدحِ عبداللہ مین پڑہے اور کہا قسم بخدا کہ قبیلۂ خزاعہ میری عداوت مین
ایسا سرگرم ہے کہ اگر انکی عورتون سے ہو سکے تو وہ مردون سے زیادہ مجھکو آزار دین بالجملہ عبداللہ بن بُدیل کے قتل ہونے سے شامیون کے حوصلے بڑہ گئے
اور انہون نے میمنۂ عراق پر ایک حملہ گران کیا عراقیون سے قرار نہو سکا بھاگ نکلے امیر المومنین نے سہل بن حنیف انصاری کو مع اُسکے اصحاب کے میمنہ کی
امداد کے لئے مقرر کیا کچھ فائدہ نہوا وہ بھی منہزم ہوئے حضرت اُسوقت اہلِ یمن کے ساتھ قلبِ لشکر مین تشریف فرما تھے جب آثار ہزیمت وہان تک محسوس
ہونے لگے تو آپنے میسرہ کیجانب میل کیا وہان بھی قبیلۂ مضر کے قدم نہ جمے اُسوقت بجز قبیلۂ ربیعہ کے کوئی امیر المومنین کے ہمراہ نہ تھا۔ زید ابن وہب سے
روایت ہے کہ امیر المومنین مع اپنی اولادِ امجاد قلب سے میسرہ کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ اُسوقت آپکے ساتھ صرف قبیلۂ ربیعہ رہ گیا تھا چونکہ لشکرِ شام
کیطرف سے تیرونکی بوچھاڑ ہو رہی تھی کہ کوئی تیر دوش مبارک پر سے گزرتا تھا اور کوئی زیر بغل سے حضرت تیرون کو لیتے اور دست مبارک سے توڑ ڈالتے اور بنفس
نفیس اپنے فرزندانِ دلبند یعنے حضرت امام حسن و امام حسین و محمد بن حنفیہ رض کی حمایت و حفاظت فرماتے اور اُنکے اور اہلِ شام کے درمیان حائل ہوتے کہ مبادا
کوئی تیر اُنکو صدمہ نہ پہنچا دے احمر نام غلام عثمان بن عفان کہ شجاعانِ روزگار سے شمار ہوتا تھا یہہ حالت دیکھ کر حضرت کیطرف آیا ادہر سے کیسان غلام
امیر المومنین آگے جا کر اُسکا سدّ راہ ہوا اور ایکنے دوسرے پر وار کیا آخر کیسان احمر کے ہاتھ سے شہید ہوا حضرت یہہ دیکھ کر شدت غضب سے افروختہ ہو گئے اور فرمایا
قَتَلَنِیَ اللہُ اِنْ لَمْ اَقْتُلْکَ خدا مجھکو قتل کرے اگر تجھے قتل نکرون اور بکمال غیظ کے کسی حربہ کیطرف بھی متوجہ نہوئے ہاتھ بڑہا کر گریبانِ زرہ کو اُسکے
پکڑا اور گھوڑے سے اُٹھا کر اسقدر بلند کیا کہ دونو ٹانگین اُسکی گردن مبارک سے لگتی تھین پھر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ استخوان گردن و سینہ سب چور
چور ہو گئے۔ بعد ازان مثل شیر گرسنہ شاہزادون کو امر کیا کہ اُسکا فیصلہ کرین امام حسین و محمد حنفیہ رض نے تلوارون سے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے افواج شام

یہہ دیکھکر مخصوص اُس جناب پر حملہ آور ہوئی **راوی** کہتا ہے قسم بخدا کہ آنحضرت کو ذرا اسکی پروانہ تھی جُون جُون شامی نزدیک ہوتے جاتے تھے آپکے قدمہائے مبارک جلد جلد اُنکی طرف کو اُٹھتے تھے - اُسوقت حسن مجتبیٰ نے عرض کی یا امیر المومنین بہتر تھا کہ آپ اس قدر توقف فرماتے کہ آپکے اصحاب یعنی قبیلۂ ربیعہ آپسے ملجاتے فرمایا اے فرزند تیرے باپکے لئے ایک دن معین ہے نہ اُسمین تعجیل ہوگی نہ تاخیر اور اے لخت جگر میرے مجھکو اندیشہ نہین کہ موت مجھ پر آئے یا مین موت پر آؤن اسیطرح ایک روز سعید بن قیس ہمدانی نے عرض کی یا امیر المومنین آپ جنگ مین دشمن کے بہت قریب ہوجاتے ہین مین ڈرتا ہون کہ وہ لوگ حضرت کے ساتھ غدر و فریب نہ کرین فرمایا ہر شخص کے لئے حقتعالیٰ کیطرف سے کچھ محافظ مقرر ہین کہ چاہ مین گرنے یا دیوار اُسپر آپڑنے سے اور اسی قسم کی دیگر آفات سے اُنکی نگہبانی کرتے ہین لیکن جب قضا آتی ہے تو وہ علیحدہ ہوجاتے ہین اور عادت تھی حضرت شاہ مردان کی کہ ایسے مقامات پر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے ؎ مِنْ اَیِّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ ✦ اَیَوْمَ لَمْ یُقْدَرْ اَمْ یَوْمٌ قُدِرْ ✦ یعنی کس روز مین موت سے گریز کرون اُس روز کہ جسمین موت مقدر ہوچکی ہے یا اُس دن جبکہ مقدر نہین حاصل یہہ کہ موت سے کبھی بھاگنا نہین چاہئے جو مقرری روز موت کا ہے اُس روز بھاگنے سے کچھ فائدہ نہین اور اُسکے ماسوا بھاگنا خود فضول ہے **شعر** از مرگ حذر کردن دو روزہ روا نیست ✦ روزے کہ قضا باشد و روزے کہ قضا نیست ✦ روزے کہ قضا باشد کوشش نکند سود ✦ روزے کہ قضا نیست در و مرگ روا نیست ✦ **بالجملہ** جب میمنۂ عراق منہزم ہوا تو امیر المومنین میسرہ پر مالک اشتر کے پاس تشریف لائے اور کہا اے مالک عرض کی لَبَّیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فرمایا اس قوم کے پاس جا اور کہہ کہ موت سے بچ کر کہان جاؤگے اور جہاد سے بھاگ کر کبتک زندہ رہوگے مالک نے اُنکے قریب جا کر دو مرتبہ آواز دی ایہا الناس مین مالک بن حارث ہون پھر گمان کیا کہ شاید یہہ لوگ اس نام سے نہ پہچانین پکار کر کہا اے قوم مین اشتر نخعی ہون امیر المومنین کچھ کہنا چاہتے ہین سن لو اس پر کچھ لوگ واپس آئے مالک اشتر نے اُنکو مخاطب کرکے ایک خطبہ کہا اور بہت ملامت و سرزنش کی پھر قبیلۂ مذحج کو اپنے نزدیک بُلایا اور کہا تم نے اس ہزیمت سے آپکو رُسوا کیا اور اپنے پروردگار کی ناراضگی لی یہہ کیسی حرکت نامحمود تم سے صادر ہوئی تم فرزندان قتل و حرب ہو اور دلاوران غارت و نہب جنگ آوری مین کبھی کوئی قوم تم پر سبقت نہین لے گئی اور کوئی خون تمہارا ضائع نہین گیا - وہ کام کرو جس سے اگلی نسلین تمکو بھلائی سے یاد کرین بس بہتر ہے کہ اب آمادہ پیکار ہو اور صبر و شکیبائی اختیار کرو تحقیق کہ حقتعالیٰ صابرون کے ساتھ ہے قسم اُس پروردگار کی کہ اشتر کی جان اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے ان لوگون یعنے اہل شام سے کوئی بقدر یک رشتہ بھی دین خدا پر نہین سخت زبون کام تم سے سرزد ہوا کہ معرکہ سے روگردان ہوئے اب جو اغوی کرے اُسکا تدارک کرو کہ مین امیر المومنین کے سامنے سرخرو ہون - اس خیمہ معاویہ کو جو وسط لشکر مین لگا ہے اُسکی جگہہ سے اُکھڑوا دو باقی لشکر شام اُسکے ساتھ بھاگ جائیگا جب اشتر نے اس طرح کے نرم گرم کلام کرکے اُنکو ہمت دلائی تو اُنکو بھی جرأت ہوئی اور اُسکے گرد جمع ہوگئے اور کہا ہم تمہارے مطیع و فرمان پذیر ہین جس طرح امر کروگے جنگ کے لئے موجود ہین اشتر اُنکو میمنہ پر لائے جہان سے بھاگے تھے اور قبیلۂ ہمدان سے جو سب کے بعد منہزم ہوا تھا آٹھ سے مرد واپس آئے نصر کہتا ہے کہ قبیلۂ ہمدان سب کے بعد تک لڑتا رہا تھا حتّٰے کہ ایکسو ستّر مرد یا بیان لشکر سے اور گیارہ سردار اُنکے کام آئے پھر آخر مین منہزم ہوا - بالجملہ اشتر نے تمام سے عہد واثق لیا کہ بغیر اُسکے فتح پاوین یا قتل ہون معرکہ سے پشت نہ موڑین گے پس اس انبوہ کثیر کے ساتھ مثل شیر خشمناک لشکر شام پر حملہ کیا جس طرف یہہ گروہ انبوہ رخ کرتا صفون کو پریشان کرتا اور جس نشان کیطرف متوجہ ہوتا اُسکو اُسکے مقام سے ہٹا دیتا حتّٰے کہ خیمہ معاویہ تک پہنچا اور یہہ عصر و مغرب کے درمیان تھا **زید بن وہب** سے روایت ہے کہ جب میمنۂ عراق کشت و خون کے بعد اپنے مقام پر واپس

آیا تو امیر المومنین علیہ السلام اُنکے پاس تشریف لائے اور فرمایا مینے تمہارا فرار کرنا دیکھا۔ اور صفون کو خالی چھوڑ کر بھاگ جانا معائنہ کیا چند ارذل صحرا نشین بغاوت پیشہ نے
تمکو اس طرح ہزیمت دی کہ تم نے پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا حالانکہ تم رؤسا و اشرافِ عرب شمار ہوتے ہو اور قوم و قبیلہ کے اعتبار سے ذی مرتبہ و عالی منزلت ہو راتون کو تلاوتِ
قرآن سے آباد رکھنے والے اور عاصیانِ خطا کردار کو طریقِ حق کیطرف دعوت کرنے والے ہو پس اگر اس گریز کے بعد مراجعت نہ کرتے اور ہزیمت کے بعد غزیمت ہوتی
تو ہمین شک نہ تھا کہ تم خاسر و ہالک تھے۔ میرا غیظ اس امر کے دریافت ہونے سے شفا پایا ہے کہ تم نے شامیون سے انتقام لیا اور جیسا اُنہون نے تمکو ہزیمت کیا تھا ویسا ہی
تم نے اُنکو شکست دی اب لازم ہے کہ صبر و سکون اختیار کرو کہ حقتعالی اطمینانِ قلب ثباتِ قدم تمپر نازل کرے اور دولتِ یقین میسر آئے۔ بتحقیق کہ جو شخص معرکہ جہاد سے
فرار کرتا ہے اُسے جاننا چاہئے کہ حضرت باری عز اسمہ اسکا دشمن ہے جبتک وہ دنیا مین ہے گا ذلیل و خوار رہے گا حالانکہ جنگ سے بھاگنا کبھی عمر کو زیادہ نہین کرتا۔ روایت ہے
کہ قبیلہ خثعم طرفین سے شریکِ جنگ تھا جس قدر کہ ہمراہِ رکابِ نصرت انتساب امیر المومنین تھا اُسکی سرداری ابو کعب خثعمی سے متعلق تھی اور جو معاویہ کیطرف تھا
اُسکا سالار عبد اللہ بن حنیس خثعمی تھا بوقتِ جنگ عبد اللہ بن حنیس کو خوش نہ آیا کہ اُسکا قبیلہ باہم جنگ کرکے مقتول ہو۔ ابو کعب کو کہلا بھیجا کہ ہم بایکدگر
بنی اعمام ہین بہتر ہے کہ جنگ مین تامل کرین اور انتظار کرین کہ اگر معاویہ چیرہ دست ہوا تو تم اس طرف چلے آئیو اور اسکے برعکس ہوا تو ہم تمہارے ساتھ شامل
ہو جائینگے ابو کعب نے کہا یہ شیوہ دنیا پرستون اور بیدینون کا ہے ہم بحکم شرع شریف اُن لوگون پر جہاد کرینگے جو امام زمان سے باغی ہون کوئی کیون نہو اور
کچھ پاس و لحاظ رشتہ داری کا نہ کرینگے قرابت و رشتہ اُسیوقت تک معتبر ہے جبتک دین و مذہب مین اتحاد ہو و الا کفر خود قاطع رحم ہے ہمارے تمہارے درمیان
جبکہ تم اُس طرف ہو کوئی یگانگت نہین عبد اللہ بن حنیس یہہ جواب سُنکر غمگین ہوا اور اپنے اصحاب سے کہا اے جماعت خثعم مین چاہتا تھا کہ ہمارے بنی عم ہماری تلوار سے
محفوظ رہین مگر تم نے سُنا کہ ابو کعب نے کیا جواب دیا باوجود اسکے بھی مجکو چاہئے کہ جنگ مین تاخیر کرو اور تاوقتیکہ اُدھر سے ابتدا نہو خاموش رہو۔ اسوقت ایک مرد خثعم شام
اسپ کو مہمیز کرکے صف سے نکلا اور عبد اللہ بن حنیس کے پاس آکر کہنے لگا کہ تو ابو کعب کے جواب سے بھی پند پذیر نہوا کہ ابتک حق و باطل مین تمیز نہین کرتا اور جنگ میں تامل ہی
بخدا قسم کہ مین اس مقدمہ مین تیرا فرمان پذیر نہونگا یہہ کہکر گھوڑے کو جولان کیا۔ اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا ابن حنیس کو اس بیباک کی یہہ نافرمانی بہت شاق
گزری کہا بار الہا وہب بن مسعود کو اُسکے مقابلہ کو بھیج یہہ وہب بن مسعود قبیلہ خثعم مین ایک نامور پہلوان تھا اُسکے زمان جاہلیت کے معرکے مشہور تھے کبھی کیسکے
مقابل نہین ہوا اِلّا یہہ کہ اُسے پچھاڑا وہ اسوقت خثعم عراق کے ذیل مین تھا اتفاقاً اُس خثعمی کے مقابلہ کے لئے اُسوقت وہی نکلا اور گرد راہ سے پہنچکر ایک وار مین
اُسکو قتل کیا اور دعا عبد اللہ بن حنیس کی درجۂ اجابت کو پہنچی عین گیرو دار مین جبکہ ہنگامہ کارزار گرم تھا ابو کعب اپنی فوج کو ترغیبِ جنگ کرنے کے لئے نکلا صفون کے
آگے سے عبور کرتا تھا اور پکارتا کہ اے قبیلہ خثعم مردانہ رہو اور اُنکی ساق پا کو قطع کرو۔ کہ اتنے مین شمر بن عبد اللہ خثعم شام سے اُسپر حملہ آور ہوا اور آخر مین ابو کعب بزخم
سنانِ شمر شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ شمر اپنے مقام کو جاتا تھا اور کہتا تھا خدا رحم کرے تجھکو اے ابو کعب مین نے اُن لوگون کی اطاعت مین تجھے قتل کیا
ہے جو از روے رحم و قرابت تجھسے زیادہ بعید ہین اور بالیقین تو مجھکو اُنسے محبوب تر تھا قسم بخدا کہ مین نہین جانتا کہ اسوقت میرے مونہہ سے کیا نکلتا ہے حقیقت
یہہ ہے کہ ہمکو شیطان نے اس فتنہ مین ڈالا اور قریش نے ہمکو اپنا کھلونا بنا لیا ہے الحاصل ابو کعب شہید ہوا تو اُسکے بیٹے کعب بن ابو کعب نے علم لشکر لیا اور مشغول
جنگ ہوا تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک تیر اُسکی آنکھ پر لگا اور نور بصارت اُسکی نذر کیا بعد ازان شریح بن مالک نے علم کو لیا اور جنگ کرتا رہا حتے کہ اسّی مرد خثعم
عراق سے یکے بعد دیگرے میدان مین قتل ہوئے اور اسیقدر یا قدرے کم و بیش خثعم شام سے بھی مارے گئے پس شریح نے نشان قبیلہ پھر کعب کو واپس کیا

نقل ہے کہ قیس بن مکشوح بن ہلال جسکی کنیت ابوشداد تھی قبیلہ بجیلہ سے تھا اور شجاعانِ عرب سے شمار ہوتا تھا بزرگانِ قبیلہ بجیلہ اسکے پاس جمع ہوئے اور درخواست کی کہ
نشانِ قبیلہ لیکر آگے ہو تاکہ ہم تیرے ساتھ جہاد کرین ابوشداد نے کہا اس کارکے لئے کسی اور کو اختیار کرو انہون نے کہا ہم بجز تیرے کسیکو اپنا امیر نہ بنائینگے ابوشداد نے کہا
اگر اسی پر اصرار ہے تو آگاہ رہو کہ مین بغیر اسکے کہ اس سپر زرین تک پہنچون دم راست نہ کرونگا سنہری ڈہال ایک شخص ہاتھ مین لئے معاویہ پر تمازتِ آفتاب سے سایہ کر رہا تھا۔ اہلِ بجیلہ
نے کہا جو تیرے جی مین آئے کر ہم تیرے ساتھ ہین پس ابوشداد نے علم لشکر لیا اور چند شعار مدح حضرت حیدر کرار مین پڑہے اور مع اپنے فوج کے حملہ آور ہوا صفون کو درہم برہم و
سرون کو قلم کرتا معاویہ کے نزدیک جا پہنچا عبدالرحمن بن خالد ولید کہ ایک فوج گران کے ساتھ معاویہ کے گرد حفاظت کے لئے کھڑا تھا مقابل ہوا بہت زور شور کی لڑائی
ہوئی ابوشداد بہت شدت و حدت سے حملے کرتا تھا۔ تاآنکہ سنہری ڈہال کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور چاہتا تھا کہ اسپر تلوار لگائے کہ اتنے مین ایک مرد رومی نے معاویہ کے
پہلو سے نکلکر اسکے قدم پر اس زور سے تلوار لگائی کہ پیر اسکا قطع ہو کر گر پڑا لیکن ابوشداد نے باوجود اس زخم کاری کے ایک تلوار مین اسکا کام تمام کیا پس شامیون نے برچھیان
لیکر ابوشداد کو گھیر لیا اور حلقہ مین لیکر شہید کیا فرحمۃ اللہ علیہ علی ہذا القیاس ایک اور غازی نے ہمت کی اور گھوڑا چھیڑ کر پرے سے نکلا اور اس قدر جد و جہد کی
کہ مثل ملک الموت معاویہ کے سر پر جا پہنچا معاویہ نے جب اس بلائے بے درمان کو اپنے سر پر مشاہدہ کیا تو ہوش پرواز کر گئے گھوڑے سے کود کر بھاگا اور خیمہ مین گھس گیا
مگر وہ جری باشمشیر برہنہ اسکے ساتھ ساتھ تھا حتے کہ معاویہ خیمہ کے دوسرے دروازہ کی باہر نکلا یہ بھی اسکے پیچھے پہنچا اس اثنا مین کچھ فوج آگئی اور معاویہ کو اسکے ہاتھ سے نجات
دی **القصہ** ابوشداد کے بعد عبدالرحمن بن قلع نے علمِ بجیلہ لیا وہ بھی مقتول ہوا عباس بن شریک نے لیا اتفاقاً اسکے زخم گران لگا اور علم کی نگہداشت نہ کر سکا سُردق
بن سلم کے سپرد کیا اسکے ضربت لگی مخر بن سمرہ نے علم لیا وہ بھی مجروح ہوا پس ابوشریح بن عقیل نے لیا وہ لڑکر جان بحق ہوا پھر مولائے مخارق نے لیا وہ بھی مارا گیا الحاصل
کئی مبارز لشکرِ امیر المومنین کے اس معرکہ مین جان نثار ہوئے اسوقت عتبہ بن جوبہ نے آگے بڑہکر کہا ایہا الناس تم نے دیکھا کہ چند سوارنامدار اصحابِ حیدر کرار اس موقع پر
بشہادتِ سعادت فائز ہوئے پس آمادہ جنگ ہو اور مردانہ وار کوشش کرو تحقیق کہ دنیا و لذاتِ دنیا مثل برقِ شتابندہ کے ہین اور نعیم آخرت باقی و پائندہ۔ مین نے
مصمم ارادہ کیا ہے کہ آج دولتِ شہادت پاؤن امیدوار ہون کہ اس آرزوئے دلی پر فائز ہوں اور نہالِ تمنا سے ثمر مراد چنون سعی کرو کہ دنیائے دنی سے نجات پاؤ اور
مجالستِ اخیار انبیاء و اولیاء سے مشرف ہو یہ کہکر گھوڑے کو تازیانہ لگایا اسکے دو بھائی عُروہ و عُبیداللہ نے یہ حال دیکھا تو کہا ہم کو تیرے بعد زندگیِ دنیا کی حاجت نہین
قبح اللہ العیش بعدک اور اسکے ساتھ ہوئے تینون نے لشکرِ شام مین داخل ہو کر خوب تیغ زنی کی حتے کہ جس قدر شخص لشکر امیر المومنین سے قتل ہوئے تھے اتنے
افواجِ شام سے بیجان کئے انجام کار تینون بھائیون نے جامِ خوشگوارِ شہادت نوش کیا رحمہم اللہ پس آتشِ جنگ افروختہ ہوئی اور غبارِ عظیم سر بافلاک کشیدہ حجر بن عدی و
معقل بن قیس ریاحی نے دادِ مردانگی و مردی دی اور معرکہ مین وہ کار کئے کہ اہلِ شام متعجب و حیران رہ گئے آخر نسیم فتح و ظفر مہبِ لطفِ خالقِ اکبر سے چلی اور فوجِ شام نے
شکست کھائی اور پیٹھ دکھائی رات ہوئی تو لشکرِ عراق اپنے خیمہ گاہ کو واپس ہوا اثنارِ راہ مین سردارانِ سپاہ مثل ابوواقف لیثی و جوزہ بن سمی۔ و عبدالرحمن بن
ذویب الاسلمی فخر کرتے اور رجز و اشعار پڑھتے تھے پس خدمتِ امیر المومنین مین پہنچکر تمام سرگذشت بیان کی حضرت حالِ کشتگان سنکر محزون و گریان ہوئے اور مداوائے
مجروحان کا حکم دیا مروی ہے کہ اس رات زخمیان طرفین سخت کرب و اضطراب مین تھے بحدیکہ صدائے نالۂ اہلِ شام لشکرِ امیر المومنین مین آتی تھی۔ اور اس طرف کی آواز
لشکرِ شام کو سنائی دیتی معاویہ نے گریہ و زاری اہلِ شام کی سنی تو عمرو عاص سے کہا اے ابوعبداللہ ہمکو اس جنگ نے ہلاک کیا مجھکو امید نہین کہ ایک نفر بھی ہم سے اس مہلکہ سے نجات
پائے اگر تجھ سے ہو سکے تو عبداللہ بن عباس کو خط لکھ کہ وہ علی بن ابیطالب سے کہکر چند روز کے لئے اس جنگ کو ملتوی کرادے عمرو عاص نے کہا ابن عباس میرے فریب مین آنیوالا

نہین لاتا تیری خاطر سے لکھتا ہون پس عمرو عاص نے عبداللہ کو اور معاویہ نے امیر المومنین کو خطوط لکھے مگر فائدہ نہوا جنگ بدستور قائم تھی ❊

صحبت ہائے کہ عمرو عاص باچند کس از قبیلہ ربیعہ[1] داشت

تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا میسرہ علی قبیلہ ربیعہ سے قوت رکھتا ہے وہ میرے برادران اخوان مین چاہتا ہون کہ اُنکے پاس جاؤن اور گفتگو کرون شاید کچھ آدمی اُنسے توڑ کر تیرے پاس لے آؤن معاویہ نے کہا یہہ کام اب اس سے گزر گیا کہ حیلہ سازی اور روباہ بازی سے صلاح پذیر ہو لیکن اگر تیرے نزدیک مصلحت یہہ ہے تو جا پس عمرو نے میسرہ عراق کے قریب جا کر بآواز بلند کہا اے بنی اخوال میرے اے برادران مین عمرو عاص ہون تم سے کچھ کہنا چاہتا ہون ایک مرد کو اپنے درمیان سے کہ عقل و رائے رکھتا ہو میرے پاس بھیجو پس ایک شخص عقیل بن نویرہ نام باہر آیا عمرو نے پوچھا تو کون ہے کہا مین قبیلہ عبد القیس سے ایک مرد ہون کہ جنگ جمل مین ملازم رکاب نصرت انتساب امیر المومنین تھا اور بہت سی جلاوت و جانفشانی اُس روز بجا لایا آج بھی اُسی عزم و اعتقاد پر ہون اگر اس لشکر انبوہ میں مجھکو زیادہ کوئی تیرا دشمن ہوتا تو مین یہان نہ آتا - اے پسر عاص تو مرد پیر سال و مقدم قریش ہے تجھکو خوف خدا و حیا خلق نہین کہ معاویہ کو علی پر فضیلت دیتا ہے اور اپنے دین کو دنیا کی عوض فروخت کرتا ہے آخر تو نے معاویہ کو کیا سمجھا ہے اور اسکی قربت و وصلت سے تیرا مقصود کیا ہے مانا کہ امارت مصر تجھکو حاصل ہوئی تو کیا فرعون سے زیادہ ہو جائیگا جس نے سالہائے دراز وہاں کی حکومت کی اور بعد لے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی خدائی کا دعوے کرتا تھا انجام کو غرقاب فنا مین نیست و نابود ہوا - پس سعید صاحب اقبال وہ شخص ہے جسکو جہان باقی پیش نظر ہو اور زیب و زینت دنیا پر کہ بے اصل محض ہے پشت پا لگائے - تو ان امور کو سب سے بہتر جانتا ہے پھر کس لئے باطل سے اُلفت اور حق سے نفرت کرتا ہے وصی رسول کی اطاعت چھوڑ کر معاویہ گمراہ کا ہوا خواہ بنا ہے عقیل یہہ نصیحتین کرتا تھا اور عمرو عاص چپ اختیار کئے سنتا تھا - آخر کہا اے عقیل اس وعظ و نصیحت سے ہاتھ اُٹھا اور اپنے مقام کو مراجعت کر اور کسی دوسرے شخص کو جو تیری طرح مجھ پر مہربان ہو اور یہہ پند و حکمت نہ جانتا ہو میرے پاس بھیج عقیل نے کہا کوئی اس لشکر سے تیرے پاس نہ آئیگا کہ مجھ سے کمتر تیرا دشمن ہو عقیل گیا تو ایک مرد بنی تیم سے جسکا نام طحل بن اسود تھا آیا عمرو عاص نے کہا اے برادر زادہ تو کون ہے کہا مین وہ ہون کہ تیرے گناہ کو نہ بخشون اور تیرا عذر نہ سنون اور تجھ پر اور تیرے بیٹون پر صلہ رحم نہ لاؤن اگر تیرے قتل پر مجھکو دسترس ہو تو تجھکو آب بن نگلنے کی مہلت نہ دون اے عمرو تو راہ رست سے منحرف ہوا اور دنیائے فانی کو آخرت باقی پر تو نے اختیار کیا کہ معاویہ کو علی پر رجحان بخشا اور اسکو چھوڑ کر اسکے ساتھ ہوا - عمرو نے کہا تو نے نصیحت بہت کی اور زجر و ملامت درجہ قصوے پر پہنچائی مینے اسکام کے لئے تجھکو طلب نہین کیا اب بسلامت مراجعت کر اور قبیلہ عنزہ سے کسیکو میرے پاس بھیج پس طحل واپس گیا اور بنی عنزہ سے ایک شخص کو اُسکے پاس بھیجا جب عنزی آیا تو عمرو نے اُسے سلام کیا اور مرحبا کہا عنزی نے کہا مرحبا کا جواب مرحبا ہے لیکن تیرے سلام کی میرے سامنے کچھ وقعت نہیں زنہار گمان نکیجو کہ مجھکو تیری عداوت اُن دو مردون سے کمتر ہے جو پیشتر یہان آئے تھے بلکہ میری عداوت اُنسے زیادہ ہے تیرے پاس صرف اسلئے آیا ہون کہ تجھکو تیری باتون پر سرزنش و ملامت کرون اور جواب ہائے سخت و درشت تجھکو دون عمرو نے کہا تو اُنسے بھی بدتر ہے اور میری عداوت مین محکم تر تیرے ساتھ کلام کرنا بے سود ہے واپس ہو کہ مجھکو تیری حاجت نہین اور بنی ہضم سے کسیکو میرے پاس بھیج عنزی واپس گیا اور ایک مرد بنی ہضم سے عمرو کے روبرو آیا اتفاقاً یہہ شخص اخوان عمرو سے تھا - عمرو نے اُس سے کہا کہ تیرے دیدار سے فرخی و خندگی

[1] کتاب انساب سمعانی مین لکھا ہے کہ ربیعہ بن نزار قبیلہ وسیع و بزرگ کا باپ کا نام ہے اُسکے ضمن میں اور بہت سے بڑی بڑی قبیلے مین کہ ہر ایک اُنکے بسبب بزرگی ربیعہ کی طرف منسوب ہونے سے مستغنی ہے ۱۲ مجالس المومنین

حاصل ہوئی اور فالِ نیک مجھکو ملی اب حصول مدعا کا یقین ہے کس لئے کہ تو میرا بھائی اور جملہ اقربا سے مجھکو زیادہ عزیز ہے ہضمی نے کہا جو کچھ مجھکو کہنا ہے کہہ تاکہ سنون کہ کیا کہتا ہے۔ عمرو عاص نے کہا جو شفقت و رافت مجھکو تمہارے حال پر ہے تم جانتے ہو حاجت بیان نہین۔ یہہ قضیہ جو ہمکو علی کے ساتھ پیش آیا ہے اسکا تذکرہ مدتہائے دراز تک زبان زد خلائق رہیگا۔ اور اسکی نقل و حکایت کتب و اسفار مین درج کرین گے۔ اور علی کا کام ہرگز رونق و طراوت پانے والا نہین پس تم میری نصیحت مانو اور اس سے کنارہ کش ہوکر ادہر چلے آؤ کہ تمہارے سارے کام درست ہون اور نخلِ آرزو مین ثمر مراد لگین مین فقط دلسوزی و شفقت کی راہ سے تمکو فہمائش کرتا ہون ورنہ میرا کوئی مطلب اسمین نہین قبول کروگے تو عاجلاً و آجلاً اسکا فائدہ اٹھاؤگے آئندہ تمکو اختیار ہے مرد ہضمی نے کہا تجھکو جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا اور جو تیر تدبیر تیرے ترکش مین تھا ڈال چکا۔ اب اسکا جواب سن۔ اے دشمنِ عقل خدا تجھے ہدایت کرے اور فہم و بصیرت بخشے کہ پھر فضیحت کو نصیحت نہ کہے اور قبیح کو بہیج نہ بتلائے میرا گمان تھا کہ تو عقل و تجربہ رکھتا ہے۔ مگر ؎ امروز چو آفتاب معلوم شد۔ کاندر ہمہ عالم از تو حمق تر نیست۔ جب خود کہتا ہے کہ اس جنگ و جدال کا ذکر زمانۂ دراز تک باقی رہے گا تو ہم کہ علی علیہ السلام کی حقیقت کا علم و یقین رکھتے ہین اور مدت مدید سے آنحضرت کی خدمتِ بابرکت مین رہ کر انواع و اقسام کے معجزات و کرامات اس جناب سے مشاہدہ کرچکے ہین اگر بلا وجہ انکو ترک کرکے ایک فاسق و فاجر مردود خدا اور رسول کی پیروی اختیار کرین تو آئندہ نسلین ہماری ہمکو کیا کہین گی اور اس انفصال و اتصال و انقطاع و اجتماع کو کس حکمت و مصلحت پر محمول کرین گی اور جبکہ اس جہان سے کہ محل گزران ہے جائینگے تو کل کو سامنے حضرتِ حق جل و علا کے ہم اس حرکت کا کیا جواب دین گے۔ عمرو عاص نے کہا یہہ سب درست ہے لیکن شرجیل بن ذوالکلاع حمیری و دیگر اشخاص کہتے ہین کہ وہ ہمارا ہم کفو نہیں اور تمکو عیب لگاتے ہین مجھکو اس سے شرم آتی ہے اسلئے چاہتا ہون کہ تم اس ننگ و عار سے نکلو اور معاویہ کی خدمت مین داخل ہو مرد ہضمی کو عمرو عاص کا یہہ بے سر و پا جواب سنکر غصہ آیا اور کہا دور ہو اور خدا کی لعنت ہو تجھ پر اور تیرے ذوالکلاع پر پس عمرو عاص خائب و خاسر وہانسے لوٹا اور جانا کہ مقصود حاصل نہوگا۔ مگر جو کلمہ اس نے پسر ذوالکلاع کیطرف سے نقل کیا تھا۔ اسکو سنکر بعض کوتہ اندیش کہنے لگے کہ ہمارا خواہرزادہ اس کلمہ سے غیظ مین آیا اور دل آزردہ ہوا اور وہ ہرچند معاویہ کے ساتھ ہے لیکن بدل ہمارا دوست ہے نعمان بن ہبیرہ شیبانی نے یہہ سنکر کہا زنہار عمرو کی بات کا اعتبار نہ کرلو وہ از سرتا پا مکر و فند ہے ہاتھ مین شکر رکھتا ہے اور آستین مین خنجر اور حال اس کا یہہ ہے ؎ اگر حوا و آدم زندہ بودے۔ بمکر و حیلہ دوستان فی ملبیس۔ بگرداند دلِ حوا از آدم۔ کند و رسا تعش عاشق بر ابلیس ٭

اسیطرح ایک روز عتبہ بن ابو سفیان برادرِ معاویہ کے سر مین خیالِ خام بحث و مناظرہ کا خواہرزادہ امیر المومنین جعدہ بن ہبیرہ مخزومی پسر ام ہانی سے سمایا لشکرِ عراق کے قریب جاکر اسکو طلب کیا جعدہ حاضر آیا اور بہت آدمی طرفین سے انکا کلام سننے کے لئے جمع ہوگئے پس عتبہ نے کہا اے جعدہ تو اپنے خال علی بن ابی طالب کی محبت مین ہمارے ساتھ جنگ کرتا ہے ہم نہین کہتے کہ علی معاویہ سے افضل نہین الا وہ قتلِ عثمان مین ملوث ہوئے اگر خونِ عثمان سے بری ہوتے تو خلافت کا کوئی انسے زیادہ سزاوار نہ تھا۔ اب اہلِ شام معاویہ کو چاہتے ہین اور اہلِ حجاز و عراق علی کو مگر شامی جنگ علی پر حریص تر ہین بہ نسبت اسکے کہ اہلِ عراق جنگِ معاویہ پر۔ کسلئے کہ جب سے علی خلیفہ ہوئے مسلمانون مین کشت و خون جاری رہا ہے کہ اب عرب قریب بہلاکت پہنچ گیا ہے جعدہ نے کہا تیرا یہہ کہنا کہ میں اپنے ماموں کو دوست رکھتا ہون تو ہی انصاف کر کہ جسکا ماموں علی جیسا شخص ہو وہ کیونکر اسکو دوست نہ رکھے واللہ کہ مین آنحضرت کو دوست ہی نہین رکھتا بلکہ انکی اطاعت کو فرض و لازم جانتا ہون قسم بخدا کہ اگر تیرا ایسا خال ہوتا جیسا کہ میرا ہے تو تو اپنے پدر و فرزند کو فراموش کرتا۔ اور یہہ بات کہ علی معاویہ سے فضل و اشرف ہین سو اسپر تمام مسلمان متفق ہین اور کوئی فرد بشر اسکے خلاف نہین اور یہہ کہ اہلِ شام معاویہ کی متابعت مین جنگِ علی پر حریص ہین سو ہم بھی جنگِ معاویہ مین روادارِ تقصیر و تاخیر نہین اور حق پر ہمارا جد و جہد کرنا انکے باطل پر کوشش کرنے سے ہرگز کمتر نہوگا۔ لشکر شام مین بہت سے ایسے اشخاص نکلین گے جو معاویہ پر بمدارجِ فضیلت و فوقیت رکھتے ہونگے ہمارے یہان ایک بھی ایسا نہین کہ علم و فضل زہد و تقوی شجاعت و سخاوت مین

امیر المومنین کے برابر ہو - اور یہہ کہ علی نے خلقت کو جنگ جدال میں ڈالا ہے کہ اب عرب قریب ہلاکت پہنچا تو اسکا الزام تمام تر تمہارے اوپر اور اسکا وبال تمہاری
گردن پر ہے - تم نے امامِ زمان پر خروج کیا - اور خلیفہ و وصیِ رسول سے بعداوت و بغاوت پیش آئے پس آنحضرت پر لازم ہوا کہ باغیون کی شرارت کو دفع کرین پس جو
ہم سے قتل ہو گا حق پر ہو گا اور جنۃ الخلد اسکا مسکن و ماوے ہے اور جو تمہارے درمیان سے مارا گیا سیدھا جہنم کو پہنچا - عتبہ کو یہہ سُنکر طیش آیا اور جعدہ کو سب و شتم کرنے
اور بُرا بھلا کہنے لگا - پھر للکار کر کہا اے اہلِ شام حملہ آور ہو - جعدہ نے بھی آواز دی کہ اے اہلِ عراق حملہ کرو پس فریقین اپنے اپنے موضع و مقام سے بڑہے اور جنگ
کرنے لگے اور جانبین نے بہت کشش و کوشش جنگ مین کی - جعدہ نے جنگِ عتبہ میں بکمال دلیری و دلاوری دکھائی تھے کہ آخر عتبہ کو منہزم ہونا پڑا اور اُسکے
لشکر نے بھی اُسی کے ساتھ فرار کیا - معاویہ کے پاس پہنچا تو اُس نے بہت زجر و ملامت کیا کہ تو نے اس ہزیمت سے بڑا عیب و عار ہم پر لگایا اب ہم سر اُٹھانے کے قابل
نہین رہے پہلے جعدہ نے تجھکو کلام مین بند کیا پھر جنگ مین شکست دی پس تیرے مکالمہ و محاربہ دونو پر لعنت ہے کاش کہ تو ہرگز نہ جاتا اور اس طرح ہمکو اور
آپکو رسوا نہ کرتا **بالجملہ** آتشِ جنگ فروزان تھی دلاورانِ حرب گردان کہ اسی اثنا مین ابو ایوب انصاری نے کہ دلیری و دلاوری مین لاجواب تھے عزمِ جہاد

جنگ ابو ایوب انصاری

کیا میدان مین آئے اور گھوڑا چمکا کر مبارز طلب کیا چند مرتبہ آواز دی مگر کوئی اُدھر سے نہ نکلا تب تو ابو ایوب نے تلوار سونت لی اور مانند شیر ژیان لشکرِ شام پر
حملہ آور ہوئے جس طرف رُخ کرتے تھے شامی اُس جری کے آگے سے فرار کرتے تھے اور یہہ بڑہے چلے جاتے تھے تا اینکہ معاویہ کے قریب جا پہنچے معاویہ مین تاب صبر نہ
رہی حسب دستور بھاگ کر خیمہ کی راہ لی - ابو ایوب نے خوب جہاد کیا بہتون کو مقتول اور اکثرونکو مجروح کیا پھر اپنے مقام کیطرف صحیح سلامت مراجعت فرمائی
معاویہ نے اپنے اصحاب کو بہت سرزنش کی اور کہا بدبخت و بے نصیب ہے وہ شخص جو تمکو اپنا معین و مددگار جانے اور اُمیدیاری و مددگاری کی تم سے رکھے
کیا تمہارے ہاتھ پاؤن کسی نے باندہ دئے ہین کہ کچھ حرکت تم سے نہین ہو سکتی آیا تم کو شرم نہین آتی کہ ہر مرتبہ ایک سوار لشکرِ علی سے تم پر حملہ لاتا ہے اور تمہاری
اس بھاری جمعیت کو پراگندہ کر کے میرے سراپردہ تک آ جاتا ہے اور تم اُسکو نہین روکتے اگر ایک ایک مُٹھی خاک بھی اُسپر ڈالتے یا ایک ایک سنگریزہ اُسکی
طرف پھینکتے تب بھی اُسکی مقدور نہ تھی کہ یہان تک آ سکتا - اُسوقت ایک مرد مرتفع بن منصور نام لشکرِ شام سے نکلا اور کہا اے معاویہ یہہ کوئی بڑا کام نہین
کہ ایک شخص دفعتہً صفون پر آ پڑے اور ہاتھ پیر مار کر فوراً لوٹ جائے تو دیکھ کہ مین بھی ایسا کرتا ہون جیسا کہ سوارانِ علی نے کیا یہہ کہکر تلوار تولتے ہوئے آگے
بڑہا ابو ایوب کہ اسی انتظار مین کھڑے تھے کہ کوئی نکلے اُسے دیکھکر مقابل ہوئے دونو طرف سے دو دو وار شمشیر کے ہوئے پھر علٰحدہ ہو گئے دونو لشکر انکی جنگ دیکھ رہے
تھے جب جدا ہوئے تو سب نے گمان کیا کہ دونو سلامت پھرے مگر مرتفع بن منصور جب اپنی صف کے قریب پہنچا تو اُسکا سر و بدن دونو علٰحدہ علٰحدہ گر پڑے - ابو ایوبؓ
کے ہاتھ کی صفائی کی دھوم ہو گئی امیر المومنین نے بھی اس ضربت کی مدح کی اور پھر فرمایا بخدا سوگند کہ مجھکو اُسکے ہاتھ کی صفائی سے زیادہ مقتول کے بدن پر اُسکے سر کے
ٹھیرا رہنے سے تعجب ہے ہرچند یہہ بھی ہاتھ کی صفائی سے ہے پھر فرمایا اے ابو ایوب تمہاری مثال ایسی ہے جیسا شاعر کہتا ہے ؎ وَعَلَّمَنَا الضَّرْبَ آبَاۤءُنَا فَسَوْفَ
نُعَلِّمُ اَیْضًا بَنِیْنَا ٭ یعنی ہمکو جنگ کرنا اور ضربت لگانا ہمارے آبا و اجداد نے تعلیم کیا - پس ہم آئندہ بھی اپنی اولاد کو یہی تعلیم کرین گے **نصر** کہتا ہے کہ پس ازان

جنگ مقطع عامری

حمار بن معیدہ اسدی نے کہ شجاعانِ شام سے تھا مبارز طلب کیا مقطع عامری اُسکے مقابلہ کو نکلا امیر المومنین نے اُسکا نام پوچھا تو کہا مقطع ہے فرمایا یہہ کیا نام ہے
عرض کی میرا اصلی نام ہشیم تھا جنگ مین ایک زخم شدید مجھکو لگا تھا تب سے مقطع کے نام سے مشہور ہوا آپنے رضا جہاد دی اور دعا کی اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْمُقَطَّعَ
عَلٰی حِمَارِ بْنِ مُعَیْدَۃَ پس مقطع نے حمار پر حملہ کیا تو حمار دُم دبا کر بھاگا مقطع نے اُسکا تعاقب کیا حمار خیمہ گاہ معاویہ سے گزر کر دوسری طرف نکل گیا مقطع اُسکے

پیچھے جاتا تھا جب دور چلا گیا تو مقطع واپس آیا اسکے بعد حمار بھی لوٹا ۔ معاویہ کہ سامنے کھڑا یہہ تماشا دیکھ رہا تھا ۔ بولا تجھکو عراقی نے خوب رگید احمار نے کہا ایسا ہی ہے اے امیر پس مقطع اپنے مقام پر جا کر کھڑا ہو گیا **راوی** کہتا ہے کہ سال جماعت جبکہ معاویہ اہل عراق سے بیعت لے رہا تھا اسکو مقطع عامری کا خیال آیا پس اسکو بلایا وہ مرد کہن سال تھا حاضر ہوا تو کہا اگر تیری یہہ حالت نہوتی ۔ تو میرے ہاتھ سے جان بر نہوتا مقطع نے کہا اے معاویہ تجھکو قسم ہے خدا عز و جل کی کہ مجھے جلد قتل کر تا کہ زحمات زندگانی سے چھوٹوں اور رحمت خدا میں واصل ہوں معاویہ نے کہا میں تجھکو نہ مارونگا بلکہ چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ عقد مواخات باندھوں ۔ مقطع نے کہا ہم تم سے راہ خدا میں جدا ہوئے ہیں قیامت تک جمع نہیں ہو سکتے معاویہ نے کہا یہہ منظور نہیں تو اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے کہا یہہ اس سے بھی زیادہ دشوار ہے جب وہ قبول نہ کیا تو یہہ کیسے ممکن ہے کہا مجھ سے جائزہ و انعام قبول کر کہا مجھکو تیرے مال کی بھی احتیاج نہیں یہہ کہکر چلا گیا اور کچھ اس سے قبول نہ کیا ۔

نقل ہے کہ معاویہ اپنے ایک غلام حریث نام کو جو دلیر بیباک و متہور چالاک تھا نہایت دوست رکھتا تھا اور دشوار کاموں اور مشکل مہموں میں اس پر بھروسہ رکھتا تھا ۔ چونکہ ظاہر صورت میں معاویہ سے بہت مشابہہ تھا بعض اوقات اسکا لباس پہن لیتا تو کسی کو امتیاز نہوتی کہ یہہ معاویہ ہے یا حریث ۔ معاویہ نے اسے سمجھا رکھا تھا کہ جہاں چاہے نیزہ لگانا الا علی ابن ابی طالب کے مقابلہ سے ہمیشہ خائف رہنا ایک روز اسکی دل میں امنگ پیدا ہوئی اور حضرت شیر خدا کے ساتھ جنگ کرنیکی ہوس لگائی بروایت روضۃ الصفا پہلے معاویہ کے پاس آیا اور کہا اگر علی بن ابی طالب میرے ہاتھ سے قتل ہوں تو حکومت طبریہ مجھکو دیدینا ۔ معاویہ نے کہا خبردار ایسا خیال دل میں نہ لانا بتحقیق کہ میرے دو ہاتھ ہیں ایک تو اور ایک عبدالرحمن بن خالد ولید اگر تمکو کوئی چشم زخم پہنچے تو میں قیامت تک تمہارا بدل نہ پاؤنگا اگر ایسا ہی لڑنا چاہتا ہے تو مالک اشتر کے ساتھ جنگ کر کہ اگر اسے تو نے قتل کیا تو میرا دل قید غم سے آزاد ہو جائیگا عمرو عاص یہہ باتیں سنتا تھا ۔ اس نے حریث کو علیحدہ لیجا کر سمجھایا کہ قسم بخدا کہ معاویہ بدل چاہتا ہے کہ علی قتل ہوں مگر دوست نہیں رکھتا کہ اسکا ابن عم ایک غلام کے ہاتھ سے مارا جائے اگر تو قریش سے ہوتا تو کبھی تجھے اس سے نہ روکتا ۔ میری صلاح یہہ ہے کہ اگر تجھسے یہہ کار ہو سکے تو ہرگز ہمیں تامل نہ کر اور یہہ شرف ضرور اپنے لئے حاصل کر حریث کو کلمات طمع کار عمرو عاص سے معاویہ کی نصیحت فراموش ہو گئی اور فریب کھا کر میدان میں آیا اور پکار کر کہا اے ابو الحسن اگر ارادہ جنگ رکھتے ہو تو میرے ساتھ ہم نبرد ہو امیر المومنین یہہ سنکر مانند قضاء محتوم اسکے سر پر آئے اور یک ضرب ذوالفقار اسکے سر کو گردن سے پران کیا معاویہ کو اسکا کمال صدمہ ہوا عمرو عاص سے کہا حریث کو تیرے سوا کسی نے قتل نہیں کیا ۔ تو نے اسے فریب دیکر شیر کے موتہہ میں دھکیلا یا عمرو نے کہا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب مناسب ہے کہ تو اپنا سلاح و لباس عبداللہ بن مسعدہ فرازی کو دیکر علی بن ابی طالب کے مقابلہ کو بھیج معاویہ نے کہا معلوم نہیں ابن مسعدہ نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ اب اسکے خون کے درپے ہے اسکو بھی حریث کے مانند قتل کرانا چاہتا ہے عمرو نے کہا تیرا گمان غلط ہے میں کسیکو قتل نہیں کراتا ہاں یہہ چاہتا ہوں کہ جنہوں نے تجھ سے منصب جاگیریں لیں اور تیری بدولت عباد و بلاد پر فرمانروائی کرتے ہیں وہی تیرے دشمنوں کے دفع کرنے میں زیادہ اہتمام بھی کریں پس معاویہ نے ابن مسعدہ کو بلوایا اور بہت سے وعدے اسکے ساتھ کئے مگر وہ خاموش چون نقش بدیوار کھڑا تھا عمرو عاص نے کہا اللہ اللہ اے عبداللہ اس ننگ و عار کو اپنے لئے اختیار نہ کر کہ لڑائی سے جی چرا گیا جب عمرو نے بہت سی ایسی باتیں بنائیں تو بیچارہ لاعلاج راضی ہوا معاویہ نے اپنا تمام ساز و سامان اسکے حوالے کیا عبداللہ بن مسعدہ طوعاً و کرہاً میدان میں آیا جب نظر مبارک امیر المومنین کی اس پر پڑی تو نزدیک تشریف لائے اور دست مبارک بلند کیا کہ شمشیر اسکے حوالے کریں مسعدہ نے جانا کہ یہہ وہی ضرب ہے جس سے جان بچنا از قبیل محالات ہے چلایا یا امیر المومنین میں معاویہ نہیں بلکہ اس نے اپنا سلاح و سلب دے کر باکراہ مجھکو بھیجا ہے حضرت نے ہاتھ تھام لیا اور فرمایا ثکلتک

اُمّکَ تیری ماں تیرا ماتم کرے لوٹ جا جب ابنِ سعدہ واپس اپنے مقام کو آیا تو معاویہ نے اُسے لعن طعن کی اُس نے کہا اے معاویہ تو بھی اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے یا نہین مجھکو بھی اسیطرح اپنی جان عزیز ہے مجھے ایسی حکومت کی خواہش نہین جسکا معاوضہ علیؑ بن ابی طالبؑ کا مقابلہ ہو اسکے بعد عمرو عاص کی صلاح سے بسر بن ارطاۃ حضرت شاہمردان کے مقابلہ کے لئے انتخاب ہوا اور حسب اشارہ معاویہ آگے بڑھا بسر کا ایک چچازاد بھائی تھا اُسکو یہہ حال معلوم ہوا تو بہت گھبرایا اور پاس آکر اُسکو بہت سمجھایا اور خوف دلایا کہ اس ارادہ سے باز آ مگر وہ معاویہ کی مزخرفات پر ایسا فریفتہ و مغرور ہوا تھا کہ کچھ نہ سنا اور میدان مین آیا امیر المومنینؑ نے برابر آکر اُسے گھوڑے سے اُٹھایا اور زمین پر ڈال دیا اور اس سے زیادہ متعرض نہوے عباس ابنِ ربیعہ حضرت کے نزدیک تھا عرض کی یا امیر المومنین اس بدبخت کا کام تمام کیون نہین کرتے فرمایا اسکی اجل مین ابھی تاخیر ہے اے عباس اگر تو زندہ رہا تو دیکھے گا کہ اُسکے ہاتھ سے ہم اہلبیت کو کیا کیا صدمے پہنچتے ہین راوی کہتا ہے کہ ابن ارطاۃ کے بعد اہلِ شام مین تاب مقابلہ حضرت اسد اللہ الغالب باقی نہ رہے اور کوئی اس طرف سے نہ نکلا۔ حضرت نے عنانِ عزیمت معطوف کی اور بدستور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوگئے **نصر بن مزاحم** کہتا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے لشکرِ شام کے متصل جاکر آواز دی کہ اے معاویہ اے معاویہ نے یہہ سُنکر کہا دیکھو دریافت کرو کہ کیا کہتے ہین آپنے فرمایا مین چاہتا ہون کہ وہ باہر آئے تو بالمشافہ اُس سے کچھ کلام کرون پس معاویہ مع عمرو عاص کے سامنے آیا عمرو کی طرف تو آپنے التفات نہ کی مگر معاویہ سے کہا وائے ہو تجھ پر کیون مسلمانون کو باہم لڑا کر قتل کرتا ہے نزاع میرے اور تیرے درمیان ہے میرے ساتھ جنگ کر جو ہم سے دوسرے کو قتل کرے سلطنت کا مالک ہوجایگا معاویہ نے عمرو عاص سے پوچھا اے ابوعبداللہ تیری اس مین کیا رائے ہے عمرو نے کہا حق یہہ ہے کہ علیؑ نے انصاف کیا تجھکو معلوم رہے کہ اگر آج تو نے اُسکے ساتھ لڑنے سے انکار کیا تو جبتک روے زمین پر نسل عرب سے ایک شخص بھی باقی رہے گا یہہ ننگ و عار تیرے اور تیری اولاد کے لئے باقی رہیگی۔ معاویہ نے کہا یا ابنِ عاص مین تیرے دامِ مکر مین آنے والا نہین ہون قسم بخدا کہ کوئی شجاع پسر ابوطالبؑ کے ساتھ ہم نبرد نہین ہوا الا یہہ کہ اُس نے اپنے خون سے زمین کو سیراب کیا یہہ کہکر عمرو کے ساتھ وہان سے واپس ہوا حتے کہ آخر صفوف مین جاکر پناہ لی۔ امیر المومنینؑ نے یہہ دیکھا تو تبسم ہوئے اور اپنے مقام کو مراجعت فرمائی مگر معاویہ اُس روز سے دل مین عمرو عاص کو دشمن رکھنے لگا **روضۃ الصفا** مین ہے کہ ایک روز عبدالرحمن بن خالد ولید نے میدان مین جاکر مُبارز طلب کیا مالک اشتر اپنی صف سے اسکے مقابلہ کو نکلے اور پاس آکر ایک تلوار اسکے سر پر لگائی جس سے خود کٹ کر سر کو بھی کسیقدر صدمہ پہنچا عبدالرحمن نے باگ اُٹھائی اور معاویہ کے پاس جاکر کہا ہم مین طاقت نہین کہ خونِ عثمان طلب کرین یہہ خون ہم سب کو نیست و نابود کرکے رہے گا معاویہ نے کہا ایسے جلد لڑائی سے سیر ہوگیا اور اس کھڑ پیچ پر جو بچون کے بازی کے وقت ایسی ایسی لگجاتی ہین آزردہ دل ہوتا ہے مجھے معلوم نہین کہ خلیفہ رفیع الشان عثمان بن عفان کے خون کا طلبگار ہے جسے بظلم و ستم شہید کیا پس صبر و ثبات اختیار کر کہ حقتعالی صابرون کے ساتھ ہے عبدالرحمن نے کہا تو سریر سلطنت پر آرام سے بیٹھا تماشا دیکھتا ہے تیر و تلوارین ہمارے لئے ہین اگر صدقِ دل سے یہہ باتین کہتا ہے تو ذرا ہتھیار لگاکر باہر نکل ؎ تاچند ز آرائش پوشیدنِ اطلس۔ یکچند چراجوشنِ پیکار نہ پوشی۔ معاویہ ہنسنے لگا اور زرہ منگا کر پہنی اور خود سر پر دھر ابھر میدان مین آکر رجز پڑھا اور کنایۃً قبیلۂ ہمدان سے مُبارز طلب کیا۔ سعید بن قیس ہمدانی نیزہ ہاتھ مین لئے اُسکے مقابل ہوا جب معلوم ہوا کہ اُسکا حریف معاویہ ہے گھوڑا اُٹھا کر جلد اُس پر حملہ کیا معاویہ کا مارے خوف کے خون خشک ہوگیا بدن مین تھرتھری پڑگئی بھاگنے کے سوا کچھ بن نہ آیا خیمہ پر پہنچا تو متواتر تین دست آئے۔ معاویہ بھاگا تو مالک اشتر میدان مین آئے چونکہ خود و زرہ سے پہچانے نہ جاتے تھے عبیداللہ بن عمر خطاب لشکرِ شام سے نادانستہ گھوڑا بڑھا کر اُنکے مقابلہ مین آیا نزدیک پہنچا تو کچھ کھٹکا کہا اے سوار اپنا نام و نسب بیان کر کہ مین بغیر اپنے کفو کے نہ لڑونگا

اشتر نے نام تبلایا عبید اللہ تھوڑی دیر تو کچھ سوچتا رہا پھر کہا اے مالک اگر مجھے علم ہوتا کہ تو ہے تو کبھی یہان نہ آتا اب مجھے اجازت دے کہ واپس ہون اشتر نے کہا تجھے خیال نہین کہ لوگ طعن کرین گے کہ عمر کے بیٹے نے جنگ سے پیٹھ دکھائی عبید اللہ نے کہا مجھے اپنی جان درکار ہے لوگ جو چاہین کہین بالفرض اگر کہین فرّ عُبیدُ اللہ بھاگ گیا خدا اسکو خوار کرے وہ اس سے بہتر ہے کہ کہین قُتِلَ رَحِمَہُ اللہُ قتل ہوا خدا اسکو رحم کرے۔ اشتر نے کہا تجھکو اجازت ہے بسلامت مراجعت کر مگر آئندہ جبتک بخوبی تحقیق نہو جائے کسی کے ساتھ لڑنے کا ارادہ نہ کرنا عبید اللہ نے بہت غنیمت جانا جان بچی لاکھون پائے۔ اپنے مقام پر آیا تو کہا آج بڑا احسان الٰہی ہوا مجھے شیر کے موہنہ سے نجات ملی معاویہ نے کہا اے فرزند تجھے شرم نہین آتی کہ دشمن کے آگے سے بھاگا اب یہان آکر لشکر کو خوف دلاتا ہے اور جو نامردی تجھ مین راسخ ہے اورون کے دل مین القا کرتا ہے۔ نہ آخر اشتر تیری مثل ایک آدمی ہے پھر یہہ دہشت و وحشت کسلئے ہے عبید اللہ نے کہا اے معاویہ تجھے زیبا نہین کہ ہمکو عیب لگائے اشتر ایک مرد ہے اور تو بھی ایک مرد تو ہی کیون نہین جاتا اور کس لئے اسکے ساتھ جنگ نہین کرتا معاویہ نے کہا مینے تو اسکا مقابلہ کیا ہے جو شجاعت و مردانگی مین اشتر سے کم نہین یعنی سعید بن قیس ہمدانی کا عبید اللہ نے کہا درست ہے تب ہی اسکے سامنے توقف نہ کرسکا او اسطرح وہان سے بھاگا جیسے روباہ شیر نر کے آگے سے بھاگتی ہے معاویہ نے کہا بخدا قسم کہ اگر مین علی کے بھی مقابل ہون تو کبھی موہنہ نہ موڑون یہی باتین تھین کہ صدائے مبارک امیر المومنین اُسکے کان مین آئی فرماتے تھے اے پسر ہند مسلمانون کی خونریزی سے باز آ کیون ناحق خلقت کو قتل کراتا ہے ایک بار میرے مقابل ہو اگر غالب آیا تو پھر تمام عالم تیرے اختیار مین ہے آرام سلطنت کرنا اور معاملہ بالعکس ہوا تو مسلمان اس آفت سے رہائی پائین گے۔ معاویہ کا یہہ سنکر رنگ زرد ہوگیا اور خاموش ہوا۔ عبید اللہ نے کہا ہان اے معاویہ اب وقت ہے جو کہتا تھا اسپر عمل کرکے دکھا۔ سُن علیؑ کیا کہتے ہین اگر مرد میدان و خلف الصدق ابو سفیان ہے تو باہر نکل کہ ہم بھی آج تیرا زور بازو دیکھین عبید اللہ نے ہر چند ایسی باتین کین مگر معاویہ مین ذرا اثر نہ کیا چون نقش دیوار ساکت کھڑا تھا۔

حضرت امیر المومنینؑ نے چند بار ان کلمات شریفہ کا اعادہ کیا جب کچھ جواب نہ پایا تو اسپ کو جولان کیا اور مثل پیل دمان و شیر ژیان لشکر شام مین در آئے اور میمنہ سے میسرہ تک پہنچکر بہت سے لشکریون کو شکار اجل بنایا پھر واپس ہوکر اپنے مقام پر ایستادہ ہوگئے۔ عبید اللہ نے یہہ جبن و بزدلی معاویہ کی مشاہدہ کی تو کہا ہم تجھے اس قدر بزدل نہ جانتے تھے سعید بن قیس کے مقابلہ سے تو نے فرار کیا حتّے کہ چند بار پاجامہ نجاست مین ملوث ہوا پھر لاف زنی کی کہ اگر علی بھی میرے سامنے آئین تو اُنکے ساتھ لڑون۔ اُنکی آواز سُنی تو موہنہ کا رنگ اڑ گیا اور بدن مین لرزہ پڑ گیا مین نہین جانتا کہ تو اس صورت مین اس مہم عظیم کو کس طرح سر کرے گا۔ معاویہ خشمناک ہوکر عمرو عاص کیطرف رجوع ہوا کہ اے ابو عبد اللہ تو سُنتا ہے کہ عمر کا بیٹا ہمارے ساتھ کیسی گفتگو کرتا ہے عمرو نے کہا عبید اللہ سچ کہتا ہے بڑی شرم کی بات ہے کہ علیؑ تجھے میدان مین طلب کرے اور تو پہلو تہی کر جائے معاویہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ طمع خلافت تیری دامنگیر ہوئی ہے جو ایسی باتین کرتا ہے کسی ذی حیات کو آجتک سُنا ہے کہ حیدر کرار کے سامنے جائے اور زندہ و سلامت پھر آئے۔ عمرو عاص نے کہا مجھے طمع خلافت نہین اور جو ہو تو کچھ عجب نہین لیکن ڈرتا ہون کہ خلق مین مشہور ہوگا کہ معاویہ اپنے ابن عم و اپنے بھائی کے مقابلہ سے جی چرا گیا۔ آگاہ رہ کہ یہہ امر مستلزم عار عظیم ہے۔ معاویہ یہہ سنکر ہنسنے لگا اور آپکو کسی اور کام مین مشغول کر لیا **نصر** کہتا ہے کہ ابرہہ بن صباح نے کہ زمرۂ صحاب معاویہ مین منسلک تھا کہا اے اہل یمن تمہاری موت تمکو یہان لائی ہے۔ مجھکو گمان ہے کہ تم اسجگہہ سے جیتے نہ پھروگے بہتر ہے کہ ان دو مرد یعنی معاویہ و امیر المومنینؑ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ جو ان مین سے دوسرے کو قتل کرے سب اُسکے ساتھ ہو جانا امیر المومنینؑ نے یہہ سنکر فرمایا ابرہہ نے درست کہا قسم بخدا کہ مین نے آجتک اہل شام سے ایسا منصفانہ کلام نہین سنا لیکن معاویہ کو

اسکی خبر ہوئی تو کہا معلوم ہوتا ہے کہ جنون و دیوانگی ابرہہ کو عارض ہوئی جو ایسی باتین کرتا ہے اہلِ شام کو یہہ کلام معاویہ کا مکروہ معلوم ہوا کہنے لگے کہ قسم بخدا کہ ابرہہ ہم سب سے از روئے دین و دیانت و عقل و معرفت افضل و اعلےٰ ہے مگر معاویہ علیؑ کے مقابلہ سے جی چراتا ہے اسلئے ایسا کہتا ہے **پارۂ از شجاعتہاء امیر المومنینؑ در میدانِ صفین** عبداللہ بن عباس کہتے ہین کہ بخدا کوئی شجاع یگانہ و دلیر فرزانہ مثل امیر المومنینؑ کے میری نظر سے نہین گزرا بروز صفین عمامۂ سیاہ آپکے زیب سر تھا کہ چشمہائے مبارک اُسکے نیچے سے چراغ کی طرح روشن تھین ہر گروہ کے قریب تشریف لیجاتے اور جنگ کی ترغیب و تحریص فرماتے تھے کہ اس زمرہ کے قریب آئے جسمین کہ مین تھا اتنے مین ایک ستہ و دس ہزار سوار و لشکر جسے کہ بسبب شہباء کہتے تھے لشکرِ معاویہ سے آگے بڑھا اسکو دیکھ کر ہیبت و ہراس اہلِ عراق پر مستولی ہوا امیر المومنینؑ نے انکو ڈانٹا کہ کسلئے خائف و ترسان ہو یہہ چند اشباہ ہین جنکے دل قائم نہین جسوقت اُس طرف توجہ کروگے دیکھنا کہ ایسے منتشر ہوجاینگے جیسے ملخ بادِ صرصر مین متفرق ہوجاتی ہے پھر چند نصیحتین فنونِ جنگ سے تلقین فرمائین بعد ازان ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ بنابر اکثر روایات کے یہہ کلام اُس جنابؑ نے بوقت عشاء لیلۃ الہریر کے فرمایا مگر بقول نصر بن مزاحم شروع ایامِ جنگِ صفین مین فرمایا تھا اور مراد فَاِنَّ الشَّیْطٰانَ کَامِنٌ فِیْ کِسْرِہٖ مین یعنی شیطان اُس کے گوشہ مین بیٹھا ہے محتمل ہے کہ شیطان اصلی ہوا اور ہوسکتا ہے کہ معاویہ ہوا اور یہی ظاہر ہے کہ مراد معاویہ ہے اور قرینہ اسکا قول اُس جنابؑ کا ہے اسکے بعد "قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَۃِ یَدًا وَلِلنُّکُوْصِ رِجْلًا" یعنی اُس نے ہاتھ کو جہندگی کے لئے دراز کر رکھا ہے اور پیر نکوص اور تاخیر کے لئے مراد یہہ اگر تم نے بزدلی و جبن ظاہر کیا تو وہ غالب آئیگا اور جو شجاعت بہادری کروگے تو وہ بھاگ جائیگا - ارشاد کیا کہ تم حفظ و امانِ خدا مین ہوا اور برادر و ابن عم رسول خدا کے ہمراہ آگاہ رہو کہ یہہ خیمہ سیاہ کہ تمہارے سامنے ہے اسمین ایک شیطان ہاتھ پھیلائے گھات لگائے بیٹھا ہے اگر جبن و بزدلی تم سے ظاہر ہوگی تو وہ غالب ہوگا اور شجاعت و چستی دکھاؤگے تو بھاگ جائے گا پس سعی کرو کہ عمودِ حق روشن و منجلی دکھائی دے یہہ کہکر بہت خوفناک حملہ کیا راوی کہتا ہے کہ سو سوار سے زیادہ آنحضرت کے ساتھ نہ تھے پھر بھی جدہر رخ کرتے شامی اسطرح آگے سے بھاگتے تھے جیسے گورخر شیر نر کے سامنے سے بھاگتا ہے پس اُسوقت ایک غبار غلیظ سطح زمین سے مرتفع ہوا کہ ہماری آنکھین دیکھنے سے رہ گئین بعد ایک ساعت کے غبار فرو ہوا تو جہانتک نظر جاتی تھی سر کٹتے اور ہاتھ شانون سے گرتے دکھائی دیتے تھے آخر شامیون کو یارائے قرار نہ رہا بھاگ گئے اُسوقت دیکھا مینے کہ امیر المومنینؑ امام الاشجعین تشریف لا رہے ہین اور روئے انور مانند پارۂ ماہ درخشان ہے اور خون تلوار سے ٹپکتا ہے اور فرماتے ہین قَاتِلُوْا اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ لَا اَیْمَانَ لَہُمْ لَعَلَّہُمْ یَنْتَہُوْنَ یعنی جنگ کرو پیشوایانِ کفر سے انکو ایمان سے بہرہ نہین ہے کہ وہ اپنے افعالِ نکوہیدہ سے باز رہین

روضۃ الصفا مین ہے کہ ایک روز عثمان بن وائل حمیری اور اسکا بھائی کہ شجاعانِ شام سے تھے بحدیکہ ہر ایک اُنمین سے سو سوار نامدار پر ترجیح رکھتا تھا اور معاویہ کو ان دونو بھائیون پر بہت بڑا وثوق و اعتماد تھا عازم نبرد ہوئے اول عثمان میدان مین آیا عباس بن ربیعہ نے اُسکے مقابل ہوکر یک ضربت شمشیر اسکو قتل کیا پس حمزہ نے مبارز طلب کیا تو امیر المومنینؑ عباس کے لباس مین اُسکے سامنے آئے اور بضرب ذوالفقار اُسکے سر کو تن سے جدا کیا - لشکرِ شام مین بگمان اسکے کہ قاتل حمزہ عباس ہے اسکی بہت شہرت ہوئی پس عمرو بن عباس لخمی حضرت شاہ مردان کے مقابل ہوا اور حضرت نے ایک تلوار اُسکے بدن پر لگائی کہ نصف اعلےٰ اُسکے بدن کا زمین پر گر پڑا اور نصف زیرین زین پر رہا - عمرو عاص نے تفرس کیا کہ یہہ ضرب بجز دست مبارک امیر المومنینؑ اور کسی کی نہین معاویہ نظر بظاہر لباس حضرت کے اس سے انکار کرتا تھا - آخر عمرو عاص نے کہا تو لشکر کو حکم کر کہ اس سوار پر حملہ آور ہو اگر روگردان ہو تو جاننا علی بن ابیطالبؑ ہے وَاِلَّا فَلَا معاویہ نے حکم کیا مجموع سپاہِ شام حملہ آور ہوئی مگر آپنے ایک قدم بھی اُس مقام سے حرکت نہ کی اور جب شامی نزدیک آگئے تو ذوالفقار

کھینچکر تینتیس نفر کو اُنسے فی النار کیا اور مصروفِ جنگ تھے۔ مالک اشتر نے عرض کی حضرت اسقدر زحمت دفعِ اشرار مین گوارا کرتے ہین حالانکہ یہہ جان نثار اُنکے لئے کافی ووافی ہے فرمایا اے مالک حضرت رسولخدا سید و سردار بنی آدم و اشرف طبقاتِ عالم تھے بروزِ احد و حنین بنفسِ نفیس جہاد فرماتے تھے۔ اگر معاویہ و عمرو عاص میرے مقابل ہوجاتے تو میرے شیعہ و دوست اس شدت و محنت سے نجات پائین آخر باصرار و الحاحِ اشتر حضرت نے باگ موڑی اور مالک نے میدان مین آکر معاویہ کو مبارزت کے لئے طلب کیا اُس نے کہا اشتر میرا ہمسر نہین۔ جندب بن ربیعہ کو جس نے معاویہ کی لڑکی سے شادی کی درخواست کی تھی طلب کیا وہ لبیک پیش کرتا تھا۔ عمرو عاص نے کہا اگر تو نے اشتر کو مغلوب کیا تو معاویہ اپنی بیٹی تجھکو دے دیگا۔ جندب بشوقِ دامادیِ معاویہ میدان مین آیا۔ اشتر نے پوچھا کہ معاویہ نے تجھ سے کیا وعدہ کیا ہے کہا اپنی دختر کا نکاح تیرے قتل پر منحصر رکھا ہے مالک متبسم ہوئے اور جندب نے برچھی کا وار کیا۔ اشتر نے سرِ نیزہ بغل مین دبالیا جندب نے ہرچند زور کیا نیزہ کو بغل سے نہ نکال سکا۔ اشتر نے تلوار لگائی اور نیزہ کو دو ٹکڑے کردیا۔ جندب کا قافیہ تنگ ہوا اور حرب سے روگردان ہوا۔ اشتر نے پیچھے سے پہنچکر ایک ضربتِ شمشیر اُسکو قتل کیا اس سے خوف و ہراس لشکرِ شام پر طاری ہوا اور اُنہون نے مالک کے آگے سے فرار کیا اشتر نے چاہا کہ آگے بڑھکر معاویہ کا قضیہ فیصل کرے مگر ایک شخص قبیلہ مذحج سے درمیان مین حائل ہوا اور معاویہ اتنی مہلت پاکر بھاگا اور جان بچالیگیا **دوسرے** روز مخراق بن عبدالرحمن لشکرِ معاویہ سے باہر آیا۔ مومن بن عبید مرادی اُسکے مقابل ہوا مخراق نے اُسے قتل کیا اور سر کو بدن سے جُدا کرکے شرمگاہ کو اُسکی برہنہ کیا پس نوفل بن عبداللہ ازدی سامنے آیا شامی نے اُسے بھی قتل کیا اور لاش کو مثلِ سابق عُریان کیا پھر مُسلم بن عبدربہ ازدی نکلا اُسکے ساتھ بھی مخراق نے یہی سلوک کیا اور جرأت اُسکی بڑھ گئی اور لاف و گزاف بکنے اور مبارز طلب کرنے لگا اہلِ عراق سے بخوفِ کشفِ عورت کوئی اُسکے مقابلہ کے لئے مبادرت نہ کرتا تھا امیرالمومنین نے یہہ دیکھا تو بہ تبدیلِ لباس میدان مین آئے مخراق ملعون آگے آیا اور آپنے ایک تلوار اُسکے شانے پر لگائی کہ ایک پارچہ اُسکے بدن کا علیحدہ ہوکر نیچے گر گیا پھر اُسکے سرِ نجس کو بدن سے جُدا کرکے رو بآسمان زمین پر رکھا اور مبارز چاہا ایک اور خون گرفتہ سامنے آیا وہ بھی روانہ دوزخ ہوا اسیطرح سات شخص یکے بعد دیگرے اُس جناب کے ہاتھ سے قتل ہوئے پھر مبارز طلب کیا تو کسی مین جرأت نہ تھی کہ میدان مین آئے۔ معاویہ کا ایک غلام حارث نام شجاع نامور تھا اُس سے کہا کہ یہہ تیرا کام ہے باہر نکل اور اس جوان کے مقابل ہو کہ ہمارے سات بہادر اُسکے ہاتھ سے بیجان ہوئے ہین حارث نے کہا اے امیر مجھے تعمیلِ حکم مین عذر نہین لیکن اس مرد کے سیمائے دریافت ہوتا ہے کہ اگر تیرا تمام لشکر بھی اُسکے مقابل ہو تو ایک اُنسے جان بر نہوگا اگر تو کہے تو مین اُسکے سامنے جاؤن مگر مجھکو یقین ہے کہ زندہ نہ پھرونگا ورنہ مجھکو اورون کیلئے رہنے دے معاویہ نے کہا واللہ مین تیرا قتل ہونا نہین چاہتا تو اپنی جگہہ قرار پکڑ کہ کوئی اور اس مہم کو کفایت کریگا۔ اُس طرف امیرالمومنین متواتر مبارز طلب کرتے تھے جب کوئی سامنے نہ آیا تو خود سر مبارک سے اُٹھایا اور بآواز بلند فرمایا مین ہون ابوالحسن علی اور اپنے مقام کو مراجعت کی۔ حارث نے کہا میرے مان باپ فدا ہون تجھ پر اے امیر دیکھا کہ میری فراست و دانائی کس درجہ کی ہے اگر مین علی کے سامنے جاتا تو کاہے کو زندہ بچتا۔ اس عنایت کا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ میری التماس تو نے قبول کی اور اس مہم پر مجبور نہ کیا **روایت** ہے کہ لشکرِ شام مین ایک پہلوان کریب بن صباح حمیری نام مشہور و معروف تھا۔ اور طاقت اُسکی اس قدر تھی کہ نقشِ درم کو سرِ انگشت سے مٹا دیتا تھا ایک روز اُس نے میدان مین نکلکر مبارز چاہا۔ مبرقع خولانی اُسکے مقابلہ کے لئے لشکرِ عراق سے باہر نکلا۔ لیکن مقابل ہوتے ہی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا پھر عائذ بن مسروق ہمدانی آگے گیا وہ بھی قتل ہوا۔ پس امیرالمومنین نے دیکھا کہ کریب پہلوان جنگ آزمودہ ہے بے تقویتِ یداللّٰہی اُسکا کام تمام نہوگا۔ خود تشریف فرما

ہوئے اور قریب پہنچکر پوچھا مَنْ اَنْتَ تو کون ہے سکریتے اپنا نام و نسب بیان کیا۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر اے کریب خوف خدا کو دل مین جگہہ دے اور در پے اپنی جان کے نہو مین تجھکو کتاب خدا و سنت رسولخدا کی طرف دعوت کرتا ہون تو مرد دلاور ہے کیون عذاب آخرت کو ناحق اپنے سر پر لیتا ہے معاویہ تجھکو آتش جہنم مین ڈالا چاہتا ہے اس سے باندہ اُس بدبخت کو یہہ پند سودمند نہوئی اور کہا مَا اَكْثَرَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ هٰذِهِ الْمَقَالَةُ يَا عَلِیُّ اے علی مین یہہ باتین تم سے بارہا سُن چکا ہون اگر جنگ منظور ہے تو میرے نزدیک آ۔ اور بجمال بیحیائی تلوار کو چمکانے لگا۔ حضرت کو افسوس ہوا اور کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ زبان مبارک پر جاری فرمایا۔ پھر آگے بڑھ کر ایک وار شمشیر صاعقہ بار ایسا لگایا کہ کریب زمین پر گر کر اپنے خون مین لوٹنے لگا اور قدرے تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا کریب قتل ہوا تو حارث بن وادعہ حمیری آگے آیا وہ بھی ہاتھ سے حضرت حیدر کرار غیر فرار کے دوزخ کو پہنچا پھر ایک اور سوار نکلا وہ بھی مارا گیا۔ حتےٰ کہ چار شخص اس طرح پر متواتر فی النار ہوئے پس حضرت نے اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ترجمہ ماہ ہائے حرام بعوض ماہ ہائے حرام مین اور حرمات قصاص اور بدلے مین۔ پس زیادتی کرو تم اُسپر جس نے کہ تم پر تعدی کی ویسی تعدی جیسی کہ اُس نے تم پر کی اور تقوے و پرہیزگاری خدا کو قائم رکھو۔ اور جانو کہ حق تعالیٰ پرہیزگارون کے ساتھ ہے۔ پھر مبارز چاہا تو کسی مین تاب مقابلہ نہ تھی اُسوقت باواز بلند فرمایا اے معاویہ کس لئے عرب کو فنا کرتا ہے خود نکل اور میرے مقابل ہو معاویہ نے یہہ سنکر کہا مجھکو حاجت نہین چار بہادر میرے لشکر کے تم نے قتل کئے تمہارے لئے بس ہے۔ عمرو عاص نے کہا اے معاویہ علی چار آدمی قتل کر چکے ہین اگر اب تو اُنکے مقابل ہو تو اُمید فتح و نصرت ہے پس اس موقع کو غنیمت جان معاویہ نے کہا مین وہ نہین کہ تیرے فریب مین آجاؤن قسم بخدا کہ تو چاہتا ہے کہ مین قتل ہون اور تو خلافت حاصل کرے۔ بعد ازان ایک شخص عروہ بن داؤد دمشقی اصحاب معاویہ سے نکلکر پکارا یا علی اگر معاویہ تمہارے مقابلہ سے کراہت کرتا ہے تو کرنے دو میرے ساتھ ہم نبرد ہو۔ حضرت یہہ سنکر مانند اجل محتوم اُسکے سر پر آئے اُس مردود نے آپ پر وار کیا۔ مگر بیکار گیا۔ امیر المومنین نے ایک تلوار اُسکے سر نحس پر لگائی اور فرمایا اِنْطَلِقْ اِلَى النَّارِ جا جہنم کو۔ عروہ گرتے ہی واصل جہنم ہوا اہل شام پر عروہ کا قتل ہونا سخت گران گزرا یہ رات ہو گئی۔ اگلے روز امیر المومنین علیہ السلام بہ تبدیل لباس برآمد ہوئے تو عمرو عاص نادانستہ حضرت کے مقابلہ کو نکلا اگر اُسکو معلوم ہوتا کہ حضرت امیر المومنین ہین تو مارے خوف کے اُسکی جان نکلجاتی اور کبھی ایسی جرأت نہ کرتا **بالجملہ** حضرت نے اُسکو پہچانا اور دانستہ اُسپر حربہ نہ لگایا اور ٹالتے ٹالتے صف لشکر سے ایک طرف لے گئے عمرو عاص کو گمان ہوا کہ میرا ہم نبرد بزدل ہے دلیرانہ قدم آگے بڑھایا اور رجز پڑھا ؎ يَا قَادَةَ الْكُوْفَةِ يَا اَهْلَ الْفِتَنِ ؂ اَضْرِبُكُمْ وَلَا اَرٰى اَبَا الْحَسَنِ ؂ اے سرداران کوفہ اے صاحبان فتنہ و فساد مین تم سے لڑتا ہون اور ابو الحسن کو تمہارے درمیان نہین پاتا۔ امیر المومنین نے یہہ دلیری ابن عاص کی ملاحظہ کی تو نزدیک تر آئے اور فرمایا اَبُو الْحُسَيْنِ فَاعْلَمَنْ وَالْحَسَنِ ؂ جَاءَكَ يَقْتَادُ الْعِنَانَ وَالرَّسَنِ ؂ یعنی خبردار ہو کہ پدر حسن و حسین علی باگ موڑتا ہوا تیرے پاس آپہنچا۔ عمرو نے حضرت کو جانا تو ہوش پرواز کر گئے قریب تھا کہ قالب تہی کرے بارے اپنے آپ کو سنبھالا اور پشت پھیر کر بھاگا حضرت نے اُسکے پیچھے سے پہنچکر برچھی لگائی عمرو کے دامن زرہ پر پہنچی مضطرب ہو کر گھوڑے سے گرا اور بخوف اسکے کہ دوسرے وار مین اُسکا کار تمام ہو جائے جلد ٹانگین بلند کر کے اپنی شرمگاہ کو برہنہ کیا۔ حضرت امیر نے خدرت حیا سے روئے مبارک اُسکی طرف سے پھیر لیا اور فرمایا یا بن نابغہ جا کہ تو اپنی شرمگاہ کا آزاد کردہ ہے۔ اور اس سے زیادہ متعرض نہوئے۔ عمرو کو موت کے موہنہ سے نجات ملی تو اُٹھ کر ایسا بھاگا کہ اپنے مقام ہی پر جا کر دم لیا۔ **روضۃ الصفا** مین ہے

کہ معاویہ عمرو عاص کو دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اچھا تو نے حیلہ کیا اور طرفہ مکر کام مین لایا۔ آجتک تیرے سوا کسیکو نہین سُنا کہ کون برہنہ کرنے سے موت سے چھوٹا ہو بس اے پسر عاص عمر بھر اپنی شرمگاہ کا ممنون احسان رہیو جس نے آج تجھے موت سے آزاد کیا۔ عمرو پر معاویہ کا ہنسنا نہایت شاق تھا کہا اے معاویہ اگر تو میری جگہہ ہوتا تو پسر ابوطالب آج ضرور تیری زوجہ کو بیوہ اور تیرے بچون کو یتیم کرتا معاویہ نے کہا علی کے آگے سے فرار کرنا کوئی عیب کی بات نہین تعجب تو یہہ ہے کہ تونے کسطرح معلوم کیا کہ کون برہنہ کرنے سے مجھے نجات ملیگی اور کیونکر پہلے سے اس حال پر واقف ہوا کہ ازار اُتار کر لڑنے گیا عمرو عاص نے کہا اس بیہودہ بک بک سے کیا فائدہ بات اس قدر ہے کہ تیرے برادر و ابن عم نے مجھے پہچانا اور جان بخشی کی معاویہ نے کہا یہہ بات تیری بالکل غیر واجبی ہے کسلئے کہ مینے خود حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ مین اور علی ایک طینت سے ہین حضرت آدم تک قطع نظر اسکے اُسکا باپ ایک رئیس تھا بنی ہاشم سے بخلاف تیرے باپکے کہ قریش مین قصاب تھا تجھکو اُس سے کیا نسبت ہے عمرو نے کہا واللہ کہ تیری یہہ باتین سنان و تیر سے زیادہ دل آزار ہین اگر مین دین کو دنیا کے عوض نہ بیچتا اور اپنے گھر بیٹھا رہتا تو کاہے کو ایسی باتین سُنتا جب فضائل و مناقب علی تجھ پر اس طرح آشکار ہین تو چشمۂ آفتاب کو گل اندود کرنے اور روز روشن کو شب تار بنانے سے کیا فائدہ کیون اُس سے بیعت نہین کر لیتا **بالجملہ** جب عمرو بھاگا تو حضرت امیر نے پھر مبارز طلب کیا بسر بن ارطاۃ کے سر مین جہالت سمائی اور طمع دامن گیر ہوئی کہ شاید آنحضرت پر ظفر پاؤے یہہ سوچ کر عازم پیکار ہوا اُسکے صلاح کارون نے ہرچند منع کیا کچھ فائدہ نہ تھا گھوڑا اچھیٹر کر میدان مین آیا۔ چونکہ خود وغیرہ پہنے تھا۔ حضرت نے اُسکو نہ پہچانا مگر اپنی طرف متوجہ دیکھ کر ذوالفقار میان سے نکالی اور اُسکے سر پر آئے بسر کو سب بہادری فراموش ہوگئی اور آپ کو موت کے مونہہ مین پایا جلدی مین اور کچھ نہ سوجھا عمرو عاص کی بیحیائی اختیار کی اور زمین پر لیٹ کر ٹانگین پسار دین اور ننگا مادر زاد ہوگیا امیر المومنین نے لاحول پڑھی اور مونہہ پھیر لیا بسر جان بچا کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اس نالائق حرکت سے صدائے غلغلۂ لشکر کوفہ سے بلند ہوئی اور ایک شخص نے آگے نکلکر کہا اے اہل شام ناکام والے ہو تم پر تمہین شرم نہین آتی پسر عاص نے خوب ہنر تمکو سکھایا ہے کہ لیٹ رہے اور چوتڑ کھولدیے اور جان بسلامت لیگئے۔ پھر چند اشعار پڑھے اور اُنمین ابن عاص اور ابن ارطاۃ ملعون کو خوب فضیحت کیا اسکے بعد ہیبت حضرت اسد اللہ الغالب۔ الغالب علی الغالب کی روبہان شام پر چھاگئی اور کسیکا قدم آگے نہ اُٹھا **روضۃ الصفا** مین ہے کہ زبرقان بن بدر کہ شجاعت و شہامت مین شہرۂ آفاق تھا اور حضرت رسولخدا کے زمانہ مین عامل صدقات رہ چکا تھا اور ابوبکر کے عہد حکومت مین حفظ غنائم کے عہدہ پر مقرر تھا خلیفۂ ثانی کی طرف سے مامور ہوکر شام کو گیا اور آخر وہین متوطن ہوگیا تھا آمادہ کارزار ہوا حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُسکے ساتھ لڑنے کا ارادہ کیا اور طلب اجازت کے لئے اپنے پدر عالیقدر کی خدمت مین آئے حضرت نے درخواست اپنے نور بصر کی قبول و منظور فرمائی برادران امام یہہ دیکھ کر مضطرب و گریان ہوئے امیر المومنین نے اُنکی تسکین کی امام حسن زبرقان کے مقابل ہوئے تو اُس نے کہا اے جوان پہلے اپنا نام و نسب بیان کر کہ تو کون ہے فرزند رسول و نور چشم بتول نے اپنا نام و نسب اُسکے روبرو بیان کیا زبرقان نے کہا یا ابن رسول اللہ اگر آپ مارے خنجر و سنان کے میرے امعاء شکم بھی نکالین تب بھی میری یہہ مجال نہین کہ مین آپ کی طرف گستاخانہ نظر کرون چہ جائیکہ حضرت کے ساتھ لڑنے کی جرأت کرسکون تحقیق کہ مینے بارہا حضرت رسولخدا کو دیکھا ہے کہ آپکے لب و دندان کے بوسے لیتے تھے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب تو یہہ جانتا ہے تو پھر کسلئے معاویہ کو ہم پر ترجیح دیتا ہے زبرقان نے کہا خطاء عظیم مجھ سے صادر ہوئی اور مین اسپر کمال نادم ہون آپ حضرت

زبرقان بالکسر ماہ و مرد سبک ریش و لقب حصین بن بدر صحابی بجمالہ و لصفرۃ عمامتہ او لانہ لبس حلۃ و رلح الی نادیہم فقالوا زبرق حصین ۱۲ انتہی

امیر المومنینؑ کی خدمت مین سفارش کرکے میری جرم بخشی کرائین امام عالیمقام نے درخواست اُسکی قبول کی اور زبرقان کو اپنے ساتھ خدمت بابرکت حضرت امیر المومنینؑ مین لائے زبرقان نے عرض کی یا امیر المومنینؑ جس نے سب سے پہلے فریب دنیا دون کھایا اور رحمت رحمان رحیم سے مردود ہوا یہہ گنہگار ہے امید کہ حضرت میرے دفتر جرم و عصیان کو آب عفو و احسان سے دہو دین امیر المومنینؑ نے قصور اُسکا معاف کیا تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ زمانۂ جنگ صفین مین ایک روز قبیلہ عک و اشعریین نے کہا اے معاویہ ہمکو سخت دشواری پیش آئی اور کمال تشویش لاحق حال ہوئی یہہ تحقیق ہے کہ علیؑ حق پر ہین اور تیرا کام سراسر باطل پس ہم نے جو تیری رضامندی کے لئے باطل کو اختیار کیا ہے اور حق سے روگردان ہوئے تو محض بطلب دنیا ہوئے پس ہمکو اپنی دنیا سے کم و بیش کچھ عطا کر کہ تیری ساتھ ہوکر علیؑ سے جنگ کرین ورنہ ہم دنیا و عقبی دونو ہاتھ سے نہ دین گے اور ضرور علیؑ سے ملجائین گے معاویہ نے کہا جو تمہارا مقصود ہو بیان کرو کہ بذل کرون قبیلہ عک نے کہا ہم مواجب و انعام چاہتے ہین اور اشعریین نے خواہش کی کہ موضع خوران و ثنیہ نسلاً بعد نسل ہماری مدد معاش کے لئے معین کر۔ معاویہ نے دونو کی التماس قبول کی اور اول کو انعام و اکرام عطا کیا دوسرون کے لئے قریات کا فرمان لکھدیا یہہ خبر لشکر عراق مین شایع ہوئی تو بعض ضعیف الایمان لوگون کی کہ اعتقاد خالص نہ رکھتے تھے رگ طمع حرکت مین آئی اور معاویہ کیطرف رغبت و میل کا اظہار کرنے لگے۔ پس منذر بن حفصہ ہمدانی کہ شجعان ہمدان اور اُنکے شعرا سے تھا امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ آپنے سُنا کہ قبیلہ عک و اشعریین نے دین کو دنیا کی عوض فروخت کیا اور ضلالت کو ہدایت پر خریدا۔ اس سے خاطر اقدس مشوش نہو تحقیق کہ ہمنے بجائے دنیا ر فانی کے آخرت اختیار کی ہے اور بعوض ملک شام عراق ہمکو پسند ہے اور بجائے معاویہ غاویہ آپ سا امام ہادی درکار ہے قسم بخدا کہ ہماری آخرت اُنکی دنیا سے بہتر اور ہمارا عراق اُنکے شام سے خوشتر اور ہمارا امام اُنکے امام سے ہدایت کنندہ و راہ نمائندہ تر ہے جو خدمت ہمکو ارشاد ہو اُسکی تعمیل کو سعادت دارین جانتے ہین اور چند اشعار اس باب مین کہکر حضرت کی خدمت مین پیش کئے آپکو اُسکی نظم و نثر دونو پسند آئین اور نزدیک بُلا کر درمیان دو چشم کے بوسہ دیا اور فرمایا خوشا حال تیرا کہ فردا ر قیامت بہشت عنبر سرشت مین مجاور خدمت سید المرسلین و خاتم النبیین ہوگا نصر کہتا ہے کہ پھر علیؑ نے افواج کو امر کیا کہ حملہ آور ہون پس سوارون نے صفوف اہل شام پر حملہ کیا اور شکست اُنمین ڈالدی عمرو عاص دور سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہا تھا اُسکو ایک غبار عظیم نظر آیا پوچھا یہہ کیسا غبار ہے کسی نے کہا تیرے بیٹے محمد و عبید اللہ مصروف کارزار ہین عمرو نے وردان اپنے غلام سے کہا کہ میرا نشان آگے لا۔ معاویہ نے کہا اپنے مقام پر قرار پکڑ تیرے بیٹے صحیح و سلامت ہین معرکۂ جنگ کو پریشان مت کر عمرو نے کہا میرے بیٹے ہین تیرے نہین جو نگرانی اُنکی طرف سے مجھکو ہے تجھکو نہین ہوسکتی پس علم لیا اور حملہ کیا امیر المومنینؑ نے اہل بصرہ و کوفہ کو حکم دیا کہ حملہ آور ہون اُنہون نے حملہ کیا اور سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ عین اشتداد حرب مین ایک شامی نے میدان مین آکر مبارز چاہا ایک مرد اہل عراق سے اُسکے مقابل ہوا قدرے سلاح بازی ہوتی رہی آخر عراقی نے شامی کے ایک تلوار لگائی اور اُسکا دست راست قلم کیا شامی نے تلوار کو بائین ہاتھ مین لیکر اپنے لشکر کیطرف پھینکا کہ لے اہل شام یہہ میری تلوار ہے اسکو لو اور جنگ دشمن پر اس سے اعانت چاہو وہ تلوار ایک شخص نے اُٹھالی اور آخر کار معاویہ نے اُسکو بعوض دس ہزار درہم ورثار مقتول سے خرید کیا۔ پھر نصر کہتا ہے کہ علیؑ اصحاب کو تحریص جنگ کرتے تھے اصبغ بن نباتہ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ مجھکو اذن جہاد مرحمت ہو کہ بجز صبر و ظفر دوسری چیز آپ ملاحظہ نہ کرین گے حضرت نے اجازت دی اصبغ نشان لشکر لیکر آگے بڑہا اور مشغول جنگ ہوا جنگ گاہ سے واپس ہوا تو اُسکا نیزہ و شمشیر خون مین رنگین تھا راوی کہتا ہے کہ اصبغ پیر مرد عابد و زاہد تھا دشمن پر پہنچتا تو تیغ کو میان نہ کرتا وہ

جنگ حجل و پسرش اثال

شجاعانِ عراق و ذخائرِ علی علیہ السلام سے تھا جنہون نے موت پر آنحضرت سے بیعت کی تھی **القصہ** جنگ مین توقف ہوا تو مالکِ اشتر نے کہا اے اہلِ عراق کوئی تم سے ہے کہ اپنی جان راہِ خدا مین نثار کرے۔ پس اثال بن حجل نام ایک جوان نکلا اور مبارز چاہا حجل اسکا باپ معاویہ کیطرف تھا اتفاقاً وہی اُسکے مقابلہ مین آیا چونکہ دونو خود وغیرہ پہنے ہوئے تھے کسینے ایک دوسرے کو نہچانا اور بیٹے نے باپ کے ایک نیزہ لگایا جسکے صدمہ سے حجل نیچے گرا اور خود اُسکے سر سے علیحدہ ہوگیا اُسوقت اثال نے جانا کہ میرا باپ ہے دوڑکر اُسکے مونہہ پر مونہہ رکھدیا اور رونے لگا اور کہا مین تجھکو نہ جانتا تھا بیان کر اے پدر کہ اس ضرب سے تجھکو کسقدر ایذا ہوئی ہے باپنے کہا ایذا بہت ہے الا کار سہل ہے کہ خوفِ جان نہین اے پسر اگر تو میرے ہمراہ معاویہ کی طرف آئے تو عیش و کامرانی پائے اور رحت و آرام جو امن و رفاہیت کہ ملک شام مین ہے بیان سے باہر ہے بیٹے نے کہا اے پدر دنیا محلِ فنا ہے رنج و رحت یہان کے بسر آئندہ مین فکرِ عقبیٰ چاہیے۔ اور کوئی وسیلہ نعمات آخرت کا متابعت علیؑ ابن ابی طالب سے بہتر نہین پس انسب یہہ ہے کہ تو میرے ساتھ خدمتِ بابرکت امیر المومنینؑ مین حاضر ہو۔ باپنے کہا مین علیؑ کے پاس کبھی نہ جاؤنگا بیٹے نے کہا تو مین بھی معاویہ کی صورت پُر کدورت دیکھنا نہین چاہتا۔ پس دونو جدا ہوئے اور اپنے اپنے محل و مقام کو لوٹ گئے دونو لشکر اُنکو دیکھ رہے تھے اُنکی باتین سُنتے اور متعجب ہوتے تھے **مروی** ہے کہ امیر المومنینؑ ولید بن عقبہ وغیرہ چند اہلِ شام کے پاس سے گزرے جو آپ کی سب و شتم کرتے اور روسیاہی جاوید اپنے لئے مُہیا کرتے تھے صحابہ نے حضرت کو اُنکے اس فعل بد سے آگاہ کیا۔ فرمایا یہہ لوگ اس کا کے لئے اولیٰ ہین پیشتر بھی مجھکو بُرا کہتے اور میرے ساتھ جنگ کرتے تھے مین اُنکو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا وہ پرستشِ اصنام کیطرف مجھکو بلاتے تھے قسم بخدا کہ وہ قوم اقرب بجہالت ہی جنکا پیش رو مودّب معاویہ و ابن نابغہ و ابن اعور سلمی و ابن ابی معیط شارب حرام و حد زدہ اسلام ہو الحمد للہ کہ جسطرح یہہ فساق مجھکو دشمن رکھتے ہین اسیطرح حقتعالیٰ انکو دشمن رکھتا ہے۔ امرِ عظیم و خطب جلیل یہہ ہے کہ ان دشمنانِ دین نے ایک گروہ کو اس امت سے گمراہ کیا اور بالنواع تہمت و افترا انکو اپنی طرف مائل اور فتنہ و فساد مین اپنا شامل کیا کہ ہمارے ساتھ جنگ کرتے ہین اور اطفاءِ نورِ خدا چاہتے ہین وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ پھر فرمایا اَللّٰہُمَّ اِنَّہُمْ رَدُّوا الْحَقَّ فَافْضُضْ جَمْعَہُمْ وَشَتِّتْ کَلِمَتَہُمْ وَاَبْسِلْہُمْ بِخَطَایَاہُمْ فَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ بار الٰہا ان لوگون نے حق کو رد کیا پس انکی جماعت کو پراگندہ اور ان کے کلمہ کو پریشان کر اور انکے خطا و عصیان مین انکو ہلاک فرما تحقیق تیرا دوست رکھنے والا ذلیل نہین ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہین پاتا **حکایت** عمر بن الخطاب نے اپنے عہدِ خلافت مین حابس بن سعد طائی کو بُلاکر کہا کہ مین تجھکو قاضی حمص بنانا چاہتا ہون تو کیون کر کارروائی کرے گا اُس نے کہا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور اپنی جلسا و رفیقون سے صلاح لونگا عمر نے کہا تو جا اُس طرف روانہ ہو حابس تھوڑی دور جاکر پلٹا اور کہا یا امیر المومنین مینے ایک خواب دیکھا ہے کہو تو تم سے بیان کرون کہا بیان کر کہا گویا آفتاب مشرق سے ایک جماعتِ عظیم کے ساتھ آیا اور ماہتاب مغرب سے ایک انبوہ کے ساتھ آیا عمر نے کہا تو کس جماعت کے ساتھ تھا کہا ماہتاب والے گروہ کے کہا چلا جا کہ مین تجھکو کبھی کوئی عمل نہ دونگا تو ملامتِ موشدہ کے ساتھ تھا راوی کہتا ہے کہ یہہ حابس جنگِ صفین مین معاویہ کے ساتھ تھا اور نشان قبیلہ بنی طے کا اُسکے ہاتھ مین تھا اثناءِ جنگ مین قتل ہوا زید بن عدی حاتم لاشہ ہائے مقتولین مین پھرتا تھا کہ دیکھے کون کون آدمی قتل ہوئے ہین ناگاہ اُسکی نظر اسی حابس بن سعد طائی اپنے ماموں پر کہ کشتون کے درمیان مرا پڑا تھا۔ جا پڑی۔ دیکھتے ہی عالم اُسکے سامنے سیاہ ہوگیا اُسکے سرہانے کھڑا زار زار روتا تھا اور کہتا تھا کہ اے خال میرے کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ کس نے تجھکو ہلاک کیا کہ اُس بدبخت سے عوض تیرے

خون کا لیتا ایک مرد نے بنی حنظلہ سے کہ اصحاب امیر المومنین سے تھا نکلکر کہا مینے اسکو رضاء خدا کے لئے قتل کیا کیونکہ فرقہ باغیہ و اصحاب معاویہ سے تھا زید نے کہا حنظلی
یہہ اُن لوگون مین شامل تھا مگر میرا ماموں ہوتا تھا تو نہ جانتا تھا کہ اسکا خون ضائع نہ جائیگا یہہ کہکر ایک تلوار لگائی اور مرد حنظلی کو قتل کیا اور خود بھاگ کر لشکر معاویہ
مین ملگیا معاویہ اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور اعزاز و اکرام اسکا کیا امیر المومنینؑ مرد حنظلی کے مارے جانے اور زید کے ضائع ہونے سے کوفتہ خاطر ہوئے اور زید
اپنی حرکت پر پشیمان ہوکر چونکہ عفو و کرم حضرت امیرؑ پر اعتماد رکھتا تھا چاہتا تھا کہ مراجعت کرے - مگر اپنے باپکے خوف سے متوقف تھا - عدی بن حاتم نے امیر المومنین
کی خدمت مین عرض کی کہ جو حرکت میرے بیٹے زید سے سرزد ہوئی مین اسکی وجہہ سے بہت شرمسار ہون افسوس وہ اس جہان مین بدنام اور آخرت مین ناکام ہوا لیکن
جو لطف و مرحمت کہ حضرت میرے حال پر رکھتے مین اور جو قرب منزلت کہ آپکو خدا و رسول کے نزدیک ہے اس سے امیدوار ہون کہ اُس ناعاقبت اندیش کی شفاعت
فرمائین گے قسم بخدا کہ اگر مین زید کو پاؤن تو فوراً حنظلی کے بدلے مین تہ تیغ کرون اور اُسکے مرنے کی خبر مجھکو ملے تو ذرا آزردہ دل نہون وہ میرا بیٹا اُسیوقت تک تھا جبتک
کہ آپکی خدمت مین تھا - اور میرا دوست وہی ہوسکتا ہے جو حضرت کے دوستون و شیعون سے ہو جو اس درگاہ سے روگردان ہوا کتا میرے نزدیک اُس سے بہتر ہے
امیر المومنینؑ نے یہہ کلمات عدی سے سنکر اُسکو تسلی دی مگر زید کو یہہ حال معلوم ہوا تو اُسکا خوف دوبالا ہوگیا اور وہ معاویہ کے پاس سے بھی بھاگ گیا اور کوہستان
قبیلہ طے مین اپنے عشائر و اقارب کے درمیان پھرتا اور اوقات بسر کرتا تھا حتےٰ کہ داعی اجل کو لبیک اجابت کہا **منقول** ہے کہ معاویہ نے نعمان بن بشیر و مسلمہ بن
خویلد انصاری کو بلایا اور بجز ان دو شخصون کے انصار سے کوئی اُسکے ساتھ نہ تھا - اور کہا تمکو معلوم ہے کہ قبیلہ اوس و خزرج سے مجھکو کیسی اذیتین پہنچین انہون نے
اپنی تلوار سے اہل شام کے ساتھ وہ جنگ کیے کہ بڑے بڑے بہادر اُنکے سامنے نہ ٹھیر سکے جس مقتول کا حال دریافت کرتا ہون کہتے ہین کہ انصار کے ہاتھ سے قتل ہوا
اب مین اُنکے مقابلہ کے لئے اُسیقدر آدمی قریش سے مقرر کرونگا کہ تمر و طفیشل کے کھانیوالے ہونگے - قسم بخدا کہ انصار نیکوکار تھے مگر انہون نے اپنی نیکی کو فاسد و
ضائع کیا نعمان کو یہہ سنکر غیظ آیا کہا اے معاویہ انصار کو کثرت حرب پر ملامت نکر تحقیق کہ ایام جاہلیت مین بھی اُنکا یہی حال تھا اور صدر اسلام مین حضرت
رسول خدا کی حمایت مین تو نے اُنکے جنگ مشاہدہ کئے ہین - اور اگر تو قریش کو بقدر اُنکے مقابلہ کے لئے بھیجیگا تو وہ اُنکے لئے کافی ہین اور تمر فی الحقیقت ہم لوگ کھاتے
تھے مگر تم نے اُسکا مزہ چکھا اور ہمارے شریک ہوگئے لیکن طفیشل[1] دراصل یہودیون کی غذا تھی ہم نے اُسکو کھایا تو ہم اس سے مشہور ہوئے جیسا کہ قریش سخینہ
کے نام سے مشہور ہین ایسا ہی کچھ مسلمہ بن مخلد نے جواب دیا یہہ خبر جماعت انصار اصحاب حضرت حیدر کرار کو پہنچی تو قیس بن سعد عبادہ نے سب کو جمع کیا اور خطاب
کیا کہ تم نے معاویہ کا کلام سنا اور جو تمہارے بھائیون نے اُسے جواب دیا تمکو معلوم ہوا قسم بخدا کہ تم نے معاویہ کو آج ہی غضبناک نہین کیا بلکہ پیشتر سے کرتے رہے ہو اور
اسلام ہی مین جنگ نہین کیا جبکہ وہ کافر تھا تب بھی اُس سے لڑا کئے ہو - اب اُسکے نزدیک تمہارا عظیم گناہ یہہ ہے کہ تم امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی نصرت
کرتے ہو پس آج وہ کوشش کرو کہ گذشتہ کوششین اُسکے آگے گرو ہو جائین اور کل وہ جد و جہد عمل مین لاؤ کہ آج کے کارنامے بھول جائین تم فضل خدا سے اُس علم کے
ساتھ ہو جسکے دہنے جبرئیل و بائین میکائیل جنگ کرتے تھے درآنحالیکہ یہہ لوگ ابوجہل و احزاب کے نشانون کے سایہ مین ہوتے تھے - لیکن خرما پس ہم نے اُنکو نہین
لگایا بلکہ اُسکے لگانیوالون پر غالب آئے اور طفیشل اگر ہماری خورش ہوتی تو ہم بھی اس نام سے ایسے ہی مشہور ہوتے جیسے کہ قریش سخینہ کے نام سے - پس گھوڑون کو
جولان کیا اور لشکر شام مین درآئے راوی کہتا ہے کہ اثناء زد و خورد مین قیس نے ایک شخص کو قتل کیا جو بالکل معاویہ کے مشابہ تھا - بعد مین معلوم ہوا کہ وہ معاو

[1] طفیشل بروزن سمیدع ایک قسم کا شوربا ہے اور سخینہ بروزن سفینہ طعام گرم یا طعام جسکو روغن آرد یا آرد و خرما سے ترتیب دیتے ہین وہ حساء غلیظ و عصیدہ حلوا سے رقیق ہوتا ہے چونکہ قریش کثرت سے کھاتے تھے لہذا اُنکو سخینہ طنزاً کہتے تھے ۱۲

نہ تھا - پھر دوبارہ حملہ آور ہوئے اُسوقت نعمان بن بشیر دونو لشکر کے درمیان آیا اور قیس سے کہنے لگا کہ جو دوسرون کو اس امر کی طرف دعوت کرے جسمین خود شامل ہونا انصاف نہین گروہ انصار سے پہلے تو یہہ غلطی ہوئی کہ انہون نے بروز دار عثمان کی مدد نہ کی پھر جنگ جمل مین اُسکے خون کے طلبگارون کو انہون نے قتل کیا اب صفین مین فوج کشی کی ہے - عثمان کو مخذول کیا تھا تو چاہیے تہا کہ علی کی بھی حمایت نہ کرتے - مگر تم لوگون نے حق پر باطل کو اختیار کیا اب بھی قناعت نہین کرتے کہ لشکر مین عام لوگون کی طرح رہو فخر و فوقیت کے خواہان ہو میدان مین نکلتے اور مبارز طلب کرتے ہو اور ہر شدت و مصیبت مین علی کو وعدہ نصرت دیتے ہو - قیس یہہ باتین سنکر ہنسے اور کہا اے نعمان بخدا قسم کہ تو نے انصاف نہ کیا تو جو عثمان کا ذکر کرتا ہے اگر ابتک اُسکے حال سے اچھی طرح واقف نہین تو اب سُن کہ مسلمانون نے جمع ہو کر اُسے قتل کیا اور اصحاب کبار رسول مختار اُسکی نصرت سے باز رہے اور اہل جمل کی ساتھ ہمنے عہد شکنی اور نکث بیعت پر جنگ کیا رہا معاویہ سو اگر تمام عرب بھی اسپر متفق ہو جائے تب بھی انصار متفق نہونگے ہماری جنگ آج اُس سے ویسی ہی ہے جیسے کل حضرت رسولخدا کے ساتھ ہو کر کرتے تھے تلوارین اپنے مونہہ پر لیتے اور برچھیان سینون پر برداشت کرتے تھے تا اینکہ حق ظاہر و آشکار ہوا ہر چند وہ کراہت کرتے تھے اے نعمان معاویہ کے ساتھ بجز طلقا و اعراب چند اہل یمن کے جو اُسکے فریب میں آگئے اور بھی کوئی ہے دیکھ کہ مہاجرین و انصار و تابعین بالاحسان کس جانب ہین انصار سے فقط تو اور تیرا رفیق مسلمہ اُس طرف ہو حالانکہ نہ تم بدری ہو نہ اُحدی نہ بیعت عقبہ مین شریک تھے نہ اسلام مین کوئی سابقہ رکھتے ہو نہ کوئی آیہ قرآنی تمہارے حق مین نازل ہوئی ہے - کہتے ہین کہ لشکر کوفہ مین ایک مبارز بے مثل و نظیر عکبر بن حدیر اسدی تھا و نیز لشکر شام مین ایک مرد لاثانی عوف بن مخراۃ مرادی تھا اثنائے جنگ مین مرادی نے باہر آکر مبارز چاہا عکبر اُسکے مقابل آیا قدرے نیزون سے لڑتے رہے آخر عکبر نے عوف کو قتل کیا معاویہ مع چند کس قریش وغیرہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا اسکا نظارہ کرتا تھا - عکبر معاویہ کو علحدہ پاکر بطمع اسکے کہ شاید اُس پر دست قدرت پائے اُس طرف چلا قریب پہنچکر چند سوار کو اُسکے صحاب کے گرایا - مگر اور آدمی باشمشیر و سنان اُسکے درمیان حائل ہو گئے لاجرم عکبر پلٹا لیکن پکار کر کہا اے معاویہ مین عکبر اسدی ہون تو آج میرے ہاتھ سے بچ گیا - حاضر خدمت امیر المومنین ہوا تو آپنے فرمایا اس طرح آپکو ہلاکت مین نہین ڈالتے تیرا اس دوڑ دھوپ سے مدعا کیا تھا عرض کی چاہتا تھا کہ معاویہ کو قتل کرون مگر بچ گیا شامیون پر عوف مرادی کا قتل ہونا از بس شاق گزرا اور معاویہ نے عکبر کا خون ہدر کیا عکبر نے کہا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ یَدِ مُعَاوِیَۃَ خدا کہ معاویہ سے توانا تر ہے مومنین کا حافظ و نگہبان ہے - بالجملہ حضرت امیر المومنین کو قیس کی وہ باتین پہنچین تو اپنے پاس بُلایا اور مدح کی اور حملہ انصار پر اُنکو سروری بخشی - راوی کہتا ہے کہ طلائع [1] شام و عراق اس درمیان مین باہم ملاقات کرتے اور اشعار پڑھتے اور بایکدگر فخر کرتے اور بطلب امان باہم بات چیت کرتے تھے **تاریخ اعثم کوفی** مین ہے کہ ایک روز صفین رہتے ہوئین اور لشکر مہیائے جنگ ہوئے تو معاویہ نے نشانون کی طرف بغور دیکھا اُسکو قبیلہ قضاعہ کا نشان نظر نہ آیا ایک غلام کو نعمان بن جبلہ قضاعی کے پاس کہ سردار قبیلہ تھا بھیجکر پیغام دیا کہ تو اور تیرا قبیلہ اسوقت تک میدان مین نہین آئے کسلیے جنگ مین سستی و کاہلی کرتا ہے اور مجھکو اس بات پر لاتا ہے کہ تجھکو ریاست قوم سے معزول کر کے بجائے تیرے دوسرے کو کہ مخلص تر و بے عیب تر ہو مقرر کرون اس عرصہ مین وہ لوگ فوج فوج آکر اپنے محل و مقام مین ایستادہ ہو گئے معاویہ نے دور سے دیکھا کہ نعمان بن جبلہ غضبناک اُسکی طرف آرہا ہے کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ لِسَانِ ھٰذَا الْمُقْبِلِ پروردگارا مین تیری طرف پناہ لیجاتا ہون شرارت

قصہ نعمان بن جبلہ قضاعی

[1] طلیعۃ الجیش طلایہ لشکر وہو من یبعث لیطلع العدو واحد وجمع در روے یکسانست طلائع جمع ۱۲ منتہی

زبان ابن مقبل سے پس نعمان معاویہ کے قریب پہنچکر گھوڑے سے اُترا اور تلوار آگے رکھکر سر جھکا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر خاموش بیٹھا تھا کہ معاویہ نے کہا ای
ابو المنذر تجھکو معلوم ہے کہ مجھکو کسی قوم پر اس قدر اعتماد و اعتبار نہین جتنا قبیلہ قضاعہ پر ہے تم لوگ شجاع ترین سپاہ و سردار میری افواج کے ہو آج تمام قبایل اپنے
اپنے نشانون سے میدان مین آگئے الا قبیلہ قضاعہ کہ تمام سے پیچھے آیا اس توقف و تراخی کا سبب معلوم نہین کہ کیا ہے نعمان نے کہا اگر کوئی ہمکو خوان ہائے
پر از نعمات گوناگون پر بلائے اور مجلس مشحون بانواع ثمار و ریاحین کی طرف دعوت کرے تب بھی ہر روز آنے مین تاخیر موجہ جائیکہ تو ہمیشہ مبارزان حجاز و عراق
و پہلوانان کوفہ و بصرہ سے لڑنے کو بلاتا ہے جنکا سردار علی بن ابی طالب ہے یہہ کام جیسا تو نے سہل سمجھ رکھا ہے آسان نہین اور سینون کو فدائے خنجر و سنان کرنا اور شمشیر
بران کے آگے سر جھکانا بغایت دشوار آخر اس عظیم الشان کام کے لئے کچھ ساز و سامان بھی درکار ہے یا یہہ کہ سب سلاح لگائے کمر بستہ منتظر حکم بیٹھے رہتے ہین کہ
آواز طبل و کوس سنتے ہی میدان مین آجائین اور تو کہتا ہے کہ مجھے سرداری قضاعہ سے معزول کر کے بجائے میرے کسی دوسرے کو کہ مخلص تر و بے عیب تر ہو مقرر
کرے خوب اندیشہ کیا ہے اور عوض میرا یہی ہے جو دیتا ہے اگر مین اپنے دین کو دنیا کی عوض فروخت کرتا اور علی ابن ابیطالب کو چھوڑ کر تیری اطاعت اختیار کرتا
تو ایسی باتین کیون سنتا قصور میرا ہے کہ دیدہ و دانستہ راہ راست سے منحرف ہوا ع گنہ از من آمد خطائے تو نیست تجھکو معلوم ہے کہ سب سے پیشتر مینے تیری دعوت
ضلالت کو قبول کیا اور اسوقت سے برابر تیرا رفیق و ہوا خواہ رہا ہون کوئی تقصیر مجھ سے صادر نہین ہوئی کہ مستوجب اس خطاب عتاب کا ہون - معاویہ نے
کہا اے ابو المنذر تو نے کبھی شفقت و نصیحت مین کوتاہی نہین کی تقصیر سب ہماری طرف سے ہے اگر زندگی باقی ہے تو ہم تیری خدمات شائستہ کی مکافات بوجوہ
احسن کرین گے - اس پیغام سے صرف یہہ غرض تھی کہ تم لوگ جلد آجاؤ اور تمہاری جگہہ میدان مین خالی نہ رہے لیکن تیرا یہہ کہنا کہ راہ راست سے مینے انحراف
کیا سو کونسا راستہ اس سے زیادہ راست ہو گا کہ خون خلیفہ مظلوم کا جسے بے جرم و عصیان قتل کیا طلب کرے نعمان نے کہا کیسی باتین کرتا ہے کیا تو بھول گیا
کہ جب عثمان نے تجھ سے مدد چاہی تو نے انکی مدد نہ کی اور جنگ اعداء سے باوجود قوت و شوکت اسکو نجات نہ دی اب اُسکے خون کا خواہان ہے تجھکو علی کے
ہوتے کہ خلیفہ وقت ہے کیا منصب ہے کہ اُسکا خون طلب کرے تیرا مدعا اس تمام جوش و خروش سے طمع ریاست و حکومت کے سوا کچھ نہین خطار بزرگ
مجھسے صادر ہوئی کہ وطن آوارہ ہو کر تیری خدمت مین آیا اور تیری خاطر ابن عم و وصی رسول خدا کے ساتھ جنگ کرتا ہون جو سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لایا اور
ہجرت کی - اگر مین اُسکے پاس رہتا تو میرے دین و دنیا کے لئے ہزار درجہ اس سے بہتر تھا علی تجھ سے زیادہ میری عزت کرتا - معاویہ نے یہہ باتین سنکر سر جھکا لیا
اور کچھ نہ کہا - عمرو بن مرہ جہنی و حارث بن نمیر جرمی کہ خواص معاویہ سے تھے اور نعمان کے ساتھ قرابت قریب رکھتے تھے اُٹھے اور نعمان کو قسمین دیکر خاموش
کیا پس نعمان وہان سے اُٹھا اور میدان کو جہان اُسکا علم برپا تھا چلا گیا - تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دو دستے سوارون کے افواج امیر المومنین علیہ السلام سے
جدا ہوئے ایک قبیلہ مذحج مالک اشتر کے ساتھ تھا دوسرا قبیلہ ہمدان سعید بن قیس کے تحت مین دونو معاویہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور جنگ شدید کر کے
انکو پسپا کیا - بہت اشخاص لشکر شام سے قتل ہوئے تھے کہ قریب تھا کہ تمام لشکر راہ فرار اختیار کرے معاویہ نے کیسکو نعمان قضاعی کے پاس بھیجا کہ اے ابو المنذر
ہماری امداد کو پہنچ کہ وقت ہے نوبت بجان و کارد باستخوان پہنچی ہے نعمان نے قاصد سے کہا کہ معاویہ سے کہہ کہ اس جنگ کے لئے اُسکو بلائے جو بے عیب تر و
ناصح تر ہو معاویہ نے عمرو بن مرہ جہنی و حارث بن عمر جرمی سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ نعمان مجھکو ایسے وقت مین کیا جواب دیتا ہے تم اُسکے پاس جاؤ اور ملامت کرو
اور وعدہ ہائے خوب میری طرف سے اُسکو دو کہ اس آفت سے نجات ملے بتحقیق کہ اُسکے سوا کیسکو اس گروہ سے یارائے مقاومت و مقابلت نہین عمرو بن

مروان نے کہا اے معاویہ امن وآرام مین تو ہمکو یاد نہیں کرتا جو وقت کوئی مہم پیش آتی ہے اور دشوار کار تجھ پر وارد ہوتا ہے ہمسے ملتجی ہوتا ہے معاویہ نے کہا ان باتون کا یہہ موقعہ نہین پہلے اس بلا کو میرے سر سے دفع کرو۔ پھر جو چاہنا سو کہنا پس دونو نعمان کے پاس آئے اور اُسکو نصیحت کی اور نرم وگرم باتون سے اُسکا دل ہاتھ مین لائے کہ جو کچھ تجھکو کہنا تھا سو ہم کہہ چکا اور دل کا غبار نکال لیا اب اُنکی رضامندی کا خیال چاہیے کہ ہمکو اُسکے بغیر چارہ نہین علاوہ برین جبکہ ہم ایک کام کو شروع کر چکے تو بلا تمام کئے اُسکو چھوڑنا عیب وعار ہے القصہ نعمان مع بنی قضاعہ میدان مین آیا اشتر وسعید بن قیس نے جب دیکھا کہ بنی قضاعہ اُنکی طرف متوجہ ہین گرم تر ہوئے اور آتش جنگ فیما بین روشن ہوئی طرفین نے نام ونمود کے لئے سخت کوششین کین اور لڑائی شام تک ہوتی رہی انجام کار نعمان قتل ہوا راوی کہتا ہے کہ اُس روز طرفین سے کیسی نماز نہ ہوئی رات ہوئی تو ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور نمازین قضا کین معاویہ مصلحتہً نعمان کے مارے جانے سے رنج وافسوس کا اظہار کرتا تھا مگر باطن مین اسپر خوش تھا کسلئے کہ نعمان امیرالمومنین کے ساتھ محبت رکھتا تھا۔ **جنگ عباس بن ربیعہ** ابوالاغر تیمی سے روایت ہے کہ مین ہنگامہ کارزار مین دیکھا مینے کہ عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہتھیار بدن پر لگائے ہاتھ مین تلوار اسپ سیاہ پر سوار میدان مین جولان کر رہا ہے آنکھین زیر خود سے مثل مار افعی چمکتی ہین اتنے مین ایک مرد شامی نے جسکا نام عرار بن ادہم تھا آواز دی کہ اے عباس لڑنا مد نظر ہے تو مجھسے ہم نبرد ہو عباس نے کہا مضائقہ نہین مگر اس شرط سے کہ گھوڑون سے اتر لین کیونکہ مجال فرار ہمین کمتر ہے۔ عرار نے قبول کیا اور دونو پیادہ ہو کر تلوار سے جنگ کرنے لگے زرہین دونو طرف مضبوط تھین جو مین لگتی تھین مگر کارگر نہوتی تھین عرصہ دراز ہمین گزر گیا دونو لشکر اپنا کار مہار موقوف کر کے اُنکا نظارہ کر رہے تھے کہ یکایک عباس نے ایک رخنہ حریف کی زرہ مین دیکھ کر ایک ضرب اُسجگہہ لگائی کہ عرار اُسکے صدمہ سے مونہہ کے بھل گرا اور اُسکا کام آخر ہو گیا صدائے تکبیر لشکر امیرالمومنین سے بلند ہوئی کہ زمین وزمان گونج گئے راوی کہتا ہے کہ امیرالمومنینؑ میرے پیچھے سے تشریف لا رہے تھے قریب پہنچکر پوچھا یہہ بہادر کون ہے مینے عرض کی آپکا برادر زادہ عباس بن ربیعہ حضرت نے اُسکو بلا کر بعتاب خطاب کیا کہ مینے تجھکو حسنینؑ وعبداللہ جعفر وعبداللہ بن عباس کے ساتھ منع نہین کیا کہ اپنے مقام سے دلیر اور مرکز کو نچھوڑو پھر کسلئے تونے میرے حکم کے خلاف کیا عباس نے کہا یا امیرالمومنین جب دشمن لڑنے کو طلب کرے تو کیا کیا جائے نہ جائین تو بزدلی ہے۔ حضرت نے فرمایا اپنے امام کا حکم ماننا دشمن کی بات ماننے سے زیادہ لازم ہے۔ تحقیق کہ معاویہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم سے ایک متنفس نہ رہے الا اُسکا سینہ نوک سنان سے سفتہ ہوا اور قصد اُسکا اطفاء نور خدا ہے وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ قسم بخدا کہ ہمارے رجال اُنکو قتل کرین گے اور لباس ذُل وہوان اُنکو پہنائین گے۔ اگر آئندہ ایسا قضیہ پیش آئے تو مجھکو خبر کر۔ پھر فرمایا بار الہا عباس کی سعی مشکور کر اور اُسکا گناہ عفو فرما پروردگارا مینے اُسکو بخشدیا تو بھی بخشدے۔ یہہ حال معاویہ کو معلوم ہوا تو بہت دلگیر ہوا اور کہا جو عرار کے بدلے عباس کو قتل کرے مین اُسکو مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا دو مرد قبیلہ لخم سے بطمع مال لشکر سے نکلے اور عباس کے پاس آکر طالب نبرد ہوئے عباس نے کہا مین بے اجازت اپنے آقا اور امیر کے نہین لڑ سکتا اور خدمت مبارک مین آکر کیفیت بیان کی حضرت نے کہا اپنا اسپ وسلاح مجھکو دے اور میرا تو لے پس سلاح ولباس عباس سے مزین ہوئے اور اُسکے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان مین تشریف لائے دونو لخمی کہ منتظر عباس کھڑے تھے آپکو دیکھ کر بگمان عباس بولے تیرے امیر نے تجھکو اجازت دی حضرت امیر نے بجائے اسکے کہ نعم کہین فرمایا أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ پس ہر ایک کو اُنمین سے ایک ایک ضربت مین قتل کیا اور اپنے مقام کو مراجعت فرمائی معاویہ بہت پشیمان ہوا اور کہا لجاج واصرار کسی امر مین خوب نہین مینے جہان لجاج کیا ہے مخذول ہوا ہون عمرو عاص پاس موجود تھا بولا مخذول بیچارے لخمی ہوئے نہ کہ تو معاویہ نے کہا خاموش کر تیرے بولنے کا موقع نہین عمرو عاص نے کہا اسقدر تو ضرور کہونگا کہ حقتعالی ان غریب لخمیون کو بخشے ہر چند جانتا ہون کہ وہ بخشے نہ جائینگے معاویہ نے کہا اگر کیفیت یہہ ہے تو وائے برحال تو۔ ابن عاص نے کہا یہہ درست ہے

روایت ابونوح

اگر وعدۂ حکومت مصر درمیان نہوتا تو مین کبھی یہہ راہ اختیار نہ کرتا۔ معاویہ نے کہا درحقیقت طمع حکومت مصر نے تیرے دیدۂ بصیرت کو کور کر دیا ہے **مصنف** روضۃ الصفا
بعد نقل اس روایت کے کہتا ہے کہ معاویہ کو شکر کرنا چاہئے تھا کہ اسکی چشم بصیرت کور نہ تھی اور وہ حرص دنیا وطمع سلطنت وحکومت مطلقاً نہ رکھتا تھا بیچارہ ایک سیدھا سادہ
آدمی تھا کہ حیلہ حوالہ بالکل نہ جانتا تھا **مجلسی** علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین ایک شخص مسمّی ابونوح حمیری سے روایت کی ہے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ابونوح کہتا ہے
مین لشکر علی امیر المومنین مین تھا کہ ذوالکلاع حمیری میرے پاس آیا اور کہا مجھکو ایک حدیث کی تصدیق منظور ہے جو عمرو بن عاص نے عمرؓ خطاب کے عہد مین روایت
کی تھی مینے کہا وہ کیا حدیث ہے کہا اُس نے حضرت رسولخدا سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اہل عراق و اہل شام باہم جنگ کرین گے درآنحالیکہ حق و امام ہادی اُس طرف
ہوگا جدھر عمار یاسر ہوگا۔ اور نیز عمار کو فئہ باغیہ قتل کرے گا۔ اور عمار حق سے مفارقت نہ کرے گا اور آگ اُسکے بدن کے کسی جزو کو نہ جلا سکیگی مینے کہا قسم بخدا کہ عمار ہماری
طرف ہین اور تمہاری قتال مین بہت جد وجہد رکھتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ ہم حق پر ہین اور اہل شام باطل پر اور ہمارے مقتول بہشتی ہین اور اُنکے جہنمی گو وہ ہمکو مارتے
مارتے نخلستان ہجر تک پہنچا وین ذوالکلاع نے کہا کیا یہہ نہین ہوسکتا کہ تو تھوڑی دیر کے لئے عمار کو لے آئے ادہر سے مین عمرو عاص کو لاؤن ان دونو کو ایک مقام پر جمع
کرین شاید کہ ان دو عظیم گروہ مین کوئی صورت صلح نکل آئے ابونوح کہتا ہے مینے قبول کیا اور عمارؓ کے پاس آکر ماجراے گزشتہ بیان کیا بالجملہ ادہر سے عمار مع اپنے صحابہ
عبداللہ بن عباس مالک اشتر ہاشم بن عتبہ حارثہ بن مثنی وغیرہ کے چلے اُدھر سے عمرو عاص اپنے بیٹون اور عتبہ بن ابوسفیان ابوالاعور سلمی حوشب ذی ظلیم ولید بن عتبہ
ابی معیط کے ساتھ آیا باہمدگر ملاقات ہوئی تو عمرو عاص نے کہا اے ابوالیقظان تجھکو قسم ہے خداے عزوجل کی کہ اس نزاع و فساد کو رفع کر کہ عرب قتل ہوا جاتا ہے معلوم
نہین کہ تم ہمارے ساتھ کس بات پر لڑتے ہو کیا ہم تمہارے رسول کو نہین مانتے یا تمہارے قبلہ کیطرف نماز نہین پڑھتے یا تمہاری کتاب کی تلاوت نہین کرتے عمار نے کہا
الحمدللہ کہ تو نے اقرار کیا کہ رسول و قبلہ و قرآن ہمارا ہے تیرا اور تیرے صحاب کا نہین اب تو سن کہ ہم کس بات پر تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہین واضح ہو کہ حضرت رسولخدا نے
مجھکو ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کرنے کا امر کیا ہے سو پہلے گروہ سے مین لڑچکا ہون دوسرے قاسطین تو اور تیرے صحاب ہین رہے مارقین سو مجھکو اُمید
نہین کہ اسوقت تک زندہ رہون اے پسر عاص تو نہین جانتا کہ حضرت رسولخدا نے علیؑ کے حق مین فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ
وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ پس بموجب اس حدیث کے ہم دوستان و موالیان خدا ہین نہ کہ تم۔ عمرو نے کہا قتل عثمان مین تم کیا کہتے ہو۔ عمار نے کہا
فَتَحَ لَكُمْ بَابَ سُوْءٍ یعنی اس قتل نے تم پر بدی کا دروازہ کھولدیا۔ عمرو نے کہا علی نے اُسے قتل کیا یا نہین عمار نے کہا علی علیہ السلام نے اُنکو قتل نہین کیا لیکن
خدا نے قتل کیا اور علی خدا کے ساتھ تھے۔ عمرو نے کہا تو بھی اُسکے قاتلون مین تھا۔ عمار نے کہا مین بھی شریک تھا اور اب اُنکے ساتھ ہوکر جنگ کرتا ہون عمرو عاص نے
کہا کیون تم نے اسے قتل کیا کہا اُس نے ہمارے دین مین تغیر ڈالنا چاہا ہمنے اُسے قتل کیا عمرو عاص نے اپنے ہمراہیون سے کہا اَلَا تَسْمَعُوْنَ قَدْ اَعْتَرَفَ
بِقَتْلِ اِمَامِكُمْ یعنے سنتے ہو کہ اس شخص نے تمہارے امام کے قتل کرنے کا اقرار کیا۔ عمار نے کہا تجھ سے پیشتر فرعون نے بھی اپنے ندیمون سے اَلَا تَسْمَعُوْنَ
کہا تھا پس اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے اور چلے گئے۔ معاویہ نے یہہ سُنا تو کہا اس عبد سود یعنی عمار نے عرب کو ہلاک کیا **تاریخ اعثم کوفی** مین ہے کہ معاویہ
کے لشکر مین حصین بن مالک حمیری و حارث بن عوف سکسکی دو مرد دل سے دوست و خیرخواہ امیر المومنین تھے اور ہمیشہ جویاے حال خیر مآل آنحضرت کے رہتے تھے
ایک روز حارث نے حصین کو خبر دی کہ آج عمرو عاص و عمار یاسر ایک مقام پر مجتمع ہوکر علی و معاویہ کے بارے مین بحث و مناظرہ کرین گے پس لازم ہے کہ ہم
اُس مجلس مین حاضر ہون اور گفتگو سنین پس دونو اُس مقام پر آئے جہان یہہ لوگ جمع تھے جب کلام عمار کہ امتیاز حق و باطل مین خطاب فاصل تھا اتمام

کیا اور عمرو عاص کو دیکھا کہ مثل خر در گل عاجز و حیران رہ گیا حارث نے حصین سے کہا دیکھا تو نے کہ ابن عاص کس طرح بیچارہ رہا اب ہم اس بلا سے کس طرح چھوٹیں بتحقیق کہ مین آپکو جنت و دوزخ کے درمیان متردد پاتا ہون امیر المومنین کی خدمت اختیار کرتا ہون تو خوف ہے کہ یہہ لوگ طعن و تشنیع کرین گے معاویہ کے ساتھ رہون تو یقیناً ہمیشہ کا جہنم ہمین ہے بہتر ہے کہ یہان سے نکل جاؤن اور اس جنگ و جوش سے کنارہ کش ہون حصین نے کہا کیا خوب رائے تیری ہے میرا بھی یہی خیال ہے پس دونو لشکر شام سے نکلے اور ایک حمص دوسرا مصر کو چلا گیا - اُدھر عمرو عاص اپنے مقام پر واپس گیا تو ایک گروہ اصحاب معاویہ کا اُسکے پاس داخل ہوا اور کہا اے عمرو تو نے ہم سے نہین کہا کہ پیغمبر خدا نے عمار کے حقمین کہا یَدُوْرُ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُمَا دَارَ (حق عمار کے ساتھ گردش کرتا ہے جس طرف کہ وہ گردش کرے کہا ہان مینے یہہ کہا ہے اور یہہ کلام زبان حقائق ترجمان آنحضرت سے سُنا ہے لیکن تم کسواسطے متردد ہو کیا عمار کو ہم سے جدا جانتے ہو مگر نہین دیکھا تم نے کہ عمار ہمارے پاس آیا لیس وہ ہم سے ہے اور ہم اُس سے ذوالکلاع نے یہہ گربزی عمرو کی دیکھی تو طیش مین آیا کہا اے عمرو خدا سے ڈر اور اس مرد سرائی و ہرزہ درائی سے باز آ تو اسکو عمار کا آنا کہتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے حالانکہ اُس نے تجھکو شمشیر زبان سے خستہ و زخمی کیا اور تو اسکے جواب مین عاجز و گنگ رہا کاش وہ نہ آتا اور ہمکو اسقدر ذلیل و خوار نہ کرتا عبداللہ بن عمر عبسی کو کہ عباد و زہاد شام سے شمار ہوتا تھا اور شجاعت و فتوت مین شہرۂ آفاق تھا حال ملاقات عمرو و عمار معلوم ہوا تو تیقن ہوا کہ معاویہ نے براہ کفر و عصیان علی مرتضی پر خروج کیا ہے لاجرم تاریکی شب مین لشکر معاویہ سے نکلکر خدمت امیر مومنانؑ مین حاضر ہوا صبح کو معاویہ کو حال معلوم ہوا تو عمرو عاص پر بہت خفا ہوا کہ تو خلقت کو مجھ پر تباہ کرتا ہے کیا ضرورت تھی کہ یہہ احادیث عوام کے سامنے بیان کرے کیا تمام حدیثین جو پیغمبر سے سُنی ہین ضرور ہے کہ سب کے سامنے بیان کیجائین - عمرو نے کہا مینے ایک کلمہ عمار کے حقمین رسول اللہ سے سُنا تھا اسکو بیان کیا اسوقت اُسکو بیان کیا تھا نہ تیرا لشکر تھا نہ علیؑ کا نہ اس جنگ و جدل کی کچھ اصل و بنیاد تھی - مجھکو کیا معلوم تھا کہ تیرے اور علیؑ کے باہم لڑائی ہوگی اور عمار علیؑ کیطرف ہوگا معاویہ خاموش ہو گیا - اور نیز تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ معاویہ نے ایک روز عقیل بن مالک عبسی کو کہ بزرگان شام و شجاعان بانگ و نام سے تھا طلب کیا - یہہ عقیل باوجود جرأت و جلادت مصروف عبادت و مشغول صوم و صلوٰۃ رہتا تھا حاضر ہوا تو کہا کہ تو کسلئے علیؑ اور اُسکے اصحاب کے ساتھ جنگ نہین کرتا حالانکہ شام مین تجھ سے زیادہ دلیر و دلاور دوسرا نہین عقیل نے کہا میرا ارادہ تھا کہ اس جنگ مین جد و جہد بجا لاؤن - مگر جس روز سے عمرو عاص و عمار یاسر و ذوالکلاع و ابو نوح کے مابین گفتگو ہوئی شک و شبہ مجھکو عارض ہوا اب مین کبھی انکے ساتھ نہ لڑونگا - کسلئے کہ جہانتک دیکھتا ہون علیؑ کو حق پر پاتا ہون معاویہ نے یہہ سُنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور عقیل کیطرف سے اُسکے دل مین کینہ پیدا ہوا آخر موقعہ پاکر حکم دیا کہ تابعین معاویہ نے اُس سعادت مند کو خفیۃً مار ڈالا اور اسکا خون اپنے سر پر لیا

القصہ آسیا حرب گردان تھی کہ ایک مرد ہمام بن قبیصہ نمیری نام کہ امیر المومنین سے عداوت تمام رکھتا تھا میدان مین آیا اور مبارز چاہا عدی بن حاتم اُسکے مقابل ہوا اُس ملعون نے زبان کو سب و شتم امیر المومنین مین دراز کیا - عدی نے کہا برا کہنا اور گالیان دینا شیوہ عاجزون اور بوڑہی عورتون کا ہے مرد میدان زبان خنجر و سنان سے بات کرتے ہین یہہ کہکر نیزہ لیا اور اسپر حملہ کیا قدرے نیزون کے ساتھ جنگ ہوتی رہی آخر عدی نے ایک برچھی اسکے سینہ پر لگائی کہ پشت سے پار نکل گئی اور نمیری گھوڑے سے گر کر فی النار ہوا عدی نے گھوڑے کو میدان مین جولان کیا اور اشعار پڑھے پھر اپنے مقام پر واپس آیا - معاویہ واقعہ ہمام سے بہت دلتنگ ہوا اور کہا اگر عدی پر دست قدرت ہوئی تو اسکو سزائے واجبی دونگا - احمد بن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب امیر المومنین علیؑ شہادت پر فائز ہوئے اور خلافت معاویہ کو ملی تو ایک روز عدی مذکور کسی ضرورت کیلئے معاویہ کے پاس گیا اُسوقت اُسکی مجلس مین عمرو عاص اور ایک مرد روسا بنی الوحید سے

حاضر تھا۔ عدی نے سلام کیا۔ حاضرین نے جواب سلام دیا۔ معاویہ نے کہا اے ابو طریف اب بھی دوستی علی سے تیرے دلمیں کچھ باقی ہے۔ عدی نے کہا میرے دلمین
سوائے حب علی دوسری شے نہین معاویہ نے کہا مین سمجھتا تھا زمانہ دراز ہوا اور وقت بدل گیا اب محبت علی تیرے دل سے محو ہو گئی ہو گی۔ عدی نے کہا
معاذ اللہ مین ہر لحظہ و ہر آن محبت اُس جناب کی اپنے دل مین زیادہ پاتا ہون اور تیری عداوت بھی اے معاویہ میرے دل مین اسی قرار ہے کہ تجھکو معلوم
ہے معاویہ ہنسنے لگا۔ اور کہا اے عدی قبیلہ طے عجب عادت رکھتے تھے کہ زاد و راحلہ حاجیون کا چرا لیتے اور حرمت خانہ کعبہ کا پاس و لحاظ نہ کرتے تھے عدی نے کہا
واقعی ایام جاہلیت مین انکی یہی کیفیت تھی مگر جب سے مشرف باسلام ہوئے ہین کوئی اس قبیلہ کے برابر حجاج کی رعایت کرنے والا اور حرمت خانہ کعبہ کا نگاہ
رکھنے والا نہین۔ معاویہ نے کہا بہت بری حالت تھی تمہاری کہ بہترین طعام تمہارا الخ تھا۔ عدی نے کہا مینے تجھکو اور تیری قوم کو دیکھا ہے کہ مردار خوار تھے۔
عمرو عاص اور مروحیدی نے کہا اے امیر عدی کو زیادہ ایذا نہ دو کہ وہ خود کوفتہ خاطر ہے پس عدی وہانسے اُٹھا اور رنجیدہ دل روانہ ہوا لیکن معاویہ نے کچھ
مدت کے بعد اسکی حاجت روا کی اور کچھ مال جائزہ اسکے پاس بھیجدیا **قتل عبید اللہ بن عمر خطاب** منقول ہے کہ ایک روز عبید اللہ میدان جنگ
مین امام حسن علیہ السلام سے ملا اور کہا اے حسن مین تمکو نصیحت کرتا ہون قبول کرو تو اس امت پر بڑا احسان کرو یہہ سارے قضیئے جھگڑے رفع ہو جائین تمہارے
باپ علی ابن ابیطالب کے ہاتھ سے جو صدمے عرب کو پہنچے تمکو وضح ہین انکی تیغ بران سے ایک عالم خستہ و نالان ہے وہ معاملے کسیکو نہین بھولے مزید بران اب
لوگ قاتل عثمان بھی انکو جانتے ہین پس اس صورت مین دشوار ہے کہ امر خلافت اُن پر راست آئے اور امت تہ دل سے انکی اطاعت کرے تم اس طرف
چلے آؤ تو ہم سب تمہارے ساتھ بیعت کر کے تمکو خلیفہ بنائین چونکہ تم فرزند رسول خدا ہو عرب کوئی بھی تمہارے مقدمہ مین اختلاف نہ کرے گا یہہ آتش
فتنہ و فساد جو اسوقت مشتعل ہے دب جائیگی امام عالیمقام نے فرمایا اے پسر عمر کیسی باتین بناتا ہے چاہتا ہے کہ مین دین اسلام سے نکل جاؤن اور وصی رسول
خلیفہ برحق کی خلاف مین کفر اپنے لئے اختیار کرون تحقیق کہ ابلیس لعین نے تجھکو اغوا کیا ہے کہ معاویہ کے فریب مین آگیا۔ اور اسکی اور اسکے خاندان کی
دشمنی رسول خدا کے ساتھ تجھکو بھول گئی کہ مقابلہ امیر المومنین نفس رسول رب العالمین اسکی حمایت کرتا ہے دور ہو میرے سامنے سے کہ بہت روز نہ گزرین گے کہ تو اپنے خون
مین رنگین ہو گا۔ اور زمین تیرا اسکن و ماوی ہو گی۔ عبد اللہ ہنسنے لگا۔ اور معاویہ کے پاس جا کر کہا کہ مین نے چند باتین کہین تھین کہ حسن کو فریب دون اور
اسکے باپ سے علیحدہ کر کے اُسے یہان لے آؤن۔ معاویہ نے کہا اے عبید اللہ حسن پسر علی ابن ابیطالب ہے وہ تجھ جیسون کے فریب مین کب آتا ہے **راوی**
کہتا ہے کہ اس گفتگو کے بعد ایک روز بھی نہ گزرا تھا کہ عبید اللہ مذکور قتل ہوا اور قول امام حسن راست آیا۔ نقل ہے کہ عبید اللہ کے ساتھ بروز قتل قاریان
لشکر شام سے چار ہزار آدمی تھے اور ذوالکلاع حمیری مع قبیلہ حمیر کے اسکی مدد پر تھا اس مجموعہ نے قبیلہ ربیعہ کیطرف کہ میمنہ لشکر عراق تھا رخ کیا عبید اللہ سبکے
آگے آگے روان تھا۔ اور کہتا تھا اے اہل شام یہہ قبیلہ ربیعہ قاتل عثمان و ناصر علی ابن ابیطالب ہے اگر تمنے انکو پچھاڑ لیا تو جاننا کہ قتل عثمان کا بدلا لے لیا پس نہایت
شدت سے حملہ کیا قبیلہ ربیعہ نے بھی داد مردی و مردانگی دی اور خوب سینہ سپر ہو کر لڑے طرفین سے بہت سے مرد کام آئے پھر سو سو جوان سرون پر خود
دھرے کثرت سلاح سے غرق دریائے آہن دونو صفون سے جدا ہوئے اور باہم جنگ کرنے لگے لڑتے لڑتے تمام نیست و نابود ہو گئے ایک متنفس اُنسے جان بر
نہوا نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ میدان صفین مین ایک ٹیلہ تھا لوگ اثنائے جنگ مین سرون کو کاٹ کر اُس ٹیلہ پر پھینکدیتے تھے چنانچہ کثرت سرہائے کشتگان
سے وہ ٹیلہ تل الجماجم کے نام سے مشہور ہو گیا تھا بالجملہ زیاد بن حفصہ رئیس ربیعہ نے قبیلہ عبد القیس سے مدد طلب کی اور عبید اللہ کے اصحاب پر حملہ آور ہوا سخت

خونریز لڑائی ہوئی اور عبید اللہ اور ذوالکلاع دونو مارے گئے **نصر** کہتا ہے کہ اگلے روز حضرت امام حسنؑ مع اپنے صحاب کے اُس طرف سے گزرے کیا دیکھتے ہین کہ ایک
شخص ایک لاش کے پاس بیٹھا ہے اور اپنی سنان اُسکی آنکھ مین گاڑی ہے اور اپنا گھوڑا اُسکے پیر سے باندھ رکھا ہے امام عالیمقام نے فرمایا تحقیق کرو کہ یہہ کیا ماجرے ہے دریافت
ہوا کہ وہ مرد قبیلہ ہمدان سے ہے اور لاشہ عبید اللہ بن عمر خطاب کا ہے شام کو اُس نے عبید اللہ کو قتل کیا رات بھر بیٹھا لاش کی نگہبانی کرتا رہا بنابرین قبیلہ ہمدان کہتا تھا
کہ ہم نے عُبید اللہ کو قتل کیا لیکن دوسری روایت یہہ ہے کہ قبیلہ ربیعہ سے کسی نے اُسے مارا چنانچہ جب سالِ جماعت آیا تو معاویہ نے کوفہ مین عُبید اللہ کی تلوار کی تلاش کی
تو وہ ربیعہ بصرہ سے ایک شخص محرز بن صحیح کے پاس سے برآمد ہوئی اور مُوید ہے اُسکی وہ روایت جو نصر بن مزاحم نے نقل کی ہے کہ جب زیاد بن حفصہ کے لیے خیمہ لگانے
لگے تو ایک طناب کے لیے میخ نہ تھی عبید اللہ کی لاش ایک سمت کو زمین پر برہنہ پڑی تھی۔ کسی نے وہ رسی اُسکے پیر مین باندھ دی۔ القصہ عبید اللہ کی دو بیبیان اُس
لڑائی مین ساتھ تھین اور خاصکر اُس روز اپنی شجاعت دکھانے کو وہ اُنکو معرکہ جنگ مین ہمراہ لایا تھا قتل کے بعد وہ عورتین لاش عبید اللہ کی تلاش مین خیمہ زیاد تک
پہنچین اور در خیمہ پر کھڑی ہوکر فریاد و واویلا کرنے لگین زیاد یہہ سنکر باہر آیا کسی نے کہا یہہ بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ شیبانی تیری بنت عم ہے زیاد نے پوچھا اے برادر زادی
تو کسلیے روتی ہے کہا میرے شوہر کی لاش مجھکو دلوادے کہا بہتر ہے لیجا ایک خچر وہان لائی اور لاشہ کو اُس پر بار کیا اُسکے ہاتھ پیر دونو لٹکتے جاتے تھے **لیکن**
ذوالکلاع پس اُسکا حال نصر بن مزاحم نے اِس طرح پر بیان کیا ہے کہ وہ مع قبیلہ حمیر کے مصروف جنگ تھا ابو شجاع حمیری نے کہ شیعیان امیر المومنینؑ سے
تھا پکار کر کہا اے قبیلہ حمیر خدا اُنکو ہلاک کرے تم ایسے اندھے ہوگئے ہو کہ معاویہ کو علیؑ سے افضل سمجھتے ہو تمہاری سعی ناشکور ہے اور اے ذوالکلاع ہم تجھکو مرد دینا
خیال کرتے تھے یہہ کیا حال ہے ذوالکلاع نے کہا اے ابو شجاع معاویہ ہرگز علیؑ سے افضل نہین آلا مین خونِ عثمان پر جنگ کرتا ہون کہتے ہین کہ ذوالکلاع اسی
حملہ مین خندف بکری کے ہاتھ سے قتل ہوا جب خبر قتل ذوالکلاع لشکرِ شام مین شائع ہوئی تو اُسکے بیٹے نے کسی کو اشعث بن قیس کے پاس بھیجکر اپنے باپ کی لاش
طلب کی اشعث نے کہا یہہ سوال سعید بن قیس ہمدانی سے کرنا چاہیے کسلیے کہ مجھکو لاش کے دینے مین خوف ہے کہ امیر المومنینؑ کے نزدیک متہم ٹھیرون اُس نے سعید کے
پاس پیغام بھیجا سعید نے کہا خود لشکر مین آکر تلاش کرے اور جہان ملے اُٹھا لیجا امیر المومنینؑ ان امور مین کسی سے تعرض نہین کرتے پسر ذوالکلاع عسکر عراق مین
داخل ہوا اور میمنہ سے میسرہ تک پھرا تب ایک جگہہ کسی خیمہ کی طناب سے لاش بندھی پائی در خیمہ پر آکر پکارا یا اَھلَ البَیتِ اٰتَا ذِنُوْنَنَا فِی طُنُبٍ
مِنْ اَطْنَابِ فُسْطَاطِکُمْ اے صاحبانِ خیمہ ہمکو اپنے خیمہ کی ایک طناب کی اجازت دیتے ہو وہ لوگ سمجھ گئے اور اجازت دی اور ساتھ ہی عذر خواہی بھی
کی کہ اگر ذوالکلاع امیر المومنینؑ پر بغاوت نہ کرتا تو ہم کبھی اُسکے ساتھ یہہ سلوک نہ کرتے لاش پھول گئی تھی۔ اور ویسے بھی ذوالکلاع ایک بزرگ جثہ مرد تھا۔ بیٹے کے
ساتھ ایک غلام اسود تھا۔ دونو نے زور کیا لاش نہ اُٹھا سکے اُسوقت ایک شخص خیمہ سے نکلا اور کہا ہٹ جاؤ کہ اُسکا قاتل ہی اُسے اُٹھائے گا۔ اور اُس نے تنہا اُٹھا کر
خچر پر لاد دیا اور رسیون سے باندھ دیا یہہ **روایت** نصر بن مزاحم کی ہے اور اعثم کوفی کہتا ہے کہ بعد قتل عبد اللہ بن بدیل و عمار خزاعی جبکہ میدانِ
جنگ بسانِ بحر متلاطم پر جوش و خروش تھا تو ایک مرد حوشب بن ذی ظلیم نام لشکرِ شام سے نکلا رجز پڑھتا اور گھوڑے کو جولان کرتا تھا سلیمان بن صرد خزاعی صف
امیر المومنینؑ سے اُسکے سامنے آیا اور اُسپر حملہ کرکے ایک نیزہ اُسکے سینہ پر لگایا کہ پشت سے باہر ہوگیا اور حوشب فی الفور گر کر فی النار ہوا۔ معاویہ پر حوشب کا مرنا بہت
شاق گزرا کسلیے کہ وہ اُسکے نامور سرداروں مین سے تھا بنابرین اُس نے اپنی سپاہ کو آواز دی کہ مردانہ رہو اور سلیمان بن صرد کو زندہ دستگیر کرو کہ حوشب کے قصاص
مین قتل کرین اُدہر سے امیر المومنینؑ نے اپنے صحاب کو جنگ اہل شام پر ترغیب دی۔ اور انصار نصرت شعار کی دلداری فرمائی پس انصار نے بہت شدت سے

قتل ذوالکلاع حمیری

قتل حوشب ذی ظلیم

حملہ کیا کہ لشکر معاویہ کو پس پا کرکے اُنکے خیمون تک پہنچادیا اس حملہ مین خلق بے شمار قتل ہوئی اور ذوالکلاع حمیری اور چند اُسکے امثال واشباہ خاک ہلاک پر گرے بالجملہ نصر کہتا ہے کہ ذوالکلاع کے قتل ہونے کی خبر معاویہ کو پہنچی تو اُس نے کہا مجھکو فتح مصر سے بھی وہ خوشی نہوتی جو ذوالکلاع کے قتل ہونے سے حاصل ہوئی یہہ اسلئے کہ ذوالکلاع معاویہ پر اکثر امور مین انکار کرتا تھا۔ القصہ بعد قتل ذوالکلاع جنگ عظیم ہوئی قبیلہ عک لخم اشعریین نے شام کی طرف سے اور قبیلہ مذحج نے عراق سے متواتر جنگ کیئے حصین بن منذر کہ ایک جوان رعنا تھا کہتا ہے کہ امیر المومنین نے مجھکو نشان ربیعہ عطا کیا اور فرمایا بسم اللہ کہکر روانہ ہو تجھکو معلوم ہو کہ ایسا نشان کبھی تیرے سر پر سایہ افگن نہوگا یہہ نشان حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہے ابوعرفار قبلی نے حصین سے کہا اے فرزند نہین ہوسکتا کہ یہہ نشان ذرا اپنے چچا کو عاریتاً دے حصین نے جانا کہ اُس نے جہاد پر کمر حبت باندھی ہے اور شہادت کا مصمم ارادہ کیا ہے نشان کو اُسکے حوالے کیا ابوعرفار نشان قبیلہ لیکر اصحاب کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ایہا الناس جانتے ہو کہ کارہائے آخرت تمام دشوار و ناگوار طبیعت مین بخلاف دنیا کے کامون کے کہ آسان و دلپذیر مین تحقیق کہ جنت مین وہ لوگ داخل ہونگے جو فرائض خدا کو پورا کرین اور فرائض خدا مین صعب و دشوار کام جہاد ہے اسلئے اُسکا ثواب حقتعالی کے نزدیک عظیم ہے جس وقت مین حملہ کرون تم بھی میرے ساتھ حملہ کرو کیا تم دوست نہین رکھتے کہ حقتعالے تمہارے گناہ بخشے اور داخل جنت کرے یہہ کہکر گھوڑا اُٹھایا اُسکے اصحاب اُسکے ساتھ تھے سخت خوفناک لڑائی ہوئی اور قوم ربیعہ نے داد مردی و مردانگی دی۔ انجام کار ابوعرفا نے جام خوشگوار شہادت نوش کیا۔ **نصر** کہتا ہے کہ حریث بن جابر نے اُن ایام مین دو صفون کے درمیان خیمہ سرخ لگایا تھا اور لشکر عراق کے لئے دودہ ستو پانی پینے کو اور گوشت مکھن کھانے کو سہین مہیا کیا تھا اذن عام تھا کہ جو چاہے آئے اور کھائے پیئے۔ چنانچہ اُسکی تعریف مین اہل عراق نے اشعار نظم کیئے راوی کہتا ہے کہ بعد سال جماعت معاویہ نے زیاد بن ابیہ ابن عامل والی عراق کو لکھا کہ حریث بن جابر کو جو عامل ہمدان ہے اُسکے عمل سے برطرف کر تحقیق کہ جب مجھکو اُسکے صفین کے حالات یاد آتے ہین آتش میرے سینہ مین مشتعل ہوتی ہے زیاد نے اُسکے جواب مین لکھا یا امیر المومنین کا سہل کر حریث بن جابر اس شرف و فضیلت پر پہنچا ہے کہ حکومت ہمدان سے معزول ہونا اُسکو نقصان نہین پہنچا سکتا

الحاصل اُس روز لڑتے لڑتے تلوارین شکستہ ہوگئین برچھیون کے پھل گرگئے پتھر ڈھیلے اور خاک باہم گرپھینکتے تھے اس پر صبر نہ آیا تو ایک دوسرے کو پکڑتا اور دانتون سے گوشت کاٹتا آخر رات نے فریقین کی خصومت کا فیصلہ کیا اور دونو لشکر اپنے اپنے آرام گاہ کو لوٹے راوی کہتا ہے کہ اُس روز اہل عراق سے ایک مرد شامیون کے پاس سے گزرتا اور پوچھتا کہ مین رایات بنی فلان پر کسطرح پہنچون وہ کہتے یہان کو جا خدا تجھے ہدایت نہ کرے۔ علی ہذا شامیون کے آدمی اہل عراق سے راستہ پوچھتے وہ کہتے تھے اس طرف کو لاحفظک اللہ اگلے روز بتاریخ دسوین صفر امیر المومنین علی الصباح برآمد ہوئے قوم ربیعہ حضرت کے گرد و پیش جمع تھی اور حلقہ سان اُس جناب کو چار طرف سے گھیر رکھا تھا عتاب بن لقیط نے کہا اے معشر ربیعہ آج علی علیہ السلام کی حمایت کرو اگر تمہارے درمیان خدانخواستہ اُنکو کچھ صدمہ پہنچا تو موہنہ دکھانیکو جگہہ نہ رہے گی تم نہین دیکھتے کہ وہ حضرت اسوقت تمہارے نشانون کے نیچے تشریف رکھتے ہین شقیق بن ثور نے چلا کر کہا اے قوم ربیعہ اگر ایک مرد بھی تم سے باقی رہا اور امیر المومنین کو تمہارے ہوتے کوئی چشم زخم پہنچی تو یقین جاننا کہ عرب کے سامنے تمکو کوئی عذر نہوگا پس حفاظت کرو اُنکی جیسا کہ سزاوار ہے اور محاربہ کرو اُنکے دشمن کے ساتھ پس ربیعہ باہم ہم عہد و سوگند ہوئے اور سات ہزار مرد نے اُنسے مصمم ارادہ کیا کہ تا وقتیکہ معاویہ کے خیمہ تک نہ پہنچین جنگ سے موہنہ نہ پھرائین پس تلوارین برہنہ کرکے حملہ آور ہوئے اور وہ جنگ کی کہ چشم فلک نے ایسا معرکہ نہ دیکھا تھا کہتے ہین کہ اُس روز سے بیشتر ایسی لڑائی صفین مین نہ ہوئی تھی۔ یہہ حال مشاہدہ کیا تو خوف و ہراس عظیم معاویہ پر غالب آیا عمرو عاص سے کہا کہ

قصۂ حریث بن جابر

سوگند ربیعہ

اِسوقت کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ میرے احوال اپنی قسم کو پورا کئے بغیر نہ رہین گے موت پیشِ نظر متمثل ہوئی اور مُعاویہ خیمہ و خرگاہ چھوڑ کر بھاگا اور آخر لشکر مین جاکر
کسی چھوٹی سی پڑتل مین پناہ گزین ہوا اُسکا خیمہ باساز و سامان غارت کر لیا گیا - قوم ربیعہ مین ایک مرد خالد بن معمر حضرت امیر المومنین کی طرف سے خالص العقیدہ
نہ تھا معاویہ نے کسیکو اُسکے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ تمہاری فتح ہو چکی اگر اب بھی تو اس جنگ کو روک دے تو امارتِ خراسان کا تیرے لئے وعدہ کرتا ہون وہ سیاہ
باطن راضی ہو گیا اور کہا اے قوم تمہاری قسم پوری ہو گئی بس کرو کہ اسیقدر کافی ہے یہہ سمجھا کر انکو واپس لے آیا راوی کہتا ہے کہ سال جماعت معاویہ نے حسب عہد
اُسکو امیر خراسان کر کے اس طرف کو روانہ کیا مگر منزلِ مقصود کو نہ پہنچا اور اثنائے راہ مین مرگیا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ وَذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ
پھر نصر کہتا ہے کہ اُس روز لشکر نصرت اثر سے قریب ایک ہزار جوان کے افواج شام مین گھر گیا کہ لشکرِ شام اُنمین اور اہل عراق مین حائل ہو گیا - حضرتِ امیر کو
اس وجہہ سے کمال تشویش ہوئی فرمایا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو اپنی جان راہ خدا مین دریغ نہ کرے اور دنیا دے کر دین کو خریدے ایک شخص عبد العزیز بن حارث
نام اسپ سیاہ فام پر سوار از سرتا پا ہتھیارون سے مُسلّح قبیلہ جعف سے برآمد ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو حکم کرین جو چاہین فرمایا لشکر شام مین داخل ہو
اور اپنے اصحاب سے کہہ کہ سب مجتمع ہو کر تکبیر کہین اور حملہ کرین ادھر سے ہم تکبیر کہین اور حملہ آور ہون تا کہ نرغہ سے نجات پائین - اور دعاء خیر کی اسکے لئے پس مرد جعفی
گھوڑا مار کر لشکرِ شام مین گھس گیا - اور لڑتا جنگ کرتا اصحاب امیر المومنین تک پہنچ گیا اور پیغام آنحضرت کا پہنچایا وہ سنکر شادمان ہوئے بالجملہ دونو طرف سے
حملہ ہوا اور لشکرِ شام منتشر ہو کر اصحاب امیر المومنین قیدِ اعداء سے صحیح و سالم نکل آئے کہ ایک متنفس بھی اُنسے مقتول نہوا حالانکہ اہل شام سے سات سو مرد اُس روز
تہ تیغ ہوا تھا راوی کہتا ہے کہ سب سے زیادہ زحمت اُس روز حضرت امیر المومنین کو ہوئی کسینے عرض کی کہ یا امیر المومنین آج آپنے بہت تکلیف اُٹھائی فرمایا کلّا
وَلٰكِنَّ الْجُعْفِيَّ یعنی ہرگز نہین بلکہ زیادہ مشقت مرد جعفی کو ہوئی - ابنِ ویزیل نے کتاب صفین مین شریک بن نملہ محاربی سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا لوگ
جنگِ صفین مین لڑتے لڑتے اپنے مرکز و مقام سے جدا ہو جاتے اور جبتک غبار فرو نہوتا واپس نہو سکتے تھے ایک روز کثرت کار زار سے میدانِ جنگ پر از گرد و غبار
تھا تھوڑی دیر مین غُبار دور ہوا تو دیکھا مینے کہ علی علیہ السلام ہمارے (بنی محارب) کے نشانون کے نیچے تشریف رکھتے ہین آپنے مجھسے پانی طلب کیا مین اپنا اداوہ[1]
آنحضرت کے نزدیک لیگیا اور سرِ اداوہ کا جھکایا کہ اُس سے پانی نوش کرین فرمایا آیا منع نہین کیا ہم نے کہ دہان ظروف سے پانی نہ پیئین پھر تلوار کو ایک جگہہ لٹکایا اور
خون اُس سے ٹپکتا تھا - مینے حضرت کو دست ہائے مبارک پر پانی ڈالا آپنے ہاتھ دھو کر پاک کئے پھر کفِ دست سے پانی نوش کیا بعد ازان سر بلند کرکے پوچھا کہ
مضر کہان ہین مینے کہا اَنْتَ فِيْهِمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آپ اُنہین کے درمیان تشریف رکھتے ہین - فرمایا تم کون لوگ ہو بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ عرض کی بنی محارب
اُسوقت حضرت کو اپنا محل و مقام معلوم ہوا اور اپنی قرارگاہ کو مراجعت فرمائی **ابن ابی الحدید** نقل روایت کے بعد کہتا ہے کہ عہد رسولِ خدا
مین ایک شخص سرِ ظرف کو مونہہ لگا کر پانی پیتا تھا - اُسکے شکم مین سانپ جو اُس برتن مین تھا چلا گیا - اسلئے آپنے امر کیا کہ سرِ ظرف کو مونہہ لگا کر کوئی پانی نہ پیوے
نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام قبیلہ ربیعہ کو بسبب اُنکی حسن خدمات کے دوست رکھتے تھے یہہ بات قبیلہ مضر پر دشوار معلوم ہوئی ابو الطفیل عامر بن
واثلہ کنانی و عمیر بن عطارد تمیمی و قبیصہ بن جابر اسدی و عبد اللہ بن طفیل عامری مع اور چند رؤسا قبائل کے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے از انجملہ ابو الطفیل
نے عرض کی یا امیر المومنین جس قوم نے نیکی سے آپکے ساتھ خصوصیت حاصل کی ہم اُن پر حسد نہین کرتے مگر قوم ربیعہ کا یہہ خیال کہ وہ ہم سے بڑھکر آپکے مطیع و

[1] اداوہ بالکسر مطہرہ ۱۲ انتہی

فرمان بردار ہین صحیح نہین چونکہ سب اکٹھے ہو کر جنگ کرتے ہین ہماری کوشش حضرت پر اچھی طرح ظاہر نہین ہوتی ہین ہماری التجا یہہ ہے کہ چندے ربیعہ کو جنگ سے معاف رکھین آپنے درخواست اُنکی قبول کی اور ربیعہ کو حکم دیا کہ چند روز لڑائی سے باز رہین - کہتے ہین کہ اُن روزون ہین وہ میمنہ شام کے مقابل تھے پس اول روز ابوالطفیل مع جماعت کثیر قوم کنانہ نکلا اور کچھ اشعار پڑھے اور سخت جنگ کی پھر خدمت آنحضرت میں واپس آکر عرض کی یا امیر المومنین آپنے فرمایا ہے کہ صبر نیک ہے اور شہید ہونا راہِ خدا مین ثواب عظیم رکھتا ہے پس قسم بخدا کہ ہم نے صبر کیا حتے کہ بہت سے ہم سے مارے گئے الا ہمارے دین و یقین واثق ہین کوئی شک و شبہ وہوائے نفس اُس مین خلل انداز نہین ہو سکتی حضرت نے انکی مدح و ثنا کی دوسرے دن عمیر بن عطارد کہ رئیس مضر کوفہ تھا جماعت بنی تمیم کو ہمراہ لے کر میدان مین آیا اور کہا اے قوم مین ابوالطفیل کی طرح جنگ کرونگا تم میرا ساتھ دو پھر کچھ اشعار آبدار پڑھ کر حملہ آور ہوا یہہ لوگ شام تک بہت کوشش سے لڑتے رہے شام کو عمیر ہتھیار بدن پر لگائے اسیطرح امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میرا گمان اپنی قوم کی طرف نیک تھا مگر بخدا کہ وہ میرے گمان سے بڑھ کر نکلے اور خوب جنگ کی تیسرے دن قبیصہ بن جابر اور چوتھے روز عبداللہ بن طفیل نے میدان مین نکلکر خوب خوب جنگ کی اور شام تک لڑتے رہے امیر المومنین نے اُن سب کی صفت و ثنا کی اور دعائے خیر اُنکو دی قبیلہ مضر کلام امیر المومنینؑ سے خوش دل و شادمان ہوئے اور جو عداوت کہ انکو ربیعہ کی طرف سے تھی زائل ہو کر باہم شیر و شکر ہوگئے - **نصر** کہتا ہے کہ عقبہ بن مسعود ثقفی نے جو امیر المومنینؑ کیطرف سے عامل کوفہ تھا سلیمان بن صرد خزاعی کو کہ ہمراہ رکاب فیض انتساب تھا خط لکھا کہ **اما بعد** تمکو چاہئے کہ صبر و ثابت قدمی سے امیر المومنینؑ کے آگے جہاد کرو تحقیق کہ اگر وہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو ہمکو سخت عذاب کرین گے ورنہ اپنی ملت مین تمکو داخل کر لین گے پس تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے - نیز نصر بن مزاحم نے روایت کی ہے کہ ایام جنگ صفین مین ایک مرد عمار یاسر کے پاس آیا اور کہا مین اپنے گھر سے بصیرت و بینائی چلا تھا اور اس قوم کی ضلالت و گمراہی مین اصلاً شک و شبہ نہ رکھتا تھا - الا آج رات کو خواب مین دیکھا مینے کہ گویا ہمارے مؤذن نے اذان کہی اور اُنکے مؤذن نے بھی اذان کہی پس فریقین نے باہم بجماعت نماز ادا کی اور قرآن پڑھا اور دعا مانگی پس ہمارا قرآن ایک ہے رسول ایک مجھکو شک پیدا ہوا اور باقی رات کمال پیچ و تاب مین بسر کی صبح ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا عمار یاسر کے پاس جا اور اپنا حال اُسکے روبرو بیان کر لہذا مین تمہارے پاس آیا ہون - عمار نے کہا تو یہہ نشان سیاہ اپنے سامنے دیکھتا ہے (اشارہ کیا طرف نشان عمرو عاص کے) مینے عہد رسولخدا مین تین بار جنگ اُحد بدر حنین مین اس نشان کے صاحب سے جنگ کیا ہے یہہ چوتھی بار ہے اور یہہ چوتھی باری اُن تین بار سابق سے کسیطرح انکے لئے بہتر و خوشتر نہین بلکہ اُنسے بدتر و پلیدتر ہے ہم اُن ایام مین عَلَم رسولخدا کے سایہ مین ہوتے تھے اور یہہ لوگ عَلَم مشرکین و احزاب کے سایہ مین - قسم بخدا کہ یہہ تمام قوم جنکو تو دیکھتا ہے اگر سمٹ کر ایک شخص واحد ہو جائین اور ہم انکو ذبح کرین تو میرے نزدیک اُنکا خون خونِ کنجشک سے زیادہ حلال ہے - پھر کہا یہہ لوگ ہمکو اپنی تلوارون سے مارین گے اور کہین گے کہ اگر ہم حق پر ہوتے تو تم پر غالب آتے - قسم بخدا کہ وہ بقدر چشم مگس بھی حق پر نہین قسم بخدا کہ اگر وہ مارتے مارتے ہمکو نخلستان ہجر تک بھی ہنکاتے لیجائین تب بھی مین یہی جانونگا کہ ہم حق پر ہین اور وہ باطل پر ہین

شہادت عمار یاسر و دیگر اصحاب اخیار حضرت حیدر کرار

مناقب و فضائل حضرت عمار یاسرؓ ایسے نہین کہ اس مقام پر کما حقہ بیان ہو سکین وہ صحابِ کبار حضرت احمدِ مختار سے بڑے مومن و ابرار تھے ایمان و یقین اُنکے رگ و پے مین سرایت کئے ہوئے تھا - کبھی دو امر مین مخیر نہین ہوئے الا یہہ کہ اُنمین سے سخت ترکو اختیار کیا - حضرت رسولخدا اُنکو جلدۃ بین عینی فرماتے یعنی جلد چشم سے تشبیہ دیتے تھے اخلاص و اعتقاد اُن کا

نسبت بجناب مرتضوی اسی سے ظاہر ہے کہ جنگ صفین مین سن شریف نوتے بقولے چورانوے سال کا تھا - اور بباعث ضعیفی حربہ ہاتھ مین کانپتا تھا تسپر بھی جو جد و جہد و سعی و کوشش حرب اعدا مین بجوش ایمان وہ رکھتے تھے اصحاب امیر المومنین سے کمتر کیسکو ہوگا **منقول** ہے کہ جب وہ دن آیا جسمین عمار کو شربت شہادت نوش کرنا تھا تو عین اسوقت جبکہ تنور حرب گرم تھا خدمت امیر المومنین مین حاضر ہوکر خواستگار رخصت میدان ہوئے حضرت اسمین متامل تھے دوبارہ عرض کی فرمایا مہلاً یرحمک اللہ توقف کر اے عمار خدا انکو رحم کرے مکرر عرض کی یا امیر المومنین یہہ وہی روز ہے جسکی میرے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نے خبر دی ہے اور وعدہ شہادت فرمایا ہے اجازت دیجیے کہ جان نثار ہون اسوقت امیر المومنین آبدیدہ ہوئے اور گھوڑے سے اتر کر عمار کو سینہ سے لگایا اور فرمایا اے ابو الیقظان حقتعالی تمکو جزا ر خیر دے تم بہتر دوست و برادر تھے - عمار نے عرض کی یا امیر المومنین مینے جو آپ کی متابعت کی تو بصیرت و دانائی کی ہے مینے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بروز حنین سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہونگے اے عمار تو اسوقت علی کے ہمراہ رہنا کسلیئے کہ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ہمراہ - وہ ناکثین و قاسطین سے جنگ کریگا پس اے امیر المومنین حقتعالی انکو اسلام کیطرف سے جزائے خیر دے جو کچھ تم پر تھا ادا کیا - پھر وداع کرکے سوار ہوئے اور میدان مین آئے اور سر آسمان کی طرف بلند کرکے کہا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ مین ہر حال مین تیرا مطیع و فرمان بردار ہون اگر مجھکو علم ہو کہ تیری رضا اسمین ہے کہ چلتے دریا مین غرق ہون یا جلتی آگ مین گر کر جل جاؤن تو مین ان امور سے ہرگز نہ کرون پروردگارا اگر تو دوست رکھے تو مین نوک سنان اپنے شکم پر رکھون اور زور کرون حتےٰ کہ پشت سے نکل جائے بارالہا جہانتک مجھکو علم ہے آج کوئی عمل تیری رضا کے واسطے ان فاسقون کے ساتھ جنگ کرنے سے بڑھ کر نہین اگر کوئی کام مجھکو اور معلوم ہوتا تو وہی کرتا اس مناجات سے فارغ ہوکر اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا جو اپنے رب کی رضا جوئی چاہے - لازم ہے کہ محبت مال و اولاد سے اپنے دل کو فارغ کرے **ایہا الناس** یہہ لوگ خون عثمان کا دعوے رکھتے ہین مگر درحقیقت انکا ارادہ طلب خون عثمان نہین انہون نے دنیا کا ذائقہ چکھا ہے اسکے حصول کی فکر مین ہین اگر حق کو اختیار کرتے تو چونکہ اسلام مین کوئی سابقہ انکو نہین دو آدمی بھی انپر متفق نہوتے اور مدعا دلی دل ہی مین رہجاتا مگر انہون نے امت کو دہوکا دیا تاکہ بادشاہی کرین پس اس مرتبہ کو پہنچے اے معشر مسلمین قسم بخدا کہ یہہ فرزندان احزاب ہین بجبر و اسکراہ اس دین مین داخل ہوئے و برضا و رغبت اس سے نکل گئے - قسم بخدا اگر وہ ہمکو اس قدر مارین کہ مارتے مارتے خرماستان ہجر تک جو ایک شہر بحرین کا ہے پہنچا دین تب بھی مین یہی کہونگا کہ وہ باطل پر ہین اور ہم حق پر پروردگارا اگر تو ہمکو اس قوم پر نصرت دے تو یہہ تیرا فضل و احسان ہے تو ہمیشہ حق کی تائید کرتا ہے اور جو مقدر اسکے خلاف ہو تو بروز قیامت انکو عذاب الیم مین گرفتار کیجو کیونکہ انہون نے امت محمدیہ مین فساد عظیم برپا کیا ہے پس اپنے اصحاب کے ساتھ جس طرف سے گزرتے تھے اصحاب رسولخدا انکے ہمراہ ہوتے تھے حتےٰ کہ ہاشم بن عتبہ مرقال علمدار امیر المومنین کے پاس آئے اور کہا اے ہاشم علم آگے بڑھا کہ جنت تلوارون کے سایہ مین ہے اور موت برچھیون کے گرداگرد دروازے آسمان کے اسوقت کشادہ ہین اور حور عین نے زیب و زینت کر رکھی ہے الیوم القی الاحبۃ محمدا و حزبہ آج مین اپنے دوستون یعنے محمد مصطفےٰ اور انکے گروہ سے ملاقات کرونگا - جب عمرو عاص کے ہاتھ مین نشان معاویہ دیکھا تو کہا یہہ وہی علم ہے جس سے بدر و احد و خندق مین ہمنے جنگ کیا آج یہہ چوتھی لڑائی اسکے ساتھ ہے قسم بخدا کہ یہہ چوتھی لڑائی پہلی تین لڑائیون سے انکے حق مین کوئی خیر و خوبی نہین رکھتی پس عمرو سے کہا وائے ہو تجھپر اے پسر عاص حرص امارت مصر نے تیرے دیدۂ دل کو کور کیا اور دین کو دنیا کے عوض تو نے بیچ ڈالا عمرو نے کہا یہہ نہین بلکہ مین خون عثمان پر جنگ کرتا ہون عمار یاسر نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیرا کوئی کام خالص خدا کے واسطے نہین اے عمرو اگر آج قتل ہونے

سے بچ رہا تو کل اپنی موت سے ضرور مرلیگا۔ اُسوقت دیکھے گا کہ تجھکو تیری اسی نیت کے موافق جزا ملیگی المختصر باہم جنگ ہونے لگی اور اس شدت سے حملات ہوئی کہ چشم زمانہ نے کمتر ایسے معرکے دیکھے ہونگے عمار زرہ پہنے تھے اور کہتے تھے اَیُّھَا النَّاسُ الرَّوَاحُ اِلَی الجَنَّۃِ اے مردمان چلو جنت کو کشتون کے انبار لگ گئے اور کثرت اُنکی اس درجہ کو پہنچی کہ اگر طناب خیمہ کے لئے ضرورت میخ کی ہوتی تھی تو لاشون کے ہاتھ پیر سے باندھ دیتے تھے۔ اشعث بن قیس کہتا ہے کہ اُس روز کوئی خیمہ بمیدان صفین نہ لگایا گیا الا یہ کہ اُسکی طنابین کشتون کے ہاتھ پیرون مین باندھی گئین ابو سماک اسدی خنجر ہاتھ مین اور پانی اپنے ساتھ لئے زخمیون مین پھرتا تھا جسمین جان پاتا اُسکے پاس کھڑا ہوتا اور پوچھتا امیر المومنین کون ہے اگر وہ علی علیہ السلام کا نام لیتا تو اُسکے زخم دہوتا پانی پلاتا اور جو خاموش رہتا تو اُسکو خنجر سے ہلاک کرتا چنانچہ اُسکا نام مُخَضخِض[لہ] رکہا گیا الحاصل عمار مصروف جنگ تھے حتےٰ کہ بموجب بعض روایات اٹھارہ شامیون کو اُنہون نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا یہانتک کہ ابن جویر ملعون نے ایک برچھی اُنکے سینہ پر لگائی عمار وہ ضرب کھا کر لوٹے چونکہ پیاس شدت سے لگی تھی پانی طلب کیا کچھ شیر صیاح[لہ] اُنکے واسطے لائے پیالہ شیر دیکھکر کہا اَللّٰہُ اَکبَر صَدَقَ رَسُولُ اللّٰہِ رحمۃ درست فرمایا رسولخدا نے کہ آخر رزق میرا دنیا سے شیر صیاح ہوگا پھر کچھ اسمین سے نوش کیا مگر جو کچھ پیا تھا زخم کی راہ باہر نکل گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد شہید ہوئے فَرَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ و بروایت دیگر ضرب سنان ابو العاویہ فرازی نے لگائی تھی۔ ابن جویر ملعون نے بعد مین سر قلم کیا۔ بہرحال امیر المومنین علیہ السلام کو قتل عمار کی خبر ہوئی تو باچشم گریان لاشۂ عمار پر تشریف لائے اور سر کو اپنے زانو پر رکھا اور یہ اشعار پڑھے ؎ اَلَا اَیُّھَا المَوتُ لَیسَ تَارِکِی ٭ اَرِحنِی فَقَد اَفنَیتَ کُلَّ خَلِیلِی ٭ اَرَاکَ مُضِرًّا بِالَّذِینَ اُحِبُّھُم ٭ کَاَنَّکَ تَنحُوا نَحوَھُم بِدَلِیلِ ٭ یعنے اے موت کہ تو مجھکو چھوڑنے والی نہین۔ آ اور مجھکو راحت دے کہ تو میرے دوستون کو فنا کر چکی ہے مین دیکھتا ہون کہ میرے دوستونکو کس طرح ایذا پہنچاتی ہے یا دیکھ لیتی ہے کہ گویا کوئی دلیل و راہ نما ہے جو تجھے اُنکی جانب راہ دکھاتا ہے **روضۃ الصفا** مین ہے کہ امیر لاش عمار پر آئے تو فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ۝ اور فرمایا جو عمار کی وفات پر دلگیر نہو وہ اسلام و مسلمانی سے بے بہرہ ہے حقتعالےٰ رحم کرے عمار کو کہ جس روز کہ قبور سے مبعوث ہون اور نیک و بد اعمال سے سوال کئے جاوینگے مین جب رسولخدا کی خدمت مین تین شخصون کو دیکھتا تھا تو عمار انمین چوتھے ہوتے جب چار شخص کو پایا تو وہ پانچوین تھے۔ بہشت عمار پر نہ ایک مرتبہ بلکہ بارہا واجب ہوا باغہائے بہشت اُسکے لئے مہیا ہون تحقیق کہ وہ حق پر قتل ہوا جیسا کہ حضرت رسولخدا نے اُسکے باب مین فرمایا یَدُورُ الحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیثُمَا دَارَ کہ حق عمار کے ساتھ گردش کرتا ہے جسطرف کہ وہ گردش کرے عمار کا قتل کرنے والا اور اُسکا دشنام دینے والا جہنمی ہے پھر قدم مبارک آگے بڑھایا اور عمار پر نماز پڑہی اور اُنکو دفن کیا کتاب کامل بہائی مین کتاب محیط قاضی عبد الجبار معتزلی سے نقل کیا ہے کہ علی قتل عمار سے پہلے ہرگز جنگ مین ابتدا نہ کرتے تھے جبکہ چھبیسوین روز عمار کو قتل کیا تو حکم کفار اُنپر جاری کیا بعد ازان لڑائی مین ابتدا کرتے تھے چنانچہ ایک رات مین پانسو تیس شخص اپنے ہاتھ سے قتل کئے اور ہر مرتبہ تکبیر کہتے تھے جیسا کہ کافرون کے قتل مین کہتے ہین اور نیز کہتے تھے کہ مَن اَصَابَہٗ سَیفِی فَھُوَ فِی النَّارِ کہ جسکو میری تلوار لگے وہ جہنمی ہے۔ اور بعض کتب مین ہے کہ عمار نے وصیت کی کہ مجھکو مع میرے اس لباس خون آلود کے دفن کرنا کہ بروز قیامت یہی پہنے مبعوث ہون اور حقتعالیٰ کے سامنے اپنے قاتل سے مخاصمت کرون۔ سُنّی و شیعہ نے بروایات متکثرہ معتبرہ

[لہ] مخضخض یعنی جنبش دہندہ خضخض الارض شیار کردن زمین را و زیر و بالا کردن و خضخضہ جنبانیدن آب است و مانیدن آن کذا فی المنتہی ابو سماک چونکہ مجروحون کو جنبش و حرکت دیتا تھا اور ہلاتا تھا اسلئے اُسکا نام یہ رکھا گیا ۱۲ [لہ] شیر صیاح اُس دودہ کو کہتے ہین جسمین غلیظ ہونے کی وجہہ سے کچھ پانی ملا لین ۱۲ منہ عفی عنہ

روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے شہادت عمار سے خبر دی تھی اور فرمایا تھا یَا عَمَّارُ سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ اے عمار قریب ہے کہ تجھکو گروہ باغیہ قتل کرے منقول ہو کہ جب مدینہ مین مسجد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ تعمیر ہوئی تو صحاب رسولخدا ایک ایک پتھر لاتے تھے الا عمار یاسر کہ دو دو لاتے تھے حضرت نے فرمایا اے ابو الیقظان اسقدر مشقت کیون کھینچتے ہو اسقدر بوجھ کسلئے نہین اٹھاتے جتنا کہ اور لوگ اٹھاتے ہین عمار نے عرض کی یا رسول اللہ مین دوست رکھتا ہون کہ اس مسجد مین زیادہ کام کرون تاکہ زیادہ تر مستحق اجر و ثواب ہون۔ پس حضرت نے بکمال عاطفت پشت عمار پر ہاتھ پھیرا اور گرد جھاڑتے اور فرماتے تھے کہ بتحقیق کہ عمار اہل جنت سے ہے گروہ باغیہ اُسے قتل کرے گی۔ وہ اُنکو جنت کی طرف دعوت کرے گا اور وہ دوزخ کیطرف بلائین گے بالجملہ بعد شہادت عمار لشکر شام مین اس حدیث کا چرچہ ہوا تو قریب تھا کہ فتنۂ عظیم حادث ہو عمرو عاص معاویہ کے پاس آیا اور کہا ایہا الامیر قتل عمار نے خلائق مین جوش و اضطراب پیدا کیا ہے معاویہ نے کہا ہمنے عمار کو قتل نہین کیا اِنَّمَا قَتَلَهُ مَنْ اَخْرَجَهُ اُنکا قاتل درصل وہ ہے جو اُسے یہان لایا اور ہمارے حربون مین ڈالا پس اس حیلہ سے شورش اہل شام کو فرو کیا۔ حضرت امیر المومنین نے یہہ عذر بدتر از گناہ سنا تو فرمایا کہ اس صورت مین لازم ہے کہ امیر حمزہ سید الشہدا کو حضرت رسولخدا نے قتل کیا ہو کیونکہ وہ حضرت اُنکو لڑائی مین لیگئے اور مشرکون کے سامنے کیا **نقل** ہے کہ قتل عمار مین ابو العادیہ فرازی و ابن جویر سکسکی دونو شریک تھے اول کے ہاتھ سے سنان لگی دوسرے نے سر بدن سے جدا کیا۔ اسلئے دونو تکرار کرتے تھے اور ہر ایک اُسکے قتل کا دعویدار تھا یہہ قضیہ عمرو عاص کے پاس لائے عمرو نے کہا بخدا کہ تم دونو جہنم پر لڑتے ہو معاویہ کو یہہ سنکر طیش آیا کہ لوگ ہمارے لئے لڑتے اور جان دیتے ہین اور تو اُنکو جہنمی بتلاتا ہے عمرو نے کہا قسم بخدا کہ یہہ معاملہ اسیطرح پر ہے اور تجھکو بھی اسکی اصل حقیقت بخوبی معلوم ہے مگر مصلحۃً اسکا اخفا کرتا ہے واللہ کہ مین دوست رکھتا تھا کہ آج سے بیس برس پیشتر مرجاتا بعض کتب مین حنظلہ بن خویلد سے نقل ہے کہ اُسنے کہا مین معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو شخص سر عمار یاسر لئے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک اُنمین اُسکے قتل کا مدعی تھا عبداللہ بن عمرو عاص نے کہا کہ نزاع نہ کرو اور آرام پکڑو کسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ عمار کو فئہ باغیہ قتل کرے گا۔ معاویہ نے کہا یا ابن عمرو اپنی زبان کو روک اور دیوانہ وار باتین نہ کر اگر امر اسطرح پر ہے کہ تو کہتا ہے تو کسلئے تو ہمارے ساتھ ہے عبداللہ نے کہا ہر چند مین تمہارے ہمراہ ہون مگر جنگ مین تمہارا شریک نہین اور ساتھ اسلئے ہون کہ ایک مرتبہ میرے باپنے حضرت رسولخدا سے میری شکایت کی تھی۔ تو آپنے فرمایا تھا کہ تا دم زیست اپنے باپ کی اطاعت کرنا **مناقب خوارزمی** سے منقول ہے کہ خزیمہ بن ثابت انصاری معروف بہ ذی الشہادتین جنگ جمل مین حضرت امیر المومنین کے ہمراہ تھا۔ مگر اُس نے تلوار میان سے نہین نکالی علی ہذا جنگ صفین مین بھی لڑائی سے دست کشیدہ رہا اور کہتا تھا کہ کسی امام کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا تا اینکہ عمار یاسر شہید ہوئے اُسوقت خزیمہ نے کہا کہ اب میری نماز درست ہوئی کیونکہ مینے حضرت رسالت پناہ سے سُنا ہے یَا عَمَّارُ سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ یہہ کہکر مصروف جہاد ہوا اور جنگ کرتا تھا تا اینکہ شہید ہوا **نقل** ہے کہ ذو الکلاع حمیری معاویہ کی جانب سے قبل شہادت عمار قتل ہو چکا تھا۔ عمار شہید ہوئے تو عمرو عاص نے کہا کہ خوب ہوا کہ ذو الکلاع اسوقت موجود نہین زندہ ہوتا تو ضرور فتور برپا کرتا بلکہ تعجب نہ تھا کہ اپنی قوم سمیت علی بن ابی طالب سے ملجاتا مناقب ابن شہر آشوب مین مروی ہے کہ شریک کے پاس بہت سے اہل حدیث جمع ہوئے تاکہ اُس سے حدیث عَمَّارُ سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ کو سماعت کرین شریک کو غصہ آیا اور کہا ایہا الناس علی کے لئے کچھ فخر نہین کہ عمار اُنکے ساتھ ہو کر قتل ہو۔ عمار کا البتہ فخر ہے کہ علی پر جان نثار ہوا +

ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال ؑ یہہ ہاشم سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے - عمر سعد کے چچازاد بھائی - اصحاب خاص و شیعہ باختصاص
حضرت امیر المومنین ؑ سے تھے حضرت نے اُنکو علمداری تمام لشکر کی عطا کی تھی - مروی ہے کہ بروز جنگ اُنھون نے دو زرہین پہن رکھی تھین حضرت امیر المومنین
نے بطریق مزاح و خوش طبعی فرمایا اے ہاشم تمکو کوئی بزدل و جبان نہ کہے ہاشم نے عرض کی یا امیر المومنین اب خود معلوم ہوجائے گا کہ مین کیسا بزدل ہون قسم بخدا
کہ طلب آخرت مین بہت سے سرون کو گردنون سے جُدا کرونگا - پھر ایک نیزہ منگایا اور اُسکو ہلا کر دیکھا تو سخت معلوم ہوا دوسرا نیزہ ویچلدار منگا کر اسمین نشان
باندھا قبیلہ بکر بن وائل سے ایک شخص نے کہا اے ہاشم توقف کیلئے کرتے ہو آگے بڑھو ہاشم نے پوچھا یہہ کون ہے حاضرین نے نام و نسب اُسکا بیان کیا کہا خوب
مرد ہے اور قابل اسکے ہے کہ جب مین جنگ مین کام آؤن تو علم لشکر وہ لے پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ بند ہائے نعلین مضبوط کر لو اور کمرین استوار باندھو جسوقت دیکھو
کہ مینے تین مرتبہ اپنے علم کو جنبش دی تو میرے ساتھ حملہ آور ہو لشکر معاویہ کی طرف نگاہ کی تو ایک فوج سامنے نظر آئی پوچھا یہہ کون لوگ ہین کہا قریش اہل مدینہ
کہا میری قوم ہے مجھکو ان کے جنگ کی حاجت نہین ہے خیمہ سفید کے گرد کون گروہ ہے کہا یہہ معاویہ اور اُسکے اصحاب ہین پس ہاشم بہت تیزی سے حملہ آور
ہوئے کہتے ہین کہ اہل عراق کی علامت جنگ صفین مین کچھ سفید بال تھے کہ سر و دوش پر لگائے تھے علی ہذا شامیون کی علامت پارچہ سفید تھے کہ وہ بھی
سر اور شانون پر رکھتے تھے اور شعار لشکر شام یہہ کلمات تھے نَحْنُ عِبَادُ اللّٰہِ حَقًّا یَالِثَارَاتِ عُثْمَانَ اور شعار لشکر عراق یَا اَللّٰہُ یَا اَحَدُ یَا
رَحِیْمُ تھا اُس روز فریقین شمشیر و گرز آہنی سے شام تک جنگ کرتے رہے مرقال بکمال جرأت لڑتے اور حملہائے گران کرتے تھے اور اپنے اصحاب کہتے کہ یہہ لوگ
جو اپنے مقام پر قائم ہین اور وہان سے جنبش نہین کرتے یہہ صرف حمیت عرب ہے کہ اپنے نشانون کو نہین چھوڑتے ورنہ اسمین ذرا شبہ نہین کہ یہہ قطعی ضلالت و گمراہی
ہین اور تم حق و ہدایت پر ہو پس بندگان خدا صبر و ثبات پر کاربند ہو اور ہرگز انسے خوف نہ کرو اور رضا خدا کے لئے جنگ کرو جبتک کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہمارے
درمیان حکم کرے اور وہ احکم الحاکمین ہے **روایت** ہے کہ اثناء جنگ مین ایک جوان لشکر شام سے نکلا تلوار سے جنگ کرتا اور زبان سے بیہودہ
باتین بکتا تھا ہاشم کے نزدیک آیا تو انہون نے کہا ھٰذَا الْکَلَامُ وَبَعْدَہُ الْخِصَامُ وَھٰذِہِ الْقِتَالُ وَبَعْدَہُ الْحِسَابُ یعنی یہہ جنگ ہے
اور اسکے بعد حساب آخرت ہے اور یہہ باتین ہین اور بعد ازان مواخذہ قیامت پس اے جوان خوف خدا کر اور انجام کار سامنے اس جل شانہ کے جانا اور
حساب دینا ہے جوان بالکل سادہ دام فریب معاویہ مین گرفتار تھا کہنے لگا کہ مین تم سے اسلئے لڑتا ہون کہ تم اور تمہارا صاحب نماز نہین پڑھتے اور
خلیفہ بحق یعنی عثمان کو تم نے قتل کیا ہاشم نے کہا اے بیوقوف نادان تجھکو معلوم نہین کہ ہمارا صاحب یعنی امیر المومنین علیہ السلام وہ شخص ہین جنہون
نے تمام عالم سے پہلے حضرت رسولخدا کے ساتھ نماز پڑھی اور سب سے زیادہ دین خدا مین فقہ و بصیرت رکھتے ہین اور تمام مسلمانون سے بڑھ کر آنحضرت
سے قربت و نزدیکی اُنکو حاصل ہے جو لوگ اُنکے ساتھ ہین قاریان قرآن مجید و شب بیدار تہجد گزار ہین تحقیق کہ تجھکو اہل شام نافرجام نے دھوکا دیا اور
عثمان و خون عثمان سے تجھکو کیا نسبت اُسکو اصحاب رسولخدا نے قتل کیا کیونکہ دین خدا مین احداث کرتا تھا اور کتاب خدا کے برخلاف عامل تھا اصحاب
رسولخدا صاحبان دین و دیانت ہین امور مسلمانان مین سب سے زیادہ بصیرت رکھتے ہین تو ان باتون کو نہین جانتا پس ان علوم کو انکے لیے چھوڑ دے جو
انکے اہل و لائق ہون جوان نے کہا اے بندہ خدا میرا گمان یہہ ہے کہ تو ایک مرد صالح ہے آیا اگر مین توبہ کرون تو میری توبہ قبول ہوسکتی ہے

قصہ جوان شامی

مرقال اُنکو اس لئے کہتے ہین کہ لفظ مرقال کے معنے تیزرو کے ہین چونکہ وہ بروز صفین علم لشکر لیکر بہت تیزروی سے حملہ آور ہوئے تھے اس لئے اس نام سے مشہور ہوئے ۱۲ منہ عفی عنہ

یا نہ ہاشم نے کہا توبہ کر کہ حقتعالی تواب رحیم ہے ھُوَ الَّذِی یَقبَلُ التَّوبَۃَ عَن عِبَادِہٖ **ترجمہ** وہ ہے کہ توبہ اپنے بندون کی قبول کرتا ہے - پس جوان توبہ کنان اپنے لشکر کو لوٹ گیا - وبروایتے گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور امیر المومنین کی خدمت مین واصل ہوا **بالجملہ** ہاشم اسیطرح مصروف جنگ تھے حتے کہ نُو یا دس شامی اُنھون نے اپنے ہاتھ سے قتل کئے پس حارث بن منذر نے ایک برچھی اُنکے شکم مین لگائی جس سے شکم شگافتہ ہو کر زمین پر گرے - اتفاقاً امیر المومنین نے اسیوقت کسی کو بھیجکر پیغام دیا تھا کہ نشان آگے بڑہائے مگر جبتک قاصد وہان پہنچے ہاشم زمین پر گر چکے تھے کہتے ہین کہ جس مقام پر ہاشم گرے تھے اس سے نزدیک ہی عبید اللہ بن عمر خطاب کی لاش پڑی تھی ہاشم گھٹنون کے بل گھسٹتے گھسٹتے وہان پہنچے اور اُسکے سینہ کو اس زور سے دانتون مین پکڑا کہ دانت اسمین گڑ گئے - ہاشم کے بعد قبیلۂ بکر بن وائل سے ایک مرد نے نشان لشکر لیا وہ بھی زخم کھا کر اسی مقام پر گرا اور عبید اللہ کی چھاتی کو دوسری طرف سے اس نے اپنے دانتون سے کاٹا اور دونو سینہ عبید اللہ پر سرد ہو گئے - بعد ازان نشان لشکر پسر ہاشم نے لیا لیکن وہ لشکر شام مین گھر کر اسیر ہوا جب سلسل محبوس معاویہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو عمرو عاص نے کہا اَلحَیَّۃُ تَلِدُ الحَیَّۃَ سانپ سے سانپ پیدا ہوتا ہے اسکو زندہ نچھوڑا چاہیے اے امیر مجھکو حکم دے کہ اپنی تلوار سے اسکو قتل کرون - پسر ہاشم نے کہا یا ابن عاص یہہ شجاعت و مردانگی جواب ظاہر کرتا ہے اُسوقت کہان گئی تھی جب مین سر معرکہ تجھکو دعوت پیکار کرتا تھا اور تیرا ایک قدم بخوف جان آگے نہ بڑھتا تھا معاویہ کو فصاحت کلام ابن ہاشم پسند آئی اور امر کیا کہ اُسے قید رکھین اور اُسکے قتل سے درگزرا **اُویس قرنی** جملہ شہدائے صفین سے اُویس قرنی ہے - حبیب السیر وغیرہ مین ہے کہ اُویس کنارہ فرات پر وضو کرتا تھا کہ ناگاہ صدائے طبل لشکر امیر المومنین اُسکے کان مین آئی پوچھا کہ یہہ کیسی آواز ہے کسینے کہا طبل سپاہ شاہ ولایت پناہ ہے کہ جنگ معاویہ کے لئے تشریف لیجاتے ہین اُویس اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کوئی عبادت میرے نزدیک متابعت علی مرتضےٰ سے فاضل تر نہین پس حاضر خدمت ہو کر ہمرکاب ہوا - مروی ہے کہ بروز جنگ اُویس پیادگان ربیعہ مین شامل تھا اور دو تلوارین اُسنے باندھی تھین اور چند تیر رکھتا تھا اور نیز اُسکے پاس ایک توبرہ سنگریزون سے پر تھا - پس امیر المومنین کے پاس آیا اور اُنکو وداع کیا اور مصروف جنگ ہوا حتے کہ شہید ہوا پس امیر المومنین علیہ السلام اُسکے جنازہ پر حاضر ہوئے اور نماز پڑھی اور دفن کیا - صاحب مجالس المومنین کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے اُویس قرنی کو نفس الرحمان و خیر التابعین فرمایا اور وہ زمانہ رسولخدا مین تھے اور غائبانہ آنحضرت پر ایمان لائے اور بسبب غلبۂ حال و اشتغال بخدمت مادر پریشان حال شرف صحبت اُس جناب پر فائز ہوئے دن کو شتربانی کرتے شب کو اُسکی اُجرت اپنی اور اپنی مان کی معاش مین صرف فرماتے اور بعض کتب سے نقل کیا ہے کہ ایکدفعہ اُویس اپنی مان کی اجازت سے زیارت پیغمبر خدا کے لئے مدینہ مین آئے اتفاقاً حضرت اُسوقت دولت سرا مین تشریف نہ رکھتے تھے اُنکو مان نے اجازت توقف کرنے کی نہ دی تھی لاجرم مراجعت کی سرور کائنات گھر مین تشریف لائے تو ایک نور ساطع ملاحظہ کیا کہ پیشتر نہ دیکھا تھا دریافت کیا کہ کوئی شخص دروازہ پر آیا تھا معلوم ہوا کہ یمن سے ایک شتربان اُویس نام حاضر درگاہ ہوا تھا تحیہ و سلام بھیجکر واپس چلا گیا - حضرت نے فرمایا البتہ یہہ نور اُس کا ہے کہ ہمارے لئے ہدیہ چھوڑ گیا ہے - کتاب اختصاص مین حضرت محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ صفین مین تین شخص تابعین سے حضرت امیر المومنین کے ساتھ شہید ہوئے جنکے حق مین حضرت رسولخدا نے بہشتی ہونے کی شہادت دی تھی - حالانکہ اُنکو دیکھا نہ تھا - اُویس قرنی زید بن صوحان عبدی - جندب بن خیر ازدی - مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین بعد نقل اس روایت کے فرماتے ہین کہ یہہ جندب جندب بن کعب ازدی ہے کہ جندب خیر و جندب فارق سے مشہور ہے فارق اُسکو اسلئے کہتے ہین کہ عثمان کے زمانہ مین ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کے سامنے اُسنے ایک ساحر کو قتل کیا تھا گویا اس ضرب سے حق و باطل مین یہ فرق ظاہر کیا - حقیر مؤلف کہتا ہے کہ زید بن صوحان کے بارے مین مشہور یہ ہے

کروہ جنگ جمل مین شہید ہوا جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا واللہ اعلم بالجملہ ان کے سوا اور بہت سے صحابہ و تابعین اصحاب امیر المومنین سے جنگ صفین مین کام آئے چنانچہ بقول بعض مورخین ستر اشخاص صرف اہل بدر سے شہید ہوئے۔ اسیطرح بہت لوگ لشکر شام سے قتل ہوئے حتّے کہ کہتے ہین کہ تعداد کشتگان شام ایک لاکھ تیس ہزار اور کشتگان لشکر مقدس حضرت امیر مومنان ستر ہزار کو پہنچی تھی اور نیز مورخین نے لکھا ہے کہ کل مدت قیام فریقین بمقابلہ یکدگر بمقام صفین گیارہ مہینے تھی ان ایام مین سوا شہر ہائے حرام اکثر اوقات مشغول کارزار رہتے تھے مگر جنگ عظیم کہ متواتر و مسلسل رہی ماہ صفر ۳۷ھ ہجری مین تھا جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا۔ مگر بعض کا قول ہے کہ کل نوّے لڑائیان فریقین مین ہوئین اور ایک سو دس دن قیام رہا واللہ اعلم بالصواب **جنگ لیلۃ الہریر** جنگ لیلۃ الہریر آخری جنگ ہے جنگہائے صفین سے اس سے پہلے بہت سے مقابلے و محاربے درمیان لشکر عراق و افواج شام کے واقع ہوئے مگر یہہ ہنگامہ سب مین سخت و صعب تھا بڑا کھیت پڑا اور سخت کشت و خون ہوا ہزارون آدمی فریقین کے علف تیغ بنے۔ کشتون کے انبار لگ گئے اور خون کی نہرین بہ گئین ہر چند جنگہائے سابقہ مین اکثر دفعہ اصحاب امیر المومنین ظفریاب ہوتے تھے۔ مگر اس روز بالخصوص جو کوشش اور جانفشانی موالیان خاص و شیعیان با اخلاص سے امر جہاد مین ظاہر ہوئی ہمیشہ صفحہ تاریخ پر ماہ کامل کیطرح چمکتی رہیگی یہین شامیون کا سارا زور و بل نکل گیا اور کوئی حالت منتظرہ انکی شکست و ہزیمت مین باقی نرہی حتّے کہ معاویہ نے بارادہ فرار پائے ضلالت رکاب مین رکھ لیا مگر مقدر اسکے برخلاف تھا حرام خور نفاق پیشہ اصحاب کھڑے ہو گئے اور بنا بنایا کام بگاڑ ڈالا چنانچہ انجام کو وہی ہوا جو ہونا تھا اور کوئی فائدہ ان امور پر مترتب نہوا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مورخین نے لکھا ہے کہ جب جنگ صفین کو بہت طول ہو گیا اور ایک جماعت کثیر آدمیون کی طرفین سے لقمہ کام اجل ہو چکی اس سے دونو لشکرون کو نقصان پہنچا الا لشکر شام نے بیش از بیش صدمہ اٹھایا اور کمر ہمت انکی ٹوٹ گئی اور جی چھوٹ گئے اسوقت معاویہ نے بجائے تیغ بازی نیرنگ سازی و حیلہ پردازی شروع کی اور ایک نامہ خدمت حضرت مرتضوی مین بدین مضمون ارقام کیا کہ **اما بعد** ہمکو اور تمکو اگر یہہ معلوم ہوتا کہ اس لڑائی کا انجام یہہ ہوگا اور اس جنگ و پیکار کی نوبت یہانتک پہنچے گی تو پہلے ہی سوچ سمجھکر کام کرتے اور اس گرداب بلا مین آپکو نہ ڈالتے تم بھی یا علیؑ اپنی زندگی کے ایسے ہی طلبگار رہو جیسے کہ ہم ہین اور موت سے اسیقدر خائف ہو جیسے ہم ہین سابق مین تم سے ملک شام طلب کیا تھا۔ اس شرط پر کہ تمہارے حلقہ اطاعت مین داخل نہون اور ربقہ بیعت سے میری گردن آزاد رہے مگر تم نے اسکو قبول نہ کیا۔ پس جو تم چاہتے تھے خدا نے نہ چاہا اور تمہارا مدعا دلی نہ بر آیا اب کہ بہت سے صلحا و اخیار اس امت کے قتل ہو چکے بقیۃ السیف پر رحم کرو اور ملک شام اسی شرط سابق پر میرے پاس رہنے دو تحقیق کہ ہم دونو اولاد عبد مناف سے ہین اور کسی کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہین والسلام امیر المومنین کے پاس یہہ خط پہنچا تو اسطرح پر اسکا جواب زیب رقم فرمایا **اما بعد** تیرا خط آیا اور کیفیت تیری بغاوت و عداوت کی بخوبی روشن ہوئی تو جو کہتا ہے کہ اگر ہمکو پیشتر معلوم ہوتا کہ اس لڑائی کا یہہ انجام ہو گا تو اس کام کو شروع نہ کرتے سو مین آج تیرے جنگ و پیکار کا ویسا ہی شائق ہون جیسا کہ پہلے تھا اور یہہ خواہش میری روز بروز ترقی کرتی رہیگی اور تو لکھتا ہے کہ ہم و امید خوف و رجا مین یکسان ہین یہہ ہرگز صحیح نہین کسلئے کہ تم اہل شک و ریب ہو اور ہم ارباب ثبات و یقین اہل عراق ثواب آخرت کے امیدوار ہین اور اہل شام دنیا دون کے طلبگار اور حکومت شام بے شرط بیعت و اطاعت منظور نہین آگے بھی تو نے اسکی خواہش کی تھی جو درجہ اجابت کو نہ پہنچی اب کونسا حق ہمارے ذمہ ثابت کیا ہے جو پھر اسکا ذکر زبان پر لاتا ہے اور یہہ جو لکھا ہے کہ ہم دونو اولاد عبد مناف سے ہین اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو لازم نہین کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت ہو کسلئے امیہ ہاشم کی مثل تھا اور

نامۂ معاویہ

جواب امیر المومنین

حرب عبد المطلب سے بمدارج کمتر تھا ابوسفیان ابوطالب کے پایہ کو نہ پہنچا اور تجھکو اے معاویہ مجھسے کیا نسبت اور طلیق کو مہاجر اوّل سے کون مناسبت نہ اسلام
مین سابقہ رکھتا ہے نہ حضرت رسولخدا سے قرابت برخلاف میرے کہ برادر و ابن عم و داماد حضرت رسولخدا ہون و وارث علوم انبیا و اوصیا مجھکو آنحضرت سے وہ
نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اگر ذات بابرکات سرور کائنات پر نبوت کا خاتمہ نہو چکتا تو مسند نبوت میرے وجود سے زینت پاتی۔ علاوہ برین مجھکو
حقتعالی نے اور بہت سے فضائل و مناقب بخشنے مین جو کسی کو نہین دئے گئے اور کبھی خیال نہ کرنا کہ مین تیری جنگ سے ملول و دلگیر ہو گیا۔ اے معاویہ میری متابعت
و مبایعت تیرے اور تیرے اصحاب پر لازم ہے اگر تو اس شرف سعادت سے محروم رہا تو یقین جاننا کہ عذاب ابدی مین مبتلا ہو گا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ **جب** یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا تو صلح سے مایوس ہو کر از سر نو جنگ کی تیاری مین مصروف ہوا۔ اگلے روز بروز پنجشنبہ دسوین
صفر المظفر ۳۷؁ ہجری ہنوز آفتاب عالمتاب افق مشرق سے برآمد نہوا تھا کہ دونو طرف کی فوجون نے اپنی منزل گاہ سے آکر میدان مین پرے جمائے امیر المومنین

خطبۂ امیر المومنین

نے اس روز عمامۂ حضرت رسولخدا سر پر باندہا زرہ آنحضرت کی بدن اقدس مین پہنی اور شمشیر نبوی حمائل کی اور تازیانہ ممشوق پیغمبر کا دست مبارک مین لیا اور
گھوڑے پر آنحضرت کے سوار ہوئے اور میدان مین تشریف لاکر ایک خطبۂ بلیغ و فصیح ادا کیا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ قسم بخدا اگر مین جانتا کہ ظالمان بیباک اپنی
طغیان سے دین خدا مین خلل و فساد نہ ڈالین گے اور حقوق مسلمانان انکے دست ستم سے پامال نہونگے تو قتال و جدال کو روا نہ رکھتا اور اپنے گھر مین آرام سے
بیٹھتا مگر اب ضرور ہے کہ اس جماعت گمراہ کو راہ راست پر لاؤن اور اتباع سنت رسول اللہ کی طرف انکو دعوت کرون آگاہ رہو کہ یہ کینہ بدر و احد و
ایام جاہلیت کا کینہ ہے جو معاویہ کے سینہ مین جوش مارتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنے دل کو ٹھنڈا کرے حقتعالی انکی مراد نہ برلائے اور وہ اپنے مطلب پر کامیاب
نہو فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ شیعیان وفا شعار مہاجر و انصار نے عرض کی اب جبکہ عمار یاسر بھی شہید ہو چکے تو اگر کسی کے دل مین
قدرے قلیل کچھ شک و شبہ بھی تھا تو وہ دور ہو گیا اب سب کی بصیرت زیادہ ہو گئی اور یقین کامل حاصل ہوا کہ معاویہ اور اُسکے اصحاب اہل بغاوت و شقاوت
ہین جو کچھ حضرت حکم دین ہم انکی تعمیل کو بدل و جان کمر بستہ ہین حضرت نے انکی مدح و ثنا کی اور ایک دستہ دس ہزار سوار جرار کا انتخاب کر کے لشکر شام کا قصد کیا
اور سب کو کہا کہ ایک دل و یکزبان ہو کر مثل شخص واحد حملہ کرین پس مثل برق و رعد صفہائے شام کو درہم برہم کر دیا اور اس قدر آدمی دشمنون سے قتل کئے
کہ ہاتھ پاؤن گھوڑون کے خون مین رنگین ہو گئے اس حملہ کے بعد لشکر شام مین تاب و توان باقی نہ رہی معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے ابو عبد اللہ
آج صبر چاہئے کہ کل شرف و فخر حاصل ہو اُس نے کہا یہ درست ہے مگر آج موت حق ہے اور حیات باطل اگر علی نے ایک حملہ ایسا ہی اس لشکر کے ساتھ اور
کیا تو ہم سے ایک متنفس زندہ نہ بچے گا **نقل ہے** کہ اُس روز ایک شخص اسپ کمیت پر سوار کثرت اسلحہ سے لوہے مین چھپا ہوا فقط آنکھین انکی نمودار تہین
ہاتھ مین نیزہ لئے صفوف افواج کو اُسکے اشارہ سے درست کرتا پھرتا تھا۔ جب صفین راست ہو گئین تو اہل شام سے پشت موڑ کر اپنے لشکر کے روبرو
کھڑا ہوا اور بعد حمد و ثنائے الٰہی اور درود حضرت رسالت پناہی کہا ايها الناس مقام شکر و سپاس ہے کہ ہمارے امام و پیشوا اس معرکہ مین پسر عم رسول علی
بن ابی طالب ہین کہ اسلام مین سب سے اول اور ہجرت مین سابق ہین وہ ایک سیف خدا ہین دشمنان دین کے لئے جسوقت ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور مردان
میدان اپنے گھوڑون کو جولان کرین تو صبر و سکون کے ساتھ میرے ہمراہ رہو پھر لشکر شام مین داخل ہو کر مصروف جہاد ہوا اور بہت زور شور سے حملہ کیا نیزہ
کے ساتھ جنگ کرتا تھا اور شامیون کو اس سے مارتا تھا حتی کہ نیزہ اسکا ٹوٹ گیا پس اپنے لشکر گاہ کو لوٹا اور خود سر سے اٹھایا اسوقت معلوم ہوا کہ مالک اشتر ہین

روایت ہے کہ ایک شخص لشکرِ شام سے نکلکر دو صفون کے درمیان کھڑا ہوا اور امیر المومنینؑ کو طلب کیا حضرت اُسکے پاس تشریف لائے تو عرض کی یا علیؑ مین ایک بات عرض کرتا ہون اگر قبول کرو تو یہہ جنگ فساد موقوف ہوجائے وہ یہہ ہے کہ ملکِ شام ہمارے پاس اور عراق تمہارے پاس ہے نہ تمکو ہمارے شام سے تعرض ہو نہ ہمکو عراق سے اس قرارداد پر دونو اپنے اپنے مقام پر واپس جائین حضرت نے فرمایا مینے تیری نصیحت سُنی اور تیرا مطلب سمجھا آگاہ رہ کہ مینے اس امر مین بہت غور و تامل کیا فقط دو ہی صورتین ہین یا تو اس قوم پر جہاد کرون یا دینِ خدا سے نکلکر کافر ہوجاؤن تحقیق کہ دوستان و اولیائے خدا کا یہہ کام کہ دُنیا مین گناہ و معصیت شائع ہو اور وہ باوجودِ قدرت خاموش بیٹھے دیکھتے رہین امر بالمعروف نہی عن المنکر عمل مین نہ لائین پس جہاد کرنا راہِ خدا مین سہل ہے بہ نسبت عذاب شدید الیم آخرت کے اُس شخص نے یہہ سُنکر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور وہان سے چلا گیا پس فریقین نے اپنے مقام سے جنبش کی اور صفین ٹوٹ پھوٹ کر باہم دست و گریبان ہو گئے تیرون کی بوچھاڑ کی تا اینکہ ترکش خالی ہو گئے پتھر ڈھیلے برسائے حتےٰ کہ زمین پر سنگریزہ نہ رہا پھر سنان خنجر و تیغ و تبر کام مین آئے گرز بہ گرز اور لوہے سے لوہا بجتا تھا ہولناک آوازین بڑے بڑے دلاورون کے دلون کو ہلاتین ہائے وہو کی شور و شر سے ہنگامہ نبرد نمونہ رستخیز روزِ محشر ہو گیا ایک غبارِ غلیظ سطحِ زمین سے مرتفع ہوا کہ آنکھون کے سامنے اندھیرا چھا گیا آفتاب کو گہن لگا روزِ روشن شب تار دکھائی دینے لگا وہ گرمی کا شدید الحرارت کٹھن روز لڑتے لڑتے صبح سے شام اور شام سے رات آگئی مگر بہادرون کے دل جنگ پیکار سے سیر نہوتے تھے چار نمازین ظہر عصر مغرب عشا صرف تکبیرات سے گھوڑون پر باشارہ ادا ہوئین کسیکو مہلت نہ تھی کہ نیچے اُتر کر بشرائط نماز ادا کرے امیر المومنینؑ و امام المسلمین سرِ مبارک آسمان کیطرف بلند کرتے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ نُقِلَتِ الْاَقْدَامُ وَاَفْضَتِ الْقُلُوْبُ وَرُفِعَتِ الْاَيْدِيْ وَمُدَّتِ الْاَعْنَاقُ وَشَخَصَتِ الْاَبْصَارُ وَطُلِبَتِ الْحَوَائِجُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُوْ اِلَيْكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَتَشَتُّتَ اَهْوَائِنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ٭ خداوندا قدم تیری طرف بڑھتے ہین اور قلوب تیری طرف روان ہوتے ہین اور ہاتھ تیری درگاہ مین دراز ہوتے ہین اور گردنین تیری جانب بلند ہوتی ہین اور نظرین تیری سمت اُٹھتی ہین اور حاجتین تجھ سے طلب کیجاتی ہین پروردگارا ہم تجھ سے شکایت کرتے ہین اپنے نبیؐ کی غیبت اور دشمنون کی کثرت و اختلافِ ہوا و ہوس کی خداوندا حکم کر ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان تحقیق کہ تو بہترین حکم کرنیوالونکا ہے یہہ کہتے تھے اور اُس شبِ تاریک مین شامیون پر حملہ آور ہوتے اور بانیانِ شر و فساد کو قتل فرماتے تھے راوی کہتا ہے کہ قسم ہے خدائے عز و جل کی جس نے محمدؐ کو برحق نبی مقرر کیا کہ ابتدائے عالم سے آجتک کسی رئیسِ قوم کو نہین سُنا جسنے ایک روزِ واحد مین اپنے ہاتھ سے اسقدر دشمن قتل کئے ہون جسقدر کہ آنحضرت نے لیلۃ الہریر مین قتل فرمائے منقول ہے کہ اُس رات مین جب وہ حضرت کسیکو قتل کرتے تکبیر کہتے صاحب ایک شخص نے جو ملازم رکاب سعادت انتساب تھا شمار تکبیرات کیا تو صبح تک کل تکبیرین پانچسو تیئیس ۵۲۳ ہوئین مگر بعض کتب مین معاویہ سے نقل کیا ہے کہ لیلۃ الہریر مین نوسے آدمی خاص حضرت امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے ـ اور حقیر مولف نے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ لیلۃ الہریر مین صبح تک کل اٹھارہ سو ۱۸۰۰ تکبیرین حضرت سے سُنی گئین ہر تکبیر کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک مرتد کو فوجِ شام سے فی النار فرماتے ـ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ دو صفون کے درمیان مین مُصلّٰے حضرت کے لئے بچھا دیا تھا اُسپر نماز پڑھتے تھے اور تیر سامنے اور راست و چپ آتے تھے اور کچھ خوف نفرماتے تھے اور جائے نماز سے نہ اُٹھے جبتک کہ اپنے تمام اوراد سے فارغ ہولئے ـ نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ قلبِ لشکر مین تھے اور مالکِ اشتر میمنہ پر اور مالک ہر طرف مثل شیرِ غضبناک اسپ کو جولان کرتے اور ہر قوم کو جنگِ اعدا پر رغبت دلاتے اور کہتے اَلَا مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهٗ لِلّٰهِ وَيُقَاتِلُ مَعَ الْاُشْتُرِ حَتّٰى يَظْهَرَ اَوْ يَلْحَقَ بِاللّٰهِ ترجمہ ہان کوئی ہے کہ اپنے نفس کو راہِ خدا مین فروخت کرے

لیلۃ الہریر کو آسمان سے خون تازہ برسا

اور اشتر کے ساتھ ہوکر اعداء دین پر جہاد کرے تا اینکہ فتح و ظفر حاصل ہو یا سعادت شہادت پاوے لوگ ہر طرف سے آکر اسکے ملحق ہوئے پس اشتر سب کو ساتھ لیکر متوجہ حرب اعدا ہوئے اپنا نیزہ آگے کو پھینکتے تھے اور صحاب کو اوس طرف بڑھنے کو کہتے پھر کمان پھینکتے اور کہتے میرے عم و خال تم پر فدا ہوں قدم آگے بڑھاؤ اور راہ خدا میں جہاد کرو کہ حقتعالی تم سے راضی ہو پس اس شدت سے حملہ کیا کہ ارکان سپاہ شام میں تزلزل پڑ گیا اور وہ پسپا ہو گئے افواج منصورہ آگے بڑھی چلی جاتی تھیں جو سامنے آتا شکار شہباز اجل ہوتا حتے کہ دھکیلتے دھکیلتے انکی خیمہ گاہ تک جا پہنچے اس مقام پر شامی بھی خوب جمکر لڑے اور بڑا رن پڑا اور علمدار لشکر معاویہ مارا گیا امیر آثار فتح و ظفر مشاہدہ کرتے اور لشکر مدد مالک اشتر کو بھیجتے تھے - ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ اشتر اور استاد اشتر یعنی علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی مثل عرب و عجم میں کوئی شجاع خلق نہیں ہوا تو وہ میرے نزدیک گناہ گار نہوگا کیا خوب کہا کسی کہنے والے نے جبکہ اوس سے اشتر کی بابت سوال کیا گیا کہ کیا کہوں میں اس شخص کے حق میں جسکی حیات نے اہل شام کو ہزیمت دی اور اسکی موت نے اہل عراق کو اور امیر المومنین نے انکی شان میں کہا کہ اشتر میرے لئے ایسا تھا جیسا کہ میں رسولخدا کے لئے - اور نیز نصر بن مزاحم نے کہ بقول ابن ابی الحدید ثبت صحیح النقل ہے اور ہوا و نفسانی اور دغل سے نسبت نہیں رکھتا اور رجال حدیث سے ہے روایت کی ہے کہ اوس روز خون تازہ آسمان سے برسا حتے کہ لوگ ظروف میں لیتے تھے جب وہ بھر جاتے تو پھینکدیتے تھے اس سے شامیوں کو بہت خوف ہوا اور قریب تھا کہ لشکر تتر بتر ہو جاوے کہ عمرو عاص نے پکار کر کہا ایہا الناس یہ ایک آیۃ و علامت ہے آیات خدا سے آدمی کو اپنا معاملہ درمیان خود و خدا درست رکھنا چاہیے پھر پروا نہیں ہر چند کہ یہہ دو پہاڑ باہم ٹکرا جائیں جہلا ر شام کو اسیقدر کافی ہوا اور بدستور مصروف جنگ ہوئے لیکن آثار وہن و شکستگی و ہدم انمیں ترقی پذیر تھے خود معاویہ کا پائے ثبات متزلزل ہو گیا اور اوس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ معرکہ سے بھاگ جاوے چنانچہ ایک اسپ تیز و تند کو انکے لئے لائے تاکہ اوسپر سوار ہوکر فرار کرے معاویہ کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہو گیا تھا کہ دو کام سے ایک اختیار کروں یا عبداللہ بن عباس سے ملتجی ہوں کہ وہ علی سے کہکر مکہ میں رہنے کی اجازت دلوا دے یا قیصر روم کے پاس چلا جاؤں اور اسکی قلمرو سے کسی جزیرہ میں بود و باش اختیار کروں اسی فکر میں تھا کہ مجھکو یہہ اشعار ابن اطنابہ کے یاد آئے ؎ اَبَتْ لِی عِفَّتِی وَاَبیٰ بَلَائِی ﴿ وَاَخْذِی الْحَمْدَ بِالثَّمَنِ الرَّبِیحِ ﴿ وَاِعْطَائِی عَلَی الْمَکْرُوہِ مَالِی ﴿ وَضَرْبِی ھَامَۃَ الْبَطَلِ الْمُشِیحِ ﴿ وَقَوْلِی کُلَّمَا جَشَأَتْ وَجَاشَتْ ﴿ مَکَانَکِ تُحْمَدِی اَوْ تَسْتَرِیحِی ﴿ لِاَدْفَعَ عَنْ مَآثِرَ صَالِحَاتٍ ﴿ وَاَحْمِیْ بَعْدُ عَنْ عِرْضٍ صَحِیحٍ — فزت بالشرف المعلی ﴿ وان مت رحت بالموت المریحی ﴿ یعنی انکار کرتی ہے عفت میری یا ہمت میری اور بلا میری یا حیا میری - اور مول لینا میرا حمد کو قیمت مع نفع دے کر - اور عطا کرنا میرا مال کو مکروہات و مصائب میں اور ضرب لگانا میرا دلیر جوان مرد کے سر پر - اور کہنا میرا اپنے نفس کو جب وہ برانگیختہ ہوا اور جوش میں آئے کہ اپنی جگہہ پر قرار لے اور آرام پکڑ میں یا تو ایک شرف عالی پر فائز ہونگا یا راحت دہندہ موت کی راہ پر چلا جاؤنگا معاویہ کہتا ہے کہ جب یہہ اشعار مجھکو یاد آئے تو میری ہمت بندہ گئی اور میں نے پانوں کو رکاب سے نکال لیا اور اپنے مقام پر آ گیا پس دنیا کی خیر و خوبی حاصل کی اور امید ہے کہ آخرت بھی میری درست ہو

نقل ہے کہ اشعث بن قیس ملعون نے اپنی قوم قبیلہ کندہ کو اوس رات میں جمع کر کے اغوا کیا کہ تم نے آج کی کیفیت دیکھی کہ کیا بلاء عظیم عرب پر نازل ہوئی بخدا سوگند کہ میری اسقدر عمر آئی میں نے اس طرح کا کشت و خون کبھی نہیں دیکھا تھا - اگر کل ایک لڑائی اور ایسی ہو گئی تو امید نہیں کہ ایک مرد ان دو لشکر سے جان بچا لیجائے پس اپنی اولاد و عورات پر رحم کرو اور اس جنگ جوئی سے باز آؤ یہہ اسلئے کہ معاویہ نے اس سے پیشتر بہت سا روپیہ اشعث کے پاس بطور رشوت بھیجدیا تھا جب معاویہ کو یہہ کلام اشعث کا پہنچا تو بہت خوش ہوا اور اپنی تدبیر کی بنا اس پر رکھی بالجملہ جنگ بدستور قائم تھی اور کسی صورت بند نہو تی تھی اہل شام فریاد کرتے تھے کہ خدا سے ڈرو اور ان معدود ے چند پر جو ہزاران ہزار سے باقی رہ گئے ہیں رحم فرماؤ اور عورات و اطفال پر ترس کھاؤ مگر کچھہ فائدہ نہ تھا کوئی

ہمتی حیائی

نہ سُنتا تھا حتّے کہ تمام رات اسطرح پر گزری صبح آفتاب عالمتاب باشمشیر ہائے شعلع میدان مشرق مین منودار ہوا آسیا رحرب ہنوز گردان تھی۔ مبارزان طرفین متواتر حملہ کرتے اور قتل و قمع اعدا مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ تعداد کشتگان لیلۃ الہریر چھتیس ہزار کو پہنچی تھی چار ہزار لشکر امیر المومنین سے اور بتیس ہزار افواج شام شوم سے **حیلہ عمرو عاص** اسوقت معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے ابو عبد اللہ تیرے وہ حیلے آج کہان گئے جو تونے ذخیرہ کر رکھے تھے یہہ وقت ہے اگر کوئی تدبیر ہو سکے تو کر ورنہ قسم بخدا کہ ہم ہلاک ہوئے تمام لشکر سے ایک نفر زندہ نہ بچے گا۔ عمرو عاص عیار نے کہا لشکر کو حکم کر کہ جسقدر قرآن خیمون مین انکے پاس موجود ہین لاکر نیزون کے اوپر باندھین اور اہل عراق کے سامنے کر کے کہین کہ یہہ کلام خدا و وحی منزل من اللہ ہے ہم اسپر ایمان رکھتے ہین تم بھی مسلمان ہو اور خدا اُسکے کلام پر اعتقاد رکھتے ہو۔ تو یہہ کلام ہمارے اور تمہارے درمیان ہے اسکے موافق عمل کرو۔ ہمنے اشعث بن قیس وغیرہ سرداران علی کو رشوت دیکر پہلے سے توڑ لیا ہے وہ منتظر ہی ہین قرآن کو دیکھ کر کوئی قدم لڑنے کے لیے آگے نہ رکھیے گا اور لڑائی موقوف ہو جائیگی یہی ایک حیلہ ہے جو مینے آجکے دن کے لیے مخزون و محفوظ رکھا تھا سبنے بالاتفاق اس تدبیر کو پسند کیا اور اپنے قرآن لیکر نشانون پر باندھے۔ بعض نے جنکے پاس قرآن نتھے اینٹین پارچہ مین لپیٹ کر باندھ لین اور لشکر عراق کے سامنے انکو کھڑا کیا اور جو قرآن کہ مسجد اعظم شام مین رہتا تھا اور عثمان نے شام کو مدینہ سے بھیجا تھا[1] اُسکو چار نیزون پر باندھا اور خاص امیر المومنین کے مقابل کھڑا کیا اور باواز بلند کہا اے اہل عراق یہہ مصحف مجید ہے ہم اسکے اوامر و نواہی کو مانتے ہین اور اسکے فرض و سنّت کی پیروی لازم جانتے ہین تم بھی اگر خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اسکو کلام ربانی سمجھتے ہو تو بموجب اسکے عمل کرو اور عورات و اطفال پر رحم کھاؤ اگر ہم اسیطرح باہم لڑ بھڑ کر فنا ہو گئے تو اہل روم و فارس بدلے لینگے اور انکو قید کر کے اپنے ملکون مین لیجائینگے۔ بالجملہ کُل پانچسو یا پانچسو پچاس قرآن شریف تھے جو نیزون پر باندھ کر سامنے کئے گئے۔ امیر المومنین نے یہہ دیکھکر فرمایا پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ قرآن انکا مقصد و مدعا نہین پس حکم کر ہمارے اور انکے درمیان کیلئے کہ تو بہتر ہے حکم کرنیوالون کا پس اصحاب آنحضرت مین تفرقہ پڑ گیا ایک فریق نے کہا بدستور لڑائی جاری رکھو دوسرے محاکمہ قرآن پر راضی ہوئے اشعث بن قیس نے ان مصاحف کو دیکھا تو چونکہ درپردہ معاویہ سے سازش رکھتا تھا اور گویا اسکا منتظر ہی تھا فی الحال امیر المومنین کیخدمت مین آیا اور عرض کی یا امیر المومنین اب کوئی عذر باقی نہین رہا آپ ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ مین اُنکے ساتھ بموجب کتاب خدا و سنّت رسولخدا عمل کرونگا اب وہ خود اسکے خواستگار ہین اسیلئے قرآن پیش کئے ہین پس اُنکی درخواست کو قبول کیجئے ورنہ قسم بخدا کہ ہم آپ کی اطاعت نہ کرینگے اور ایک بھی تیر آپکے کہنے سے اُنکی طرف نہ پھینکینگے امیر المومنین نے فرمایا مین ان لوگون کو خوب جانتا ہون انکا مقصود قرآن اور حکم قرآن ہرگز نہین بلکہ انہون نے اپنی شکست اور ہماری فتح پر آگاہی پائی ہے چاہتے ہین کہ اس حیلہ سے ہمکو اپنے سر سے رفع کرین اور جان بچالے جائین زنہار اے اشعث تو انکے دام مکر مین نہ آئیو یہہ بالکل دہوکہ دیتے ہین ذرا صبر کر اور اپنے کام پر مستعد رہ کہ نسیم فتح و ظفر کوئی دم مین چلنے والی ہے ایسا نہو کہ کوئی اور تیرے موہنہ سے یہہ باتین سُنے اور شک و شبہ مین پڑے اشعث خبیث نے کہا معاذ اللہ مین کبھی راضی ہونگا کہ یہہ قوم کتاب خدا و سنّت رسولخدا کیطرف ہمکو دعوت کرے اور ہم اُنکے روبرو تلوار کھینچین اگر آپ کو تردد ہے تو مجھکو اجازت دین کہ معاویہ کے پاس جاؤن اور اصل حال اُس سے دریافت کرون حضرت نے فرمایا مین جو کچھ ان لوگون کی نسبت جانتا تھا تجھ سے بیان کیا اب جو تیرا جی چاہے کر پس اشعث لعین معاویہ کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا کہ یہہ قرآن تمنے کسلیئے بلند کئے ہین معاویہ نے کہا اسلئے تاکہ ہم تم اس کلام اللہ کے موافق باہم مصالحہ کرین اور اس جنگجوئی سے دست بردار ہون اشعث نے کہا بہت خوب اور امیر المومنین کے پاس آکر ماجرے بیان کیا پس ایک مرد اہل شام سے اسپ ابلق پر سوار قرآن کھول کر دو

[1] یہہ قرآن فرستادہ عثمان اسی سال الحال سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین جبکہ ہم اس کتاب کو لکھ رہے تھے مسجد جامع دمشق مین آگ لگ کر مع دیگر اسباب عمارت مسجد کے جلکر خاکستر ہو گیا ۱۲ منہ عفی عنہ

صفون کے درمیان کھڑا ہوا اور اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرتا تھا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنی نہین دیکھا تو نے ان لوگون کی طرف جو کتاب خدا سے بہرہ حصہ دئے گئے ہین جب انکو کتاب خدا کی طرف بلاتے ہین تاکہ اُنکے درمیان بحق حکم کرین تو انمین سے ایک فرق پشت پھیر لیتا ہے اور قبول حکم سے اعراض و روگردانی کرتا ہے - بالجملہ معاویہ و عمرو عاص کا تیر تدبیر نشانہ پر بیٹھا - اور اشعث بر ملا آنحضرت کے خلاف ہو گیا اور اُسکے ساتھ ہی اور اکثر دنیا دار جنھون نے معاویہ سے رشوتین لی تھین بگڑ گئے اور اختلاف عظیم لشکر عراق مین پیدا ہوا بعض کہتے تھے کہ یہہ لوگ ہم کو کتاب خدا کی طرف دعوت کرتے ہین ہمکو اس جنگ سے سخت صدمہ پہنچا ہمارے دلیر و دلاور مرد میدان نبرد مین کام آئے - اب جو یہہ کہتے ہین اُسکو قبول کرو اور قتال و جدال سے ہاتھ اُٹھاؤ تاکہ قدرے قلیل جو باقی رہ گئے ہین نجات پائین بعض دیگر جو اپنے دین و ایمان پر قائم تھے اسکے برعکس رائے دیتے تھے کہ یہہ محض شامیون کا مکر و فریب ہے حربے انکو عاجز و زبون کر دیا ہے ذرا صبر کرو کہ یہہ قضیہ کوئی دم مین طے ہوا جاتا ہے سفیان بن ثور بکری نے کہا اے اہل عراق ہم شامیون کے ساتھ اسلئے جنگ کرتے تھے کہ انکو کتاب خدا کی طرف بلاتے اور وہ اس سے انکار کرتے تھے - اب وہ ہمکو اُسکی طرف دعوت کرتے ہین کیسے اجابت نہ کرین اگر ہم اسکو اجابت نہ کرینگے تو انکو ہمارے ساتھ جنگ کرنا حلال ہو گا جیسا کہ پہلے ہمکو انکے ساتھ حلال تھا - تعجب ہے کہ علی بن ابی طالب پر اسکا کچھ اثر نہین ظاہر ہوتا اور وہ بدستور اپنی پہلی رائے پر ہین اور ہمکو جنگ کا حکم کئے چلے جاتے ہین ہم مین اب طاقت جنگ باقی نہین ہمارے تمام مرد ہلاک ہوئے اب صلح کرنی چاہیے - عدی بن حاتم نے کہا یا امیر اگر ہمارے آدمی مارے گئے تو انکے بھی مارے گئے - ہم - زخمی مجروح ہین تو وہ بھی اس سے خالی نہین خدا کا شکر ہے کہ ہماری حالت پھر بھی اُنسے بدرجہا بڑھکر بہتر ہے - قلق و اضطراب اُنمین ہویدا ہے اور فتح و نصرت ہمارے قرین **مالک اشتر** نے عرض کی یا امیر المومنین معاویہ کے پاس اسقدر مرد نہین رہے جسقدر کہ آپکے پاس ہین اور ہوتے بھی تو یہہ جرأت و جسارت جو ہماری فوج مین ہے انکو حاصل نہین - فَاقْرَعِ الْحَدِيْدَ بِالْحَدِيْدِ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ الْحَمِيْدِ پس آہن کو آہن پر کوٹئے اور خدا بزرگ و برتر سے خواہان اعانت و امداد ہوجئے پس عمر بن الحمق خزاعی و رفاعہ بن شداد بجلی و حصین بن منذر و خالد بن معمر وغیرہ نے اسی قسم کے کلام کئے - یہہ لوگ اپنی اپنی گفتگو مین کرتے تھے اور حضرت خاموش بیٹھے تھے - نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ جب سب اپنے کلام ختم کر چکے تو امیر المومنین نے فرمایا ایہا الناس - مین اجابت کتاب خدا کے لیے سب سے زیادہ احق و اولےٰ ہون - تمام عالم سے پہلے مینے اس دعوت کو قبول کیا ہے تحقیق کہ معاویہ و عمرو عاص و ابن ابی معیط و ابن ابی سرح اہل دین و اہل قرآن سے نہین مین بچپن اور جوانی مین اُنکے ساتھ رہا ہون خیر و صلاح اُنمین کبھی نہین پائی گئی یہہ صرف اُنکی شرارت و عیاری ہے کلمہ حق کہتے ہین مگر مقصود باطل ہے قرآن پاس رکھتے ہین لیکن اُسکے مطلب و معانی سے سروکار نہین رکھتے - اور ہرگز اُسپر عمل نہین کرتے تھوڑی دیر صبر کرو اور اپنے سر و بازو ایک ساعت کے لئے ہمکو عاریتاً دو کہ حق اپنے مقطع پر پہنچ گیا ہے ظلمہ کا قضیہ پاک ہوتا ہے - پس اُسوقت قریب بیس ہزار مرد کے صحابہ جنکی پیشانیون پر سجدون کے نشان ظاہر و عیان تھے اور کثرت اسلحہ سے گویا دریائے آہن مین غرق تھے شمشیر ہا برہنہ دوش پر رکھے ہوئے آئے مسعر بن فدکی و زید بن حصین وغیرہ و قاریان قرآن جو بعد مین خوارج ہوئے اُنکے پیشرو تھے اور بجائے امیر المومنین کے حضرت کا نام لیکر خطاب کیا کہ یا علی یہہ قوم کتاب خدا کی طرف دعوت کرتی ہے اسکو اجابت کرو ورنہ قسم بخدا کہ ہم تمکو بھی اسیطرح قتل کرینگے جیسا کہ عثمان کو قتل کیا - حضرت نے فرمایا وائے ہو تم پر مین سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف دعوت کیا گیا اور تمام سے پیشتر اُسکا قبول کرنے والا ہون - کب ہو سکتا ہے کہ کوئی مجھکو اسطرف دعوت کرے اور مین اجابت نہ کرون اسلیئے ان سے لڑتا ہون کہ احکام خدا کو تسلیم اور کتاب اللہ پر کاربند ہون - تحقیق کہ اُنہون نے خدا کی نافرمانی کی اور عہد خدا کو توڑا اور کتاب اللہ کو ترک کیا - آگاہ رہو کہ یہہ قوم تمکو فریب دیتی ہے قرآن پر عمل کرنا اُنکا مقصود و مطلوب نہین جنگ کو موقوف نکرو کہ فتح مین اب کوئی

حالت منتظرہ باقی نہین۔ اُنہون نے کہا یا علیؑ اِن باتون سے کچھ فائدہ نہین جلد کسی کو بھیجو کہ اشتر کو جنگ گاہ سے واپس بُلالائے۔ ورنہ ہم تمکو قتل کرتے ہین یا پکڑ کر دشمن کے
حوالہ کرتے ہین نصر بن مزاحم کہتا ہے کہ اشتر اُسوقت میمنۂ لشکر پر مصروف جہاد تھا اور لڑتے لڑتے معاویہ کے پاس پہنچ گئے تھے اور قریب تھا کہ اہلِ شام شکست کھا کر منہزم
ہون۔ اور ہرچند ان اخبارِ موحش سے ترتیب لشکر مین ابتری پھیل چلی تھی۔ اور فوج فوج قبائل صفون سے جدا ہو کر واپس ہونے لگے تھے مگر تاہم غلبہ اُسی طرف کو تھا
بالجملہ امیر المومنینؑ نے یہہ دیکھا تو تاسُّف کا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا غَلَبَ ابنُ هِندٍ پسرِ ہند غالب آیا اور یزید بن ہانی کو اشتر کے پاس بھیجا کہ اُسکو
بُلالائے۔ یزید نے پیغام حضرت کا اشتر کو پہنچایا۔ اشتر نے کہا امیر المومنینؑ سے کہہ۔ کہ یہہ موقع نہین کہ مین اپنے مقام سے جنبش کرون ذرا صبر کرین کہ دامنِ آرزو گلِ مراد
سے پُر ہے۔ یزید نے واپس آکر یہہ جواب باصواب بیان کیا اور ساتھ ہی صدائے نعرہ ابطال و ہلہلۂ رجال جانب اشتر سے بلند ہوئی۔ اور گرد و غبار سرِ فلک اُٹھا۔
اور آثارِ فتح و ظفر مثل آفتاب روشن ظاہر و جلوہ گر ہونے لگے۔ خارجیون نے غل مچایا کہ معلوم ہوتا ہے تم نے اشتر کو بلایا نہین بلکہ تاکید کی ہے کہ جنگ مین زیادہ کوشش
کرے حضرت نے فرمایا مجھکو تم نے اُسکے ساتھ کوئی سرگوشی کی ہے کہ ایسا گمان ہو۔ تمہارے سامنے پیغام طلب بھیجا اور یزید کو پھر روانہ کیا۔ کہ اشتر سے کہے کہ یہان فتنۂ عظیم
حادث ہوا ہے یزید دوبارہ گیا اور جو سُنا و دیکھا تھا اُس سے بیان کیا۔ اشتر نے کہا اِن قرآنون کے بلند کرنے سے یہہ فتنہ حادث ہوا ہے۔ یزید نے کہا ہان۔ اشتر نے
کہا واللہ مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہہ رفع مصاحف ضرور ہمارے لشکر مین اختلاف و تفرقہ ڈالے گا۔ کیا یہہ لوگ نہین جانتے کہ یہہ صرف ابن عاص کا ایک حیلہ ہے جب
ہزیمت اُنکو متیقن ہوئی تو قرآن کی پناہ مین بھاگتے ہین اے یزید مین کسطرح یہان سے جاؤن کیا تجھکو آثار فتح دکھائی نہین دیتے۔ یزید نے کہا تو یہہ کہتا ہے اور وہان
پچاس ہزار شمشیر برہنہ امیر المومنینؑ کے سر پر بلند ہین۔ اگر ذرا توقف کیا تو آنحضرت کو زندہ نہ پاوے گا۔ اشتر یہہ سنکر بیقرار ہو گئے اور فوراً تلوار کو میان کیا اور کہا
مجھکو بے روئے مبارک امیر المومنینؑ سلطنت روئے زمین بھی درکار نہین لشکر گاہ مین آئے تو دیکھا کہ امیر کبیر زمین پر نطع بچھائے سر جھکائے خاموش بیٹھے ہین
اور تمام لشکر با شمشیر ہاے برہنہ حضرت کے گرد حلقہ زن ہے۔ اور بجز آپکے دو لختِ جگر حسنؑ و حسینؑ و معدودے چند اصحاب خاص کے جو دس سے زیادہ نہ تھے کوئی ناصر و
مددگار پاس نہین اشتر چلائے کہ اے اہلِ عراق اے صحابِ شقاق و نفاق تمہاری عقلین کہان گئین اور تمہاری فہم و بصیرت کو کون لے گیا جب وقت آیا کہ تمہاری
جانکاہ عرق ریزیان بار آور ہون تو یک ناگاہ پسر نابغہ نے تمکو فریب دیا اور تم اُسکے دام تزویر مین مثل مرغِ نادان اسیر ہو گئے قسم بخدا کہ وہ قرآن و احکام قرآن کو نہین
جانتے اور صاحب قرآن رسول آخر الزمان کو نہین پہچانتے۔ ایک لمحہ مجھکو مُہلت دو کہ پھر فتح تمہاری ہے زیادہ نہین تو اسی قدر توقف کرو کہ ایک بار اسپ کو میدان
مین جولان کرون پھر دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا بات بروئے کار آتی ہے مگر افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ اُن ملاعین نے ایک نہ سُنا اور یہہ جواب دیا کہ اگر ہم
ایسا کرین تو گناہ و عصیان مین تیرے ساتھ شریک ہون۔ مالک نے کہا کہ کل جبکہ اُنکے ساتھ جنگ کرتے اور اُنکو قتل کرتے تھے راہ صواب پر تھے یا گناہ کرتے تھے اگر گناہ
کرتے تھے تو جو صلحا و ابرار تم سے قتل ہوئے سب کے سب جہنمی ہین۔ اُنہون نے کہا کہ اے اشتر اِن باتون سے درگذر کہ ہم شمشیر خدا کے واسطے جنگ کرتے تھے اور اب خدا ہی
کے واسطے اُسکو ترک کرتے ہین۔ اشتر نے کہا سوائے اسکے نہین کہ واللہ تم اُنکے فریب مین آگئے۔ اے سیاہ پیشانیون والو ہمارا گمان تھا کہ تمہارا نماز روزہ زہد و تقوے
خدا کے لئے ہے۔ اب دریافت ہوا کہ تم موت سے بھاگتے ہو۔ اور دنیا کے طلبگار ہو۔ یاد رکھو کہ اسکے بعد کبھی عزت نہ پاؤگے فَابْعُدُوا كَمَا بَعُدَ الظَّالِمُونَ دور ہو
جیسا کہ قوم ظالمین دور ہوئی پس اشتر نے اُنکو سب و شتم کیا۔ اُنہون نے اشتر کو سب و شتم کیا اُنہون نے اشتر کے گھوڑے کے موہنہ پر تازیانے لگائے اور اشتر نے اُنکے گھوڑون کے

نطع بالفتح گسترونی آنا دیم جمع انطاع و نطوع ۱۲ منتہی الارب

موہنہ پر تازیانے لگائے۔ صحاب اشتر انکی امداد کو اُٹھے اور قریب تھا کہ فتنہ تازہ اور پیدا ہو۔ امیر المومنین نے فریقین کو منع کیا اور شور وشر سے باز رکھا خارجیون نے غل مچایا کہ امیر المومنین راضی ہوگئے اور حکم قرآن کو انہون نے قبول ومنظور کر لیا۔ اشتر خاموش ہوگئے کہ جب امیر المومنین رضی ہین تو مین اُنکی رضا پر راضی ہون۔ صدائین چارون طرف سے بلند ہتین اَلْمُوَادَعَةُ اَلْمُوَادَعَةُ قَدْ رَضِیَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَدْ قَبِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور حضرت امیر المومنین سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے اور زبان سے کچھ نہ کہتے تھے پس اُٹھے اور سب لوگ خاموش ہوگئے فرمایا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَمْرِیْ لَمْ یَزَلْ مَعَکُمْ عَلٰی مَا اُحِبُّ اِلٰی اَنْ اَخَذَتْ مِنْهُمُ الْحَرْبُ وَقَدْ وَاللّٰهِ اَخَذَتْ مِنْکُمْ وَتَرَکَتْ وَاَخَذَتْ مِنْ عَدُوِّکُمْ فَلَمْ یَتْرُکْ وَاِنَّهَا فِیْهِمْ اَنْکٰی وَاَنْهَکُ اَلَا اِنِّیْ کُنْتُ اَمْسِ اَمِیْرًا فَاَصْبَحْتُ الْیَوْمَ مَاْمُوْرًا وَکُنْتُ نَاهِیًا فَاَصْبَحْتُ مَنْهِیًّا وَقَدْ اَحْبَبْتُمُ الْبَقَاءَ وَلَیْسَ لِیْ اَنْ اَحْمِلَکُمْ عَلٰی مَا تَکْرَهُوْنَ خلاصہ کلام بلاغت نظام یہہ ہے کہ اے مردمان تم ابتک میرے ساتھ تھے اور میری خواہش کے موافق اس قوم سے جنگ کرتے تھے تا اینکہ طرفین سے بہت آدمی اسمین کام آئے مگر زیادہ تر صدمہ دشمن کو پہنچا چنانچہ ہم مین اب بھی بہت سے مردان کار موجود ہین اُنکا قریبا خاتمہ ہولیا۔ لیکن مین کل تمہارا امیر وحاکم تھا آج مامور ومحکوم ہون کل تمکو امر ونہی کرتا تھا۔ آج تم مجھکو امر ونہی کرتے ہو۔ حقیقت یہہ ہے کہ تمنے بقاء وحیات کو دوست رکھا اور مرگ وہلاکت سے کراہت کی مجھکو مقدور نہین کہ تمکو تمہارے خلاف طبع پر مجبور کرون۔ والسلام یہہ فرما کر بیٹھ گئے مگر خلقت کی زبان بند نہوتی تھی جو کچھ جسکے جی مین آتا تھا۔ کہتا تھا **تاریخ اعثم** کوفی مین ہے کہ اسوقت ابو الاعور سلمی گھوڑے پر سوار قرآن سر پر رکھے معاویہ کی طرف سے وہان آیا اور امیر المومنین کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ بہت خلقت دونو طرف سے قتل ہوئی ہر فریق اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر جانتا ہے لاجرم ایک دوسرے کی بات کو نہین مانتا اور اُسپر کان نہین دھرتا۔ اگر یہہ جنگ چندے اسیطرح اور قائم رہی تو سخت دشواری ہوگی۔ یا علیؑ فردائے قیامت ہم سب اس کُشت وخون کا حساب لین گے اور اس مقام سے جہان ہم کھڑے ہین سوال کرین گے اب مصلحت یہہ ہے کہ ایک حکم ہم سے اور ایک تمہاری طرف سے مقرر ہو وہ دونو متفق ہو کر بموجب مُصحف مجید ہمارے درمیان فیصلہ بحق کردین پس خدا سے ڈرو اور اس صُلاح پر راضی ہو۔ کہ خونریزی سے نجات ملے اور صلح وسلوک پیدا آئے یہہ کلام اُسکا ہنوز ختم نہوا تھا۔ کہ اطراف وجوانب لشکر سے آوازین اُٹھین کہ ہم حکم قرآن پر راضی ہین ابو الاعور نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ توفیق رفیق ہو اور یہہ فتنہ اس تدبیر سے دب جائے۔ پس معاویہ کے پاس گیا اور یہہ حال بیان کیا شامی یہہ سنکر مارے خوشی کے اُچھل پڑتے اور تلوارین میان کین اور ہتھیار اُتار رکھے اور نصب حکمین پر عزم بالجزم ہوگیا۔ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کیون دیکھی میری عقل وتدبیر تو دریائے عراق مین غرق ہوگیا تھا کسطرح مینے اس سے نجات دی۔ معاویہ نے کہا سچ کہتا ہے مینے تجھکو ہمیشہ صائب الرائے پایا ہے اور جس کام مین تجھپر اعتماد کیا خاطر خواہ مراد بر آئی ؎ بہر چہ روی نہم یا بہر چہ رائی کنم ÷ قوی است دست مرا با تو دستیاری۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ اسی اثنا مین عبد اللہ بن حارث طائی کہ مرد عابد وزاہد تھا۔ اور نوبت اُنکی عبادت کی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ بیس سال وضوء عشاء سے نماز صبح بجا لایا تھا۔ اور جنگ لیلۃ الہریر مین ستّر زخم اُسکے جسم پر پہنچے تھے امیر المومنین کے خیمہ مین داخل ہوا۔ حضرت نے اُسکا اعزاز واکرام کرکے اس سے پوچھا اے عبد اللہ تیرا کیا حال ہے عرض کی گمان میرا یہہ ہے کہ ایک روز یا کمتر میری حیات سے باقی رہا ہے جناب ولایتمآب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ خوش دل وخنک چشم رہ کہ رحمت خدائے غفور وشکور مین داخل ہوتا ہے تیرا حشر زمرۂ مہاجر وانصار وشہدائے کبار کے ساتھ ہوگا۔ عبد اللہ نے کہا اے امیر المومنین مینے سنا ہے کہ آپکے اصحاب بر سر مخالفت مین اور چاہتے ہین کہ آپ معاویہ سے صلح کرین ہرگز آپ اُنکا کہا نہ مانئین اور جنگ سے دست کش نہون۔ امیر المومنین نے کہا کس

المواعدۃ باہم صلح داشتی کردن ۱۲ منتہی الارب

لشکر اور کونسے ناصر و مددگار سے جنگ کرون - اے عبداللہ مگر تو نہین جانتا کہ حضرت رسولخدا باوجودیکہ چالیس پیغمبرون کی طاقت رکھتے تھے - تیس سال تک کیکو ایمان و اسلام کی طرف دعوت نہ کر سکے - بعد ازان اظہار نبوت کیا تو دس برس تک جنگ جدال سے دست کش رہے جب اعوان و انصار ملے اُسوقت جہاد پر مامور ہوئے - مجھکو بھی یار و مددگار بہم پہنچے تو جنگ کرونگا ورنہ صبر کرکے مثل انبیاء و اوصیاء رہونگا - اے عبداللہ مجھکو رسولخدا نے ان تمام حالات کی خبر دی ہے جو واقع ہوتے ہین یا آئندہ واقع ہونیوالے ہین اور مین اس قوم کی بارگاہ احدیت مین شکایت کرونگا اور کوئی حرکت ایسی نہ کرونگا جس سے امامت سے باہر ہوجاؤن عبداللہ نے کہا مین شہادت دیتا ہون کہ آپ امام برحق و علم نصب کردہ میان خلائق و خالق ہین خوشا نصیب اُسکا جو آپ کی پیروی کو سرمایہ سعادت جانے اور بدبخت و شقی وہ ہے جو آپ کی دائرہ اطاعت سے قدم باہر رکھے *

قضیہ نامرضیہ تحکیم حکمین جب حکم قرآن پر فریقین راضی و متفق ہوگئے تو قاریان قرآن اہل عراق و اہل شام سے باہر نکلے - اور دونو لشکرون کے درمیان ایک مقام پر باہم جمع ہوکر اس مقدمہ مین گفتگو کرنے لگے قرآن ساتھ لیتے گئے تھے اُسکو پڑھتے اور اُسکے معانی و مطالب مین بحث کرتے تھے آخر یہہ رائے قرار پائی کہ دونو جانب سے دو حکم مقرر ہون اور اُنکو ایک سال کی مہلت دیجائے کہ اس عرصہ مین غور و فکر کرکے اس معاملہ کو یکسو کرین پس جو کچھ وہ حکم کرین اُسمین کسی کو مجال حرف زدن نہو فریقین اس پر رضامند ہوگئے کہ حکم حکمین سے انحراف نہوگا - اہل شام نے کہا ہمنے عمرو عاص کو اپنا حکم مقرر کیا اشعث بن قیس اور اور لوگ جو بعد کو خارجی ہوئے بولے کہ ہم ابوموسی اشعری کو اپنا حکم مقرر کرتے ہین - امیر المومنین نے کہا مین ابوموسی پر راضی نہین اُسکو حکم نہین کرتا کسی اور کو اس کام کے لئے اختیار کرو - اشعث بن قیس و یزید بن حصین و عبداللہ بن الکوا وغیرہ نے کہا ہم ابوموسی کے سوا دوسرے کو نہین چاہتے - وہ اول ہمکو اس حادثہ سے خوف دلاتا تھا جسمین آج واقع ہوئے - امیر المومنین نے کہا ابوموسی نے مجھسے مفارقت کی اور میرے کام مین خلل انداز ہوا مجھسے مخالف تھا مینے اُسکو امین کیا - اور وہ مجھسے عداوت رکھتا ہے اور مسلمانون کو میری متابعت اور بیعت سے منع کرتا ہے اور برملا میری عیبجوئی کرتا ہے مین کسی صورت سے اُسپر رضامند نہین عبداللہ بن عباس اس کام کے لئے انسب ہے اُسکو اختیار کرو اُنہون نے کہا ہمارے نزدیک عبداللہ مین اور تم مین کوئی تفاوت نہین ہم ایسے شخص کو چاہتے ہین کہ تم سے اور معاویہ سے برابر نسبت رکھتا ہو - کیونکہ اُنکی نظر مین ترجیح و تفوق نہو حضرت نے فرمایا شامیون نے عمرو عاص کو پسند کیا ہے آیا اُنکے نزدیک مین اور معاویہ یکسان ہین کہا وہ اپنی مصلحت آپ جانین ہماری مصلحت تو اسی مین ہے کہ ابوموسی ہمارا وکیل ہو امیر المومنین نے کہا عبداللہ پر راضی نہین ہوتے تو مالک اشتر اس کام کے لئے اولے ہے اشعث ملعون نے کہا هَلْ سَعَّرَ الْأَرْضَ عَلَيْنَا إِلَّا الْأَشْتَرُ وَهَلْ نَحْنُ إِلَّا فِي حُكْمِ الْأَشْتَرِ کیا اب ہم اشتر ہی کے حکم مین نہین ہین اور کیا یہہ آتش فتنہ و فساد اشتر کی روشن کی ہوئی نہین کسی اور کی ہے اُسکا حکم تو یہہ ہے کہ اُسکو چھوڑ دو کہ کُشت و خون کرے اور تلوارین مارتا رہے جتنے کہ تمہارا اور اُسکا مقصود حاصل ہو **نصر بن مزاحم** نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب نصب حکمین کا قضیہ پیش آیا تو امیر المومنین نے کہا کہ معاویہ نے عمرو عاص کو اختیار کیا ہے اُسکے عقل و شعور پر اُسکو وثوق کامل ہے تم عبداللہ عباس کو اپنا حکم مقرر کرو - کہ اُسکا مقابلہ کر سکے بتحقیق کہ عمرو عاص قریش سے ہے قریشی ہی اُسکا مقابل ہوگا - بتحقیق کہ عمرو کوئی گرہ نہ لگائیگا مگر یہہ کہ عبداللہ اُسکو کھول دیگا - اور کسی کار کو وہ محکم نہ کرے گا الا یہہ اُسکو سست کرے گا اور ہر نقض و ابرام مین اُسکے پہلو بہ پہلو رہے گا اشعث بن قیس نے کہا لَا وَاللہِ کبھی نہوگا کہ دو مضری[1] ہم پر حکومت کرین اُنہون نے اہل مکہ سے ایک شخص کو مقرر کیا ہے ہم اہل یمن سے ایک کو کرتے ہین حضرت نے فرمایا مجھکو خوف ہے کہ وہ مکی تمہارے اس یمانی (ابوموسے اشعری) کو فریب دیوے - کسلئے کہ عمرو عاص مرد عیار ہے اور وہ اپنے کاروبار مین مطلق خوف خدا منظور و ملحوظ نہین رکھتا اشعث نے کہا قسم بخدا جو حکم ایک یمنی اور ایک مضری ملکر کرین ہمکو قبول ہے گو اسمین ہمارا نقصان ہی ہو اور دو مضریون کا حکم قبول نہین کرتے ہرچند وہ سراسر نفع پر شامل ہو

[1] مضر بفتح میم و ضاد معجمہ بروزن زفر نام قبیلہ کا ہے جو منسوب ہے طرف مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور وہ اٹھارہوین پشت مین ہو اجداد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے ۱۲ منہ عفی عنہ

احنف بن قیس رئیس بنی تمیم حضرت کی خدمت مین داخل ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین ابو موسیٰ مرد کم خرد و کوتہ اندیش ہے ہرگز اہلیت اس کام کی نہین رکہتا - اگر آپکی رائے مبارک مقتضی ہو تو مجھکو حکم مقرر کرین تحقیق کہ عمرو عاص جو حجت و دلیل معاویہ کے لئے پیش کریگا - مین اُس سے محکم تر آپکے لئے لاؤنگا حضرت نے یہہ بات اُن اشقیا کے سامنے بیان کی انکو بھی قبول نہ کیا علی ہذا ابو الاسود دؤلی[ا] کہتی ہوا کہ مجھکو حکم نہین کرتے تو ابو موسیٰ کے شامل اور اسکا ثانی اثنین ہی بنا دو آگاہ رہو کہ اُسکا فہم و فراست ہرگز قابل اعتماد و اعتبار نہین ہے اسکی لسان کو اچھی طرح دوہا ہے صلاحیت نہین رکھتی - اور ایمن بن جریر اسدی نے کہ معاویہ سے جدا ہو کر گوشہ گزین تھا - کچھ اشعار بھیجے کہ انکی صلاح و فلاح اسی مین ہے کہ عبد اللہ بن عباس کو حکم کرین ابو موسیٰ سے اُمید بہتری کی نہین مگر چونکہ معاویہ نے بہتون کو یمین سے بوعدہ منصب مال پہلے ہی سے توڑ لیا تھا - وہ کسی شخص پر جو ادنے میلان بھی امیر المومنین کیطرف رکہتا تھا راضی نہوتے تھے - اور ابو موسیٰ کے سوا کسیکو اُنہون نے پسند نہ کیا اور انجام کار وہی ہوا جو اُنہون نے چاہا - طرفہ تر یہہ کہ اکثر انہین ملاعین سے جو دلدادہ تحکیم حکمین تھے اور ابو موسیٰ کا دم بھرتے تھے اسی قضیہ تحکیم سے بیزار ہو کر خارجی ہو گئے اور لگے لا حکم الا للہ کا راگ گانے جیسا کہ آگے اسکا بیان آتا ہے **واضح** رہے کہ یہہ ابو موسیٰ عقل و دانش سے اس قدر بے بہرہ اور گول تھا کہ ضرب المثل اسکی افواہ عام تھی اور ولیاء اللہ کی دشمنی اہلبیت رسالت مین پورا ناصبی تھا اور اسکی عداوت خود ذات بابرکات حضرت سرور کائنات سے بھی ثابت ہے بحار مین کتاب امالی شیخ سے نقل کیا ہے کہ عمار یاسر ایک مرتبہ ابو موسیٰ کو امیر المومنین سے باز رہنے اور آنحضرت کی بیعت مین داخل ہونے پر ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو موسیٰ کیا باعث ہوا کہ تو امیر المومنین کی اطاعت سے باہر ہے اگر کوئی شک تجھکو عارض ہوا ہے تو تو بالضرور اسلام سے خارج ہے ابو موسیٰ کہتا تھا - اے ابو الیقظان ترک عتاب کرو کہ مین تمہارا برادر مسلم ہون عمار نے کہا تو میرا بھائی نہین تجھکو حضرت رسولخدا نے لیلۃ العقبہ مین لعنت فرمائی ہے اور جو اس رات کو تیرا ارادہ تھا تو اُس سے بخوبی واقف ہے ابو موسیٰ نے کہا اسکے بعد آنحضرت نے میرے لئے استغفار کی عمار نے کہا مینے لعنت سُنی ہے استغفار نہین سُنی - القصہ ابو موسیٰ جب حکومت کوفہ سے نکالا گیا تھا کسی قریہ مین قریات شام سے پناہ گزین تھا اور روپوشون کی طرح زندگی بسر کرتا تھا - اس قوم و مرد و لوم نے کسیکو اُسکے پاس بھیجکر اُسکو طلب کیا - نصر کہتا ہے - کہ اُسکے غلام نے اُس سے کہا کہ اہل عراق و شام کے باہم صلح ہوگئی اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تجھکو حکم مقرر کیا ہے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ روضۃ الصفا مین ہے کہ ابو موسیٰ لشکرگاہ امیر المومنین مین آیا اور شرف دست بوس اُس جناب سے مشرف ہوا چونکہ فصل قضایا مین فکر صائب نہ رکہتا تھا لاجرم جو شخص صحابہ عظام سے اُسکے ساتھ ملاقات کرتا اُسکو وصیت و نصیحت کرتا کہ امر حکومت مین حزم و احتیاط ملحوظ رکھے آخر ابو موسیٰ نے خفا ہو کر کہا اگر مجھکو اس کام مین متہم رکھتے ہو - تو کسی اور کو اختیار کرو مالک اشتر نے کہا تو وہی نہین کہ جس روز امام حسن کوفہ مین خطبہ کہتے تھے تو لوگون کو اُنکے برخلاف دعوت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ علی مرتضیٰ سے اتفاق کرنا باعث فتنہ و فساد ہے - اُس ملعون نے کہا درست ہے آج اُسی دن کی آگ مین جلتا ہون کہ اس حادثہ مین تمہارا شریک اور اس دریا مین تمہارے ساتھ غوطہ زن ہون **کتابت صحیفہ صلح میان اہل عراق و ارباب شقاوت و نفاق** مؤرخین نے لکھا ہے کہ امر مصالحہ قرار پا گیا - اور عمرو عاص و ابو موسیٰ عراق و شام کیطرف سے حکم معین ہو چکے تو امیر مومنان و معاویہ بن ابو سفیان اپنے اپنے اعیان و سرداران لشکر کے ساتھ ایک مقام پر دو لشکرگاہون کے درمیان مجتمع ہوئے اور عبد اللہ بن ابو رافع کاتب امیر المومنین مامور ہوا کہ صلحنامہ تحریر کرے چنانچہ اسطرح لکھنا شروع کیا ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ وَمُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ معاویہ نے کہا - اگر مین اقرار کرون کہ علی امیر المومنین

[ا] کتاب مجالس المومنین مین ہے کہ سال جماعت جب ابو الاسود سو منع نخیلہ مین معاویہ سے ملا تو اُس نے کہا سنا ہے کہ حکومت جنگ صفین مین تیرا نام بھی مذکور ہوا تھا اگر تو حکم ہوتا تو کیا حکم کرتا ابو الاسود نے کہا ہزار نفر مہاجرین و اولاد مہاجرین و ہزار نفر انصار و اولاد انصار کو جمع کرتا اور اُنکے پوچھتا - اے سخن حضار آیا خلافت رسولخدا کے لئے ایک شخص مہاجرین اولین کا انسب یا طلقا کہ جنکو مسلمانون نے بحالت کفر اسیر کیا اور پھر چھوڑ دیا - معاویہ ملعون نے ابو الاسود کو لعنت کی اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تیری شر سے مجھکو محفوظ رکھا ۱۲ منہ عفی عنہ

مین اور پھر اُنکے ساتھ جنگ کرون تو مجھ سے بدتر خلقت مین کوئی نہوگا - عمرو عاص نے کہا امیر المومنین لکھنا ضرور نہین صرف نام مع ولدیت کفایت کرتا ہے - حنف بن قیس نے کہا یا امیر المومنین زنہار آپ امارتِ مسلمانان اپنے اسم مبارک سے دور نہ کرین اگر یہہ لفظ آپکے اسم سامی سے جُدا ہوا تو مجھکو خوف ہے کہ پھر کبھی آپکی طرف عود نکریگا حضرت نے فرمایا اللہ اکبر یہ قضیہ بعینہٖ مثل قضیہ صلح حدیبیہ کے ہے جب مین حضرت رسولخدا اور سہیل بن عمر کیطرف سے صلحنامہ لکھنے لگا تو لکھا هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ سُہَیْلُ بْنُ عَمْرٍو سہیل نے کہا ہم تمکو رسول اللہ جانتے تو تمہارے ساتھ جنگ کیون کرتے اور طواف خانۂ کعبہ سے کیسے تمکو مانع آتے - صرف محمد بن عبد اللہ لکھو - اور لفظ رسول اللہ کو موقوف کرو مینے لفظ رسول اللہ کے محو کرنے سے انکار کیا - تو حضرت نے فرمایا یا علی مین رسولخدا و محمد بن عبد اللہ ہون صرف نام لکھا جائیگا تو اس سے میری رسالت مین فرق نہ آئیگا - حسب خواہش اُنکی محمد بن عبد اللہ لکھ - اور اے علی آگاہ رہو کہ تجھکو بھی ایک زمانہ مین اسطرح کا واقعہ پیش آئے گا پس وہ دن آج ہے جسکی حضرت رسولخدا نے خبر دی تھی - وہ صلح مشرکین مکہ کے ساتھ تھی یہہ اُنکی اولاد و احفاد کے ساتھ ہے عمرو عاص نے کہا سُبحان اللہ آپ ہمکو کفار و مشرکین کے ساتھ نسبت دیتے ہین حالانکہ ہم مومن مسلمان ہین حضرت نے اُسکو جھڑکا کہ خاموش رہ اے پسر نابغہ تو کب مسلمانون کا دوست ہوا ہے اور کس روز تجھ سے کفار کی خیر خواہی ظاہر نہین ہوئی زمانۂ حیات سرورِ کائنات مین مشرکین کے ساتھ ہو کر آنحضرت سے جنگ کرتا رہا اُنکی وفات کے بعد اُنکی اُمت مین تفرقہ اندازی کرتا ہے اور اس فتنہ و فساد مین سرگرم ہے عمرو وہانسے اُٹھا کہ اب مین کبھی آپکے ساتھ ایک مجلس مین جمع نہونگا - آپنے فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا ہون کہ میری مجلس تجھ جیسون سے ہمیشہ پاک صاف رہے -

ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ امیر المومنین نے اپنے دبیر کو کہا کہ لکھ یہہ اقرار نامہ ہے علی بن ابیطالب معاویہ بن ابو سفیان کیطرف سے ابو الاعور اسلمی نے کہا کہ ابتدا معاویہ کے نام سے ہونی چاہیے مالک اشتر نے کہا چپ رہ اے ناکس تیرا یہہ مرتبہ نہین کہ ان اُمور مین دخل دے ابتدا علی بن ابیطالب کے نام نامی سے ہوگی تحقیق کہ وہ معاویہ وغیر معاویہ سے سابق و مقدم ہین - معاویہ نے کہا اے اشتر کاغذ لکھنے دے ہم منع نہین کرتے جسکو تیرا جی چاہے مقدم کر نہ اسقدر کہتا ہے - کہ اُسنا ر کتا بت مین - کسینے عرض کیا یا امیر المومنین آپ راضی ہین کہ معاویہ و اہلِ شام اس وثیقہ مین مومن مسلمان لکھے جائین آپنے فرمایا مجھکو اس کا اقرار نہین مگر وہ جو لقب اپنے لیے چاہین اختیار کرین - اور جس نام سے آپکو چاہین مسمّٰی گردانین پس کاتب نے لکھا یہہ اقرار نامہ ہے علی بن ابیطالب اور اُنکے شیعیان مومنان مسلمانانِ عراق و معاویہ بن ابو سفیان اور اُنکے متابعان مومنان مسلمانان شام کیطرف سے فریقین اقرار کرتے ہین کہ کتاب خدا از ابتدا تا انتہا - ہمارے درمیان ہے اُسکے موافق عمل ہوگا جسکو وہ احیا کرے زندہ کرینگے جسکے افنا و اماتت کا فتویٰ دے اُسکے مارنے مین شرائط سعی و کوشش بجا لائینگے علی و شیعیان علی کیطرف سے عبد اللہ بن قیس (ابو موسی) معاویہ و اہل شام کیطرف کی عمرو عاص حکم ہین یہہ دو نو عہد استوار کرتے ہین کہ بیشک کتاب اللہ کے موافق مسلمانون مین حکم کرینگے اور جو کسی امر کی تصریح کتاب اللہ مین نہ پائین تو اُسمین سنت رسول اللہ پر کاربند ہونگے اور ہوا نفسانی و تسویلات شیطانی کو اصلاً اس مقدمہ مین دخل دینگے اور فریقین کا اُنکے ساتھ یہہ عہد و میثاق ہے کہ اُنکے حکم سے جو بموجب کتاب سنت ہو تجاوز نہ کرین اور جبکہ وہ امر حکومت مین شرائط امانت و دیانت ملحوظ رکھینگے اُنکے جان و مال و اہل و عیال کی بخوبی حفاظت کیجائیگی اور مدت حکم ایک سال کامل ہے اور محل حکم موضع دومتہ الجندل اگر بالفرض قبل اصدار حکم احد الحکمین فوت ہو جائے تو اُس فریق کا امیر بجائے اُسکے دوسرے کو نصب کرے اور جو مدت معینہ منقضی ہو جائے اور حکمین اس اثنا مین فیصلہ نہ کر سکین تو پھر جانبین جنگ و صلح مین مختار رہتے ہین جسطرح چاہین عمل مین لائین پس یہہ عہود و مواثیق ہین جو باہم قرار پائے جو اُنمین خلاف و نزاع کرے تمام اُمت پر لازم ہے کہ اُسکے شر کو مسلمانون سے دفع کرے - جب یہہ صحیفہ تمام ہوا تو امام حسن امام حسین عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن جعفر و اشعث بن قیس وغیرہ نے اپنی اپنی گواہی اس مین درج کی - اور علی ہذا معاویہ کی طرف سے سرداران لشکر شام نے اپنی شہادتین ثبت

لیکن آخر مین تاریخ کتابت چارشنبہ ۲۳ - بقولے ۱۳ صفر ۳۷ھ ہجری تحریر ہوئی - یہہ روایت نصر بن مزاحم کی ہے - اور ابن اعثم کوفی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اس کاغذ کے دو نسخے
لکھے گئے ایک عبداللہ بن ابو رافع کاتب امیرالمومنین نے لکھا اور اُس پر شیعیان امیرالمومنین کی گواہی ثبت ہوئی وہ اہل شام کو دیا گیا - دوسرا عمر بن عباد کلبی دبیر معاویہ نے
تیار کیا اور امراء لشکر شام نے اُسپر گواہی لکھی وہ اہل عراق کو ملا **روضۃ الصفا** مین ہے کہ جب عہدنامہ لکھ کر تیار ہوا تو اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے کہا کہ اُس پر
گواہی لکھے اشتر نے کہا دست راست اُشتر مقطوع و دست چپ مفلوج ہو اگر اس کاغذ پر اپنا نام لکھے اشعث نے کہا جبتک تو اپنا نام اسپر نہ لکھیگا مین تجھ سے راضی نہونگا مالک نے
کہا تو کون ہے اور تیری رضا کیا چیز ہے راضی ہو یا ناراض - چونکہ اُس مجلس مین بزرگان عرب مثل عدی بن حاتم وغیرہ موجود تھے - اشعث نے کہا مجھکو حرمت عظماء عرب
ملحوظ ہے ورنہ جو جواب کہ تیرے لائق تھا تجھکو دیتا - مالک نے کہا کہ میری تیغ زبان تیری زبان سے تیز تر اور میری سنان تیری سنان سے نافذ تر اور میرا قبیلہ تیرے قبیلہ سے بہتر و
برتر ہے مین دوست امیرالمومنین ہون تو آنحضرت کا دشمن ہے اور تو نہین مگر ایک دابغ[1] جلد و ناسج برودیہ اسلئے کہا ہے کہ اہل یمن یہہ کار کرتے تھے اور اشعث وہان کا رہنے والا تھا
اشعث کو یہہ سُنکر طیش آیا اور قبضہ شمشیر پر اُسنے ہاتھ ڈالا اشتر نے بھی قائمہ شمشیر ہاتھ مین سنبھالا اور ابراہیم بن مالک اشتر نے تلوار میان سے نکال لی مالک نے اپنے فرزند دلبند کو
نصیحت کر کے ساکن کیا اور اشعث کیطرف متوجہ ہوئے کہ اگر تجھ مین کوئی خیر ہوتی تو کبھی مُرتد نہوتا - تو اول بجبر و اکراہ مسلمان ہوا بعد ازان بالطوع و رغبت کفر کیطرف رجوع
کیا پھر بخوف جان دوبارہ اسلام لایا - اسکی خبر امیرالمومنین کو پہنچی تو فرمایا اے مالک اس قوم کے ساتھ مدارا کر جیسا کہ مین مدارا کرتا ہون بدرستیکہ اشعث سے جو کچھ صادر ہوگا مجھکو
حضرت رسولخدا نے اسکی خبر دی ہے اور جو اسکی اولاد سے میری اولاد کو صدمے پہنچینگے اُنسے آگاہ کیا ہے **مؤلف** روضۃ الصفا کہتا ہے - کہ یہہ کلام امیرالمومنین کا مُشعر ہے
اس پر کہ محمد بن اشعث نے امیرالمومنین حسین سے کربلا مین مقابلہ کیا - اور اسحاق بن اشعث نے اُس سرزمین مصیبت آئین پر پانی آنحضرت سے بند کیا - حقیر مؤلف ان
اوراق کا کہتا ہے اور نیز اس پر کہ جعدہ بنت اشعث نے زہر امام حسن کو پلا کر شہید کیا - پھر روضۃ الصفا مین فتوح ابومخنف سے نقل کیا ہے کہ جب لوگون نے امیرالمومنین
سے کہا کہ مالک اشتر مضمون صلحنامہ پر راضی نہین فرمایا قسم بخدا کہ مین بھی راضی نہ تھا - اور چاہتا تھا کہ تم بھی راضی نہو مگر تم نے اسپر اتفاق کیا تو مجبوراً مجھکو رضامند ہونا
پڑا اور اب رضا کے بعد اُس سے رجوع کرنا لائق بحال خود نہین دیکھتا کاش اشتر کی مانند ایک شخص اور تمہارے درمیان ہوتا - کہ مہم اعدا کو کفایت کرتا اور میرے دل کو ان
آزار و افکار سے خلاصی بخشتا **حدوث فرقہ ضالہ خوارج لئام** منقول ہے کہ جب عہدنامہ مرتب ہوگیا تو ایک شخص سپاہ امیرالمومنین سے اپنے گھوڑے پر
سوار ہوا اور پانی طلب کیا پانی پی کر لشکر معاویہ پر حملہ آور ہوا اور چند آدمیون کو اُس نے زخمی کیا - اور واپس آیا پھر پانی پیا اور کچھ کلمات رجز زبان سے کہے اور لشکر امیر پر
حملہ کیا - اور چند تن کو اُن سے زخم لگایا - اسیطرح کبھی اس لشکر پر کبھی اُس پر حملہ کرتا تھا - اور پکار کر کہتا تھا - کہ اے مردمان آگاہ رہو کہ مین علی و معاویہ دونو سے بیزار
ہون لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ کوئی حکم نہین مگر خدا کے لئے ہرچند مشرکین اس سے کراہت کرین - آخرش ایک بار لشکر امیرالمومنین پر حملہ کرکے
مقتول ہوا پس اول خارجی جو تہ تیغ ہوا وہ تھا - اور نصر بن مزاحم نے نقل کیا ہے کہ جب صلحنامہ لکھا گیا - تو اشعث بن قیس اُسکو لیکر افواج شام کیطرف گیا وہ اپنے اپنے
نشانون کے نیچے کھڑے تھے اُس نے ایک طرف سے سب کے سامنے پڑھکر سُنایا سب نے کہا ہم راضی ہین - پھر لشکر عراق مین آیا اور قبیلہ بقبیلہ سُنانا شروع کیا - جو سُنتا کہتا رَضِیْنَا
الا قبیلہ عنزہ کہ چار ہزار مرد اُنکے امیرالمومنین کے ہمراہ تھے اُنکے سامنے پڑھا تو - دو جوان اُنکے نکلکر لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کہکر خارجی ہوگئے اور لشکر شام سے جنگ کرتے تھے حتےٰ کہ مقتول
ہوئے بعد ازان قبیلہ مراد کے پاس آیا صالح بن شقیق نے جو رؤسا قبیلہ سے تھا پکار کر کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ اور خارجی ہوگیا پھر اشعث بنی راسب کے علمون کے پاس

[1] دابغ جلد چمڑے کا پکانے و صاف کرنے والا و ناسج بننے والا چادرہائے یمنی کہ معروف ہین جیسا کہ ادیم یمن مشہور و معروف ہے ۱۲ منہ

آیا اور اُن لوگون کے سامنے اِس کتبہ کو پڑہا اُنہون نے کہا ہم راضی نہین اور دینِ خدا مین حکومت رجال کو تسلیم نہین کرتے لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ پھر بنی تیم کو سنایا ایک شخص اُنین سے چلایا کہ حکومت نہین مگر خدا کے لئے وہی بحق حکم کرتا ہے اور خیر الفاصلین ہے پس ہر طرف سے شور بلند ہوا اور صدا مین آتی تہین لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ یا علی تمہارے لئے حکومت نہین ہم دینِ خدا مین حکومتِ رجال پر راضی نہین ہوتے حقتعالے حکم کر چکا تھا کہ معاویہ و صحاب معاویہ کو قتل کرین جبتک کہ وہ ہماری اطاعت مین داخل ہون مگر ہمنے خطا کی کہ تحکیم حکمین پر رضامند ہوئے اب اُس خطا پر متنبہ اور اُس سے پشیمان ہین اور حقتعالی کیطرف رجوع کرتے ہین اور اس لغزش سے تائب ہوتے ہین تم بھی ہماری طرح اس گناہ سے توبہ کرو اور تحکیم حکمین سے باز آؤ ورنہ ہم تم سے بیزار ہین۔ امیر المومنین نے فرمایا وائے ہو تم پر عہد و پیمان کے بعد اُس سے رجوع کرنا کب روا ہے حقتعالی فرماتا ہے اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ عہدون کو پورا کرو اور نیز فرماتا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا یعنی پورا کرو عہد خدا کو جب تم عہد کرلو اور قسمہاء موکدکو نہ توڑو پس امیر المومنین نے عہد شکنی سے انکار کیا اور خوارج لئام تضلیل و توہین حکمین پر اصرار رکھتے تھے حتے کہ اُنہون نے امیر المومنین سے برات کی اور آپنے اُنسے برأت کی مفید نے نقل کیا ہے کہ سُلیمان بن صرد خزاعی کتابتِ صحیفہ کے بعد امیر المومنین کیخدمت مین حاضر ہوا حالانکہ اُسکے موُنہہ پر زخمہائے شمشیر موجود تھے حضرت نے اُسکا یہ حال دیکھ کر فرمایا فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا کہ بعض اُنسے ہین جو اپنی مُدت کو پورا کرچکے ہین اور بعض ہین کہ اُسکا انتظار کرتے ہین اور اُنہون نے کچھ تبدیل و تحریف نہین کیا۔ اے سلیمان تو بھی اُن لوگون سے ہے جو منتظر ہین اور اُنکی حالت مین کوئی تغیر نہین آیا سُلیمان نے کہا یا امیر المومنین اگر مجھکو مددگار ملتے تو یہہ صحیفہ کبھی نہ لکھا جاتا۔ قسم بخدا کہ مین اِن لوگون کے پاس بہت پھرا کہ وہ اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرین۔ مگر خیر بہت کم لوگون مین پائی پس محرز بن خویش نے عرض کی یا امیر المومنین کیا اس کتبہ سے رجوع کرنے کی کوئی سبیل نہین قسم بخدا کہ مجھکو خوف ہے کہ یہہ ہمارے ذلت و نکبت کا باعث ہوگا حضرت نے فرمایا حلال نہین کہ ہم ایک عہد محکم کرین اور اُسکو توڑ ڈالین۔ پس قبیلہ ہمدان مثل رکن حصین و استوار حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور سعید بن قیس اور اُسکا بیٹا عبدالرحمن اُنکے ساتھ تھا۔ سعید نے کہا یا امیر المومنین میری قوم موجود ہے حضرت جو چاہین حکم دین ہم اُسی عمل مین لاوینگے حضرت نے فرمایا اگر قبل تحریر صحیفہ ایسا ہوتا تو مین تمکو لیکر دشمنون سے جنگ کرتا تا اینکہ یا اُنکو پس پا کرتا یا خود مقتول ہوتا مگر اب ایک قبیلہ واحد کو تمام لشکر کے آگے نہین کرتا مراجعت کرو در آنحالیکہ رُشد و ہدایت یافتہ ہو۔ پس لوگ اپنے اپنے مُردون کے دفن کرنے مین مصروف ہوئے بعد ازان امیر المومنین نے حکم دیا کہ فوجین کوفہ کی طرف حرکت کرین اور معاویہ اپنے لشکرون کو لیکر شام کو چلا گیا۔ اور مُقرر ہوا کہ عمرو عاص و ابوموسیٰ میعاد گاہ یعنی موضع دومۃ الجندل مین حاضر ہو کر امر خلافت مین بحث کرین امیر المومنین نے شریح بن ہانی کو پانچ ہزار سپاہ دے کر ابوموسیٰ کے ساتھ کیا اور عبداللہ بن عباس کو اُس جماعت کا امام صلوٰۃ مقرر فرمایا۔ اور معاویہ نے بھی اسیقدر سپاہ ابوالاعور اسلمی و شرحبیل کندی کو دے کر عمرو عاص کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف آٹھ آٹھ سے مرد فریقین سے یعنی چار چار سے دونو طرف سے ساتھ تھے **بعضے از معجزات امیر المومنین در صفین** مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب بحار الانوار مین روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین جنگ صفین کو جاتے تھے تو دریائے فرات کے کنارے کھڑے ہوئے اور فرمایا اَیْنَ الْمَخَاضُ مخاض کہان ہے حاضرین نے کہا یا امیر المومنین آپ زیادہ دانا ہین حضرت نے ایک شخص کو اپنے صحاب سے کہا کہ اِس ٹیلہ پر جا اور کہہ اے جلند مخاض کہان ہے وہ شخص گیا اور آواز دی پس اس قدر آوازین اُسکے جواب مین زیر زمین سے بلند ہوئین کہ وہ حیران رہ گیا۔ کہ کیا کرے اور کیا کہے ناچار مراجعت کرکے حضرت مظہر العجائب و الغرائب

مخاض لکمار پایاب دریا جس مقام سے سوار و پیادہ دریا سے گزر سکین ۱۲ منہ

کی خدمت مین حاضر ہوا اور ماجرا بیان کیا۔ آپنے فرمایا اے قنبر تو جا اور کہہ اے جلند بن کرکر مخاض کہان ہے قنبر گئے اور رولدیت کے ساتھ آواز دی۔ تو ایک آواز حزین زیر زمین سے آئی کہ کون ہے جو میرا اور میرے باپ کا نام جانتا ہے حالانکہ مجھکو اس مقام پر تین ہزار سال ہو گئے کہ ہڈیان تک بھی میری گل گئین صرف ایک کھوپری باقی ہے وہ مخاض کو مجھسے پوچھتا ہے قسم بخدا کہ وہ خود مجھسے زیادہ دانا ہے والے ہو تم پر کس قدر بے بصیرت ہو تم پیروی کرو اُسکی اور جہان سے وہ عبور کرے عبور کرو تحقیق کہ وہ اشرف خلق ہے بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے **اور** کتاب خرائج الجرائح سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین جنگ صفین کے لئے تشریف لئے جاتے تھے دریائے فرات کو عبور کیا تو قریب ایک کوہ کے نماز عصر کا وقت ہو گیا آپنے وضو کیا اور اذان کہی اُسوقت پہاڑ شگافتہ ہوا اور اُسمین سے ایک مرد سفید رو و سفید مو برآمد ہوا اور کہا سلام ہو تم پر و رحمات و برکات خدا اے سید و سردار وصیین و وصی خاتم المرسلین و قائد غر المحجلین حضرت نے فرمایا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اے برادر شمعون بن حمون الصفا وصی روح القدس عیسیٰ بن مریم تیرا حال کسطرح پر ہے کہا بخیریت ہے نزول روح القدس عیسیٰ کا انتظار کھینچتا ہون رحمت خدا ہو تم پر صبر کرو اُن شدائد و مصائب پر جو اُمت کے ہاتھ سے تمکو پہنچتے ہین تا اینکہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ سے ملاقی ہو۔ جو انبیا و اوصیا تم سے پہلے گزرے تمکو معلوم ہے کہ اُنکو بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین پہنچین وہ آرون سے چیرے گئے دار پر کھینچے گئے تحقیق کہ تمہاری مصیبتین راہ خدا مین شدید ہین اور تمہارے مدارج دار آخرت مین بلند و رفیع۔ اگر تمہارے دشمن عقوبات آخرت سے جو اُنکے لئے مہیا مین واقف ہون تو وہ البتہ تمہاری عداوت سے باز آئین۔ اور تمہارے دوست اگر اپنے درجات بہشت کو جانین تو تمنا کرین کہ انکے اجسام تمہارے لئے ریزہ ریزہ کئے جائین یہہ کہکر جس جگہہ سے برآمد ہوا تھا اُسمین داخل ہوا اور شگاف کوہ اُس جگہہ سے برابر ہو گیا پس عمار یاسر مالک اشتر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص ابو ایوب انصاری قیس بن سعد بن عبادہ انصاری۔ عمرو بن حمق خزاعی عبادہ بن صامت جنہون نے اس واقعہ کو دیکھا اُنکے ایمان و یقین زیادہ ہوئے اور اُنکی کوششین جہاد اعدا مین بڑھ گئین عبادہ بن صامت و ابو ایوب نے کہا یا امیر المومنین ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون۔ قسم بخدا کہ ہم تمہاری اسیطرح پر نصرت کرین گے جسطرح تمہارے بھائی رسولخدا کی نصرت کی تھی مہاجرین و انصار سے کوئی ہی شقی ہوگا جو آپکی نصرت سے پہلوتہی کرے گا پس حضرت نے انکو دعائے خیر دی۔

اور نیز اُسی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب صفین مین قیام لشکر کو طول ہوا اور زاد و علف سپاہ و چارپایہ ہائے سپاہ سے تمام ہو گیا۔ تو لوگون نے انکی شکایت امیر المومنین کی خدمت مین کی آپنے فرمایا خوشدل ہو کہ کل تمام ضروریات تمہارے پاس پہنچ جاینگی صبح ہوئی تو اصحاب حضرت کی خدمت مین جمع ہوئے اور تقاضا کرتے تھے امیر المومنین ایک ٹیلہ پر جو صحرائے صفین مین تھا تشریف لے گئے اور دعا کی کہ پروردگار ان کو طعام اور ان کے چارپاؤن کو دانہ گھاس عطا کر ہنوز وہ اُسنے واپس نہ ہوئے تھے کہ ایک قافلہ لشکر مین وارد ہوا جسکے پاس گوشت خورما آرد وغیرہ تمام اشیا کھانے پینے کی موجود تھی۔ اُنہون نے تمام سامان کو اونٹون سے اُتار کر صحرا مین انبار کر دیا اور خود شتران خالی لیکر جدہر سے آئے تھے چلے گئے اور لشکر امیر المومنین کو جملہ اشیا ضروری طعام و لباس اپنا اور اپنے اسپ و اشتر کا حتےٰ کہ رشتہ و سوزن تک بہم پہنچ گیا **اور نیز بحار** مین ہے کہ جب امیر المومنین جنگ صفین سے فارغ ہوئے تو دریائے فرات کے کنارہ پر آئے اور فرمایا ایہا الوادی خبر دے کہ مین کون ہون۔ مجرد اسکے ایک طلاطم عظیم دریا مین پیدا ہوا اور موجین اُسکی شگافتہ ہوئین لوگ اُسکی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک آواز دریا سے آئی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ کہ گواہی دیتا ہون وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ پر اور اس امر پر کہ علی حجت خدا مین خلق پر **اور** خرائج سے نقل کیا ہے کہ اُن حضرت نے لب فرات کھڑے ہو کر ایک تیر اپنے ترکش سے نکالا اور ایک چھڑی زرد رنگ کی آب فرات پر ماری اور فرمایا منفجر ہو لے آب دریا پس بارہ چشمے اُس سے علیحدہ علیحدہ مثل کوہ عظیم جُدا جُدا نظر آنے لگے۔ سب آدمی دیکھتے تھے پھر آنحضرت نے کچھ کلام کیا جسکو کوئی نہ سمجھا اُسوقت تمام مچھلیون نے پانی سے سر

اُبھارا اور صدائے تکبیر و تہلیل اُنسے بلند ہوئی اور کہا سلام ہو تم پر اے حجتِ خدا خلق خدا پر ملکِ خدا مین اور اے چشمۂ خدا بندگان خدا کے درمیان - اس قوم نے تمہاری نصرت ترک کیا جیسا کہ ہارون بن عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا امیرالمومنین حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے انکا کلام سُنا گواہ رہنا اس پر یہہ میری حجت ہے اور نیز خرائج سے نقل کیا ہے کہ عبدالواحد بن زید کہتا ہے کہ مین ایک مرتبہ حج کے لیے بیت اللہ کو گیا تھا - اُثنائے طواف مین دیکھا مینے کہ دو عورتین رُکن یمانی کے نزدیک باہم کچھ کلام کرتی ہین ایک نے اُنمین سے کہا یہہ معاملہ اسطرح پر ہے وَحَقِّ الْمُنْتَجَبِ لِلْوَصِيَّةِ الْعَادِلِ فِي الْقَضِيَّةِ بَعْلِ الْفَاطِمَةِ الرَّضِيَّةِ الزَّكِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ قسم ہے اُسکے حق کی جو وصیت کے لئے برگزیدہ ہوا اور فصل قضایا مین انصاف کو مرعی رکھتا تھا - شوہر فاطمۂ رضیہ مرضیہ تھا مینے کہا اے بی بی کون ہے یہہ شخص جسکی تم اس قدر صفت وثنا کرتی ہو - کہا وہ امیرالمومنین علی بن ابیطالب عَلَمِ اعلام و بابِ احکام قسیم جنت و نار ربّانی اس اُمت کے ہین مینے کہا تم انکو کہان سے پہچانتی ہو عورت نے کہا کیونکر ہم انکو نپہچانین حالانکہ ہمارا باپ بروز جنگ صفّین انحضرت کے خدمت مین کام آیا وہانسے واپس تشریف لائے تو ہمارے گھر پر آئے اور ہماری مان سے کہا اے اُمّ الایتام تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا خیریت ہے اور مجھکو اور میری اس بہن کو حضرت کے سامنے لائے میری آنکھین مرض چیچک مین جاتی رہی تھین انحضرت نے ہمکو دیکھ کر ایک آہ کی اور فرمایا

ے مَا إِنْ تَأَوَّهْتُ مِنْ شَيْءٍ رُزِيتُ بِهِ ❊ كَمَا تَأَوَّهْتُ لِلْأَطْفَالِ فِي الصِّغَرِ ❊ قَدْ مَاتَ وَالِدُهُمْ مَنْ كَانَ يَكْفُلُهُمْ ❊ فِي النَّائِبَاتِ وَفِي الْأَسْفَارِ وَفِي الْحَضَرِ

یعنے مجھکو کسی مصیبت مین اس قدر صدمہ نہین ہوتا جتنا کہ اطفال کی صغرسنی پر ہوتا ہے - تحقیق کہ انکا باپ جو سختیون اور سفر و حضر مین انکا کفیل کار تھا مر گیا - پس اپنا دست مبارک میری دونو آنکھون پر پھیرا برکت اُسکی میری آنکھین روشن ہوگئین چنانچہ اب مین شب تاریک مین شتران گریختہ کو دور سے دیکھ لیتی ہون ❊

مراجعت امیرالمومنین از جنگ صفّین نصر بن مزاحم نے کتاب صفّین مین عبدالرحمن بن جندب سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین نے صفّین سے کوفہ کیطرف مراجعت کا قصد کیا تو ہم حضرت کے ہمراہ تھے - آپنے فرمایا اٰئِبُوْنَ عَائِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ عائد و راجع مین ہم اور اپنے پروردگار کے حمد کرنیوالے ہین اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ پناہ لیجاتا ہون مین پروردگار تیری جانب سفر کی سختیون اور بازگشت کے اندوہ سے اور نیز اس سے کہ اہل و مال مین کوئی بدی دیکھنے مین آئے اور بحار مین بعض کتب معتبرہ سے مطابق روایت نصر بن مزاحم کے نقل کیا ہے کہ امیرالمومنین نے براہ دیگر یعنی سوا اُس راستہ کے جس سے تشریف لیگئے تھے مراجعت فرمائی - پس برّ کی راہ سے کنارہ فرات کو چلے تا اینکہ ہیت مین پہنچے اور وہانسے صندودا مین وارد ہوئے قوم انمار بنی سعد بن خزیم نے حضرت کا استقبال کر کے نزول کی درخواست کی لہذا اُس مقام پر شب باش ہوئے - پس اسیطرح سے راہ طے کرتے تھے حتے کہ نخیلہ سے گزر گئے اور مکانات کوفہ نظر آنے لگے - راوی کہتا ہے کہ ایک پیرمرد اہل کوفہ سے ایک مکان کی دیوار کے سایہ مین بیٹھا تھا - جسکے چہرہ سے آثارِ علالت نمودار تھے امیرالمومنین اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور اُس پر سلام کیا - ہم نے بھی حضرت کے ساتھ اُس پر سلام کیا اُس نے ایسی اچھی طرح سلام کا جواب دیا گویا وہ آپسے واقف اور آپکے حقوق کا عارف ہے حضرت نے فرمایا کیا باعث ہے کہ تیرا چہرہ متغیر و رنگ زرد ہے آیا کوئی مرض تجھکو عارض ہوا ہے کہا البتہ بیمار ہون فرمایا شائد تو اس مرض سے کراہت رکھتا ہوگا - کہا مین دوست نہین رکھتا کہ ہمیشہ مبتلائے امراض رہون الّا ان ایام کو باعث مزید حسنات و رفع درجات تصوّر کرتا ہون - فرمایا بشارت ہو تجھکو ساتھ رحمت خدا اور منان و مغفرت ذنوب عصیان کے اے بندۂ خدا تیرا نام و نشان کیا ہے اُسنے کہا میرا نام صالح بن سلیم ہے قبیلۂ سلامان بن طے سے ہون جو قبیلۂ سلیم بن منصور کے ساتھ ہم عہد و سوگند ہے - آپنے فرمایا سُبحان اللہ کیا خوب ہے نام تیرا اور تیرے باپ کا اور تیری قوم و قبیلہ کا اور اُس قوم کا جس سے تم منسوب ہو آیا تو اس جنگ مین ہمارے ساتھ تھا عرض کی مین ارادہ رکھتا تھا مگر شدتِ مرض نے اس شرکت سے

معجزہ

ملاقات امیرالمومنین با پیرمرد از اہل کوفہ

محروم رکھا امیر المومنین نے فرمایا لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ یعنے ضعیفون اور بیمارون اور اُن لوگون پر کچھ حرج نہین جو خرچ کرنے کو کچھ اپنے پاس نہین رکھتے۔ پھر پوچھا لوگ ہمارے اور اہل شام کے معاملہ مین کیا کہتے ہین شیخ نے کہا بعض اُنمین سے اس مصالحہ سے خورم و مسرور ہین وہ قطعی آپ کے دشمن ہین اور کچھ اسپر افسوس کرتے ہین اور متاسف ہین۔ وہ آپکے خالص دوست ہین۔ حضرت نے فرمایا راست کہتا ہے تو حقتعالیٰ تیرے مرض کو باعث مغفرت گناہان گردانے تحقیق کہ رنجوری باعث اکتساب اجر و ثواب نہین لیکن کوئی گناہ بندہ کے ذمہ باقی نہین رہتا الا یہ کہ اسکو گرا دیتی و دفع کرتی ہے ثواب صرف قول باللسان و عمل بالارکان سے حاصل ہوتا ہے اور حقتعالیٰ بسبب صدق نیت و سیرت صالحہ کے بھی بہت سے اپنے بندون کو داخل جنت کریگا **نصر** کہتا ہے کہ بعد ازان امیر المومنین تھوڑے پیچھے گئے تو عبد اللہ بن ودیعہ انصاری سے ملاقات ہوئی۔ آپنے اُس سے پوچھا کہ لوگ ہمارے معاملہ مین کیا کہتے ہین کہا بعض اس صلح کو پسند کرتے ہین اور بعض اس سے کراہت رکھتے ہین اور خلقت کا یہی حال ہے کہ ہر امر مین اختلاف کرتی رہتی ہے حضرت نے فرمایا مگر ارباب عقل و کیاست کی رایمین کیا رائے ہے عرض کی کہتے ہین کہ علی کے پاس بھاری جمعیت تھی اُنھون نے اسکو متفرق کر دیا حصن حصین رکھتے تھے اسکو گرا دیا۔ اب کب تک اس انہدام کو ترمیم کرینگے اور اس تفرقہ کو کتنی مدت مین روباصلاح لائینگے مقتضائے وقت یہہ تھا کہ اہل طاعت کو لیکر ارباب معصیت کے ساتھ جنگ کرتے یا غالب آتے یا خود مقتول ہو جاتے حضرت نے فرمایا مینے اُنکے حصن کو گرایا یا اُنھون نے گرایا مینے اُنکو متفرق کیا یا وہ خود متفرق ہوئے اور یہہ کہ مین اُنکے ساتھ جنگ کرتا یا غالب آتا یا مارا جاتا۔ سو قسم بخدا کہ مین اپنے نفس پر سخی تھا۔ اور جان دینے سے کراہت نہ رکھتا تھا۔ مگر مینے دیکھا کہ آگے بڑھتا ہون تو یہہ دونو یعنی حسن و حسین بھی میرے ساتھ سبقت کرتے ہین۔ پس خوف ہوا کہ یہہ قتل ہوئے تو نسب محمد مصطفےٰ اس اُمت سے منقطع ہو جائیگا یہہ گوارا نہوا اور باز رہا۔ قسم بخدا کہ اب جو وقت اعدا سے ملاقات کرونگا بے اُنکے ہمراہ لئے کرونگا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت اور آگے چلے حتّٰے کہ مکانات قبیلہ بنی عوف سے تجاوز کیا۔ پس ہم نے اپنے دست راست پر سات یا آٹھ قبرین دیکھین امیر المومنین نے فرمایا یہہ قبور کیسی ہین۔ قدامہ بن عجلان ازدی نے عرض کی یا امیر المومنین خباب بن الارت آپکے پیچھے فوت ہوا۔ اُس نے وصیت کی تھی کہ مجھکو پس پشت شہر دفن کرنا۔ حالانکہ پیشتر مردے مکانون کے اندر یا صحن مکانات مین دفن کرتے تھے پس بموجب اُسکی وصیت کے اسکو اس جگہہ دفن کیا ہے۔ بعد ازان اور اموات اُسکے گرد دفن کی گئین۔ فرمایا رحمت خدا ہو خباب پر فَلَقَدْ أَسْلَمَ رَاغِبًا وَهَاجَرَ طَائِعًا وَعَاشَ مُجَاهِدًا وہ اپنی رغبت سے اسلام لایا۔ اور بطیب خواہش ہجرت کی۔ اور مدت حیات کو جہاد مین بسر کیا۔ تحقیق کہ اُس نے اپنے جسم پر راہ خدا مین مصیبتین برداشت کین اور بے شبہ حقتعالیٰ نیکوکارون کے اجر کو ضائع نہ کرے گا۔ پس اُن قبور کے نزدیک تشریف لائے اور فرمایا۔ سلام ہو تم پر اے صاحبان دیار موحشہ و مکانات متفرقہ تم ہمارے سلف و فرط[1] ہو اور ہم تمہارے پیروی کرنے والے اور عنقریب تم سے ملحق ہونیوالے ہین پروردگارا مغفرت کر ہمکو اور اُنکو۔ اور درگزر کر ہمارے گناہون سے اور اُنکے گناہون سے پھر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْهَا خَلَقَنَا وَفِيهَا يُعِيدُنَا وَعَلَيْهَا يَحْشُرُنَا طُوبَىٰ لِمَنْ ذَكَرَ الْمَعَادَ وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ وَرَضِيَ عَنِ اللّٰهِ لِذٰلِكَ حمد ہے خدا کے لئے جس نے زمین کو زندہ و مردون کا مجمع قرار دیا۔ حمد ہے خدا کے لئے جس نے ہمکو زمین سے پیدا کیا اور اُسی کی طرف ہمکو پھرا دے گا اور اُسی سے حشر کرے گا خوشا حال اُسکا جو معاد کو یاد رکھے۔ اور حساب کیلئے عمل کرے اور بقدر کفاف قناعت کرے اور خدا سے اس پر راضی ہو **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ روایت نصر بن مزاحم کی ہے لیکن شرح نہج البلاغہ ابن

[1] فرط بفتحتین ہر چہ پیش فرستادہ شود از اجر و عمل و فرزند نارسیدہ و در حدیث است انا فرطکم علی الحوض انتہیٰ الارب لغات جاے فراہم آمدن ١٢

نصر بن مزاحم

عثیمؔ - و ابن ابی الحدید سے معلوم ہوتا ہے کہ خبابؓ مذکور جنگ نہروان تک زندہ تھا - اور صفین و نہروان دونو لڑائیون مین ہمراہ رکاب امیر المومنین حاضر تھا - انکے بعد حضرت کے روبرو رحلت کی - او حضرت نے اسپر نماز جنازہ پڑھی - معہذا ظہر کوفہ پر سب سے اول اسکا دفن ہونا بھی انکے کلام مین مصرح ہے - واللہ اعلم بالصواب

اور نہج البلاغہ مین ہے کہ امیر المومنین ان قبرون کے قریب آئے جو ظاہر کوفہ مین تہین تو فرمایا اے اہل دیار وحشتناک و محال تفرد خالی والے اہل غربت و تربت اے اہل وحشت و دہشت - تم ہمارے فرط و سابق ہو اور ہم تمہارے تبع و لاحق - مکانات جو تم چھوڑ گئے تھے انمین اور لوگ آباد ہو گئے اور ازواج تمہاری دوسرے نکاح مین آگیئن اور اموال تمہارے زندون نے تقسیم کر لیے یہہ خبرین ہمارے پاس کی ہین اب تم اپنے حال سے خبر دو کہ تم پر کیا گزری پس اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قسم بخدا اگر انکو مجال کلام ملے - تو بجز اسکے کچھ نہ کہین کہ بہترین زاد راہ آخرت تقوی و پرہیزگاری ہے - القصہ امیر المومنین تو ہمدان مین پہنچے تو آواز گریہ و بکا سنی فرمایا یہہ کیسی آواز ہے - عرض کی کشتگان صفین پر روتے ہین - فرمایا جو انمین سے صابر اور بنیت درست قتل ہوئے ہین مین گواہی دیتا ہون کہ وہ شہدا راہ خدا ہین - پس شبامیین مین پہنچے - وہان زیادہ تر شور و غل گریہ و بکا کا سنا حرب بن شرجیل شامی کہ روسا قوم سے تھا - نکلکر حضرت کے قریب آیا - امیر المومنین نے اس سے کہا کہ تم اپنی عورات کو رونے اور چلانے سے منع نہین کرتے - عرض کی یا امیر المومنین اگر ایک دو گھر ہون تو منع کیا جائے اس قبیلہ مین ایک سو اسی اشخاص قتل ہوئے ہین - کوئی گھر نہین جسمین آہ و بکا ہو عورات روتی ہین مردون مین کوئی انکا شریک نہین بلکہ مرد انکے شہادت پانے اور اس سعادت پر فائز ہونے سے خوش ہین امیر المومنین نے فرمایا رحمت خدا ہو تمہارے کشتون پر پس حضرت سوار جاتے تھے اور حرب پیادہ پا آپکے ساتھ تھا - فرمایا مراجعت کر کہ تجھ سے شخص کا میرے ساتھ پیادہ چلنا خوب نہین یہہ امر والی کو فتنہ مین ڈالتا ہے اور مومن کے لئے ہتک و ذلت کا باعث ہے پس محلہ عاطبیین مین تشریف فرما ہوئے وہان ایک شخص کو جسکا نام عبد الرحمن بن مرثد تھا کہتے ہوئے سنا کہ قسم بخدا علی نے خوب کام نہ کیا - گئے - اور بے فائدہ لوٹ آئے - امیر المومنین کو اس نے دیکھا تو خاموش رہ گیا - حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ جن لوگون سے ہم ابھی جدا ہو کر آئے ہین قسم بخدا کہ وہ میرے نزدیک انسے بہتر ہین پھر یہہ اشعار پڑھے ؎ اَخُوکَ الَّذِی اِن اَجھَضَتکَ مُلِمَّۃٌ ؛ مِنَ الدَّھرِ لَم یَبرَح مِنَ الدَّھرِ وَاجِمَا ؛ وَلَیسَ اَخُوکَ بِالَّذِی اِن تَشَعَّبَت ؛ عَلَیکَ اُمُورٌ ظَلَّ یَلحَاکَ لَائِمَا ؛ یعنی تیرا دوست وہ شخص ہے کہ اگر کبھی تجھکو زمانے کے ہاتھ سے کوئی سختی پیش آئے تو وہ اس سے غمگین ہو وہ شخص تیرا دوست نہین کہ جب تیرے کام مین خلل و پریشانی راہ پائے تو وہ الٹا تجھی کو ملامت کرنے لگے - پس ذکر خدا کرتے تھے حتے کہ داخل شہر کوفہ ہوئے

ذکر اجتماع حکمین در موضع دومۃ الجندل و ظہور حماقت ابو موسی اشعری و عداوت آن غوی بانفس رسول امیر المومنین مرتضی علی علیہ السلام

پیشتر گزرا کہ امیر المومنین نے شریح بن ہانی کو کچھ فوج دے کر اور عبد اللہ بن عباس کو انکا امام نماز مقرر کرکے ابی اشعری بے شعور کے ساتھ روانہ کیا تھا - احنف بن قیس نے بوقت وداع اسکو بہت کچھ سمجھایا اور عبد اللہ ابن عباس اثنا راہ مین ہر کوچ و مقام پر فہمائش کرتے اور بار بار نصیحت فرماتے کہ عمرو عاص مرغ ناباز مکار ہے زنہار اسکے دام فریب مین نہ آئیو اور ہرگز اسکی چکنی چپڑی

خباب فقرا سلمان و اخیار میں سے ہے ایام جاہلیت مین پیشہ آہنگری کرتا تھا - اور تلوارین بناتا تھا - وہ قدیم الاسلام ہے - کہتے ہین کہ وہ ششم ہے اسلام لانیوالون کا جنگ بدر اور انکے بعد کے غزوات مین شامل تھا اور ان لوگون مین ہے جنہون نے کفار قریش کے ہاتھ سے عقوبت پائی ہے - عمر نے ایکمرتبہ اپنی خلافت کے زمانہ مین خباب سے پوچھا کہ تجھکو اہل مکہ کے ہاتھ سے کیا کیا آزار پہنچے اس نے اپنی پشت کھول کر دکھائی عمر نے اسکی پشت دیکھ کر کہا کہ مینے آج تک ایسی صدمہ یافتہ پشت نہین دیکھی جناب علی بن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین و نہروان مین حاضر تھا آنحضرت نے اس پر نماز جنازہ پڑھی وہ ۷۳ سال کی عمر مین فوت ہوا اور ظہر کوفہ مین دفن ہوا اور وہ اول کوئی اموات کا جو پشت کوفہ مین مدفون ہوئے ہین کذا فی شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید

باتون پر نہ جا یُوا اور وہ بھی اسکا اقرار کرتا - اور انکو اطمینان دلاتا کہ ایسا نہین ہوسکتا کہ مین اُسکا دھوکہ کھاؤن مگر آخر کار کچھ اُنکی سادہ لوحی و حماقت اور زیادہ تر خباثت
و شرارت سے وہی بر روئے کار آیا جسکی اُس سے اُمید تھی ع ے ترا وچہ چشم آنچہ درآرزو من است **مدائنی** نے کتاب صفین مین روایت کی ہے کہ جب اہل عراق نے
ابو موسیٰ کو تحکیم کے لئے طلب کیا اور وہ معسکر امیر المومنین مین داخل ہوا تو عبد اللہ بن عباس اُسکے پاس آئے - اور کہا اے ابو موسیٰ تجھکو ان لوگون نے بسبب کسی شرف و
فضیلت کے اختیار نہین کیا - تحقیق کہ مہاجرین و انصار سے بہت سے اشخاص یہان پر موجود ہین جو رتبہ مین تجھ سے فائق و سابق ہین - مگر چونکہ لشکر شام مین اہل یمن
کثرت سے ہین انہون نے کہا کہ ہمارا حکم بھی یمنی ہونا چاہئے - قسم بخدا کہ میرا گمان یہہ ہے کہ یہہ امر ہمارے اور تیرے دونو کے لئے بُرا ہے اور یہہ ایک بلائے بد ہے جو تیرے
سر لگائی گئی ہے - آگاہ رہ کہ معاویہ مین کوئی وصف نہین جس سے وہ مستحق خلافت ہوسکے - اگر تیرا حق اُسکے باطل پر غالب آیا تو فبہا ورنہ وہ ضرور تجھ سے اپنی حاجت
پوری کرے گا - اے ابو موسیٰ تو جانتا ہے کہ معاویہ طلیق الاسلام ہے اور اُسکا باپ راس و رئیس احزاب تھا وہ بلا مشورت بیعت خواستگار منصب خلافت ہے اگر کہے
کہ عمر و عثمان نے مجھکو عامل شام مقرر کیا تو یہہ درست ہے مگر اس سے خلافت تو نہین مل سکتی - عمر و عثمان کے اور بہت سے عامل تھے جو مدعی خلافت نہین - اور نیز عمر اُسکے
لئے بمنزلہ طبیب تھا شہوات نفسانی سے اُسکو پرہیز دلاتا تھا اور مکروہ طبع کی طرف مائل و راغب کرتا - عثمان خلیفہ ہوا تو اُس نے عمر کی پیروی کی اور بدستور اُسکو اُس کام پر
رہنے دیا - تجھ پر مخفی نہ رہے کہ عمرو عاص کے تمام کار و بار بظاہر تجھکو خوشنما معلوم ہونگے مگر باطن اُنکا خوب نہین - اور بھولے تو بھولے یہہ بات ضرور یاد رکھنا کہ علی کے ساتھ
اُس قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابو بکر - عمر - عثمان کے ساتھ بیعت کی تھی - اور وہ بیعت ہدایت ہے - اور آنحضرت نے جو جنگ کی ہے تو صرف ناکثین و اہل عصیان
کے ساتھ جنگ کی ہے - ابو موسیٰ نے کہا رحمک اللہ قسم بخدا کہ مین بجز علی کے کسیکو اپنا امام و پیشوا نہین جانتا - اور جو باتین تو نے کہین ہین اُن سب سے آگاہ ہون - اور
دوست نہین رکھتا کہ حق کو چھوڑ کر معاویہ و اہل شام کی مرضی کی پیروی کرون **نقل** ہے - کہ کسی نے ابن عباس سے پوچھا کہ علی نے عمرو عاص کے مقابلہ مین تمکو حکم
کیون نہ مقرر کیا - کیا بات اس سے مانع آئی کہا اسمین قضائے خدا حائل ہوئی اور محنت ابتلا و قصر مدت نے منع کیا - قسم بخدا کہ اگر مین حکم ہوتا تو سانس کو عمرو عاص پر تنگ
بند کرتا اور ہر نقض و ابرام مین اُس پر غالب رہتا مگر مقدر نے سبقت کی اور افسوس باقی رہ گیا - لیکن آج کے بعد کل آنیوالی ہے اور خوبی آخرت امیر المومنین کے لئے ہے
بالجملہ ابو موسیٰ دومتہ الجندل مین پہنچا تو عمرو عاص کہ پہلے سے وہان موجود تھا بڑے تپاک سے ملا دور سے آتا ہوا دیکھکر سر و قد تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا اور آگے بڑھکر
استقبال کیا اور بکمال گرمجوشی سلام بجالایا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ پر رکھا اور کہا اے برادر مدت مفارقت کو طول ہوا اور شوق ملاقات نے غلبہ پایا - پس اُسکو
اپنی مسند پر بٹھایا اور اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگا پھر کھانا منگایا دونو نے ملکر کھایا پس ابو موسیٰ اپنی قیام گاہ مین آیا - اُسکے بعد ہر روز اسیطرح باہم ملاقاتین کرتے
ہنستے بولتے کھانا کھاتے باتین کرتے - مگر عمرو عاص اُسکی تعظیم و تکریم روز بروز زیادہ کرتا مودب سامنے بیٹھتا - اور مسائل شرعی اُس سے پوچھتا - سوار ہوتا تو اُسکی
رکاب پکڑتا - مجلس سے اُٹھتا - تو نعلین اُٹھا کر اُسکے سامنے دھرتا - اور اُسکی خدمت گزاری مین بہت جد و جہد بجالاتا - اور کہتا کہ تجھکو سابقہ اسلام و علم و عمل مین
وہ رتبہ ہے کہ دوسرے کو ابنائے زمان مین نہین - اس طرح پر اُسکو فریب دیتا - اور سخن مطلوب کے لبون کو آشنا نہ کرتا - تا آنکہ چند روز اس پر گزر گئے **نصر** کہتا ہے کہ سعد
بن ابی وقاص کہ مرد دانشمند اور قریش مین صاحب عزت و اعتبار تھا - اور علی و معاویہ سے علحدہ زیست کرتا تھا - اُن ایام مین ان اخبار و آثار کی جستجو مین ارض بادیہ
آب بنی سلیم پر خیمہ زن تھا - عمر سعد (قاتل امام حسین) اُسکا بیٹا دومتہ الجندل سے اُسکے پاس گیا اور کہا عبد اللہ بن قیس و عمرو عاص خلافت مسلمانان مین بحث
کرنے کے لئے یہان جمع ہوئے ہین قریش سے بہت اشخاص اُنکے ہمراہ ہین تو اصحاب سول خدا سے ہے اور آنحضرت کا تیرے حق مین ارشاد ہے اِتَّقُوا دَعْوَتَهُ

پرہیز کرو دعا سعد سے اور نیز اہل شورے مین داخل ہونے کا فخر رکہتا ہے اور ابتک کسی ایسے کام مین داخل نہین ہوا جو خلاف مصلحت عامہ مسلمانان ہو۔ پس دومۃ الجندل مین تیرا حاضر ہونا ضروریات سے ہے اور تو اسکے سزاوار ہے۔ سعد نے کہا آہستہ رہ اے عمر کہ مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ میرے بعد ایک فتنہ ہونیوالا ہے بہترین آدمیان اُسوقت وہ ہوگا۔ جو اس سے کنارہ کش رہے۔ علاوہ ازین مین ابتدا سے اس کام مین شریک نہ تھا تو اب آخر مین کیون داخل ہون اور اگر مین اسمین دخل دیتا تو البتہ علی بن ابیطالب کے ساتھ ہوتا۔ مگر تجھکو معلوم نہین کہ تیرے باپنے بوقت شورے اپنا حق اورون کو بخشدیا اور خود علیحدہ رہا عمر اپنے باپ کی رائے معلوم کرکے اُلٹا پھر گیا۔ اور نیز نصر نے روایت کی ہے۔ کہ عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر وغیرہ چند اشخاص قریش سے معاویہ کیطرف بدل مائل تھے۔ مگر جنگ مین اُسکی نصرت کرنے سے کراہت رکھتے تھے جنگ صفین موقوف ہوئی تو اُس نے پیغام بھیجکر اُنکو اپنے پاس بُلا لیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کہ طائف مین گوشہ گزین تھا۔ اُسکے پاس حاضر ہوا۔ معاویہ نے مغیرہ کو دومۃ الجندل بھیجا کہ حکمین کا حال دریافت کرے کہ کیا رائے رکھتے مین مغیرہ وہان پہنچکر اول ابوموسیٰ سے ملا۔ اور کہا اے ابوموسیٰ تو اُس شخص کے بارہ مین کیا کہتا ہے جو اس کُشت و خون سے علیحدہ رہا اور طرفین سے کیسکا ساتھ نہ دیا کہا وہ بہترین خلائق ہے اُسکی پشت بار معاصی سے سبک و خفیف اور اُسکا شکم لقمہ حرام سے خالی ہے۔ پھر عمرو عاص کے پاس گیا اور اس سے یہی سوال کیا۔ اُس نے کہا ایسا شخص بدترین خلائق ہے نہ اُس نے معرفت حق حاصل کی۔ نہ باطل پر انکار عمل مین لایا۔ پس مُغیرہ مُعاویہ کے پاس آیا اور کہا مینے ان دو مرد کا عندیہ دریافت کیا۔ عبداللہ بن قیس تو چاہتا ہے کہ اپنے صاحب کو بھی خلافت سے خلع کرے۔ اور کسی دوسرے کو جو ان قضایا سے علیحدہ رہا ہو نصب فرمائے لیکن عمرو پس تو جانتا ہے کہ وہ تیرا صاحب اور دوست ہے۔ الا ان اشخاص کا خیال ہے کہ وہ خلافت کو اپنے لئے چاہتا ہے اور آپکو تجھ سے زیادہ اُسکا حقدار تصور کرتا ہے۔ نصر کہتا ہے کہ اس آخری فقرہ سے معاویہ کو بہت تردد ہوا اور اُس نے کچھ اشعار اس مضمون کے عمرو عاص کے پاس بھیجے عمرو نے چند شعر اُسکے جواب مین معاویہ کو لکھ بھیجے جس سے اُسکی تشویش دور ہوگئی الحاصل جب کچھ عرصہ گزر گیا اور حکمین نابکار نے کوئی حکم صادر نہ کیا تو حاضرین پریشان ہوئے کہ مبادا مُدت مُعینہ منقضی ہو جائے اور یہہ قضیہ غیر منفصل رہے اور بضرورت ہمکو پھر جنگ کرنا پڑے۔ لاجرم اُنہون نے تقاضا کیا۔ پس عمرو عاص ابوموسیٰ کے پاس آیا اور پوچھا کہ تونے اس مقدمہ مین کیا فکر کیا۔ ابوموسے نے کہا میرے نزدیک صلاح اُمت و صلاے اُمت اسمین ہے کہ سُنت عمر بن الخطاب زندہ کیجائے اور عبداللہ بن عمر کہ مرد عابد و پرہیزگار ہے اور اس اختلاف و افتراق مین مطلقا شریک نہین ہوا خلافت مسلمانان پر منصوب ہو۔ عمرو نے کہا کیون معاویہ مین تیرے نزدیک کیا قباحت ہے۔ عثمان بظلم شہید ہوا وہ اُسکا وارث خون ہے حقتعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا قریش مین وہ شرف رفیع و پائگاہ عالی رکھتا ہے اور حسن سیاست و آئین ملکداری مین ماہر ہے۔ اور اُسکی صحابی رسولخدا برادر ام حبیبہ اُم المومنین زوجہ رسولخدا ہے اور واضح رہے کہ اگر حکومت و امارت نے معاویہ پر قرار پکڑا تو جو خیر و برکت تجھکو اُس سے حاصل ہوگی دوسرے سے نہ پائیگا۔ ابوموسے نے کہا خدا سے ڈر اے عمرو خلافت اسلام شرف و فخر دنیوی سے علاقہ نہین رکھتی اگر اسی پر استحقاق خلافت ہو تو ابرہہ بن صباح کی اولاد اسکے لئے زیادہ موزون ہے کہ شرق و غرب عالم اُسکے قبضہ قدرت مین تھا۔ یہان دینداری و فضیلت کا کام ہے حالانکہ اگر شرف و منزلت پر بھی ہوتو بھی علی ابن ابیطالب سے زیادہ کوئی اسکے لائق نہین۔ اور یہہ کہ معاویہ وارث عثمان ہے پس مین مہاجرین اولین کے مقابلہ مین نسب عثمان کو معتبر نہین جانتا اور میرے فائدہ کیطرف جو تونے اشارہ کیا تو قسم بخدا کہ مین دین خدا مین رشوت کا قبول کرنے والا نہین۔ مگر ہم کو چاہیے کہ سُنت عمر بن الخطاب کو زندہ کرین۔ یعنی عبداللہ کو خلیفہ بنائین نصر کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مینے ابوموسیٰ نے بارہا کہا کہ اگر میرا قابو ہوا تو عمر کے نام کو دوبارہ زندہ کرونگا۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر

ابن عمر تیرے نزدیک دینداری و پرہیزگاری سے ممدوح و مقبول ہے تو میرا بیٹا عبداللہ موجود ہے اُسکے تقوے و طہارت کا حال تجھ پر پوشیدہ نہین اُسکو اختیار کر - ابوموسی نے کہا درست ہے وہ اسکے لائق تھا مگر تو نے اپنے ساتھ اس فتنہ مین شامل کرکے اُسکو بگاڑ دیا - لیکن عبداللہ بن عمر اس آلائش سے پاک طیب پرہیز ہے - عمروعاص نے کہا اے ابوموسی اس کام کے لئے مرد شریف النفس کریم الطبع درکار ہے جو خود کھلائے اور اوروں کو کھلائے ابن عمر اسکے لئے شایان نہین نصر کہتا ہے کہ امیر المومنین نے شریح بن ہانی کو وصیت کی تھی - کہ جب عمروعاص سے ملے تو آنحضرت کی طرف سے اُسکو کہے کہ افضل خلقِ خدا کے نزدیک وہ شخص ہے کہ کارِ حق کو دوست رکھے گو اسمین نقصان اُٹھائے - اور البعد خلق اُس جلّ شانہٗ سے وہ ہے کہ امر باطل پر کاربند ہو ہر چند اسمین نفع پائے - قسم بخدا کہ تو اے عمرو موضع حق کو پہچانتا ہے پس تجاہل نہ کر اور لطمع دنیا رشوم دوستانِ خدا کی عداوت مت مول لے بتحقیق کہ اسباب و اموالِ دنیا معرض زوال مین ہین کل بروزِ مرگ اس پر حسرت و پشیمانی اُٹھائے گا اور آرزو کریگا کہ کاش میرے ساتھ عداوت نہ کرتا - اور حکمِ خدا مین رشوت نہ لیتا - شریح کہتا ہے کہ مین عمرو سے دومتہ الجندل مین ملا اور پیغام حضرت کا پہنچایا تو دیکھا مینے کہ رنگ اُسکے چہرہ کا متغیر ہوگیا اور بولا کہ مین علی کے ساتھ کب مشورت کرتا تھا - اور کس روز اُنکی رائے پر چلتا تھا جو مجھکو یہہ پیغام بھیجا - مینے کہا اے پسر نابغہ کیا تجھکو بلوغ ہے کہ اپنے مولے و سید و سردار مسلمین سے مشورہ لے اور اُنکی صلاح مانے - ابوبکر و عمر جو تجھسے بہتر تھے آنحضرت سے مشورہ لیتے تھے اور اُنکی رائے پر عمل کرتے تھے کہا مین تجھسے کلام نہ کرونگا مینے کہا کونسے والدین پر میری ہمکلامی سے نفرت کریگا - آیا اپنے باپ وشیظ پر یا مان نابغہ پر پس عمرو وہانسے اُٹھکر چلا گیا اور مین بھی چلا آیا القصہ عمروعاص اپنے کام مین مصروف تھا ابوموسی کی طرح طرح سے خوشامد کرتا - صدر مجلس مین اسکو جگہہ دیتا - کلام و طعام حتے کہ کسی کام مین اُسپر سبقت نہ کرتا اور کہتا اے صاحب رسول اللہ تو عمر مین مجھسے بزرگتر ہے حضرت رسولخدا سے تجھکو میری نسبت زیادہ صحبت رہی ہے پس فوقیت تجھکو ہے جب یہہ عادت جاری و مستمر ہوگئی اور مادہ پختہ ہو کر تیار ہوگیا یعنی ابوموسی اُسکے فریب مین پھنس گیا تو ایک روز خلوت مین اُس سے پوچھا کہ آخری رائے تیری اس قضیہ مین کیا قرار پائی ہے - اُس ملعون نے کہا بہتر ہے کہ ہم ان دونو یعنے امیر المومنینؑ و معاویہ کو خلافت سے خلع کرین اور اس کام کو شورائے مسلمین کے حوالہ کردین جسکو وہ چاہین باتفاقِ خود اپنی حکومت کے لئے اختیار و انتخاب کرین - مگر بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ منحوس رائے اوّل عمروعاص نے پیش کی اور ابوموسی نے اسکو پسند کیا بہرکیف اس گفت و شنید کے بعد ابوموسی اپنے مقام پر آیا تو عبداللہ بن عباس نے اُسکے بشرہ سے حال کو تفرس کرکے کہا قسم بخدا کہ میرا گمان یہہ ہے کہ پسر نابغہ نے تجھکو فریب دیا - اے ابوموسی اگر کسی امر پر تم دونو متفق ہوگئے ہو تو برائے خدا اس قدر التماس میری قبول کر کہ مجمع عام مین وہ اپنی رائے تجھسے پیشتر اظہار کرے - بتحقیق کہ عمروعاص مرد غدار و مکار ہے مجھکو خوف ہے کہ اگر اس قرارداد کو تو نے پہلے بیان کیا تو وہ اس سے پھر جائیگا اور اپنی بارہ مین اُسکے برخلاف ظاہر کریگا اور اس سے ایک فتنہ عظیم حادث ہوگا کہ تدارک اُسکا احاطہ امکان سے باہر ہوگا مگر اُس عقل کے دشمن کے ذرا دھیان مین نہ آیا اور کہا تو یہہ کہا کہ جس بات پر ہمارا اتفاق رائے ہوگیا ہے ممکن نہین کہ کوئی اُس سے انحراف کرے - روضتہ الصفا مین ہے کہ دوسرے روز حکمین اور تمام آدمی مسجد اعظم مین جمع ہوئے ابوموسی نے عمروعاص سے کہا کہ ممبر پر جا اور حدیث متفق علیہ کو سب کے سامنے بیان کر - عمرو نے کہا معاذاللہ ایسا کب ہوسکتا ہے کہ مین تجھ پر پیش قدمی کرون - حالانکہ شرف و فضیلت تجھکو ہے پہلے تو کلام کر پس ابوموسی حسبِ خواہش یار موافق ممبر پر گیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کہا ایہا الناس ہم دونو نے خاص اُمت کی صلاح و بہبود مین بغور نظر کی ہے ہمارے نزدیک کوئی بات اُسکے لئے اس سے اصلح نہین کہ ہم خلافت سے علی بن ابیطالب و معاویہ بن ابوسفیان کو معاف و معذور رکھین

وشیظ پیروان و نوکران مردم و مردم درشت خوئی و گول و گروہ پراگندہ از ہر جا و ہر جنس کہ از یک اصل نباشند - منتہی الادب

حالات جنگ صفین امیر المومنین

اور مسلمین صلاح و مشورہ کرکے جس شخص کو اس منصب کی لائق جانین اُس سے بیعت کرلین - مین اپنی طرف سے علی و معاویہ دونو کو خلافت سے خلع کرتا ہون یہہ کہکر انگشتری
اپنے انگشتِ نجس سے تمثیل کے لیئے نکال لی اور ممبر سے اُتر آیا - پس عمرو عاص ممبر پر گیا اور کہا اے معشر حاضرین تم نے سُنا کہ ابوموسیٰ نے اپنے صاحب یعنے علی بن ابیطالب کو
خلافت سے خلع کیا مین بھی اُسکو خلع کرتا ہون اور اپنے صاحب یعنے معاویہ بن ابی سفیان کو خلافت پر قایم و ثابت کرتا ہون - تحقیق کہ وہ ولیِ عثمان اور خواستگار
اُسکے خون کا ہے اور سب سے زیادہ جگہہ پر بیٹھنے کا استحقاق رکہتا ہے - پس اپنی انگوٹھی کو اپنی اُنگلی مین پہن لیا - اسپر شور و غلغلہ حاضرین سے بلند ہوا اور ابوموسیٰ عمرو عاص کو
دُشنام دینے اور بُرا کہنے لگا - کہ تو نے غدر کیا اور عصیانِ خدا مین داخل ہوا ہمارے درمیان یہہ قرار نہ پایا تھا اِنَّمَا مَثَلُكَ مَثَلُ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ
تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ تیری مثال کُتّے کی ہے - اُس پر حملہ کرین تو زبان نکال دیتا ہے نکرین اور چھوڑ دین تو زبان نکال دیتا ہے - عمرو عاص نے کہا اِنَّمَا مَثَلُكَ مَثَلُ الْحِمَارِ
يَحْمِلُ اَسْفَارًا تیری مثال گدھے کی ہے - کہ اُس پر بھاری بھاری کتابین لادی جاتی ہین اور وہ اُنکے مضامین سے کچھ خبر و آگاہی نہین رکھتا پس یہہ دونو گدھے
و کتّے خوب باہم گالی گلوچ ہوئے اور مثلِ مشہور گوشتِ خرِ دندانِ سگ ان پر راست آئی - عبدالرحمن بن ابوبکر نے کہا اے کاش ابوموسے موت تجھکو آئی ہوتی کہ یہہ حکم
تجھسے صادر نہوتا عبداللہ بن عباس نے کہا یہہ اسکا قصور نہین قصور اُسکا ہے جس نے اُسکو حکم مقرر کیا - شریح بن ہانی نے شدتِ غضب مین تازیانہ عمرو عاص کے
لگایا لوگون نے درمیان آکر اُسکو تسکین دی اسکے بعد شریح ہمیشہ افسوس کرتا تھا کہ کیون مینے اُس روز بجائے تازیانہ کے تلوار عمرو کے سر پر نہ ماری کہ دنیا اُسکے لوث
وجود سے پاک ہو جاتی بعض حُضار نے کہا حکومت صرف خدا کے لیئے ہے ابوموسیٰ و عمرو عاص اسمین دخل نہین رکھتے - اور ایک گروہ نے اہلِ عراق سے چاہا کہ شمشیر
انتقام کھینچکر زیر ممبر ہی ہنگامہ کارزار گرم کرین لیکن عدی بن حاتم طائی نے یہہ کہکر کہ جہاد بے اذن امام علیہ السلام جائز نہین اُنکو روکا - اور یہہ صورت اہلِ حجاز
خصوصًا بنی ہاشم پر ازبس ناگوار و شاق معلوم ہوئی اور اُنھون نے وہ اشعار پڑہے جو عباس بن عبدالمطلب عمِّ رسول نے ابوبکر کی بیعت کیوقت تصنیف کئے تھے
ترجمہ فارسی اُنکا یہہ ہے ؎ ندانم خلافت چرا منصرف - شد از ہاشم آنگاہ از بوالحسن - نہ او اولین مقبلِ قبلہ بود - نہ او عالمِ وحی بعد و سنن نہ اقرب بعہد نبی بود او -
معین جبرئیلش بغسل و کفن - جز او مجمعِ جملہ اوصاف کیست - ز قدرِ علی و ز خلقِ حسن - جماعت قاریانِ قرآن جو اُس مجلس مین حاضر تھے ابوموسے کی مذمت کرنے
اور اُسکو گالیان دینے لگے کہ امیر المومنین علی تیری حماقت کو جانتے تھے کہ تجھکو حکم کرنے سے انکار کرتے تھے - اور بعض شیعیانِ امیر المومنین نے ارادہ اُسکے قتل کا کیا
مگر وہ وہان سے جان بچا کر مکہ کو بھاگ گیا - اور سعید بن قیس ہمدانی نے کہ بزرگانِ عرب اور مخلصانِ امیر المومنین سے تھا کہا قسم بخدا کہ اگر ابوموسیٰ و عمرو عاص
راہ ہدایت و رشاد پر بھی ہوتے تب بھی ہمارے عقیدون کو زیادہ نہ کر سکتے اب اُنکی ضلالت و گمراہی سے ہم پر کچھ لازم نہین ہوا اور ہم ذرا اُنکی پروا نہین کرتے اُنسے
جیسی آغازِ کار مین امید تھی ویسی ہی انجام مین ثابت ہوئی - ہم آج اُسی اپنے یقینِ کامل پر ہین جس پر کہ کل تھے - یعنی حکمین کا قول و قبول ہمارے نزدیک یکسان ہے
اور کردوس بن ہانی نے چند اشعار بکمال غیظ و غضب پڑہے جو متضمن بر ضاد بر امامت امیر المومنین و انکارِ خلافتِ معاویہ و تبرا از حکم حکمین تھے - علے ہذا اسیطرح
اور لوگون نے کلام کئے - پھر یہہ مجمع متفرق ہو گیا - عمرو عاص اپنے ہمراہیون کی ساتھ شام کو چلا گیا اور وہان پہنچکر معاویہ کو بخلافت سلام کیا - اور اہلِ عراق کوفہ کو

یہہ روایت روضۃ الصفا کی ہے اور اصل اشعار عربی یہہ ہین ؎ مَا كُنْتُ اَحْسَبُ هٰذَا الْاَمْرَ مُنْصَرِفًا ٭ عَنْ هَاشِمٍ ثُمَّ مِنْهَا عَنْ اَبِي الْحَسَنِ ٭
اَلَيْسَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰى لِقِبْلَتِهِمْ ٭ وَاَعْلَمَ النَّاسِ بِالْاٰيَاتِ وَالسُّنَنِ ٭ وَاٰخِرَ النَّاسِ عَهْدًا بِالنَّبِيِّ وَمَنْ ٭ جِبْرِيلُ عَوْنٌ لَهٗ فِي الْغُسْلِ وَالْكَفَنِ
مَنْ فِيهِ مَا فِيهِمْ لَا يَمْتَرُونَ بِهٖ - وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ مَا فِيهِ مِنَ الْحَسَنِ ٭ مَاذَا الَّذِي رَدَّكُمْ عَنْهُ فَنَعْلَمُهٗ ٭ هَا اِنَّ بَيْعَتَكُمْ مِنْ اَوَّلِ الْفِتَنِ ٭
اور بعض نے کہا ہے کہ قائل ان اشعار کا حسان بن ثابت ہے اور وہ قبل اسکے کہ عثمان نے بیت المال سے اموالِ کثیرہ دیکر اپنا فدائی بنا لیا مستقیم الاعتقاد تھا - اور اصح موافق قول سید
مرتضیٰ علم الہدیٰ کے یہہ ہے کہ قائل اُنکا ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے ۱۲ مجالس المومنین ٭

واپس آئے اور امیر المومنین کی خدمت مین ماجرے بیان کیا نصر کہتا ہے کہ حضرت کو حکمین کی شرارت اور ابوموسے کی حماقت کا حال معلوم ہوا تو بہت غمگین ہوئے اور اپنے صحاب کو جمع کرکے یہہ خطبہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنْ اَتَی الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ وَالْحَدَثِ الْجَلِیْلِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَیْسَ مَعَهٗ اِلٰهٌ غَیْرُهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ مَعْصِیَةَ النَّاصِحِ الشَّفِیْقِ الْعَالِمِ الْمُجَرَّبِ یُوْرِثُ الْحَسْرَةَ وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ وَقَدْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ فِیْ هٰذِهِ الْحُكُوْمَةِ اَمْرِیْ وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُوْنَ رَاْیِیْ لَوْ كَانَ یُطَاعُ لِقَصِیْرٍ اَمْرٌ فَاَبَیْتُمْ عَلَیَّ اِبَاءَ الْمُخَالِفِیْنَ الْجُفَاةِ وَالْمُنَابِذِیْنَ الْعُصَاةِ حَتّٰی ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهٖ وَضَنَّ الزَّنْدُ بِقَدْحِهٖ فَكُنْتُ وَاِیَّاكُمْ كَمَا قَالَ اَخُوْ هَوَازِنَ ؎ اَمَرْتُكُمْ اَمْرِیْ بِمُنْعَرَجِ اللِّوٰی ✦ فَلَمْ تَسْتَبِیْنُوا النُّصْحَ اِلَّا ضُحَی الْغَدِ ✦

یہہ خطبہ نہج البلاغہ مین مذکور ہے خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ تمام محامد حقتعالی کے لئے ثابت و مسلم ہین ہرچند دہر غدار نے مصیبت عظیم و حادثہ جلیل واقع کیا۔ اور گواہی دیتا ہون مین وحدانیت خدا پر کہ اسکے سوا کوئی معبود نہین اور اسپر کہ محمد مصطفےٰ اسکے بندہ اور پیغامبر ہین اما بعد ناصح شفیق و دانا و تجربہ کار کا حکم نہ ماننا بلاشبہ باعث حسرت و موجب ندامت ہوتا ہے مینے اس حکومت کے بارہ مین تمکو نصیحت کی اور اپنی مخزون رائے صاف صاف تمہارے سامنے بیان فرمائی مگر تم نے میری اطاعت نہ کی۔ اور مثل مخالف جفاکار و منکر عصیان شعار اسطرح پر رد و انکار عمل مین لائے کہ ناصح اسکو دیکھکر نصیحت گری مین متزلزل ہوجائے اور زند یعنے چوب یا سنگ آتش زنہ ایسی حالت مین آگ نکالنے مین بخیلی کرنے لگے۔ پس میرا حال تمہارے ساتھ اخو ہوازن یعنے برادر قبیلۂ ہوازن کے حال کی مانند ہے جس نے یہہ شعر کہا اَمَرْتُكُمْ اَمْرِیْ الخ[1] (مینے تمکو وہ اپنی قوم کو کہتا ہے) مقام منعرج لوی مین حکم کیا۔ اور اپنی رائے جتلائی۔ مگر تم پر اسکا مضمون بوقت چاشت روز آئندہ آشکار ہوا جبکہ نقصان اٹھا چکے پھر فرمایا۔ آگاہ رہو کہ یہہ دو مرد جنکو تم نے حکم کیا تھا۔ حکم قرآن کے تارک اور اپنی ہوا و نفسانی کے تابع ہوئے انہون نے زندہ کیا اسکو جسکو قرآن مارتا تھا۔ اور بلا حجت و بینہ و سنت ماضیہ حکم کیا۔ معہذا اپنے اپنے حکم مین اختلاف کیا۔ پس طریق رشاد و راہ سداد سے دور جا پڑے۔ پس تم جہاد کے لئے آمادہ ہوا اور چلنے کی تیاری کرو اور فلان تاریخ لشکرگاہ مین حاضر ہو۔ روضۃ الصفا مین کتاب مستقصی سے نقل کیا ہے کہ جب خلائق محاکمہ سے واپس آکر امیر المومنین کی خدمت مین داخل ہوئی تو معاویہ۔ و عمرو عاص و ابوالاعور و حبیب بن مسلم فہری۔ و ضحاک بن قیس و ولید بن عتبہ و ابوموسے اشعری پر ممبرون پر جہر کر لعنت کرتے تھے معاویہ ملعون نے یہہ سنا تو حکم دیا کہ امیر المومنین علیؑ۔ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و عبد اللہ بن عباس و مالک اشتر پر لعنت کرین اَللّٰهُمَّ الْعَنْ جَمِیْعَ اَعْدَاءِ اَهْلِ الْبَیْتِ لَعْنًا وَبِیْلًا وَعَذِّبْهُمْ عَذَابًا وَبِیْلًا اَبَدًا اَلِیْمًا

بیان کفر معاویہ و عمرو عاص وغیرہما از اہل شام

آخوند مجلسیؒ نے بحار الانوار مین کتاب عیون الاخبار سے نقل کیا ہے کہ

[1] لَوْ كَانَ یُطَاعُ لِقَصِیْرٍ اَمْرٌ اگر قصیر کے حکم کی اطاعت ہوتی یہہ ضرب المثل ہے ہر ناصح شفیق صواب رائے کے لئے جسکی نافرمانی کی جائے اور جزا اس شرط کی لَفَعَلْتُمْ اسکے بعد سے مقدر ہے یعنے اگر حکم قصیر کی اطاعت ہوتی تو تم بھی میرے حکم کی اطاعت کرتے اور قصیر یقینا عمر بن عدی کا بسبب اسکی قامت کوتاہ کے۔ اصل اس مثل کی یہہ ہے کہ جذیمہ بن ابرش نے کہ ملک عرب تھا زبا ملکہ جزیرہ کے باپ کو قتل کیا تھا زبا نے براہ فریب اس سے کہلا بھیجا کہ یہان آکر میرے ساتھ شادی کرلے جذیمہ اسکے فریب مین آگیا اور تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر اس طرف روانہ ہوا عمر بن عدی اسکے بھانجے نے جسکا لقب قصیر تھا اسکو سمجھایا کہ عورت فریب دیتی ہے مگر اس نے نہ مانا آخر زبا نے اسکو پکڑ کر قتل کیا تب قصیر نے یہہ کلمہ کہا جو بطور ضرب المثل کے جاری ہوگیا یہہ شعر درید بن صمہ کا ہے اور تمام قصیدہ اسکا دیوان حماسہ مین مذکور ہے قصہ اسکا اسطرح پر ہے کہ درید کے بھائی عبد اللہ بن صمہ نے قبیلہ بکر بن ہوازن کے ساتھ جنگ کیے ان کے اموال کو غارت کیا۔ اور مقام منعرج اللوی پر آکر کچھ اونٹون کو انمین سے نحر کرنا چاہا درید نے اسے سمجھایا کہ قوم تیری طلب مین ہے۔ ابھی الیا نکر۔ مگر اس نے نہ مانا اور نحر کیا۔ اور رات وہان ہی رہا علے الصباح اس قبیلے کے مردون نے آکر ہجوم کیا اور عبد اللہ بضرب سنان زخمی ہوا تب اپنے بھائی درید سے استغاثہ کیا۔ وہ لوگ عبد اللہ کو چھوڑ کر درید پر آئے اور اسکو زخم لگاکر معرکہ مین گرا دیا پس رات ہوگئی اور درید مجروح و زخمی جان بچا لیگیا۔ مگر عبد اللہ مین میت رہا پس درید نے یہہ قصیدہ لکھا اور اس مین بیان کیا کہ عبد اللہ نے میری نصیحت نہ مانی حتے کہ بوقت چاشت روز آئندہ جب آفتاب بلند ہوا اور انہون نے نقصان اٹھایا تب مضمون نصیحت ان پر واضح ہوا۔ پس حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے مقدمہ مین شعر درید سے استشہاد کیا۔ اور اپنے دید کو اخو ہوازن بھتوڑے سے علاقہ سے ان کے ساتھ فرمایا اور ایسا کلام عرب مین بکثرت ہے ۱۲ منہ عفی عنہ لہ مو سبی کرمانی ✦

حضرت امام رضاؑ نے اپنے آباء کرام سے اور انہوں نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ مستحفظین صحاب رسول اللہ اس بات کو خوب جانتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے اہلِ صفین کو اپنے نبیؐ کی زبان پر لعنت کی ہے اور مفتری بلاشبہ زیانکار ہے۔ اور امام محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سورۃ الحاقہ امیر المومنینؑ اور معاویہ کے مقدمہ مین نازل ہوئی ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ سے آخر تک حضرت امیر المومنینؑ کی شان مین ہے اور وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ سے اُسکے آخر تک معاویہ کے حق مین۔ یعنے چند آیات مین حقتعالی نے اہلِ جنت و لغمار جنت کا حال بیان کیا ہے سید و سردار انکے امیر المومنین علیہ السلام ہین۔ اور دیگر چند آیتون مین اہلِ جہنم اور اُنکے عقوبات کا ذکر فرمایا ہے مراد اُنسے معاویہ اور اُسکے امثال ہین۔ اور نیز حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ صاحب سلسلہ معاویہ ہے جسکا ذکر اس آیہ مین ہے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ یعنے پکڑو اُسکو اور غل و زنجیر مین قید کرو اور ایک زنجیر مین جسکا طول ستر ہاتھ کا ہے منسلک کرو تحقیق کہ وہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔ اور معاویہ فرعون ہے اس اُمت کا۔ اور کتاب خصال مین مطابق روایت نصر بن مزاحم کے کتاب صفین مین۔ ایک مرد شامی سے روایت کی ہے۔ کہ اُس نے کہا مینے حضرت رسول خداؐ سے سنا کہ شریر ترین خلقِ خدا پانچ شخص ہین۔ ابلیس لعین۔ قابیل پسر آدمؑ جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ فرعونؑ ذی الاوتاد۔ اور ایک مرد بنی اسرائیل سے جسنے اُنکو اُنکے دین سے برگشتہ کیا۔ اور ایک مرد اس اُمت سے جسکے ساتھ باب لُدؑ پر بیعت کرین گے۔ مرد شامی راوی حدیث کہتا ہے کہ پس بعد مدت دراز دیکھا مین نے کہ لوگ معاویہ سے باب لُد کے نزدیک بیعت کرتے ہین مجھکو ارشاد حضرت رسالت پناہ کا یاد آیا اور معاویہ سے جدا ہوکر امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور کتاب اختصاص مین یحیی بن طویل سے روایت کی ہے کہ مین سفر مکہ مین امام زین العابدینؑ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ اپنے استر پر سوار تھے اور مین راحلہ پر اثنار راہ مین وادی ضجنانؑ سے ہمارا گزر ہوا مینے ایک مرد سیاہ فام کو کہ زنجیر آہن اُسکے گلو مین تھی دیکھا کہ ہماری طرف متوجہ ہے اور کہتا ہے یَا عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ اِسْقِنِیْ سَقَاكَ اللّٰهُ اے علی بن الحسین سیراب کرو حقتعالی تمکو بروز قیامت سیراب کرے۔ حضرت نے سر جھکا لیا اور سواری کو مہمیز کیا۔ مینے پھر کر دیکھا تو ایک مرد اُسکو پیچھے سے کھینچتا ہے اور کہتا ہے اُسکو پانی نہ دینا۔ خدا اُسکو پانی نہ دے۔ پس مینے بھی اپنے شتر کو ایڑ لگائی اور آنحضرتؑ کی ملحق ہوگیا امام نے فرمایا کیا دیکھا تو نے مینے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا۔ فرمایا یہہ معاویہ ملعون تھا اور نیز منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ اثناء سفر مکہ مین وادی ضجنان مین پہنچے تو تین مرتبہ فرمایا لَا غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ۔ خدا تجھکو نہ بخشے پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے کہ جانتے ہو کہ مینے کس سے یہہ کلام کیا۔ پھر خود فرمایا کہ معاویہ بن ابوسفیان میرے پاس سے گزرا اُسکی گردن مین زنجیر تھی اور وہ مارے پیاس کے زبان نکالے تھا۔ اور مجھسے کہتا تھا کہ میرے لیے استغفار کرو۔ پھر فرمایا یہہ ایک وادی ہے وادی ہائے جہنم سے۔ اور شیخ طوسی نے کتاب امالی مین روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ قنوت نماز صبح مین معاویہ عمرو عاص۔ ابوموسی اشعری۔ ابوالاعور سلمی اور اُنکے اصحاب پر لعنت کرتے تھے اور یہہ مضمون اکثر کتب اہلِ سنت مین مثل کنز العمال وغیرہ کے نقل کیا ہے پس جسکو امیر المومنینؑ قنوتات نماز مین لعنت کرین کبھی مسلمان نہین ہوسکتا اور نصر بن مزاحم نے کتاب صفین مین روایت کی ہے کہ علیؑ نے رایات اہلِ شام کو دیکھا تو فرمایا قسم ہے اُس خدائے عز و جل کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا فرمایا کہ یہہ لوگ اسلام نہ لائے تھے۔ مگر اُس پر مجبور کئے گئے تھے جب اعوان و انصار ہم پہنچے تو ہماری عداوت کی طرف مراجعت کی۔ الا نماز کو اُنہون نے ترک نہین کیا

ملہ فرعون ذی الاوتاد۔ و تدمیخ اوتاد جمع۔ فرعون میخون والا۔ کہتے ہین کہ جب وہ کسیکو عذاب کرتا تو اُسکو زمین یا تختہ پر چت لٹا کر چارہ ہاتھ پاؤن مین چار میخین ٹھونکتا اس لیے یہہ لقب پایا ۱۲ کذا فی مجمع البحرین۔ ملہ لُد بالضم دیہے است بفلسطین گویند عیسی علیہ السلام دجال را بر در آن دہ خواہد کشت ۱۲ منتہی الارب ملہ ضجنان کسکران کوہی است نزدیک مکہ معظمہ کوہے است و قیح سیاہ ۱۲ منتہی

اور اُسی کتاب مین ہے کہ بروزِ صفین ایک شخص نے عمار یاسر سے کہا اے ابوالیقظان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے نہین فرمایا کا قاتلوا الناس حتے اسلموا فاذا اسلموا عصموا منی دمائھم و اموالھم کہ جہاد کرو تا اینکہ اسلام لائین جب مسلمان ہوگئے تو اُنکے جان ومال مجھسے محفوظ مین عمار نے کہا البتہ رسولخدا نے یہہ فرمایا لیکن قسم بخدا کہ یہہ لوگ مسلمان نہین ہوئے بلکہ اسپر مجبور کئے گئے تھے جب انصار و عوان ملے تو اپنے کفر کی طرف معاودت کی اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحاب رسولخدا سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ معاویہ میرے ممبر پر خطبہ کہہ رہا ہے اسکو قتل کرو۔ ابوسعید خدری صحابی نے کہا فما فعلوا ولا افلحوا اُنہون نے تعمیلِ ارشادِ نبوی نہ کی اور فلاح نہ پائی۔ اور عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ معاویہ ایک تابوت مین ہے درجۂ زیرین جہنم مین اگر فرعون انا ربکم الاعلیٰ نہ کہتا تو معاویہ سے نیچے درجہ مین کوئی نہوتا۔ اور نیز منقول ہے کہ معاویہ و فرعون مین ایک درجہ کا تفاوت ہے فرعون ایک درجہ نیچے اسلئے ہے کہ اُس نے خدائی کا دعوے کیا تھا۔ اور نیز ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ معاویہ اسلام پر فوت نہوگا۔ اور جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ معاویہ مرے گا تو میری ملت پر نہوگا۔ اور امیر المومنین سے منقول ہے کہ مینے حضرت رسولخدا کو خواب مین دیکھا تو شکایت کی او وولد وامت کی یعنی انحراف اُمت اور اُنکی خصومت کا گلہ کیا۔ فرمایا نظر کر پس نظر کی مینے کہ معاویہ و عمرو عاص جہنم مین اُلٹے لٹکتے ہین اور اُنکے سر سنگہار دوزخ سے توڑے جاتے ہین مناقب ابن شہر آشوب مین کتبِ عامہ سے تفسیر آیہ کریمہ الیس اللہ باحکم الحاکمین مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا ایک مرتبہ امّ ہانی خواہر امیر المومنین کے گھر مین استراحت کرتے تھے کہ یکایک مضطربانہ خواب سے بیدار ہوئے سبب اضطراب کا دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ حقتعالی نے اسوقت مجھکو عالمِ رؤیا مین قیامت و اہوالِ قیامت کی سیر کرائی اور جنت و نعمات جنت و جحیم و عذاب الیم کو مشاہدہ کرایا پس دیکھا مینے کہ معاویہ و عمرو عاص درمیان آتشِ جہنم کے کھڑے ہین اور اُنکے سر حجارۂ جہنم سے جو مثل آتش مشتعل ہین توڑے جاتے ہین اور اُنسے سوال کرتے ہین کہ کسلئے ولایتِ علی بن ابی طالب پر ایمان نہین لائے۔ کتابِ معانی الاخبار مین امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ حضرت رسولخدا کے پاس بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا۔ حضرت نے دستِ مبارک سے اُسکی طرف اشارہ کرکے فرمایا جو اسکو پاوے در آنحالیکہ یہہ امیر ہو تو چاہئے کہ تلوار سے اسکا پہلو چاک کرے۔ امام عالیمقام فرماتے ہین کہ ایک شخص جس نے یہہ حدیث زبانِ مبارک پیغمبر سے سُنی تھی۔ ایک مرتبہ شام مین حاضر تھا معاویہ کو دیکھا کہ ممبر پر خطبہ کہہ رہا ہے شمشیر میان سے نکالی اور اُسکی طرف بڑھا لوگون نے اُسے روکا کہ اے بندۂ خدا کیا چاہتا ہے اُس نے مضمونِ حدیث بیان کیا اور کہا چاہتا ہون کہ معاویہ کا شکم چاک کرون اُنہون نے کہا لیکن تجھکو معلوم ہے کہ کسنے اسکو امیرِ شام مقرر کیا ہے کہا نہین شامیون نے کہا امیر المومنین عمر خطاب نے اُس مرد نے کہا امیر المومنین کا حکم بسر و چشم قبول منظور ہے۔ اور نیز اُسی کتاب مین امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم اور آلِ ابوسفیان دو خانوادے ہین ہمارے درمیان خدا کے لئے عداوت ہے۔ ہمنے حق سبحانہ تعالی کی تصدیق کی اُنہون نے اُسکی تکذیب کی۔ پس ابوسفیان نے حضرت رسولخدا کے ساتھ جنگ کیا اور معاویہ نے امیر المومنین کے سامنے تلوار کھینچی یزید پلید نے امام حسینؑ کو قتل کیا اور سفیانی حضرت قائم آلِ محمد کے ساتھ لڑائی کریگا ع داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی۔ کہ از و وز سہ کس او بہ پیمبر چہ رسید۔ پدرِ او دُرِ دندانِ پیمبر بشکست۔ مادرِ او جگرِ عم پیمبر بمکید۔ خود بناحق حقِ داماد پیمبر بگرفت۔ پسرِ او سر فرزند پیمبر ببرید۔ برچنین قوم تو لعنت نکنی شرمت باد لعنۃ اللہ یزیدا و علی آلِ یزید اور کتابِ عیون الاخبار مین نقل کیا ہے کہ حضرت امام رضا کے زمانہ مین خراسان مین ایک شخص نے اپنی زوجہ کے طلاق پر قسم کھائی کہ معاویہ صحاب رسولخدا سے نہین فقہار وقت نے فتویٰ وقوعِ طلاق کا دیا امام رضا علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپنے فرمایا۔ طلاق واقع نہین

ہوا فقہا نے حضرت کیخدمت مین رقعہ لکھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کسطرح فرماتے ہین کہ طلاق واقع نہین ہوا حضرت نے اُسکے جواب مین لکھا کہ تم لوگون نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جو لوگ بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے اُنکو فرمایا اَنتُم خَیرٌ وَ اَصحَابِی خَیرٌ وَلَا ھِجرَۃَ بَعدَ الفَتحِ یعنی تم خوب ہو اور میرے اصحاب خوب ہین اور ہجرت بعد فتح کے نہین - بموجب اس حدیث کے اہل مکہ اصحاب سے خارج اور ہجرت بعد فتح کے باطل ہے - پس اُنھون نے قول امام کی طرف رجوع کی اور نصر بن مزاحم نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ زید بن ارقم ایک روز معاویہ کے پاس آیا اُسوقت معاویہ و عمرو عاص دونو ایک جا سریر پر بیٹھے تھے - زید نے دیکھا تو اپنے آپ کو اُنکے درمیان ڈالا - عمرو عاص نے کہا تجھکو اور جگہ بیٹھنے کو نہ ملتی تھی - کہ میرے اور امیر المومنین کے درمیان آکر حائل ہوا زید نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت رسالتپناہ ایک غزوہ پر تشریف لیجاتے تھے اور تم دونو شامل لشکر تھے - ایک روز تمکو مجتمع دیکھا - اور نگاہ تند تمہاری طرف دیکھتے رہے پھر دوسرے اور تیسرے روز باہم دیکھتے رہے - پھر فرمایا جب معاویہ و عمرو عاص کو مجتمع دیکھو انمین جدائی ڈالو تحقیق کہ وہ کبھی خیر پر اکٹھے نہونگے اور علامہ زمخشری نے ربیع الابرار مین روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا کھڑے تھے ناگاہ ابوسفیان اپنے دراز گوش پر سوار نمودار ہوا یزید اُسکو آگے سے کھینچتا تھا معاویہ پیچھے سے ہنکاتا تھا حضرت نے اُنکو دیکھا تو فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الرَّاکِبُ وَالقَائِدُ وَالسَّائِقُ - خدا لعنت کرے سوار اور کھینچنے والے اور ہنکانے والے پر - اور یہ حدیث کتب معتبرہ اہل سنت مین بطرق متعددہ نقل ہوئی ہے - کتاب تذکرہ خواص الامۃ مین حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے معاویہ حضرت رسولخدا نے بروز خندق تجھکو دیکھا - کہ تیرا باپ شتر پر سوار اور آنحضرت کے جنگ پر لوگون کو ترغیب دیتا ہے اور تو اُسکی سواری کو پیچھے سے ہنکاتا ہے اور تیرا بھائی یزید[1] آگے سے اُسکو کھینچتا ہے - تو حضرت نے فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الجَمَلَ وَرَاکِبَہٗ وَقَائِدَہٗ وَسَائِقَہٗ اور یہی روایت حضرت امام حسن سے آخر عمر ابوسفیان مین جبکہ اُسکی بینائی جاتی رہی تھی - نقل کی ہے اور ابن ابی الحدید نے اپنے شیخ و اُستاد ابو عبداللہ بصری متکلم سے اور اُس نے علم الہدیٰ سے اور اُس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہم مسجد رسولخدا مین داخل ہوئے تو دیکھا لوگ کہتے ہین کہ پناہ لیجاتے ہین ہم طرف خدا کے غضب خدا اور رسولخدا سے مینے اِسکا سبب پوچھا تو کہا معاویہ اسیوقت اپنے باپ کا ہاتھ پکڑکر مسجد سے باہر لیگیا حضرت رسولخدا نے فرمایا لعنت کرے خدا تابع و متبوع پر بہت روز مصیبت کے ہین جو میری اُمت کو معاویہ ذی الاستاہ (بزرگ سرین) سے دیکھنی ہوگی - اور کتاب محاضرات راغب اصفہانی سے منقول ہے کہ معاویہ ایک مرتبہ بیمار ہوا طبیب اُسکے علاج کے لئے حاضر ہوا - اُسکو دیکھکر کہا کچھ خوف نہین شفا ہو جائیگی ایسا ہی ہوا کچھ عرصہ کے بعد شفا ہو گئی چند مدت کے بعد پھر مریض ہوا ایک مرد نصرانی اُسکے پاس داخل ہوا اور کہا ہمارے پاس ایک تعویذ ہے جس بیمار کے باندھتے ہین شفا پاتا ہے - معاویہ نے وہ تعویذ لیکر اپنے گلے مین باندھا پس طبیب اُسکے پاس آیا اور کہا یہ زندہ نہ بچیگا پس اُسی شب معاویہ فوت ہوا لوگون نے طبیب سے پوچھا تو نے کسطرح دریافت کیا تھا کہ یہ ضرور مرجائیگا تو اُس نے کہا امیر المومنین علی بن ابی طالب سے روایت کی گئی ہے کہ معاویہ نہ مریگا الا یہ کہ اُسکی گردن مین صلیب ہوگی مینے اُسکی گردن مین تعویذ دیکھا جسمین صلیب کی صورت موجود تھی

بالجملہ احادیث کثیرہ شہیرہ کہ بطرق سُنی و شیعہ مروی و ماثور ہین دلالت واضحہ رکھتی ہین کہ معاویہ اور اُسکے اصحاب اصحاب ضلالت و غوایت تھے اور دین اسلام سے اصلاً و مطلقاً واسطہ نہ رکھتے تھے لاجرم تمام فرق شیعہ اثناعشریہ وغیرہ اُنکو قطعی دشمن خدا و رسول و داخل کفار مخلد فی النار جانتے ہین اور مخالفین سے فرقہ معتزلہ نے بھی مسئلہ مین اُنکے ساتھ اتفاق رائے کیا ہے چنانچہ عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی شروع شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے وَاَمَّا عَسکَرُ الشَّامِ بِصِفِّینَ فَاِنَّھُم

[1] یزید بن ابوسفیان معاویہ کا بڑا بھائی تھا جو معاویہ سے پہلے حکومت شام پر متمکن تھا یزید بن معاویہ ملعون اُسکے بعد پیدا ہوا اور اُسکے نام سے موسوم ہوا ۱۲ منہ عفی عنہ

هَالِكُوْنَ كُلُّهُمْ عِنْدَ اَصْحَابِنَا لَا يُحْكَمُ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ اِلَّا بِالنَّارِ لِاِصْرَارِهِمْ عَلَى الْبَغْيِ وَمَوْتِهِمْ عَلَيْهِ رُؤَسَاؤُهُمْ وَالْاَتْبَاعُ جَمِيْعًا

ترجمہ لیکن افواجِ شام جو صفین مین حاضر تھین ہمارے صحابکے نزدیک تمام ہالک مین ہر ایک انمین جہنمی ہے۔ کیلئے کہ وہ بغاوت پر اصرار رکھتے تھے اور اسی پر مر گئے انکے رؤسا و اتباع سبکے سب۔ لیکن اشاعرہ اہلِ سنت کہ اکثر وہ وفرہ مین صرف لفظ باغی خاطی کا اطلاق معاویہ پر کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ان حرکتسے کوئی مذمت اُس کی طرف عائد نہین ہوتی کیلئے کہ وہ مجتہد تھا۔ اور مجتہد خاطی مستحق ایک حسنہ کا ہے جیسا کہ مجتہد مصیب دو حسنہ کا استحقاق رکھتا ہے۔ اور بعض اہلِ حق کی گیر و دار سے تنگ ہو کر یہہ بھی کہدیتے ہین کہ وہ ایک بادشاہ تھا بادشاہانِ اسلام سے۔ اور بادشاہ اپنے افعال و اعمال مین خطا و گناہ سے بری نہین ہوتے۔ مگر متعصبینِ اہلِ سنت کا مسلک بالاتر ہے وہ اُسکو بزمرہ صحاب جناب رسالت مآب صاحبِ فخر و فضیلت بسیار جانتے ہین۔ اور بناء بریں امام برحق کہکر بہت سی احادیث پیغمبر اُسکی شان مین وارد اور اُنکو صحیح و ثابت سمجھتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ آنحضرت نے معاویہ کے حق مین دعا کی اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ بار الٰہا تو اُسکو حساب کتاب تعلیم کر اور عذابِ آخرت سے بچا۔ اور نیز روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا پروردگار تو اُسکو ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ بنا مگر شانِ الٰہی دیکھئے کہ انہین سے ائمہ قوم نے مثل بخاری و ابن جوزی وغیرہ کے کہدیا ہے کہ معاویہ کی فضیلت مین کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی۔ اور بعض نے اُسکے کہا ہے لَا اَعْرِفُ لَهٗ فَضِيْلَةً اِلَّا لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ یعنے مین معاویہ کے لئے کوئی فضیلت نہین جانتا الا یہہ کہ پیغمبر نے اُسکے حق مین فرمایا خدا اُسکا شکم سیر نہ کرے فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ بہر کیف ناظرین اوراق ابتداے معاویہ کے کفریات و نکوہیدہ حرکات سے واقف ہین۔ مزید آگاہی کے لئے اس مقام پر بعض حالات اُس منبع سیئات کے زیادہ تر توضیح کے ساتھ بیان ہوتے ہین تاکہ گنجائش تعجب قادیل کی کیلئے باقی نہ رہے اور ناظر انصاف گزین کو قبولِ حق مین ذرا تردد و تامل نہو۔ اور مثل آفتاب درخشان ظاہر و عیان ہوجائے کہ یہہ حضرات جو اُسکی حمایت مین اس قدر ساعی و سرگرم ہین یہہ محض انکا تعصب ہٹ دھرمی اور اعراض و انحراف ہے اہلبیتِ امجاد حضرت رسالت پناہ کیطرف سے بلکہ صریح اُنکا بغض و عناد ہے اُن حضرات کے ساتھ۔ اور نیز روشن ہوجائے کہ باوجود اسکے انحضرات کے ساتھ دعوائے محبت وولا صرف زبانی جمع خرچ ہے واقع مین کچھ بھی نہین۔ پس جاننا چاہئے کہ ایک فعلِ شنیع کہ سر آمد فسق و فجور اور موجب کفر و بیدینی معاویہ اور اُسکے اتباع کا ہوا اور وہ جنگ و جدال ہے ساتھ امام المسلمین امیر المومنین کے بروزِ صفین اور تلوار کھینچنا روبروے اُس جنابکے اور باعث ہونا قتل کا ہزاران ہزار مسلمانون کے۔ کیلئے کہ حضرت امیر المومنین بعد عثمان بالاتفاق امام برحق و خلیفہ مطلق تھے۔ اور اطاعتِ امام و خلیفہ کی بالاجماع جملہ رعایا پر لازم و متحتم ہے علی الخصوص اطاعتِ امیر المومنین کہ مفاخر عالیہ و مناقب سامیہ اُس جناب کے اسلام مین اظہر من الشمس ہین علاوہ برین حدیث صحیح يَا عَمَّارُ تَسْتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَكَ اِلَى النَّارِ جو پیشتر بھی مذکور ہوئی ہے اور بقولِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرحِ مشکوٰۃ مین اہلِ سُنت کے یہان متواترات سے ہے۔ دلیل کافی و برہان شافی ہے ضلالت و گمراہی اہلِ شام پر۔ اور واضح رہے کہ ہر چند محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنی صحیح مین بنظرِ حفظِ ناموس تتمہ حدیث يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ کہ عمار اُنکو جنت کیطرف دعوت کریگا اور وہ اُسکو جہنم کیطرف بلائین گے۔ اخراج نہین کیا۔ مگر اور معتبرین محدثین نے بطرقِ متعددہ اُسکو نقل کرکے بخاری کی قلعی کھولی ہے[عه]۔ پس یہان سے ظاہر ہے کہ معاویہ

[له] یہ عبارت حاشیہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ نسائی مین نسائی سے منقول ہے ۱۲ [عه] جامع الاصول مین ابن حمیدی نے کہا اس حدیث مین ایک مشہور زیادتی ہے جسکو بخاری نے حدیث کے دونون طریقون مین اصلا ذکر نہین کیا شاید اسکو یہ حدیث ان دو طریق سے نہ پہنچی ہو یا پہنچی ہو اور کسی اپنی غرض کیلئے اس زیادتی کو ذکر نہ کیا ہو مگر ابو بکر برقانی و ابو بکر اسمٰعیلی نے کہا کہ اسنے پہلے ان دونون طریقون سے حدیث مذکور کو اسطرح پر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار اور ابو مسعود دمشقی نے اپنی کتاب مین کہا ہے کہ بخاری نے اس زیادتی کو ذکر نہین کیا۔ لیکن باریخ مخصوص یعنی عبد العزیز ابن مختار و خالد بن عبد اللہ واسطی و یزید بن اسلع و محبوب بن حسن۔ و شعبہ نے خالد سے اور اس نے عکرمہ سے اسکو روایت کیا ہے اور اسحاق نے عبد الوہاب سے اسی طرح پر روایت کی ہے۔ مگر حمیدی کہتے کہ وہ حدیث جو بخاری نے بغیر اس زیادتی کے اخراج کی ہے ہمکو سوائے بخاری کے اور طریق سے نہین پہنچی ۱۲ منہ عفی عنہ

واہلِ شام اہلِ جہنم سے ہین تعجب ہے کہ یہہ حضرات ان باغیون طائفون کی محبت مین ایسے غرق ہین - کہ احادیثِ صحیحہ کو جو اُنکے ناری ہونے پر صریح وصاف ہین پس پشت ڈالتے ہین اور علی الزعم اُنکے اُنکو ماجور ومثاب کہتے ہین - آیا مقتضائے محبتِ اہلِ بیتِ پیغمبر یہی ہے کہ جو اُنکے ساتھ جنگ کرین اور درپے اُنکے قتل وافنا کے ہون وہ گنہگار بھی نہ سمجھے جائین بلکہ اُنکے مستحق ایک حسنہ کے اُنکو ٹھیرائین - اگر ابوبکر وعمر کے ساتھ بھی کوئی اس طرح جنگ کرتا تو یہہ حضرات اُسکو بھی ایسا ہی ہادی ومہتدی جانتے یا کچھ اور کہتے - جنگ جمل مین تو بلا قصد طرفین لڑائی ہوجانے کے حیلے سے طلحہ زبیر کی حمایت کی تھی - یہان کونسا عذر پیش کرین گے یہہ اجتہاد خوب تھا کہ حضرت رسول تو فرمادین یا علی حربک حربی علی کے ساتھ حرب کرنا بعینہ میرے ساتھ حرب کرنے کے برابر ہے اور قاتلانِ عمار کو عذابِ جہنم کی بشارت دین - اور یہہ بزرگوار معاویہ کو ان امور مین مجتہد جانین اور مستحق ایک حسنہ کا تصور فرمائین - کیا یہہ اجتہاد بمقابلہ نص بلکہ نصوصِ کثیرہ جائز ومباح ہوسکتا ہے - نہین - ہرگز نہین - روضۃ الصفا مین حافظ ابرو سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا کہ تمام سے عجیب تر یہہ ہے کہ بعض مسلمان معاویہ کو مخالفتِ امیر المومنین مین مجتہد جانتے ہین اور یہہ بات اُنکے نہایت تغافل اور تجاہل ہے - ابن ابی الحدید نے اپنے اُستاد ابو جعفر نقیب سے الطال کلیت عدالتِ صحابہ مین ایک سالہ نقل کیا ہے اُسکے آخر مین ایک کلامِ لطیف ارد کیا ہے خلاصہ اُسکا اس مقام مین درج ہوتا ہے - کہتا ہے کہ تعجب ہے حشویہ و اہلِ حدیث سے کہ وہ معاصی انبیاء کے اثبات مین جہد بلیغ رکھتے ہین حتے کہ اُسکے منکر پر طعن وتشنیع کرتے ہین اور قدرے معتزلی ملحد مخالف نص کتاب اللہ کے نام سے اُسکو یاد کرتے ہین چنانچہ ہمنے سینکڑون ہزارون کو اُنکے دیکھا ہے کہ کبھی کہتے ہین کہ یوسف زنِ عزیز سے اُس مقام پر بیٹھے جہان مرد عورت کے پاس بوقت مجامعت بیٹھتا ہے - گاہے کہتے ہین کہ حضرت داؤد نے اوریا کو قتل کیا کہ اسکی عورت سے نکاح کرین - اور بیہودہ سرائی اس قوم کی اس حد کو پہنچی ہے کہ حضرت رسولخدا کو قبلِ نبوت کافر بتلاتے ہین اور آدم مین قدح کرنا اور صدورِ معصیت کو اُنکے ثبوت کو پہنچانا تو اُنکی عادات مین داخل ہے بڑی شد ومد سے اسپر بحث ومناظرہ کو تیار ہین - مگر جب معاویہ وعمرو عاص جیسے اشخاص مین کوئی کلام کرے - اور صدورِ ذنب وعصیان وارتکابِ فعلِ قبیح سے اُنکی نسبت دے تو اُنکے چہرے سُرخ اور گردنین دراز ہوتی ہین اور آنکھین نکال کر کہتے ہین کہ یہہ بدعتی - رفضی ہے کہ صحابہ کی بدگوئی اور سلفِ صالح کو سب وشتم کرتا ہے - پھر کچھ آگے بڑھکر نقیب مذکور کہتا ہے کہ ہم اُنسے پوچھتے ہین - کہ آیا بیعتِ علیؑ صحیح اور تمام مسلمین پر اُسکا حکم عام تھا - یا نہ اگر صحیح تھی تو جب کوئی خارجی امام وقت پر خروج کرے تو کیا سب مسلمانون کا فرض نہین کہ اُسپر جہاد کرین حتے کہ اُسکو اطاعت امام کیطرف پھیر لائین پس کیا یہہ برأت وبیزاری جو ہم اس زمانہ مین عمرو عاص ومعاویہ سے کرتے ہین مثل اُسی جنگ وجدال کے نہین جو اُسوقت ہم پر لازم ہوتا - کیا ان دونو امر مین کچھ تفاوت ہے - ہم اسوقت صرف اسلئے اُن پر تبرا کرتے ہین کہ اُسوقت موجود نہ تھے کہ اپنے ہاتھون سے اُن پر جہاد کرتے پس اب ہمارا انتہا امر یہہ ہے کہ بجائے اس جنگ کے جسکی طرف ہمکو راہ نہین اُنسے برأت وبیزاری عمل مین لائین اور ان پر لعنت کرین **دیگر** یہہ کہ معاویہ روسیاہی جاوید اپنے لئے آمادہ ومہیا کرتا تھا کہ زبان کو سب وشتم امیر واولادِ طاہرین آنحضرت مین دراز کرتا تھا اور ممبر پر اُس جناب کو والعیاذ باللہ من ذٰلک لعن کرتا تھا - اور حسب الحکم اُس شقی کے تمام ممالکِ اسلام مین یہہ وطیرہ جاری تھا - کہ جمعہ کے روز خطبہ مین حضرت امیر المومنین کی ذم ونکوہش کرتے تھے اور بعد اُسکے فی النار ہونے کے بھی سالہا دراز تک اُسکی اُس سنت خبیثہ پر عمل ہوتا رہا - تا اینکہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عہدِ حکومت مین ایک حکمت عملی سے - اسکو موقوف کیا اور بجائے اسکے آیۂ قرآنی خطبہ مین داخل کی **واقدی** مؤرخ معتبرِ اہلِ سنت نے روایت کی ہے - کہ جب معاویہ بعد بیعتِ امام حسن واجتماعِ ناس عراق سے شام کو واپس گیا - تو اُس نے

واہلِ شام اہلِ جہنم سے ہین تعجب ہے کہ یہہ حضرات اِن باغیون طاغیون کی محبت مین ایسے غرق ہین - کہ احادیثِ صحیحہ کو جو اُنکے ناری ہونے پر صریح وصاف ہین پس پشت
ڈالتے ہین اور علی الرغم اُنکے اُنکو ماجور و مثاب کہتے ہین - آیا مقتضائے محبتِ اہلِ بیتِ پیغمبر یہی ہے کہ جو اُنکے ساتھ جنگ کرین اور درپے اُنکے قتل و افنا کے ہون
وہ گنا ہگار بھی نہ سمجھے جائین بلکہ اُنکے مستحق ایک حسنہ کے اُنکو ٹھیرائین - اگر ابوبکر و عمر کے ساتھ بھی کوئی اس طرح جنگ کرتا تو یہہ حضرات اُسکو بھی ایسا ہی
ہادی و مہتدی جانتے یا کچھ اور کہتے - جنگ جمل مین تو بلا قصد طرفین لڑائی ہو جانے کے حیلے سے طلحہ زبیر کی حمایت کی تھی - یہان کونسا عذر پیش کرین گے
یہہ اجتہاد خوب تھا کہ حضرت رسول تو فرما دین یا علی حربک حربی علی کے ساتھ حرب کرنا بعینہ میرے ساتھ حرب کرنے کے برابر ہے اور قاتلان عمار کو
عذاب جہنم کی بشارت دین - اور یہہ بزرگوار معاویہ کو ان امور مین مجتہد جانین اور مستحق ایک حسنہ کا تصور فرمائین - کیا یہہ اجتہاد بمقابلہ نص بلکہ نصوص
کثیرہ جائز و مباح ہو سکتا ہے - نہین - ہرگز نہین - روضۃ الصفا مین حافظ ابرو سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا کہ تمام سے عجیب تر یہہ ہے کہ بعض مسلمان
معاویہ کو مخالفتِ امیر المومنین مین مجتہد جانتے ہین اور یہہ بات اُنکے نہایت تغافل اور تجاہل ہے - ابنِ ابی الحدید نے اپنے اُستاد ابو جعفر نقیب سے الطال
کلیت عدالتِ صحابہ مین ایک سالہ نقل کیا ہے اُسکے آخر مین ایک کلام لطیف ارد کیا ہے خلاصہ اُسکا اس مقام مین درج ہوتا ہے - کہتا ہے کہ تعجب ہے حشویہ و
اہلِ حدیث سے کہ وہ معاصی انبیاء کے اثبات مین جہد بلیغ رکھتے ہین حتے کہ اُسکے منکر پر طعن و تشنیع کرتے ہین اور قدرے معتزلی ملحد مخالف نص کتاب اللہ
کے نام سے اُسکو یاد کرتے ہین چنانچہ ہمنے سینکڑون ہزارون کو اُنسے دیکھا ہے کہ کبھی کہتے ہین کہ یوسف زنِ عزیز سے اُس مقام پر بیٹھے جہان مرد عورت کے
پاس بوقت مجامعت بیٹھتا ہے - گاہے کہتے ہین کہ حضرت داؤد نے اوریا کو قتل کیا کہ اسکی عورت سے نکاح کرین - اور بیہودہ سرائی اس قوم کی اس حد کو
پہنچی ہے کہ حضرت رسولخدا کو قبلِ نبوت کافر بتلاتے ہین اور آدم مین قدح کرنا اور صدور معصیت کو اُنسے ثبوت کو پہنچانا تو اُنکی عادات مین داخل ہے بڑی
شد و مد سے اسپر بحث و مناظرہ کو تیار ہین - مگر جب معاویہ و عمرو عاص جیسے نخاس مین کوئی کلام کرے - اور صدور ذنب و عصیان و ارتکاب فعل قبیح سے
اُنکے تئین نسبت دے تو اُنکے چہرے سرخ اور گردنین دراز ہوتی ہین اور آنکھین نکال کر کہتے ہین کہ یہہ بدعتی - رفضی ہے کہ صحابہ کی بد گوئی اور سلف صالح کو
سب و شتم کرتا ہے - پھر کچھ آگے بڑھکر نقیب مذکور کہتا ہے کہ ہم اُنسے پوچھتے ہین - کہ آیا بیعتِ علیؑ صحیح اور تمام مسلمین پر اُسکا حکم عام تھا - یا نہ اگر صحیح تھی تو
جب کوئی خارجی امام وقت پر خروج کرے تو کیا سب مسلمانون کا فرض نہین کہ اُسپر جہاد کرین حتے کہ اُسکو اطاعت امام کیطرف پھیر لائین پس کیا یہہ برات و بیزاری
جو ہم اس زمانہ مین عمرو عاص و معاویہ سے کرتے ہین مثل اُسی جنگ و جدال کے نہین جو اُسوقت ہم پر لازم ہوتا - کیا ان دونو امر مین کچھ تفاوت ہے - ہم اسوقت
صرف اِسلئے اُن پر تبرا کرتے ہین کہ اُسوقت موجود نہ تھے کہ اپنے ہاتھون سے اُن پر جہاد کرتے پس اب ہمارا مہتاد امر یہہ ہے کہ بجائے اس جنگ کے جسکی طرف ہمکو راہ
نہین اُنسے برات و بیزاری عمل مین لائین اور ان پر لعنت کرین **دیگر** یہہ کہ معاویہ روسیاہی جاوید اپنے لئے آمادہ و مہیا کرتا تھا کہ زبان کو سب و شتم امیر
و اولاد طاہرین آنحضرت مین دراز کرتا تھا اور ممبر پر اُس جناب کو والعیاذ باللہ من ذلک لعن کرتا تھا - او جب الحکم اُس شقی کے تمام ممالک اسلام مین
یہہ وطیرہ جاری تھا - کہ جمعہ کے روز خطبہ مین حضرت امیر المومنین کی ذم و نکوہش کرتے تھے اور بعد اُسکے فے النار ہونے کے بھی سالہا دراز تک اُسکی اس سنت
خبیثہ پر عمل ہوتا رہا - تا اینکہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عہد حکومت مین ایک حکمت عملی سے - اسکو موقوف کیا اور بجائے اسکے آیہ قرآنی خطبہ مین داخل
کی **واقدی** مورخ معتبر اہل سنت نے روایت کی ہے - کہ جب معاویہ بعد بیعتِ امام حسنؑ و اجتماع ناس عراق سے شام کو واپس گیا - تو اُس نے

اہلبیت کی مذمت کرتے تھے زیادہ تر مبتلا بلا اُس زمانہ مین اہل کوفہ تھے کیونکہ وہان پر شیعۂ علیؑ بکثرت تھے پس زیاد بن سمیہ کو اُس نے حاکم کوفہ و بصرہ مقرر کیا وہ شیعون کو تلاش کرتا تھا۔ حالانکہ انکو پہچانتا تھا۔ کسلئے کہ علیؑ کے زمانہ مین خود انہین شامل تھا۔ پس اُس نے ہر سنگ و کلوخ کے نیچے سے انکو نکالا اور قتل کیا ڈرایا ہاتھ پیر کاٹے آنکھون سے کور کیا اور شاخہاے خرما پر اور دار پر کھینچا اور ملک بدر کیا حتےٰ کہ عراق مین مشہور و معروف اُنسے کوئی باقی نہ رہا پس معاویہ نے اپنے عمال کو اطرافِ آفاق مین لکھا کہ شیعۂ علیؑ و اہلِ بیتؑ کی گواہی کو جائز نہ رکھین۔ اور نیز لکھا کہ نظر کرو طرف شیعیان و دوستانِ عثمان بن عفان کے اور اُسکے جو فضائلِ عثمان نقل و روایت کرے پس اُس روایت کو مع نام روایت کنندہ اور نام اُسکے باپ کے اور نام قبیلہ کے میرے پاس بھیجو۔ پس اُنہون نے اسکی تعمیل کی حتےٰ کہ فضائل و مناقبِ عثمان بکثرت و افراط شائع ہوئے کیونکہ معاویہ ایسے لوگون کو اپنے انعام و افضال سے مالامال کرتا تھا۔ اور جاگیرین اور جائدادین انکو بخشتا تھا کچھ مدت اسطرح گزری پھر اُس نے اپنے عمال کو لکھا کہ احادیث دربارۂ عثمان بہت ہوگئین اور دیار و امصار مین پھیل گئین اب خلقت کو دعوت کرو کہ مناقبِ صحابہ و خلفاءِ اولین مین حدیثین روایت کرین۔ کوئی خبر ابو تراب کی شان مین نہ پاوین الا یہہ کہ ویسی یا اُس سے بڑھ کر صحابہ کے حق مین بیان کرین تحقیق کہ یہہ امر میرے نزدیک محبوب تر اور میری آنکھو نکا زیادہ روشن کرنے والا ہے۔ اور نیز شیعیانِ علیؑ کی حجتین اس سے مضمحل و باطل ہوتی ہین۔ اور یہہ اُن پر روایت مناقبِ عثمان سے زیادہ ناگوار ہے پس یہہ خطوط اُسکے عامۂ خلائق کے سامنے پڑھے گئے۔ اور اخبار کثیرہ مناقبِ صحابہ مین جنکی کچھ بھی اصل نہ تھی وضع کئے اور بنائے گئے پس وہ لوگ اُن اخبار موضوعہ کی نقل و روایت مین جد و کد رکھتے تھے اور منبرون پر انکو پڑھتے تھے۔ پھر یہہ اخبار معلمان مکاتیب کو دئے گئے کہ درس و تعلیم مین داخل کرین پس بچے مثل قرآن انکو ازبر کرتے اور عورات و دختران کو گھرون کے اندر اُنکی تلقین ہوتی اور نوکرون اور غلامون تک کو یاد کرائے جاتے تھے۔ پس معاویہ نے ایک نسخہ بواحد تمام شہرون اور قریون کیطرف لکھا۔ کہ جس پر گواہ گواہی دین کہ علیؑ اور اُسکے اہلبیت کو دوست رکھتا ہے اسکا نام دیوانِ عطا سے محو کرین اور اُسکا رزق و روزینہ بند کردین۔ پھر دوسرا خط اُس ملعون نے لکھا۔ کہ جنکو دوستیِ علیؑ کی تہمت بھی لگائین اُنکو عقوبت کرین اور گھرون کو اُنکے مسمار کردین۔ پس عظیم و شدید بلا اسوقت اہلِ عراق خصوصاً اہلِ کوفہ کے لئے تھی۔ اور نوبت اُنکی یہہ پہنچی تھی کہ کوئی شیعہ اپنے کسی معتبر دوست کے گھر جاتا تو چھپ کر اُس سے بات کرتا اور اُسکی زوجہ و خادم و غلام تک سے خوف کرتا اور خود اُس دوست کے سامنے لب کُشا نہوتا جبتک کہ سوگندِ غلیظ و شدید سے اُس سے عہد اخفاءِ راز کا نہ لے لیتا۔ پس بہت سے افترا و بہتان پیغمبرِ خداؐ پر باندھے گئے کہ فقہاء و قضات و حکام اُن پر عمل کرتے تھے۔ اور قاریانِ قرآن سست ایمان جو ریاءً عبادت کرتے تھے جھوٹی حدیثین بناتے اور حکام و وُلات سے اُنکے جلدو مین عزت و توقیر حاصل کرتے۔ اور مال و منال و مکان و جاگیرین انعام مین پاتے تا اینکہ رفتہ رفتہ یہہ احادیث اہلِ دین و دیانت تک بھی جو کذب و افترا کو حلال نہ جانتے تھے پہنچین اور اُنہون نے بگمان اُنکی راستی و حقیقت کے اُنکو روایت کیا بتحقیق کہ اگر وہ جانتے کہ یہہ کذب و باطل ہے تو کبھی اُنکو روایت نہ کرتے اور ہرگز اُن پر اعتقاد نہ لاتے پس یہی صورت رہی۔ تا اینکہ حسن بن علیؑ نے دنیا سے رحلت کی اُسوقت بلاؤ فتنہ مین اور شدت ہوئی ایک متنفس بھی اس گروہ کا نہ رہا۔ مگر یہہ کہ یا تو اپنی جان پر خائف رہتا یا جلاوطن آوارہ کوہ و صحرا مین مارا مارا پھرتا تھا۔ اور بعد قتلِ حسینؑ کے دشوار تر ہوا عبدالملک بن مروان نے خلیفہ ہوکر شیعون پر اور بھی تشدد کیا۔ حجاج بن یوسف ظالم کو فرمانروائے عراق مقرر کیا۔ اُسکے یہان عباد و زہاد نے بغضِ علیؑ بن ابی طالبؑ کے ذریعہ سے بار پایا اور اُنکے اعداء کے ساتھ دوستی کا اظہار کرکے قربِ منزلت حاصل کرتے تھے۔ پس روایت مناقب و محامد کی

اعدا کا بازار گرم ہوا اور معائب و مطاعن آنحضرت نے ملک مین رواج پایا۔ حتے کہ حجاج کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا۔ کہتے ہین کہ وہ عبد الملک بن قریب جد اصمعی تھا۔ اور کہا اَیُّھَا الْاَمِیْرُ میرے والدین نے مجھکو عاق کیا ہے کہ میرا نام علی رکھا ہے۔ اور مین فقیر پریشان حال امیر کے جائزہ و انعام کا حاجتمند ہون حجاج ہنسا کہ اچھا ذریعہ سوال کا تو نے تجویز کیا۔ اور کہا تجھکو فلان تعام کی حکومت بخشی تمام ہوئی روایت ابو الحسن مدائنی کی اور مولانا مفتی محمد قلی کنتوری تشیید المطاعن مین اِفادہ فرماتے ہین کہ ابو الحسن مذکور صدوق و ثقہ علماء اہلسنت سے ہے چنانچہ سمعانی نے کتاب انساب مین کہا ہے کہ حارث بن ابو اسامہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو الحسن مدائنی بصرہ مین پیدا ہوا اور وہین نشو و نما پائی۔ کچھ مدت کے بعد وہ مدائن کو گیا اور وہان سے بغداد آیا۔ اور وہان رہتا رہا حتے کہ ماہ ذی قعدہ ۲۲۵ ہجری مین فوت ہوا وہ تاریخ انسان و اخبار عرب اور انکے انساب سے واقف تھا۔ اور عالم تھا فتوح و مغازی و روایت شعر کا۔ اور صدوق تھا اِسمین

ترک سبّ امیر المومنین از خطبہائے بنی اُمیّہ

عمر بن عبد العزیز اموی کہ بجائے ہشام بن عبد الملک ۹۹ھ ہجری مین خلیفہ ہوا۔ کہتا ہے کہ مین ایام طفلی مین عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود سے قرآن شریف پڑھتا تھا۔ ایک روز لڑکون کے ساتھ کھیلتا تھا کہ میرا معلم وہان سے گذرا۔ ہم اسوقت علی بن ابی طالب کی لعن (نعوذ باللہ) کرنے مین مصروف تھے۔ اُس نے اِس سے اکراہ کیا۔ اور مسجد کو چلا گیا مین لڑکون سے جدا ہو کر اُسکے پاس مسجد مین گیا کہ اپنا معمولی سبق پڑھون وہ مجھکو دیکھکر نماز پڑھنے لگا۔ اور اس قدر طول دیا کہ مینے احساس کیا کہ مجھ سے اعراض کرتا ہے۔ نماز سے فارغ ہوا تو چین بابرو میری طرف رُخ کیا۔ مینے کہا آج شیخ کا کیا حال ہے۔ کہا اے فرزند تو علیؑ کی سب کرتا ہے۔ مینے کہا ہان۔ کہا تجھکو کب دریافت ہوا کہ حقتعالی اہل بدر سے رضامند ہو کر پھر اُن پر غضبناک ہوا۔ مینے کہا کیا علیؑ اہل بدر سے ہین۔ کہا وَیْحَکَ مگر نہین جانتا کہ بدر بالتمام علی علیہ السلام کے لئے ہے مینے کہا مین پھر ایسا نہ کرونگا کہا واللہ کہ ایسا نہ کریگا۔ مینے کہا ہان۔ اُسکے بعد مینے کبھی لعنت نہین کی پھر عمر کہتا ہے کہ میرا باپ امیر مدینہ ہوا تو مین ہر جمعہ کو زیر منبر حاضر ہوتا وہ اوپر خطبہ کہتا تو مین دیکھتا کہ تمام خطبہ کمال فصاحت و طلاقت سے ادا کرتا ہے۔ مگر جب علیؑ کی مذمت پر پہنچتا ہے تو تلجلج و اضطراب اُسکی زبان مین پیدا ہوتا ہے۔ ایک روز مینے اُس سے پوچھا کہ اے پدر تو فصحاے خطبہا سے ہے۔ کیا بات ہے کہ جب اس مرد کی مذمت پر پہنچتا ہے تو تیری زبان لکنت کرنے لگتی ہے۔ اُس نے کہا اے فرزند یہہ لوگ جو اہل شام وغیرہ سے زیر منبر جمع ہوتے ہین اگر اِس مرد کے فضائل و مناقب سے آگاہ ہون جیسا کہ تیرا باپ آگاہ ہے تو سب ہم سے برگشتہ ہو جائین اور ایک بھی ہماری اطاعت نہ کرے۔ اِس کلمہ نے بھی میرے دل مین اثر کیا۔ علاوہ اُسکے جو لڑکپن مین معلم نے تلقین کیا تھا۔ پس مینے خدا کی درگاہ مین عہد کیا کہ اگر مجھکو خلافت ملی تو اِس رسم بد کو البتہ یک قلم موقوف کرونگا۔ جب حقتعالی نے اپنے لطف و کرم سے مجھکو خلیفہ کیا تو مینے اسکو دور کیا۔ اور بجائے اُسکے یہہ آیۂ قرآنی خطبۂ جمعہ مین داخل کی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْبَغْیِ وَالْمُنْکَرِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ تحقیق کہ حقتعالی امر کرتا ہے ساتھ عدل و احسان کے اور دینے ذی القربی کے اور منع کرتا ہے فحشا و بغاوت و بدکاری سے اور پند کرتا ہے تمکو تاکہ شاید متذکر ہو اور تمام اپنے قلمرو مین اِس مضمون کے احکام جاری کئے تا اینکہ یہہ ایک سنت ہو گئی اور روضۃ الصفا مین ہے کہ ایک یہودی نے عمر بن عبد العزیز کی تعلیم سے سر دربار جبکہ بزرگان شام و رؤسائے بنی اُمیّہ انجمن تھے اُسکی دختر کے ساتھ شادی کی درخوست کی عمر نے کہا یہہ مواصلت و مناکحت کسی نہج پر صورت پذیر نہین کسلئے کہ ہم مسلمان ہین اور تو دین و آئین سے بیگانہ یہودی نے کہا۔ مگر تمہارے پیغمبر نے اپنی لڑکی علی ابن ابیطالب کو دی۔ عمر نے کہا علیؑ ارکان دین محمدی و بزرگان ملت سے ہین یہودی نے کہا اِس صورت مین کسلئے اُن پر لعن کرتے ہو۔ عمر نے حاضرین کیطرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ اِسکا جواب دو ورنہ اس رسم بد کو

زہر دلوانا معاویہ کا امام حسنؑ مجتبیٰ کو

ترک کر دو سب خاموش و ملزم ہوئے پس عمر نے حکم دیا کہ آئندہ کوئی زبان کو بالفاظ ناشائستہ امیر المومنین علیؑ بن ابیطالبؑ مین آلودہ نہ کرے **اور نیز** معاویہ نے فرزند دلبند رسول خدا امام حسنؑ مجتبیٰ کو زہر دلوا کر شہید کیا اور آنحضرت کی وفات پر اظہار سرور و شماتت کا کیا - مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ کتاب تشئید المطاعن مین فرماتے مین کہ عجائب حیرت افزا سے یہہ ہے کہ معاویہ نے جگر گوشۂ رسولؐ و نور دیدۂ بتولؑ جناب امام حسنؑ کو زہر دیکر قتل کیا - پھر بھی اہل سنت اُسکی دوستی سے دست بردار نہین ہوتے اور اُسکو امام و خلیفہ بحق جانتے ہین - اُسکے بعد بہت سی کتب معتبرۂ اہل سنت سے اس حکایت کو نقل کیا ہے ہم اس مقام پر بعض عبارات کا خلاصہ ترجمہ وار ذکر تے ہین **از انجملہ** سبط ابن الجوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامّۃ مین ترجمہ امام حسنؑ مین روایت کی ہے کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث زوجۂ امام حسنؑ کو ورغلا ناکہ آنحضرت کو زہر دے اور وعدہ کیا کہ اگر ایسا کریگی - تو ایک لاکھ درہم تجھکو دونگا - اور اپنے بیٹے یزید کے ساتھ تیرا نکاح کرونگا - جب امام حسنؑ نے شہادت پائی تو اُس نے کسیکو معاویہ کے پاس بھیجکر وعدہ وفائی کی التجا کی - معاویہ نے مال اُسکے پاس بھیجدیا - اور دوسرے امر کی نسبت کہا کہ مجھکو یزید سے محبت ہے اور اُسکی زندگی کو دوست رکھتا ہون - اگر ایسا نہوتا تو البتہ تیری شادی اُسکے ساتھ کر دیتا - یعنے جبکہ اُس ملعونہ نے فرزند رسولخدا کے ساتھ وفا نہ کی تو اُس شقی کے ساتھ کیا امید وفا ہو سکتی ہے **شعبی** کہتا ہے کہ مصداق اس قول کا یہہ ہے کہ حسنؑ اپنی موت کے وقت کہتے تھے حالانکہ اُنکو معاویہ کا کام معلوم ہو گیا تھا لَقَدْ عَلِمْتُ صِفَةَ شَرْبَتِهٖ وَبَلَغَ اُمْنِيَّتَهٗ وَاللّٰهِ لَا يَفِيْ بِمَا وَعَدَ وَلَا يَصْدُقُ فِيْمَا يَقُوْلُ وہ اُسکے شربت کی صفت کو جانتے تھے - وہ اپنی مراد کو پہنچا - قسم بخدا کہ اپنا وعدہ وفا نہ کرے گا - اور وہ اپنے قول مین راست گو نہین - اور ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے چند بار اُس جناب کو زہر دیا کیونکہ وہ حضرت اور اُنکے بھائی حسینؑ شام مین جایا کرتے تھے - اور تہذیب الکمال فی اسماء الرجال مین ام بکر بنت مسور سے روایت کی ہے کہ حسنؑ کو چند بار زہر پلایا - آخری باری مین اُنہون نے وفات پائی کیونکہ اُنکا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا پس جب آنحضرت نے رحلت کی تو زنان بنی ہاشم ایک ماہ کامل اُن پر نوحہ و بکا کرتی رہین اور ابو عوانہ نے کہا کہ جعدہ بنت اشعث نے آنحضرت کو زہر پلایا اور چالیس روز آپ اُس سے علیل رہے - اور تاریخ خمیس دیار بکری سے نقل کیا ہے کہ جب معاویہ کو شام مین وفات حسنؑ کی خبر پہنچی تو اُس نے تکبیر کہی اور اُسکے ساتھ اہل شام نے تکبیر کہی - فاختہ بنت قریظہ نے کہا اَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ خدا تیری آنکھوں کو خنک رکھے - کس امر پر تو نے تکبیر کہی معاویہ نے کہا حسنؑ نے انتقال کیا - فاختہ نے کہا تو پسر فاطمہؑ کے مرنے پر تکبیر کہتا ہے - معاویہ نے کہا مین نے شماتت کی راہ سے تکبیر نہین کہی - مگر میرے دل نے راحت پائی اسواسطے کہی - راوی کہتا ہے کہ شماتت نہین مگر استراحت قلب اور کسی کا دل بجز شماتت کنندہ کے کسیکے مرنے پر راحت نہین پاتا - اور زبیر بن بکار سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے پاس شام مین گئے اور اُسکے پاس حسنؑ بن علیؑ کے مرنے کی خبر پہنچی پس اُس نے سجدہ شکر کیا اور شکر خدا بجا لایا - اور آثار سرور و بشاشت اُسکے چہرہ سے ہویدا تھے پس لوگون کو اپنے پاس اندر آنے کی اجازت دی - اُسکے بعد ابن عباس کو بلایا اور کہا تو نے سُنا کہ تیرے اہل مین کیا حادثہ واقع ہوا - کہا نہین کہا ابو محمدؑ نے وفات پائی حقتعالی تیرے اجر کو اس مصیبت مین عظیم کرے - ابن عباس نے یہہ سنکر کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہم اس مصیبت کو خدا کے نزدیک احتساب کرتے ہین لے معاویہ مجھکو تیرے سجدہ کرنیکا حال معلوم ہوا - میرا گمان یہہ ہے کہ تو نے آنحضرت کی وفات پر سجدۂ شکر کیا ہے - پس قسم بخدا اے معاویہ کہ حسنؑ کا جسد تیری قبر کو پُر نہ کرے گا - اور اُنکی اجل کے پورا ہونے سے تیری عمر زیادہ نہوگی ہم حسنؑ کی مصیبت سے پیشتر اُس سے بہی عظیم تر مصیبت برداشت کر چکے ہین - معاویہ نے اُس سے اعراض کر کے کہا کہ حسنؑ کی کیا عمر ہوگی ابن عباس نے کہا شان حسنؑ ارفع ہے اِس سے کہ اُنکی تاریخ ولادت کسی پر مخفی ہو - معاویہ نے کہا میرا خیال ہے کہ حسنؑ نے اولاد صغار چھوڑی - ابن عباس نے کہا - ہم سب پہلے صغیر تھے پھر کبیر ہوئے ہین - کہا لے

ابن عباس اب سید و سردار قبیلہ تو ہے ابن عباس نے کہا ابو عبداللہ الحسین خدا کے فضل سے زندہ و سلامت ہین - پس ابن عباس اُٹھے اور اشک انکی آنکھون سے جاری تھے - معاویہ نے کہا لِلّٰہِ دَرُّہٗ انکی نیکی خدا کے لیے ہے منجملہ اُسکے ساتھ ملاقات کی اُسکو سید و سردار پایا اور نیز معاویہ ملحد بیدین منکر نبوت حضرت ختم المرسلین تھا - ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح قول جناب امیر علیہ السلام لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِیْ فَلَیْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَاَخْطَأَہٗ کَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَاَدْرَکَہٗ مین کہا ہے - کہ مراد اس سے معاویہ اور اُسکے اصحاب ہین کیونکہ انکا طرز و روش خارجیون کے طرز و روش سے بدتر تھا خارجیون مین یہی عیب و نقص تھا کہ وہ امیر المومنین سے برات اور انکی بدگوئی کرتے تھے اور فقط یہی سبب ہے کہ اہل حق و دین اس فرقہ پر رد و انکار کرتے ہین ورنہ اسکے سوا وہ لوگ اپنے اکثر اقوال و عقائد مین ہمارے اصحاب کے ساتھ ایک مسلک پر ہین - اور اظہار دین و التزام قواعد شرع متین و جہد فی العبادۃ و نہی عن المنکر مین امتیاز رکھتے ہین بخلاف معاویہ اور اُسکے اصحاب کے کہ ہمہ تن مصروف لہو و لعب دنیا و لذات دنیا مین منہمک اور زندقہ و الحاد مین غرق تھے اسلیے ہمارے اکثر اصحاب نے معاویہ کی تفسیق ہی پر بس نہین کی - بلکہ اُسکے دین و یقین مین قدح کی ہے کہ وہ ملحد تھا اور اعتقاد نبوت نہ رکھتا تھا - اور اسکے بے ساختہ کلمات و سقطات الفاظ سے بہت سی باتین ایسی نقل کی ہین - جو اس مطلب پر دلالت واضح رکھتی ہین - اور زبیر بن بکار نے کہ مجانبت و انحراف اُسکا علی علیہ السلام سے معروف و مشہور ہے - اور اصلا اعتقاد شیعہ سے مناسبت نہین رکھتا تھا - اور عداوت معاویہ مین بالکل متہم نہین کتاب موفقیات مین مطرف بن مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا مین اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ شام کو گیا - وہ اکثر معاویہ کے پاس جاتا اور اس سے باتین کرتا لوٹ کر آتا تو مجھہ سے نقل و حکایت کرتا - اور بشبیہ معاویہ کی عقل و دانائی کا ذکر کرتا اور اس پر اظہار تعجب کرتا - ایک شب جو وہان سے لوٹ کر آیا تو آثار حزن و ملال اُسکے چہرہ سے عیان تھے اور کھانا نہ کھایا - مینے پہلے تو انتظار کیا پھر پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ مین آج تجھکو دلگیر پاتا ہون کہا مین خبیث و حقیر ترین نوع انسان معاویہ بن ابوسفیان کے پاس سے آیا ہون - آج خلوت مین اُس سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین تو اپنی مراد پر فائز ہوا اب سن تیرا زیادہ آیا - سزاوار ہے کہ عدل و انصاف کو بالمرہ ہاتھ سے نہ دے - بنی ہاشم تیرے اخوان و برادران ہین اُنکی طرف بنگاہ لطف و مروت نظر کر اور شرائط صلہ رحم کو اُنکے ساتھ بجا لا قسم بخدا کہ اب اُنکے پاس کوئی ایسی شے نہین جو تیرے خوف و ہراس کا باعث ہو - تحقیق کہ یہ امر تیرے لیے موجب بقاء ذکر و حصول ثواب کا ہے اُس نے کہا ھَیْہَاتَ ھَیْہَاتَ کس ذکر کے بقا کی اپنے لیے اُمید کرون - اخو تیم (ابوبکر) خلیفہ ہوا اور عدل و انصاف کو اُس نے مرعی رکھا ہلاک ہوا تو اُسکا ذکر بھی اُسکے ساتھ ہلاک ہوا - اب بجز اسکے کہ کوئی کہنے والا کہے کہ ابوبکر تھا - کچھ اُسکے لیے نہین - پس ازان اخو عدی (عمر) مالک سلطنت ہوا اور کس جد و جہد سے دس سال خلافت کی - مرا تو سوائے اسکے کہ کوئی کہے عمر تھا اور اُسکو کیا حاصل ہے - لیکن ابن ابی کبشہ کے لیے ہر روز و شب پانچ مرتبہ صدائے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا عالم مین شور ہوتا ہے پس کیا عمل اسکے بعد کسیکے لیے باقی رہے گا اور کونسا عمل دوام پذیر ہوگا - اے مغیرہ قسم بخدا کہ ہم دفن ہونگے تو ہماری یاد بھی ساتھ ہی دفن ہوجائیگی اور دوسرے مقام پر کتاب اخبار الملوک احمد بن ابی طاہر سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے مؤذن کو سنا کہ اُس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُس نے بھی کہا - پھر سنا اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو معاویہ نے کہا لِلّٰہِ اَبُوْکَ اے پسر عبداللہ تو بڑا بلند ہمت تھا بغیر اسکے راضی نہوا کہ اپنا نام رب العالمین کے نام سے

کبشہ پیغمبر خدا کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے اس لئے کہ ابو کبشہ دراصل ایک مرد کا نام تھا بنی خزاعہ سے جس نے قریش سے عبادت اصنام مین مخالفت کی تھی اور بت پرستی چھوڑ کر شعری عبور (ستارہ) کی عبادت کرنے لگا تھا - چونکہ پیغمبر خدا نے بھی پرستش بتان مین ان کی مخالفت کی تھی تو اسلئے وہ آنحضرت کو اس سے تشبیہ دیتے تھے یا اس لئے کہ ابو کبشہ کنیت وہب بن عبد مناف جد مادری آنحضرت کی تھی اور وہ حضرت اسی گونہ شباہت رکھتے تھے ہکذا فی مجمع البحرین وغیرہ

ترجمہ خوارج کو میرے بعد قتل نہ کرو کیونکہ جس نے حق کو طلب کیا اور اُسمین خطا کی وہ اُسکے مانند نہین جس نے باطل کو طلب کیا - اور اُسکو پالیا ۱۲

قرین کرے۔ **اور نیز** معاویہ غاویہ مطلقاً پابند شرع اقدس نہ تھا۔ علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہوتا شراب پیتا۔ غنا زنان مغنیہ سے سُنتا اور ظروف طلا ونقرہ کا استعمال کرتا اور بے دھڑک حدیث نبوی کا رد و انکار کرتا۔ اب ان سب باتون کے شواہد سنئے اور انحضرات کے تعصب کو ملاحظہ فرمائے کہ یہ سب کچھ جانتے اور نقل کرتے ہین اور باوجود اسکے اُسکو امام برحق کہے چلے جاتے ہین **مُسند احمد بن حنبل** مین عبد اللہ بن بریدہ صحابی سے منقول ہے کہ اُس نے کہا مین اپنے باپ کے ساتھ معاویہ کے پاس داخل ہوا اُس نے ہمکو فرش پر بٹھایا اور کھانا طلب کیا پھر شراب منگائی پہلے خود پی پھر میرے باپ کو دی کہ پئے اُس نے انکار کیا اور کہا جبسے رسولخدا نے اسکو حرام کیا ہے مینے کبھی نہین پی۔ اور محاضرات راغب اصفہانی سے منقول ہے کہ کسینے ہشام بن حکم سے پوچھا کہ معاویہ جنگ بدر مین شامل تھا اُس نے کہا ہان شامل تھا مگر کفار کی طرف سے۔ اور شریک بن عبد اللہ کے سامنے معاویہ کے حلم کا مذکور آیا تو اُس نے کہا معاویہ فقط معدن سفاہت تھا بخدا سوگند کہ جب اُسکو خبر قتل امیر المومنین پہنچی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اِس خبر کے سُنتے ہی درست ہو بیٹھا۔ پھر کہا لے لونڈی غنا و سرود کر کہ آج میری آنکھین ٹھنڈی ہوئین۔ اُس نے گانا شروع کیا ؎ اَلَا اَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَخْرٍ ✦ فَلَا قَرَّتْ عُيُوْنُ الشَّامِتِيْنَا ✦ اَفِيْ شَهْرِ الصِّيَامِ فَجَعْتُمُوْنَا ✦ بِخَيْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِيْنَا ✦ قَتَلْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا ✦ وَاَفْضَلَهُمْ وَمَنْ رَكِبَ السَّفِيْنَا یعنی ہان معاویہ بن ابوسفیان کو خبر دو کہ شماتت کرنے والون کی آنکھین ٹھنڈی نہونگی۔ تم نے ماہ صیام مین ہمکو ایسے شخص کے درد و غم مین مبتلا کیا جو تمام بنی نوع انسان سے بہتر تھا۔ تم نے اُس شخص کو قتل کیا جو بہترین تھا سواران شتر و اسپ وغیرہ کا۔ اور افضل تھا ان لوگون کا جو کشتی پر سوار ہوتے ہین معاویہ کے سامنے عمود پڑا ہوا تھا اُٹھا کر اُسکے سر مین اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا نکل پڑا اُس روز اسکا حلم کہان گیا تھا۔ اِس روایت سے کس درجہ معاویہ کی عداوت امیر المومنین کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ انکی وفات پر مسرور ہوا اور اُسکو باعث خنکی چشم سمجھا۔ اور ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے لیکن اُسکے افعال کہ ظاہراً و صریحاً خلاف عدالت تھے مثل پہننے حریر اور اکل و شرب کرنے کے ظروف طلا و نقرہ مین حتے کہ جب ابودردا صحابی نے اُس پر انکار کیا کہ مینے حضرت رسول اللہ سے سُنا ہے کہ جو ظروف زر و سیم مین کھاتے پیتے وہ اپنے شکم مین آتش جہنم کو داخل کرتا ہے۔ تو معاویہ نے اسکے جواب مین کہا لیکن مین تو اس مین کچھ خوف و باس نہین دیکھتا۔ ابودردا نے کہا مین حدیث رسولخدا تیرے سامنے بیان کرتا ہون اور تو اپنی رائے سے خبر دیتا ہے۔ قسم بخدا کہ مین کبھی تیرے ساتھ ایک ملک مین نہ رہونگا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہ خبر جیسی انکی عدالت مین قدح کرتی ہے اُسیطرح اسکے عقیدہ مین بھی قادح ہے کسلئے کہ جو شخص حدیث نبوی کے مقابلہ مین کہے کہ مین اس فعل مین کچھ باس نہین دیکھتا جسکو آنحضرت نے حرام فرمایا ہے تو وہ ہرگز صحیح العقیدہ نہین **حقیر مؤلف** کہتا ہے لَيْسَ هٰذَا اَوَّلَ قَارُوْرَةٍ كُسِرَتْ فِي الْاِسْلَامِ **ترجمہ** نہین ہے یہ پہلا شیشہ جو اسلام مین توڑا گیا ہے۔ صرف معاویہ ہی نے حدیث رسول اللہ پر رد و انکار نہین کیا۔ اُس سے پہلے حضرت خلیفہ ثانی نے سر ممبر فرمایا تھا مُتْعَتَانِ كَانَتَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اُحَرِّمُهُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَيْهِمَا **متعہ** و متعہ نسان رسول اللہ مین تھے۔ مین انکو حرام کرتا ہون اور اُن پر عقاب کرتا ہون شاید ابن ابی الحدید کو یہ قول عمر کا اس مقام پر سہو ہو گیا کہ بے تامل کہدیا کہ ایسا شخص صحیح العقیدہ نہین ورنہ ایسی جرات نہ کرتا۔ کسلئے کہ معاویہ ہرچند اسکے نزدیک ہالک ہے مگر ایسا حریم حرمت خلفائے ثلثہ مین وہ عامہ اہلسنت سے کمتر اہتمام نہین رکھتا **صحیح ترمذی** مین ہے۔ کہ ایک مرد نے اہل شام سے عبد اللہ بن عمر سے متعہ زنان کی بابت سوال کیا اُس نے کہا حلال ہے شامی نے کہا تیرا باپ اس سے نہی کرتا تھا۔ ابن عمر نے کہا جس امر کو رسولخدا نے حلال کیا ہے وہ میرے باپکے نہی کرنے سے حرام نہین ہوسکتا **اور نیز** معاویہ نے ایک حرکت نہایت بیجا و ناز یبا یہ کی کہ عائشہ زوجہ رسولخدا کو قتل کیا۔ امیر المومنین نے باوجودیکہ عائشہ آنحضرت کے ساتھ

سخت عداوت رکھتی تھی سے کہ جنگ پیش آئی اور باعث قتل سد ہا ہزار شیعیان آنحضرت کی ہوئی۔ جب اُسپر فتح پائی تو اسکا بال بھی بیکا ہونے دیا اور باحتیاط
روانۂ مدینۂ سکینہ فرمایا۔ اس بدبخت نے فقط اس بات پر کہ اُسے یزید کی بیعت پر ملامت کرتی تھی خفا ہو کر زندہ درگور کیا۔ اور ذرا پاس و لحاظ ابوبکر کا بھی اُسکے مقدمہ مین نکیا
اگر معتقدین معاویہ کو اس کلام سے تعجب ہو تو شاہد موجود ہے سُنین اور دیکھین اور اس پتہ روزگار کی محبت سے دست بردار ہون مفتی محمد قُلی شہید مین کتاب اوائل
جلال الدین سیوطی سے نقل کرتے ہین کہ اولیات معاویہ سے ایک یہہ ہے کہ وہ اول جس نے صفا مروہ کے درمیان سواری کی۔ اور اول ہے جس نے شرب نبیذ و سماع
غنا کا اظہار کیا اور اکل طین کو مباح جانا۔ جس دن منبر رسول اللہ پر اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لے رہا تھا کہ عائشہ نے اپنے حجرہ سے سر نکال کر کہا صہ[صہ] صہ کیا شیوخ اولین نے
اپنے بیٹون کے لئے بیعت کی خواہش کی تھی جو تو کرتا ہے۔ کہا نہین عائشہ نے کہا پھر کسکی پیروی کرتا ہے معاویہ شرمندہ ہو کر منبر سے اترا اور اُنکے لئے ایک گڑھا کھودا
جسمین گر کر مر گئی۔ اور حبیب السیر مین ہے کہ تاریخ حافظ ابرو مین ربیع الابرار و کامل السفینہ سے منقول ہے کہ ۵۶ھ ہجری مین معاویہ اپنے بیٹے کی بیعت کے لئے مدینہ آیا
امام حسین و عبد الرحمن بن ابوبکر و عبد اللہ بن زبیر اُس سے آزردہ ہوئے عائشہ نے زبان ملامت و اعتراض اُس پر کھولی معاویہ نے ایک کنوان اپنے گھر مین کھود کر
اُسکا مونہہ خس و خاشاک سے بند کیا اور اسپر کرسی آبنوس کی رکھی اور بہ بہانۂ ضیافت طلب کر کے عائشہ کو اُس کرسی پر بٹھایا تھے کہ اُس کنوئین مین گر گئی معاویہ نے
اُسکا مونہہ گچ و آہک سے بند کرا دیا اور مدینہ سے مکہ کو چلا گیا۔ حکیم سنائی نے بھی حدیقہ مین معاویہ کا عائشہ کے قتل کرنے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ آخر صفت حرب جمل مین
کہتا ہے ؎ عاقبت ہم بدست آن باغی۔ شد شہید و بکشتن آن طاغی۔ ہر کہ با جفت مصطفٰے زینسان۔ بدکند مرد را تو مرد مخوان **اور منجملہ** قبائح اعمال و فضائح
افعال معاویہ سے یہہ ہے کہ اُس نے یزید جیسے نابکار بدکردار کو اپنے بعد خلافت دیکر مسلمانون پر مسلط کیا۔ نامۂ معتضد عباسی مین جسکو محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ
مین نقل کیا ہے مسطور ہے کہ اُن مین (معاویہ کی بدکاریون مین) سے ایک یہہ ہے کہ اُس نے یزید پلید نشہ باز شرابخوار کو کہ مرغون چیتون اور بندرون سے کھیلتا اور
طنبور و عود سے شوق رکھتا تھا خلافت خدا کے لئے اختیار اور بندگان خدا کی گردنون پر سوار کیا۔ اور خیار مسلمین سے اُس شقی کے لئے بقہر و سطوت و تہدید و اخافت
بیعت لی۔ حالانکہ اُسکی سفاہت و حماقت و خباثت و شرارت و فسق و فجور و کفر و بیدینی کو دیکھتا اور بخوبی جانتا تھا پس جب اُس ملعون کو سلطنت اسلام پر تمکن و
استقلال ہوا تو اُس نے مشرکون کا خون مسلمانون سے لیا اور اہل مدینہ پر واقعۂ حرہ مین وہ عذاب نازل کیا کہ اسلام مین اُس سے اقبح و اشنع کوئی واقعہ نہین گزرا اور
اپنے نفس شوم کو قتل و قمع اہل مدینہ سے شفا بخشی اور اولیاء خدا سے انتقام اعداء اللہ حاصل کیا اور برملا اپنے کفر و شرک کا اظہار کیا جبکہ کہا ؎ لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ
شَہِدُوْا ۔ جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْاَسَلِ ۔ کاش میرے بزرگ جو جنگ بدر مین مارے گئے۔ خزرج (انصار) کے نیزون کے لگنے سے اُنکے اضطراب کو مشاہدہ
کرتے۔ جیسے کہ کہنے والے کو خدا و دین خدا و کتاب خدا اور رسول خدا سے کوئی سروکار نہین اور جو رسول اللہ خدا کیطرف سے لائے ہین اُس سے اصلاً واسطہ و علاقہ نہین رکھتا
پس غلیظ و شدید ہتک حرمت و خونریزی جو اُس پلید سے سرزد ہوئی وہ قتل امام حسین تھا۔ باوجود اُنکی قربت و قرابت کے رسول اللہ سے اور اُس منزلت و مرتبہ
کے جو دین خدا مین وہ رکھتے تھے۔ کہ وہ اُنکے بھائی امام حسن سید و سردار ہین جوانان بہشت کے۔ یہہ سب اُسکی جرأت و جسارت تھی امور خدا مین اور ضد و عداوت تھی
رسول خدا کے ساتھ اور ہتک و بے عزتی دین خدا کی تھی جو وہ ملعون کرتا تھا۔ گویا کفرہ ترک و دیلم کو قتل کرتا ہے۔ اور مطلقاً عذاب آخرت سے نہین ڈرتا اور قہر و سطوت
جناب باری کا مطلقاً خوف نہین کرتا **اور حرکات** ناشائستہ و زبون معاویہ ذو فنون سے جو دلالت اُسکی غایت درجہ کی بیحیائی و خباثت پر کرتی ہین ملحق کرنا

صہ بسکون الہا و کسرہا بتنوین کلمہ است کہ بدان متکلم را زجر کنند اے اسکت خاموش باش واحد و غیر واحد و رو یکسانست ۱۲ منتہی الارب

دیکھو ثبوت زنائے ابوسفیان از روایات

زیاد کا ہے نسب ابوسفیان سے۔ تفصیل اس اجمال کی بموجب تصریح ابن خلکان وغیرہ مورخین اہلسنت کے یہہ ہے کہ حارث بن کلدہ ثقفی طبیب عرب کے ہان ایک غلام عبید نام اور ایک لونڈی مساۃ سمیہ تہی۔ اوس نے ان دونو کا باہم نکاح کردیا پس زیاد مذکور بطن سمیہ سے جبکہ ابوسفیان پدر معاویہ اوسکے پاس آمد و رفت رکہتا تہا فراش عبید سطور پر پیدا ہوا۔ معاویہ نے اپنے عہد سلطنت مین زیاد کی فہم و فراست و حسن سیاست و ادب بلاغت مختصر اوسکو اپنے کام کا چلتا پرزہ دیکھکر اپنی مصلحت اسمین جانی کہ اوسکو ابوسفیان کا بیٹا اور اپنا بہائی بنالے۔ چنانچہ ایک عام مجلس مین وہ زیاد بن عبید سے زیاد بن ابوسفیان بنالیا گیا پس معاویہ نے اپنے باپ اور زیاد کی مان سمیہ کو بلاثبوت زناکار ٹہیرایا۔ اور بدروغ دعوی اخوت کرکے زیاد کو ابوسفیان سے ملحق کیا۔ اور حدیث پیغمبر اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ یعنے پسر صاحب فراش (شوہر) کا ہوتا ہے اور زناکار کے لئے پتہر ہے) کی صریح مخالفت کی کہ سنگ حرمان عبید صاحب فراش کو دیا اور پسر حرب زبان اپنے باپ ابوسفیان کے حوالہ کرکے خود اوس سے فائدہ اوٹہایا۔ پس یہہ حرکت نالائق اوسکی نہ صرف اوسکے قوم و قبیلہ نے ناپسند کی بلکہ جملہ قریش اور عام عرب مین نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکہی گئی بہتون نے اوسکی ذم و نکوہش مین اشعار آبدار تصنیف کئے۔ یہان صرف ابن مفرغ حمیری کی اشعار جنکو ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے۔ مذکور ہوتی ہین وہ یہہ ہین ؎ اَلَا اَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَخْرٍ ÷ مُغَلْغَلَةً عَنِ الرَّجُلِ الْيَمَانِي ÷ اَتَغْضَبُ اَنْ يُقَالَ اَبُوكَ عَفٌّ ÷ وَتَرْضَى اَنْ يُقَالَ اَبُوكَ زَانٍ ÷ فَاَشْهَدُ اَنَّ رَحْمَكَ مِنْ زِيَادٍ ÷ كَرَحْمِ الْفِيلِ مِنْ وَلَدِ الْاَتَانِ ÷ وَاَشْهَدُ اَنَّهَا وَلَدَتْ زِيَادًا ÷ وَصَخْرٌ مِنْ سُمَيَّةَ غَيْرُ دَانٍ ÷ یعنے ہان معاویہ بن صخر کو مرد یمنی کیطرف سے پیغام پہنچاؤ۔ کہ اگر کوئی تیرے باپ کو پاکدامن کہے تو غضبناک ہوتا ہے اور جو زناکار بتلاوے تو تو راضی ہوتا ہے۔ پس مین شہادت دیتا ہون کہ تیری قرابت زیاد سے ایسی ہے جیسی فیل کی قرابت مادہ خر سے۔ اور نیز شہادت دیتا ہون کہ سمیہ سے زیاد تولد ہوا در آنحالیکہ ابوسفیان اوسکے نزدیک گیا تہا۔ اور قباحت و شناعت معاویہ کے اس فعل کی اس درجہ کو پہنچی کہ متعصبین اہل سنت جو اوسکی حمایت و پردہ پوشی کو فرض و لازم جانتے ہین۔ اس مقام پر مجبور و معذور ہوکر اوس سے دست کش ہوگئے چنانچہ فضل بن روزبہان کہ رد شیعہ مین تصانیف رکہتا ہے۔ کہتا ہے لَمَّا بَلَغَ الْخِلَافَةَ اِلَى مُعَاوِيَةَ بَعَثَ اِلَى الْكُوفَةِ وَاسْتَلْحَقَ زِيَادًا وَهُوَ مِنْ قَبَائِحِ الْاُمُورِ الصَّادِرَةِ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَلَا يُعْتَذَرُ لَهُ کہ جب معاویہ کو خلافت پہنچی تو اوس نے زیاد کو کوفہ سے بلوایا اور ابوسفیان سے اوسکو ملحق کیا اور یہہ قبیح امرون سے ہے جو معاویہ سے صادر ہوئے اور کوئی عذر اسکے لئے نہین اور ابن ابی الحدید نے علی بن محمد مدائنی سے روایت کی ہے۔ کہ جب معاویہ نے زیاد کے استلحاق کا ارادہ کیا۔ اور وہ شام مین اوسکے پاس آگیا تہا۔ تو حکم کیا کہ لوگ جمع ہون۔ پس ممبر پر گیا اور زیاد کو اپنے سے نیچے زینہ پر اپنے ساتہ بٹہایا۔ اور حمد و ثنائے الہی کے بعد کہا ایہا الناس مجہکو معلوم ہوا ہے کہ زیاد ہم اہلبیت کے نسب مین شامل ہے جسکے پاس اس امر کی گواہی ہو اوٹہے اور شہادت دے پس لوگ اوٹہے اور بیان کیا کہ وہ بالتحقیق پسر ابوسفیان ہے ہمنے مرنے سے پہلے اوسکی زبان سے سنا ہے کہ اسکا اقرار کرتا تہا۔ بعد ازان ابومریم سلولی کہ ایام جاہلیت مین شراب فروشی کا پیشہ کرتا تہا۔ اوٹہا اور کہا یا امیر المومنین مین شہادت دیتا ہون۔ کہ ابوسفیان طائف مین ہمارے ہان آیا مینے اوسکے لئے گوشت شراب طعام خریدکیا کہانے سے فارغ ہوا تو کہا اے ابومریم میرے لئے ایک زن فاحشہ لا پس مین سمیہ کے پاس گیا اور اوس سے کہا تجہکو ابوسفیان کی شرافت و سیر چشمی کا حال معلوم ہے وہ عورت فاحشہ کی خواہش رکہتا ہے اگر تو میرے ساتہ چلے تو تیرے حق مین بہتر ہے۔ اوس نے کہا کہ عبید بہی بکریان لیکر آتا ہے۔ اور اوس زمانہ مین وہ بکریان چرایا کرتا تہا وہ کہانا کہاکر ذرا لیٹ جائے تو مین آونگی مینے آکر ابوسفیان سے ماجرے بیان کیا تہوڑی دیر ہوئی تہی کہ سمیہ دامن کشان ایک نداز سے آئی اور اوسکے پاس مکان مین داخل ہوئی دونو صبح تک وہان رہے لوٹکر گہر گئی تو مینے ابوسفیان سے پوچہا کہ تونے اپنی ہمخوابہ کو کیسا پایا اوس نے کہا خوب تہی اگر اوسکی بغلون

ہوئے بدبو آتی۔ اسپر زیاد بالکل شمپرے بولا کہ اے ابو مریم لوگوں کی ماؤں کو دشنام نہ دے کہ کوئی تیری ماں کو گالیاں نہ دیوے راوی کہتا ہے کہ جب معاویہ کا کلام اور
اخذِ شہادت میں اُس کا اہتمام ختم ہوا تو زیاد اُٹھا سب لوگ خاموش ہوگئے اور اُس نے حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا۔ ایّہا النّاس جو کچھ معاویہ و شہود نے کہا تم نے سُنا مجھکو تحقیق
نہیں کہ آیا یہہ حق ہے یا باطل یہہ لوگ خود اسکے زیادہ دانا ہیں میں اتنا کہتا ہوں کہ عبید پدرِ مبرور و والی مشکور تھا۔ اور تشیید میں تاریخ ابنِ خلکان سے نقل کیا ہے کہ اُس کے
بعد زیادِ مذکور زیاد بنِ ابو سفیان کے نام سے مشہور ہوا جب ابو بکرہ اُسکے بھائی نے سُنا کہ مُعاویہ نے اُسکو ابو سفیان سے ملحق کیا اور وہ اس پر رضامند ہوا تو قسم کھائی کہ
کبھی اُسکے ساتھ کلام نہ کرونگا۔ اُس نے ماں کو زنا سے نسبت دی اور باپ کا انتفارِ نسب کیا۔ قسم بخدا کہ جہانتک مجھکو علم ہے سمیّہ نے کبھی ابو سفیان کو نہیں دیکھا وائے ہو اُس پر
وہ اُم حبیبہ زوجہ رسولِ خدا کے ساتھ کیا کریگا آیا اُسکو دیکھنا چاہیگا۔ پس اگر اُس نے پردہ کیا تو وائے فضیحت و رسوائی اُسکی۔ اور جو ملنے آئی تو مصیبت عظیم تر و بزرگتر
ہے کہ حرمت رسول اللہ کا ہتک کیا پس زیاد معاویہ کے زمانہ میں حج کو آیا اور مدینہ میں داخل ہوکر چاہا کہ اُم حبیبہ کے پاس جائے۔ کیونکہ اُسکے اور معاویہ کے گمان میں
وہ اُسکی بہن تھی۔ مگر ابو بکرہ کا قول اُسکو یاد آیا اور اس سے باز رہا اور بعض کا قول ہے کہ اُم حبیبہ نے اُسکو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ہمارے شیخ
ابو عثمان نے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ زمانہ حکومت بصرہ میں زیاد ابو عریان عددی کے پاس سے گزرا یہہ ابو عریان پیرِ سن رسیدہ و نابینا تھا و دیگر عوارض میں بھی
مبتلا تھا پوچھا یہہ کیسی آواز ہے لوگوں نے کہا کہ زیاد بن ابو سفیان جاتا ہے کہا واللہ کہ ابو سفیان نے معاویہ۔ عتبہ۔ عنبسہ۔ حنظلہ۔ و محمد کے سوا کوئی بیٹا نہیں چھوڑا یہہ زیاد اُسکا بیٹا
کہاں سے آیا۔ یہہ کلام اُسکا زیاد تک بھی پہنچا اور ساتھ ہی کسی نے کہا بہتر ہے کہ اس کُتّے کا مونہہ کچھ دیکر اپنی طرف سے بند کر دے زیاد نے دو سو دینار ابو عریان کے پاس بھیجے قاصد نے
جو دینار لیکر گیا تھا کہا تیرے ابن عم زیاد نے یہہ روپیہ تجھکو بھیجا ہے کہ اپنی ضروریات میں صرف کرے۔ کہا قسم بخدا کہ یہہ صلہ رحم ہے وہ در حقیقت میرا چچازاد بھائی ہے دوسرے
روز زیاد اپنے تزک و احتشام کے ساتھ آیا اور اسکے پاس کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ ابو عریان یہہ سُنکر رونے لگا سبب گریہ دریافت کیا گیا تو کہا کہ مجھکو زیاد کی آواز میں سانس
اپنے بھائی ابو سفیان کا لہجہ معلوم ہوا اسلئے رونا آیا **اور** نیز معاویہ دن رات کھائے جاتا تھا اور کھاتے کھاتے تھک جاتا تھا مگر سیر نہوتا تھا اور یہہ اثر اُس دعائے
بد کا تھا جو حضرتِ رسالت پناہ نے اُسکے حق میں فرمائی تھی **صحیح مسلم** میں عبد اللہ بنِ عباس سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ میں ایکبار لڑکوں میں کھیلتا تھا کہ
آنحضرت تشریف لائے میں ایک دروازہ کی اُوٹ میں ہوگیا حضرت وہاں آئے اور دست مبارک میری پیٹھ پر مار کر کہا کہ جا معاویہ کو بلا لا۔ میں گیا تو دیکھا کہ وہ کھانا
کھاتا ہے۔ تھوڑی دیر میں پھر بھیجا اُسوقت بھی وہ کھانے میں مصروف تھا۔ جب دوبارہ آکر میں نے یہہ کہا تو حضرت نے فرمایا لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہٗ خدا اُسکا پیٹ نہ بھرے
اور امیر المومنین نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ میرے بعد مسلط ہوگا تم پر ایک مرد فراخ حلقوم بزرگ شکم کہ جو پائے گا کھا جائیگا جو شے نملیگی اُسکو طلب کریگا پس اُسکو قتل کرنا ہرچند
کہ میں جانتا ہوں کہ تم کبھی قتل نہ کروگے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ لوگ اس سے حجاج وغیرہ کو مراد لیتے ہیں مگر اشبہ میرے نزدیک یہہ ہے کہ مراد اس سے معاویہ ہے کہ کثرت نہم[له]
زیادہ خوری سے موصوف تھا۔ اور شکم اُسکا اس قدر بزرگ برآمدہ تھا کہ بیٹھنے کے وقت رانوں پر آپڑتا تھا۔ اور کہتا ہے کہ مُعاویہ ہر چند اعطاء اموال میں سخی تھا۔ مگر امر طعام
میں نہایت کنجوس و بخیل تھا۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی کے ساتھ مزاح کی جو اُسکے طعام پر حاضر تھا۔ اور برّہ بریان اُسکے سامنے رکھا ہوا تھا معاویہ تھوڑی دیر تک تو اُسکے
کھانے کو دیکھتا رہا پھر نرہا گیا تو وہ بولا کہ تو اسکو ایسا کھاتا ہے گویا اسکے باپ نے کبھی تجھکو سینگوں سے مارا ہے۔ اعرابی نے کہا مَا حَنُوْکَ عَلَیْہِ اِلَّا اَرْضَعَتْکَ اُمُّہٗ تجھے کیوں
درد آتا ہے کہیں اسکی ماں کا تو نے دودھ تو نہیں پیا اور نیز ایک عرابی سے جو اُسکے روبرو کھانا کھاتا تھا اور معاویہ نے اُسکی خوراک کو زیادہ و عظیم جانا۔ کہا تیرے لئے سکین (چھری)

[له] ہم کثرت آز و حرص بر طعام حاجی

منگائون اُس نے کہا - ہر شخص کی تسکین اُسکے سن مین ہے یعنی میرے دانت کافی ہین ضرورت چھری کی نہین معاویہ نے کہا تیرا نام کیا ہے کہا لقیم کہا جبھی تو ایسے بڑے بڑے لقمہ مارتا ہے - اور اخبار بسکا ثرہ وارد ہین کہ آنحضرت نے معاویہ کو بُلوایا تو معلوم ہوا کہ کھانا کھاتا ہے پھر بُلوایا پھر یہی جواب آیا فرمایا اَللّٰھُمَّ لَا تُشْبِعْہُ پروردگارا تو اسکو سیر نہ کر ایک شاعر نے کہا ہے ؎ صَاحِبٌ لِیْ بَطْنُہٗ کَالْھَاوِیَہ ÷ کَاَنَّ فِیْ اَمْعَائِہٖ مُعَاوِیَہ ÷ میرا ایک دوست ہے جسکا پیٹ مانند دوزخ کے ہے گویا کہ اُسکی آنتون مین معاویہ آگیا ہے - اور ابو الحسن مدائنی سے نقل کیا ہے کہ معاویہ ہر روز دن مین چار مرتبہ کھانا کھاتا تھا - آخری اُنمین سے سب سے زیادہ ہوتا تھا - باوجود اسکے پھر اُسکو ثرید نوش کرتا جسمین بہت سی پیاز و روغن ڈالتے تھے - اور روش اُسکے کھانے کی بہت خراب تھی ہر مرتبہ مین دو تین رومال آلودہ کرتا تھا - اور اس کثرت سے کھاتا کہ کھاتے کھاتے پشت پر لیٹ جاتا اور کہتا لے غلام اُٹھا لے قسم بخدا کہ مین سیر نہین ہوا الا تھک گیا ہون اور مجھکو دعائے رسول خدا سے شرم آتی ہے - کہ آپنے فرمایا کہ اس فراخ حلق کو خدا سیر نہ کرے

نسب معاویہ

جبکہ ذاتی حالات معاویہ جامع صفات کے کسیقدر بیان ہوئے تو مناسب ہے کہ کچھ حالات اُسکے مان باپ اور قوم و قبیلہ کے بھی معرض بیان مین آئین کہ خالی از فائدہ نہین پس واضح رہے کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہے کہ وہ ابو عبد الرحمن معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس و بن عبد مناف ہے اور اُسکی مان ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے اور ابو سفیان مذکور قریش کا جنگہا رسول خدا مین قائد و پیش رو تھا - اور ہند مکہ مین زنا و فجور سے مشہور تھی - اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین کتاب نزہتہ القلوب علامہ شیرازی سے نقل کیا ہے کہ اولاد زنا کامل و انجب ہوتی ہے کیونکہ مرد بشہوت و نشاط عورت سے زنا کرتا ہے پس طفل توانا اور پورا نکلتا ہے بخلاف حلال کے کہ وہان تصنع و تکلف مرد عورت کی نزدیکی واقع ہوتی ہے یہی باعث ہے کہ معاویہ و عمرو عاص و زیاد لعنہم و عقلاء ناس سے تھے اور علامہ حلی نے کشف الحق مین کتاب مثالب ابو المنذر ہشام بن سائب کلبی سے نقل کیا ہے کہ معاویہ چار شخصون یعنی عمارہ بن ولید مخزومی - مسافر بن ابی عمر - ابو سفیان - اور ایک اور مرد سے نسبت کیا جاتا تھا - اور اُسکی مان ہند مکہ مین زنان ذوات الاعلام سے تھی - اور دوست ترین مردان اُسکے نزدیک حبشی سیاہ فام تھے - جب بچہ سیاہ جنتی اُسکو زمین مین دفن کردیتی - اور حمامہ جدہ معاویہ تھی کہ اُسکا علم ذی المجاز مین برپا رہتا تھا - اور ابو سعید اسمٰعیل بن علی سمعانی حنفی نے کہ علماء اہلسنت سے ہے کتاب مثالب بنی امیہ مین اور شیخ ابو الفتوح جعفر بن محمد ہمدانی نے کہ انہین کے علما سے ہے کتاب بہجۃ المستفید مین روایت کی ہے کہ مسافر بن عمر بن امیہ بن عبد شمس مرد صاحب جمال و با تواضع تھا - وہ ہند پر عاشق ہوگیا - اور اُسکے ساتھ زنا کیا یہہ خبر قریش مین شائع ہوئی - تھوڑے عرصہ مین جو حمل ہند کو اُس سے رہا تھا ظاہر ہوکر یہہ راز طشت از بام ہوگیا - تو مسافر اُسکے باپ عتبہ کے خوف سے حیرہ کو جہان عمر بن ہند سلطان عرب تھا چلا گیا - عتبہ پدر ہند نے ابو سفیان کو بوعدہ مال کثیر راضی کرکے ہند کا نکاح اُس سے کردیا - نکاح کے تین مہینے بعد ہند سے معاویہ پیدا ہوا - بعد چندے ابو سفیان کو عمر بن ہند کے پاس حیرہ جانے کا اتفاق ہوا تو مسافر مذکور نے جو وہان تھا اُس سے اپنی معشوقہ ہند کا حال دریافت کیا ابو سفیان نے کہا اُسکا نکاح میرے ساتھ ہوگیا ہے مسافر اس غم سے بیمار ہوکر مرگیا - اور علامہ زمخشری نے ربیع الابرار مین روایت کی ہے کہ معاویہ چار شخصون سے منسوب تھا مسافر بن ابو عمرو عمارہ بن ولید بن مغیرہ عباس بن عبد المطلب اور صباح مغنی عمارہ مذکور سے - اور نیز علامہ مسطور کہتا ہے کہ ابو سفیان زشت رو کوتاہ قد تھا اور صباح کہ ابو سفیان کا غلام تھا - جوان زیبا منظر خوب رو ہند اُس پر فریفتہ ہوگئی اور اُسکو اپنی طرف دعوت کی - اور اُسکے ساتھ مونہہ کالا کیا - کہتے ہین کہ عتبہ بن ابو سفیان صباح مذکور کے نطفہ سے تھا - جب ہند کو دردزہ ہوا تو اُس نے اپنے گھر مین اُسکا جننا مناسب جانا - مقام اجیاد کو گئی اور وہان عتبہ کی ولادت

ذی المجاز بازارے بود در جاہلیت ہر یک فرسخ از عرفہ بناحیہ کبکب ۱۲ انتہی اجیاد زمینی است بمکہ یا کوہے است دران ۱۲ انتہی

نسب معاویہ

ہوئی۔ حسان بن ثابت نے بھی قبل عام فتح زمانۂ مہاجرت درمیان مسلمین و مشرکین کے اس مقدمہ مین اشعار لکھے ہین اور کتاب غارات ابراہیم بن محمد ثقفی سے نقل
کیا ہے کہ جب عقیل شام مین معاویہ کے پاس تھے تو ایک روز معاویہ نے اُنسے پوچھا کہ اے ابویزید تو نے دو لشکر (عراق و شام) کا ملاحظہ کیا مجھکو ان دونو کے حال سے
خبر دے عقیل نے کہا کہ لشکر امیر المومنین علی بن ابی طالب کو دیکھا تو انکی لیل و نہار بعینہٖ مثل لیل و نہار زمان رسول اللہ کے تھی۔ اِلّا رسول اللہ اُنکے درمیان نہ تھے
تیرے لشکر مین آیا تو چند منافقین اسلام جنھون نے شب عقبہ رسول خدا کی سواری کے اونٹ کو بھڑکایا تھا سامنے آئے اے معاویہ تیرے دست راست پر یہ کون
شخص ہے کہا عمرو عاص۔ کہا وہی عمرو عاص جسکے مقدمہ مین چھ نفر قریش سے نزاع رکھتے تھے کہ آخر اُنمین ایک قصاب نے اُن سب پر غلبہ پایا۔ دوسرا کون ہے کہا
ضحاک بن قیس فہری کہا قسم بخدا کہ اُسکا باپ مُمسک خسیس النفس تھا۔ یہ تیسرا کون ہے۔ معاویہ نے کہا ابوموسیٰ اشعری کہا یہ پسر مراقہ ہے جب معاویہ نے دیکھا
کہ عقیل نے اُسکے تمام ندیمون کو آزردہ کیا تو کہا اے ابویزید تم میرے مقدمہ مین کیا کہتے ہو۔ عقیل نے کہا اِس سے درگزر کہا نہین میری شان مین بھی کچھ کہو عقیل نے
کہا تو حمامہ کو جانتا ہے۔ معاویہ نے کہا حمامہ کون۔ عقیل نے کہا بس مینے تجھکو کہدیا۔ اور عقیل وہانسے چلے گئے۔ معاویہ نے نسّابہ کو بلوایا اور اُس سے حمامہ کا حال
دریافت کیا۔ اُس نے کہا مجھکو جان سے امان دے تو بیان کرون معاویہ نے اَمان دی۔ نسّابہ نے کہا وہ تیری جدّہ ایک فاحشہ عورت تھی کہ زمانۂ جاہلیت مین
اُسکا علم بر بام رہتا تھا۔ اور ابوبکر بن ذبیان سے نقل کیا ہے کہ یہ حمامہ ابوسفیان کی جدّۂ مادری (زنانی) تھی۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ معاویہ نے بیالیس ۴۲
سال حکومت کی بائیس ۲۲ سال صرف امیر شام رہا اور بیس سال بعد شہادت امیر المومنین خلافت کرتا رہا حتّے کہ سنہ ۶۰ ہجری مین اس جہان سے رحلت کی۔ اور وہ
کاتب مؤلفہ تھا۔ مگر اس کتابت مین اختلاف ہے محققین اہل سیر اسپر ہین کہ کتابت وحی علیؑ و زید بن ثابت و زید بن ارقم سے متعلق تھی حنظلہ بن ربیع و معاویہ
بن ابوسفیان آنحضرت کے خطوط ملوک و رؤسار قبائل کیطرف لکھتے تھے اور دیگر ضروریات کو قلمبند کرتے تھے اور نیز جو اموال صدقہ آتے اور ارباب استحقاق مین
منقسم ہوتے اُنکو بھی تحریر کرتے تھے۔ حکیم سنائی غزنوی نے بقول صاحب روضۃ الصفا اُسکی شان مین کہا ہے ؎ پسر ہند گرچہ خالِ من است۔ دوستی وی
بکار نیست۔ در نوشت او خط زہر رسول۔ بخطش نیز افتخار نیست۔ در مقامیکہ شیر مردانند۔ بخط و خال اعتبار نیست۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ معاویہ
ابتداء امر سے علی علیہ السلام کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا تھا اور شدید الانحراف تھا آنحضرت سے۔ اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ اُسکا بھائی حنظلہ اور ماموں ولید
بن عتبہ بروز بدر شمشیر ید اللّٰہی سے قتل ہوئے تھے اور عتبہ اُسکے نانا اور شیبہ اُسکے چچا کے قتل مین بلا اختلاف اگر وایۃ وہ حضرت شریک تھے۔ اور نیز اُنہون نے اُسکے
چچازاد بھائیون بنی عبد الشمس سے بہت سے چیدہ و جنگیدہ جوانون کو تہ تیغ فرمایا تھا۔ پھر حادثۂ عظمیٰ قتل عثمان پیش آیا تو چونکہ وہ حضرت اُسکے اعانت سے دست کش

مرقی بالفتح سرود کنیزگان و فرومایگان ۱۲ انتہی لارب معاویہ کے خال المومنین ہونیکی داستان اس طرح پر ہے کہ عمرو بن اوس اودی جو جنگ صفّین مین ہمراہ رکاب امیر المومنین تھا۔ ایک مرتبہ
مع اور چند اشخاص لشکر شام کے ہاتھ مین اسیر ہوا یہ قیدی معاویہ کے سامنے پیش ہوئے تو عمرو عاص نے کہا ان سب کو قتل کرو۔ عمر مذکور نے کہا اے معاویہ مجھکو قتل مت کرنا۔ بتحقیق کہ تو رشتہ
مین میرا خال (ماموں) ہوتا ہے۔ معاویہ نے اُسکو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تو میرا کیا کہتا ہے مین کسطرح تیرا ماموں ہو سکتا ہون حالانکہ بنی اود اور بنی عبد شمس مین درمیان کوئی قرابت نہ تھی
کہا اگر مین اسکو ثابت کردون تو تو مجھکو چھوڑ دیگا۔ کہا ہان چھوڑ دونگا عمر نے کہا ام حبیبہ تیری بہن اُمّ المومنین ہے یا نہین۔ کہا ہان۔ پس مین اُنکا بیٹا تو بھائی۔ میرا ماموں ہوا۔ معاویہ کے مارے
خوشی کے باچھین کھل گئین اور کہا لِلّٰہ اَبُوہٗ اسکے باپ کی نیکی خدا کے لئے ہے تعجب ہے کہ اتنے آدمیون مین کسیکا ذہن اِدھر منتقل نہوا۔ پس اُسکو رہا کیا سنائی غزنوی نے اس
مقام پر بھی معاویہ کی خوب خبر لی ہے چنانچہ کہتا ہے مثنوی خالِ ما بود خصم را خالے + لیک خالی ز خیر را خالے + خال شکین نبود بر خورشید + خال بر وجہ بود لیک سفید +
آنکہ مردود ہاد تلبیس است + او نہ خال و نہ عم کہ ابلیس است + خال ما و ادبہر دنیا را + زہر مر نور چشم زہرا را + ہر کرا خال زین شمار بود + مادر را با علی چہ کار بود + گر ہمین خال بایدت ناچار
بو محمد بکر را تو خال انگار + عائشہ بہتر است خواہر او + خال را بہ بود برادر او + حفصہ و عائشہ و دگر زینب + آنکہ او را کریم بود شب + با رسیونہ بود و ریحانہ + کہ بجز آراستہ بد و خانہ
این ہمہ جفت مصطفےٰ بودند + خلگے مادران ما بودند + ہر یکے را برادران بودند + مصطفےٰ را بجائے جان بودند + چون قنادی بہ بو سفیان + کہ از و گشت خاندان ویران
از چہ مخصوص شد بخالے ما + ابن سفیان نہان حالے ما + ۱۲
یعنی محمد بن ابوبکر ۱۲

ہے اور قبیلۂ عثمان نے آپکی خدمت مین پناہ لی تو وہ تمام تر اس قتل کو آنحضرت سے منسوب کرتا تھا پس عداوتین سو کھ ہو گئیں اور کینے سینون مین جوش زن یہانتک کہ ہوا جو کچھ کہ
ہوا۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین بعض کتب مامیہ سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان ایکمرتبہ اپنے شتر پر سوار تھا۔ یزید اسکا بیٹا پیچھے سے اسکو ہنکاتا تھا اور معاویہ آگے سے اسکی باگ
کھینچتا تھا۔ اسوقت رسولخدا نے لعنت کی راکب قائد و سائق پر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایکروز حضرت رسولخدا کے پاس داخل ہوا اور عرض کی یا
رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ آپ سے کچھ سوال کرون فرمایا تو کہے تو مین تجھکو خبر دون کہ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ بتحقیق کہ تو چاہتا ہے کہ مجھ سے میری عمر کی بابت سوال کرے کہ کسقدر
ہوگی عرض کی ہان یا رسول اللہ میری یہی خواہش ہے فرمایا مین کل تریسٹھ سال دنیا مین زندگانی کرونگا۔ ابوسفیان نے کہا مین شہادت دیتا ہون کہ آپ راست گو ہین حضرت نے
فرمایا یہہ تیری شہادت صرف زبان سے ہے نہ دل سے نہین عبداللہ بن عباس راوی حدیث کہتے ہین کہ قسم بخدا کہ ابوسفیان منافق تھا ایک بار ہم اسکے ساتھ ایک مجلس مین تھے
اور علی علیہ السلام بھی ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے کہ موذن نے اذان مین کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ابوسفیان نے کہا یہان کوئی ایسا شخص تو
نہین جس سے ضرورت پردہ کرنے کی ہو کسی نے کہا نہین ابوسفیان نے کہا۔ اے برادر ہاشمی (یعنے رسولخدا) تیری نیکی خدا کے لئے ہے۔ دیکھو اپنا نام کس مقام پر رکھا ہے علی نے
کہا اَسْخَنَ اللّٰهُ عَيْنَيْكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ خدا تیری آنکھون کو گرم کرے یہہ برادر ہاشمی نے نہین کیا بلکہ حقتعالی نے کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (یعنی)
اور بلند کیا ہمنے تیرے ذکر کو ابوسفیان نے کہا میری آنکھ کو نہین خدا اسکی آنکھین گرم کرے جس نے کہا یہان کوئی غیر آدمی نہین **ابوالطفیل** عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے
کہ حضرت رسولخدا نے سات مقام پر ابوسفیان کو لعنت کی جو سب اسکے مقتضی تھے **پہلے** جبکہ رسولخدا ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ کو جاتے تھے ابوسفیان شام سے واپس
آتا ہوا راہ مین ملا۔ آپکو دیکھ کر برا کہنے اور دھمکی دینے لگا اور قصد کیا کہ آنحضرت کو مغلوب کرے پس حقتعالے نے اسکے شر کو ان سے دفع کیا **دوسرے** بروز بدر
جبکہ ابوسفیان قافلہ تجار قریش کا قائد و پیش رو تھا کہ آنحضرت رسولخدا سے بچا لیجائے۔ پس خدا اور رسول نے اس پر لعنت کی **تیسرے** بروز احد ابوسفیان
نے کہا اُعْلُ هُبَلُ (بلند ہو اے ہبل) حضرت رسولخدا نے کہا اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ خدا برتر و بزرگ ہے ابوسفیان نے کہا ہمارے لئے عزا ہے تمہارے لئے
نہین پیغمبر خدا نے فرمایا خدا ہمارا مولا ہے تمہارا نہین **چوتھے** بروز خندق کہ ابوسفیان لشکر با قریش کو مدینہ پر چڑھا لایا اور حقتعالی نے اسکو خائب و خاسر واپس
کیا پس دو آیتین سورۂ احزاب سے نازل ہوئین اور اس روز ابوسفیان اور اسکے اصحاب کفار کے نام سے موسوم ہوئے معاویہ اسوقت مشرک عدو خدا و رسول تھا
پانچوین بروز حدیبیہ کہ مشرکین حضرت رسولخدا کو دخول مسجد الحرام سے مانع آئے اور شتران قربانی کو نحرگاہ تک نہ پہنچنے دیا پس وہ حضرت بغیر کرنے طواف و
بجالانے دیگر ارکان حج مدینہ کو واپس ہوئے خدا اور رسول نے ابوسفیان پر لعنت کی **چھٹے** بروز احزاب جبکہ ابوسفیان جماعت قریش سے اور عامر بن طفیل
قوم ہوازن سے اور عیینہ بن حصین غطفان سے آئے اور بنی قریظہ و بنی نظیر نے وعدہ آنے کا کیا پس لعنت کی رسول اللہ نے پیشواؤن اور انکے تابعین پر۔ پس تابعین سے
جو ایمان لایا لعنت رسولخدا سے محفوظ ہوا۔ مگر امامون اور مشیرون مین کوئی مومن ناجی نہ تھا **ساتوین** بروز عقبہ جبکہ منافقین حضرت رسول پر حملہ آور ہوئے
یہہ کل سترہ اشخاص تھے بارہ بنی امیہ سے اور پانچ سائر ناس سے آنحضرت نے تمام اہل عقبہ کو باستثنائے خود و ناقہ و قائد و سائق اسکے لعنت کی **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ
بعد نقل اس روایت کے فرماتے ہین کہ یہہ روایت اس طریق پر وارد ہوئی لیکن صحیح یہہ ہے کہ اصحاب عقبہ چودہ اشخاص تھے اور مجلسی علیہ الرحمہ نے افادہ فرمایا کہ یوم
خندق و احزاب ایک ہے روایت مذکورہ مین دو مرتبہ شمار ہوا شاید یہہ تکرار بوجہہ تکرار لعن کے ہو دو وجہ سے یا پہلی مرتبہ مین خدائے تعالی کا ان کو لعنت کرنا اور کفار کے
نام سے موسوم کرنا مقصود ہو دوسری مین حضرت رسولخدا کا لعنت کرنا۔ اور نیز مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دوسری روایت مین اس طرح پر وارد ہے ساتوین روز ثنیہ

جبکہ بارہ اشخاص حضرت رسول پر حملہ آور ہوئے سات اُنمین بنی اُمیہ سے تھے پانچ باقی قریش سے اور شاید یہہ اقرب بصواب ہو اور جو کچھ صدوق علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ
اُن چودہ تھے وہ عقبۂ ثانیہ کا حال ہو کسلئے کہ ظاہر اخبار یہہ ہے کہ منافقین نے دو مرتبہ حضرت پر کمین لگائی ایک بار عقبہ تبوک مین دوسری عقبہ غدیر مین جبکہ حجۃ الوداع سے
واپس آتے تھے واللہ اعلم۔ اور حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ کفر کے دو بازو ہین بنی اُمیہ و آل مہلب[له] اور نیز اُنحضرت سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے
ہین ایک سے فرعون ہامان و قارون داخل ہونگے ایک سے کفار و مشرکین جو بقدر طرفۃ العین خدا پر ایمان نہین لائے اور ایک باب مخصوص بنی اُمیہ کا ہے کہ کوئی اُنمین
انکا مزاحم نہوگا۔ اور وہ ہے باب لظےٰ و باب سقر و باب ہاویہ کہ نیچے لیجائیگا اُنکے تئین بقدر ستر خریف کے جب تہ مین پہنچین گے تو آتش جہنم جوش و خروش مین آئیگی اور
انکو اُٹھا کر اوپر کی طرف پھینکدیگی پھر اسی طرح وہ ستر خریف نیچے کو جاتے رہین گے اور یہی حال رہے گا اُنکا ابدالاباد۔ اور نیز ایک دروازہ ہے جس سے ہمارے مبغضین
و محاربین و خاذلین داخل جہنم ہونگے وہ سب سے بڑا ہے اور حرارت اُسکی تمام سے شدید ہے راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی یا ابن رسول اللہ جو دروازہ بنی اُمیہ کے لئے مقرر
ہے اُس سے صرف مشرکین و کفار بنی اُمیہ داخل ہونگے یا اُنکے مسلمان بھی۔ فرمایا مگر نہین سُنا تونے کہ مشرکین و کفار کے لئے ایک علیحدہ باب ہے۔ اِس سے تمام کفار و
مشرکین جو روز جزا پر ایمان نہین لائے داخل ہونگے یہہ دوسرا دروازہ بنی اُمیہ کا فقط ابوسفیان و معاویہ و آل مروان کے لئے ہے وہ اس سے دوزخ مین جائینگے
اور آگ اُنکا کچلا کرے گی اور کوئی اُنکی فریاد کو نہ سُنے گا اور وہ وہان نہ مرین گے نہ زندہ ہونگے **اور سُنی و شیعہ** نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے
خواب مین دیکھا کہ بندر ممبر پر آنحضرت کے چڑھتے اور کودتے ہین یہہ صورت باعث اندوہ و ملال طبع اقدس ہوئی حقتعالیٰ نے یہہ آیہ شریفہ نازل کی وَمَا جَعَلْنَا
الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ یعنی نہین گردانا ہمنے وہ خواب کہ دکھلایا تجھکو الا بلا و معیبت آدمیون کے لئے
اور شجرہ ملعونہ قرآن مین مراد شجرہ ملعونہ سے اِس آیہ شریفہ مین بموجب اکثر تفاسیر کے بنی اُمیہ ہین اور حضرت کو اُنکی بادشاہی کی خبر دی گئی۔ منقول ہے کہ اسکے بعد
کسینے آنحضرت کو خندان نہین دیکھا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ بندر میرے ممبر پر
چڑھتے ہین یہہ دیکھ کر مجھکو رنج ہوا جبرئیل آئے اور بیان کیا کہ وہ بنی اُمیہ ہین کہ تمہارے بعد بادشاہی کرین گے اور تمہارے ممبر پر چڑھین گے مینے پوچھا کہ اُن کی
مدتِ سلطنت کسقدر ہوگی کہا ہزار مہینے یہہ سنکر کمال رنج و الم مجھ پر طاری ہوا جبرئیل نے مجھکو تسلی دی اور سورہ قدر لائے اور کہا شب قدر بہتر ہے بنی اُمیہ کی ہزار مہینے
کی بادشاہی سے جنمین شب قدر نہوگی۔ اور شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے انتقال کیا اور وہ تین قبیلون کو
کراہت رکھتے تھے ثقیف کہ حجاج بن یوسف ظالم اُنسے ہے۔ بنی حنیفہ کہ مسیلمہ کذاب اُنسے ہے بنی اُمیہ کہ عبیداللہ زیاد قاتل امام شہید سعید حسین علیہ السلام اُنسے ہے
پھر شیخ مذکور کہتا ہے کہ تعجب ہے اس قائل سے کہ یزید کو اُس نے ذکر نہ کیا کہ عبیداللہ زیاد کا امیر تھا اور جو کچھ ابن زیاد نے کیا اُسکی رضا و حکم سے کیا۔ اور باقی بنی اُمیہ نے
بھی اپنے کاروبار مین کوتاہی نہین کی یزید و عبیداللہ ہی پر کیا موقوف ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے خواب مین دیکھا کہ بندر میرے ممبر پر بازی کرتے ہین
تعبیر اُس کی بنی اُمیہ سے کی۔ اور بعض کتب مین دیکھا گیا۔ کہ شریک بن اعور معاویہ کے پاس داخل ہوا۔ حالانکہ وہ کم رو کریہ منظر تھا۔ معاویہ نے کہا تو ذمیم
(بدصورت) ہے اور صاحب جمال ذمیم سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تیرا نام شریک ہے اور خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اور تیرا باپ اعور (یکچشم) ہے اور صحیح اعور کی نسبت بہتر

[له] آل مہلب منسوب بہ مہلب بن ابوصفرۂ ازدی عتکی بصری کہ مرد شجاع تھا جس نے بصرہ کو خوارج کے دست تعدی سے نگاہ رکھا۔ اور اُنکے اُنکے ساتھ زہواز مین واقعات مشہور و معروف ہین
آخر مین پس از تقلب بسیار مہلب مذکور حجاج کی طرف سے والی خراسان ہوا اور وہین فوت ہوا پس اُسکا بیٹا یزید اُسکی جگہ مقرر ہوا اور وہ اسیطرح پر بنی اُمیہ و بنی عباس کے زمانون مین
حکام و والیان امر ہوتے رہے اور اعانت و امداد خلفاء جور مین سرگرم تھے اور اُنکے واقعات کتب تواریخ مین مشہور ہین ۱۲ کذا فی البحار

ہے توکسطرح اپنی قوم کا سردار ہوگیا- اُس نے کہا معاویہ ؔ نہیں مگر ایک کُتیا جو بانگ فریاد کرے اور اور کُتون کو فریاد مین لائے اور تیرا باپ صخر اسنگ بزرگ ہے
اور سہل (زمین ہموار) صخر سے بہتر ہے - اور تیرا دادا حرب (لڑائی) ہے اور سلم (صلح) حرب سے افضل ہے اور پردادا اُمیّہ ہے جو تصغیر اَمَت (لونڈی) کی ہے تو
کسطرح امیر المومنین ہوگیا **تاریخ** ابن اعثم کوفی و روضۃ الصفا وغیرہ مین مروی ہے کہ ایک روز ہشام بن عبد الملک صحرا مین جاتا تھا ناگاہ دور سے ایک
غبار ساطع اُسکو دکھائی دیا- ملازمون کو امر کیا کہ اُس جگہہ توقف کرین اور خود ایک غلام کو ساتھ لیکر اُسکی طرف چلا نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ ایک کاروان با زین
زینت اور ہر قسم کا اسباب بار کئے جاتا ہے ہشام نے بچشم حقارت اُنکی طرف دیکھا اور نہ جانا کہ ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر- تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے
باشد- دیکھتے دیکھتے اُسکی آنکھہ ایک پیر مرد کہن سال صاحب جمال پر پڑی کہ حسن صورت مین تمام قافلہ مین ممتاز تھا ہشام نے اُسکے مولد موطن و قوم قبیلہ
سے سوال کیا- پیر مرد نے جواب دیا کہ مسکن مالوف میرا شہر کوفہ ہے اور قوم سے کیا مطلب اگر مین عزیز ترین قبائل عرب سے ہون تو کچھ نفع تجھکو نہ ہوگا اور اذل خلائق
سے ہون تو کوئی نقصان تیرا نہین پس جس امر سے کوئی نفع و ضرر نہو اُسکا دریافت کرنا لاحاصل ہشام نے کہا معلوم ہوا کہ حیا تجھکو مانع ہے کہ اپنی حقیقت حال
بیان کرے چونکہ ہشام بغایت کریہہ منظر و احول چشم تھا- پیر مرد ہنسا کہ تیری پستی نژاد کا حال تو تیری قبیح صورت و مکروہ طلعت سے دریافت ہوا- لیکن اگر میرا
نسب معلوم ہی کرنا ہے تو آگاہ رہ کہ مین فلان قبیلہ سے ہون اور فلان فلان اشخاص کے ساتھ قرابت رکھتا ہون ہشام نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کیسا ناپسندیدہ
نسب تیرا ہے جو تیرے قبیلہ و عشیرہ سے ہو جاہے کہ سجدات شکر درگاہ باری مین بجالائے- پیر مرد نے کہا باوجود اس صورت زیبا و چشم شہلا کے کہ تو رکھتا ہے
سزاوار نہین کہ اورونکو عیب لگائے بارے تو بیان کر کہ کس خانوادہ سے ہے اور حسب و نسب تیرا کیا ہے ہشام نے کہا مین قریش سے ہون پیر مرد نے کہا قریش قبیلہ
بزرگ ہے اور ادنےٰ و اعلےٰ صغیر و کبیر اُس مین بکثرت ہین تو کس بطن سے ہے- کہا مین اشراف بنی اُمیّہ سے ہون کہ آج شرف و بزرگواری مین کوئی اُنکی برابری
نہین کرسکتا اور ربع مسکون مین کیسکو مقدور نہین کہ اُنکے مقابلہ کا خیال دل مین لائے پیر مرد نے یہہ بات سُنی تو قہقہہ مار کر ہنسا- اور کہا مرحبا اے اخو بنی اُمیّہ
تو نے ناحق اسوقت تک اپنی پاکیزہ نسب کو مخفی رکھا- اور مجھکو اتنی دیر حیرت و پریشانی مین ڈالا- بہت اچھا کیا کہ اپنا قبیلہ بتلا دیا الحق عمدہ نسب و ستودہ خاندان و
عالی دودمان تیرا ہے- معلوم ہوا کہ شرم و حیا تیرے لئے خلق نہین ہوئی- مگر تو نہین جانتا کہ بنی اُمیّہ جاہلیت مین ربا خوار تھے- اسلام لائے تو غصب حقوق خاندان
نبوت پر دست درازی کی راس و رئیس تمہارا سابق مین خمار اور اسوقت ایک جبار ہے یہی قبیلہ ہے جس نے چالیس معرکون مین پیٹھ دکھائی اور ہزیمت کھائی
اپنے مردون کو برباد کیا اور اپنی آبرو کو خاک مین ملایا اور آتش انتقام روشن کی اور پشیمان ہوئے خاکسار ہے وہ جماعت جسکا مذہب و طریق یہہ ہو معہذا تم بشہادت
حضرت خاتم المرسلین قطعی جہنمی ہو تمہارے مرد نسب کی عار سے موہنہ نہین دکھا سکتے اور تمہاری عورتین غلبۂ شہوت و خبث طینت سے سر اُٹھانے کے قابل
نہین- عتبہ کہ بروز بدر علمدار لشکر کفار تھا تم سے ہے اور ہند کہ مجموعہ عیوب و ذنوب تھی تمہارے سے نسبت رکھتی ہے- صخر بن حرب (ابو سفیان) کہ جاہلیت
مین خماری و بیطاری کا پیشہ کرتا تھا- جب فی الجملہ اُسکو ثروت ہوئی تو چند مرتبہ مصطفےٰ پر لشکر کشی کی بعد ازان طوعًا و کرہًا اسلام مین داخل ہوا تو ہرگز حسن
عقیدت و صفائی باطن کی توفیق نہ پائی تمہارا بڑا ہے معاویہ کہ حضرت رسالت نے سات مرتبہ اُسکے حق مین ایسا اور ایسا کہا تمہارا مقتدا و پیشوا ہے اُسنے
ابن عم رسول کے ساتھ جنگ کی اور زیاد ولد الزنا کو اپنے ساتھ نسب مین شامل کیا- اور ذات القلائد اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے کر پھر بحرم اُسکے

لہ معاویہ مادہ سگ کہ آرمندگش یا شدہ بچہ سہ ماہ ١٢ منتہی الارب

ساتھ عقد باندھا آخری وقت اسکا آیا تو یزید پلید اپنے بیٹے کو کہ اُس نے سنت ہائے رسول اللہ کو یکلخت اٹھا دیا اور ہر سنت کے مقابلہ مین ایک بدعت ایجاد کی - ولیعہد کیا اور خون ریزی مسلمانان کی اُسکو رخصت و اجازت دی اور شیعیان علی بن ابی طالب پر تسلط بخشا عقبہ ابن ابی معیط کہ حضرت رسول نے اُسکے نسب کو قریش سے منتفی فرمایا تمنے اُسکو اپنے مین شامل کیا - اور اپنے اقربا سے اُسکو عورت دی اور وہ یہودیہ تھی اہل صفوریہ سے کہ امیر المومنین علی نے بامر سرور کائنات اُسکو قتل کیا اور یہہ شرم و عار تمہارے لئے ہمیشہ کو رہی پس یہہ پسر ابی معیط تمہارا پسندیدہ و برگزیدہ ہے اور اُسکا بیٹا ولید جس نے کوفہ مین شراب پی اور امامت نماز کے لئے کھڑا ہوا اور بجاے دو رکعت کے چار رکعت نماز پڑھ گیا - اور حقتعالی نے قرآن مین اُسکو بلفظ فاسق تعبیر کیا - حیث قال اَفَمَن کَانَ مُؤمِناً کَمَن کَانَ فَاسِقاً لَا یَسْتَوُنَ **ترجمہ** آیا وہ شخص جو مومن ہووے اُسکی مثل ہے جو کافر ہو - یہہ برابر نہین ہو سکتے) تمہارا مرضی و محمود ہے - عبد الملک بن مروان کہ اُسکا برا معین و مددگار و امیر و پیشکار حجاج نابکار تھا - تمہارا بزرگ و پیشوا ہے - اور جماعہ بدکار ستمگار و غدار جنھون نے اولاد رسول مختار کو قتل کیا او منجنیقین لگا کر پتھر و پلیدی خانہ کعبہ پر پھینکی تمہارے اعوان و انصار **الحاصل** اوّل تمہارے بدکار اوسط طرار اور آخر مکار ہین اور شریف تمہارے خمار اور وضیع غدار **جب** پیر مرد نے یہہ کلمات آبدار تقریر کئے ہشام حیران تھا کہ کیا کہے اور کیا بولے مجبور و مقہور عنان معاودت اپنے لشکر کیطرف موڑی - اور غلام سے کہا تو نے دیکھا کہ اس بوڑھے سے کیا روز سیاہ ہمکو پیش آیا تجھکو اُس کے کلام سے کچھ یاد ہے کہ کسی سے بیان کر سکے غلام نے کہا لا واللہ مین اُسکی وحشتناک باتون سے ایسا مدہوش ہوا کہ اپنے آپ کو فراموش کیا عجب کافر بے ایمان و لسان فصیح بیان تھا - ہشام نے کہا اگر تو اُسکے برخلاف کہتا تو مین تجھکو گردن مارتا - خبردار اگر اُسکی باتون سے کچھ یاد ہون تو کسیکے آگے اُنکا مذکور نہ کیجو نہین تو مارا جائیگا القصہ ہشام نے اپنے لشکر مین پہنچکر حکم کیا کہ ایک بوڑھا اس صفت و ہیئت کا فلان مقام پر ہے اُسکو میرے پاس لا دو سپاہی اُسکی تلاش کے لئے صحرا مین پراگندہ ہوئے مگر کہین پتا اُسکا نہ پایا - کسلئے کہ جب ہشام اُسکے پاس سے واپس ہوا تو اُس نے قیافہ سے جانا کہ یہہ سوار حکام وقت سے ہے ضرور میری طلب مین آدمی بھیجیگا جلد کسی ایسے راستہ کو ہو لیا کہ گزرگاہ خواص و عوام سے علیحدہ تھا - ہشام ہمیشہ آرزومند تھا کہ وہ بوڑھا کہین اُسکو ملے اور آتش حسرت و افسوس مین جلتا تھا کسلئے اُس روز اُسکو گرفتار نہ کیا - ہشام کا غلام کہتا ہے کہ مجھکو اُس بوڑھے کی باتین اوّل سے آخر تک حرف بحرف یاد تھین مگر ہشام کے سامنے مصلحت وقت جانکر انکار کیا اور جبتک ہشام زندہ رہا کبھی کیکے سامنے اُس راز سے لب کشا نہوا

نبذے از حالات عمرو عاص وزیر باتدبیر معاویہ و خباثت نسب وے

مولانا مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین فرماتے ہین کہ عاص بن وائل عمرو کا باپ اُن لوگون سے ہے جو حضرت رسولخدا پر تمسخر و استہزا کرتے تھے اور برملا اُنکی عداوت کا اظہار کرتے اور درپے اُنکے تکلیف و آزار کے ہوتے تھے اور آیہ شریفہ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَہْزِءِیْنَ کہ ہمنے استہزا کرنے والون کو تجھ سے کفایت کیا اسی عاص اور اُسکے اصحاب کی شان مین نازل ہوئی - اور نیز عاص مذکور اسلام مین بنام ابتر موسوم ہے کیونکہ اُس نے حضرت رسولخدا کی نسبت کہا تھا کہ یہہ ابتر چند روز مین مرجائیگا تو اسکا ذکر منقطع ہوجائے گا - پس حقتعالی نے آیہ شریفہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرا دشمن ہی ابتر ہے - نازل کی - اور نیز وہ ملعون آنحضرت کو دشنام دیتا اور پتھر آپکی راہ مین رکھتا کہ جب رات کو طواف خانہ کعبہ کے لئے جائین تو ٹھوکر کھائین - اور وہ اُن لوگون مین سے ہے جنھون نے زینب بنت رسول اللہ کو ہودج مین تخویف کیا تا اینکہ حمل اُس جناب کا ساقط ہوا - آپنے یہہ حال سُنا تو اُن سب پر لعنت کی - اور خود عمرو نے بارہا حضرت کی ہجو مین اشعار تصنیف کرکے اپنے لئے روسیاہی دارین حاصل کی - اور عادت تھی اُس ملعون کی کہ ہجو کہتا اور اطفال مکہ کو دیتا کہ جہان راہ وغیرہ مین حضرت کو دیکھتے آپکے روبرو چلا چلا کر اُن شعرون کو پڑھتے - ایک روز حجر اسمعیل مین نماز پڑھتے پڑھتے آپنے فرمایا پروردگارا عمرو عاص نے

میری ہجو کہی ہے مین شاعر نہین تو اُسکو بقدر اُسکی ہجو کے لعنت کر۔ اور ابن ابی الحدید نے واقدی وغیرہ اہلِ حدیث سے نقل کیاہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا خانۂ کعبہ کے آگے نماز پڑھتے تھے کہ نضر بن الحارث و عقبہ بن ابی معیط و عمرو عاص ایک مشیمہ شتر جو وہان پر تازہ ذبح کیا تھا لائے اور جبکہ آپ سجدہ مین تھے اُن ناپاکون نے وہ مشیمہ سر مبارک پر ڈال دیا کہ تمام پلیدی اُسکی آپکے گردن و بدن پر بہہ نکلی۔ حضرت سجدہ مین گریان ہوئے اور سر سجدہ سے نہ اُٹھایا اور وہ عاد بد اُنکے لئے کرتے رہے تا اینکہ دختر رسولخدا فاطمہ زہرا آئین اور اُس مشیمہ کو سر اطہر سے دور کیا۔ اور یہہ حال پُر ملال دیکھ کر کھڑی روتی تھین اور وہ ملاعین ہنستے تھے پس آپنے سر اُٹھایا اور تین مرتبہ باواز بلند فرمایا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ پروردگارا قریش سے مواخذہ کر پھر تین بار فرمایا رَبِّ اِنِّیْ مَظْلُوْمٌ فَانْتَصِرْ بار الٰہا مین ستم رسیدہ ہون میری نصرت کر پھر لٹے اور داخل دولت سرا ہوئے یہہ وقوعہ وفاتِ عمِ محترم اُس جناب ابو طالب کے دو ماہ بعد واقع ہوا اور ربیع الابرار مین زمخشری سے روایت کی ہے کہ نابغہ عمرو عاص کی مان قبیلۂ عنزہ سے ایک مرد کی لونڈی تھی۔ وہانسے اسیری مین لائی گئی مکہ مین اُسکو عبداللہ بن جدعان تیمی نے خرید کر آزاد کیا وہ ایک زن فاحشہ زناکار تھی ایک مرتبہ ابولہب بن عبدالمطلب و اُمیہ بن خلف جمحی و ہشام بن مغیرہ مخزومی و ابوسفیان بن حرب و عاص بن وائل سہمی نے طہر واحد مین اُس سے نزدیکی کی اور حمل رہ کر اُس سے عمرو مذکور پیدا ہوا۔ پس اس جماعت کے درمیان عمرو کی نسبت پر تکرار ہوئی ہر ایک اُسکا دعوی کرتا تھا۔ آخر اُس کی مان نے فیصلہ کیا کہ وہ عاص بن وائل کے نطفہ سے ہے یہہ اسلئے کہ عاص اُسکو خرچی اورون سے زیادہ دیتا تھا ورنہ صورت ظاہری مین وہ ابوسفیان سے بہت مشابہت رکھتا تھا اور کتاب انساب ابو عبیدہ معمر بن مثنی سے نقل کیاہے کہ بروز ولادت عمرو ابوسفیان و عاص بن وائل کے درمیان تنازعہ ہوا پس دونو نے اُسکی مان کو اس مقدمہ مین حکم کیا اُس نے عاص بن وائل سے اُسکو ملحق گردانا۔ ابوسفیان نے کہا مگر مجھکو ذرا شک نہین کہ مینے اُسکو نابغہ کے شکم مین رکھا ہے نابغہ نے قبول نہ کیا اور عاص بن وائل ہی پر اصرار رکھتی تھی کسینے اُس سے کہا کہ ابوسفیان نسب مین شریف تر ہے اُس پر کیون نہین راضی ہوتی۔ کہا عاص کثیر الانفاق ہے اور ابوسفیان بخیل کنجوس حسان بن ثابت نے بمقابلہ ہجو رسولخدا کے جو عمرو عاص کی ہجو کہی اُس مین کہتا ہے ؎ اَبُوْكَ اَبُوْ سُفْيَانَ لَا شَكَّ قَدْ بَدَتْ ٭ لَنَا فِيْكَ مِنْهُ بَيِّنَاتُ الدَّلَائِلِ ٭ فَفَاخِرْ بِهٖ اِمَّا فَخَرْتَ فَلَا تَكُنْ ٭ تُفَاخِرُ بِالْعَاصِ الْهَجِيْنِ بْنِ وَائِلِ[۱] خلاصہ یہہ کہ ہمکو بلاشبہ بدلائل روشن معلوم ہوگیاہے کہ تیرا باپ ابوسفیان ہے۔ پس اے عمرو اگر تو فخر کرتاہے تو ابوسفیان پر کر نہ عاص بن وائل ناکس و فرومایہ پر **مؤلف** کہتاہے۔ کہ الحق ایسی ہی نجس و ناپاک اصل کی مخلوق ہوسکتی ہے جو نصب عداوت اہلِ بیت اطہار کی قابلیت رکھے۔ اور ان ذواتِ قدسیہ و نفوس طیبہ و طاہرہ کی دشمنی انہین خبیث و پلید طبیعتون کا کام ہے ورنہ حلال زادہ طاہر الاصل ہرگز ان برگزیدگان کبریا و مقربان بارگاہ جل و علا سے بغض و عداوت نہ رکھے گا و حدیث شریفہ وَلَدُ الزِّنَا لَا يُفْلِحُ (زنازادہ فلاح نہ پاویگا) اس مطلب پر بخوبی دلالت رکھتی ہے اور احادیث معصومیہ مین وارد ہے کہ دشمن نہین رکھتا ہمکو مگر نطفۂ حرام بیرم خان خانخانان کا شعر ہے ؎ محبت شہ مردان مجو زبے پدرے ٭ کہ دست غیر گرفتہ ست پائے مادر او۔ اور نیز حدیث مین ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا یا علی لَنْ يُبْغِضَكَ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَعِيٌّ وَمِنَ الْعَجَمِ اِلَّا شَقِيٌّ وَمِنَ النِّسَاءِ اِلَّا سَلْقَلْقِيَّةٌ یعنے اے علی دشمن نہین رکھتا تجھکو عرب سے۔ مگر حرام زادہ اور عجم سے الا بدبخت و شقی اور عورات جو تیرے ساتھ عداوت رکھتی ہین سلقلقیہ ہوتی ہین[۱] اور منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کوچہ ہائے مدینہ مین گشت کرتے تھے اور وہان کی مجالس

[۱] مجلسی علیہ الرحمہ نے فردوس الاخبار دیلمی سے نقل کیاہے کہ ایک عورت حضرت امیر المومنین کی خدمت مین آئی اور کہا یا علی مین تم سے بغض و عداوت رکھتی ہون حضرت نے فرمایا تو جانے کہ تو سلقلق ہو عورت نے کہا سلقلق کسے کہتے ہین کہا حضرت رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اے علی کوئی عورت تجھکو دشمن نہ رکھیگی الا یہہ کہ وہ سلقلق ہوگی مینے کہا یا رسول اللہ سلقلق کسے کہتے ہین فرمایا وہ عورت جسکو خون حیض براہ دبر آئے عورت نے کہا راست کہا رسول اللہ نے مجھکو یہہ مرض ہے اور میرے مان باپ تک اس سے خبر نہین رکھتے ١٢ منہ عفی عنہ

محافل مین داخل ہوتے تھے اور کہتے ایہا الناس علی افضل البشر مین جو اس سے انکار کرے کافر ہے اے معشر انصار اپنی اولاد کو محبت علی بن ابی طالب پر تادیب تہذیب کرو جو اسکو نمانے اور اسکو امتناع کرے اُسکی مان کے حال مین نظر کرو تحقیق کہ یہہ قصور اُسکی مان کی آلودگی سے ہوگا ؎ ہر کرا ہست با علی کینہ ۔ در سخن حاجت درازی نیست ✣ نیست دستش در آستین پدر ✣ دامن مادرش نمازی نیست ۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مین ایک روز حضرت رسولخدا کے ساتھ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک پیر مرد کہ ضعف پیری سے اُسکی پشت خم تھی اور موئے ابرو اُسکی آنکھوں پر پڑے تھے عصا ہاتھ مین اور کلاہ سرخ سر پر اور پیراہن مونیہ بدن مین پہنے ہوئے حضرت کے پاس آیا اور کہا آپ میرے حق مین دعا کرین کہ حق تعالی مجھکو بخشدے ۔ آپنے فرمایا آرزو تیری روا نہین اور عمل تیرا کچھ فائدہ نہین رکھتا یہہ سُنکر اُس نے پشت موڑی جناب رسالتمآب نے مجھسے فرمایا یا علی تو نے اسکو پہچانا ۔ عرض کی نہین فرمایا یہہ شیطان ہے امیر المومنین نے جو یہہ سُنا دوڑکر اسکو پکڑا اور زمین پر ڈالکر چاہا کہ گلا گھونٹ کر ہلاک کرین اُس نے کہا اے علی میرے ہلاک کرنے کا قصد نہ کرو ۔ تحقیق کہ حقتعالی نے مجھکو قیامت تک کی مہلت دی ہے ۔ اور اے علی واللہ کہ مین تمکو دوست رکھتا ہون اور تمہارے دشمنون کی مان کی وطی مین شریک ہوتا ہون پس وہ سب حرام زادے پیدا ہوتے ہین ۔ یہہ سُنکر جناب امیر علیہ السلام نے تبسم کیا اور اُسکو چھوڑ دیا اور نیز مروی ہے کہ عمرو عاص تقلید خلیفۂ ثانی ۔ اہل شام سے کہتا تھا ۔ کہ ہمنے علی کو اسلئے خلیفہ نہ بنایا کہ اُس مین ہزل و دعابہ ہے ۔ امیر المومنین نے یہہ سُنا تو خطبہ کہا جو نہج البلاغہ وغیرہ مین مذکور ہے ۔ خلاصہ اُسکا یہہ کہ تعجب ہے کہ پسر نابغہ اہل شام سے کہتا ہے کہ میرے مین مزاح و خوش طبعی ہے اور مین لہو و لعب کو دوست رکھتا ہون ۔ تحقیق کہ اُس نے باطل کہا اور عصیان خدا سے گویا ہوا اور بدترین کلام کذب بہتان ہے وہ کلام کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے وعدہ کرتا ہے اور اُس سے پھر جاتا ہے ۔ خود سوال کرتا ہے تو بہین اصرار و الحاح کرتا ہے اُس سے سوال کیا جاتا ہے تو بخل و کنجوسی دکھاتا ہے ۔ عہد مین خیانت کرنا اور قطع رحم عمل مین لانا اُسکی عادات مستمرہ سے ہے لڑائی مین تاوقتیکہ نوبت بہ تیغ و سنان نہین پہنچتی کیا کچھ آمر و ناجر وہ ہے ۔ جب استعمال تیر و شمشیر کا وقت آتا ہے ۔ تو بڑا حیلہ اُسکا یہہ ہے کہ اپنی شرمگاہ لوگونکو دکھاوے ۔ قسم بخدا کہ مجھکو یاد مرگ لہو و لعب سے باز رکھتی ہے اور اُسکو آخرت کا بُھلا دینا قول حق سے مانع آتا ہے ۔ اور اُس نے معاویہ سے بیعت نہین کی جبتک کہ شرط نہین کر لی کہ حکومت مصر اُسکو عطا کرے ۔ اور ابن ابی الحدید نے تاریخ بلادری سے نقل کیا ہے کہ عمرو عاص نے ایک بار موسم حج مین خطبہ کہا اور اُس مین معاویہ و بنی اُمیہ کی صفت و ثنا و بنی ہاشم کی مذمت کی اور اپنے مشاہد و مفاخر روز صفین و روز تحکیم حکمین کے شمار کئے ۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا اے عمرو تو نے اپنا دین معاویہ کے ہاتھ فروخت کیا ۔ پس تو نے جو کچھ تیرے پاس تھا اُسکو دیا ۔ اور اُس نے جو کچھ اُسکے ہاتھ مین نہ تھا اُسکا تجھکو اُمیدوار بنایا پس جو تجھ سے لیا وہ بہتر ہے اس سے کہ تجھکو بخشا اور جو تو نے پایا کمتر ہے اُس سے کہ تو نے عطا کیا اور تم دونو اس بیع و شرا پر راضی ہو ۔ جب مصر تیرے ہاتھ آئیگا تو ضرور ہے کہ معاویہ نقض عہد کرے اور تجھکو اُسکی حکومت سے معزول فرمائے ہرچند کہ تیری جان اسکے غم مین بدن سے نکل جائے اور روز تحکیم کا تو نے ذکر کیا ہے ۔ پس سوائے اسکے نہین کہ غدر و مکر پر فخر کرتا اور فسق و فجور پر ڈینگ مارتا ہے اور تو نے جو اپنے مشاہد صفین کے یاد کئے ۔ قسم بخدا کہ تجھکو تیرا وہان چلنا پھرنا ناگوار نہ تھا اور تیری جرأت و جلادت سے کسیکو کچھ نقصان نہین پہنچا نقط زبان تیری اُس موقع پر دراز تھی ۔ مگر کار و بار سست و کوتاہ ۔ تو جنگ کے پیچھے رہتا تھا ۔ اور فرار مین سب آگے ۔ تحقیق کہ تیرے دو ہاتھ مین ایک خیر سے کشیدہ دوسرا شر کیطرف کشادہ علی ہذا دو رُخ رکھتا ہے ایک بھلائی سے متوحش دوسرا بدی کے ساتھ مانوس ۔ مجھکو اپنے عمر کی قسم ہے کہ جو شخص اپنے دین کو دوسرون کے دنیا کو بیچڈالے وہ زیادہ لائق ہے اسکے کہ کف افسوس ملے اور انگشت حسرت دانتون سے کاٹے ۔ آگاہ رہ کہ تجھ مین طلاقت بیان ہے مگر خطا و خطل کے ساتھ اور رائے و تدبیر رکھتا ہے مگر جبن و بزدلی سے کمتر عیب تیرا بزرگتر ہے اورون کے لئے ۔ اور نہج البلاغہ مین ہے کہ امیر المومنین نے عمرو عاص کو نامہ لکھا **اما بعد** فانک جعلت دینک

نامۂ امیر المومنین بنام عمرو عاص

تبعت الدنیا امرء ظاہر غیّہ مہتوک سترہ یشین الکریم مجلسہ ویسفہ الحلیم خلطتہ فاتبعت اثرہ وطلبت فضلہ اتباع الکلب للضرغام یلوذ الٰی مخالبہ وینتظر ما یلقی الیہ من فضل فریستہ فاذہبت دنیاک واٰخرتک ولو بالحق اخذت ادرکت ما طلبت فان یمکنّی اللہ منک ومن ابن ابی سفیان اجزکما بما قدّمتما وان تعجزا وتبقیا فما امامکما شرٌّ لکما خلاصہ ترجمہ اُسکا یہہ ہے کہ بعد حمد وصلوٰۃ تحقیق کہ تابع گردانا تونے اپنے دین کو ساتھ دنیا ایسے شخص کے کہ غوایت گمراہی اُسکی ظاہر ہے اور پردہ اسکا ہتوک دریدہ ہے۔ کریم اُسکی مجلس مین عیب لگایا جاتا ہے اور حکیم اُسکے اختلاط سے سفاہت پکڑتا ہے تونے اُسکی تبعیت پیروی کی اور اُسکے فضلہ کا خواستگار ہوا جیسا کہ کتّا شیر کی تبعیت کرتا ہے اور اُسکے پنجو نمین پناہ گیر ہوتا ہے۔ اور منتظر رہتا ہے کہ وہ اپنے شکار سے کب اُسکی طرف پس خوردہ ڈالے پس تونے اپنی دنیا وآخرت دونو کو تباہ کیا۔ اگر حق کو اختیار کرتا تب بھی بقدر کفایت اُس سے مطلب حاصل کر لیتا۔ اگر حقتعالٰی نے مجھکو قدرت دی تو تم دونو کو تمہاری بدکاریون کی سزا پہنچاؤن گا۔ اور جو میرے ہاتھ سے چھوٹ گئے تو جو راہ تمکو درپیش ہے تمہارے لئے بدتر ہے والسلام ابن ابی الحدید اس خط کی شرح مین کہتا ہے۔ کہ لاریب غوایت معاویہ اُسکی ضلالت وبغاوت سے ظاہر وباہر ہے۔ لیکن ہتک ستر اُسکا پس ہمین شک نہین کہ اُسکے ہاں ہزل بازی خدع وریب بکثرت تھے۔ قصہ گویون سے صحبت گرم رکھتا تھا۔ اور امثلا صاحب وقار وسکینہ نہ تھا اور قانون ریاست کا بالکل التزام نہ رکھتا تھا۔ الّا جبسے کہ امیر المومنین پر خروج کیا وہ وقت تھا کہ حاجت ننگ ناموس کی محسوس کی ورنہ عثمان کے زمانہ مین وہ سخت متہتک اور ہر قباحت وعیب سے موسوم تھا۔ عمر کے زمانہ مین ہرچند اُسکے خوف سے اپنی نکو ہیدہ حرکات کو کیقدر اخفا کرتا تھا تب بھی لبس حریر واستعمال ظروف طلا ونقرہ سے باز نہ آتا تھا۔ اُسکی سواری کے گھوڑے سونے چاندی کی زین سے آراستہ اور دیبا ورنگا رنگ کی پوششون سے پیراستہ رہتے تھے اور یہہ زمانہ اُسکے عین شباب کا تھا جبکہ نشہ جوانی مین چور وشراب امارت وحکومت سے سرمست مخمور تھا۔ ارباب سیر نے نقل کیا ہے کہ وہ عثمان کے زمانہ مین شام مین شراب پیتا تھا لیکن بعد وفات امیر المومنین اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ پھر نہین پی اور باقی اسپر ہین کہ اُسوقت بھی چھپکر پیتا تھا۔ مگر اس مین اتفاق ہے کہ غنا برابر سنتا اور سیر طرب کرتا اور صلہ وانعام بخشتا تھا اور قول امیر المومنین یشین الکریم مجلسہ الخ۔ سو فی الواقع اُسکی مجلس مین سوائے بدگوئی وبرائی بنی ہاشم کے دوسرا تذکرہ نہ تھا۔ اسلام پر بہ کنایہ وتعریض طنز وتشنیع ہوتی تھی ہرچند بظاہر خود اسلام سے منسوب تھا۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب سلیم بن قیس ہلالی سے نقل کیا ہے کہ عمرو عاص نے شام مین خطبہ کہا۔ کہ مینے حضرت رسولخدا سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ آپکے نزدیک محبوب کون ہے فرمایا عائشہ مینے کہا اور مردون سے فرمایا اُسکا باپ پس ابوبکر رسولخدا کے نزدیک محبوب ترین آدمیان ہے۔ علی اُس مین اور عمر وعثمان مین نقص وعیب لگاتے ہین۔ اور نیز مینے آنحضرت سے سُنا کہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ ضَرَبَ بِالْحَقِّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ کہ حقتعالٰی نے حق کو عمر کی زبان ودل پر جاری کیا اور عثمان کے حق مین فرمایا کہ ملائکہ اُس سے حیا کرتے ہین اور خود علی سے زمانہ رسولخدا مین سُنا اگر جھوٹ کہون تو دونو کانون سے بہرہ ہو جاؤن کہتے تھے۔ کہ رسولخدا تشریف رکھتے تھے اور عمر ابوبکر وہان سے گزرے آپنے فرمایا اے علی یہہ دونو سردار ہین کہول اہل جنت کے سوا انبیا ومرسلین کے۔ مگر ان سے اس کا ذکر نہ کرنا مبادا کہ ہلاکت مین پڑین۔ امیر المومنین نے یہہ حال سُنا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا تعجب ہے کہ طاغیان شام عمرو کی باتون کو قبول اور تصدیق کرتے ہین حالانکہ اُسکے کذب دروغ وقلت ورع کی یہہ نوبت پہنچی ہے کہ اُس نے حضرت رسولخدا پر دروغ باندھا اور آنحضرت نے اُسکو اور اُسکے صاحب کو جسکی طرف وہ خلقت کو دعوت کرتا ہے بارہا لعنت کی اور اُس نے حضرت رسول اللہ کی ہجو مین ایک قصیدہ ستر شعرون کا لکھا پس آنحضرت نے فرمایا خداوندا مین شعر نہین کہتا نہ اسکو اپنے لیئے حلال جانتا ہون پس تو اور تیرے ملائکہ ہر شعر کی عوض اُسکو ایک لعنت کیجو جو قیامت تک اُسکے اعقاب مین جاری رہے۔ پھر جبکہ ابراہیم

بن رسول اللہ نے رحلت کی۔ تو عمرو نے کہا محمد ابتر ہوگئے اب اُنکی نسل دنیا میں باقی نہ رہیگی اور نیز کہا میں سب سے زیادہ اُنکا بدگو اور شانی یعنی دشمن ہوں حقتعالےٰ نے یہہ آیہ نازل کی اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ؎ کہ ابتر تیرے دشمن ہیں۔ قسم بخدا کہ جو کچھ اُس نے عائشہ اور ابوبکر کے حق میں کہا اُس سے معاویہ کو خوشنود کیا مگر خدا عزوجل کو ناراض و غضبناک گردانا اور جو حدیث کہ میری طرف نسبت کی قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو شکم مادر سے وجود میں لایا کہ یہہ اُسکا جھوٹ بر سر سر بہتان ہے میں نے سر و علانیہ میں کبھی اُس سے یہہ نہیں کہا خداوندا تو لعنت کر معاویہ و عمرو عاص کو کہ وہ تیرے راستہ سے خلقت کو مانع آتے ہیں اور تیری کتاب کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے نبی کا استخفاف کرتے ہیں اور آنحضرت پر اور مجھ پر تہمت و بہتان لگاتے ہیں **بعضے از لطائف**

مکالمات و مناظرات کہ میان معاویہ و عمرو عاص گزشت کتاب استیعاب سے منقول ہے کہ ایک روز بعد استقرار خلافت معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے ابوعبداللہ میں جب تجھکو دیکھتا ہوں تو خندہ بے اختیار مجھ پر غلبہ کرتا ہے تحقیق کہ مجھکو وہ روز یاد آتا ہے جبکہ صفین میں ابوتراب نے تجھ پر حملہ کیا اور تو نے اُنکی نوک سنان سے جان بچانے کو اپنی شرمگاہ اُنکے آگے برہنہ کی۔ عمرو عاص نے کہا درست ہے لیکن مجھکو اُس سے زیادہ ہنسی آتی ہے جب یہہ یاد آتا ہے کہ علی نے تجھکو جنگ کے لئے طلب کیا اور خون تیرا خشک ہوگیا اور بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ اور وہ حالت تیرے اوپر طاری ہوئی کہ اُس کے بیان سے شرم آتی ہے معاویہ نے کہا جبکہ ہم دونوں سے جبن و فرار بروئے کار آیا تو ہمارا عیب شمار کیسے لئے نہیں **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں روایت کی ہے کہ معاویہ نے ایک روز عمرو عاص سے پوچھا اے ابوعبداللہ بھلا ہم دونوں میں از روئے عقل ودہا کون زیادہ تر ہے۔ عمرو نے کہا میں بداہتہً بے اندیشہ کئے اور تو اے معاویہ رویہ و فکر کے ساتھ معاویہ نے اسے نہ مانا اور کہا فی البدیہہ جو بات میری سمجھ میں آتی ہے تیرا ذہن وہاں نہیں پہنچتا۔ عمرو عاص نے کہا تیرا یہہ ذہن رسا اُس روز کہاں گیا تھا جبکہ بروز صفین میں نے مصاحف نیزوں پر بلند کرائے۔ معاویہ نے کہا واقعی اُس روز تو مجھ پر سبقت لیگیا۔ اے ابوعبداللہ اب ایک بات تجھ سے پوچھتا ہوں راست بتلانا۔ عمرو عاص نے کہا جو چاہے دریافت کر راست کہونگا جھوٹ بولنا بہت بُرا کام ہے معاویہ نے کہا کبھی تو نے میری نصیحت و خیر خواہی میں فریب و غل بھی کیا ہے۔ کہا نہیں کہا البتہ کیا ہے مگر نہ ہر موقعہ پر صرف ایک مرتبہ جبکہ علی بن ابی طالب نے مجھکو جنگ کے لئے طلب کیا اور میں نے تیرے ساتھ مشورہ کیا تو تو نے کہا کفو کریم ہے اور مجھکو اُس سے جنگ کرنے کی صلاح دی حالانکہ تو خوب جانتا ہے کہ علی کون شخص ہے۔ اسوقت میں جانتا تھا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی۔ عمرو عاص نے کہا اے امیر المومنین ایک مرد عظیم المرتبت جلیل القدر نے تجھ کو اپنے سے لڑنے کو دعوت کی تجھکو اُسکی لڑائی میں دو خوبیوں سے ایک بہرحال حاصل تھی یا تو اُسکو قتل کرتا تو ایک شجاع بے مثل و ہمتا قاتل اعزہ و اقربا تیرے ہاتھ سے مارا جاتا پس تیرا شرف مرتبہ دوبالا ہوتا اور ملک خار اغیار سے صفائی پاتا۔ اور یا خود قتل ہو کر شہدا و صالحین کی رفاقت میں داخل ہوتا وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؎ معاویہ نے کہا یہہ اُس سے بھی زیادہ شرارت کی بات ہے۔ واللہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اگر علی کو قتل کرتا تو داخل جہنم ہوتا اور علی مجھ کو قتل کرتے تو جہنم میں جاتا۔ عمرو نے کہا یہہ جانتا ہے تو کیا ہے کو اُسکے ساتھ جنگ

؎ مشہور ہے کہ یہہ آیہ مکہ معظمہ میں جبکہ عبداللہ بن رسول خدا نے وفات پائی عاص بن وائل وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جیسا کہ پیشتر بھی مذکور ہوا۔ اور اس حدیث سے اُسکا واقعہ ابراہیم میں بحق عمرو عاص نزول پایا جاتا ہے سو اسمیں شک نہیں کہ عمرو عاص بہر تقدیر اس آیہ کا مصداق اور اسمیں شامل ہے۔ در صورت نزول مکہ وہ اپنے باپ عاص کے ساتھ لقب ابتر کا استحقاق رکھتا ہے چنانچہ اسی لحاظ سے بعض احادیث میں اُنکو ابتر بن ابتر کہا گیا ہے اور مدینہ میں نازل ہوئی تو خود اُس کے حق میں بلا شرکت غیرے نازل ہوئی جیسا کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے رہی یہہ بات کہ جب یک مرتبہ مکہ میں نزول آیہ ہو چکا تو پھر مدینہ میں اُسکے نازل ہونے کے کیا معنی۔ پس احتمال ہے کہ جب پیشتر وفات عبداللہ پر بمقابلہ شماتت عاص وغیرہ یہہ آیہ نازل ہو چکی تھی سو اب وفات ابراہیم پر بمقابلہ شماتت عمرو عاص کو جو تمامل ہو شیعین اس کا نزول مجازاً حدیث مسطور میں ذکر ہوا اور محتمل ہے کہ برائے رفع ملال پیغمبر خدا و تسکین تسلی اُس جناب کے حق تعالی نے واقعہ ابراہیم میں دوبارہ مضمون آیہ شریفہ کو پیغام کیا ہو ۱۲ منہ عفی عنہ

کی۔ معاویہ نے کہا ملک و حکومت کے لئے۔ کہ عقیم ہے اور لحاظ و پاس دنیا و دین کا ہمین نہین ہوتا اور کوئی دوسرا تیرے سوا اس بات کو مجھ سے نہ سُنے گا۔ ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کہ کوئی لذتِ دنیوی باقی ہے جسکا تونے ادراک نکیا ہو معاویہ نے کہا تمام لذائذ جو انسان کو مُیسّر آسکتی ہین مینے حاصل کین حتّے کہ کثرتِ التذاذ سے ملول اور عاجز آگیا۔ اب بڑی لذت میری یہین ہے کہ روز گرم مین آبِ سرد پینے کو ہو اور میرے اطفال نبین و بنات میرے گرد کھیلتے پھرین اے ابو عبداللہ تیرے لئے کون لذت باقی ہے کہا ایک چشمہ جوشندہ میرے لئے ہو جسکے گرد درختان میوہ دار سایہ افگن ہون لے وردان (غلام عمرو عاص) تیری لذت کس چیز مین ہے۔ کہا اُس سرور مین جو مین برادران و اخوان کے قلوب مین داخل کرون۔ اور نیکی و احسان جو ایک مرد کریم کے حقمین بجالاؤن۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا تباہ و برباد ہو ہماری یہہ مجلس یہہ غلام ہم دونو پر سبقت لیگیا۔ پھر کہا لے وردان اس کام کے لئے مین تجھ سے زیادہ احق و اولے ہون وردان نے کہا مینے تجھکو موقع دیدیا جو کرسکے کر۔ اور تشئید مین تحفۃ الاحباء جمال الدین محدث سے نقل کیا ہے کہ جب خبرِ شہادت امیر المومنین علی ابن ابیطالب معاویہ کو شام مین پہنچی تو کہا اب علاوت منقطع ہوئی اور ایک مجلس مین جو خاص و اشرافِ شام سے مشحون تھی ایک بدرۂ زرِ سرخ اپنے آگے رکھ کر کہا کہ جو کوئی فضائل و مناقب علی ابن ابیطالب اسوقت بیان کرے یہہ روپیہ اُسکا حق ہے۔ عمرو عاص کی رگِ طمع یہہ سنکر حرکت مین آئی۔ اور یہہ اشعار فی البدیہہ اس نے تصنیف کئے ؎ بِآلِ مُحَمَّدٍ عُرِفَ الصَّوَابُ ؛

وَفِي أَبْيَاتِهِمْ نَزَلَ الْكِتَابُ ؛ وَهُمْ حُجَجُ الْإِلٰهِ عَلَى الْبَرَايَا ؛ بِهِمْ وَبِجَدِّهِمْ لَا يُسْتَرَابُ ؛ وَلَا سِيَّمَا أَبُو حَسَنٍ عَلِيٌّ ؛ لَهُ فِي

الْحَرْبِ مَرْتَبَةٌ تُهَابُ ؛ طَعَامُ سُيُوفِهِ مُهَجُ الْأَعَادِي ؛ وَفَيْضُ دَمِ الرِّقَابِ لَهَا شَرَابُ ؛ وَضَرْبَتُهُ كَبَيْعَتِهِ بِخُمٍّ ؛

مَعَاقِدُهَا مِنَ الْقَوْمِ الرِّقَابُ ؛ عَلِيُّ الدُّرُّ وَالذَّهَبُ الْمُصَفَّى ؛ وَبَاقِي النَّاسِ كُلُّهُمُ تُرَابُ ؛ هُوَ الْبَكَّاءُ فِي الْمِحْرَابِ لَيْلًا ؛

هُوَ الضَّحَّاكُ إِذَا اشْتَدَّ الضِّرَابُ ؛ هُوَ النَّبَأُ الْعَظِيمُ وَفُلْكُ نُوحٍ ؛ وَبَابُ اللهِ وَانْقَطَعَ الْخِطَابُ ؛ خلاصہ ترجمہ ان اشعار کا یہہ

کہ آلِ محمد سے راہِ صواب معروف ہوئی اُنہین کے گھرون مین کتاب خدا نازل ہوئی وہ حجتہائے خدا ہین خلائق پر انکی اور انکے بزرگی کے بارے مین شک و شبہ نہین ہوسکتا۔ علی الخصوص ابو الحسن علی کو جنگ مین ہیبت ناک رتبہ حاصل ہے انکی تلوار کا طعام ارواح دشمنان ہین اور گردنون کا بہتا ہوا خون انکی شراب یعنی پانی ہے انکی ضربت مانند انکی بیعت کے غدیر خم مین قوم کی گردنون پر نہار ہے۔ علی موتی اور زر خالص ہین اور باقی عام آدمی مٹی خاک۔ وہ رات کو محراب مین کھڑے ہونے مین تو شدت سے گریہ کرنے والے ہین اور ہنگامہ کارزار مین خندان ہین وہ نبأ عظیم و کشتی نوح ہین اور دروازہ خدا و حد خطاب کلام ہین ؛ اور کجکول شیخ بہائی علیہ الرحمہ مین ہے کہ معاویہ بیٹھا تھا۔ اور اسکا بیٹا یزید اور عمرو عاص اسکے پاس حاضر تھے کہ کچھ روپیہ جو کہین سے لائے تھے اسکے سامنے پیش ہوا معاویہ نے کہا اگر اسوقت کوئی اور تمہارے سوا میرے پاس ہوتا تو اس مال کو بیت المال مین بھیجدیتا لیکن اب جو تمہارے سے کوئی عمدہ شعر کہے اسکے لئے ہدیہ ہے دونو نے کہا پہلے تو کہکر دکھا کہ کسطرح کے شعر تیرے مرغوبِ طبع ہے پھر اسی نہج پر ہم کہین گے پس معاویہ نے کہا ؎ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ بَعْدَ أَحْمَدَ حَيْدَرٌ ؛ فَالنَّاسُ أَرْضٌ وَالْوَصِيُّ سَمَاءُ ؛

کہ بہترین خلائق بعد محمد مصطفےٰ حیدر کرار ہین۔ اور لوگ مثل زمین کے ہین اور وصی رسول انکے مقابلہ مین آسمان کا رتبہ رکھتا ہے۔ یزید نے کہا ؎ وَمَلِيحَةٌ

شَهِدَتْ لَهَا ضَرَّاءُهَا ؛ وَالْحُسْنُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الضَّرَّاءُ ؛ ایک حسین عورت ہے کہ اسکے لئے اُسکی سوکن گواہی دیتی ہے اور حسن وہی ہے جسکی سوکنین گواہی دین۔ پس عمرو عاص نے کہا ؎ وَاللهِ قَدْ شَهِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِهِ ؛ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ ؛

قسم بخدا کہ اُسکے دشمن نے اسکی فضیلت پر گواہی دی اور فضیلت وہی ہے جسکی دشمن شہادت دین۔ ناسخ التاریخ مین آٹھ شعر مذکورہ بالا نقل کرکے کہا ہے کہ ایک

مرتبہ جنگ صفین مین جبکہ دن تمام ہوا اور دونو لشکر اپنے منزل مقام کو گئے معاویہ بن ابوسفیان نے شجاعت علی علیہ السلام کی بہت مدح وستائش کی اُسوقت عمرو عاص نے کہا ؎ ومناقب شہد العدو بفضلہا ؛ والفضل ما شہدت بہ الاعداء ؛ صاحب ناسخ لکھتے ہین کہ انوبہ اور تین اشعار اور کل بارہ اشعار عمرو عاص سے مدح وثناء حیدر کرار و اہل بیت اطہار مین یادگار رہین۔ چونکہ مقرر ہے کہ حقتعالی بعوض ہر بیت کے جو مدح اہل بیت رسولخدا مین کہے جائے ایک بیت (مکان) بہشت مین اسکے کہنے والے کو عطا کرے۔ اور عمرو عاص کو نصیب نتھا کہ بہشت مین جائے اسلئے ایک روز امام حسن نے اُس سے کہا کہ ان اشعار کو بیچتا ہے اُس نے کہا مضائقہ نہین پس حضرت نے وہ بارہ اشعار اُس سے بارہ ہزار درہم پر خرید کرلئے

ذکر برخے از احتجاجات کہ ارباب فقہ و بصیرت از صحابہ و غیر شان پیش روی معاویہ آوردہ و او را ملزم و ملوم ساختند

ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین اور شیخ عبدالحق نے رجال مشکوٰۃ مین روایت کی ہے کہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ کہ صحابی جلیل القدر تھا۔ ایک مرتبہ معاویہ کے پاس آیا معاویہ نے اُس سے کہا کہ تو اپنے خلیل ابوالحسن پر کسقدر آپ کو محزون وغمگین پاتا ہے کہا بقدر حزن غم مادر موسےٰ کے مفارقت موسےٰ علیہ السلام پر اور شکایت کرتا ہون حقتعالی کیطرف اپنی تقصیر سے آنحضرت کے بارہ مین معاویہ نے کہا تو بھی اُن لوگون مین تھا جنہون نے عثمان کو محصور کیا تھا۔ کہا محاصرین سے تو نہ تھا۔ مگر حاضرین مین البتہ شامل تھا۔ کہا کسلئے تو نے اسکی امداد مین پہلو تہی کی۔ ابوالطفیل نے کہا تو نے کیون اسکی نصرت نہ کی حالانکہ اہل شام تیرے ساتھ اور تمام تیرے یار و مددگار تھے۔ معاویہ نے کہا یہہ میرا اسکی خون کو طلب کرنا تیرے نزدیک اسکی نصرت نہین ہے کہا ہان نصرت ہے۔ مگر ایسی جیسی کہ شاعر کہتا ہے ؎ لا الفینک بعد الموت تندبنی ؛ وفی حیوتی ما زودتنی زادی ؛ یعنی ہر آئینہ پاتا ہون مین تجھکو کہ میرے مرنے کے بعد مجھ پر نوحہ و بکا کرتا ہے۔ حالانکہ میری زندگی مین تو نے میرے لئے زاد مہیا نہ کیا ؛

شیخ طبرسی نے احتجاج مین سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے کہ جب معاویہ بعد شہادت امیرالمومنین مدینہ مین آیا تو ایک مجلس کے پاس اُسکا مرور واقع ہوا جہان جماعت قریش حلقہ زن تھی سب اسکو دیکھ کر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے الا عبداللہ بن عباس کہ نہ اُٹھے۔ معاویہ نے کہا اے ابن عباس تو نے میرے لئے قیام نہ کیا تحقیق کہ کینہا ے صفین جو تمہارے سینون مین بھرے ہوئے ہین تجھکو اس سے مانع آئے۔ لیکن یہہ سزاوار نہین کسلئے کہ مین ابن عم و وارث عثمان بن عفان ہون جسکو تیغ ستم شہید کیا۔ اور مراد اسکی اس کلام سے یہہ تھی کہ تم نے اسکو قتل کیا۔ ابن عباس نے اسکے مقصود سے اعراض کرکے کہا کہ کیا کیا جائے عمر بن خطاب بھی مظلوم قتل ہوا معاویہ نے کہا عمر کو کافر نے قتل کیا ابن عباس نے کہا اور عثمان کو کسنے کیا معاویہ نے کہا اسکو مسلمانون نے قتل کیا۔ ابن عباس نے کہا یہہ تیرے دعوے کے باطل کرنے کے لئے حجت کافی ہے کسلئے کہ مسلمانون نے کبھی ناحق قتل نہ کیا ہوگا۔ پس معاویہ خجل ہوکر کلام کو اور طرف لے گیا۔ اور کہا مینے اطراف مملکت مین حکم کیا ہے کہ لوگون کو ذکر مناقب علی اور اسکے اہلبیت سے منع کرین تو بھی اپنی زبان کو اس سے بند کر۔ ابن عباس نے کہا تو ہمکو قرآن پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ معاویہ نے کہا نہین کہا اسکے معنی سمجھنے سے باز رکھتا ہے کہا ہان ابن عباس نے کہا تو قرآن پڑھین اور اسکے معانی کو جو حقتعالی نے اُس سے ارادہ کئے ہین نہ سمجھین اور نہ اسکی موافق عمل کرین۔ معاویہ نے کہا۔ اسکے معنے اُن لوگون سے دریافت کر جو تیرے اور تیرے اہلبیت کے برخلاف اسکی تاویل کرتے مین۔ ابن عباس نے کہا حقتعالی نے قرآن ہم اہلبیت پر نازل کیا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم اسکے معنے پوچھنے کو آل ابوسفیان و آل معیط کے پاس جائین۔ معاویہ اس کلام سے ملزم ہوا اور کہا اے پسر عباس آہستگی و آرام پکڑ اور اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔ اگر بغیر ذکر مناقب چارہ نہین تو خفیہ اور پوشیدہ انکا ذکر کر کوئی تجھ سے نہ سُنے۔ اور نیز احتجاج مین ہے کہ جب معاویہ اپنے عہد خلافت مین ادائے مناسک حج کے لئے حجاز مین آیا مدینہ کے قریب پہنچا تو اہل شہر اسکے استقبال کے لئے نکلے۔ معاویہ نے دیکھا کہ اُنکے درمیان انصار سے کوئی نہین شہر مین آکر پھیرا

تو پوچھا کہ انصار کو کیا ہوا جو میرے استقبال کو نہ آئے کہا وہ اس قدر محتاج ہین کہ سواری کیلئے پاس نہین معاویہ نے کہا شتران آبکش کہان گئے اُنہین پر سوار ہو لیتے قیس بن سعد عبادہ الگ گوشہ مین بیٹھے تھے بولے کہ شتران انصار بروز بدر و اُحد و دیگر غزوات رسولخدا ہلاک ہوئے جبکہ تجھکو اور تیرے باپ کو نصرت اسلام مین نیزہ و شمشیر مارتے تھے حَتّٰی ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ تا اینکہ امر خدا ظاہر ہوا حالانکہ تم اُس سے کراہت رکھتے تھے معاویہ خاموش ہوگیا اور کچھ نہ بولا - اور **زبیر** بن بکار نے کتاب موفقیات مین اور آخوند مجلسی نے بحار مین اُس سے نقل کیا ہے - کہ مُعاویہ نے عبداللہ بن عباس و دیگر بنی ہاشم کو خطاب کرکے کہا کہ تم خلافت کے بھی مستحق بنا چاہتے تھے جیسا کہ نبوت کے مستحق ہوئے یہہ دونو ایک جگہہ جمع نہین ہوتین خلافت مین تمہاری حجتین لوگون کو شبہہ مین ڈالتی ہین جبکہ تم کہتے ہو کہ ہم اہل بیت نبی ہین انکی خلافت ہمکو ملنی چاہئے پس یہہ شبہہ ہے یعنی مشابہ بحق ہے جس سے خلقت کو دہوکہ ہوتا ہے - ورنہ خلافت قبائل قریش کے لئے ہے انکے درمیان برضاء عامہ و شورائے خاصہ گردش کرے گی - چونکہ تمہاری امارت مین خلائق کے دینی و دنیاوی فائدے نہین اسلئے وہ نہین چاہتے کہ تم اُن پر والی و فرمان روا ہو - اور تمہارا یہہ گمان کہ قائم مہدی کے زمانہ مین ہمکو پھر حکومت ہوگی معقول نہین مہدی فقط عیسیٰ بن مریم ہے اور امر حکومت ہمارے ہاتھ مین رہیگا حتے کہ ہم انکو تفویض کرین - اور بخدا سوگند کہ اگر سلطنت تمہارے لئے راست ہو جائے تو صرصر عاد و صاعقہ ثمود نے اُن قومونکو کیا ہلاک کیا ہے جو تم ہمکو تباہ و برباد کرو - ابن عباس نے کہا جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب اسکا جواب سُن - تیرا یہہ کہنا کہ ہم بسبب نبوت کے مستحق خلافت ہوا چاہتے ہین تو اگر نبوت سے اُس کے مستحق ہون تو پھر کس چیز سے ہون اور یہہ کہ خلافت و نبوت جمع نہین ہو سکتیں پس نظر کر طرف قول حق سبحانہ تعالیٰ کے فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا کہ عطا کی ہم نے آل ابراہیم کو کتاب حکمت اور بخشا انکو ملک عظیم - پس مراد کتاب سے نبوت حکمت سے سُنت اور ملک سے خلافت ہے - اور ہم آل ابراہیم مین داخل اور ائمین شامل ہین اور تیرا یہہ قول کہ ہماری حجتین از قسم شبہہ ہین - بخدا کہ وہ ضیاء شمس و نور قمر سے زیادہ روشن ہین اور تو بھی اُنہین خوب جانتا ہے - مگر تیرے جد و خال و عم و برادر کے قتل ہونے نے جو ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تیرے رُخ کو ہماری طرف سے پھیر دیا اور رخسارے کو کج کر دیا - پس تو جہنمی ارواح کو روتا اور مشرکون کے خون پر غضبناک ہوتا ہے - اور یہہ کہ ہم پر لوگ جمع نہین ہوتے پس جس بات سے اُنہون نے ہمکو محروم کیا وہ اذل و اقل ہے اُس سے جس سے ہمنے انکو محروم کیا - اور تو نے کہا کہ ہمارا گمان ہے کہ بادشاہی کرین گے یہہ گمان نہین یقینیات و حتمیات سے ہے ہر ایک اسکی شہادت دیتا ہے - اگر ایک روز بھی عمر دنیا سے باقی ہوگا اُس مین بھی حقتعالیٰ ہم سے ایک شخص کو مبعوث کریگا کہ زمین کو عدل و داد سے معمور کرے بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی اے معاویہ ایک روز تمہاری سلطنت ہوگی تو البتہ دو روز ہماری ہوگی - ایک ماہ یا ایک سال تم حکومت کروگے تو دو ماہ اور دو سال ہمارے واسطے ہے - اور تیرا یہہ قول کہ مہدی وہی عیسیٰ بن مریم ہے سراسر غلط ہے عیسیٰ صرف دجال کی خاطر نزول کرین گے وہ اُنکو دیکھ کر ایسا گھل جائیگا جیسے چربی پگھل جاتی ہے - ہم سے جو امام ہوگا عیسیٰ اُسکے پیچھے نماز پڑھین گے - اگر کہے تو نام و نسب اُس امام عالیمقام کا تجھکو بتلا سکتا ہون اور باد عاد و صاعقہ ثمود عذاب خدا تھے جو کفار پر نازل ہوئے - ہماری حکومت عنایت الٰہی سے رحمت خدا ہے عالمیان پر وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ **رجال** کشی مین ہے کہ مُحمد بن ابی حذیفہ کہ خیار مسلمین سے ایک مرد تھا - اور معاویہ کا رشتہ مین ماموں زاد بھائی ہوتا تھا امیر المومنین علیہ السلام نے وفات پائی تو معاویہ نے اسکو گرفتار کرکے ارادہ اسکے قتل کا کیا - پھر زندان مین بھیجدیا کہ مُقید رہے ایک روز اپنے دل مین کہنے لگا کہ ہم اس احمق یعنے محمد بن ابی حذیفہ کو بلوائین اور اُسکی نکبت و ضلالت پر متنبہ کرین شاید کہ راستہ پر آجائے اور کھڑا ہو کر علی کی سب کرے - پس کسیکو بھیجکر اسکو محبس سے اپنے پاس طلب کیا - حاضر ہوا تو کہا اے محمد بن ابی حذیفہ ہنوز وقت نہین آیا کہ تو اپنی گمراہی یعنی محبت

علی بن ابی طالب کو چھوڑکر بیعت ملتمس کرے۔ مگر تجھکو معلوم نہین کہ عثمان مظلوم شہید ہوا ہم اُسکے خون کے طلبگار ہین اور عائشہ وطلحہ وزبیر نے اسی خون کے طلب مین خروج کیا تھا۔ علی ہی ہے جس نے لوگون کو ورغلا کر اُسکو قتل کرایا۔ ابن ابی حذیفہ نے کہا اے معاویہ تو جانتا ہے کہ مین قرابت کی رو سے سبسے زیادہ تجھ سے قریب نزدیکی رکھتا ہون پس قسم ہے اُس خدا عزوجل کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ میرے علم مین عثمان کا قاتل تو ہے تونے ہی لوگون کو اُسکے قتل پر برانگیختہ کیا۔ کیا منے کہ اُسنے تجھکو اور تیرے امثال کو عامل مقرر کیا۔ مہاجرین و انصار نے کہا کہ تمکو معزول کرے اُس نے نہ مانا اُن سبنے جمع ہوکر اُسکو قتل کیا جیسا کہ تو جانتا ہے۔ اور قسم بخدا کہ عائشہ و طلحہ و زبیر اول سے آخر تک اُسکے قتل مین شریک تھے۔ اُنہون نے اُسکے برخلاف گواہی دی اور لوگون کو اُسکے قتل پر اُکسایا۔ عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ مسعود و عمار یاسر اور تمام انصار اس مین شامل تھے اور گواہی دیتا ہون کہ جاہلیت اور اسلام مین جیسے مینے تجھکو جانا ہے تیرا وہی ایک طیوہ ہے۔ اسلام نے کم و بیش کچھ تجھ مین تغیر نہین کیا۔ اور علامت ظاہر اسکی یہہ ہے کہ تو علی علیہ السلام کی محبت پر مجھکو ملامت کرتا ہے۔ حالانکہ ہر قائم اللیل و صائم النہار و جملہ مہاجرین و انصار اُنکے ساتھ تھے۔ جیسا کہ تمام منافقین طلقا و عتقا اور اُنکی اولاد تیرے ہمراہ ہین تونے اُنکو اُنکے دین سے فریب دیا۔ اُنہون نے تجھکو تیری دنیا سے فریب دیا۔ قسم بخدا کہ اے معاویہ نہ تو تیرے کام تجھ پر پوشیدہ ہین نہ اُنکے کام اُن پر مخفی وہ خوب جانتے ہین کہ تیری رضامندی کی طلب مین اُنھون نے حقتعالیٰ کو اپنے اوپر غضبناک کیا۔ مین ہمیشہ خدا و رسول کے لیے علی کا دوست رہونگا اور دائم اُنکی خاطر سے تجھکو دشمن رکھونگا۔ معاویہ نے کہا تو ابتک ویسا ہی اپنی ضلالت و گمراہی مین مبتلا ہے اور حکم کیا کہ اسکو پھر قیدخانہ مین لیجائین پس اسکو پھر لیجا کر قید کیا اور قید ہی مین رہا تا اینکہ وفات پائی فرحمۃ اللہ علیہ **مؤلف** کہتا ہے کہ راست و درست فرمایا ہے امیر المومنین نے جبکہ فرمایا کہ اگر مومن کی خیشوم پر تلوارین لگائین کہ مجھکو دشمن رکھے۔ کبھی دشمن نہ رکھیگا اور تمام دولت دنیا منافق کو بخشدین کہ میرے ساتھ محبت کرے ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ اور یہہ اس سببسے ہے کہ نبی اُمی کی زبان پر طے ہوگیا ہے کہ یا علی لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ اے علی دشمن نہین رکھتا تجھکو مومن اور دوست نہین رکھتا منافق

کتاب کامل بہائی مین بعض کتب اہل سنت سے نقل کیا ہے کہ ضرار بن حمزہ نہشلی صاحب امیر المومنین ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے اُس سے کہا کچھ علی کا حال بیان کر ضرار نے کہا اس سے تو مجھکو معاف ہی رکھ کہا لابد تجھکو بیان کرنا ہوگا ضرار نے کہا پھر استعفا قبول نہین تو سُن کہتا ہون قسم بخدا کہ وہ دراز ہمتا۔ و شدید القوی تھے۔ علم کی نہرین اُنکے اطراف و جوانب سے بہتین حکمت و دانائی کی باتین زبان پر جاری رہتین دنیا و تازگی دنیا سے وحشت گزین اور تاریکی و تنہائی شب سے اُلفت پذیر تھے۔ فکر اُنکا دراز و گریہ و بکا اُنکا شدید تھا۔ لباس خشن و درشت کو پسند کرتے اور طعام خشک و ناگوار رغبت سے کھاتے۔ ہاتھ کو ہاتھ پر ملتے اور اپنے نفس سے مخاطب ہوتے خطاب کرتے۔ ہمارے درمیان ہم جیسے ایک تھے پاس جاتے تو نزدیک تر بلاتے دعوت کرتے تو اجابت فرماتے۔ باوجود اس قرب نزدیکی کے وقار و ہیبت کا یہہ عالم تھا کہ کلام مین اُنکے سامنے ابتدا نہ کر سکتے تھے۔ تبسم فرماتے تو دندان مبارک مثل عقد مروارید زیر لب نمایان ہوتے۔ اہل دین کو مقدم کرتے اور مساکین کو فضیلت و بزرگی بخشتے قوی اُنسے باطل کی طمع نہین کر سکتا اور ضعیف اُنکی عدالت سے مایوس و محروم نہ جاتا تھا۔ شہادت دیتا ہون۔ کہ مین نے اُنکو ایک موقع پر دیکھا حالانکہ پردہ ہار شب تمام روئے زمانہ پر چھوٹے ہوئے تھے اور ستارہ ہائے آسمان نیچے اُتر گئے تھے۔ کہ وہ حضرت اپنی ریش مقدس کو ہاتھ مین پکڑے محراب عبادت مین کھڑے تھے مثل عقرب گزیدہ کے مضطرب بیقرار تھے اور مثل شیفتہ دردمند کے گریان اور فرماتے تھے اے دنیا تو مجھ سے متعرض ہوتی اور میرا شوق رکھتی ہے ہیہات ہیہات ہنوز تیرا وقت نہین آیا کسی اور کو فریب دے کہ مینے تجھکو تین طلاق دے ہین جسکے بعد رجوع نہین۔ تیری زندگانی حقیر اور تیرا خطر کمتر اور تیری عمر کوتاہ ہے آہ زاد کی کمی اور سفر کی درازی اور راستہ کی وحشت سے۔ راوی کہتا ہے کہ یہہ حال سنکر معاویہ باوجود سنگدلی کے رونے لگا۔ اور اشک اُسکی ڈاڑھی پر رواں ہوئے وہ آستین سے اُنکو پونچھتا تھا۔ اور حاضرین

کی شدتِ گریہ سے آواز گلو مین بند ہو گئی تھی۔ پس معاویہ نے کہا رحمت خدا ہو ابوالحسن پر بیشک وہ ایسے ہی تھے اے ضرار تیرا انکی جدائی مین کیا حال ہے کہا جو ایک
بچہ والی عورت کا ہو جبکہ اسکی گود مین اُس بچہ کو ذبح کرین کہ اسکی حرارت ساکن نہین ہوتی اور اسکے آنسو نہین تھمتے۔ معاویہ نے کہا مگر میرے صحاب یہ میرے مرنے کے بعد اگر
کوئی میرا حال دریافت کرے تو ہرگز ایسا بیان نہ کرین گے **مؤلف** کہتا ہے کہ ابن ابی الحدید نے اس خبر کو کتاب عبد اللہ بن اسمعیل بن احمد حلبی سے اور ابو عمر بن
عبد البر کی کتاب استیعاب سے باندک تفاوت نقل کیا ہے۔ اور بعض روایات مین ہے کہ معاویہ نے یہہ سنکر اپنے صحاب سے کہا کہ قسم بخدا کہ اگر تم سب کے سب بھی جمع ہو تب بھی
میری طرف سے وہ ادا نہ کرسکو جو اس جوان نے اپنے صاحب کیطرف سے اسوقت ادا کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ صحابت بقدر صاحب کے ہوتی ہے۔ یعنی جیسا تو آدمی ہے ویسے
ہی تیری خادمی ہے **مجلسی** علیہ الرحمہ نے کتاب فضائل شاذان سے نقل کیا ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہا کہ مین شام مین معاویہ کے پاس تھا۔ ایک دن
ہم بیٹھے تھے کہ دور سے صحرا مین ایک پیر مرد جانب عراق سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ معاویہ نے کہا چلو اس کے پاس چلین اور پوچھین کہ کہان سے آتا ہے اور کدھر کا قصد
ہے اسوقت اُس کے پاس ابوالاعور سلمی و خالد و یزید پسران معاویہ و عمرو بن عاص تھے ہم سب چلے حتے کہ شیخ مذکور کے قریب پہنچے۔ دیکھا کہ بہت بوڑہا سالخوردہ ہے ہاتھ
مین بجائے عصا ایک حربۂ آہنی رکھتا ہے اور کمر لیف خرما سے کسی ہوئی اور رسی لیف خرما کی نعلین پیرون مین پہنے ایک گلیم کہنہ و بوسیدہ اوڑہے ہوئے استخوان رخسار
چہرہ سے نمایان اور موئی ابرو دراز ہو کر آنکھون پر آویزان ہین معاویہ نے اُس سے کہا اے شیخ کہان سے آتا ہے اور کدھر کا عزم رکھتا ہے مگر وہ خاموش تھا اور کچھ جواب
نہ دیا۔ عمرو عاص نے کہا اے بوڑھے کسلئے امیر المومنین کے کلام کا جواب نہین دیتا۔ شیخ نے کہا لیکن حقتعالی نے تحیۂ مسلمانان اُس کے سوا مقرر کیا ہے۔ معاویہ نے کہا
راست کہتا ہے واقعی ہم نے خطا کی اور تو راہ صواب پر ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ پیر مرد نے کہا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ معاویہ نے کہا اے شیخ تیرا نام کیا ہے کہا
جبل پوچھا کہانسے آتا ہے اور کس طرف جائے گا۔ کہا عراق سے آتا ہون اور بیت المقدس کا ارادہ ہے پوچھا عراق کو کس حال پر چھوڑا۔ کہا خیر و برکت و نفاق مین۔ کہا
شاید تو غری کوفہ سے آتا ہے شیخ نے کہا غری کیا کہا جہان ابوتراب قیام پذیر ہے شیخ نے کہا ابوتراب کون۔ کہا علی بن ابی طالب شیخ نے کہا خاک بدہان تیرے تیرا مونہہ
ٹوٹے اور ناک تیری زمین پر رگڑی جائے لعنت خدا ہو تیرے ماں باپ پر جنسے کہ تو پیدا ہوا ہے ایسی بے ادبی سے آنحضرت کا نام پاک لیتا ہے۔ کیون نہین اسطرح پر
کہتا اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالْغَيْثُ الْهَاطِلُ يَعْسُوبُ الدِّيْنِ وَقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ سَيْفُ اللهِ الْمَسْلُوْلُ
ابْنُ عَمِّ الرَّسُوْلِ وَزَوْجُ الْبَتُوْلِ تَاجُ الْفُقَهَاءِ وَكَنْزُ الْفُقَرَاءِ خَامِسُ اَهْلِ الْعَبَاءِ اللَّيْثُ الْغَالِبُ اَبُو الْحَسَنَيْنِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ معاویہ نے
کہا اے شیخ معلوم ہوتا ہے کہ محبت علی بن ابی طالب تیرے گوشت پوست مین سرایت کی اور تیرے رگ و پے مین بیٹھ گئی ہے اگر علی فوت ہون تو تیرا کیا حال ہو۔ کہا
مین حقتعالی کی جانب یہہ گمان بد نہین رکھتا کہ وہ کریم مجھکو یہہ حادثۂ عظمی و مصیبت کبرے دکھلائے۔ بالفرض ایسا ہوا بھی تو حقتعالی بجائے اُنکے ایک حجت قائم
انکی اولادِ طاہرین سے مقرر کریگا تا روز قیامت۔ عمرو عاص نے کہا اے امیر المومنین یہہ شخص شاید تجھکو پہچانتا نہین اسکو جتلا دینا چاہیے معاویہ نے کہا اے شیخ تو جانتا
ہے کہ مین کون ہون کہا نہین تو کون ہے۔ کہا مین شجرۂ زکیہ و فرع علیہ سید و سردار بنی امیہ معاویہ بن ابوسفیان ہون شیخ نے کہا تو ملعون ہے زبان رسول اللہ پر
اور کتاب خدا مین تجھ پر لعنت آئی ہے اور آیہ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ تمہارے حق مین نازل ہوئی اور تو ہی شجرہ خبیثہ اور بیخ بریدہ خسیس جس نے
نفس اپنے رب پر ظلم کر کے خلافتِ مسلمانان غصب کی حالانکہ رسولخدا نے فرمایا کہ خلافت پسر ابوسفیان زنیم بن زنیم و پسر آکلۃ الاکباد پر حرام ہے جسکا ظلم بندگان خدا

زنیم کا پیر مردے بقومے چسپیدہ کہ نہ از ایشان بود و پسر خواندہ و ناکس سخت فرمایہ و بدخوئی کہ درنا کسی معروف باشد ۱۲ منتہی الارب

مین آشکار وعیان ہے۔ معاویہ کو اسوقت نہایت طیش اور غیظ آیا اور دست قائمۂ شمشیر پر لیگیا کہ تلوار کھینچکر پیر مرد کو قتل کرے۔ پھر کہا اگر عفو وصفح اخلاق پسندیدہ سے نہوتا تو مین ضرور اسوقت تیرا سر قلم کرتا۔ بھلا اگر تجھکو مار ڈالتا تو کیا ہوتا۔ شیخ نے کہا قسم بخدا اگر ایسا کرتا تو مین سعادتِ شہادت پر فائز ہوتا اور تو زمرۂ اشقیا مین جگہ پاتا نہ تیرے مجھ سے بہتر گزرے ہین کہ تجھ سے بدترون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ معاویہ نے کہا اے شیخ تو بروز دار بھی حاضر تھا یا نہ کہا روز دار کیا کہا جس دن علیؑ نے عثمان کو قتل کیا۔ شیخ نے کہا قسم بخدا کہ علیؑ نے اسکو قتل نہین کیا وہ قتل کرتے تو تیغ ہائے تیز دست بار شدید مین بلند ہوتین اور سہین وہ خدا ورسول کے اطاعت گزار تھے۔ معاویہ نے کہا تو بروز صفین حاضر تھا کہا ہان تھا۔ پوچھا کیا کرتا تھا۔ کہا اطفال کو اہلِ شام کے یتیم اور عورات کو بیوہ بناتا تھا۔ کبھی مثلِ شیرِ درندہ تلوارین مارتا اور گاہے نیزے لگاتا تھا۔ معاویہ نے کہا کوئی وار تو نے میرے اوپر بھی کیا۔ کہا مَینے تہتر تیر تجھ پر چلائے مین ہون صاحب اُن دو تیر ونکا جو تیری چادر مین لگے اور اُن دو تیر ونکا جو سجدہ گاہ مین پہنچے اور لگانے والا اُن دو تیر ونکا جو تیرے بازو مین در آئے اگر کپڑا اپنے بدن سے ہٹائے تو تجھکو نشان اُنکے دکھادون۔ معاویہ نے کہا اے شیخ بروز جمل بھی تو حاضر تھا کہا روز جمل کیا کہا وہ روز کہ جس روز عائشہ علیؑ کے ساتھ لڑی تھی۔ کہا مین اُس سے غائب تھا۔ معاویہ نے کہا تیرے نزدیک علیؑ حق پر تھے یا عائشہ کہا علیؑ بلا کلام حق پر تھے۔ معاویہ نے کہا اور حق تعالی فرماتا ہے وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ اور رسول اللہ نے انکو ام المومنین کہا۔ پیر مرد نے کہا اور حق تعالی کہتا ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی اے زنانِ رسول تم اپنے گھرون مین قرار پکڑو اور جاہلیت اولی کی مانند اپنے کو دکھاتی نہ پھرو۔ اور رسولخدا نے فرمایا اے علیؑ تو میری ازواج واہل پر میرا خلیفہ وجانشین ہے میرے بعد اور انکا طلاق تیرے اختیار مین ہے تو عائشہ کو برحق کہتا ہے جس نے اسلام مین فتنہ برپا کیا اور ہزارون مسلمانون کو ناحق قتل اور انکے اموال واسباب کو تباہ وبرباد کیا لعنت خدا ہو قوم ظالمین پر عائشہ وحفصہ ازواج نوح پیغمبر کی طرح ناری ہین وَلَبِئْسَ مَثْوَی الْکٰفِرِیْنَ بُرا ٹھکانا ہے کافرونکا۔ معاویہ نے کہا اے شیخ تو نے ہمارے لیے کوئی بات نچھوڑی جس سے ہم حجت لاتین آیا اس اُمت پر ایسی تیرگی وتاریکی کب سے چھائی اور قنادیل رحمت کب اُنکے گل ہوگئین کہا جب سے تو انکا امیر اور عمرو عاص وزیر ہوا۔ معاویہ کو اس کلمہ سے بجائے رونے اور سر پیٹنے کے ایسی ہنسی آئی کہ ہنستے ہنستے پیچھے کو اُلٹ گیا۔ پھر کہا اے شیخ ہمارے پاس ایسی شے ہے جس سے ابھی تیری زبان کو قطع کردین کہا وہ کیا ہے۔ کہا تین ناقہ سرخ موئے شہد وگندم وروغن سے لدے ہوئے اور دس ہزار درہم نقد کہ تجھکو بخشین تاکہ تو انکو اپنے اور اپنے عیال کے صرف مین لائے اور اوقات بسری مین اُنسے اعانت وامداد چاہے۔ پیر مرد نے کہا مین اسکو قبول نہین کرتا کیونکہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ ایک درہم حلال بہتر ہے ہزار درہم حرام سے۔ معاویہ نے کہا اگر مینے سُنا کہ تو نے اس شہر مین توقف کیا تو تجھکو قتل کردونگا۔ اُس نے کہا مین خود دوست نہین رکھتا کہ جس شہر مین تو ہو قیام کرون کس لیئے کہ حقتعالی فرماتا ہے لَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ (ترجمہ مت میل کرو تم طرف اُن لوگون کے جنہون نے ظلم کیا ہے پس مس کریگی تمکو آتش جہنم اور نہین ہے سوائے خدا کے کوئی تمہارا دوست) اور تو اول سے ظالمونکا اور آخر سے اُنسے پس بیت المقدس کیطرف کو چلا گیا **علامہ حلی** علیہ الرحمہ نے کتاب کشف الحق مین بعض کتب عامہ[1] سے روایت کی ہے کہ اروی بنتِ حارث بن عبد المطلب معاویہ کے عہدِ خلافت مین شام کو گئی حالانکہ وہ عجوزہ کبیر السن تھی معاویہ نے اُسے دیکھا تو کہا مرحبا ہو اے خالہ بخیر ہے کہا خیریت سے ہون اے پسر برادر تو کیسا ہے ہر آئینہ کفرانِ نعمت کیا تو نے اور حقِ صحبت اپنے ابنِ عم کی بدی سے مکافات کی جس نام کا سزاوار نہ تھا اُس سے اپنے کو موسوم کیا۔ اور غیر کا حق بظلم غصب کر بیٹھا۔ بعد اسکے کہ تم دینِ اسلام سے کافر ہوئے اور حقتعالی نے تمہارے بزرگون کو خوار وبیقدار فرمایا اور تمہاری خسارہ کی

[1] استقصاء الافحام مین قصہ اروی بنتِ حارث کو چند کتب اہلسنت مثل روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر تالیف محب الدین طبری تاریخ ابو الفدا وغیرہ کے نقل کیا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

خاکِ مذلت پر گرا اور کلمۂ خدا نے بلندی پائی اور آنحضرت اپنے دشمنون پر مظفر و منصور ہوئے ہر چند کہ مشرک اسے کراہت کرتے تھے - پس ہم اہلبیت انکے رشد و رضا اس امت مین عظیم تھے اور قدر و منزلت مین سب سے عالی - تا اینکہ رسولخدا نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا - درآنحالیکہ مسرور و مغفور تھے اور انکا مرتبہ خدا کے نزدیک منیع و پایہ بلند و رفیع اور وہ جل شانہ انسے راضی و خوشنود تھا - پس بنی تیم و عدی اور انکے بعد بنی امیہ اُٹھے اور ہمارے حقوق کو مرتبہ بمرتبہ ہم سے مسلوب و منصوب کیا تو انکی ہدایت سے مہتدی اور اُنکے راستہ کا سالک ہے - پس ہم تمہارے درمیان اس طرح پر رہ گئے جیسے کہ بنی اسرائیل آلِ فرعون کے درمیان تھے کہ اُنکے بچون کو ذبح کرتے تھے اور اُنکی عورات کو زندہ چھوڑتے تھے اور ہمارے سید و آقا کا وہی حال ہوا جو موسیٰ کی غیبت مین ہارون اُنکے بھائی کا ہوا تھا چنانچہ اُنھون نے بھی ہارون کی طرح کہا یَا ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ اے پسرِ مادر قوم نے مجھکو ضعیف و مضمحل کیا اور قریب تھا کہ قتل کرین پس رسول اللہ کے بعد ہمارے لئے شمول و اجتماع نے صورت نہ باندھی اور ہماری دشواری پھر مبدل بسہولت نہ ہوئی - لیکن ہم اس حال پر راضی و شاکر ہین کسلئے کہ انجام ہمارا جنت ہے اور خاتمہ تمہارا دوزخ - عمرو عاص نے کہا اے پیرہ زن گمراہ اپنا کلام کوتاہ اور نظر نیچی کر ازدی نے پوچھا یہ کون ہے کہا عمرو عاص اروی نے کہا اے پسر نابغہ تو اپنی زبان کو تھام اور اپنے اندازہ اور قدر کی موافق پاؤن رکھ بتحقیق کہ تیرا حسب نسب قریش مین درست نہین پانچ شخص تیرے دعویدار تھے ہر ایک اُنمین سے کہتا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے تیری مان سالہا روز تک منیٰ و مکہ مین فاحشہ کا پیشہ کرتی اور چند درہم پر زنا کراتی رہی ہمارے غلام کچھ پیسے دیکر اُسکی حاجت روائی کرتے تھے - پس تو اُن غلامون سے مشابہت رکھتا ہے اور وہ تیرے مُشابہ تھے **مجلسیؒ** نے کتاب معالم العترۃ جنابذی سے اور اُس نے زکوان مولائے (غلام) معاویہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ معاویہ نے کہا کہ آئندہ کوئی ان دو یعنی حسنؑ و حسینؑ کو پسران رسول اللہ نہ کہے جو کہے گا مین اُسکے ساتھ ایسا و ایسا کرونگا صرف پسران علیؑ کہنا چاہئے زکوان کہتا ہے کہ اس بات پر عرصہ دراز گزر گیا بہت روز کے بعد معاویہ نے ایک بار مجھسے کہا کہ مین اُسکی اولاد یعنی پسران کے نام بترتیب شرف و رتبہ لکھ کر اُس کے سامنے پیش کرون مینے اُسکے بیٹون اور پوتون کے نام لکھے اور نواسون کے نام عمداً ترک کئے وہ فہرست مُعاویہ کے پاس لے گیا اُس نے اُسمین نظر کی اور کہا وائے ہو تجھ پر تو نے میری اولاد سے بہتون کو چھوڑ دیا میری لڑکیون کے لڑکے تو درج کئے ہی نہین - مینے کہا سبحان اللہ تیری لڑکیون کے لڑکے تیری اولاد مین داخل ہون اور ابنائے فاطمہ پسران رسول اللہ نہون کہا کیا ہوا تیرے تئین خدا ہلاک کرے تجھکو کسی اور کے سامنے ایسی بات نہ کہدینا فقط تَمَّتْ هٰهُنَا وَقَائِعُ صِفِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حالاتِ مصر و مصریان درزمانِ خلافت حضرت امیر مومنان صلوات اللہ علیہ

ابن ابی الحدید معتزلی نے کتاب غارات ابراہیم بن محمد ثقفی سے نقل کیا ہے کہ اہلِ مصر کو محمد بن ابی حذیفہ[لہ] نے قتل عثمان پر برانگیختہ کیا اور انکو مدینہ بھیجا کہ اُسے قتل کرین چنانچہ جب ان لوگون نے مدینہ پہنچکر اُسکے گھر کا محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ مذکور مصر مین تھا اُس نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جو عثمان کی طرف سے مصر کا حاکم تھا وہان سے نکال دیا اور خود لوگون کو نماز پڑہانے لگا عبداللہ مصر سے نکلکر فلسطین کے نزدیک سرحد پر کسی مقام مین ٹھیر گیا اور منتظر رہا کہ عثمان کا کیا انجام ہوتا ہے - جب اُنکو قتل

لہ روضۃ الصفا مین ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بڑا عابد و زاہد شخص تھا جب اُسکا باپ جنگ یمامہ مین شہید ہوا تو وہ عثمان کے پاس مدینہ مین چلا آیا اور رفتہ رفتہ حضرت عثمان کا مین تقرب حاصل کیا بعد ازان باشارۂ خلیفۃ اللہ مصر کو گیا اتفاقاً محمد بن ابی بکر بھی انہی ایام مین وہان ہی تھا یہ دونون بظاہر عامل عثمان یعنے عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ دم موافقت بھرتے تھے الا در پردہ دوستان و شیعیان علی بن ابیطالب تھے اہلِ مصر نے جو اصحاب حمیدہ محمد بن ابی حذیفہ کا مشاہدہ کئے بدل و جان اُسکے گرویدہ ہو گئے اور بنہایت تعظیم و تکریم اسکی کرنے لگے وہ اہل مصر کے سامنے عبداللہ کی ہجو اسکے فسق و فجور کی مذمت کرتا اور کہتا نہ معلوم عثمان نے کیسے ایسے بدکارون ظالمون کو مسلمانون پر حاکم بنایا ہے ابن ابی سرح نے اسکی شکایت عثمان کو لکھی حضرت باحیلہ ایک خلعت فاخرہ قیمتی الکھ درہم محمد بن ابی حذیفہ کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مبلغ تیس ہزار درہم خزانہ مصر سے اسکو اور دین محمد وہ روپیہ اور خلعت لیکر جامع مسجد مین آیا اور مجمع عام مین کہا کہ دشمنون نے میری شکایت عثمان کے پاس لکھی تھی اسلئے یہ خلعت اور روپیہ بطور رشوت کے میرے پاس بھیجا ہے مصریون کو یہ حالات معلوم ہوئے تو بہت برہم ہوئے اور برملا عثمان پر انکار کرنے اور اسکو برا کہنے لگے اور اسکی اطاعت سے باہر ہو کر محمد بن ابی حذیفہ کو اپنا حاکم بنا لیا خلیفہ نے یہ سنکر ہر چند محمد کو خطوط لکھے اور اپنے حقوق سابقہ یاد دلائے مگر کوئی فائدہ ان امور پہ مترتب نہوا - منہ عفی عنہ

عثمان کی خبر پہنچی تو معاویہ کے پاس شام مین چلا گیا - امیر المومنین متولی امر خلافت و امامت مسلمانان ہوئے تو انہون نے قیس بن سعد عبادہ انصاری کو حکومت مصر
کے لئے اختیار و انتخاب کیا اور حکم دیا کہ اپنے اعوان و انصار سے ایک لشکر جرار ہمراہ لیکر روانہ مصر ہووے - اور وصیت کی کہ ان لوگون کے ساتھ برفق و مدارا پیش آنا
نیکون کے ساتھ احسان اور بدون پر شدت و سختی بدستور مقرر کرنا قیس نے یہہ سب باتین قبول کین الا لشکر کے بارہ مین التماس کیا کہ مجھکو ضرورت ہمراہ لیجانے کی نہین
صرف پانچ سات شخص جو میرے اہلبیت سے میرے ساتھ ہونگے کافی ہین لشکر کو حضرت کے لئے چھوڑتا ہون کہ آپکے پاس رہے اور بوقت حاجت کام آئے **القصہ** قیس
مصر پہنچے اور ممبر پر جا کر اول نامہ امیر المومنین جو اہل مصر کے نام تھا اور مواعظ شافیہ متابعت و اتفاق و ترک نزاع و نفاق اسمین درج تھین انکے روبرو پڑھا پھر خود بکمال
فصاحت ایک خطبہ ادا کیا اور انسے بیعت امیر المومنین کی درخواست کی تمام حاضرین نے بیعت کی اور مصر مع اسکے علاقہ و مضافات کے قیس کے قبض و تصرف مین آگیا انہون نے
اپنی طرف سے جابجا عامل و ناظم بھیجدیئے الا ایک قریہ کہ ان پر قتل عثمان بہت گران گزرا تھا ایک مرد یزید بن حارث نام انکا پیشرو تھا اس نے قیس کو کہلا بھیجا کہ ملک
تمہارا ہے جہان چاہو عمال مقرر کرو خراج لو مگر بیعت سے ہمکو معاف رکھو تاکہ ہم دیکھین کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے - اور مسلمہ بن مخلد انصاری طلب خون عثمان پر
لوگون کو دعوت کرنے لگا قیس نے اسکو کہلا بھیجا کہ وائے ہو تجھ پر تو مجھ سے بغاوت کرتا ہے حالانکہ قسم بخدا اگر مین تیرا قتل نہین چاہتا گو اسمین مجھکو ملک مصر و شام ہاتھ آئیں
پس ناحق اپنے خون کے درپے ہو مسلمہ نے جواب مین لکھا کہ جبتک تو والی مصر ہے کوئی خلاف حرکت مجھ سے صدور نہ پائیگی - راوی کہتا ہے کہ قیس بڑے دانشمند
اور محتاط شخص تھے انہون نے اس قریہ والون کو کہلا بھیجا کہ بیعت پر تمکو مجبور نہین کرتا اور انسے اور مسلمہ بن مخلد سے انہون نے صلح کر لی اور بلا کسی خرخشہ کے خراج
مصر کی تحصیل مین مصروف ہوئے **نقل** ہے کہ قبل اسکے کہ قیس مصر مین پہنچین معاویہ نے عمرو عاص کو چند آدمی ہمراہ کرکے وہان بھیجا تھا کہ کسیطرح محمد بن حذیفہ کو
شام مین لے آئے اس دغاباز نے مصر کے نزدیک پہنچکر محمد کو پیغام دیا کہ مین معاویہ کی بیعت سے نادم ہون علی ہر نہج سے اس سے افضل و اعلے ہین پس صحبت ابن
ابوسفیان سے روگردان ہو کر اس طرف آیا ہون کہ تیرے ساتھ ہمداستان ہون ہم دونو ملکر حتے المقدور حمایت و اعانت امیر المومنین علی بن ابی طالب مین
سعی کرین پس بہتر ہے کہ تو علیحدہ کسی جگہہ مجھ سے ملاقات کرے تاکہ جو کچھ گفت و شنید ہو بالمشافہ ہو جائے - محمد بیچارہ اس عیار مکار کے دام تزویر مین گرفتار ہو گیا
اور آتے ہی قید ہو گیا شام مین پہنچا تو معاویہ نے مغلول و مسلسل کرکے زندان مین بھیجدیا چند روز بعد زوجہ معاویہ نے جو رشتہ داران محمد سے تھی کھانے مین
سوہن پوشیدہ کرکے اسکے پاس بھیجا اس نے غل و زنجیر کو اس سے کاٹ کر مصر کیطرف فرار کیا - مگر راہ مین معاویہ کے آدمیون کے ہاتھ سے جو اسکے پیچھے گئے تھے قتل
ہوا مگر صحیح یہہ ہے کہ محمد مذکور زندان معاویہ مین تھا اور شہادت امیر المومنین کے بعد تک زندہ رہا جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا **مروی** ہے کہ جب امیر المومنین مدینہ
سے جنگ جمل کے لئے برآمد ہوئے تو قیس مصر پر تھے - بعد فتح بصرہ سے کوفہ کو تشریف فرما ہوئے تب بھی وہ بدستور اپنے کام پر مقرر تھے - مگر معاویہ کو قیس کا والی
ہونا نہایت ناگوار تھا وہ چاہتا تھا کہ کسی پیچ سے انہین اس طرف سے توڑ کر اپنے مین شامل کرے - چنانچہ ابھی حضرت کوفہ ہی مین تشریف رکھتے تھے اور جنگ صفین کو
روانہ نہوئے تھے کہ معاویہ نے قیس کو لکھا کہ تیرے صاحب یعنی امیر المومنین نے لوگون کو بہکا کر عثمان کو بظلم شہید کرایا اور شک نہین کہ تو نے اور تیرے تمام قبیلہ نے
اس امر مین انکی اعانت کی پس گناہ عظیم اور خطب بزرگ تم سے سرزد ہوا توبہ کر اے قیس توبہ اور اس مظلوم کی خونخواہی مین متوجہ ہو کہ تلافی ما مضی تجھ سے
عمل مین آئے آخر مین درج کیا کہ اگر تو طلب خون عثمان پر میرے ساتھ بیعت کرے تو مین تیرے لئے بعد فتح تا دم زیست حکومت عراقین عراق عرب عراق عجم کا وعدہ کرتا ہون
اور حکومت حجاز بھی تو جس شخص کو اپنے کنبہ سے چاہے دینا - اسکے علاوہ اور جس بات کو تیرا جی چاہے طلب کر کہ تجھکو عطا کرون - قیس نے اس خط کا جواب گول مول

اس طرح پر لکھا **امابعد** تیرا خط آیا آگاہ رہ کہ مین اور میرا قبیلہ کبھی عثمان کے بدخواہ نہ تھے اور یہہ جو لکھا ہے کہ میرے صاحب نے اُسے قتل کرایا یہہ ایکسا ایسی بات ہے کہ جس پر مین مطلع نہین ہوا اور طلب خون عثمان پر جو بیعت چاہی ہے تو مین اسمین غور و فکر کرونگا کیلئے کہ ایسے کام جلدی کے نہین ہوتے مجھ سے کوئی امر صادر ہوگا جو تیرے مکروہ طبع ہو والسلام- معاویہ کی اس جواب سے تشفی نہوئی پھر لکھا اے قیس مین ایسی باتون سے فریب مین آنیوالا نہین ہون- جو کچھ مینے تجھکو لکھا ہے اگر قبول و منظور ہے تو بہتر ہے مین نے بھی جو وعدے لکھے ہین اُنکے ایفا کے لئے آمادہ ہون ورنہ آگاہ رہ کہ مین ملک مصر کو سوار و پیادون سے تجھ پر پُر کر دونگا **الحاصل** جب قیس نے جانا کہ ان باتون سے کارروائی نہوگی اور معاویہ اس دفع الوقتی سے باز نہ آئے گا تو اپنا اعتقاد صاف صاف یون لکھا کہ یہ خط ہے قیس بن سعد کیطرف سے معاویہ بن ابوسفیان کے نام **امابعد** تعجب ہے کہ تو مجھکو ایسے شخص کی اطاعت سے نکلنے کو کہتا ہے کہ جو امر خلافت و امامت کیلئے تمام جہان سے فضل و اولےٰ ہین اور سب سے زیادہ کلمۃ الحق کے قائل اور راہِ راست کے ہادی اور کل کی نسبت حضرت رسولخدا سے قرابت قریبہ رکھنے والے ہین اور تو اپنی اطاعت کیطرف بُلاتا ہے حالانکہ اس کام کے استحقاق مین سب سے زیادہ دور اور محض ضلالت و گمراہی مین مبتلا اور آنحضرت سے سب سے زیادہ بُعد رکھتا ہے تحقیق کہ جو لوگ تیری ہمراہ ہین سب گمراہ ہین اور خلقت کو گمراہ کرنے والے طاغوت و ابلیس ہین اور یہہ جو لکھا ہے کہ سوار و پیادون سے تجھ پر مصر کو بھر دونگا سو اسمین شک نہین کہ اگر مین تجھکو مانع نہ آؤن تو جو کچھ تجھ سے ہو سکے تو دریغ کرنے والا نہین ہے- یہہ خط معاویہ کے پاس پہنچا تو اُسے قیس کیطرف سے کُلی یاس ہوگئی- اور چونکہ اُسکی قوت و شوکت سے خائف تھا تو اُس نے چاہا کہ جس طرح ہو سکے قیس کو حکومت مصر سے معزول کرانا چاہیے اسکے لئے وہ یہہ چال چلا کہ اہلِ شام سے کہنا شروع کیا کہ قیس نے میرے ساتھ خفیہ بیعت کرلی اور پہلا خط قیس کا اُسکی شہادت مین پیش کیا اور ایک خط جعلی اس سے بھی صریح تر اُسکی طرف سے بناکر شامیون کو دکھایا- پس شام مین مشہور ہوگیا کہ قیس نے معاویہ سے صُلح کرلی رفتہ رفتہ یہہ خبر امیر المومنینؑ کو پہنچی اور حضرت پر نہایت شاق گزرا اور متعجب ہوئے آپنے حسنین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابوبکر سے اس بارہ مین مشورہ کیا عبداللہ نے کہا یا امیر المومنینؑ آپ اتنے جلیل القدر کام پر مشتبہ شخص کو کیون رکھتے ہین فرمایا قسم بخدا مجھکو قیس سے ایسا یقین نہین ہوتا- اتفاق سے اُنہیں ایام میں قیس کا خط پہنچا اُسمیں اُنہون نے اہلِ قریہ ہواخواہان عثمان کا ذکر لکھا تھا جنکے ساتھ اُنہون نے صلح کرلی تھی- عبداللہ نے کہا یا امیر المومنینؑ اب قیس کا حال اچھی طرح کھُلجائیگا- آپ اُسکو حکم دیں کہ اہلِ قریہ سے جنگ کرے اور مغلوب کرکے بجبر و اکراہ اُنسے بیعت لے اگر بقدم اطاعت پیش آیا تو بہتر ورنہ بالضرور آپ اُسکو معزول کریں کہ بیشک وہ معاویہ کے ساتھ سازش رکھتا ہے- حضرت امیر المومنینؑ نے قیس کو لکھا کہ اگر یہہ لوگ اور مسلمانون کیطرح بیعت میں داخل ہوں تو اُنسے بیعت لے نہیں تو اُنکے ساتھ جنگ کر قیس نے اُسکے جواب مین لکھا یا امیر المومنینؑ تعجب ہے کہ آپ مجھکو اُن لوگون سے لڑنیکو کہتے ہین جو خاموش ایک طرف بیٹھے ہوئے فتنہ و فساد سے کچھ سروکار نہین رکھتے مصلحت یہہ ہے کہ حضرت اس معاملہ مین میری رائے پر عمل کرین اور اُنکے حال سے تعرض نہ فرماوین- جسوقت یہہ جواب قیس کا کوفہ پہنچا تو عبداللہ جعفر نے کہا یا امیر المومنینؑ آپ قیس کو معزول کرکے محمد بن ابوبکر کو اُسکی جگہہ مقرر فرماوین قسم بخدا کہ مینے سُنا ہے کہ قیس کہتا ہے کہ اگر محمد بن مسلمہ کے قتل مین مجھکو ملک مصر و شام بھی ہاتھ آئے تو مجھکو منظور نہین عبداللہ اور محمد چونکہ برادران اخیافی ایک مان یعنی اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے اسلئے عبداللہ کی دلی آرزو تھی کہ اُسکا بھائی سلطنت مصر پر فائز ہو- پس حضرت نے قیس کو معزول کرکے فرمان ایالت مصر محمد بن ابوبکر کے نام لکھا **یہہ** روایت ابراہیم بن محمد ثقفی کی ہے کتاب غارات مین- مگر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں بعد نقل اس روایت کے فرمایا ہے کہ مینے بعض کتب مین دیکھا ہے کہ قیس کی معزولی حضرت امیر المومنینؑ کے ارادہ و اختیار سے عمل میں نہیں آئی بلکہ اس امر میں بھی اُنکے اصحاب نے غلبہ کیا اور مثل قضیہ

نامۂ قیس بنام معاویہ

تحکیم حضرت کو مجبور و مضطر کیا اور یہی اقرب بصواب معلوم ہوتا ہے۔ بہرکیف قیسؒ مصر سے مدینہ میں آئے تو حسان بن ثابت کہ عثمانی الرائے تھا شماتت کے لیے اُنکے پاس آیا اور کہا تو نے عثمان کو قتل کیا علیؑ نے تجھ سے حکومت چھین لی وہ گناہ تیری گردن پر رہا اور فائدہ کچھ نہ ہوا۔ قیس نے اُسے جھڑکا کہ اے دل کے اور آنکھوں کے اندھے میرے سامنے سے دور ہو قسم بخدا کہ اگر مجھکو اپنے اور تیرے قبیلہ کے درمیان جنگ ہو جانے کا خوف نہوتا تو اسیوقت تجھے گردن مارتا مروان حکم لعین نے بھی ایسی قسم کی باتیں کہیں مگر قیس علےٰ الرغم انکے سہل بن حنیف انصاری کو ساتھ لیکر کوفہ میں حاضر خدمت امیر المومنینؑ ہوئے اور تمام ماجرے مصر کا زبانی عرض کیا۔ حضرت نے تصدیق کی اور قیس اور سہل دونو جنگ صفین میں ملازم رکاب فیض انتساب امیر المومنینؑ تھے منقول ہے کہ قیس قد آور اور شجاع اور آزمودہ کار سردار تھے اور وہ اپنی عمر بھر حضرت امیر المومنینؑ اور اُنکی اولاد طاہرین کے مخلص ہوا خواہ رہے **بالجملہ** محمد حکومت مصر پر متعین ہوئے تو حضرت نے زبانی بہت سی پند و نصائح انکو کیں اور فرمان ایالت میں مواعظ شافیہ درج فرمائیں انکے علاوہ ایک اور مکتوب لکھا جسمیں مسائل حلال و حرام سُنن و آداب اور مواعظ بہت بسط و تفصیل سے ارقام فرمائے محمد مصر میں ہمیشہ اُسکو دیکھتے اور اُس سے علوم و آداب اخذ کرتے تھے حتےٰ کہ عمرو عاص نے مصر کو فتح کیا اور محمدؒ نے شہادت پائی اُسوقت وہ کاغذ اُس نے معاویہ کے پاس بھیجدیا معاویہ بھی اُسکو دیکھا کرتا اور فائدہ اُٹھایا کرتا تھا۔ ایک روز ولید بن عقبہ نے اُسے دیکھ کر کہا کہ اِس مکتوب کو جلادے مجھکو خوف ہے کہ لوگ کہینگے کہ ابوتراب کے کلام سے استفادہ کرتا اور علم سیکھتا ہے معاویہ نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھکو ایسے علوم کے جلانے کا امر کرتا ہے قسم بخدا کہ میں نے ایسا جامع اور مضبوط علم ابتک نہیں دیکھا پھر کچھ سوچ کر اہل مجلس سے کہا کہ یہہ مکتوب علی ابن ابیطالب کا نہیں ہمارے نزدیک یہہ ابوبکر کا ہے جو انکے بیٹے کے پاس تھا پس جو فائدہ ہم اس سے اُٹھاتے ہیں وہ ابوبکر کے کلام سے ہے نہ ابوتراب کے کلام سے کہتے ہیں کہ یہہ مکتوب خزائن بنی اُمیہ میں محفوظ رہا حتےٰ کہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا اُس نے ظاہر کیا کہ یہہ خط امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ وہ مکتوب کتب مبسوطہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے یہاں بوجہ طول نقل نہیں ہوا **المختصر** محمد ابوبکر داخل مصر ہوئے تو انہوں نے اول خطبہ میں کہا اما بعد ایہا الناس امیر المومنینؑ نے مجھکو تمہارا والی امور اور حاکم مقرر کیا ہے میں تا بمقدور خود تمہاری بہتری میں جد و جہد کرونگا اور حقتعالی سے خواہان توفیق خیر ہونگا پس اگر میرے کاروبار میں طاعت خدا اور تقویٰ و پرہیزگاری کو مشاہدہ کرو تو اُس سبحانہ کا شکر بجالاؤ کیلئے کہ وہی ہادی ہے نیکی کی طرف اور جو اسکے خلاف پاؤ تو مجھکو عتاب کرو میں اس سے مدد حاصل کرونگا اور تم حقتعالی کے نزدیک ماجور و مثاب ہوگے حق سبحانہ تعالیٰ مجھکو اور تمہیں توفیق خیر دے **ابراہیم** کہتا ہے کہ محمد کو مصر میں پہنچے پورا ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اُنہوں نے اہل قریہ کو لکھا کہ یا تو ہماری اطاعت اختیار کرو ورنہ اس ملک سے نکلجاؤ اُنہوں نے وہی پہلا جواب دیا کہ چندے ہمکو اسیطرح رہنے دو ہم دیکھتے ہیں کہ اخیر انجام مسلمانوں کا کیا ہوتا ہے اور بیعت سے اُنہوں نے امتناع کیا۔ اِدھر سے اصرار تھا اور اُس طرف سے انکار کہ اسی اثنا میں قضیہ جنگ صفین پیش آیا پہلے تو وہ محمد سے ڈرتے تھے مگر جب دریافت ہوا کہ معاویہ شام کو واپس آیا اور معاملہ حکمین پر قرار پکڑا دلیر ہو گئے اور مقابلے اور محاربے کے لیے اپنے مسکن سے باہر آئے چنانچہ اُنہوں نے تین شخصوں کو جو محمد ابوبکر کیطرف سے اُنکے لڑنے کو گئے تھے قتل کیا۔ اُدھر سے معاویہ بن خدیج لعین کہ عدو امیر المومنینؑ تھا لوگوں کو طلب خون عثمان پر دعوت کرنے لگا بہت سے اراذل غارت پیشہ اُسکے ساتھ ہو گئے اور فتنہ و آشوب عظیم سرزمین مصر پر ظاہر ہوا **جب** یہہ اخبار وحشت آثار کوفہ میں گوش زد امام ابرار ہوئے تو خیال ہوا کہ بغیر کسی آدم پختہ تجربہ کار مثل قیس بن سعد یا مالک اشتر کے اب معاملہ مصر روبراہ نہوگا مگر قیس کو تا انفصال امر تحکیم اپنے پاس افواج پر رکھنا مد نظر تھا اور بعد زان حکومت آذربائیجان اُنکے نام مقرر ہو چکی تھی لاجرم۔ مالک اشتر کو کہ بعد اختتام جنگ صفین جزیرۃ العرب کو اپنے کام پر چلے گئے تھے طلب کیا۔ اور فرمایا اے اشتر تم سے اقامت عمود دین میں مجھکو مدد پہنچی ہے اور فساق و فجار کی گردن نخوت تمہارے ہاتھ سے ٹوٹتی ہے تمہیں ملک کو دستبرد اعدا سے نگاہ

سے بچانے والے ہو۔ مینے محمد بن ابوبکر کو والئے مصر مقرر کیا تھا مگر وہ جوان ناتجربہ کار فنونِ جنگ سے ناآشنا ہے خارجیوں نے خروج کیا۔ اب ہاں بجز تمہارے دوسرے کا
کام نہیں پس تم مصر کو جاؤ اور وہان کا انتظام کرو چونکہ تمہاری عقل و دانائی پر کافی بھروسہ ہے ضرورت زیادہ نصیحت و وصیت کی نہیں سختی کے ساتھ نرمی اور
شدت و غلظت کی ہمراہ رفق و مدارا کو اپنا شعار کرنا بلکہ جہانتک نرمی سے کار برآری ہوسکے درشتی کے پاس نہ جانا۔ اور اہلِ مصر کو لکھا کہ مین تمہارے پاس اس شخص کو
بھیجتا ہوں کہ ایامِ خوف میں آرام نہین لیتا اور دشمن سے نہین ڈرتا۔ فساق فجار کے لئے حرنا سے زیادہ دل آزار ہے عیب عار سے بری مالک بن حارث اشتر نخعی صاحب رائے
اصیل و صبر جمیل اسکی بات سنو اور حکم مانو تحقیق کہ اسکا حکم میرا حکم ہے میں اسکو صرف تمہارے نفع پہنچانے اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے اپنے سے جدا کرتا ہوں۔ حقتعالیٰ
تمکو ہدایت پر محفوظ رکھے اور توفیقِ تقوےٰ عنایت کرے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **الحاصل** مالکِ اشتر مصر جانے کے لئے تیار ہوئے اور معاویہ کے مخبروں
نے اسکو یہہ خبر شام میں پہنچائی اسکو بہت فکر و اندیشہ ہوا کیونکہ وہ مصر پر دندان طمع تیز کئے بیٹھا تھا اور محمد ابا بکر کو چندان اپنا سد راہ نہ سمجھتا تھا بہت غور و فکر کے
بعد اس نے ایک دہقان سے سازش کی جسکا علاقہ سر راہ اور اشتر رضی کو وہان سے گزرنا تھا اس سے وعدہ کر لیا کہ اگر تو اشتر کو قتل کرکے اس تشویش سے میرے دل کو نجات
بخشے تو میں ہمیشہ کے لئے اس نواح کا خراج تجھ پر معاف کر دونگا پھر اہلِ شام کو جمع کرکے کہا کہ علی بن ابیطالب نے اشتر کو حاکم مصر مقرر کیا ہے اس شخص سے ہمکو اندیشہ
زیادہ ہے دعا کرو کہ خدائے تعالےٰ اسکے شر کو ہم سے کفایت کرے۔ اہلِ شام پنجگانہ نماز کے بعد اس بزرگوار کے لئے دعائے بد کرتے تھے القصہ جب اشتر رضی اس نواح میں پہنچے
تو دہقان مذکور بقدم مکر و زور پیش آیا اور بعد الحاح سے انکو اپنے یہان مہمان کیا اور تمام لوازم مہمانداری باحسن وجوہ مہیا کئے آخر شہد سم آمیختہ کھلا کر اس جناب کو
شہید کیا قدس رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت میں ہے کہ معاویہ نے ایک شخص کو زہر دے کر شام سے روانہ کیا تھا۔ وہ آکر راہ مصر میں صحابہ مالک میں داخل ہوا اور اسقدر
فضائل امیر المومنین اور بنی ہاشم بیان کئے کہ اشتر رضی کو اسکی طرف سے اطمینان ہو گیا اس نے موقعہ پا کر شربت مین انہین زہر پلایا بہر حال جب معاویہ کو یہہ خبر
پہنچی تو نہایت مسرور ہوا اور شامیون سے کہا کہ دعائیں تمہاری مقبول ہوئین اور حق سبحانہ تعالیٰ نے مالکِ اشتر کو اثنائے راہ مین ہلاک کیا اور یہہ بھی کہا کہ علی
بن ابی طالب کے دو ہاتھ تھے ایک عمار یاسر رضی وبروایتے ہاشم مرقال۔ وہ بروز صفین قطع ہوا دوسرا مالک اشتر جواب تمہاری دعا کی برکت سے مارا گیا۔ ایھا الناس
خدا کے بہت سے لشکر ہیں منجملہ انکے زنبور عسل بھی ہے۔ حضرت امیر المومنین نے اشتر رض کی رحلت سنکر فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحِمَ اللّٰہُ مَالِکًا وَفٰی عَھْدَہٗ
وَقَضٰی نَحْبَہٗ وَلَقِیَ رَبَّہٗ رحمت خدا ہو مالک پر اس نے اپنا عہد پورا کیا اور اپنی مدت تمام کی اور اپنے خدا سے ملاقات کی۔ وفات اشتر نے ایک جہان کو محزون
اور ایک عالم کو مسرور کیا لیکن ہم اہلِ بیت بعد مصیبت حضرت رسولخدا کے مصائب کے عادی ہو گئے ہیں کسلئے کہ مصیبت آنحضرت کی اعظم مصائب ہے جو ہم پر پڑی۔
باوجود اسکے مدت تک اثر حزن و ملال و حباب حال اس جناب سے آشکار رہا اور نیز حضرت امیر المومنین نے فرمایا لِلّٰہِ دَرُّ مَالِکٍ مَا مَالِکٌ لَوْ کَانَ جَبَلًا لَکَانَ فِنْدًا وَلَوْ
کَانَ حَجَرًا لَکَانَ صَلْدًا اَھَلْ قَامَتِ النِّسَاءُ عَنْ مِّثْلِ مَالِکٍ وَھَلْ ھُوَ مَوْجُوْدٌ کَمَالِکٍ یعنی مالک اشتر کیا خوب تھا اگر پہاڑ تھا تو وہ بہت اونچا
تھا اور اگر سنگ تھا تو سنگ خارا کی مشابہ تھا عورتین مثل مالک دوسرا نہ جنین گی اور اسکی مثل دوسرا موجود نہیں **مؤلف** کہتا ہے کہ مناقب و محامد مالک اشتر رض میں
ایک روایت صاحب مجالس المومنین نے مجموعہ ورام بن ابو فراس سے نقل کی ہے جس سے عیان ہے کہ وہ جناب جیسے حلیۂ عقل و شجاعت و امارت و ریاست سے آراستہ
تھے ویسے ہی زیور حلم و زہد و فقر سے بھی پیراستگی رکھتے تھے الحق ایسے ہی ذات شریف مظہر متابعت و فرمان برداری امیر المومنین نفس رسول رب العالمین۔
ہوسکتی ہیں کہ وساوس شیطانی و ہواجس نفسانی کو ترک کرکے شدت ریاضت و مجاہدت مین آنحضرت کی پیروی کر سکے روایت مذکور یہہ ہے کہ اشتر رض ایک روز بازار

کوفہ سے جارہے تھے چونکہ پیراہن کرپاس نہایت زیب تن تھا اور اُسی کرپاس کا عمامہ سر پر باندھے تھے ایک مردِ بازاری نے جو اپنی دوکان پر بیٹھا تھا اُنکو نہ پہچانا اور وہ اس شکل وصورت میں اُسکی نظر میں حقیر معلوم ہوئے بہ راہِ حقارت شاخ بقلہ کہ اُسکے ہاتھ میں تھی اشتر کی جانب پھینکدی - اشتر نے بکمالِ حلم اُسکو برداشت کیا اور وہان سے گزر گئے حاضرین سے ایک شخص نے جو اشتر کو پہچانتا تھا اُس بازاری سے کہا وائے ہو تجھ پر جانتا ہے کہ جس شخص کی تونے حقارت کی کون ہے کہا نہیں اُس نے کہا یہہ مالک اشتر صاحب امیر المومنینؑ ہیں یہہ سنکر لرزہ مردِ بازاری کے بدن میں پڑگیا اور اشتر کے پیچھے دوڑا کہ نزدیک جاکر عذرِ تقصیر بجالائے دیکھا کہ اشترؒ ایک مسجد میں داخل ہوکر مشغول نماز ہیں اسقدر صبر کیا کہ نماز سے فارغ ہوئے پس اپنے آپ کو اُنکے قدمون پر ڈالا اور پیرون کو چومتا تھا اشتر نے اُسکا سر اُٹھایا اور کہا یہہ کیا کرتا ہے کہا اُس گناہ وگستاخی کی عذرخواہی کرتا ہون کہ مجھسے سرزد ہوئی اشترؒ نے کہا کوئی گناہ تجھ پر نہین بخدا قسم کہ مین اسوقت مسجد میں اسلیلئے آیا تھا کہ تیرے واسطے استغفار کرون اور حقتعالیٰ سے تیرے گناہ کی معافی چاہون **بالجملہ** ابراہیم کہتا ہے کہ جب محمد بن ابوبکر کو مالکِ اشترؒ کا مصر کی حکومت پر مقرر ہونا دریافت ہوا تو اُنکو گونہ ملال ہوا حضرت امیر المومنینؑ نے بعد وفات اشترؒ اُسکو لکھا امابعد مجھکو قضیہ اشتر مین تیری نارضامندی معلوم ہوئی تحقیق کہ یہہ امر تیری کسرِ شان کا باعث نہ تھا ہم اگر مصر تجھسے لیتے تو بعوض اُسکے کوئی اور ملک اُس سے بہتر تجھکو دیتے لیکن مالکِ اشتر پس ہمارا خالص دوست اور ہمارے دشمنونکا شدید دشمن تھا رحمت خدا ہو اُس پر اُسنے اپنے ایام حیات کو پورا کیا عالمِ عقبیٰ کو انتقال کیا - ہم اُس سے راضی ہین حقتعالیٰ اُس سے رضامند ہوا اور ثواب بے حساب بخشے پس اب تجھکو چاہیے کہ مقابلہ خصم غدار کے لئے آمادہ وہیکار ہوا ور حقتعالیٰ سے اعانت وامداد کا خواستگار کہ وہ کریم تمہاری اور ہماری اعانت کرے - کہتے ہین کہ جب قضیہ تحکیم اُس طرح انجام پذیر ہوا کہ مذکور ہوا تو معاویہ کی قوت اور شوکت پہلے سے زیادہ ہوگئی اور اُس نے خلافت کے نام سے شامیون سے بیعت لی اب اُسکو صرف مصر کا فکر تھا اسلئے اُس نے عمروعاص حبیب بن مسلمہ بسر بن ارطاۃ ضحاک بن قیس عبدالرحمن بن خالد شرحبیل بن سمط ابوالاعور سلمی حمزہ بن مالک کو مشورہ کے لئے بلایا - عمروعاص نے کہا ابخدا نے تیرے دشمن کو ذلیل کیا اور تجھکو عزت بخشی صلاح یہہ ہے کہ ملک مصر کو بزورِ شمشیر فتح کرے باقیون نے بھی عمروعاص کی تائید کی لاجرم معاویہ نے ایک خط مسلمہ بن مخلد انصاری اور معاویہ بن خدیج کندی کو کہ اعدا عدوِّ امیر المومنینؑ تھے لکھا اور طلب خون عثمان پر اُنکو برانگیختہ کیا اُنہون نے جواب میں لکھا کہ جسقدر ہوسکے جلد اپنی سپاہ کو اس طرف بھیج کہ ہم تیرے معین و مددگار ہین اور ہمکو امیدِ کامل ہے کہ مصر تیرے لئے مفتوح ہوجائیگا بنابران معاویہ نے عمروعاص کو چھ ہزار سوار دیکر اُس طرف روانہ کیا عمروعاص مصر مین پہنچا تو جتنے عثمانی وہان تھے سب اُس سے آملے اور ایک انبوہ کثیر اُسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگیا پس اُسنے محمد کو لکھا کہ اے برادر زادہ یہہ ملک تیرے برخلاف اور تیری طاعت سے نادم وپشیمان ہے اور قریب ہے کہ یہی لوگ جو تیرے ساتھ ہین تجھکو پکڑکر ہمارے حوالہ کردین مگر مین نہین چاہتا کہ ایک ناخن بھی میری طرف سے تجھکو پہنچے پس بہتر ہے کہ توکسی طرف چلاجائے - اور اُسکے ساتھ ہی معاویہ کا خط اُسکے پاس بھیجا جسمین اُس خلیفہ زادہ کی نسبت بہت سے الفاظ سخت وسست لکھے تھے اور قتل عثمان بکمالِ صراحت اُسکے ذمہ لگایا تھا محمدؒ نے یہہ دونو خط لیکر امیر المومنینؑ کی خدمت مین روانہ کئے اور لکھا کہ عمرو بن عاص شام سے ایک لشکر جرار لیکر مصر میں داخل ہوا اور یہان پر جو لوگ بنی اُمیہ کے ہواخواہ تھے سب اُس سے ملگئے اب یا امیر المومنینؑ اگر آپ کو مصر کی حاجت ہے تو مال اور رجال سے میری اعانت کرو بعد ازان دوہزار سوار کنانہ بن بشر کندی کو دیکر عمروعاص کے مقابلہ کو روادکیا - اور آپ باقیماندہ دوہزار کے ساتھ پیچھے سے سوار ہوا کنانہ نے لشکر شام کے قریب پہنچکر جنگ شروع کی اور بہت دلیرانہ حملے کئے عمروعاص سپاہ شام کو فوج فوج کرکے کنانہ کے سامنے بھیجتا اور وہ جری مارے تلوارون کے اُنکا موہنہ پھیر تا تھے کہ وہ عمروعاص کے پاس پہنچکر دم لیتے - عمروعاص نے یہہ دیکھ کر معاویہ خدیج سے مدد چاہی وہ ایک جانب سے نکلکر آپڑا اور کنانہ پیچ

میں گھر گیا اُسوقت زندگی سے مایوس ہو کر اپنے اصحاب سمیت گھوڑوں سے اُتر لیا اور تلوار سونت کر لشکرِ اعدا میں گھس گیا اور کہتا تھا ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتاباً مؤجلاً کوئی نفس بے اذن خدا نہ مرے گا ہر ایک کی اجل لکھی ہوئی ہے یہہ کہتا تھا اور دشمنوں پر حملہ کرتا تھا یہانتک کہ شہید ہوا رحمۃ اللہ علیہ - ایک روایت میں ہے کہ کنانہ بشر کا بیٹا نہ تھا کنانہ بن معاویہ یہی معاویہ بن خدیج عدوے امیر المومنین کا بیٹا تھا اور اسی کے ہاتھ سے اثنار جنگ میں مارا گیا چنانچہ اُس نے قتل کے وقت کہا اگر تو قاتلِ عثمان نہوتا تو میں تجھکو ہرگز قتل نہ کرتا یہہ اسلئے کہ کہتے ہیں کہ پہلی کارد جو عثمان پر لگی وہ کنانہ مذکور کے ہاتھ کی تھی - بروایت اول جب ابن عاص نے کنانہ کے کام سے فراغت پائی تو محمد بن ابو بکر کی طرف بڑھا وہاں اُنکے اصحاب پہلے ہی سے متفرق ہو گئے تھے مجبور محمد تنہا ایک طرف کو روانہ ہوا چلتے چلتے راہ میں ایک خرابہ میں پناہ گیر ہوا عمرو عاص مظفر و مفتوح خیموں میں داخل ہوا اور معاویہ بن خدیج کو محمد کی تلاش کے لئے مقرر کیا اُس نے تھوڑی سی جستجو میں اُسکو ایک خرابہ میں گرفتار کیا اور لشکر میں لایا - عبد الرحمن بن ابو بکر برادر محمد عمر عاص کے لشکر میں تھا بولا قسم بخدا ایسا نہو گا کہ میرا بھائی اس مظلومیت سے مارا جاوے معاویہ کو حکم دے کہ اُسکے قتل سے ہاتھ اٹھاوے مگر معاویہ نے کہا لا و اللہ یہہ ہرگز نہو گا کہ میرے ابن عم یعنی کنانہ بن بشر کو تم قتل کرو اور میں محمد کو چھوڑ دوں چنانچہ اُس ملعون نے اُس مظلوم کو اپنے دست نجس سے شہید کیا اور لاش کو شکم حمار میں رکھکر جلا دیا فرحمۃ اللہ علیہ و لعنۃ اللہ علے قاتلہ لعناً وبیلاً ابراہیم کہتا ہے کہ یہہ ابن خدیج ملعون بہت بڑا خبیث تھا زبان کو سب و شتم امیر المومنین علی علیہ السلام میں پلید کرتا تھا - ایک روز حضرت امام حسن مسجد مدینہ میں تشریف رکھتے تھے کہ یہہ ملعون داخل ہوا آپنے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے معاویہ تو امیر المومنین کی مذمت کرتا ہے قسم بخدا کہ اگر تو آنحضرت کو دیکھے بروز قیامت (اور میرا گمان نہیں کہ تو اُنکو دیکھ سکے گا) تو پائیگا کہ آپ کمانٹ حوض پر کھڑے ہیں اور تجھ جیسوں کو ہاتھ سے دور کرتے ہیں جیسے اجنبی اونٹوں کو پانی پر سے ہٹاتے ہیں **بالجملہ** جب قتل محمد کی خبر اُسکی بہن عائشہ کو مدینہ میں پہنچی تو زار زار روئی اور عیال اور اولاد محمد کو تسلی و دلاسا دیکر اپنے ساتھ شامل کر لیا چنانچہ قاسم بن محمد نے دامن تربیت عائشہ میں پرورش پائی اور وہ ہر نماز کے بعد معاویہ بن ابو سفیان اور عمر و عاص و معاویہ بن خدیج پر لعنت کیا کرتی تھی اور عبد اللہ بن شداد سے روایت کی ہے کہ عائشہ نے بعد قتل محمد گوشت بریاں کھانا چھوڑ دیا تھا جب تک زندہ رہی گوشت بریان نہ کھایا اور جب چلنے میں اُلجھتی یا ٹھوکر کھاتی تو ان تینوں شخصوں کے لئے دعا بد کرتی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسولخدا کے زمانہ میں ابو بکر کسی لڑائی پر گیا ہوا تھا اسمار بنت عمیس جو اُس زمانہ میں زوجہ ابو بکر تھی خواب میں دیکھا کہ اُسکا سر و ریش مہندی سے خضاب ہے اور سفید لباس پہنے ہوئے ہے یہہ خواب اُس نے عائشہ سے بیان کیا عائشہ سنکر رونے لگی اور بولی اگر یہہ خواب صحیح ہے تو میرا باپ قتل ہوا تحقیق کہ اُسکا خضاب خون سر ہے اور سفید کپڑے کفن ہی اثنار میں حضرت رسالت پناہ تشریف فرما دولت سرا ہوئے اور عائشہ کے رونیکا سبب دریافت فرمایا وہ خواب اسمار کا حضرت کے سامنے بیان کیا گیا آپنے فرمایا عائشہ نے درست تعبیر نہیں کی - ابو بکر اس سفر سے صحیح و سالم واپس آئے گا - اور اسمار اُس سے باروہ ہو گی اور ایک لڑکا جنے گی جو میرا ہمنام ہو گا وہ کفار و منافقین کے لئے قہر خدا ذو الجلال ہو گا پس ویسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے خبر دی تھی **المختصر** مصر کا خاتمہ اس طرح پر ہوا کہ ذکر ہوا کوفہ کی کیفیت ہے کہ محمد کے خطوط اور قاصد طلب امداد کے لئے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچے تھے اور وہ حضرت نہایت اہتمام اس بارہ میں رکھتے تھے کہ افواج کو وہ حفاظت مصر کے لئے روانہ ہوں مگر نفاق پیشہ اصحاب کی کثرت سے کچھ نہو سکتا تھا حبیب بن عبد اللہ کہتا ہے کہ میں ایکمرتبہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا کہ عبد اللہ قعین محمد بن ابو بکر کا فرستادہ مصر سے آیا حضرت نے لوگوں کے جمع ہونیکا حکم دیا اور ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس پسر نابغہ دشمن خدا و رسول مصر کو مع فوج اہل شام کے آیا ہے اور محمد بن ابو بکر اور تمہارے مصری بھائی خواہان امداد و اعانت ہیں پس اُنکی فریاد رسی میں تعجیل کرو اور مصر کی طرف روانہ ہو لیا

ہو کہ سستی میں ملکِ مصر ہاتھ سے نکلجائے اور پھر بجز حسرت و افسوس کچھ نہو سکے تحقیق کہ ملکِ مصر وسعت اور زرخیزی میں شام سے بڑھکر ہے اُسکا تمہارے قبضہ میں رہنا تمہاری شوکت اور عشرت اور تمہارے دشمن کی نکبت اور ذلت کا باعث ہے پس جلد بیرونِ شہر جرعہ میں کوفہ و جبرہ جمع ہو تاکہ ہم دیکھکر تمکو اُس طرف روانہ کریں۔

راوی کہتا ہے کہ دوسرے روز علی الصباح حضرت مقام مذکور پر تشریف لیگئے دوپہر تک رہے سو آدمیوں سے زیادہ وہاں نہ پہنچے تھے۔ پس حزین و غمگین داخلِ قصر دارالامارہ ہوئے رات کو اشرافِ کوفہ کو طلب کیا حاضر ہوئے تو بکمال غیظ فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے مجھکو تم جیسے نافرمان عاصی فرقہ کے ساتھ مبتلا کیا کہ جس کار کو کہتا ہوں نہیں مانتے جو حکم دیتا ہوں اطاعت نہیں کرتے کہاں گیا تمہارا جوشِ حمیت اور کیا ہوا تمہاری غیرت و غضب کو تم بیٹھے دیکھتے ہو کہ دشمنِ غدار نے تمہارے ملک پر دستِ قتل و غارت دراز کر رکھا ہے اور تم کچھ تدارک اسکا نہیں کرتے قسم بخدا کہ میں راضی ہوں کہ موت مجھکو آوے اور تمہاری صحبت کے عذاب سے نجات بخشے کیا تعجب کا مقام نہیں کہ معاویہ ظلمۂ شام کو سال میں دو دو تین تین مرتبہ بلاوے اور جس کار کو چاہے بھیجدے وہ بیچون و چرا برضا و رغبت اُسکی اطاعت کریں اور تمکو کہ بزرگانِ قبائل و شرفا عرب ہو میں جہادِ اعدا کیطرف دعوت کروں اختلاف تفرقہ تم میں پڑجاتا ہے اور انجام کار عصیان و نافرمانی تم سے صادر ہو۔ اُسوقت مالک بن کعب ارحبی اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین میں اس مہم کے لئے سپاہ جمع کرتا ہوں تحقیق کہ ثواب بغیر تکلیف و مشقت کے نہیں ملتا اور اُن لوگوں سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اپنے امام امیر المومنین کی دعوت قبول کرو پس اگلے روز حضرت نے اپنے غلام سعد نام کو حکم دیا کہ منادی کردے کہ مالک کے ہمراہ لشکر روانۂ مصر ہو راوی کہتا ہے کہ مالک وجیہ و شکیل آدمی تھا لوگ اُسکی امارت سے کراہت کرتے تھے ایک مہینہ اسیمیں گزر گیا آخر مالک کے پاس جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ اُنکو لیکر شہر کے باہر نکلا حضرت امیر المومنین بھی وہاں تشریف لیگئے فوج کا شمار کیا تو کل دو ہزار آدمی تھے فرمایا بنام خدا روانہ ہو مگر مجھکو امید ہے کہ تم ہنوز وہاں تک پہنچنے بھی نہ پاؤگے کہ اُنکا تصفیہ فیصل ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مالک کو اُس طرف روانہ ہوئے پانچ ہی روز گزرے تھے کہ حجاج بن عزیہ انصاری نے مصر سے کوفہ آکر تمام ماجرے قتل محمد بن ابوبکر کا بچشم دید خود بیان کیا۔ اور عبدالرحمن بن مسیب نے شام سے پہنچکر کہا کہ میرے سامنے شام میں فتحِ مصر و قتلِ محمد ابوبکر کے مژدے پہنچے یا امیر المومنین اہلِ شام کی مسرت و شادمانی کا اس موقعہ پر کوئی حد نہیں میں نے کبھی ایسی خوشی نہیں دیکھی۔ حضرت نے فرمایا لیکن ہمارا رنج و الم بھی اس حادثہ میں اُنکی خوشی ہی کے برابر ہے بلکہ بدرجہا اُس سے بڑھکر پس حضرت نے کسیکو بھیجا وہ مالک بن کعب کو اثنا راہ سے واپس لے آیا۔ اور قتلِ محمد سے آثار رنج و الم چہرۂ انور سے نمایاں ہوگئے۔ کتاب نہج البلاغت میں ہے کہ محمد بن ابوبکر کے مقتول ہونے اور مصر کے قبضہ سے نکلجانے پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا قَدْ اَرَدْتُ تَوْلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ لَوْ وَلَّيْتُهُ اِيَّاهَا لَمَا خَلَّى لَهُمُ الْعَرْصَةَ وَلَا اَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدٍ فَلَقَدْ كَانَ اِلَيَّ حَبِيبًا وَكَانَ لِي رَبِيبًا یعنی میرا ارادہ تھا کہ حکومتِ مصر پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو مقرر کروں اگر وہ امیرِ مصر ہوتا تو دشمنوں کے لئے میدان خالی نہ چھوڑتا اور اُنکو مہلت اور موقعہ نہ دیتا تاہم اس کلام سے مقصود مذمتِ محمد نہیں ہے تحقیق کہ وہ میرا حبیب اور پیارا تھا اور ربیب[1] تھا ابراہیم کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین نے خطبہ میں فرمایا کہ آگاہ رہو کہ مصر فسقہ فجرہ باغیان جور و ستم کے ہاتھ پر مفتوح ہوا اور محمد ابن ابوبکر رحمتِ خدا ہو اُسپر وہاں کام آیا قسم بخدا کہ وہ منتظر قضا و کردگار تھا

---

[1] ربیب (پرورش کردہ) عربی میں اُس بچہ کو کہتے ہیں جو عورت کے شوہر سابق کے نطفہ سے ہو اور اُس کے ساتھ آئے اور شوہر ثانی کے زیر سایہ پرورش پائے۔ مادر محمد اسماء بنت عمیس خثعمیہ اول جعفر طیار برادر امیر المومنین کے عقد میں آئیں چنانچہ جب جعفر نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اسماء اُنکے ہمراہ تھیں وہاں اُنسے عبداللہ جعفر المشہور بجواد متولد ہوئے جب جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو اسماء کا نکاح ابوبکر بن ابو قحافہ کے ساتھ ہوا اور اُس سے ایک لڑکا یہی محمد بن ابوبکر دوسری لڑکی ام کلثوم جو عمر کے نکاح میں آئی پیدا ہوئی بعد رحلت ابوبکر تیسرا نکاح حضرت امیر المومنین کے ساتھ ہوا آپکے سایۂ عاطفت میں محمد اور کلثوم نے پرورش پائی اسی لئے حضرت امیر المومنین محمد کو بمنزلہ اپنے پسران صلبی کے سمجھتے تھے اور بہت محبت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ محمد میرا بیٹا ہے صلب ابوبکر سے اور محمد نے بھی چونکہ بچپن سے دلار اور تشیع بجائے شیر نوش کیا تھا امیر المومنین کے سوا کسی کو اپنا باپ نہ جانتے تھے اور کسی کو ان حضرت پر فضیلت نہ دیتے تھے منہ عفی عنہ

اور ثواب آخرت کے لئے کار کرتا تھا مومنوں کا دوست اور فاسقوں کی شکل سے بیزار تھا اور قسم بخدا کہ میں اپنے آپ کو کسی عجز و تقصیر پر ملامت نہیں کرتا تحقیق کہ میں رائے صواب پر
قائم اور وجوہ احتیاط کا لحاظ کرتا تھا بآنگ بلند فریاد کرتا اور تم سے امداد طلب کرتا رہا۔ مگر تم نے میری بات کو نہ سنا اور میرا حکم نہ مانا تم لوگوں سے نہ کسی خون کا بدلا لیا جاسکتا ہے نہ کوئی اور
غرض پوری ہوسکتی ہے کچھ زیادہ پچاس روز تک میں تمہارے روبرو شور مچایا اور چلایا کہ اپنے بھائیوں کی فریاد کو پہنچو اور انکو دشمن کے پنجوں سے نجات دو مگر تم ایسے رہے
گویا انکو ثواب کی کچھ پروا نہیں اور جہاد دشمن تمہارے نزدیک کوئی شے ہی نہیں بعد ازاں تم سے ایک ضعیف قلیل لشکر برآمد ہوا کَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ
يَنْظُرُوْنَ گویا کہ انکو موت کی طرف کھینچے لئے جارہے ہیں اور وہ دیکھ رہے ہیں پس افسوس ہے تم پر اور عبداللہ بن عباس کو بصرہ کو لکھا **اما بعد** مصر فتح ہوا اور محمد
بن ابوبکر نے شہادت پائی ہم اسکا حساب حقتعالی کے نزدیک سمجھتے ہیں میں نے اس حادثہ کے وقوع سے پیشتر لوگوں کو جنگ جہاد کی طرف دعوت کی اور بہت غیرت دلائی مگر
کچھ فائدہ نہوا بعض نے بکراہت قبول کیا بہتوں نے حیلے حوالے پیش کئے باقی ویسے ہی گھروں میں بیٹھ رہے پس حقتعالی سے سوال کرتا ہوں کہ جلد مجھکو ان لوگوں سے
فرج وکشائش بخشے قسم بخدا کہ اگر طمع شہادت دامنگیر نہوتی تو مجھکو ایک روز بھی انکے ساتھ رہنا گوارا نہ تھا حقتعالی ہمکو اور تجھکو ہدایت نیک کرے اور توفیق تعویٰ پر ہمکو
بخشے والسلام ابن عباس نے جواب میں لکھا یا امیر المومنین آپکا نامہ پہنچا اس میں حضرت مصر کے فتح ہوجانے اور محمد کی شہادت پانے کی خبر دی ہے بعد ازاں حقتعالی سے درخواست
کرتے ہیں کہ اس رعایا سے جسمیں آپ مبتلا ہیں جلد رہائی بخشے لیکن میں اے مولا میرے اس جل شانہ سے خواستگار ہوں کہ آپکا کلمہ بلند ہو اور مراد دلی برآوے اور امید واثق ہے
کہ وہ تعالی اپنے فضل وکرم سے میری اس دعا کو قبول و منظور کرے اور ہمارے دشمن منکوب و مخذول ہوں اور یا امیر المومنین میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ لوگوں کا حال ہمیشہ
ایک طور پر نہیں رہتا انقباض اور کشیدگی ہوتی ہے پھر انبساط اور کشادگی ہوجاتی ہے پس نرمی و مدارا کو کام میں لادیں اور حقتعالی سے خواستگار اعانت و امداد
رہیں کیلئے کہ وہ جملہ امور میں کافی ووافی ہے والسلام۔ اور بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن عباس محمد کی تعزیت کے لئے بصرہ سے کوفہ میں آئے اور مادام الحیوٰۃ
خدمت عالی حضرت امیر المومنین سے جدا نہیں ہوئے **حال خسران مآل قوم ملاعین مسمّی بخوارج وملقب بہ مارقین علیہم اللعنة**
الی یوم الدین قبل اسکے کہ یہہ حال پرملال بیان کیا جائے چند احادیث نبوی جو متضمن خبر قتال خوارج اور مخبر انکے کفر کی ہیں مذکور ہوتی ہیں **شیخ**
ابوجعفر طوسی نے کتاب امالی میں اور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی تحقیق کہ
حقتعالی نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں تجھکو اپنا برادر اور وصی بناؤں پس تو میرا وصی و برادر و خلیفہ ہے میرے اہل بیت پر میری حیات میں اور بعد وفات کے جس نے تیری
متابعت کی اس نے میری متابعت کی اور جو تجھ سے پھرا وہ مجھ سے پھرا اور جو تجھ سے کافر ہوا وہ مجھ سے کافر ہوا اور جس نے تجھ پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اے علی تو
مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ۔اے علی اگر تو نہوتا تو اہل نہروان اور ارباب بغی و عدوان کے ساتھ مقاتلہ واقع نہوتا امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ اہل
نہروان کون لوگ ہیں فرمایا وہ ہیں جو اسلام سے اس طرح باہر نکل جائینگے جیسے تیر کمان سے۔ اور بخاری ومسلم وغیرہ صحاح اہلسنت میں بطرق متعددہ روایت کی ہے
کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے ذوالخویصرہ تمیمی معروف بہ ذی الثدیہ حاضر تھا بولا یا محمد اعدل یعنی اے محمد عدل کرو آپنے فرمایا
وائے ہو تجھ پر اگر میں ہی عدل نہ کرونگا تو پھر کون عدل کریگا عمر بن الخطاب حاضر تھا عرض کی اگر مجھکو اجازت ہو تو اسکا سر کاٹ لوں فرمایا دعہ جانے دے کہ اسکے
چند صحاب ہیں کہ تمہارے نماز روزے انکے نماز روزوں کے مقابلے میں حقیر ہونگے قرآن پڑھیں گے اور انکے حلقوم سے نہ گزرے گا۔ دین سے نکل جائیں گے جسطرح کہ تیر کمان
سے انکا نشان یہہ ہے کہ انمیں ایک مرد اوبح ہوگا اسکی ایک چھاتی مثل پستان عورت بزرگ ہوگی۔ بروایتے راوی حدیث یعنے ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں

کہ مینے یہہ حدیث حضرت رسولخدا سے سُنی ہے اور گواہی دیتا ہون کہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے اُنسے مقاتلہ کیا حالانکہ مین اُن حضرت کے ساتھ تھا پھر حکم دیا کہ اُس شخص کو تلاش کرین چنانچہ وہ اُسی صفت پر پایا گیا جیسا کہ حضرت رسولخدا نے خبر دی تھی اور مین نے بچشم خود دیکھا۔ اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء مین اور اوروں نے اور کتابون مین روایت کی ہے کہ ایک روز ذوالخویصرہ مذکور کی کثرت عبادت کا حضرت رسولخدا کے سامنے ذکر آیا حضرت نے فرمایا میں اُس شخص کو نہیں پہچانتا یہی ذکر تھا کہ ناگہان ذوالخویصرہ بھی نمودار ہوا لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ وہ شخص یہہ ہے حضرت نے فرمایا تم یہہ کہتے ہو مگر مین اُسکی دونو آنکھونکے درمیان ایک سیاہ نشان پاتا ہوں جو شیطان کی جانب سے ہے پھر آپ اُس ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تو ہمارے سامنے آیا کیا تیرے دل مین یہہ بات نہیں آئی تھی کہ ان سب مین میری مثل کوئی نہیں اُسنے کہا ہان آئی تھی یہہ کہکر مسجد مین چلا گیا اور نماز پڑھنے لگا حضرت رسولخدا نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو جائے اور اُسکو قتل کرے ابوبکر بن ابو قحافہ اُسکی طرف گیا وہان جاکر دیکھا تو ذوالخویصرہ رکوع مین تھا دل میں کہا کہ ایسے آدمی کو کہ رکوع مین ہو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا قائل ہو کسطرح قتل کرون یہہ خیال کرکے واپس آیا آپنے فرمایا بیٹھ جا تو اس کار کا نہین پھر فرمایا کون ہے جو اس ملعون کو واصل جہنم کرے عمر بن الخطاب اُٹھا وہان جاکر دیکھا تو وہ سجدہ مین ہے۔ کہا ایسے شخص کو جو سجدے مین ہو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا قائل ہو کیسے قتل کرون یہہ کہکر لوٹ آیا حضرت نے فرمایا اے عمر یہہ تجھ سے نہوگا یا علی تو کھڑا ہو اور اسکو قتل کر علی علیہ السلام وہان تشریف لیگئے تو وہان اُسکو نہ پایا۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ اگر آج یہہ قتل ہوجاتا تو اوّل فتنہ آخر ہوتا یعنی جو فتنہ ہونیوالا ہے نہوتا **مؤلف** کہتا ہے ہرچند یہہ دونو حدیثین کتب اہلسنت سے ہین تاہم انمین جو اختلاف ہے کہ ایک مین حضرت نے عمر کو قتل ذوالخویصرہ سے منع کیا دوسری مین اسکا حکم دیا اس طرح رفع ہوسکتا ہے کہ دوسری حدیث میں آپنے شیخین کو حکم قتل بنظر امتحان و آزمائش دیا کہ دریافت کرین کہ یہہ حضرت کسقدر تابع فرمان خدا و رسول ہین سو معلوم ہوگیا کہ شیخین اس امتحان مین پورے نہ اُترے ورنہ کون موقع تھا کہ حضرت رسولخدا بہ تکرار ایک شخص کے قتل کرنے کو کہین اور اُسکے سوء عاقبت سے خبر دین اور یہہ دونو بخیال اُسکی نماز اور کلمہ گوئی کے کہ بغیر رضامندی حضرت رسالت پناہ ہرگز اُس پر کوئی ثواب مترتب نہین ہوسکتا تعمیل ارشاد نبوی سے باز رہین اور ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے اپنی سُنن مین ابو سعید خدری اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا عنقریب میری اُمت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا اُس مین ایک فرقہ ہوگا کہ جنکے قول اُنکے فعلون کے مطابق نہونگے زبان سے اچھی اچھی باتین کہین گے لیکن اُن پر عمل نہ کرین گے قرآن پڑھین گے مگر اُنکے حلقوم سے نہ گزرے گا دین سے باہر نکلجائین گے جسطرح پر کہ تیر کمان سے شریرترین خلائق ہونگے خوشحال اُسکا جو اُنکو قتل کرے یا اُنکے ہاتھ سے مقتول ہو کتاب خدا کی طرف اورون کو دعوت کرین گے اور خود اُسکے کسی حکم کو نہ مانین گے جو اُنسے قتال کرے گا خدا تعالیٰ کے نزدیک اُنسے افضل ہوگا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ جن احادیث نبوی مین قاتلان خوارج کے لئے وعدہ ہائے ثواب کئے گئے ہیں وہ اس کثرت سے ہین کہ حد تواتر کو پہنچگئی ہیں۔ اور بعض کتب اہلسنت میں ابو لیس انصاری سے منقول ہے کہ عائشہ نے اُس سے پوچھا کہ خارجیون کو کسنے قتل کیا اُس نے کہا علیؑ نے عائشہ نے کہا میرے دل مین جو علیؑ کی طرف سے ہے وہ حق الامر کہنے کو نہین روک سکتا مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ فرمایا بہترین اُمت میرے بعد اُنکو قتل کرے گا اور مینے اُن حضرت کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ اور مسروق سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ عائشہ نے مجھ سے کہا اے مسروق تو میرے نزدیک اکرم فرزندان ہے اور سب سے زیادہ عزیز آیا تجھکو کچھ خبر مخدج کی ملی ہے مینے کہا ہان مجھکو معلوم ہے کہ علیؑ بن ابی طالب نے اُسکو نہر پر قتل کیا جسکے حصہ زیرین کو تامرا اور اعلے کو نہروان کہتے ہین درمیان اخافیق[له] اور طرفا کے مسروق کہتا ہے کہ عائشہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس بات پر گواہ لا کہ علیؑ ہی نے اُسے قتل کیا مینے دس مرتبہ سات سات کرکے ستر آدمیون کو اُسکے پاس

[له] اخافیق جمع اخفوق شگاف ہاے زمین ۱۲

حاضر کیا سب نے گواہی دی کہ علی نے مخدج کو نہر پر قتل کیا جسکے اُنقل کو تامرا اور اعلی کو نہروان کہتے ہین درمیان لخافیق وطرفا کے - عائشہ نے کہا خدا لعنت کرے عمرو بن عاص کو
اُس نے مجھکو لکھا کہ مینے اُسکو نیل مصر پر قتل کیا - مینے کہا اے مادر مجھکو خبر دے جو اُسکے بارہ مین تو نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے سُنا ہے عائشہ نے کہا مینے
سُنا ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے ھُم شرُّ الخلقِ والخلیقۃ تقتلُہُم خیرُ الخلق واَقربُہُم عندَ اللہِ وسیلۃً یومَ القیامۃِ یعنی وہ بدترین خلائق ہین انکو وہ
لوگ قتل کرین گے جو تمام خلقت سے بہتر ہین اور جنکا وسیلہ خدا کے نزدیک بروز قیامت سب سے زیادہ نزدیک ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ مسروق مذکور ابتداءِ امر مین
معاندانِ خاندانِ اہلِ بیتِ عصمت و طہارت سے تھا اور بتاثیر صحبت بعض ازواج حضرت رسالت پناہ جو غالبا بی بی عائشہ ہونگی یا انکی ہم شرب بی بی حفصہ بنت
جناب خلیفۂ ثانی - زبان کو ہجو و مذمتِ حضرت مرتضوی مین آلودہ کرتا تھا بالآخر عائشہ سے حدیث خوارج مذکور سُنکر اپنے عقیدۂ فاسدہ سے تائب ہوا اور پشیمان ہوا
اُن حضرت سے تخلف کرنے پر چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا اسود بن زید و مسروق بن اجدع بعض
ازواج حضرت رسولخدا کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور اس سبب سے علی علیہ السلام کی بدگوئی کرتے تھے - اسود نے تو اُسی حال پر انتقال کیا لیکن مسروق نہ مرا مگر یہ کہ نماز
کے بعد آنحضرت پر درود بھیجتا تھا بباعث ایک حدیث کے جو اُس نے عائشہ سے سُنی تھی اور بروایت دیگر سلمہ مذکور کہتا ہے کہ مین اور زبید یامی مسروق کی زوجہ کے پاس
اُسکے انتقال کے بعد گئے اُس نے کہا کہ مسروق اور اسود بن زید مذمت علی بن ابی طالب مین افراط رکھتے تھے پھر مسروق نہ مرا الا یہہ کہ مینے ہر نماز کے بعد اُسکو آنحضرت پر
صلوات بھیجتے ہوئے سُنا لیکن اسود پس اُس نے اُسی حالت پر انتقال کیا راوی کہتا ہے کہ ہمنے مسروق کی حالت بدل جانے کی وجہہ دریافت کی تو اُسکی بی بی نے کہا کہ یہ
سبب ایک حدیث تھی جو اُس نے خوارج کے مقدمہ مین عائشہ سے سُنی تھی - اور شعبی سے روایت کی ہے کہ مسروق حضرت کی ہمراہی سے بیٹھ رہنے پر پشیمان تھا - خلاصہ یہ
کہ حدیث سوءِ خاتمہ خوارج نے جو بی بی عائشہ کے موُنہہ سے بے سابقۂ فکر و رویہ بیان ہوگئی مسروق کو اس قدر نفع بخشا کہ اُسکا انجام بخیر ہوگیا - ع عدو شود سبب خیر گر
خدا خواہد - اور زید بن زیاد سے نقل کیا ہے کہ جب عائشہ کے سامنے اہلِ نہروان کا مذکور آیا تو اُس نے کہا مین دوست نہ رکھتی تھی کہ یہہ کام اُنکے یعنی امیر المومنین کے
ہاتھ سے سر انجام پاوے لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو کہا مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ دعا کرتے تھے پروردگارا یہہ لوگ اشرارِ اُمّت ہین انکو اخیارِ اُمّت کے
ہاتھ سے قتل کیجیو اور میرے اور اُنکے یعنی علی کے درمیان کوئی امر نہین مگر وہ جو کہ عورت اور اُسکے سسرال کیطرف کے رشتہ دارون کے درمیان ہوتا ہے - بالجملہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بعد
نقل چند روایات کے اس قسم سے بحار مین فرمایا ہے وَقَدْ وَرَدَ ھٰذا عَنْ مَسْرُوقٍ وعَنْ عائشۃَ بِعِدّۃِ طُرُقٍ اِقْتَصَرْنا عَلیٰ ما اَوْرَدْنا یعنی یہہ روایت
جو مسروق عائشہ سے کرتا ہے متعدد طریقون سے وارد ہوئی ہے ہمنے قدر مذکور پر اختصار کیا بعد ازان کتاب غارات ابراہیم بن ثقفی سے نقل کیا ہے کہ ایک بار عبد اللہ
بن الکوا نے حضرت امیر المومنین سے اس آیہ شریفہ کی تفسیر پوچھی ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ
یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا **ترجمہ** آیا خبر دین ہم تمکو اُن لوگون کے حال سے کہ زیانکار ترین مردمان ہین از روے اعمال کے وہ لوگ کہ بیکار گئین اُنکی تمام کوششین جو
زندگانی دنیا مین وہ بجا لائے اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام کرتے ہین - حضرت نے فرمایا یہہ لوگ کفرۂ اہلِ کتاب ہین پہلے حق پر تھے پھر اپنے دین مین بدعتین پیدا
کین اور شرک ہوگئے وہ عبادت مین سعی کرتے ہین اور یہہ جانتے ہین کہ ہم راہ راست پر ہین پس وہ ہین زیانکار اپنے اعمال مین اور وہی ہین کہ اُنکی زندگی بھر کی
سعی و کوشش برباد ہوگئی اور وہ جانتے ہین کہ ہم نیکوکار ہین پھر حضرت نے باواز بلند فرمایا وَمَا اَھْلُ النَّھْرَوانِ غَدًا مِنْہُمْ بِبَعِیْدٍ اہل نہروان سے
کل کچھ دور نہین پروا تھے آپنے فرمایا اَنْتُمْ یا اَھْلَ حَرُوْرَاءَ وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اے اہل حرورا تم ہو وہ لوگ جن پر یہہ آیہ صادق آتی ہے

کہ وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام کرتے ہین۔ ابن کوا نے عرض کی یا امیر المومنین مین تمہارے سوا کسیکی اطاعت نہ کرونگا اور تمہارے سوا کسی سے کوئی بات دریافت نہ کرونگا آپنے فرمایا جب یہہ موقع پیش آوے ایسا ہی کرنا ﴿

ذکر مخالفت خارجیان با امیر مومنان علیہ السلام و اجتماع ایشان بمقام نہروان[1]

کتاب مناقب ابن شہر آشوب مین منقول ہے کہ جب امیر المومنین بعد جنگ صفین و تحکیم حکمین کوفہ مین داخل ہوئے تو بہت سے خوارج آپکے ہمراہ آئے اور بہت سے نخیلہ وغیرہ میں بیرون شہر ٹہر گئے اور شہر میں داخل نہوئے پس حرقوص بن زہیر ذی الثدیہ تمیمی اور زرعہ بن برج طائی وغیرہ کہ روسار خوارج سے تھے آپ کی خدمت مین داخل ہوئے اور کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ خدا کے سوا حکومت کیکو نہین حضرت امیر المومنین نے یہہ سنکر فرمایا کَلِمَۃُ حَقٍّ یُرَادُ بِہَا الْبَاطِلُ کہ یہہ کلمہ حق ہے مگر اس سے معنی باطل مراد لیتے ہین۔ صحیح معنے اسکے یہہ ہین کہ جب اللہ تعالی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو حکم کرتا ہے کہ ہوجا وہ ضرور واقع ہوتا ہے بخلاف ماسوی اللہ کے کیونکہ اورونکو یہہ بات حاصل نہین چنانچہ فرماتا ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ شَیْئًا فَیَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پس اس اعتبار سے بیشک سوائے خدا کے کیکو حکومت نہین لیکن یہہ لوگ اس کلمہ سے بالکلیہ حکومت و امارت کی نفی کرتے ہین یہہ معنی باطل ہین جو اس کلمہ حق سے مراد لیتے ہین اور کتاب نہج البلاغت مین ہے کہ آپنے یہہ کلام خوارج نافرجام کا سنکر فرمایا نَعَمْ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلٰکِنْ ہٰؤُلَاءِ یَقُوْلُوْنَ لَا اِمْرَۃَ وَاِنَّہٗ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِیْرٍ مُؤْمِنٍ اَوْ فَاجِرٍ یَعْمَلُ فِیْ اِمْرَتِہِ الْمُؤْمِنُ وَیَسْتَمْتِعُ فِیْہَا الْکَافِرُ وَیُبَلِّغُ اللّٰہُ فِیْہَا الْاَجَلَ وَیُجْمَعُ بِہِ الْفَیْءُ وَیُقَاتَلُ بِہِ الْعَدُوُّ وَتَأْمَنُ بِہِ السُّبُلُ وَیُؤْخَذُ بِہٖ لِلضَّعِیْفِ مِنَ الْقَوِیِّ حَتّٰی یَسْتَرِیْحَ بَرٌّ وَیُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ یعنی یہہ درست ہے کہ حکومت حقیقیہ صرف خدا کے لئے ہے مگر یہہ لوگ کہتے ہین کہ کیکے لئے سوائے خدا کے بالکل حکومت نہین اور حالانکہ لوگون کے لئے ایک امیر ضرور ہونا چاہئے مومن ہو یا فاجر تاکہ مومن کی عہد حکومت مین نیکوکار اعمال صالحہ بجالائین اور فاجر کے دور مین کافر تمتع حاصل کرین اور اللہ تعالی عمرونکو اس مین تمام کرے خزانہ اس سے جمع ہو دشمنون کے ساتھ مقاتلہ کیا جائے راستون مین امن ہو اور ضعیف اپنا حق قوی سے لے تاکہ نیک لوگ آرام پائین اور بدکارون سے راحت ملے ﴿

القصہ حرقوص نے کہا یا علی اپنے گناہون سے توبہ کرو اور ہمکو ہمراہ لیکر معاویہ کی طرف روانہ ہو کہ داد جہاد دین اور راہ خدا مین جنگ کرین حتے کہ اس جل شانہ سے ملاقات کرین حضرت نے فرمایا کہ مین تم سے یہی چاہتا تھا تم نے میرا کہا نہ مانا۔ اب ہمارے اور اس قوم کے درمیان عہد و پیمان مضبوط ہوچکے خدا تعالی فرماتا ہے اَوْفُوْا بِعَہْدِ اللّٰہِ اِذَا عَاہَدْتُّمْ الآیۃ وفا کرو عہد خدا پر جسوقت کہ تم عہد کرو حرقوص نے کہا کہ حکمین پر راضی ہونا ایک گناہ تھا کہ تمکو اس سے توبہ کرنا لازم ہے حضرت نے فرمایا کہ مین تم کو مانع آتا تھا تم نے نہ مانا اب تم اسکو گناہ سمجھتے ہو آگاہ رہو کہ وہ گناہ نہین لیکن عجز رائے اور سستی تدبیر ہی ہے اور مینے تمکو اس سے منع کیا تھا عبد اللہ بن الکوا نے کہا اب ہمکو تحقیق معلوم ہوگیا کہ تم امام نہین اگر امام ہوتے تو جہاد سے گریز نہ کرتے امیر المومنین نے کہا وائے ہو تجھ پر حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے سال حدیبیہ کیون جنگ سے پہلو تہی کی کیا وہ پیغمبر نہ تھے العیاذ باللہ۔ زرعہ بن برج نے کہا واللہ کہ اگر تم حکومت رجال سے توبہ نہ کروگے تو مین طلبا لوجہ اللہ تمکو قتل کرونگا۔ حضرت نے فرمایا بؤسا لک برا ہو تیرا کسقدر شقی ہے گویا مین دیکھتا ہون کہ تو زمین پر کشتہ پڑا ہے اور ہوا نے خاک تجھ پر اڑا رکھی ہے زرعہ لعین بولا کہ مین یہی چاہتا ہون کہ ایسا ہو۔ یہی گفتگو مین درمیان مین تھین کہ ابو موسی دومۃ الجندل کو گیا اور وہان اس سے وہ حماقت اور بیدینی ظاہر ہوئی کہ مذکور ہوئی جب یہہ خبر مین کوفہ مین پہنچین

---

[1] نہروان بفتح النون والرا تین قریئیں درمیان واسط و بغداد کے اعلے و اوسط و اسفل اور مجمع البحرین مین ہے کہ وہ ایک شہر معروف ہے چار فرسخ کے فاصلہ پر بغداد سے ۱۲

[2] یہہ کلمہ خوارج نافرجام کا شاید یہ کلام خدا تعالی اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کے اور مراد وہان یہہ ہے کہ جسوقت وہ سبحانہ تعالی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے بخلاف اوروں کے کہ انکو یہہ قدرت حاصل نہین۔ خارجیون نے حضرت امیر المومنین پر تحکیم حکمین مین ہر چند وہ حضرت سرے سے اسپر رضامند نہ تھے انکار کیا اور اس سے یہہ مراد لے کر کہ کوئی حکم ہو ہی نہین سکتا اپنے مطلب پر حجت لائے حالانکہ یہہ معنے محض باطل ہین حقتعالی نے بہت سے معاملات مین مخلوق کے حکم کو جاری اور جائز رکھا ہے جیسا کہ آئندہ ہووے گا ۱۲ منہ عفی عنہ

تو خارجی بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ علی کا خون حلال ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو خلافت سے خلع کیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین جماعت صحاب کے ساتھ نماز پڑہ رہے تھے اور قراءت جہریہ تھی کہ ابن الکوا نے پیچھے سے کہا لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ یعنی حقتعالی اپنے نبی کے خطاب مین فرماتا ہے کہ تجھ پر اور جو تجھ سے پہلے نبی گزرے اُن پر یہہ بات وحی کی گئی ہے کہ اگر تم شرک لاؤگے تو البتہ تمہارے اعمال حبط اور ضائع ہو جائین گے اور تم زیانکارون مین قرار پاؤگے اور غرض اُسکی تلاوت آیہ شریفہ سے یہہ تھی کہ معاذ اللہ امیر المومنین بسبب تحکیم حکمین کافر ہوگئے اور اُنکے اعمال صالحہ ضائع گئے اور وہ زیانکارون میں مین حضرت بپاس تعظیم قرآن خاموش ہوگئے جب ابن الکوا نے آیۃ تمام کی پھر حضرت نے قرأت شروع فرمائی جب آپ مشغول قرأت ہوئے وہ پکار پکار کر پھر اُسی آیہ کو پڑھنے لگا حضرت پھر ٹھہر گئے یہانتک چند مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت بحرمت قرآن خاموش ہو جاتے پھر جب شروع کرتے وہ اسی آیہ کا تکرار کرتا آخر کار آپنے اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ پس صبر کر تحقیق کہ خدا کا وعدہ حق اور صدق ہے اور نہ خفیف کرین تجھکو وہ لوگ کہ ایمان نہین لائے یہہ سنکر ابن الکوا خاموش ہوگیا اور پھر نہ بولا حضرت امیر المومنین نے نماز کو تمام کیا۔ اور نیز مروی ہے کہ ایک شخص ان ملاعین سے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں آیا آپ اُسوقت مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور صحاب مثل ستارہ ہائے آسمان گرد اُس ماہ تابان کے جمع تھے خارجی نے باواز بلند کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ حکومت صرف خدا کے لئے ہے گو مشرک اُس سے کراہت کرین لوگ مونہہ پھیر کر اُسکی طرف ملتفت ہوئے اُس نے کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلَوْ کَرِہَ الْمُلْتَفِتُوْنَ یعنی حکومت خدا کے لئے ہے ہر چند مونہہ پھیرنے والے اور التفات کرنے والے اسکو مکروہ سمجھین اسی اثنا مین جناب امیر المومنین نے سر مبارک اُس ملعون کی طرف اُسکے دیکھنے کے لئے بلند کیا اُس نے کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ وَلَوْ کَرِہَ اَبُوْ حَسَنٍ حضرت نے فرمایا کہ ابو الحسن اس سے بالکل کراہت نہین کرتا کہ حکومت مطلقہ محض خدا کے لئے ہے پھر فرمایا مین تمہارے مقدمہ مین منتظر حکم خدا ہون حاضرین نے عرض کی یا امیر المومنین کیون توجہ نہین کرتے کہ ان اشقیا کو نیست و نابود فرماوین حضرت نے فرمایا یہہ فنا نہون گے بلکہ قیامت تک مردون کی پشت اور عورتون کے رحم میں باقی رہینگے

القصہ چار ہزار شخصون نے کہ عُبّاد و زُہّاد صحاب امیر المومنین سے تھے اس عقیدہ فاسدہ پر متفق ہو کر اپنا دین و ایمان برباد کر دیا اور کلمہ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کا تکرار کرتے تھے حتے کہ قریب آٹھ ہزار کے اور لوگ اہل بصرہ وغیرہ سے اُنکے ہمراہ ہوگئے اور اس جم غفیر اور انبوہ کثیر نے کہ بارہ ہزار مرد کو پہنچ گیا تھا موضع حرورا یا صحرا حرورا کو جو قریب کوفہ ہے اپنا لشکرگاہ قرار دیا چنانچہ اسیواسطے ایک نام اس فرقہ ناشائستہ کا حروری بضم یا بالفتح ہا بھی ہے۔ اور اُنکے منادی نے آواز دی اَلَا اِنَّ اَمِیْرَ الْقِتَالِ شَبَثُ بْنُ رِبْعِیٍّ وَاَمِیْرَ الصَّلٰوۃِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْکَوَّا وَالْاَمْرُ شُوْرٰی بَعْدَ الْفَتْحِ وَالْبَیْعَۃُ لِلّٰہِ عَلَی الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّہْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ یعنی آگاہ رہو کہ امارت جنگ شبث بن ربعی سے اور امامت نماز عبد اللہ بن الکوا سے متعلق ہے اور مہمات خلائق بعد الفتح مشورہ سے فیصل ہونگی اور بیعت خدا کے لئے ہے بشرط امر بالمعروف نہی عن المنکر کے جب یہہ خبر نحوست اثر معروض رائے امیر المومنین علیہ السلام ہوئی تو عبد اللہ بن عباس کو طلب کر کے فرمایا کہ اس قوم مورد لوم کی جانب روانہ ہو اور دریافت کر کہ بنائے کار ان اشرار کا کیا ہے اور کسلئے یہہ سب مجتمع ہوئے ہین اور گوش نصیحت نیوش عبد اللہ کو درغرر مواعظ و حکم سے گران بار فرما کر روانہ حرورا کیا منقول ہے کہ منجملہ کلام بلاغت نظام کے جو عبد اللہ سے وقت روانگی کیا یہہ کلمات بھی تھے لَا تُخَاصِمْہُمْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ حَمَّالٌ ذُوْ وُجُوْہٍ تَقُوْلُ وَیَقُوْلُوْنَ وَلٰکِنْ حَاجِجْہُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنَّہُمْ لَنْ یَّجِدُوْا عَنْہَا مَحِیْصًا۔ یعنی اُنکے ساتھ قرآن مجید سے مباحثہ نہ کرنا کسلئے کہ قرآن مین احتمالات اور وجوہات پیدا ہوسکتے ہین تو کچھ کہیگا وہ کچھ کہینگے بلکہ اُن پر احادیث نبوی کو حجت لا کہ اُنسے اُنکو مخلصی نہوگی۔ ابن ابی الحدید معتزلی اسکی شرح مین لکھتا ہے کہ احتجاج بہ سُنت و حدیث نبوی شامل

احتجاج ابن عباس با خوارج

حدیث مشہور عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ یَدُوْرُ الْحَقُّ حَیْثُمَا دَارَ ہے اور اسکے سوا اور نصوص کثیرہ مستفیضہ ہے کہ فضیلت امیر المومنین پر دلالت
واضحہ رکھتی ہین۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین نے عبداللہ بن عباسؓ کو خوارج کی طرف روانہ کیا تو انہون نے اپنے تمام لباس سے بہتر
لباس زیب بدن کیا اور عمدہ خوشبو سے آپ کو معطر کیا اور گھوڑون مین جو عمدہ گھوڑا تھا اُس پر سوار ہوئے جب اُنکے سامنے آئے تو خارجیون نے کہا یا ابن عباسؓ تو
بہترین مردمان سے تھا حالانکہ تو نے یہہ لباس جو ظالمون کا ہے اختیار کیا اور اس سواری پر کہ مخصوص جبارون سے ہے سوار ہوا ابن عباس نے یہہ سنکر کہا ہم پہلا امر ہے
جسمین مین تمہارے ساتھ بحث کرتا ہون پھر اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ترجمہ
کہہ اے محمد کس نے حرام کیا ہے اِس زینت کو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کے لیے اُسکو پیدا کیا ہے اور لذیذ کھانون کو پھر کہا کہ مومنون کو عمدہ لباس پہننا اور زینت
کرنا سزاوار ہے کس لئے کہ خداوند عالم صاحب جمال ہے اور جمیل شے کو دوست رکہتا ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ وجہہ حلال سے ہو پھر واسطے ابن عباس نے پوچھا کہ تم امیر المومنین سے
کسلئے منحرف ہوئے اُنہون نے کہا وہ پہلے امیر المومنین تھے مگر جبکہ دین خدا مین حَکَم مقرر کئے ایمان سے خارج ہوگئے اگر اب اپنے کفر کا (معاذاللہ) اقرار کرکے توبہ کرین
تو ہم باز آئین ابن عباسؓ نے کہا مومن کے لئے سزاوار نہین جبتک اپنے دین مین کوئی خلل نہ دیکھے اپنے لئے کفر کا اقرار کرے اُنہون نے کہا جبکہ علیؑ نے تحکیم کا حکم دیا مومن
کہان رہے ابن عباسؓ نے کہا حقتعالیٰ نے ایک شکار کے قتل مین تحکیم کا امر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ الآیہ پس امامت مسلمین مین جبکہ اشتباہ واقع ہو
کسطرح حکم کردینے جائز نہین اُنہون نے کہا علیؑ نے حکم مقرر کئے پھر اُنکے حکم پر راضی نہوئے ابن عباسؓ نے کہا حکومت بھی مثل امامت کے ہے امام جبکہ فاسق ہوجائے تو اُسکا
قول مقبول نہین اسیطرح حکمین کے اقوال جو خلاف قرآن ہون مردود و مطرود سمجھے جائینگے خارجی یہہ سنکر باہم کہنے لگے کہ قریش کے ساتھ حجت نہ کرو کیلئے کہ یہہ وہی
قوم ہین جنکے حق مین خدائیتعالیٰ فرماتا ہے بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہے۔ اور موافق روایت اول جب عبداللہ اُنکے پاس آئے تو اُنہون نے
کہا اے ابن عباسؓ تو اپنے پروردگار سے کافر ہوگیا جسطرح پر کہ تیرا صاحب علی بن ابیطالب (نعوذ باللہ منہ) کافر ہوگیا ابن عباسؓ نے کہا مین تم سبکے ساتھ گفتگو نہین
کرسکتا ایک شخص جو تم سے عالم تر اور امور مین زیادہ خوض کرسکتا ہو آگے آوے کہ اُس سے ہمکلام ہون یہہ سنکر عتاب بن اعور سامنے آیا اور ابن عباسؓ مین اور اُسمین
دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر کار خارجیون نے کہا ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ یا ابن عباسؓ ہم کبھی علیؑ کے ساتھ تولا نہ کرینگے اب تو اُس کے پاس جا اور اُسکو یہان بھیج
کہ ہم اُن پر اپنی حُجت بیان کرین وہ ہمارا کلام سُنین اور ہم اُنکی گفتگو پر دھیان دین شائد کوئی بات نکل آوے ابن عباسؓ حضرت امیر المومنین کی خدمت مین
آئے اور یہہ ماجرے حضرت کے سامنے بیان کیا آپ ایک سو آدمیون کو اپنے صحابہ سے ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور حرورا مین تشریف لائے اُدھر سے یہہ خبر سنکر عبداللہ بن الکوا
سو آدمیون کے ساتھ باہر آیا امیر المومنین نے فرمایا یا ابن الکوا باتین بہت سی ہین تو اپنے ساتھیون سے جدا ہو کر میرے سامنے آ کہ تجھ سے کہون اُس نے کہا کہ مین
تمہاری تلوار سے امین نہین امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس طرف سے بیخوف رہ پس ابن الکوا دس شخصون کے ساتھ علیحدہ ہوا امیر المومنین بھی دس نفر کے ساتھ جدا
ہوئے ابن الکوا چاہتا تھا کہ کچھ کلام شروع کرے صحاب امیر المومنینؑ سے ایک شخص نے کہا کہ خاموش تب حضرت نے فرمایا کہ تمکو قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ تمکو یاد
ہے جب اہل شام نے قرآن نیزون پر بلند کئے تم نے کہا ہمکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کرتے ہین کسطرح اجابت نہ کرین مینے کہا کہ اس قوم حیلہ جو کو مین تم سے زیادہ
جانتا ہون یہہ تمکو فریب دیتے ہین لڑائی نے انکو زبون کردیا ہے مجھے جنگ سے مانع نہ آؤ تم نے ایک نہ سنی اور اسیطرح اصرار کئے گئے۔ اسکے بعد مینے چاہا کہ عبداللہ بن عباسؓ کو
اپنی طرف سے حکم کرون کیونکہ اُسکو ہر شخص فریب ہی کی طرح نہین کرسکتا تم نے اس سے بھی انکار کیا اور ابوموسیٰ اشعری کو لائے کہ ہم اسکو چاہتے ہین مینے مجبور اُسی کو

قبول کیا اگر اُسوقت مجھکو تمہارے سوا اور معین و مددگار دستیاب ہوتے تو ہرگز یہہ باتین نہ مانتا اور ضرور دشمنانِ دین پر جہاد کرتا ابن الکوا نے کہا جو آپ کہتے ہین
سب صحیح و درست ہے۔ مگر سوال یہہ ہے کہ اب آپ اُنسے جنگ کے لئے کیون نہین جاتے امیر المومنین نے فرمایا کہ جبتک مدّت مقررہ منقضی نہولے تب تک نہین جاسکتا
ابن الکوا نے کہا اسکے بعد ارادہ جہاد رکھتے ہین فرمایا ایسا کب ہوسکتا ہے کہ مین اسکے سوا کسی اور بات کا قصد کرون یا ابن الکوا تیرا گمان یہہ ہے کہ مین اپنے ارادہ سے باز
رہون اور اپنے حق کے طلب مین پہلو تہی کرون ابن الکوا نے یہہ سُنکر اپنے گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور مع دس آدمیون کے جو اُسکے ہمراہ تھے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر
ہوگیا اور وہ بن خوارج سے تبرّا کیا امیر المومنین مع اصحاب کوفہ کو واپس تشریف لائے اور خوارج منتشر ہوگئے اور کہتے تھے کوئی حکم نہین سوائے خدا کے اور جو خدا کی نافرمانی
کرے اطاعت اُسکے لئے نہین پس عبداللہ بن وہب راسبی اور حرقوص بن زہیر ذی الثدیہ کو انہون نے اپنا امیر مقرر کیا ابو العباس مبرد نے کتاب کامل مین روایت کی
ہے کہ حضرت امیر المومنین نے ابتداء خروج خوارج مین صعصعہ بن صوحان عبدی کو بلایا حالانکہ قبل اس سے اُسکو مع زیاد بن نصر حارثی کے عبداللہ بن عباس کے ساتھ اُنکے
پاس بھیجا تھا پس اُس سے دریافت کیا کہ اس قوم مین سب سے زیادہ مطاع اور مقبول القول کون ہے اُس نے کہا یزید بن قیس ارحبی حضرت سوار ہوکر مقام حرورا مین جہان
خارجی قیام پذیر تھے تشریف لیگئے اور اُنکے درمیان سے گزرتے ہوئے خیمہ یزید بن قیس مین داخل ہوئے اور دو رکعت نماز وہان بجالائے پھر بیرون خیمہ ایک جگہ کمان
ٹیک کر کھڑے ہوئے خارجی گرد و پیش آنحضرت کے جمع تھے اور کہتے تھے یا علی ہم سب سے حکمین مقرر کرنے مین گناہ عظیم سرزد ہوا ہے ہم اُس سے توبہ کرچکے تم بھی ہماری
طرح توبہ کرو کہ ہم تمہاری طرف پھر آئین حضرت نے فرمایا مین جملہ گناہون سے توبہ کرتا ہون یہہ کلمہ حضرت سے سنکر خوارج راضی ہوگئے اور سب کے سب کہ چھہ ہزار شخص
تھے ترکِ بغاوت و سرکشی کرکے حضرت کے ساتھ ساتھ کوفہ مین آئے اور مشتہر کیا کہ امیر المومنین نے تحکیم حکمین سے اُسکو ضلالت جانکر رجوع کیا اب منتظر ہین کہ اموال
باہر سے آجائین اور سامانِ سفر درست ہوجائے پھر ہمکو لیکر شام کو چلین اشعث بن قیس یہہ سُنکر حضرت کی خدمت مین آیا اور کہا یا امیر المومنین لوگ کہتے ہین آپنے تحکیم
حکمین کو کفر و ضلالت سمجھکر اُس سے رجوع کیا حضرت اُسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور خطبہ فرمایا جو کہے کہ مینے حکومت سے رجوع کیا وہ کاذب ہے اور جو اسکو گمراہی
جانے وہ خود گمراہ ہے خارجیون نے یہہ سنکر آواز لا حکم الا للہ کی بلند کی اور مسجد سے نکل گئے۔ ابن ابی الحدید معتزلی بعد نقل اس روایت کے کہتا ہے کہ
امیر المومنین کے عہد حکومت مین جسقدر فساد واقع ہوئے اور جتنی خلل و خرابیان اُس مین حادث ہوئین اُن سب کی اصل یہی اشعث بن قیس ہے اس مرتبہ بھی اگر وہ
سر عام امیر المومنین سے یہہ سوال نہ کرتا تو جنگ نہروان واقع نہوتا اور حضرت اُن لوگون کو ساتھ لیکر معاویہ پر جاتے اور شام فتح ہوجاتا آنحضرت نے اس موقع پر توریہ
و تعریض کا مسلک اختیار کیا تھا اور حدیث نبوی ہے الحرب خدعۃ خارجیون کی درخواست تھی کہ تم بھی اسیطرح توبہ کرو جسطرح ہم نے کی تاکہ ہم تمہارے ساتھ
لڑائی کو چلین حضرت امیر المومنین نے اُنکے جواب مین ایسا کلمہ ارشاد کیا جو انبیاؑ و معصومین کے شایان ہے اور وہ اسکو اپنے سوال کا جواب سمجھکر راضی ہوگئے چنانچہ اُنکے
قلوب حضرت کی طرف سے صاف و نیّتین خالص ہوگئین بغیر اسکے کہ اس کلمہ مین کوئی کفر یا معصیت ہو مگر اشعث نے سوال کرکے حضرت کی تدبیر کو درہم برہم کردیا اور
کام بنا ہوا بگاڑا۔ خوارج اُسی اپنے پہلے شبہ پر چلے گئے پس یہی حال ہوتا ہے اُن دولتون کا جنمین زوال آنے کو ہوتا ہے اور اشعث جیسے مفسد وہان پیدا ہوجاتے ہین
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ترجمہ عادت خدا ہے اُن لوگون مین کہ پیشتر گزر گئے اور تو عادت خدا مین تبدیل و تغیر
نہ پائے گا) نیز مبرد کہتا ہے کہ پھر یہہ لوگ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور اُنکا ارادہ مدائن کا تھا اُنکی عجیب حکایتون مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ راہ مین ایک مسلمان
اور ایک نصرانی سے ملے مسلمان کو قتل کیا کیلئے کہ وہ اُنکے نزدیک کافر مطلق تھا اور نصرانی کو وصیت کی کہ تم شرائط ذمہ پر محافظت کرو کہ جان و مال سے امان مین ہو

شہادت عبداللہ بن خباب

پھر یہہ قوم جفا کار عبد اللہ بن خباب صحابی حضرت رسولخدا سے ملاقی ہوئے اُسوقت عبداللہ کے گلے مین قرآن شریف حمائل تھا اور اپنے گدھے پر وہ سوار تھا اور
اُسکی بیوی جو اُن ایام مین حاملہ تھی اُسکے ہمراہ تھی خارجیون نے کہا جو چیز کہ تیرے گلے مین ہے ہمین تیرے قتل کا حکم دیتی ہے - عبداللہ نے کہا تمہین چاہئے قرآن جسکو
زندہ رکہتا ہے زندہ رکھو اور جسکے قتل کا حکم دیتا ہے اُسے قتل کرو پھر ایک خارجی اُنمین سے ایک خرما دانہ کی جانب چلا جو درخت سے گرا تھا اور اُسے اُٹھا کر مونہہ مین رکھ لیا
اور چاہتا ہی تھا کر نگلجاوے کہ اور خوارج چلائے اُس نے اُسیطرح اُگل دیا - ہیطرح ایکنے اُنمین سے ایک سُور کو مار ڈالا اُنہون نے اُسکو ملامت کیا اور کہا یہہ منجملہ فساد
فی الارض کے ہے اور انکار کیا قتل خنزیر پر - پھر ابن خباب کے کہا کوئی حدیث جو تجھے تیرے باپ سے پہنچی ہو روایت کر اُس نے کہا مینے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ حضرت رسولخدا
فرماتے تھے کہ میرے بعد ایک فتنہ ہونیوالا ہے اُس مین قلوب مرین گے جسطرح اجسام کو موت آتی ہے شام کو مومن سوویگا صبح کو کافر اُٹھے گا - پس اے عبداللہ
تجھے چاہئے ایسے فتنہ مین قتل ہوجا اور کسیکو قتل نکر پوچھا ابوبکر اور عمر کے بارہ مین تیری کیا رائے ہے عبداللہ نے اُنکی صفت و ثنا کی پھر کہا علی کے بارہ میں بعد تحکیم
حکمین اور عثمان کے مقدمہ مین اُسکے پچھلے چھہ سال خلافت مین کیا کہتا ہے - عبداللہ نے اُنکو بھی نیکی سے یاد کیا - پھر کہا تحکیم حکمین جو علی بن ابیطالب کی رضا و رغبت
سے واقع ہوئی وہ صحیح و درست تھی یا ناصواب باطل عبداللہ نے کہا اتنا جانتا ہون کہ علی احکام خدا کو تم سے زیادہ جانتے ہین اور اُنکی دینداری اور پرہیزگاری
تمہاری دینداری اور پرہیزگاری سے زیادہ ہے - خارجیون نے کہا تو ہدایت کی پیروی نہین کرتا بلکہ رجال کا پیرو ہے اور ایک روایت مین ہے کہ جب اُنہون نے
حدیث کی درخواست کی تو عبداللہ نے کہا - مینے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ایک طائفہ دین سے باہر نکل جائیگا جسطرح کہ تیر کمان سے قرآن پڑھیں گے
اور اُنکے حلقوم سے نہ گزرے گا خلاصہ یہہ کہ بعد اس گفتگو کے عبداللہ کو نہر کے کنارہ پر لیگئے اور چت لٹا کر اُسکو ذبح کیا - منقول ہے کہ جسقدر خون اُسکا نہر مین گرا آب
نہر مین مخلوط نہوا بلکہ پانی کے درمیان مثل ایک ڈورے کے علحدہ نظر آتا تھا پھر اُسکی بیوی کو بلا کر اُسکا شکم چاک کیا اور جنین کو جو پیٹ مین تھا ہلاک کیا - نقل ہے
کہ کسی نصرانی سے اُنہون نے درخواست کی کہ اُسکے درخت سے اپنے اونٹ چرالین نصرانی نے کہا تمکو اجازت ہے اُنہون نے کہا ہم بغیر قیمت دئے اُنکو نہ چرالین گے
نصرانی نے کہا واعجباہ عبداللہ جیسے شخص کو بے گناہ قتل کرتے ہو اور ایک درخت کے پتے بے قیمت قبول نہین کرتے - جامع اوراق کہتا ہے کہ عجب انداز زمانۂ ناہنجار کا
ہے - اور ہمیشہ سے اُسکا یہی وطیرہ رہا ہے کہ فاسق بدکار اُسکی بدولت چین کرین اور نیک پاک دوستان خدا اُسکے ہاتھ سے طرح طرح کی ایذائیں اُٹھائیں تکلیفین
جھیلین کیا فتنۂ خوارج کہ عہد خلافت حضرت امیر المومنین مین حادث ہوا عجائبات نیرنگ زمانہ سے نہین کہ بڑے بڑے عابد زاہد حافظ قرآن پیشانیون پر کثرت عبادت
سے نشان شب بیدار تہجد گزار ایک بیک ذرا سے وسوسۂ شیطانی سے تباہ و خراب ہو کر دین سے اسطرح نکل گئے جسطرح کہ تیر کمان سے کیا یہہ کم تعجب کا مقام ہے کہ یا تو
جنگ صفین کے روکنے اور اُس فتح عظیم مبین کے جو کوئی دم مین حاصل ہونیوالی تھی اور جو اسوقت سے تا ملکر زمانہ ظہور موفور السرور حضرت صاحب الامر ہی پر جا رہی
درہم برہم کرنے مین ان لوگون کو اس بلا کا اہتمام تھا کہ جسطرح ہو طرفین سے حکم مقرر ہون چنانچہ حضرت امیر المومنین کو اس پر مجبور کیا اور اپنا قول پورا کرایا - اور یا جب
بعد خرابی بصرہ بلکہ بعد خرابی کوفہ و بصرہ ہر دو حکمین مقرر ہوگئے اور عہدنامہ ترتیب پاگیا تو اس طرح بگڑ بیٹھے کہ تحکیم رجال دین خدا مین جائز نہ تھی خطاء عظیم ہم
سے صادر ہوئی اور لگے لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ کا راگ گانے اور مسلمانون کو بہکانے پھر یہی نہین کہ ایک گناہ تھا جرم تھا ہو گیا نہین یہہ گناہ مخرب ملت اسلام یہہ جرم مفسد
دین و ایمان امیر المومنین بھی مثل ہمارے ہی اسکو کفر و ضلالت کہکر توبہ کرین تو فبہا ورنہ ہم سے بڑا کوئی نہین اعداء عدو ہم مین پھر اس پر ایسے لکیر کے فقیر بنے کہ مرتے
مرگئے مگر وہی شبہہ نہ رفع ہوا فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ حقیقت یہہ ہے کہ اہل بیت اطہار کو ہاتھ سے اُمت جفا کار کے کسیطرح آرام نہ تھا نہ یون نہ وون

امیر المومنین مدۃ العمر اس طرح پر مبتلائے بلا رہے بعد آنحضرت کے اُنکی اولاد امجاد انکے ہاتھ سے نالان رہی امام حسن علیہ السلام نے انہین صحاب غدار مکار کے ہاتھون تنگ ہوکر معاویہ کے ساتھ صلح کی تو اعتراض کیا کسلئے فرزند رسولخدا نے فاسق فاجر کی بیعت قبول کی اور اسی بات پر اُس جناب کو کافر کہنے لگے اور اس پر بھی بس نہین کیا بلکہ خیمۂ امام مظلوم پر چڑھ گئے اور اُسکو لوٹ لیا اور آنحضرت کے قتل کے درپے ہوئے چنانچہ ایک شقی نے تلوار لگائی جو پائے مبارک پر لگی۔ یہہ سلوک انکا سبط اکبر کے ساتھ تھا۔ اُنکے چھوٹے بھائی حضرت ابوعبداللہ الحسین نے تھوڑے ہی دنون بعد یزید پلید کی بیعت سے انکار کیا اور جنگ و جہاد کے لئے کھڑے ہوئے تو جتنون نے کربلا مین اُس سرور کا ساتھ دیا سب کو معلوم ہے عیان راچہ بیان

ذکر عزیمت امیر مومنان بجانب نہروان و قتیصال آن نابکاران و ایصال الیشان بجحیم و عذاب نیران بفضل ایزد منان

روضۃ الصفا مین منقول ہے کہ جب خبر اجتماع اس طائفہ طاغیہ کی بمقام نہروان کوفہ مین شہود رائے امیر مومنان ہوئی تو ایک خط اس مضمون کا لکھکر اُنکی جانب روانہ کیا مِنْ عَبْدِاللّٰهِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ وَهْبِ الرَّاسِبِيِّ وَيَزِيْدِ بْنِ حُصَيْنٍ وَمَنْ تَبِعَهُمَا یہہ خط ہے بندۂ خدا امیر مومنان کی جانب سے عبداللہ پسر وہب راسبی اور یزید بن حصین اور اُنکے تابعین کی طرف سلام ہو تم پر **اما بعد** تحقیق کہ ان دو مرد یعنی ابوموسے اشعری اور عمرو عاص نے جنکی حکومت پر ہمنے رضامندی ظاہر کی تھی کتاب خدا کی مخالفت کی اور اپنے نفسانی خواہشون کی متابعت آورده ہدایت خدا پر کاربند نہوئے نہ اُنہون نے سُنت رسولخدا پر عمل کیا نہ کتاب خدا کی موافق حکم دیا پس ہم اُنکی حکومت سے بیزار ہین اور اپنی پہلی رائے پر ہین اسلئے تمکو چاہئے کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم تم بالاتفاق اپنے دشمن کی جانب کوچ کرین اور اُنکے ساتھ جنگ کرین حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان حکم کرے اور وہ ہے بہترین حاکمان جب یہہ مکتوب ہدایت اسلوب اُس جناب کا خارجیون کے پاس پہنچا تو اُن ملاعین نے جواب مین لکھا **اما بعد** تو نے اپنے پروردگار پر غضب نہین کیا بلکہ اپنے نفس پر کیا ہے جبکہ تحکیم حکمین پر راضی ہوا (معاذ اللہ) تو کافر ہوگیا اب اگر تو اپنے گناہ سے توبہ کرے تو جو ہم سے مطلوب مقصود ہو سب قبول و منظور ہے ورنہ ہم تجھکو طریق مستقیم کی طرف دعوت کرین گے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل خیانت کو دوست نہین رکھتا۔ جسوقت یہہ تحریر خارجیون کی کوفہ مین پہنچی تو امیر المومنین علیہ السلام اُنکی اطاعت سے مایوس ہوگئے اور قصد کیا کہ اُنکو اُسی حال پر چھوڑ کر متوجہ شام ہون اور وہان پہنچکر معاویہ کو مناسب گوشمال دین بنابرین کوفہ سے برآمد ہوکر مقام نخیلہ مین خیمہ کیا۔ اور صحاب کو حکم دیا کہ آمادہ سفر شام ہون کسلئے کہ ہمنے عمال و حکام ولایات کو احکام بھیجے ہین اور اُنکو اپنی ہمراہی کے لئے طلب کیا ہے سب جمع ہوکر ہم شام کو روانہ ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ سپاہ کوفہ موافق ارشاد تہیۂ سفر شام مین مشغول ہوئی اور اُس جناب نے قاصدان بادپیما کو اطراف و جوانب ممالک محروسہ مین بھیجکر بتاکید تحریر کیا کہ دوستان ہوا خواہ جسقدر جلد ہوسکے سپاہ لیکر متوجہ لشکرگاہ ہون اور ایک خط مخصوص عبداللہ بن عباس کو بمقام بصرہ کہ وہان کی حکومت اُنکے متعلق تھی لکھا کہ افواج بصرہ کو ساتھ لیکر حاضر درگاہ عدالت پناہ ہو چنانچہ ابن عباس سات ہزار سپاہ بصرہ سے لیکر حاضر ہوئے اور مقام نخیلہ مین شرف دستبوس حاصل کیا اور لوگ اطراف و جوانب سے شریک عسکر نصرت اثر ہوکر قریب اسی ہزار کا مجمع ہوگیا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا مین کہ امیر المومنین عازم ملک شام تھے اور تہیۂ سفر مین مشغول کہ خبر آئی کہ خوارج نے دست ظلم و ستم دراز کر رکھا ہے اور کوئی دقیقہ لوٹ مار کا باقی نہین چھوڑا جو شخص یہہ خبر لایا اُس نے یہہ بھی بیان کیا کہ یہہ لوگ راہ مین عبداللہ بن خباب صحابی رسولخدا اور ایک اور شخص سے ملاقی ہوئے اور اُن سے دریافت کیا کہ تم تحکیم ابوموسیٰ اشعری اور عمرو عاص پر رضی تھے اُنہون نے کہا البتہ راضی تھے بمجرد اسکے اُن دونو مظلومون کو تہ تیغ کیا مثقال بن عبداللہ کو بھی اسی جرم مین خلعت شہادت پہنایا اور ہنوز ہمان آتش در کاسہ بدستور قتل و غارت مین مصروف ہین امیر المومنین نے

یہہ حالات سنکر حارث بن مُرّہ کو نہروان کی طرف روانہ کیا کہ خبر مشخص لاوے وہ بے گناہ بھی نہروان مین پہنچکر اُن ظلمۂ سفاک کے ہاتھ سے مقتول ہوا جب اخبارِ موحش
متواتر گوش زد اُمرا عالیمقدار بارگاہ حیدر کرار ہوئے تو سبنے کہا قرینِ مصلحت نہین کہ ان گمراہون کو اس حال پر چھوڑ کر شام کا ارادہ کیا جائے کہ پیچھے یہہ ظالم
بے تکلّف مسلمانون کا خون کرین اور اُنکا مال و اسباب لوٹ لین اور رفتہ رفتہ فساد اس گروہ بیداد کا کوفہ تک سرایت کرے پس بہتر ہے کہ اوّلاً مع اس لشکرِ انبوہ کے
اِس گروہ بے شکوہ کی طرف توجہ ہو اور اطاعت و فرمان برداری کی طرف انکو دعوت کرین اگر بقدم قبول پیش آئین تو بہتر ورنہ تیغ آبدار سے اِس طائفۂ جفا کار کو راہی
دار البوار کرین پھر باطمینان روانۂ شام ہون یہہ رائے موافق رائے جہان آرائے حضرت امیر المومنینؑ ہو کر منادی کو حکم ہوا کہ ندا دے کہ لشکر بجانب نہروان نہضت کرے
ابو حمزہ ثمالی نے امام ہمام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے نہروان کا عزم کیا تو اہلِ کوفہ کو جمع کر کے حکم دیا کہ مدائن کی طرف روانہ ہون
چنانچہ لوگ چلنے لگے لیکن شیث بنِ ربعی اور عمرو بن حریث اور اشعث بن قیس اور جریر بنِ عبداللہ نے تعمیل حکم مین توقف کیا اور عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو
کہ چند روز بعد اپنی حوائج سے فراغت کر کے حاضرِ خدمت ہو جاوین حضرت نے فرمایا جو قصد تمہارا ہے خوب نہین تحقیق کہ تم کوئی حاجت درپیش نہین رکہتے کہ اس
تخلف کا باعث ہو بجز اسکے کہ چاہتے ہو کہ لوگون کو میری ہمراہی سے مانع آؤ - اور نیز فرمایا گویا مین دیکھتا ہون کہ قصر خورنقؑ مین تم وارد ہوا اور دستر خوان طعام
بچھایا ہے اور ایک سوسمار کو پکڑ کر اسکے ساتھ بیعت کی ہے اور میری بیعت سے نکل گئے ہو پس یہہ لوگ جسطرح پر کہ حضرت امیر المومنینؑ نے خبر دی تھی وارد قصر خورنق
ہوئے اور کھانا تیار کر کے دستر خوان پر چنا اور کھانے کو بیٹھے تھے کہ اتنے مین ایک گوہ نکلا اُنہون نے لڑکون سے پکڑوایا اور شیث وغیرہ نے اُسکو لیا اور اُسکے ہاتھون پر
اپنے ہاتھ پھیرے بعد ازان یہہ قافلہ مدائن مین پہنچکر شامل لشکر نصرت اثر ہوا امیر المومنینؑ نے اُنہین دیکھ کر فرمایا بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا یعنی ظالمون کے لئے
بُرا عوض ہے حقتعالی بروزِ قیامت البتہ تمکو اس گوہ کے ساتھ کہ تمہارا امام ہے محشور کرے گا گویا مین دیکھتا ہون کہ تم بروزِ قیامت اپنے اس امام سوسمار کے ساتھ
مبعوث ہوئے ہو اور وہ تمکو جہنم کی طرف کھینچتا ہے پھر فرمایا آگاہ رہو کہ اگر حضرت رسولخدا کے ساتھ منافق تھے ہر آئینہ میرے ہمراہ بھی موجود ہین قسم بخدا کہ اے
شیث اور اے ابنِ حریث تم میرے فرزند حسینؑ سے مقاتلہ کروگے اسیطرح مجھکو حضرت رسولخدا نے خبر دی ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ اس سے پہلے بروایت ابن
شہر آشوب گزرا کہ شیث بن ربعی کو خوارج نے اپنا امیر قتال مقرر کیا تھا اور اس مقام پر اُسکا امیر المومنینؑ کے ہمراہ ہونا پایا جاتا ہے شاید اسکی وجہہ یہہ ہو کہ ابتدا خروج
مین بمقام حرورا شیث مذکور خارجیون کے ساتھ ہو بعد ازان جبکہ وہ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اُس نے اپنی مصلحت اُنسے علیحدگی مین دیکھی ہو اور اُنسے علیحدہ ہو کر
کوفہ مین آگیا ہو چنانچہ دوبارہ جس مقام پر عبداللہ وہب اور ذی الثدیہ کے امیر خوارج ہونے کا ذکر ہے وہان شیث کا ذکر نہین اور محتمل ہے کہ یہہ نام دو شخصون کا ہو بہر حال
شیث کی شقاوت اور سوءِ عاقبت مین کچھ کلام نہین وہ معرکۂ کربلا تک زندہ موجود تھا اور جیسا کہ امیر المومنینؑ نے خبر دی تھی وہ اور ابنِ حریث حضرت سیّد الشہدا کے
مقابلہ و مقاتلہ مین شریک تھے شیث ابنِ ربعی تو لشکر عمرو بن سعد مین بروزِ عاشورا اُسکے تمام پیادون پر امیر تھا اور عمرو بن حریث بھی سردارانِ عبید اللہ بن زیاد سے تھا
مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب مین ایک مرد نجومی تھا جب آپنے کوفہ سے جنگِ خوارج کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو اُس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ
آپ اسوقت سفر نہ کرین بلکہ دن سے تین ساعت گزرنے کے بعد سفر کرین اگر اسوقت سفر کرین گے تو آپکو اور آپکے اصحاب کو سخت تکلیف اور شدید ضرر پہنچیگا
اور اُس ساعت مین جسمین کہ مین کہتا ہون سفر ہوگا تو فتح و نصرت حاصل ہوگی یہہ کلام ناملائم طبعِ اقدس ہو کر ارشاد ہوا کہ تجھے معلوم ہے کہ میری گھوڑی کے شکم مین

ؑ خورنق بروزن فرزدق قصر معروف نزدیک کوفہ کے جسکو نعمان اکبر نے تعمیر کیا تھا یہہ لفظ معرب ہے لفظ خورنگہ فارسی کا جس کے معنی کھانا کھانے کی جگہہ ہے ۱۲ کذا فی القاموس

جو بچہ ہے نر ہے یا مادہ بخومی نے کہا اگر حساب کرون تو یہہ بھی بتلا سکتا ہون حضرت نے فرمایا کہ جو تیری اس بارہ مین تصدیق کرے اُس نے قرآن کی تکذیب کی حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ الخ یعنی بیشک خدا کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور وہ بارش برساتا ہے اور جو چیزین رحمون مین ہین اُن پر اُسکا علم محیط ہے۔ پھر فرمایا کہ جس علم کا تو دعویدار ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ اُسکا دعوےٰ نہ رکھتے تھے۔ تیرا گمان یہہ ہے کہ مجھکو وہ ساعت معلوم ہے کہ اگر اُس مین سفر کو جائین تو نفع اُٹھائین اور بُری ساعت سے محفوظ رہین پس جس نے تیری اس دعوی مین تصدیق کی اسکو رفع شدائد مین ضرورت استعانت کی خداوند عالم سے نہین اور جو تیری باتون پر یقین کرے چاہئے کہ وہ سزاوار حمد تجھکو جانے نہ اللہ تعالیٰ کو کیسلئے کہ تو نے اپنے زعم مین اُسکو وہ وقت بتلایا ہے کہ اُس مین سفر کرنا موجب حصول منفعت و دفع مضرت ہے پس جس نے تیری تصدیق کی وہ میرے نزدیک دوسرے خدا کا قائل ہو گیا۔ اللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا ضَیْرَ اِلَّا ضَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا غَیْرُکَ پروردگارا کوئی شگون و فال نہین مگر وہ جو تیری جانب سے ہو اور کوئی ضرر و نقصان نہین مگر جو تجھ سے پہنچے اور تیرے سوا کوئی معبود نہین۔ پھر فرمایا اے بخومی مین تجھ سے مخالفت کرتا ہون اور اُسی ساعت مین روانہ ہوتا ہون جس مین تو نے منع کیا ہے اور فرمایا اَیُّہَا النَّاسُ علم نجوم کو نہ سیکھو مگر جسقدر کہ تاریک اوقات مین سفر دریا اور صحرا مین اعانت کرے بتحقیق کہ منجم مثل کاہن کے ہے اور کاہن گناہ و معصیت مین مثل کافر کے ہے اور ملجا و ماوائے کفار بلا شبہ عذاب نار ہے قسم بخدا کہ اگر مینے پھر سنا کہ تو موافق علم نجوم کے عمل کرتا ہے تو تجھکو حبس کرونگا جو قت تک کہ مین زندہ رہون اور باب عطایا کو تجھ پر مسدود رکھونگا تا وقتیکہ مجھکو سلطنت رہے بعد ازان جس ساعت مین بخومی نے ممانعت کی تھی اُسی مین سوار ہوئے اور خوارج پر فتح پائی۔ پھر فرمایا کہ اگر مین اُس وقت سوار نہوتا اور بخومی کی ممانعت سے متمنع رہتا تو لوگ کہتے چونکہ بخومی کے کہنے کے موافق عمل کیا اسلئے فتح پائی آگاہ رہو کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے کوئی منجم تھا نہ ہمارے لئے بعد آنحضرت کے ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ممالک کسرےٰ وقیصر پر ہمکو مظفر و منصور کیا اَیُّہَا النَّاسُ خدا پر توکل کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو اسلئے کہ وہ غیر سے کافی ہے **بالجملہ** حضرت امیر المومنینؑ مع لشکرہائے جرار کوفہ سے نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور دو فرسخ پر نہروان سے پہنچکر نزول اجلال فرمایا اور خوارج کو بذریعہ تحریر خط اپنی اطاعت کی طرف دعوت کی جب مفید نہوئی تو عبداللہ بن عباس کو اُنکے پاس بھیجا اور خود بھی ایسے مقام پر کھڑے ہوئے جہان کہ اُنکو دیکھ اور اُنکا کلام سن سکین خارجیون نے کہا یا ابن عباس ہمارے پاس بہت سے وجوہ و دلائل ہین جنسے تمہارے صاحب یعنی امیر المومنینؑ کا (العیاذ باللہ) کفر و استحقاق جہنم ثابت ہوتا ہے اوّل اُنمین سے یہہ ہے کہ جب اُنکے اور معاویہ کے درمیان عہد نامہ تحریر ہوا تو اُنہون نے اپنے نام سے امارت مومنین کو خود محو کیا جب وہ اپنے اقرار سے امیر المومنین نہ رہے تو ہم مومنین ہین ہم بھی راضی نہین کہ وہ ہم پر حکومت کرین اور ہمارے امیر ہون دوسرے اُنہون نے اپنے بارہ مین شک کیا جبکہ حکمین سے کہا کہ تم غور کرو اگر معاویہ کو اس کام کے لئے احق سمجھو تو اُسکو خلافت پر منصوب کرو ورنہ مجھکو پس جبکہ اُنکو خود اپنے معاملہ مین شک ہے کہ خلافت کے وہ مستحق ہین یا معاویہ تو ہم اس شک مین زیادہ اولےٰ ہین تیسرے اُنہون نے حکومت غیر کو دی حالانکہ ہمارے نزدیک زیادہ سزاوار حکم کے وہ تھے۔ چوتھے اُنہون نے دین خدا مین تحکیم رجال واقع کی اور آدمیون کو حکم کرنا اُنکو جائز نہ تھا پانچوین بعد اختتام جنگ جمل دواب و سلاح ہم پر تقسیم کئے اور عورات و اطفال کو ہم سے منع کیا۔ چھٹے وہ وصی رسولخدا تھے اُنہون نے وصیت کو ضائع کیا۔ ابن عباس نے عرض کی یا امیر المومنین آپنے گفتگو اس قوم کی سُنی اب آپ ہی اُنکے جواب کے لئے لائق تر ہین حضرت نے فرمایا یا ابن عباس اُنسے دریافت کرو کہ یہہ احکام خدا و رسولخدا کو بھی مانتے ہین ابن عباس نے خارجیون سے دریافت کیا اُنہون نے کہا ہان قبول کرتے ہین امیر المومنین نے فرمایا تو مین بھی اوّلاً اُسی امر سے شروع کرتا ہون جس سے اُنہون نے

ابتدا کی تھی پھر فرمایا کہ تمہین معلوم ہے کہ جس زمانہ مین حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ابوسفیان و سہیل بن عمر سے صلح کی تو کاتب حی و قضایا و شروط و امان ہم
جناب کا مین تھا پس مینے لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذَا مَا اصْطَلَحَ عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبَا سُفْیَانَ وَسُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو یعنی یہہ صلح نامہ ہے درمیان محمد مصطفی
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ اور ابوسفیان و سہیل بن عمر کے سہیل نے کہا کہ ہم رحمن و رحیم کو نہین جانتے اور تمہارے رسول ہونے کا اقرار نہین رکھتے تمہارے لیے یہی
شرف کافی ہے کہ تمہارا نام صلحنامہ مین ہمارے نامون سے مقدم لکھا جاوے گو ہم سن مین تم سے زیادہ اور میرا باپ تمہارے باپ سے بڑا تھا۔ حضرت رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نے فرمایا کہ بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھ مینے موافق حکم بسم اللہ کو محو کیا اور اسکی جگہہ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھدیا اور لفظ رسول اللہ کو
محو کر کے بجائے اسکے محمد بن عبداللہ لکھا۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی تجھے بھی ایک دن ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا سو ایسا ہی ہوا جب میرے اور معاویہ اور
عمرو عاص کے درمیان صلحنامہ لکھا جانا قرار پایا تو کاتب نے لکھا یہہ صلح نامہ ہے درمیان امیرالمومنین اور معاویہ اور ابن عاص کے انہون نے کہا کہ اگر ہم باوجود
اس اقرار کے کہ تم امیرالمومنین ہو تمہارے ساتھ جنگ کرین تو ظالم ہین پس لکھو هٰذَا مَا اصْطَلَحَ عَلَیْهِ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِبٍ پس مینے بھی جسطرح حضرت رسولخدا نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ کا لفظ محو کر دیا تھا لفظ امیرالمومنین کو محو کیا اگر تم اس پر انکار کرتے ہو تو منکر فعل پیغمبر ٹھہرتے ہو خارجیون نے کہا تمہاری حجت قوی ہے اور تم اس
سوال سے بری ہو۔ امیرالمومنین نے فرمایا اور تم جو یہہ کہتے ہو کہ مینے اپنی امامت مین شک کیا جبکہ حکمین سے کہا کہ غور کرو اگر معاویہ کو سزاوار اس امر کا پاؤ تو اسکو
خلافت پر نصب کرو تحقیق کہ یہہ کہنا شک کی وجہہ سے نہین تھا بلکہ ایک منصفانہ کلام تھا جو مجھ سے سرزد ہوا خدائے تعالی فرماتا ہے اِنَّا وَاِیَّاكُمْ لَعَلٰی هُدًی اَوْ فِیْ
ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ یعنی مین اور تم بیشک ہدایت پر ہین یا سخت گمراہ ہین یہہ ارشاد باری تعالی کسی شک کی وجہہ سے نہین کیلئے کہ اللہ تعالی یقینا جانتا تھا کہ اسکا
نبی حق پر ہے خارجیون نے کہا هٰذِهٖ لَكَ یہہ بھی تمہارے لئے ہے۔ امیرالمومنین نے فرمایا اور یہہ بات کہ مینے حکومت غیر کو دی حالانکہ تمہارے خیال مین سب سے
زیادہ سزاوار حکومت مین خود تھا پس حضرت رسولخدا نے بروز بنی قریظہ سعد بن معاذ کو حکم مقرر کیا حالانکہ وہ جناب سب سے زیادہ حکم کرنے کے لائق تھے حقتعالی فرماتا
ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہ تمہارے لیے ہے رسولخدا کی نیک پیروی سب نے کہا یہہ بھی درست ہے اور تم اس الزام سے بھی نکل گئے
امیرالمومنین نے فرمایا اور تم جو یہہ کہتے ہو کہ مینے دین خدا مین آدمیون کو حکومت دی سو مینے آدمیون کو حکومت نہین دی بلکہ کلام ربانی کو کہ حقتعالی نے اسکو اس کے
اہل کے درمیان حکومت دی ہے حکم کیا ہے یعنی اصل حکم اس مقدمہ مین کلام الہی تھا چونکہ اسکے سمجھنے اور اسکے موافق حکم کرنے کے لئے ضرورت آدمیون کی ہوئی اسلئے آدمیونکا
دخل لازم آیا۔ حالانکہ حکومت رجال شرعا ممنوع بھی نہین حقتعالی نے ایک طائر کے باب مین آدمیون کو حکم گردانا چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ
مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ترجمہ جو قتل کرے اسکو تم مین سے دیدہ و دانستہ پس بدلا اسکا یہہ ہے کہ مثل اسکی جسکو قتل کیا ہے چارپاؤن
مین سے دے حکم کرین اس بارہ مین تم سے دو صاحب عدل۔ پس مسلمانون کے خون طائر کے خون سے عظیم تر ہین اور بروایتے فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ حقتعالی نے
ایک مرد اور ایک عورت کی خلاف مرضی مین حکم مقرر کرنے کا حکم دیا چنانچہ فرماتا ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا کہ ایک حکم مرد کے اہل سے اور
ایک حکم عورت کے اہل سے مقرر کرو خارجیون نے کہا یہہ حجت بھی آپ کی قوی ہے امیرالمومنین نے فرمایا کہ تمہارا یہہ کہنا کہ بروز جمل جبکہ خدائے تعالی نے ہمین اہل بصرہ پر فتحمند
کیا تو مینے سلاح و دواب تم پر تقسیم کئے اور زنان و اطفال سے منع کیا۔ پس مینے ان لوگون پر احسان کیا اور منت رکھی جیسا کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے بعد
فتح مکہ اہل مکہ پر احسان کیا تھا اور منت رکھی تھی دوسرے یہہ کہ مردون نے ہم پر بغاوت کی تھی ہم انکو قتل کر چکے بچون اور عورتون نے ہمارا کیا کیا تھا جو انکو قید کرتے علاوہ

تم مین سے کون ہے جو عائشہ کو اپنے حصہ مین لینا قبول کرتا خوارج نے اسکو بھی تسلیم کیا پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ تم جو یہہ کہتے ہو کہ مین وصی رسولخدا تھا مینے وصیت کو ضائع کیا - پس آگاہ رہو کہ تم مجھسے پھر گئے اور بغاوت اختیار کی چاہتے ہو کہ حکومت و امارت کو مجھسے سلب کر لو اوصیا پر لازم نہین کہ اپنی طرف لوگون کو دعوت کرین اسلئے کہ حقتعالی انبیا علیہم السلام کو مبعوث کرتا ہے کہ وہ لوگون کو اپنی طرف دعوت کرین اور اوصیا کو چونکہ انبیا علیہم السلام انکی طرف دلالت کرتے ہین خود اپنے نفسون کی طرف دعوت کی حاجت نہین ہیہ اسکے لئے جو خدا اور رسولخدا پر ایمان رکھتا ہے روشن ہے حقتعالی فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی اللہ کا فرض ہے لوگون پر کہ خانہ کعبہ کا حج ادا کرین جو کہ زادراہ پر استطاعت رکھتے ہون پس اگر لوگ حج کو ترک کردین تو خانہ کعبہ کافر ہوگا بلکہ وہ لوگ ترک حج سے خود کافر ہونگے - اسلئے کہ خانہ کعبہ ایک نشان منصوب من اللہ ہے اسیطرح سے مین خدا کی جانب سے ایک علم منصوب ہون چنانچہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا یا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ الْكَعْبَةِ تُؤْتٰى وَلَا تَاْتِیْ کہ اے علی تو میری جانب سے مثل کعبہ کے ہے تیرے پاس لوگون کو آنا چاہئے تجھکو ضرورت نہین کہ کسیکے پاس جاوے **منقول** ہے کہ یہہ بیانات شافی و حجج کافی امیر المومنین کے سنکر لشکر مارقین مین ایک شور بلند ہوا اور چارون طرف سے صدا اَلتَّوْبَةُ اَلتَّوْبَةُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بلند ہوئی حضرت نے علم امان ابوایوب صحابی رسولخدا کے ہاتھ مین دیکر ایک طرف کھڑا کردیا ابوایوب پکار پکار کر کہتے تھے جو کوئی اس نشان کی طرف آئے یا اس مجمع سے علیحدہ ہو جائے امان مین ہے پس آٹھ ہزار مرد خوارج سے اپنے عقیدہ سے تائب ہو کر لوٹ آئے مابقی چار ہزار اپنے انکار پر مصر رہے یہانتک کہ امیر المومنین نے انکو تیغ صاعقہ بار سے فی النار کیا - جندب بن زہیر ازدی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب خارجیون نے علی سے مخالفت کی اور ہم انسے لڑنے کو نہروان کو روانہ ہوئے تو راہ مین ایک مقام پر میرے دل مین شک پیدا ہوا کہ یہہ سب لوگ برادران مسلم مین جو کل ہمارے ساتھ تھے اب ہم انسے جنگ کے لئے جاتے ہین یہہ سوچ کر مینے اپنے گھوڑے کی باگ روکی اور اس پر سے اترا اور ایک جگہہ نیزہ گاڑدیا اور ڈھال رکھکر زرہ اس پر پھیلادی اور مشغول نماز ہوا اور دعا مانگتا تھا کہ پروردگارا اگر اس قوم کے ساتھ جنگ کرنا متضمن تیری رضامندی اور خوشنودی کا ہے تو میرے لئے کوئی علامت اسکی حقیت کی ظاہر کر اور جو تو اس سے ناخوش ہے تو مجھکو محفوظ رکھ ابھی یہہ دعا تمام نہوئی تھی کہ امیر المومنین بغلۂ حضرت رسولخدا پر سوار وہان تشریف لائے اور میرے پاس ہی ایک جگہہ اتر کر پانی وضو کے لئے طلب کیا اور وضو کر کے مشغول نماز ہوئے اتنے مین ایک سوار ہر اول لشکر کا نہروان کی طرف سے آیا اور عرض کی یا امیر المومنین بشارت ہو کہ خوارج نہروان سے عبور کر گئے پھر دوسرا سوار گھوڑا دوڑائے پہنچا اور پہلے کی طرح بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ انہون نے عبور نہین کیا اور نہ کرین گے بلکہ دریا سے اسی طرف مقتول ہونگے اور دس سے زیادہ ہم سے قتل ہونگے اور دس سے زیادہ انمین سے سلامت نہ رہین گے نمین جھوٹ کہتا ہون نہ جھوٹ مجھسے کہا گیا ہے لوگ یہہ سنکر متعجب تھے اور مین دل مین کہتا تھا کہ جو کچھ یہہ کہتے ہین اگر صحیح ہے تو مجھکو اور دلیل کی حاجت نہین اور بروایتے اس نے کہا کہ مین علی کے قریب رہونگا اگر قوم نہر سے گزر گئی ہوگی تو اپنے اس نیزہ کی نوک کو انکی آنکھ مین داخل کرونگا یہہ علم غیب کا دعوے رکھتے ہین اسی اثنا مین ایک اور سوار آیا اور عرض کی یا امیر المومنین خوارج نے ہنوز عبور نہین کیا اور وہ نہر سے اسی طرف پڑے ہوئے ہین پس حضرت نے نماز ظہر کو جماعت سے پڑھکر وہان سے کوچ کیا **راوی** کہتا ہے کہ مینے پکار کر کہا کہ مجھسے پہلے کوئی پل کی طرف نہ جائے پھر گھوڑا دوڑا کر اول مین وہان پہنچا دیکھا تو واقعی خارجیون نے عبور نہین کیا تھا میرے دل مین جو شک تھا زائل ہو گیا اور آٹھ خارجیون کو مینے اپنے ہاتھ سے واصل جہنم کیا - اور بروایتے گھوڑے سے اتر کر حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو آپکے بارہ مین شک ہوا تھا اب توبہ کرتا ہون اس سے آپکے اور حقتعالی کے سامنے میرا قصور معاف کیجئے آپنے فرمایا

روایت جندب بن زہیر ازدی

اللہ تعالیٰ غافر الذنوب ہے، یہہ کہکر انکے لئے استغفار کیا **روضۃ الصفا** مین تحریر ہے کہ جب شاہِ ولایت نے جانا کہ تیغ تیز کے سوا ان گمراہون کا تصفیہ فیصل نہین ہو سکتا آراستگی لشکرِ ظفر پیکر مین مشغول ہوئے میمنۂ سپاہ کو حجر بن عدی بن حاتم طائی کے وجود سے زینت بخشی اور میسرہ پر شیث بن ربعی کو مقرر کیا اور سوارون کا سالار ابو ایوب انصاری کو مقرر فرمایا۔ پیادون کی حکومت ابو قتادہ کو عطا کی۔ اُس طرف سے خوارج مخذول نے بھی اپنی فوجین مرتب کین میمنہ انکا زید بن حصین کے وجود نحس سے ملوث ہوا میسرہ شریح بن ہانی کے اہتمام مین سپرد ہوا حرقوص بن زہیر نے سوارون کی ریاست قبول کی حکومتِ پیادگان پر عبد اللہ بن الکوا تعینات ہوا یہہ روایت روضۃ الصفا کی ہے مگر ابن الکوا کے بارہ مین قول معتبر کہ مفاد اکثر احادیث و روایات کا ہے وہی ہے جو پیشتر مذکور ہوا کہ وہ قبل از وقوع جنگ نہروان مقام حرورا مین اپنے عقائدِ فاسدہ سے تائب ہوکر شاملِ سپاہ ظفر پناہ ہوگیا تھا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **منقول** ہے کہ بعد تسویہ صفوف امیر المومنین نے ارشاد کیا تھا کہ افواج منصورہ سے کوئی جنگ کی طرف پیش قدمی نہ کرے جبتک کہ دشمن کی طرف سے ابتدا نہو راوی کہتا ہے کہ خارجیون نے چند تیر ہماری جانب پھینکے ہم نے یہ خبر امیر المومنین کی خدمت مین عرض کی فرمایا تم ابھی توقف کرو پھر دوسری مرتبہ اُدھر سے تیر آئے دوبارہ عرض حال کرکے اجازت پیکار چاہی پھر اُس بحر علم کان حلم سے وہی جواب ملا جو پہلے ملا تھا۔ یہانتک کہ تیسری بار پھر خارجیون نے تیرون کی بوچھاڑ کی اُسوقت فرمایا اَلْاٰنَ طَابَ لَکُمُ الْقِتَالُ فَاحْمِلُوْا عَلَیْہِمْ اب تمہارے لئے جہاد روا ہے حملہ کرو اس قوم نابکار پر پھر قریبِ صف تشریف لائے اور فرمایا کوئی ایسا ہے کہ یہہ قرآن مجید مجھ سے لے اور اس قوم جفا کار کی طرف جاکر انکو کتاب خدا اور سنت حضرت رسولخدا کی طرف دعوت کرے اور درجہ شہادت پر فائز ہوکر بہشت جاودان اپنے لئے حاصل کرے۔ کسی نے اسکا جواب نہ دیا الّا ایک جوان رعنا قبیلۂ بنی عامر بن صعصعہ سے خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین یہہ خدمت مجھکو دیجئے حضرت کو اسکی جوانی پر رحم آیا فرمایا کہ تو ٹھہر جا اور پھر اسی کلام متین کا اعادہ کیا پھر بھی سوا اُس جوان صالح کے لشکرِ منصور سے کسی کو جرأت نہوئی کہ بقدم قبول پیش آوے حضرت نے قرآن اُس جوان کو دیا اور خارجیون کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ اس مین شک نہین کہ تو مقتول ہوگا جوان حامل القرآن اُس فرقۂ ضالہ کی طرف راہی ہوا اور انکے قریب پہنچکر انکو آواز دی بمجرد سننے آواز کے چارون طرف سے خارجیون نے اُس مظلوم کو گھیر لیا اور تیر اُس بے گناہ پر یہانتک برسائے کہ کثرت تیر و پیکان سے تن نازنین اُسکا مثل جسم سیہ کے ہوگیا تھا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ایک روایت مین ہے کہ آپ نے قبل شروع جنگ خارجیون سے عبد اللہ بن خباب کا ذکر کرکے انکے خون کا اقرار چاہا سب بالاتفاق اقرار کیا کہ ہمنے اُسکو قتل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ فرقہ فرقہ اور گروہ گروہ علٰحدہ ہوکر اسکا اقرار کرین خارجیون نے ایسا ہی کیا۔ اور حسب خواہش اُنحضرت کے فرقہ فرقہ نے علٰحدہ اسکا اقرار کیا اور کہا کہ ہم تم کو بھی اسیطرح قتل کرین گے جسطرح کہ اُسے کیا تھا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر تمام عالم اسطرح اُس مظلوم کے قتل کا اقرار کرے اور مجھکو اُنسے لڑنے کی قدرت ہو تو البتہ سب سے جنگ کرون یہہ کہکر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حملہ کرو اس قوم جفا کار پر کسلئے کہ مین اول ہون حملہ کرنے والون سے اور ذوالفقار کھینچکر تین مرتبہ اُن پر عظیم حملے کئے ہر مرتبہ تلوارین مارتے تھے یہانتک کہ تیغ کثرت ضربات سے ٹیڑھی ہو جاتی۔ تو حضرت معرکۂ جنگ سے علٰحدہ ہوتے اور اپنے گھٹنون سے اسکو سیدھا کرتے اور پھر حملہ آور ہوتے یہانتک کہ انکو نیست و نابود کر دیا کہتے ہین کہ گروہ مخذول سے سب سے اوّل جس نے معرکۂ جنگ مین قدم بڑھایا وہ اخنس بن عزیز طائی تھا عجب حالت ہے کہ یہہ شخص معرکۂ صفین مین جان نثارانِ خاص جناب مرتضوی مین داخل تھا اور بہت سے کارہائے نمایان اُسکے ہاتھ سے وہان ظاہر ہوئے کتنے ہی مخالفین اُسکی تیغ تیز سے بیجان ہوئے اب سب سے پہلے اُس نے سفر جہنم کے لئے اپنی کمر کو چست باندھا اور صفین چیر کر دونو لشکرون کے درمیان آیا اور دلیرانہ کھڑے ہوکر چند شعر متضمن اپنے مناقب و مفاخر کے پڑھے پھر مثل شیر دلاور لشکر منصور پر حملہ آور ہوکر صفوف کو برہم کرتا ہوا دوسری جانب لشکر کے

قتل عبد اللہ بن وہب راسبی

نکل گیا۔ حضرت اسد اللہ الغالب علیؑ بن ابی طالب نے جب یہہ جرأت اُس بیحیا کی مشاہدہ کی تو بنفسِ نفیس اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور بیک ضربِ ذوالفقار اُسکو بارہ سبکدوش فرمایا اور روضۃ الصفا مین جو لکھا ہے کہ اول مرتبہ وہ ضربتِ حیدری کے صدمہ سے زمین پر گر پھر سنبھل کر سوار ہوا اور حضرت کے مقابل ہو کر چاہتا تھا کہ وار کرے حضرت نے پیشدستی کر کے اُس پر دوسری ضربت لگائی اُس سے اُسکا کام تمام ہوا بیہ ظاہرا صحیح نہین معلوم ہوتا کسلئے کہ مشہور ہے کہ منجملہ معجزات جناب مرتضوی کے ایک یہہ بھی معجزہ تھا کہ جب آپ ایکبار وار کرتے تھے احتیاج دوسرے کی وہان باقی نرہتی تھی چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شروع شرح نہج البلاغت مین لکھا ہے وَلَا بَارَزَ اَحَدًا اِلَّا قَتَلَہٗ وَلَا ضَرَبَ ضَرْبَۃً قَطُّ فَاحْتَاجَتِ الْاُوْلٰی اِلَی الثَّانِیَۃِ کہ لڑائی مین آپ کیسکے مقابل نہین ہوئے مگر یہہ کہ اُسے قتل کیا اور کبھی کوئی ضربت نہین لگائی کہ دوبارہ لگانے کی حاجت رہی ہو۔ **بعد** اُسکے حرقوص بن زہیر تمیمی معروف بہ ذی الثدیہ نے قصد ستیز کیا اور گھوڑا اُٹھا کر مقابل شیر خدا ہوا جو ہین چاہتا تھا کہ اُس جناب پر ہاتھ بڑہائے کہ یکہ تاز میدان ہل اتی نے پیشدستی کر کے ایک تلوار ایسی اُسکے سر نحس پر لگائی کہ سر شگافتہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور لگام اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گھوڑا اُسے لیکر بھاگتا تھا یہانتک کہ میدان سے دور کنارہ نہروان پر ایک خراب گڑھے مین ڈالدیا جہان سے وہ سیدھا جہنم کو پہنچ گیا پھر مالک بن الوضاح ذی الثدیہ کا چچا زاد بھائی امیر المومنینؑ کے سامنے آیا اور بضرب ید اللّٰہی جان عزیز مالک جہنم کے سپرد کی جب عبد اللہ بن وہب راسبی نے کہ خمیرمایہ فتنہ و فساد اور راس رئیس قوم بیداد کا تھا صورت حال کو مشاہدہ کیا تو روز روشن اُسکی آنکھون کے آگے تیرہ و تار ہو گیا اور دنیا تاریک معلوم ہونے لگی صف سے باہر آکر پکارا کہ یا ابن ابیطالب کب تک دست تعدی دراز کر کے بندگان خدا کو ہیجان کرے گا اب میرے ساتھ جنگ کر کہ حملہ مردان اور دست بُردِ گُردان کو ملاحظہ کرے قسم بخدا کہ مین اس معرکہ سے قدم باہر نہ رکھونگا جبتک کہ تجھکو قتل نہ کرون یا خود جام شہادت نوش کرون اور یہہ اشعار بطور رجز زبان نحس پر جاری کیے ۔ اَنَا ابْنُ وَهَبٍ الرَّاسِبِيِّ الشَّارِيْ ۞ اَضْرِبُ فِي الْقَوْمِ لِاَخْذِ الثَّارِ ۞ حَتّٰی تَزُوْلَ دَوْلَۃُ الْاَشْرَارِ ۞ وَتَرْجِعُ الْحَقُّ اِلَی الْاَخْیَارِ ۞ مین ہون فرزند وہب راسبی کہ خرید لے مینے دین کو دنیا بیچ کر۔ مین قوم مخالف مین تلوارین مارونگا عوض خون لینے کے لئے یہانتک کہ اشرار کی سلطنت زائل ہو جائے اور حق نیکون کی طرف رجوع کرے یہہ کلام اُس نافرجام کا سنکر امیر المومنینؑ متبسم ہوئے اور فرمایا ہلاک کرے اُس کو خدا یہہ مرد کسقدر بیحیا ہے حالانکہ مجھکو خوب پہچانتا ہے کہ ابتداے سن شعور سے تیغ و سنان سے اُلفت رکھتا ہون پھر مجھکو اپنی مبارزت کے لئے طلب کرتا ہے مگر اپنی زندگی سے سیر ہو گیا ہے اور جان شیرین سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے یہ کہکر اُس نابکار کو قتل کیا ابن وہب کے قتل ہوتے ہی سپاہ منصور چارون طرف سے ٹوٹ پڑی اور تھوڑی دیر مین خارجیون کا قضیہ فیصل ہو گیا راوی کہتا ہے کہ صبح کو لڑائی شروع ہوئی تھی اور ابھی دوپہر پوری نہ ہوئی تھی کہ مہم خوارج سے فراغت حاصل ہو گئی اور بہت کچھ مال غنیمت لشکر نصرت اثر کے ہاتھ لگا چار ہزار خارجی جو معرکہ کارزار مین موجود تھے سب کے سب طعمہ تیغ بیدریغ ہوئے اِلّا نو آدمی اُن مین سے کہ جان بچا کر بھاگ نکلے اور جسکو جس طرف راہ ملی چلا گیا۔ چنانچہ دو نے اُن سے خطہ خراسان کو ملوث کیا اور سیستان وغیرہ مین اُنکی نسل پھیلی اور دو عمان مین جا کر سکونت پذیر ہوئے اور وہان اُنکی اولاد باقی رہی اور دو یمن مین پہنچے اور وہان اُنکی اولاد اباضیہ کے نام سے مشہور ہوئی اور دو جزیرۃ العرب مین کنارہ فرات پر جا کر مقیم ہوئے اور باقی ایک تل مورد تک اور لشکر امیر المومنینؑ سے صرف نو شخصون نے جام شہادت نوش کیا اسامی اُنکے یہہ ہین۔ رُویبہ بن وبر بجلی رفاعہ بن وائل ارجبی فیاض بن خلیل ازدی کیسوم بن سلمہ جہنی حبیب بن عاصم ازدی اور چار اور شخص اور یہہ امر معجزات متواترات اُس جناب سے ہے کسلئے کہ بروایت مخالف و مؤالف قبل وقوع معرکہ زبان معجز بیان سے

لفظ شاری کے لغوی معنی خرید کرنے والے کے ہین مشتق شراے جو تقابلہ بیع کے ہے لیکن خارجیون نے یہکو اپنا لقب قرار دیا تھا اسلئے کہ اُنھون نے اپنے زعم فاسد مین دنیا کو بیچ کر دین کو خرید کیا تھا اور ان جہد سے جدا ہو کر اپنے آپکو جنت کے لئے خرید ا تھا جمع اسکی شُراۃ آتی ہے جیسے قاضی کی جمع قضاۃ ۱۲ منہ عفی عنہ عمان کسبان شہریست بشام ۱۲ منتہی الارب

گزرا تھا نقتلھم ولا یقتل منا عشرۃ ولا تسلم منھم عشرۃ کہ بتایید الٰہی ہم انکو قتل کرینگے اور ہم سے دس نفر مقتول نہونگے اور انکے دس آدمی
زندہ نہ بچین گے۔ سنی و شیعہ نے اپنی اپنی کتابون مین متعدد طریقون سے روایت کی ہے کہ جب خوارج مخذول بالکل نیست و نابود ہو چکے اور سوائے ان چند نفر مذکور کے
جو فرار ہوئے کوئی متنفس ان مین باقی نہ رہا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ چند آدمی جائین اور جماعت کشتگان مین مرد مخدج یعنی کوتاہ دست کو کہ اسکی چھاتی پر کچھ گوشت زائد
مثل پستان عورت کے ہے تلاش کرین لوگ حسب الارشاد ڈھونڈنے لگے ہر چند تمام لاشون کو لوٹ پوٹ کر دیکھا مگر کوئی آدمی اس وصف صورت کا نظر نہ آیا آپنے فرمایا
نہ مین جھوٹ کہتا ہون نہ مجھسے جھوٹ کہا گیا ہے دراز گوش حضرت رسولخدا کو میرے لئے حاضر کرو پس حضرت اس پر سوار ہوئے اور لوگ حضرت کے ہمراہ تھے ایک ایک
لاش کو اٹھواتے اور ملاحظہ کرتے یہانتک کہ چالیس لاشون کے تلے سے اسکو نکالا اور بروایتے آپنے فرمایا کہ بغلۂ رسولخدا میرے لئے لاؤ کہ وہ خود مجھکو ذی الثدیہ تک پہنچا دیگا
پس اس پر سوار ہو کر اسکی لاش تک پہنچ گئے۔ اور زید بن رویم کہتا ہے کہ بروز نہروان امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج چار ہزار خوارج کہ منجملہ انکے ذی الثدیہ ہے
مقتول ہونگے۔ جب مہم خوارج فیصل ہو چکی اور آپ لاش ذی الثدیہ کی تلاش کے لئے سوار ہوئے تو مین بھی حضرت کے ہمراہ تھا فرمایا کہ چار ہزار گھاس کے تنکے ہم پہنچا من
گھاس کے تنکے کاٹ لایا اور حسب الحکم ہر لاش پر ایک تنکا رکھتا تھا اور حضرت میرے پیچھے اور تمام مجمع اصحاب آپ کے ہمراہ چلا آتا تھا یہانتک کہ میرے ہاتھ مین صرف
ایک تنکا باقی رہ گیا مینے حضرت کی طرف نگاہ کی تو آثار تغیر چہرۂ مبارک سے نمایان تھے فرمایا ماکذبت ولا کذبت نہ مین جھوٹ بولتا ہون نہ جھوٹے سے مینے سنا ہے
اتنے مین ایک خراب گڑھے پر ہمارا گزر ہوا جسمین کہ پانی بھرا ہوا تھا حضرت نے فرمایا کہ اسکے اندر تلاش کر مینے اس مین اتر کر دیکھا تو ایک لاش مجھے وہان محسوس ہوئی
ہاتھ جو ڈالا تو ایک پیر اسکا میرے ہاتھ مین آیا باہر نکالکر پکارا کہ یہ آدمی کا پیر ہے حضرت یہ دیکھ کر جلد خچر سے اترے اور دوسرا پیر پکڑ کر ہم دونو نے کھینچکر تابت لاش کو باہر نکالا
دیکھا تو وہی لاش مخدج لعین کی تھی امیر المومنین علیہ السلام نے مسرور ہو کر بآواز بلند تکبیر کہی اور لوگون نے بھی جو حضرت کے ہمراہ تھے تکبیر کہی۔ راوی کہتا ہے کہ گویا میرے
سامنے ہے کہ وہ ایک مرد سیاہ رنگ بدبو ہے اسکے صدر مین ایک پارۂ گوشت زائد موجود ہے اگر اسے کھینچتے ہین تو مثل ہاتھ کے دراز ہو جاتا ہے اگر چھوڑ دیتے ہین تو سمٹ کر صاف
ندے یعنی پستان عورت کی شکل معلوم ہوتا ہے اور اسکے سرے پر چند بال سخت ہین جیسے کہ بلی کے مونہہ پر ہوتے ہین خلاصہ یہ کہ جس وقت ذی الثدیہ کی لاش ملی تو تمام لشکر اور
امیر المومنین کو کمال مسرت ہوئی اس پارۂ گوشت زائد کو کاٹ کر ایک نیزہ پر نصب کیا اور حضرت باواز بلند فرماتے تھے صدق اللہ تعالیٰ و بلغ رسولہ کہ حقتعالےٰ نے
راست فرمایا اور اسکے رسول نے درست پہنچایا۔ اور اس کلمہ کا تکرار کرتے تھے اور اصحاب بھی آپ کے ساتھ کہتے تھے حتےٰ کہ عصر کے وقت سے مغرب کا وقت آگیا + **نقل**

کلام بلاغت نظام نہج البلاغت مین ہے کہ بروز نہروان ہنگام مرور بر کشتگان خوارج امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بوسا لکم لقد ضرکم من غرکم
تمہارا برا ہو ضرر پہنچایا تمہین جس نے کہ انکو بہکایا۔ لوگون نے عرض کی یا امیر المومنین کسنے انکو بہکایا۔ فرمایا الشیطان المضل والانفس الامارۃ بالسوء و فسحت
لھم فی المعاصی و وعدلھم الاظھار فاقحمتھم النار شیطان گمراہ کنندہ نے اور انکے نفسون نے جو ہمیشہ انکو برائی کی طرف حکم کرتے ہین اور بہکایا انکو ساتھ امیدہائے
دور و دراز کے اور وسعت دی باب گناہان کو ان پر اور وعدہ کیا فتح اور مددگاری کا پس داخل کیا انکو عذاب جہنم مین۔ اور نیز نہج البلاغۃ مین ہے کہ جب خارجی قتل
ہو چکے تو کسینے عرض کی یا امیر المومنین یہ قوم تمام ہلاک ہو گئی فرمایا کلا واللہ انھم نطف فی اصلاب الرجال و قرارات النساء کلما نجم منھم قرن قطع حتیٰ یکون
اخرھم لصوصا سلابین ہرگز نہین قسم بخدا وہ مردون کے پشتون اور عورتون کے رحمون مین موجود ہین جب کوئی گروہ انکے اٹھے گا قتل کیا جائیگا تا اینکہ آخرین
وہ چور اچکے رہ جائینگے روایت ہے کہ خارجیون سے کچھ لوگ اس لڑائی مین حاضر نہین ہوئے اور امیر المومنین نے ان پر دست قدرت نہین پایا اور نو شخص ان سے جان

بچ نکلے یہہ سب دور دراز ملکون مین جاکر آباد ہوئے اُن ملکون اور شہرون مین اُنکے بدعتین ظاہر ہوئین اور قریب بیس فرقہ کے اُنکے ہوگئے چنانچہ بڑے بڑے فرقے اُنکے یہہ چند فرقے ہین **ازارقہ** نافع بن ازرق کے اصحاب وہ سب سے بڑا فرقہ تھا اُنھون نے عبداللہ زبیر کے زمانہ مین اہواز اور کچھ حصہ فارس اور کرمان کا تسخیر کرلیا تھا **نجدات** جنکا رئیس نجدہ بن عامر حنفی تھا **بیہسیہ** ابوبیہس ہیصم بن جابر کے اصحاب تھے جو حجاز مین تھا اور ولید کے زمانہ مین قتل ہوا **عجاردہ** عبدالکریم بن عجرد کا گروہ تھا **اباضیہ** عبداللہ بن اباض کے اصحاب جو مروان بن محمد کے زمانہ مین مارا گیا **ثعالبہ** ثعلبہ بن عامر کے اصحاب ہر ایک فرقہ کے تحت مین جسقدر فرق ہوے اور اُنکے رئیس کون کون تھے کس کس نے اُنکو قتل کیا یہہ سب حالات کتب مبسوطہ تاریخ مین مذکور ہین۔ زیادہ تر جنکے ساتھ اس فرقہ خوارج کے جنگ و جدال رہے وہ مہلب بن ابی صفرہ اور اُنکی اولاد تھی جو اُنیس برس تک اُنکے لڑتے رہے آخر حجاج کے زمانہ مین اُنکا خاتمہ کیا۔ انجام کار جب یہہ لوگ بہت ہی تباہ اور خستہ ہوگئے تو اطرافِ اصفہان و اہواز و نواحِ عراق مین چوری اور قزاقی سے بسر اوقات کرتے تھے جیسا کہ امیر المومنین نے اُنکے حال سے خبر دی تھی۔ نیز نہج البلاغہ مین ہے کہ حضرت نے فرمایا لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِیْ فَلَیْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَاَخْطَاہُ کَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَاَدْرَکَہٗ خلاصہ ترجمہ یہہ کہ میرے بعد خارجیون کو قتل نہ کرو کسلئے کہ جو طلب حق کرے اور اُس مین اُس سے خطا واقع ہو وہ اُسکی مانند نہین جو باطل کو طلب کرے اور اسکو پالیوے مُراد اس سے معاویہ اور اُسکے اصحاب ہین کیونکہ وہ بغیر کسی شک و شبہ کے آنحضرت کی امامت سے انکار کرتے تھے بخلاف خارجیون کے اور نیز معاویہ اور اُسکے اصحاب کی طرح وہ فاسق و فاجر بھی نہ تھے بلکہ بیشتر اُنکے عابد زاہد اور احکام شرعیہ کے ظاہراً پابند تھے **مجلسی** علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ شاید مراد اس حکم سے کہ خوارج کو قتل نہ کرو معاویہ کے زمانہ تک کی ممانعت ہو کسلئے کہ اوّل اُس پر جہاد کرنا ضروری تھا کہ وہ ملعون سب کرتا تھا آنحضرت کی اور جمعہ و عیدین کو سر منبر حضرت سے بیزاری چاہتا تھا **حکایت ذُو درایہ** بحار مین نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین نے نہروان مین نزول کیا تو جمیل بن بصبہری کاتب نوشیروان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ ہنوز زندہ و سلامت ہے کہا تا بینا ہے حضرت نے اُسکو بُلوایا حاضر ہوا تو دیکھا کہ اُسکے ہوش و حواس بجز بینائی کے سب درست ہین اور وہ ذہن صافی و طبع کامل رکھتا ہے پوچھا اے جمیل تیرے نزدیک انسان کو کیسا ہونا چاہئے اُس نے کہا کہ لازم ہے کہ دوست کم اور دشمن بہت رکھتا ہو فرمایا تو نے عجیب بات کہی لوگ اسکے برخلاف کثرت احباب کو دوست رکھتے ہین کہا اُنکا گمان غلط ہے جب بہت سے دوست کسی کام مین سعی کرتے ہین وہ کام خراب ہوجاتا ہے مثال اسکی کشتی ہے کہ ملاحون کی کثرت سے غرق ہوجاتی ہے حضرت نے فرمایا کہ خیر تو نے اسکا تجربہ کیا ہو گا تجھے صواب معلوم ہوا ہو گا لیکن دشمنون کی کثرت سے کیا فائدہ ہے یہہ تو بیان کر کہا یہہ اسلئے کہ جب دشمن بکثرت ہوتے ہین تو آدمی خبردار ہوشیار رہتا ہے بات کہتا ہے تو خوب سوچ سمجھکر کام کرتا ہے تو بکمال احتیاط کہ مبادا کوئی گرفت و مواخذہ کرے پس اس سبب سے ہمیشہ خطاؤن اور لغزشون سے محفوظ رہتا ہے حضرت امیر المومنین نے اُسکی بات کو پسند فرمایا **نقل لطیف** کتاب ارشاد القلوب مین مروی ہے کہ ایک رات امیر المومنین مسجد کوفہ سے نکلکر دولت سرا کیطرف جاتے تھے اور کمیل بن زیاد کہ شیعیانِ ابرار و محبانِ جان نثار بارگاہ حیدر کرار سے تھے اُسوقت آپ کے ہمراہ تھے اثنائے راہ مین ایک مکان کے دروازہ سے حضرت کا گزر ہوا کہ ایک شخص اُس مین بآوازِ حزین و دردناک قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا اور اُسوقت یہہ آیہ شریفہ اُسکی زبان پر تھی اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ **ترجمہ** یا وہ شخص کہ دعا مانگتا ہے تمام رات سجدہ کرتے ہوئے اور خوف رکھتا ہے آخرت سے اور اُمید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی کہہ تو دے محمد آیا برابر

اہواز بلاد مشہورہ مین نواح بصرہ مین کہتے ہین کہ اہواز سات شہر مین کہ ہر شہر کا اُنکے علٰحدہ نام مشہور ہے ۱۲ مجمع البحرین

ہوتے ہین اہلِ علم اور وہ لوگ جو نہین جانتے - اس بات کو یاد نہین کرتے مگر صاحبانِ عقل - کمیل کو اُسکی حالت بہت خوب معلوم ہوئی اور بغیر اسکے کہ زبان سے کچھ کہے دل ہی دل مین اُسے بہت پسند کیا امیر المومنین نے کمیل کی طرف مڑکر فرمایا کہ کمیل مجھکو اس شخص کا پڑھنا پسند نہ آوے تحقیق کہ یہہ مرد اہلِ جہنم سے ہے کمیل حضرت امیر المومنین کے اس انکشاف سے اور اُس شخص کی نسبت دخولِ جہنم کی شہادت سے حیران تھے اسلئے کہ حالتِ ظاہری اُسکی بالکل منافی اس گواہی کے تھی بعد ازان مدت دراز گزر گئی تا اینکہ قضیہ خوارج پیش آیا اور امیر المومنین نے ان اشقیا سے جنگ کرکے اُنکو قتل کیا اُسوقت آپ ایک مقام پر کھڑے تھے اور شمشیر خون چکان جس سے اُنکا خون ٹپکتا تھا آپکے ہاتھ مین تھی - اور کمیل بھی سامنے ایستادہ تھے حضرت نے سر تلوار کو ایک سر پر اُن سرون سے رکھکر فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاۤءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۤئِمًا الخ یعنی اے کمیل یہہ وہی شخص ہے جو اُس رات اس آیۂ شریفہ کی تلاوت کرتا تھا اور تجھکو اُسکا پڑھنا بہت پسند آیا تھا - کمیل نے پائے مبارک امام کو بوسہ دیا اور استغفار کی **مجلسی** علیہ الرحمہ کتاب زاد المعاد مین بیانِ فضائل نوروز مین لکھتے ہین اور اسی روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام خوارج نہروان کے ساتھ جنگ کرکے اُن پر مظفر و منصور ہوئے اور سر گروہ اُنکا معروف بذی الثدیہ اسی روز مقتول ہوا اور بحار مین مناقب بن شہر آشوب سے نقل کرتے ہین کہ یہہ واقعہ ۹ صفر المظفر ۳۸ سنہ ہجری مین واقع ہوا **ذکر بعضے از معجزاتِ آن سرور کہ در وقتِ مراجعت در راہ کوفہ ظاہر شدہ** شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام جنگِ نہروان سے واپس تشریف لاتے تھے تو اُنکا گزر زمین بُورا پر ہوا فرمایا تحقیق کہ یہہ ارض بُورا ہے یہان سے گزر جاؤ کہ اس سے علیحدہ ہو جائین کسلئے کہ درکنا اس مین اور دہنس جانا اقرب ہے بہ نسبت درانے میخ کے نخالہ یعنی بھوسی مین پھر آگے بڑھکر ایک مقام پر دریافت کیا کہ اس زمین کو کیا کہتے ہین اصحاب نے عرض کی کہ ارض نحرا کہتے ہین فرمایا زمین شور ہے اس سے دہنی جانب کو ہو جاؤ جب دہنی جانب کچھ دور چلے تو ایک راہب سے ایک صومعہ مین ملاقات ہوئی امیر المومنین نے فرمایا اے راہب مین یہان پر نزول کرون اُس نے کہا مع لشکر یہان نزول نہ کرنا کسلئے کہ ہماری کتابون مین لکھا ہے کہ مع لشکر اس زمین پر نہین اُتر سکتا مگر نبی یا وصیِ نبی کہ راہ خدا مین جہاد کرے حضرت نے فرمایا اے راہب مین وصی سید الانبیا ہون اور بہتر ہون اوصیا سے راہب نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ تم اصلع[1] قریش ہو وصی محمد مصطفےٰ ہو فرمایا ہان مین وہی ہون یہہ سنکر راہب اپنے عبادت خانہ سے نیچے اُترا اور عرض کی مجھکو شرائع اسلام تلقین کیجیے کہ مین تمہارے اوصاف انجیل مین پاتا ہون اور آپ ارض براثا خانۂ مریم اور ارض عیسےٰ پر وارد ہونگے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا خاموش رہ اور مجھکو کسی بات کی خبر نہ دے پھر ایک مقام پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اس جگہہ کو کھودو پھر پائے مبارک اُس جگہہ مارا تو ایک چشمۂ آب جوش مارنے لگا فرمایا یہہ وہی چشمہ ہے کہ حضرت مریم مادر عیسےٰ کے لئے نکلا تھا پھر فرمایا کہ اس سے سات ہاتھ پر زمین کو کھودو جب وہان کھودا تو ایک سفید پتھر اُس جگہہ سے برآمد ہوا فرمایا کہ یہہ وہی مقام ہے کہ جہان حضرت مریم نے حضرت عیسےٰ کو اپنے شانہ سے اُتارا تھا اور نماز ادا کی تھی پس امیر المومنین نے اُس جگہہ پتھر نصب کیا اور اُس پر نماز پڑھی اور چار روز تک وہان قیام فرمایا اور نماز کو تمام پڑھتے تھے اور اہل حرم کو وہان سے خیمہ مین علیحدہ ایک آواز کی دوری پر اُتارا اور فرمایا کہ یہہ زمین براثا مکانِ مریم ہے یہی موضعِ مقدس ہے جہان انبیا نے نماز پڑھی تھی حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ ہمکو معلوم ہے کہ اُس مقام پر قبلِ عیسےٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی ہے - اور بحار الانوار مین جویریہ بن مسہر سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ جب ہم نے بعد معرکۂ نہروان امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مراجعت کی اثنائے راہ مین ہمارا گزر زمین بابل پر ہوا نماز عصر کا

[1] اصلع موئے رفتگی پیش سر اصلع مرد بے موئے پیش سر ۱۲

وقت قریب آگیا تھا امیر المومنین علیہ السلام سواری سے اُترے اور سب لوگ آپکے ہمراہ اُترے فرمایا ایہا الناس یہہ ارض ملعونہ ہے تین مرتبہ عذاب الٰہی اس پر نازل ہو چکا ہے اور وہ بھی مؤتفکات سے ہے اور اول مقام ہے جسپر بُت پرستی واقع ہوئی حلال نہین نبی اور نہ وصی نبی کو کہ اس جگہہ نماز پڑھے پھر حکم دیا کہ لوگ راہ سے دہنی بائین جانب ہٹکر اُترین پس اُترکر مشغول نماز ہوئے لیکن امیر المومنین بغلہ رسولخدا پر سوار ہوکر ایک سمت کو روانہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ مینے کہا قسم بخدا کہ مین انکے ساتھ جاؤنگا اور آج نماز آنحضرت کے ساتھ پڑھونگا یہہ کہکر ساتھ ہو لیا اور ہم چلے جاتے تھے حتے کہ سورا کے پل سے بھی نہ گزرے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ مین اپنے دلمین حضرت کو بُرا کہنے لگا یا اسکا ارادہ ہی تھا کہ آپ پشت موڑکر میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا جویریہ ہے مینے عرض کی نعم یا امیر المومنین پس ایک مقام پر اُترے اور وضو کر کے ایستادہ ہوئے اور کچھ تکلم کیا کہ میرا گمان یہہ ہے کہ عبرانی زبان مین تھا پھر پکار کر فرمایا اَلصَّلوٰۃ قسم بخدا کہ مینے دیکھا کہ آفتاب دو پہاڑون کے درمیان سے ظاہر ہوا اور نکلتے وقت ایک آواز سخت اس سے سُنی جاتی تھی پس امیر المومنین نے نماز عصر ٹھیک اُسکے وقت مین پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے پھر اُسیطرح سے رات ہو گئی جیسے کہ پہلے تھی اُسوقت حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جویریہ حقتعالیٰ فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ تسبیح کر اپنے رب کی ساتھ انکے بزرگ نام کے۔ پس مینے انکے عظیم اور بزرگ نام کے ساتھ اُس سے التجا کی آفتاب میرے لئے لوٹ آیا

ذکر وقائع دیگر کہ علاوہ جنگ نہروان درمیان امیر مومنان و فرقہ طاغیہ مارقان روداوند

منجملہ اُن خارجیون کے جنہون نے سوائے شرکار نہروان امیر المومنین علیہ السلام پر خروج کیا اور تیغ سیاست حضرت ید اللّٰہی سے واصل جہنم ہوئے ایک خریت بن راشد لعین بھی ہے ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین کتاب غارات ابراہیم بن ہلال ثقفی سے اُسکا مفصل حال نقل کیا ہے اور آخوند مجلسی رح نے خلاصہ اُسکا بحار الانوار مین درج کیا ہے یہہ حقیر حاصل ترجمہ اُسکا ذیل مین لکھتا ہے۔ مخفی نرہے کہ خریت مذکور قبیلہ بنی ناجیہ سے ہے[۱] جنہون نے بعد جنگ جمل و فتح بصرہ امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت نہین کی تھی حالانکہ تمام اہل بصرہ اُسوقت بیعت جناب مرتضوی مین داخل ہو گئے تھے۔ مگر خود خریت بن راشد داخل بیعت بلکہ معرکہ صفین مین شامل لشکر ظفر پیکر تھا بعد بوقت تحکیم حکمین اور خوارج کے ساتھ لَاحُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کہکر خارجی ہو گیا جب امیر المومنین علیہ السلام کوفہ مین تشریف لائے تو تیس شخصون کے ساتھ حضرت کی خدمت مین آیا اور کہا قسم بخدا کہ مین تمہاری اطاعت نہ کرونگا اور نہ تمہارے ساتھ نماز پڑھونگا اور کل تم سے جدا ہو جاؤنگا۔ حضرت نے فرمایا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ تیری ماں تیرے ماتم مین بیٹھے اگر تو ایسا کریگا تو اپنے عہد و پیمان کا توڑنے والا اور اپنے پروردگار کا عاصی ٹھیرے گا۔ اور اسکا ضرر نہین ہے مگر تیرے واسطے بارے یہہ تو بتلا کہ اس تمرد اور سرکشی کا سبب کیا ہے۔ کہا تمنے کتاب خدا مین حکم مقرر کئے اور جب وقت قریب آیا کہ ہماری کوششین مثمر ہون تو طلب حق مین ضعیفی دکھائی اور اہل ظلم کی طرف مائل ہو گئے۔ پس ہم تمپر رد کرنے والے ہین اور اُن پر معترض اور فریقین سے برات اور بیزاری ڈھونڈتے ہین امیر المومنین نے جب یہ باتین اُس بے حیا سے سُنین فرمایا وائے ہو تجھ پر تو کسی وقت میرے پاس آئیو کہ تیرے ساتھ بموجب سنت حضرت ہو تلم مباحثہ و مناظرہ کرون اور حقانی باتون کو جنسے مین تیری نسبت زیادہ تر واقف ہون تجھ پر واضح کرون شاید کہ جن باتون کا تو اب منکر ہے اقرار کرنے لگے اور جو پردہ جہالت تیری بصر بصیرت پر پڑا ہے دور ہو جائے خریت نے کہا تو مین کل صبح تمہارے پاس آؤنگا آپنے فرمایا ضرور آنا ایسا نہو کہ شیطان تجھکو دھوکہ دیکر رائے فاسد اختیار کرائے اور چند جہلا بے علم تجھے گمراہ کرین بخدا قسم کہ اگر تو مجھ سے رشد و نصیحت کا طلبگار ہوگا اور میرے قول پر کاربند ہوگا تو مین تجھکو طریق مستقیم کی طرف ہدایت کرونگا۔ خریت یہ باتین

---

[۱] جب بعد فتح بصرہ عامل امیر المومنین فوج لیکر وہان پر گیا تو انکے تین فرقے ہو گئے ایک نے کہا ہم نصاریٰ تھے مسلمان ہو گئے اور بکے ساتھ فتنہ و فساد مین شامل ہو گئے اب جسطرح سبنے بیعت کی ہم بھی کرتے ہین اور وہ راہ راست پر رہے۔ فرقہ دوم نے کہا ہم نصاریٰ تھے ہمکو یہہ لوگ بزور اپنے ہمراہ لیگئے تھے اب انہون نے شکست پائی ہم بدستور جزیہ دینے کو تیار ہین تیسرے گروہ نے کہا ہم نصاریٰ سے مسلمان ہو گئے ہین مگر ہمکو اسلام پسند نہین اسلئے نصاریٰ ہین ہم سے بھی جزیہ لو۔ عامل نے کہا تم توبہ کرو انہون نے انکار کیا تو انکے ساتھ جنگ کرکے انکو شکست دی اور انکے زن و اطفال کو قید کرلیا۔ کذا فی الشرح

سنکر وہان سے نکلا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا عبداللہ بن قعین راوی اس روایت کا کہتا ہے کہ مین بھی اُسکے پیچھے چلا کہ اپنے طور پر کچھ اُسے سمجھاؤن اور نیز اُسکا
حال معلوم کرون جب وہان پہنچا تو دیکھا کہ حریث اپنے اصحاب کے پاس گیا اور اُنسے کہا کہ میری رائے یہہ ہے کہ اس مرد یعنی امیر المومنین سے مفارقت کرون۔ ہر چند اسوقت
مین اُس سے وعدہ کر آیا ہون کہ صبح کو وہان جاکر جو کچھ وہ کہے سنون مگر میرا پختہ ارادہ ہے کہ اُس سے بالکل نہ ملون اور کسی طرف کو چلا جاؤن اُنمین سے اکثرون نے کہا
ایسا نہ کر بلکہ اول صبح کو اُنکے پاس جاکر گفتگو کر اُنکی باتین غور سے سُن اگر خیال مین آوین قبول کر نہین علیحدگی اور مفارقت سے تجھے کوئی چیز مانع نہین حریث نے کہا
یہہ درست ہے راوی کہتا ہے کہ اِسکے بعد مین اپنے دوست مدرک بن ریان ناجی حریث کے چچازاد بھائی سے ملا اور یہہ شخص بزرگان عرب تھا اور اُس سے کہا کہ
مجھ پر تیرے حقوق ہین اوّل تو یہہ کہ تو میرا دوست ہے اداے حق دوستی لازم دوسرے تو محسن اور مین تیرا ممنون احسان ہون تیسرے ہر مسلمان کو چاہئے کہ دوسرے مسلمان
کی نسبت جو کلمۃ الخیر رکہتا ہو پوشیدہ نہ کرے۔ اپنے چچازاد بھائی حریث کا تو نے حال سُنا پس چاہئے کہ اس رائے فاسد سے تو اسکو باز رکھے اور جتا دے کہ یہہ امر عظیم ہے
اسکو حقیر نہ سمجھے اگر امیر المومنین علیہ السلام سے مفارقت کی تو مجھکو خوف ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور تمام اپنے کنبہ قبیلہ کو ہلاکت مین ڈالیگا مدرک نے کہا کہ حقتعالی تجھے جزاے
خیر دے تو نے دوستی کا حق بخوبی ادا کیا بے شک اگر وہ ایسا کرے تو اپنے ہلاکت کے آپ درپے ہے مین اسکو حتی المقدور فہمائش کرونگا اگر نہ مانے گا تو مین اُس سے جدا
ہوجاؤنگا۔ ابن قعین کہتا ہے کہ یہہ باتین کرکے مین اپنے گھر آیا اور جب صبح ہوئی اور دن چڑہا تو امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر ماجراے گذشتہ من و عن حضرت کے
سامنے بیان کیا۔ آپنے فرمایا جانے دے اُسکو اگر قبول حق کرکے اس عقیدے سے تائب ہونا چاہے گا تو ہم اُسکو سمجھائینگے اور اسکے عذر قبول کرینگے۔ مینے عرض
کی یا امیر المومنین اسوقت اُسکو گرفتار کرکے کیون مطمئن نہین ہوجاتے۔ فرمایا اگر ہم ہر متہم سے ایسا سلوک کرین تو قیدخانہ ایسے اشخاص سے پر ہوجائین مین مناسب
نہین دیکھتا کہ جبتک لوگ یکبیک مجھسے مخالفت کا اظہار نہ کرین تب تک اُنکی گرفتاری پر مبادرت کرون اور اُنکو عذاب دون۔ پھر مجھکو نزدیک بلاکر آہستہ سے
فرمایا کہ اُس کے گھر پر جا اور حال دریافت کر مین حریث کے مکان پر گیا تو کوئی متنفس وہان نہ دکھائی دیا۔ پھر اس کے رفیقون کے گھرون پر گیا تو وہان بھی سناٹا پایا لوٹ کر
یہہ خبر امیر المومنین کی خدمت مین عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ حقتعالی نے اُنکو دفع کیا جیسے کہ قوم ثمود کو قسم بخدا کہ اُنکو تیغ و سنان پہنچینگی اُسوقت وہ نادم و پشیمان ہونگے
شیطان نے انہین گمراہ اور فریفتہ کر رکھا ہے اور فرداے قیامت اُنکا ساتھ نہ دیگا چھوڑکر الگ ہوجائیگا اُسوقت زیاد بن حفصہ اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین ان لوگونے
اگر ہمکو صرف یہی ضرر پہنچایا کہ ہم سے علیحدہ ہوجائینگے تو چندان اندیشہ کا مقام نہ تھا مگر اب ہمکو خوف اس بات کا ہے کہ یہہ بہت سی آپکی رعایا اور اہل طاعت کو بگاڑینگے
اسلئے اُمیدوار ہون کہ آپ مجھکو اجازت دین کہ اُنکا تعاقب کرون اور جس طرح ہوسکے اُنکو اس طرف واپس لے آؤن انشاء اللہ تعالی فرمایا بہتر ہے اُنکے عقب مین
روانہ ہو پھر فرمایا رحمک اللہ خدا تجھ پر رحم کرے ابھی دیر ابوموسی مین ٹھیرنا اور جبتک میرا حکم تمکو نہ پہنچے وہانسے آگے نہ بڑھنا اور مین گردو نواح کے عاملون کو جو تقدیم
مین لکھتا ہون پھر اس مضمون کا فرمان لکھکر تمام عمال کے نام جاری کیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہہ فرمان ہے بندۂ خدا امیر المومنین علی ابن ابی طالب
کی جانب سے جملہ عمال کے نام جنکے مطالعہ مین آوے **اما بعد** چند کس عاصی ہوکر یہانسے فرار ہوئے ہین گمان یہہ ہے کہ وہ بصرہ کی سمت کو روانہ ہوئے تمکو چاہئے کہ دیہات
مین اُنکا حال دریافت کرو اور تمام اپنے علاقہ مین ہر طرف اُنکی تفتیش کے لئے جاسوس بھیجو اور جو کچھ اُنکی کیفیت دریافت ہو ہمکو اُس سے مطلع کرو **القصہ** زیاد
بن حفصہ حضرت کی خدمت سے باہر آئے اور اپنے گھر پہنچکر اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ایک سو بیس مردمیدان اپنے ہمراہ لیکر دیر ابوموسی مین منزل کی عبداللہ بن وال تیمی
کہتا ہے کہ بعد اس قضیہ کے ایک مرتبہ مین امیر المومنین کی خدمت مین حاضر تھا کہ قرظہ بن کعب انصاری حضرت کے عامل کے پاس سے ایک نامہ خط لیکر آیا اُس مین

قرظہ بحرکت راء و ظاء معجمہ صحابی ۱۲ منہ

لکھا تھا کہ وہ گروہ کوفہ سے چلکر اس طرف سے گذرا راہ مین ایک شخص قریات سفل فرات کا باشندہ زادان فروخ نام جو تازہ مسلمان اور نمازی تھا اور اپنے اخوال کے یہان سے آتا تھا دوچار ہوا اُس سے پوچھا تو مسلمان ہے کہا ہان۔ پوچھا علی کے بارہ مین تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا وہ امیر المومنین سید البشر وصی رسول رب العالمین ہین کہا اے عدو خدا تو کافر ہوگیا اور چند آدمیون نے اُنمین اُس بے گناہ پر حملہ کرکے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا عجیب تر یہہ کہ اُسکے ساتھ ایک یہودی کو بھی گرفتار کیا مگر اُسے یہہ کہکر کہ ہمکو اُسکی طرف کوئی سبیل نہین رہا کردیا امیر المومنین نے جواب مین لکھا **اما بعد** ہمکو تیری تحریر سے معلوم ہوا کہ یہہ گروہ اُس طرف سے ہوکر گذرا مرد مومن صالح کو اُنہون نے قتل کیا اور مشرک مخالف کو امان بخشی تحقیق کہ یہہ وہ لوگ ہین جنہین شیطان نے فریب دیا ہے اور گمراہ ہوگئے ہین اُولٰئِکَ قَومٌ قَدِ استَھوَاھُمُ الشَّیطَانُ فَضَلُّوا کَالَّذِینَ حَسِبُوا اَن لَّا تَکُونَ فِتنَۃٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا فَاسمَع لَھُم وَاَبصِر یَومَ یُحشَرُ اَعمَالُھُم تجھے چاہئے کہ اپنے کام پر بحال رہے اور تحصیل خراج مین مصروف تحقیق کہ تو طریقۂ طاعت اور اخلاص پر مستقیم ہے جیسا کہ تیرے خط سے معلوم ہوتا ہے والسلام پھر زیاد بن حفصہ کو لکھا اما بعد مینے تجھکو دیر ابو موسیٰ مین نزول کرنے اور تا صدور حکم ثانی وہان ٹھیرے رہنے کو کہا تھا۔ اسلئے کہ اُسوقت تک مجھکو ٹھیک معلوم نہ تھا کہ اہل بغاوت کسطرف سے گئے ہین اب دریافت ہوا کہ وہ سوار کے قریون مین سے گزرے ہین پس تو اُنکا تعاقب کر اور اُنکی خبر لے کسلئے کہ اُنہون نے اُن لوگون سے ایک مرد مسلم کو مار ڈالا جب تو اُنسے ملے تو اوّل مراجعت کی درخوست کرنا اگر قبول کرین تو بہتر ورنہ جہاد کر اور پروردگار عالم سے خواستگار اعانت ہو تحقیق کہ اُنہون نے حق سے مفارقت کی اور خون حرام بہایا اور راہ کو خوفناک کیا والسلام اور یہہ خط راوی قصہ عبد اللہ دال کو دیکر اُس طرف کو روانہ کیا عبد اللہ کہتا ہے کہ مینے حضرت سے وہ خط لے لیا اور اُس زمانہ مین مین بھی جوان پر زور تھا مینے اجازت چاہی کہ بعد ادائے رسالت زیاد کے ہمراہ دشمن سے لڑنے کو جاؤن حضرت نے فرمایا تیرے لئے اجازت ہے بخدا قسم کہ مجھکو امید ہے کہ تو طلب حق مین ہمارا مددگار ہوگا اور قوم جفا پیشہ پر ہماری نصرت مین کوتاہی نہ کرے گا قسم بخدا کہ مین اس کلمہ کو جو زبان حقائق ترجمان امیر علیہ السلام سے برآمد ہوئے اپنے حق مین شتران سرخ موئے سے بہتر سمجھتا ہون دست بستہ عرض کی یا امیر المومنین ایسا ہی ہوگا اور وہی امر واقع ہوگا جو حضرت کو پسندیدہ ہو یہہ کہکر وہان سے چلا اور خط کو زیاد کے پاس پہنچا کر اُسکے ساتھ ہولیا پس ہم سب خوارج کی تلاش مین نکلے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے مدائن مین اُنسے ملاقی ہوئے زیاد نے رئیس الخوارج خریت بن راشد لعین کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کس بات پر امیر المومنین سے ناخوش اور ہم سے جدا ہوگئے اُس نے کہا مین اُنکی امامت پر راضی نہین اور تمہارے طریقہ کو پسند نہین کرتا اسلئے میری رائے یہہ ہے کہ تم سے جدا ہوکر اُسکے ساتھ ہون جو شورے کی طرف دعوت کرے پھر جب تمام اُمت کسی شخص پر برضا و رغبت متفق ہوجائے اُس سے بیعت کرلون زیاد نے کہا وائے ہو تجھ پر اُمت کو متفق و مجتمع ہونے کے لئے علی علیہ السلام سے بہتر کون ہاتھ آئے گا وہ کتاب خدا کے عالم اور سُنّت حضرت رسول خدا کے دانا۔ اور اس جناب سے از روئے قرابت نزدیکتر اسلام مین سب سے زیادہ سبقت رکھنے والے ہین خریت نے لاجواب ہوکر کہا میری رائے یہی ہے جو مینے بیان کی۔ زیاد نے کہا بھلا تم نے ایک مرد مسلم بے گناہ کا کسلئے خون کیا کہا مینے اُسے قتل نہین کیا کچھ لوگ میرے اصحاب سے اسکے مرتکب ہوئے تھے کہا اُنکو ہمارے سپرد کر کہ قصاص لین خریت نے کہا یہہ نہین ہوسکتا زیاد نے کہا تو تجھ سے کسطرح فلاح کی اُمید نہین اُس بے حیا نے کہا ایسا ہی ہے راوی کہتا ہے کہ اس گفت و شنید کے بعد زیاد نے اپنے لشکر کو بلایا اور خریت نے اپنے آدمیون کو آواز دی اور جنگ فیما بین شروع ہوگئی اور اس قدر کشت و خون ہوا کہ بخدا قسم مینے کبھی ایسی لڑائی نہین دیکھی اوّل نیزہ و سنان سے لڑائی ہوئی یہانتک کہ تمام نیزے ٹوٹ پھوٹ گئے جب کسی کے پاس برچھی نہ رہی تو تلوارین سنبھالین اور اُنکے ساتھ لڑتے رہے تا اینکہ تلوارین مارے چوٹون کے خم ہوگئین گھوڑے سواری کے

پے کر دئے گئے تھے اور سوارون کا یہہ حال تھا کہ از سرتا پا لہو مین نہا رہے تھے اسکے ماورا دو غازیون نے شربت شہادت بھی نوش کیا ایک علمدار لشکر زیاد کا غلام سوید نام تھا دوسرے بہادر کا نام واقد تھا - اور خوارج سے پانچ شخصون نے جہنم کی راہ لی کہ اس اثنا مین پردہ شب ہمارے اور انکے درمیان حائل ہو گیا چونکہ کثرت پیکار سے چور ہو گئے تھے اُس طرف خارجیون مین بھی دم باقی نہ رہا تھا - زیاد کے بھی زخم آئے تھے مین بھی مجروح تھا بہت غنیمت سمجھا اور شب باشی کے قصد سے ایک طرف کو ہو کر ٹھیر گئے - خارجیون نے بھی کچھ ہٹ کر ایک سمت خیمہ کیا مگر دیر تک نہ ٹھیرے کچھ رات گزری وہانسے کوچ کر گئے ہم صبح کو اُٹھے تو وہان کسیکو نہ پایا خوشی خوشی بصرہ کی راہ لی وہان پہنچکر معلوم ہوا کہ یہہ لوگ اہواز مین پہنچے اور اسکے ایک جانب فروکش ہین اور قریب دو سو آدمیون کے صغار کوفہ سے کہ اول خروج مین ساتھ نہین ہو سکے اور اُنکے شامل ہو گئے ہین زیاد نے امیر المومنین کی خدمت مین بدین مضمون عریضہ لکھا کہ **اما بعد** ہم نے دشمن خدا ناجی ناری اور اُسکے اصحاب سے مدائن مین ملاقات کی اور انکو قبول ہدایت اور حق الامر اور کلمہ سواء کیطرف دعوت کیا مگر انہون نے اسکے قبول سے انکار کیا اور گناہ کی محبت نے اُنہین نچھوڑا اور شیطان نے انکے اعمال کو انکے لئے زینت دی اور طریق مستقیم سے روکا پس اُنہون نے ہمارا قصد کیا اور ہم نے انکا تا اینکہ ظہر سے لیکر غروب آفتاب تک باہم سخت جنگ ہوتی رہی ہم سے دو مرد صالح گلگونہ شہادت سے سرخرو ہوئے اور انین سے پانچ آدمی مارے گئے اور نیز طرفین سے بہت لوگ زخمی ہوئے مگر میدان ہمارے ہاتھ رہا اور خوارج مخذول تھوڑی رات گزری تھی کہ تاریکی شب مین فرار کر گئے اور اہواز کی راہ لی اب سنتا ہون کہ اسکے ایک جانب مقیم ہین ہم بصرہ مین اپنے مریضون کے علاج و دوا مین مصروف اور حضرت کے حکم کے امیدوار ہین والسلام جب یہہ خط زیاد کا حضرت کے پاس پہنچا تو آپ نے اسکو مجمع صحابہ کے سامنے پڑھا معقل بن قیس ریاحی اُسوقت حاضر تھا اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین یہہ لوگ عرب ہین انکے لئے ایک ایک کے مقابلہ مین دس دس مسلمان بھیجنے چاہئین تا کہ سرے سے ان بدبختون کو نیست و نابود کر دین اور صفحۂ دہر سے انکا نام محو یک قلم مٹا دین اور جبتک یہہ ہو گا اُسوقت تک یہہ بے حیا دفع ہونگے ویسے ہی اڑے رہین گے کیونکہ ہم عدد سے مقابلہ کرنا کوئی بڑی بات نہین فرمایا اے معقل تو انکے مقابلہ کے لئے تیار ہو اور دو ہزار مرد اہل کوفہ سے جنمین یزید بن معقل بھی تھا حضرت نے انکے ہمراہ کئے اور عبد اللہ بن عباس کو بصرہ مین لکھا کہ اپنے پاس سے کسی مرد بہادر و شجاع کو جو صلاح دین مین مشہور ہو دو ہزار اہل بصرہ کے ساتھ معقل کی مدد کو روانہ کر بصرہ اور راہ مین وہ امیر لشکر ہے جب معقل سے ملین تو فرمانروائے طرفین معقل بن قیس ریاحی ہے اُسکی بات مانین اور اسکے حکم کی تعمیل کرین اور زیاد بن حفصہ کو حکم کر کہ اپنے اصحاب سمیت یہان آجائے وہ خوب آدمی ہے اور اُسکا قبیلہ عمدہ قبیلہ ہے - اور خود زیاد کو لکھا کہ تیرا خط پہنچا جو کچھ ناجی اور اسکے اصحاب کا حال تو نے لکھا سب دریافت ہوا حقتعالی نے انکے دلون پر مہر لگا دی ہے اور شیطان نے انکے اعمال کو انکی نظر مین زینت بخشی وہ حیران و نابینا ہین اور سمجھتے ہین کہ نیکوکار ہین - اور تو نے اپنے کام کا انجام انکے ساتھ بیان کیا پس تمہاری سعی خدا کے لئے ہے اور اُسی پر انکا بدلا دینا ہے اور کمترین ثواب خدا مومن کے لئے تمام دنیا سے بہتر ہے جس پر جہلا جان فدا کرتے ہین چنانچہ فرماتا ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ **ترجمہ** جو تمہارے پاس ہے تمام ہو جائیگا اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے پس البتہ ہم صبر کرنیوالون کو اُن اعمال سے بہتر جزا دینگے جو وہ کرتے ہین اور تمہارے دشمن کو جن سے تم نے جنگ کی یہی بات کافی ہے کہ وہ ہدایت سے نکل گئے اور ضلالت مین ڈوبے اور حق کا انکار کرتے ہین اور بیابانون مین حیران پریشان پھرتے ہین فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ وَدَعْهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ پس تو انکو انکی افترا پردازیون پر چھوڑ اور انکی طغیان مین اندھا بنا رہنے دے عنقریب تجھکو انکا حال معلوم ہو گا کہ کچھ مقتول ہوئے اور کچھ اسیر کر لئے گئے ہین پس اب تم متاب و ماجور اسطرف مراجعت کرو تحقیق کہ تم نے اطاعت کی اور سنا اور خوب جہاد کیا والسلام راوی کہتا ہے کہ ناجی اہواز مین بہیر الوہبت سے اراذل عوام وہان کے باشندے جو کمی خراج کے خواستگار تھے اور چور اور جنگلی خانہ بدوش جو اسکے مذہب فاسد مین اسکے

شریک تھے اُنکے ہمراہ ہوگئے عبداللہ بن فعین کہتا ہے کہ مین اور میرا بھائی کعب بن قصین معقل بن قیس کے لشکر مین تھے جب ہم کوفہ سے چلنے لگے تو معقل حضرت امیرالمومنین کی خدمت مین رخصت کے لئے حاضر ہوا آپ نے چند کلمات نصیحت کے اُسکو فرمائے اور وہ یہہ ہین یا ابن قیس خوفِ خدا کو ہمیشہ اپنے دل پر مستولی رکھ کہ مومنون کے لئے یہہ وصیت خدا ہے اور اہلِ قبلہ کے ساتھ جنگ نہ کر اور اہلِ ذمہ کو آزار نہ دے اور تکبر نہ کر تحقیق کہ خداوند تعالیٰ متکبرون کو دوست نہین رکھتا معقل نے کہا جملہ امور مین خدائے تعالیٰ سے استعانت چاہتا ہون اور وہی بہتر ہے اُنکا جنسے اعانت چاہی جائے۔ پھر سوار ہوا اور ہم اُسکے ساتھ سوار ہوئے یہانتک کہ زمین اہواز پر پہنچے مگر لشکر بصرہ کے انتظار مین ایک جگہہ پر ٹھیر گئے تھے کہ چند روز بعد خالد بن معدان طائی مع لشکر بصرہ کے عبداللہ بن عباس کے پاس سے پہنچا اور معقل کے پاس آکر اُس پر بلفظ امیر سلام کیا سب خوش ہوئے اور دونو لشکر اکٹھے ہوکر ناجی ناری کی طرف روانہ ہوئے۔ خارجیون نے یہہ خبر پاکر کوہ رامہرمز پر چڑھنے کا ارادہ کیا کہ وہان جو مستحکم قلعہ ہے اُس مین پناہ گزین ہون ہمکو زمینداروں کی زبانی یہہ کیفیت دریافت ہوئی تو فوراً کوچ کیا اور ابھی پہاڑ پر چڑھنے نہ پائے تھے کہ جاکر انکا راستہ روک لیا۔ اور صف بندی کرکے آگے بڑھے اُسوقت میمنۂ لشکر زید بن معقل ازدی اور میسرہ پر منجاب بن راشد ضبی تھا۔ حریث نے بھی ٹھیر کر اپنی فوج کو مرتب کیا۔ بنی ناجیہ وغیرہ جسقدر کہ عرب اُسکے ساتھ تھے میمنہ پر اور عوام اراذل واوباشِ اہواز واہلِ بادیہ وغیرہ کو میسرہ پر لیکر ہمارے مقابل ہوا معقل ہمارے درمیان لوگون کو جنگِ عدا پر تحریص کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا بندگانِ خدا خاموش رہو گردنین جھکائے دلون کو نیزہ وشمشیر کا متحمل بناؤ اور اس جنگ و پیکار مین متوقع ثوابِ عظیم واجر جسیم رہو کیلئے کہ تمہارے مقابلہ مین وہ لوگ ہین جو دین سے اس طرح سے نکل گئے ہین جیسے تیر کمان سے یا وہ اوباش ہین جو کچھ خراج کی طمع مین جمع ہوگئے یا چند چوٹے لٹیرے اور منتظر رہو کہ جسوقت مین حملہ کرون تو تم سب ساتھ ملکر حملہ آور ہونا۔ یہہ کہتا ہوا تمام صف کے آگے سے نکل گیا اور پھر آکر وسط صف یعنے قلب لشکر مین کھڑا ہوا تمام کی نظرین اُسکی طرف تھین کہ کیا کرتا ہے اُس نے دو مرتبہ اپنے نشان کو حرکت دی تیسری دفعہ مین مانند شیر دلاور حملہ آور ہوا اُسکے ساتھ ہم سب بھی حملہ آور ہوئے قسم بخدا کہ ایک ساعت بھی اُنسے ہمارے مقابلہ مین صبر نہو سکا اور پشت موڑ کر بھاگے ہمنے ستر آدمی بنی ناجیہ وغیرہ کے عرب اور قریب تین سو کے عام لوگون سے اُس حملہ مین قتل کئے حریث وہان سے بھاگ کر کنارِ بحر سے کسی مقام پر جہان اُسکے رشتہ دار تھے پناہ گزین ہوا اور وہان لوگون کو بہکاتا اور فریب دیتا پھرتا تھا امیر المومنینؑ کی مخالفت کی طرف دعوت کرتا اور اُنسے مفارقت کی خوبیان بیان کرتا تھا حتے کہ پھر اُس بدبخت نے ایک گروہ اجل رسیدون کا فراہم کرلیا۔ معقل نے اہواز مین مقام کیا اور وہین سے ایک فتحنامہ امیر المومنینؑ کی خدمت مین لکھا اور مجھکو دیا مین یہہ مژدہ حضرت کی خدمت مین لے گیا اُس مین تحریر تھا کہ ہم نے مارقین ہالکین سے ملاقات کی وہ مشرکون سے قوی پشت ہوکر ہمارے مقابل ہوئے ہمنے بہتون کو اُنکے تہ تیغ کیا باقی بھاگ گئے مگر ہمنے حضرت کے طریق وسُنت کے موافق بھاگتون کا تعاقب نہین کیا اور نہ مجروحون اور اسیرون کو قتل کیا پس خدا کا شکر ہے کہ اُس نے امیر المومنینؑ اور جملہ مومنین مسلمین کو کفرہ فجرہ پر مظفر ومنصور فرمایا۔ حضرت نے اُس خط کو پڑھا اور اصحاب کو سنایا اور اُنسے اس بارہ مین مشورہ طلب کیا سبنے بالاتفاق عرض کی کہ ہمارے نزدیک ضرور ہے کہ معقل اُنکے عقب مین جاوے اور اُنکے پیچھے رہے حتے کہ اُنکو نیست ونابود کردے یا دائرہ اسلام سے باہر نکالکر ملک کو اُنکی آلائش سے پاک وصاف کردے کہ مسلمان اُنکے شر سے محفوظ ہوجائین پس حضرت نے پھر مجھکو معقل کی طرف روانہ کیا اور اُسکے خط کے جواب مین لکھا کہ شکر ہے خدا کا کہ اُس نے اپنے دوستونکی نصرت کی اور دشمنانِ دین کو منکوب ومخذول فرمایا اے معقل تمکو اور تمہارے اصحاب کو حقتعالیٰ جزائے خیر دے کہ تم نے بلا کو برداشت کیا اور جو خدا نے ہم سب پر فرض کیا ہے اُسکے ادا کرنے مین کوتاہی نہ کی پس اب مناسب ہے کہ ان لوگون سے غافل نہو جہان ہون اُنکا سُراغ نکالو اور جہان سنو کہ اُنہون نے دم لیا ہے وہین جاؤ

اور بہ تیغ سیاست اُنکو قتل کرکے زمین کو اُنکے لوث وجود سے پاک کردیا ہمیشہ اسلام سے باہر نکال دو۔ تحقیق کہ ناجی اپنی شرارت سے کبھی باز نہ آیگا وہ ہمیشہ مسلمانون کا دشمن اور فسقہ فجرہ کا مددگار رہا ہے۔ معقل نے یہہ خط پڑھکر حریث کا پتا و نشان دریافت کیا کہ کدھر کو گیا اور اب کہان ہے معلوم ہوا کہ ملک فارس مین کنارہ بحر پر پڑا ہوا ہے اور اپنی تمام قوم کو اطاعت امیر المومنین سے پھیرتا ہے اور قبیلۂ عبدالقیس اور اُسکے آس پاس کے لوگون کو اہل عرب سے اُس نے فاسد کردیا ہے اور اسکی قوم نے جنگ صفین کے ایام مین ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا اس سال بھی نہین دیتے یہہ سنکر مع لشکر کوفہ و بصرہ معقل اُس طرف کو روانہ ہوا اور فارس مین داخل ہوکر سیدھا کنارہ بحر کو ہولیا۔ حریث کو یہہ معلوم ہوا تو اُس نے بہت ہاتھ پیر نکلے چارون طرف فریب کے جال پھیلا دئے۔ خارجیون سے تو اُس نے یہہ کہا کہ ہم تم ایک مذہب مین واقعی علی کو نہین چاہئے تھا کہ دین خدا مین آدمیون کو حکم کرین خود ہی حکم مقرر کئے اور اُس پر رضامند ہوئے پھر آپ ہی اُنکی مخالفت کا حکم کرتے ہین اُن پر جہاد واجب ہے اور عثمان کے جانب دارون سے کہا کہ مجھکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے بیشک عثمان مظلوم اور مجبور شہید ہوا اُنکو اس طرح پر راضی کیا جو لوگ ادائے صدقات سے انکار رکھتے تھے اُنکے پاس گیا اور کہا تم نے خوب کیا اپنا ہاتھ روکے رہو اور اموال کو صلۂ رحم مین صرف کرو ورنہ اپنی ہی قوم کے فقرا پر تقسیم کردو۔ غرض ع لستی وا دہر یک را برنگے ہر فرقہ کی دل لگتی بات کہکر اُنہین راضی کیا اُس لول مین بہت سے نصارائے نو مسلم تھے جب اُنہون نے اسلام مین یہہ تفرقہ دیکھا تو کہنے لگے واللہ کہ جس دین کو ہم نے چھوڑا ہے اس سے تو وہی بہتر ہے یہہ کیسا دین ہے کہ ان لوگون کو ناحق خونریزی سے باز نہین رکھتا یہہ کہکر مرتد ہوگئے حریث مکار اُنکے پاس گیا اور کہا دانائے ہو تم پر تمکو معلوم ہے کہ علی کا اُن نصاریٰ کے بارے مین جو ایکبار مسلمان ہوکر مرتد ہوجائین اور دین عیسائی اختیار کرلین کیا فتویٰ ہے قسم بخدا کہ وہ اُنکا کوئی عذر نہین سنتے نہ اُنہین توبہ کو کہتے ہین نہ اُنکی توبہ کو قبول کرتے ہین اُنکا حکم یہہ ہے کہ ایسے لوگونپر جب دسترس ہو قتل کئے جائین پس اب تمکو بجز اسکے کوئی چارہ نہین کہ اُنکے ساتھ جنگ کرو اور اُنکے مقابلہ مین صبر و استقلال سے کام لو اور بہت سی اسیطرح کی فریب کی باتین اُنسے بنائین یہانتک کہ بہتون کو اُنسے اپنے ساتھ کرلیا۔

راوی کہتا ہے کہ حریث ملعون بڑا مکار اور زبان آور تھا اُس نے پھر اسیطرح بہت سے مرن ہار پنجۂ اجل کے گرفتار جمع کرلئے۔ جب معقل وہان پہنچا تو پہلے اُس نے مکتوب ہدایت اسلوب امیر المومنین کا اُن لوگون کے سامنے پڑھا مضمون یہہ تھا کہ یہہ خط بندۂ خدا علی امیر المومنین بن ابی طالب کی جانب سے ہے تمام مسلمین و مارقین اور نصارائے مرتدین کی طرف کہ جنکے سامنے وہ پڑھا جائے سلام ہو اُن لوگون پر کہ جنہون نے طریق مستقیم ہدایت کی پیروی کی اور قرآن و حدیث و حشر و نشر پر ایمان لائے اور جو عہد حقتعالیٰ کے ساتھ کیا تھا اُسکو بلا خیانت پورا کیا **اما بعد** مین تم لوگون کو کتاب خدا و سنت رسول خدا کی طرف دعوت کرتا ہون تاکہ تمہارے درمیان بیشک مطابق قرآن عمل کرون پس جو تم سے اپنا ہاتھ روک کر معرکہ سے ایک طرف ہوجائے اور اس امارق ہالک کو جس نے خدا و رسول کے ساتھ جنگ کی اور زمین پر فساد کرنے مین کوشش کرتا ہے چھوڑ دے اُسکی جان و مال امان مین ہے ورنہ جو ہماری اطاعت سے نکلکر اُسکے ساتھ ہوگا اور ہم سے جنگ کرے گا تو ہم بھی اُسکے مقابلہ مین حقتعالیٰ سے اُمیدوار اعانت ہین اور اُس جل شانہ کو اپنے اور اُسکے درمیان کرتے ہین تحقیق کہ وہ ولایت کے لئے کافی ہے والسلام۔ معقل نے یہہ خط اُنکو سنایا اور ساتھ ہی علم امان لشکر سے باہر ایک طرف کھڑا کردیا اور پکار دیا کہ سوائے حریث اور اُسکے اصحاب کے جو اول مرتبہ کوفہ سے اُسکے ہمراہ نکلے اور جو کوئی اس نشان کے نیچے آجائیگا وہ امان مین ہے یہہ دیکھکر سب متفرق ہوگئے اور اُسکے ساتھ بجز اُسکی قوم بنی ناجیہ کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ پھر معقل نے اپنے لشکر کو ترتیب دیکر دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑا کیا حریث کے ساتھ اُسکی تمام قوم تھی کچھ اُنمین مسلمان تھے اور بہت سے نصاریٰ اور تھوڑے سے مانعین زکوٰۃ مسلمانون کو اُس نے دہنی جانب کیا اور اُن دونو گروہون کو بائین جانب ہر ایک سے کہتا تھا کہ اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کرو اور بچون اور عورتون کی طرف سے لڑو

قتل خریت بن راشد

بخدا قسم کہ اگر ان لوگون نے تم پر فتح پائی تو تمہین قتل کرین گے اور تمہارے عیال و اطفال کو اسیر بنالین گے ایک شخص نے اُنمین سے کہا وَ اللہ کہ تیری ہی زبان اور ہاتھ نے ہمکو ان مصیبتون مین ڈالا ہے کہا اب جنگ کرو کہ ملامت کا موقع نہین - علیٰ ہذا معقل قیس میمنہ و میسرۂ لشکر مین اپنے اصحاب کو تحریص جنگ کرتا تھا اور کہتا تھا ایہا الناس تمکو معلوم ہے کہ اس مقام پر تمہارے لئے کسقدر ثواب آخرت مہیا کیا گیا ہے قسم بخدا کہ تم ان لوگون سے لڑتے ہو کہ جنہون نے ادائے زکوٰۃ سے سرتابی کی یا بیعت کو توڑ ڈالا یا دینِ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے جو آج اس مقام پر تم سے مقتول ہوگا مین اُسکا ضامن ہون کہ وہ قطعی جنتی ہے اور جو زندہ رہے گا تو بفضلِ خدا اُسکی آنکھین ضرور فتحِ عظیم سے ٹھنڈی ہونگی پھر میمنہ کی طرف اشارہ کیا وہ آگے بڑھے اور لڑائی شروع کی خارجیون نے بھی خوب جواب دیے آخر کار وہ اپنے مقام کو لوٹ آئے پھر میسرۂ لشکر آگے گیا اُنہون نے بھی بہت کوشش کی مگر بے نیل مقصود پھرے تب معقل نے ایک بار تمام لشکر کو دعا دا کرنے کا حکم دیا سبنے باالاتفاق حملہ کیا - مگر خارجی بھی دل کھولکر لڑے ایک ساعت کامل خوب زور شور سے لڑائی ہوتی رہی ہنگامہ کارزار گرم ہی تھا کہ نعمان بن صہبان راسبی نے موقع پاکر خریت لعین پر حملہ کیا اور اُسکو گھوڑے سے تلے ڈالدیا پھر گھوڑے سے اُترکر اُسپر وار لگایا جس سے خریت زخمی ہوا اسیطرح ایک دو ہاتھ طرفین سے ہوئے آخر کار خریت نعمان کے ہاتھ سے مارا گیا - اور اُسکے لشکر سے ایک سو ستر مرد کام آئے باقی دہنے بائین جسکو جسطرف راہ ملی بھاگ گیا معقل نے کچھ سوارون کو اُسکی قیامگاہ پر بھیجا اُنہون نے مرد عورت بچہ بوڑہا جسکو وہان پایا قید کرلیا - مگر جب معقل کے سامنے آئے تو اُس نے مسلمانون سے بیعت لی اور مع عیال و اطفال اُنکو چھوڑدیا اور جو اسلام چھوڑکر مرتد ہو گئے تھے اُن پر اسلام کو عرض کیا اور حکم دیا جو قبولِ اسلام کرکے تائب ہو رہا ہو ورنہ قتل کیا جائے سبنے اسلام قبول کیا الّا ایک پیر مرد نصرانی ریاض بن منصور نام نے قبول اسلام سے اِبا کیا اور اپنے دین پر مُصر رہا وہ معقل کے حکم سے قتل ہوا پھر اُن سب سے جو زرِ زکوٰۃ و خُمس وغیرہ اُنکے ذمہ تھا وصول کیا اور نصارے کو قید کرکے اپنے ہمراہ لیا جب وہانسے کوچ کا ارادہ کیا تو مسلمان اُن نصارے کی مشایعت کو نکلے جو معقل نے اپنے ہمراہ لئے تھے جب حکمًا اُنکو روکا تو شور مچانے اور فریاد کرنے لگے معقل نے کہا مینے ان پر وہ رحم کیا ہے جو اُنسے پہلے کسی پر نہوا تھا اور نہ آئندہ امید ہے کہ کسی پر ہو یعنی بہ سبب توڑ ڈالنے شرائط ذمہ کے بحکم شرع یہہ سبکے سب مستوجب قتل تھے مینے قید کرنے پر اکتفا کی - پس معقل نے ایک خط امیر المومنین کی خدمت مین بدین مضمون لکھا کہ یا امیر المومنین مین آپکے لشکر اور دشمنانِ خدا کی بابت خبر دیتا ہون کہ کنارہ بحر ہمارا اور اُنکا مقابلہ ہوا بہت سے قبائل اُنکے ساتھ ہوکر ہم سے جنگ کو آمادہ تھے مگر جب ہم نے اتفاق کلمہ اور اطاعت امیر المومنین اور قرآن و سنّت کی طرف اُنکو دعوت کیا اور امیر المومنین کا مکتوب ہدایت اسلوب اُنکے روبرو قرأت کیا - اور علمِ امان بیرونِ لشکر برپا کردیا تو بہتون نے اُنمین سے قبول حق کیا اور ہمارے شامل ہو گئے مابقی جو کفر و عصیان پر مُصر رہے اُنسے ہم نے موافقِ حکمِ خدا و رسول و امیر المومنین کارزار کی حقتعالٰی نے ہماری اعانت کی اور ہم دشمنانِ دین پر منصور و مظفر ہوئے پس جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ہم نے اُن پر اسلام عرض کیا سب قبول کرکے تائب ہوئے الّا ایک شخص جس نے اصرار کیا کفر پر وہ مارا گیا - اور نصارے کو اسیر کرکے ہم نے اپنے ساتھ لے لیا ہے تاکہ اور اہلِ ذمہ کے لئے مقام عبرت ہو اور پھر کوئی ادائے جزیہ سے انکار کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے پر جرأت نہ کرسکے اور وہ اس خواری کے مستحق ہین حقتعالٰی اپنی رحمت تم پر نازل کرے یا امیر المومنین اور نعمات بہشت سے آپکو بہرہ ور فرمائے وَالسَّلَام اور یہہ خط حضرت کی خدمت مین روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے اسیرون کو ساتھ لیکر کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور یہہ زن و مرد کل پانچسو آدمی تھے - ابراہیم کہتا ہے کہ اثنائے راہ مین اس لشکر اور اُسرا کا گذر مقام اردشیر خُرّہ[1] پر ہوا جہان مصقلہ بن ہُبیرہ شیبانی حضرت علی کی جانب سے حکومت کرتا تھا یہہ شخص رحم دل مگر بہت نا عاقبت اندیش تھا جب قیدی اُسکے پاس سے گزرے تو عورتین اور بچے رونے اور واویلا کرنے لگے اور مردون نے چلاکر کہا

[1] بضم خاو تشدید رائے مفتوحہ کورمن کور العارس ۱۲

اے ابوالفضل اے متحمل بارہائے گران اے ملجا و ماوائے ضعفا و گناہ گاران ہم پر کرم کر اور انکے ہاتھ سے ہم کو خرید کر نجات دے۔ مصقلہ نے بغیر اسکے کہ کچھ سمجھے سوچے یا اپنے مال و مقدرت کا اندازہ کرے بے تامل کہا کہ مین ان پر تصدق و خیرات کرونگا تحقیق کہ حقتعالی صدقہ و خیرات کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے معقل نے کہا قسم بخدا کہ اگر مجھکو معلوم ہوا کہ وہ اس کلمہ سے اُن پر حسرت و افسوس کرتا ہے اور ہمدردی ظاہر کیا چاہتا ہے یا میری ہتک عزت کا خیال رکھتا ہے تو مین اُسکو قتل کرونگا ہر چند سہین بنی تیم و بکر بن وائل دونو قبیلے کام آوین **القصہ** مصقلہ نے ذہل بن حارث کو بھیجکر پیغام دیا کہ نصارائے بنی ناجیہ کو ہمارے ہاتھ بیچڈالو معقل نے کہا منظور ہے اور دس لاکھ درہم قیمت کے کہے مصقلہ نے کمی کی درخوست کی اور طرفین سے گفتگو مین ہو کر پانچ لاکھ درہم پر معاملہ طے ہو گیا قیدی مصقلہ کے حوالے کردئے اور اُس سے کہدیا کہ یہہ مال بہت جلد امیرالمومنین کی خدمت مین روانہ کردینا مصقلہ نے کچھ مال سردست اور کچھ کیقدر عرصہ کے بعد بھیجنے کا وعدہ کیا معقل نے کوفہ پہنچکر تمام ماجرے امیرالمومنین کی خدمت مین بے کم و کاست عرض کیا حضرت اس مال کے پہنچنے کے منتظر ہی تھے کہ خبر آئی کہ مصقلہ نے تمام اسیرون کو رہا کر دیا اور اس مال و فدیہ کے ادا کرنے مین کیطرح اُنسے خواہان اعانت و امداد نہوا انحضرت نے فرمایا کہ مصقلہ اپنی طاقت سے زیادہ بار گران کا متحمل ہوا ہے مین دیکھتا ہون کہ وہ اسکی برداشت نہ کرسکے گا اور عنقریب وعدہ خلافی اُس سے سرزد ہوگی پس مصقلہ کو خط لکھا کہ بڑی خیانت وہ ہے جو اُمت کے ساتھ ہوا اور عظیم غش و غل وہ ہے جو رعایا اپنے امام کے ساتھ عمل مین لاوے اموال مسلمین سے تیرے پاس پانچ لاکھ درہم ہین جسوقت حامل خط وہان پہنچے چاہئے کہ یہہ مال ادھر بھیجدے ورنہ بفور دیکھنے اس خط کے روانہ اس طرف کا ہو کیلئے کہ مینے اُسے کہدیا ہے کہ وہ بغیر ادائے مال تجھے آرام نہ لینے دیگا ابو حرہ حنفی نے یہہ خط مصقلہ کو پہنچایا اُس نے خط کو پڑہا چونکہ کوئی صورت ادائے مال کی تھی ناچار قاصد کے ہمراہ کوفہ مین آیا چندروز تو حضرت نے اُسکو کچھ نہ کہا بعد ازآن مال کا مطالبہ کیا مصقلہ نے دو لاکھ درہم بشکل تمام ادا کئے باقی سے عجز ظاہر کیا اور زیادہ تر حماقت یہہ کی کہ بجائے اسکے کہ ادائے مال کی کوئی اور تدبیر سوچے یا امیرالمومنین سے خواہان مہلت ہو خفیہ نکل بھاگا اور سیدہا شام مین معاویہ کے پاس پہنچکر دم لیا معاویہ ہمیشہ ایسے شکار کی تلاش مین رہتا تھا بہت خوش ہوا اور بڑے تپاک سے ملاقات کی ۔ ذہل بن حارث کہتا ہے کہ ایک روز مجھکو مصقلہ نے اپنے مکان پر بلایا مین گیا تو اُس نے کھانا منگایا ہم دونو نے ساتھ کھایا پھر کہنے لگا امیرالمومنین ضرور مجھ سے یہ مال طلب کرینگے قسم بخدا کہ مجھکو اُسکے ادا کی طاقت نہین مینے کہا کہ اگر تو چاہے تو اسی جمعہ تک تیرے پاس اس قدر مال جمع ہو سکتا ہے اُس نے کہا مین نہین چاہتا کہ اپنی قوم کو اسکے لئے زیر بار کرون یا کسی اور کے آگے دست حاجت دراز کرون قسم بخدا کہ اگر پسر ہندؓ اس موقع پر ہوتا تو کبھی طلب نہ کرتا یا ابن عفان ہوتا تو ضرور چھوڑ دیتا تجھکو عثمان کا حال معلوم نہین کہ کسطرح ایک لاکھ درہم خراج آذربائیجان سے سال بسال اشعث بن قیس کو دیا کرتا تھا ۔ مینے کہا علی کی یہہ رائے نہین وہ ایک کوڑی بھی تیرے پاس نہ چھوڑینگے یہ سُنکر خاموش ہو گیا ۔ راوی کہتا ہے کہ ایک ہی روز اس تذکرہ کو ہوا تھا کہ ہم نے سُن لیا کہ مصقلہ معاویہ کے پاس شام کو بھاگ گیا ۔ خلاصہ یہہ کہ امیرالمومنین نے یہہ سُنا تو فرمایا قَبَّحَ اللّٰهُ مَصْقَلَةَ فَعَلَ فِعْلَ السَّادَةِ وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ فَمَا انْطَقَ مَادِحَهُ حَتّٰى اَسْكَتَهُ وَلَا صَدَّقَ وَاصِفَهُ حَتّٰى بَكَّتَهُ وَلَوْ اَقَامَ لَاَخَذْنَا مَيْسُورَهُ وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وُفُورَهُ خدا مصقلہ کا برا کرے اُس نے سیدون اور سردارون کا کام کیا اور غلامون کی طرح فراری ہوا پس اُس نے اپنے ثناخوان کو اچھی طرح بولنے نہ دیا تھا کہ خاموش کر دیا اور مداح کی تصدیق نہ کی تھی کہ اسکو جھڑک دیا اگر ہمارے پاس ٹھیرتا تو جو اُس سے بن آتا لے لیتے اور باقی کے لئے اُسکے مال کی زیادتی کے منتظر رہتے پس حکم دیا کہ اُسکا مکان منہدم کر دیا جائے ۔ منقول ہے کہ مصقلہ کا بھائی نعیم بن ہبیرہ شیبانی دوستان و شیعیان امیرالمومنین سے تھا مصقلہ نے شام پہنچکر اُسکو خط لکھا کہ مینے معاویہ سے تیرا ذکر کیا تھا اُس نے تیری عزت و توقیر کا وعدہ کیا ہے اور امارت و حکومت دینے کو کہا ہے پس تجھے چاہئے کہ بمجرد دیکھنے اس خط کے اس طرف کو روانہ

ہو یہہ خط ایک شخص عیسائی مذہب حلوان نام کے ہاتھ جو نصارائے بنی تغلب سے تھا کوفہ کو روانہ کیا۔ کوفہ مین آیا تو مالک بن کعب ارجبی نے اُسکو مع خط کے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر کیا حضرت نے اُس خط کو پڑہا اور اِس جرم مین حلوان کا ہاتھ قلم کرا دیا نصرانی اِس صدمہ کی تاب نہ لا کر جان بحق تسلیم ہوا اور نعیم نے مصقلہ کے جواب مین یہہ چند اشعار آبدار لکھ بھیجے ۵ قَدْ كُنْتَ فِي خَيْرٍ مُصْطَافٍ وَمُرْتَبَعٍ ÷ تَحْمِي الْعِرَاقَ وَتُدْعَى خَيْرَ شَيْبَانَا ÷ حَتَّى تَقَحَّمْتَ أَمْرًا كُنْتَ تَكْرَهُهُ ÷ لِلرَّاكِبِينَ لَهُ سِرًّا وَإِعْلَانَا ÷ لَوْ كُنْتَ أَدَّيْتَ مَالَ اللَّهِ مُصْطَبِرًا ÷ لِلْحَقِّ زَكَّيْتَ أَحْيَاءً وَمَوْتَانَا ÷ لَكِنْ لَحِقْتَ بِأَهْلِ الشَّامِ مُلْتَمِسًا ÷ فَضْلَ ابْنِ هِنْدٍ فَذَاكَ الرَّأْيُ أَشْجَانَا ÷ فَالْيَوْمَ تَقْرَعُ سِنَّ الْعَجْزِ مِنْ نَدَمٍ ÷ فَمَاذَا تَقُولُ وَقَدْ كَانَ الَّذِي كَانَا ÷ أَصْبَحْتَ تُبْغِضُكَ الْأَحْيَاءُ قَاطِبَةً ÷ لَمْ يَرْفَعِ اللَّهُ بِالْبَغْضَاءِ إِنْسَانَا ÷ یعنی تو پائے گاہِ عالی اور منصب رفیع پر عراق کا حامی اور قبیلہ شیبان کا بہتر و بہتر شمار ہوتا تھا حتے کہ ایسے امر مین داخل ہوا کہ اُسکے مرتکبون کو تو خود مکروہ جانتا تھا۔ اگر مالِ خدا کو صبر و استقلال کے ساتھ ادا کر دیتا تو دنیا و عقبی مین پاک ہوجاتا مگر تو اہلِ شام سے ملگیا اور پسرِ ہند کے فضل و کرم کا متوقع بنا یہہ بُری رائے ہے۔ جس دن کہ عجز کی مدت سے دانت سے دانت بجین گے (یعنی بروزِ قیامت) تو کیا جواب دیگا حالانکہ تجھسے سرزد ہوا جو کچھ کہ ہوا۔ صبح کی تو نے در آن حالیکہ تمام قبیلے تجھ سے بغض رکھتے ہین خدائے تعالیٰ بغض و عداوت سے کیسکو بلند مرتبہ نہین کرتا جب شام مین بنی تغلب کو حلوان کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو مصقلہ کے پاس آئے اور کہا کہ حلوان کی ہلاکت کا باعث تو ہے اُسکا خون بہا تجھسے لین گے ورنہ تمکو حاضر کر مصقلہ نے خون بہا ادا کیا۔ مروی ہے کہ جب مصقلہ بھاگ گیا تو صحاب نے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین عرض کیا چونکہ اسیرون کی قیمت تمام وصول نہین ہوئی اُنکی آزادی باطل ہوگئی اب حضرت اُنکو قید کر کے بقیہ مال وصول کرین فرمایا یہہ درست نہین وہ خریدار کے خرید لینے اور آزاد کرنے سے آزاد ہوگئے باقی رہا ہمارا مال سو وہ ذمہ خریدار کے ہے نہ اُنکے **مجلسی** علیہ الرحمہ نے کتاب کامل ابنِ اثیر سے نقل کیا ہے کہ جنگِ نہروان کے بعد اشرس بن عوف شیبانی نے مقام دسکرہ مین دو سو آدمیون سے خروج کیا اور انبار مین آیا۔ علی علیہ السّلام نے اشرس بن حسان کو تین سو مرد دیکر اُسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا ماہ ربیع الثانی ۳۸ ہجری مین لڑائی طرفین واقع ہوئی۔ انجام کار شیبانی قتل ہوا پھر ہلال بن علقمہ نے جو قبیلہ تیم الرباب سے تھا خروج کیا اُسکے ہمراہ اُسکا بھائی مجالد بھی تھا۔ ماسندان مین آیا۔ امیر المومنین نے معقل بن قیس ریاحی کو اُنکی سرکوبی کے لئے مقرر فرمایا چنانچہ معقل نے اُسکا مع دو سو کس اُسکے صحاب کے کام تمام کیا پھر اشہب بن بشر بجلی نے ایک سو اسی مرد کے ساتھ خروج کیا اور جس مقام پر ہلال اور اُسکے صحاب مقتول پڑے تھے آیا لاشون کو جمع کیا اُن پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ امیر المومنین نے جاریہ بن قدامہ سعدی اور بقولے حجر بن عدی کو اُسکے مقابلہ مین بھیجا۔ مقام جرجرایا پر دونو لشکر روبرو ہوئے اور بالآخر اشہب اور اُسکے ساتھی مارے گئے۔ پھر سعید بن قفل تیمی نے ماہ رجب مین مقام بندنیجین مین خروج کیا دو سو مرد اُسکے ساتھ تھے۔ درزیجان مین جو مدائن سے دو فرسخ پر ہے آیا سعد بن مسعود ثقفی عامل امیر المومنین نے مدائن سے نکلکر اُسکو قتل کیا۔ پھر ابو مریم سعدی نے خروج کیا اُسکے ساتھ بیشتر غلامون کا مجمع تھا حتے کہ بقولے اہلِ عرب کل چھہ ہی شخص تھے جنمین ایک وہ خود تھا۔ مگر بعد کو بڑھتے بڑھتے دو سو پھر چار سو کی بھیڑ بھاڑ ہوگئی اور آتے آتے کوفہ سے پانچ فرسخ پر مقام کیا۔ امیر المومنین نے کیسکو اُسکے پاس بھیجکر اِس تمرد کو ترک کرنے اور اپنی بیعت مین داخل ہونے کی طرف دعوت کی مگر اُس نے قبول نہ کیا اور کہا ہمارے سے بجز جنگ اور امید نہ رکھین۔ لاجرم حضرت نے شریح بن ہانی کو سات سو آدمی ساتھ کر کے اُس طرف روانہ کیا۔ خارجیون نے شریح پر اِس شدت سے حملہ کیا کہ بہت سے اُسکے صحاب سے متفرق ہوگئے اور دو سو آدمیون سے زیادہ اُسکے ساتھ نہ رہے لاچار ایک گانو مین پناہ گیر ہوا وہان کچھ لوگ بھاگے ہوئے اُس سے آملے باقی کوفہ مین چلے گئے یہہ حال دیکھ کر امیر المومنین بنفسِ نفیس برآمد ہوئے اور جاریہ بن قدامہ کو مقدمہ لشکر کر کے آگے روانہ کیا اُس نے بموجب قرآن ان لوگون کو بہت سمجھایا اور قتل ہونے سے ڈرایا مگر اُنہون نے قبول نہ کیا۔ پھر حضرت نے خود پہنچکر حسب عادت خود بہت کچھ فہمائش کی مگر خارجیون نے

ایک نہ سُنا - آخر کار تیغِ صاعقۂ بارِ حیدرِ کرار سے سب نجس النار ہوئے صرف پچاس کس اُنسے جان بر ہوئے جسمین چالیس زخمی تھے حضرتؑ نے حکم دیا کہ کوفہ مین لیجا کر انکا معالجہ کیا جائے
علاج ہوا اور سب نے صحت حاصل کی **بعض** کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ دو خارجیون مین نزاع تھی اُنہون نے حضرت امیر المومنینؑ کے سامنے اپنا قضیہ پیش کیا -
حضرت نے اُنکے درمیان حکم کیا ایک نے اُنمین سے کہا کہ تونے اس فیصلہ مین عدل نہ کیا حضرت نے فرمایا اِخْسَأْ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ ^(لہ) دور ہو اے دشمن خدا یہ کہنا تھا
کہ وہ خارجی فوراً کتا بن گیا اور اُسکے بدن کے کپڑے ہوا مین اُڑ گئے - پس وہ کتا دم کو ہلاتا تھا اور آنسو اُسکی آنکھون سے جاری تھے حضرت امیر المومنینؑ کو اُسکی حالتِ زار پر
رحم آیا دعا کی پھر جیسا تھا ویسا ہی آدمی بن گیا اور وہی کپڑے ہوا سے لوٹ آئے - پس امیر المومنینؑ نے فرمایا ایہا النّاس آصف بن برخیا وصی سلیمانؑ تھے ایک
طرفۃ العین مین تختِ بلقیس اُنکے روبرو منگا دیا چنانچہ حقتعالیٰ قرآن مین اسکی خبر دیتا ہے وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ
یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ **ترجمہ** کہا اُس نے جسکے پاس علمِ کتاب تھا یعنے آصف نے کہ مین لاؤنگا اُسکو تیرے پاس قبل اسکے کہ تیری آنکھ جھپکے پس ہمارے پیغمبرؐ
بلاشک خدائے تعالیٰ کے نزدیک سلیمانؑ سے زیادہ مکرم ہین لوگون نے کہا یا امیر المومنینؑ تمکو معاویہ کی لڑائی مین انصار کی کیا ضرورت ہے فرمایا مین اُنکو ثبوت
حجت اور کمال محنت کے لئے دعوت کرتا ہون ورنہ اگر اسکی ہلاکت کی دعا کی اجازت دیجائے تو اجابت مین ذرا توقف نہو **ظہور نائرۂ ستم و**
بیداد و شیوعِ رسومِ فتنہ و فساد یعنی تاخت و تازِ افواجِ شام بر ثغور و حدودِ اسلام و تقلّد
صحاب از دفعِ آن لئام و شکایاتِ صحاب کہ ازان سرور صدور یافتہ مخفی نہ رہے کہ قضیۂ نامرضیۂ
تحکیم کے بعد اساسِ خلافتِ حقہ سست و مضمحل و ارکانِ سلطنتِ ایمانیہ مضطرب و متزلزل ہو گئے تھے فتنہ جو مفسدہ پرداز اطراف و اکناف ملک مین کھڑے
اور بنی اُمیّہ کے ہوا خواہ عثمان کے سوگوار جو آتشِ نیم افسردہ کی طرح ہر گوشہ و کنار مین خاموش پڑے تھے ہوائے زمانہ دیکھ کر یک بیک چمک اُٹھے
تھے معاویہ کی طرف سے جو اعانت و اشتعال کہ اِن کو پہنچتی تھی وہ بمفاد زَادَ عَلَی الطُّنْبُوْرِ نَغْمَۃً مزید برآن وہ مال سے رجال سے نرمی
تسلی و دلاسہ سے کوئی دقیقہ اُنکی دلدہی اور دلداری کا اُٹھا نہین رکھتا تھا - پس ان پشت گرمیون سے یہ لوگ اگر ایک تھے تو ہزار روباہ تھے تو شیر جرار
نظر آتے تھے چارون طرف بغاوت و سرکشی کے جھنڈے بلند تھے افواجِ شام وقتاً فوقتاً موقع تاک کر آتین اور قتل و غارت کے بعد پچھلے پاؤن پلٹ جاتین
علی السویّہ تقسیم اموال کا قاعدہ جو خدا و رسول نے اسلام مین جاری کیا اور عہد خلافتِ ابو بکر مین اُس پر عمل درآمد ہوتا رہا اور خلیفۂ ثانی نے نظرِ مصالحِ خود
بلا حجتِ شرعی اُسکو ترک کیا معاویہ نے اُسکو متروک ہی نہین کیا بلکہ پیرو نہین کچل ڈالا بیت المال کا بجائے بیت المال مسلمانان اُس نے بیت مال اللہ
نام رکھا تھا اور مال مسلمین کو مالِ خدا کہکر بے خوف و خطر جسطرح پر چاہتا تھا اُڑاتا تھا - دروازے خزائن کے کشادہ تھے اور ہزارون لاکھون کا کچھ حساب و شمار
نہ تھا - رشوت کا بازار گرم تھا نقد روپیہ کی بھرمار و عدہ ہائے حکومت کی بوچھاڑ اچھے اچھے پرہیزگارون کے پیر ڈگمگائے جاتے تھے خود کوفہ مین اُسکے دام تزویر
بچھے تھے اور بہت سے صحابِ نفاق و دین فروشون کی گردنِ طمع اُنمین بند لاجرم یہان سے کوئی انتظام انسداد ایسا کہ قلع مادۂ فساد کرے نہین ہو سکتا تھا - امام
عالیمقام جہاد پر رغبت دلاتے خطبہائے بلیغ ادا فرماتے کچھ اثر نہ تھا شور و غل مچاتے کوئی نہ سُنتا تھا حتیٰ کہ اسی حال پر ملال پر اُس ولی ذو الجلال نے رحمت
خدائے متعال کیطرف انتقال فرمایا اور سلطنتِ اسلام بنی اُمیّہ کے لئے رہت ہو گئی اور اس شجرۂ ملعونہ نے جڑ پکڑی وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا

^(لہ) اِخْسَأْ ایک کلمہ ہے جسکو اہل عرب کتے وغیرہ کے دور کرنے مین استعمال کرتے ہین ۱۲ عفی عنہ

مروی ہے کہ جب امیر المومنین جنگِ نہروان سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ بموجب قرارداد سابق مع افواج آراستہ متوجہ شام ہون پس لوگون کو جمع کیا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اے مردمان حقتعالٰی نے تمپر کمال فضل و احسان کیا کہ تم اس جنگ مین مظفر و مفتوح ہوئے اب مناسب یہ ہے کہ جلد معاویہ سے لڑنے کے لئے شام کو نہضت کرو۔ اشعث بن قیس اُٹھا اور سب کیطرف سے عرض کی یا امیر المومنین زادراہ جو ہمارے ساتھ تھی ختم ہوچکی اور سلاح ہمارے کند و بیکار ہوگئے تلوارین شکستہ ہوگیئن اور برچھیون سے پھل گر گئے پہلے ہمکو کوفے چلیئن وہان از سرِ نو سامان تیار ہوجایئن اور جو جماعت ہم سے کم ہوگئی ہے بجائے اُنکے نئے آدمی اپنے مین شامل کرلین اُسوقت شام کا ارادہ کرین۔ کیونکہ اس سے ہماری قوت و شوکت بڑھ جائیگی اور منہال بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ہ یعنی اے گروہ مہاجرین زمینِ مقدس مین داخل ہو جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے اور اپنی پشتون کو نہ موڑو کہ زیانکار واپس آؤ گے۔ لوگ یہہ سنکر رونے لگے کہ سردی شدت سے ہے اور یہ لڑائی موسمِ سرما مین ہوئی تھی حضرت نے فرمایا اُس قوم کو بھی سردی ایسی ہی لگتی ہے جیسی کہ تمکو مگر اُنہون نے نہ مانا اور اسپر اصرار کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا افسوس ہے تم پر تمہاری عادت یہی ہوگئی ہے نیز مروی ہے کہ جب حضرت امیر المومنین نے جنگِ نہروان سے مراجعت کی تو اثنائے راہ مین ایک مقام پر لوگون کو جمع کرکے جہاد کیطرف رغبت دلائی اور چاہا کہ وہین سے شام کو روانہ ہون مگر اُنہون نے انکار کیا اور سردی اور کثرتِ جراحات کا عذر و بیان لائے حالانکہ جنگِ نہروان مین لوگ کثرت سے زخمی ہوئے تھے حضرت نے فرمایا اُن لوگون کو بھی سردی سے ایسی ہی ایذا ہوتی ہے جیسی کہ تمکو۔ مگر وہ شام کو جانے پر رضی نہوئے بجبور کوفہ کو مراجعت کی یہان بہت سے صحاب آپکے متفرق ہوگئے بعض نے طریقِ خوارج اختیار کیا اور بعض اپنے کام مین مشکوک و مشتبہ تھے۔ ایک روایت مین ہے کہ نہروان سے مراجعت کرکے حضرت امیر المومنین کوفہ مین داخل نہوئے بیرون شہر نخیلہ مین قیام کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ لشکر گاہ مین ٹھیرین اور جہاد کی تیاری کرین اور اپنے اہل و عیال سے کمتر ملاقات کرین چند روز تو یہی کیفیت رہی پھر آہستہ آہستہ متفرق ہونے اور کوفہ مین جانے لگے جو شہر مین جاتا واپس نہ آتا تا اینکہ آپکے ہمراہ تھوڑے سے آدمی رہ گئے اور تمام معسکر خالی ہوگیا اُسوقت مجبور داخل شہر ہوئے اور زہیر علبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین سعار ہمدان سے گزرے تو ایک گروہ خوارج لیام کا سامنے آیا اور کہا یا علی تونے مسلمانون کا بے جرم و قصور خون کیا اور امرِ خدا مین مداہنہ روا رکھا اور طالبِ ملک و سلطنت ہوا اور دینِ خدا مین رجال کو حکومت دی لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ ط حضرت یہ باتین اُن بے حیاؤن کی سُنکر کمال آزردہ ہوئے اور فرمایا حکم خدا تمہاری گردنون مین ہے اور سر و ریش مبارک کی طرف اشارہ کرکے کہا کیا چیز مانع ہے شقی ترین مردم کو کہ اسکو اسکے خون سے رنگین کرے تحقیق کہ مین نہ مرونگا بلکہ قتل کیا جاؤنگا۔ پس داخلِ قصر دارالامارہ ہوئے۔ ابراہیم کہتا ہے کہ امیر المومنین نے کوفہ مین داخل ہوکر لوگون کو بہت ترغیب جہاد کی مگر سب بے سُود تھی اور لڑائی اُس سال باطل ہوگئی اور ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے اے معشر مسلمین اور اے پسرانِ مہاجرین بکام طرف پیشوایانِ کفر اور بقیہ احزاب اور اولیائے شیطان کے اور چلو اُن لوگونکی طرف جو حمالِ معاصی و ذنوب مین قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو خلعت وجود پہنایا کہ وہ لوگ حمالِ خطایا ہین اور قیامت تک اُنکے وزر و گناہ سے کچھ کم نہوگا۔ اور نیز فرمایا اے اہلِ کوفہ مینے تمکو درہ سے جیسے سفہاء و حمقاء کو نصیحت کرتا ہون تادیب کیا مگر تم پر کارگر نہوا سوط و تازیانہ کو کام مین لایا اُس نے بھی کچھ فائدہ نہ بخشا اب فقط ایک تلوار باقی ہے سو قسم بخدائے عظیم کہ مین جانتا ہون کہ وہ تمہاری درستی کے لئے کافی ہے۔ مگر مین اسکو دوست نہین رکھتا ہون۔ تعجب ہے کہ امیر شام عصیان و نافرمانی خدا کرے اور اہلِ شام

اُسکے مطیع و فرمان بردار ہون اور تمہارا امیر ہمہ تن طاعتِ خدا مین مصروف ہو اور تم اُسکے ساتھ خلافِ عصیان ظاہر کرو مین تمکو جہاد کے لیے کہتا ہون تم تردد کا حیلہ کرتے ہو کیا تمہارے نزدیک اُن لوگون کو سردی نہین لگتی جیسی کہ تمکو سردی لگتی ہے پس تم اُس قوم کے ساتھ مشابہ ہو جنکو رسولِ خدا نے فرمایا اِنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ راہِ خدا مین لڑائی کو چلو اُنکے عظما و کبرا نے کہا کہ گرمی مین مت جاؤ حقتعالی نے اپنے نبی سے فرمایا قُلْ اُنسے کہہ دے نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ آتشِ جہنم شدتِ حرارت مین زیادہ ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہین قسم بخدا کہ اگر مومن کے موہنہ پر تلوار لگاؤن کہ مجھسے دشمنی کرے تو وہ ایسا نہ کرے گا اور کافر کو اگر دنیا و مافیہا دیوین کہ مجھکو دوست رکھے تو اُس سے یہہ ہو نہ سکے گا اور یہہ ایک امر ہے جو نبی اُمّی کی زبان پر فیصل ہو چکا ہے جبکہ اُنہون نے فرمایا لَا يَبْغَضُكَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُحِبُّكَ كَافِرٌ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ یعنے اے علیؑ مومن تجھکو دشمن نہ رکھے گا اور کافر تجھ سے محبت نہ کرے گا زیانکار ہے وہ جو افترا کرے اے اہلِ کوفہ قتالِ دشمن مین صبر و سکون ختیار کرو ورنہ قسم بخدا کہ حقتعالی تم پر اُس قوم کو مسلّط کریگا جسکی نسبت تم بدرجہا حق کے لئے اولے ہو گے پس وہ تمکو عذاب کرین گے بعد ازان حقتعالی اُنکو تمہارے ہاتھ سے یا جسکے ہاتھ سے کہ چاہے گا عذاب کرے گا۔ اے اہلِ کوفہ تم قتل ہونے سے ڈرتے ہو اور بسترِ مرگ کو معرکۂ نبرد پر ترجیح دیتے ہو مین شہادت دیتا ہون کہ مینے حضرت رسولِ خدا سے سُنا ہے اور آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ سے اور جبرئیلؑ نے ربِ جلیل سے خبر دی ہے کہ ہزار تلوارون کی چوٹین کھانا بستر پر پڑکر مرنے سے بہتر ہے۔ ابراہیم کہتا ہے کہ اشرافِ کوفہ علی علیہ السّلام کیطرف سے مغشوش تھا اور اُنکے قلوب عموماً معاویہ کی طرف مائل تھا سلئے کہ امیر المومنینؑ کیسکو اُسکے حق سے زیادہ ایک حبہ دینار روانہ رکھتے تھے اور معاویہ نے عطیات شرفا و عوام مین دو ہزار درہم کا تفاوت کر چھوڑا تھا اور عبدالرحمن بن جندب سے نقل کیا ہے کہ باشندگانِ دومتہ الجندل بنی کلب علیؑ و معاویہ سے کیسکی اطاعت مین نہ تھے اور کہتے تھے کہ ہم اسی حالت پر رہین گے جبتک کہ عامۂ مسلمانان امامِ واحد پر مجتمع ہون معاویہ کو ایک مرتبہ اُنکا خیال آیا مسلم بن عقبہ کو وہان بھیجا کہ صدقاتِ زکوٰۃ وغیرہ جمع و تحصیل کرے اُس نے آکر اُنکا محاصرہ کر لیا۔ امیر المومنینؑ کو یہہ حال معلوم ہوا تو مالک بن کعب ارحبی کو عین التمر سے جہان کہ وہ عامل تھا طلب کیا اور ایک ہزار سوار دیکر دومتہ الجندل کو بھیجا مالک اور مسلم بن عقبہ مین ایک روز از صبح تا شام لڑائی ہوئی اگلے روز نمازِ صبح پڑھ کر مسلم شام کو لوٹ گیا اور مالک نے دس روز وہان ٹھیر کر اُنکو صلح و اطاعت کی طرف دعوت کیا مگر اُنہون نے قبول نہ کیا مجبور کوفہ واپس آیا **دستبرد ضحاک بن قیس فہری** ابن ابی الحدید معتزلی نے کتاب غارات ابراہیم بن محمد ثقفی سے نقل کیا ہے کہ بعد واقعہ تحکیم سب سے پہلے غارت عراق مین ضحاک بن قیس فہری کی تھی کیفیت اُسکی یہہ ہے کہ قضیہ تحکیم کے بعد جب معاویہ نے سُنا کہ امیر المومنینؑ شام پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہین تو دمشق سے باہر نکلکر خیمہ زن ہوا اور اطراف و جوانبِ شام مین کیسکو بھیجکر اعلان کیا کہ علی بن ابیطالب عنقریب تم پر حملہ لانے والا ہے اور ایک اشتہار اطلاعِ عام کے لئے لکھ کر امر کیا کہ تمام قریات و قصبات مین اُسکو لوگون کے سامنے قرأت کرین مضمون اُسکا یہہ تھا **اما بعد** ہمارے اور علی بن ابی طالب کے درمیان عہد نامہ بشرط و پیمان تحریر ہوا اور دونو نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو حکم مقرر کیا تا کہ وہ بموجب کتابِ خدا ہمارے درمیان حکم کرے۔ اور عہدِ واثق کیا کہ فریقین حکمین کے فیصلہ سے تجاوز نہ کرین پس میرے حکم نے مجھکو خلافت پر منصوب کیا اور علیؑ کے حکم نے اُنکو معزول فرمایا اب وہ عہد شکنی کرکے بظلم اس طرف آرہے ہین پس تمکو چاہئے کہ مہیائے جنگ ہو کر جلد ہمارے پاس آجاؤ۔ پس ہر سمت سے سپاہ اُس کے پاس جمع ہو گئی اکثر اہلِ شام مقامِ صفین کو اپنے اوپر مبارک جان کر اُس طرف چلنے کی صلاح دیتے تھے۔ مگر عمرو عاص نے کہا کہ مالک کے درمیان لیئے ارض جزیرۃ العرب پر چڑہائی کرین کہ اس سے ہمارا رعب داب دوبالا ہو جائیگا اسی قیل و قال مین دو تین روز گزر گئے تا اینکہ جاسوس کوفہ سے خبر لائے کہ اصحاب علیؑ مین اختلاف

وتفرقہ پیدا ہوا اور ایک فرقہ انکارِ حکمین کرکے اُنسے جُدا ہوگیا اب وہ بجائے اسکے کہ شام پر آئین اُنسے لڑنے کو گئے ہین اہلِ شام نے یہہ سنکر خوشی کے نعرے مارے معاویہ ابھی اُسی جگہ مقیم تھا کہ خبر آئی کہ علیؑ نے اُن لوگون کو قتل کیا اُسکے بعد چاہتے تھے کہ لشکر سمیت اس طرف کو رخ کرین مگر صحاب نے اسے قبول نہین کیا اور لیت لعل درمیان لائے۔ یہہ خبر اور بھی شامیون کے سُرور وخوشی کا باعث ہوئی پس معاویہ نے ضحاک بنِ قیس فہری کو بُلا کر تین چار ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور کہا کہ نواح کوفہ کی سیر کر مگر شہر کوفہ سے احتراز کیجو راہ مین جسقدر اہلِ بادیہ اعراب کو علیؑ کی اطاعت مین پاوے انکا مال واسباب لوٹ لے اسپ سلاح چھین لے صبح کو ایک بستی مین ہو تو شام کو دوسری مین حتی الامکان فوجِ دشمن سے مقابلہ نہ کر۔ پس ضحاک وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین جو اعراب صحرانشین ملے اُنکو قتل وغارت کرتا ہوا ثعلبیہ پہنچا وہان قافلہ حجاج کو لوٹا۔ عمرو بنِ عمیس بن مسعود ذہلی برادر زادہ عبداللہ بنِ مسعود صحابی سے راہ حج مین ملا اُسکو ایک جماعت صحاب کے ساتھ قطقطانہ کے قریب قتل کیا۔ منقول ہے کہ عمر کے قتل پر وہ ملعون ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین ہون ضحاک بن قیس ابوانیس قاتل عمرو بن عمیس **المختصر** امیرالمومنینؑ نے سُنا تو ممبر پر گئے اور فرمایا اے اہلِ کوفہ بندہ صالح عمرو بنِ عمیس کا تمنے حال سُنا باہر نکلو اور دیکھو کتنے آدمی تم سے فوت ہوئے دشمن کے دفع مین سعی کرو کہ تمہارے گھر محفوظ رہین حاضرین نے باواز ضعیف وحزین جس سے سُستی وعجز ظاہر تھا جواب دیا حضرت نے فرمایا قسم بخدا کہ مین دوست رکھتا ہون کہ تم سے تنلو مرد کے بجائے انکا ایک آدمی میرے لئے ہوا ور معاویہ مجھ سے دینار ودرہم کا مبادلہ کرے قسم بخدا کہ مین اپنی نیّتِ صادق وبصیرتِ کامل پر موت سے کراہت نہین کرتا بلکہ بہت آسائش اور عظیم راحت اُس مین جانتا ہون وائے ہو تم پر میری ہمراہ جنگ کے لئے نکلے پھر کیا سمجھ کر بھاگ آئے مین کہانتک تمہارے ساتھ مدارا کرون جیسا کہ پارچہ کہنہ سے کرتے ہین کہ ایک طرف سے اُسکو سیتے ہین تو دوسری طرف سے پھٹ جاتا ہے قسم بخدا کہ ذلیل ہے وہ شخص جسکے تم مددگار ہوا ور خائب خاسر ہے وہ جسکے تم حصہ مین آؤ۔ تم ایک تیر بیپیکان شکستہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتے جوکہ دشمن کو کچھ مضرت نہین پہنچا سکتا۔ گھروں مین کثیر دکھائی دیتے ہو تشانون کے تلے قلیل اپنے گھر کے بعد پھر کس گھر کی حفاظت کروگے مجھ سے بہتر کس امام کے ساتھ ہوکر جہاد بجالاؤگے بعد ازان ممبر سے اُترے اور غریّین تک تشریف لائے وہان حجر بن عدی کے لئے علم ترتیب دیا اور چار ہزار مرد اُسکے ساتھ روانہ کئے۔ حجرؓ طلبِ ضحاک مین روانہ ہوئے کہ سماوہ مین جو علاقہ بنی کلب تھا پہنچا وہان امرؤ القیس بن عدی بن اوس کلبی خسر امام حسینؑ[1] سے ملاقات ہوئی وہ لوگ حجر کو پانی اور راہ پر دلالت کرتے تھے اور وہ طلبِ ضحاک مین شتابی کرتا تھا تا اینکہ نواح تدمر مین تلاقی فریقین ہوئی تھوڑی دیر باہم جنگ ہوئی ضحاک کے اُنیس ۱۹ آدمی مارے گئے اور اصحاب حجر سے دو شخصون نے شہادت پائی کہ اتنے مین رات حائل ہوگئی ضحاک تاریکی شب کو غنیمت جانکر نکل گیا چنانچہ صبح کو دیکھا اُسکا اور اُسکے صحاب کا نشان نہ تھا **ابراہیم** کہتا ہے کہ انہین ایام مین عقیل بن ابی طالبؑ نے امیرالمومنینؑ کی خدمت مین ایک خط لکھا **امابعد** اے برادر اے پسرِ مادر حقتعالیٰ تجھکو ہر بلا وبدی سے اپنے حفظ وامان مین رکھے تحقیق کہ مین ادائے عمرہ کے لئے مکّہ مین آیا راہ مین عبداللہ بنِ ابی سرح مع چالیس کس پسران طلقا کے ملا جنکے چہرونسے آثارِ شرارت نمودار تھے مینے کہا اے ابنائے شانیین کہان جاتے ہو کیا اس لئے جاتے ہو کہ معاویہ سے ملحق ہوا ور اطفائے نور خدا مین سعی کرو میرے اور اُنکے درمیان بہت گفتگوئین ہوئین مکہ مین آیا تو سُنا کہ ضحاک بن قیس نے حیرہ کو غارت کیا اور سالمًا وغانمًا مراجعت کی پس تف ہے یا علیؑ ہماری اس زندگی پر کہ ضحاک جیسے ناچیز شخص کو تیرے سامنے جرأت ہو۔ مینے سُنا ہے کہ صحاب تمہاری نصرت سے پہلوتہی کرتے ہین پس اے برادر اپنی رائے سے آگاہ کر اگر تم نے انجام ان امور کا موت کو سمجھ لیا ہے تو ہمکو لکھو کہ ہم تمام آلِ ابوطالبؑ تیرے پاس آئین اور اپنی جانین تجھ پر نثار کرین

[1] رباب بنت امرؤ القیس کلبی ازواج جناب سید الشہداء علیہ السلام مین داخل تھین انکے بطن سے سکینہ بنت الحسینؑ پیدا ہوئین ۱۲ منہ عفی عنہ

قسم بخدا کہ مین دنیا مین تیرے بغیر لمحہ بھر زندہ رہنا نہین چاہتا اور تمہارے بعد عیش ہمکو سخت ناگوار ہے والسلام حضرت نے اسکے جواب مین لکھا یہ خط ہے بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے عقیل بن ابو طالب کے نام **اما بعد** تیرا خط عبدالرحمن بن عبید ازدی کے ہاتھ آیا تو نے ہمین ابن ابی سرح کا تذکرہ کیا ہے لیکن ہمیشہ سے دشمن خدا و رسول ہے اور قریش اپنی قدیمی ضلالت اور گمراہی مین مبتلا۔ آگاہ رہو کہ اسوقت اہل عرب تیرے بھائی کی دشمنی پر متفق ہین جیسا کہ اس سے پہلے حضرت رسولخدا کی دشمنی پر متفق تھے انہون نے اسکا حق بھلا دیا اور اسکی فضیلت سے انکار کیا اور جنگ کرتے ہین خداوند تو میری طرف سے قریش کو جزائے بد دے کہ انہون نے قطع رحم کیا اور میرے حق سے مجھکو روکا اور میرے بھائی کی سلطنت مجھسے چھین کر ان لوگون کو دی جو نہ میری مانند قرابت رکھتے ہین نہ سابقہ۔ اور تو نے لکھا ہے کہ ضحاک نے حیرہ کو غارت کیا پس وہ زیادہ ذلیل ہے اس سے کہ حیرہ تک آئے مگر کچھ فوج کے ساتھ سماوہ سے بڑھا تھا اور قطقطانہ سے گزرا مینے ایک لشکر انبوہ مسلمانون کا اس پر بھیجا یہ سنکر اس نے فرار کیا انہون نے تعاقب کیا قریب شام ایک مقام پر گھر گیا مگر تلوار کے سامنے ذرا نہ ٹھیر سکا اور شکست کھائی انیس آدمی اسکے مارے گئے باقی شکستہ و خستہ بحال تباہ ورطۂ اجل سے جان بچا لیگئے اور جو کہ استدعا کی ہے کہ مین اپنی رائے لکھون سو تحقیق کہ میری رائے ان لوگون پر جہاد کرنیکی ہے تا اینکہ خدائے عزوجل سے ملاقات کرون نہ مجھکو کثرت اصحاب مغرور کرتی ہے نہ اکی قلت سے متوحش ہوتا ہون کسلئے کہ قسم بخدا کہ مین حق پر ہون اور اس حالت مین موت کے آنے سے کراہت نہین کرتا کسلئے کہ محق کے لئے جتنی خیر و خوبی ہے موت کے بعد ہے اور جو تو نے مع تمامی آل ابو طالب اس طرف آنے کو لکھا ہے مجھے اسکی کچھ حاجت نہین تم اپنے مقام پر باطمینان و آرام رہو تحقیق کہ مین دوست نہین رکھتا کہ مین ہلاک ہون تو تم بھی میرے ہمراہ ہلاک ہو والسلام **مروی** ہے کہ ایک مدت دراز کے بعد اس واقعہ کے جب ضحاک کوفہ آیا تو اس نے عبدالرحمن بن عبید سے پوچھا کہ مینے جنگ تدمر مین ایک مرد کو دیکھا تھا جسکا مثل آج تک نظر نہین آیا وہ کچھ آدمیون سے ہم پر حملہ آور ہوا مینے اسکے برچھی لگائی مگر کارگر نہ آئی اور وہ واپس ہوا تھوڑی دیر بعد پھر نکلا اور مجھ پر ایک ضربت تلوار کی لگائی لیکن خالی گئی پشت موڑ کر چلا تھا کہ مینے ایک تلوار اسکے سر پر لگائی تو استخوان سر مین گھس گئی۔ بخدا کہ میرا گمان تھا کہ اب نہ آئیگا۔ مگر یہ گمان غلط نکلا وہ پھر عمامہ سے سر کو لپیٹ کر آموجود ہوا۔ مینے کہا وائے ہو تجھ پر تجھکو اس ضربت نے آنے سے باز نہ رکھا کہا مین جو کچھ کرتا ہون رضائے خدا کے لئے کرتا ہون پس اس نے مجھ پر برچھی لگائی اور مینے اس پر اس اثنا مین اسکے اصحاب آگئے اور رات ہمارے درمیان حائل ہو گئی عبدالرحمن نے کہا یہ ربیعہ بن ماجد شجاع قبیلہ ہے اس لڑائی مین شریک تھا ضرور اس جوان مرد کے حال سے واقف ہوگا۔ ضحاک نے ربیعہ سے پوچھا تو اس مرد کو پہچانتا ہے کہا ہان پوچھا کون ہے کہا مین ہی ہون ضحاک نے اسکا سر دیکھا تو نشان زخم موجود تھا کہا اب بھی تیری وہی رائے ہے جو پہلے تھی ربیعہ نے کہا اب جیسے سب کی رائے ہے ویسی ہی میری ہے ضحاک نے کہا کچھ خوف نہین جبتک تم سے کوئی خلاف حرکت ظاہر نہ ہو امان مین ہو مگر تعجب ہے کہ تو زیاد کے ہاتھ سے کسطرح بچ گیا کہا اسکو خدا تعالی نے میرے قتل سے باز رکھا۔ **غارتِ نعمان بن بشیر** ابراہیم کہتا ہے کہ قبل جنگ صفین جبکہ معاویہ نے قاصد بھیجکر قاتلان عثمان کو امیر المومنین ؑ سے طلب کیا تاکہ اسکی عوض مین قتل کرے اور مقصود اصلی اسکا اس نامہ و پیام سے صرف یہ تھا کہ شامیون کے سامنے اسکی حجت تمام ہو اور اسکا معذور ہونا روشن ہو جائے تو اسوقت پہلے ابو مسلم خولانی پھر ابو ہریرہ و نعمان بن بشیر یہ پیام لیکر حضرت کی خدمت مین آئے آپنے نعمان سے فرمایا کہ مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ تیری تمام قوم یعنی انصار حق پر ہے یا تو تنہا کہا بلکہ تمام قوم حق پر ہے حضرت نے فرمایا کہ تمام انصار بجز دو تین شخصون کے میری اطاعت مین داخل ہین پھر تو کسلئے علیحدہ ہے کہا میری غرض یہان آنے سے یہی ہے کہ آپکی خدمت مین رہون اور دلی آرزو ہے کہ تم دونو کے درمیان صلح ہو جائے اگر ایسا ہوا تو بہتر ورنہ مین بہرحال خدمت مین حاضر ہون پس ابو ہریرہ شام کو واپس چلا گیا اور نعمان کوفہ مین رہا۔ مگر

بعد چندے بھاگا اور اثنائے راہ مین مقام عین التمر پر مالک بن کعب ارحبی عاملِ امیرالمومنین کے ہاتھ مین گرفتار ہوا آخر بعد زاری وسماجت وشفاعت رہا ہوکر
شام مین پہنچا اُسوقت سے مُعاویہ کے پاس بھا تھے کہ بعد قضیۂ تحکیم اُس نے افواج لوٹ مار کے لیئے بھیجنی شروع کین پس ضحاک کے بعد نعمان کو بھی دو ہزار سوار دیکر
عراق کو روانہ کیا اور اُسکو بھی وہی وصیت کی جو قزاق راہ زن اپنے شاگردون کو کرتے ہین کہ شہرون سے بچتا مجمعون اور گروہون سے کتراتا چلا جائیو اور نیز یہہ کہ
اہلِ سلاح کو زیادہ تر غارت کرنا اور جلد واپس آ - نعمان شام سے چلکر اُسی عین التمر مین آیا جہان پہلے پکڑا گیا تھا اور وہی مالک بن کعب ہان عامل تھا مالک کے پاس ایک
ہزار مرد کارزار رہتا تھا مگر اُسوقت اُس نے سب آدمی کوفہ کو بھیجدیئے تھے صرف ایک سو آدمی باقی تھے لاجرم ایک خط امیرالمومنین کی خدمت مین لکھکر عرضِ حال کیا اور
ایک شخص عبداللہ بن حوزہ ازدی نام کو قرظہ بن کعب انصاری ومخنف بن سلیم کے پاس جو عاملانِ امیرالمومنین اور اس مقام سے نزدیک تر تھے روانہ کیا کہ انکے طلب
نصرت کرے اور خود اُن سو آدمیون کو جمع کرکے کہا کہ تمکو معلوم ہے کہ نعمان ہم پر چڑھ کر آیا ہے اُسکے ساتھ دو ہزار آدمی ہین اور ہم کل ایک سو مرد ہین - مگر اس سے بے دل
نہونا چاہیئے کس لئے کہ حقتعالی بیشتر اوقات دس کو سو پر اور سو کو ہزار پر اور قلیل کو کثیر پر فتح وظفر عنایت کرتا ہے - پس دیوار ہائے قریہ کو پس پشت لیکر دلیرانہ جنگ کرو
عبداللہ بن حوزہ کہتا ہے کہ مالک کا پیغام لیکر مین اول قرظہ کے پاس گیا اُس نے کہا مین صرف تحصیلِ خراج پر مقرر ہون میرے پاس اس قدر آدمی نہین کہ تمہاری مدد کرون
پس مین مخنف کے پاس گیا اُس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن بن مخنف کو پچاس آدمی دیکر میرے ساتھ کیا - اُدھر مالک اور نعمان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی تھی ہم قریب
عصر وہان پہنچے تو اصحاب مالک مین دم باقی نرہا تھا لڑتے لڑتے تلوارین ٹوٹ گئی تھین اگر ہم تھوڑی دیر اور نہ پہنچین تو اُنکی ہلاکت مین شک نہ تھا پس ہم نے دوسری
طرف سے حملہ کیا شامیون کو گمان ہوا کہ ہمارے پیچھے اور کمک ہے اُنکے قدم اُکھڑ گئے ہم نے تین شخصون کو اُنکے قتل کیا اتنے مین رات ہوگئی اور شامی سپاہی شب مین فرار ہوگئے
مالک نے امیرالمومنین کی خدمت مین فتحنامہ لکھا **امابعد** نعمان بن بشیر مع افواجِ شام شوم ہم پر نازل ہوا میرے اعظم اصحاب اُسوقت مجھ سے جدا تھے تو کلا علے اللہ تقیہ کو
لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا شام تک اُسکے ساتھ لڑتا رہا اور مخنف بن سلیم سے امداد کی درخواست کی اُس نے عبدالرحمن اپنے بیٹے کو پچاس مرد شیعیانِ امیرالمومنین سے ہمراہ کرکے
کمک کو بھیجا ہم سب نے بالاتفاق دشمن پر حملہ کیا حقتعالی نے ہماری نصرت کی اور دشمن مغلوب ہوا اور فوجِ خدا مظفر ومفتوح پس خوب جوان ہے عبدالرحمن اور اچھے انصار
ہین اُسکے اصحاب وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ مروی ہے کہ جسوقت مالک کا پہلا خط کوفہ مین پہنچا تو حضرت امیرالمومنین نے
اُسکو جماعتِ حاضرین کے سامنے پڑھا اور فرمایا اے اہلِ کوفہ افواجِ شام تمہارے ملک پر حملہ لاتی ہین اور تم گھرون مین بیٹھکر دروازہ بند کر لیتے ہو مین پکارتا ہون نہین
بولتے فریاد کرتا ہون نہین سنتے اب نعمان بن بشیر عین التمر پر لشکر لایا ہے تمہارا بھائی مالک بن کعب تم سے خواستگارِ اعانت وامداد ہے اُسکی فریاد سنو اور دستگیری کرو
حضرت نے فرمایا مگر اُن پر کچھ اثر نہوا تب آپنے رؤسا ونقبائے شہر کو علیحدہ طلب کرکے فرمایا کہ عوام کو حرث وترغیب کرین اُسوقت بمشکل تمام تین سو مرد کے قریب جمع
ہوئے - یہ امر باعثِ ملال ہوکر ممبر پر تشریف لے گئے اور بکمالِ عتاب خطاب کیا کہ مین اُس قوم مین مبتلا ہون کہ اُنکو بلاتا ہون اور نہین آتے حکم کرتا ہون تو اطاعت
نہین کرتے ایہا الناس کس لئے یہہ پس وپیش ہے اور نصرتِ خدا مین کاہے کا انتظار ہے آیا تم کوئی دین نہین رکھتے کہ تمکو جمع کرے یا غیرت وحمیت باقی نہین جو تمکو
جوش مین لاوے مین تم سے تمہارے بھائیون کی امداد کی درخواست کرتا ہون تم تکاسُل کرتے ہو اور گھر سے نہین نکلتے اور نکلے تو بہت ضعیف قلیل گویا انکو موت کی
طرف لیجا رہے ہین اور وہ دیکھتے ہین پس ممبر سے اُترکر داخلِ دولت سرا ہوئے - عدی بن حاتم طائی نے اُٹھکر کہا قسم بخدا کہ یہہ خذلان ہے ہم نے امیرالمومنین سے اس
بات پر بیعت نہین کی پھر حضرت کی خدمت مین داخل ہوکر عرض کی یا امیرالمومنین ایک ہزار مرد قبیلۂ طے سے میری اطاعت مین ہین اگر حضرت ارشاد کرین تو مین اُنکو

لیکر جاؤن فرمایا مین ایک قبیلہ کو قبائل عرب سے دشمن کے سامنے نہین بھیجتا۔ مگر تو باہر نکلکر نخیلہ مین قیام کر پس حضرت نے ہر شخص کے لئے اُنسے سات سو درہم مقرر کیے اور عدی کے پاس سوائے اسکی قوم کے ایک ہزار مرد جمع ہوگئے مگر ابھی اس لشکر نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ نعمان کی ہزیمت کی خبر آگئی **مفسدۂ بصرہ و قتل عبداللہ بن عامر الحضرمی** ابراہیم بن محمد نے کتاب غارات مین روایت کی ہے کہ جب محمد بن ابوبکر مصر مین مقتول ہوا تو معاویہ نے چاہا کہ عبداللہ بن عامر حضرمی کو بصرہ بھیجے کہ اہل بصرہ کو طلب خون عثمان کی طرف دعوت کرے اُس نے اس مقدمہ مین عمرو بن عاص سے جو اُسوقت اسکی طرف سے عامل مصر تھا مشورہ کیا ابن عاص نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور لکھا کہ اس سے تیرے دوست شاد اور دشمن قرین حزن و ملال ہونگے پس معاویہ نے ابن حضرمی کو اُس طرف روانہ کیا اور ایک خط اپنی طرف سے مشتمل بر ترغیب و تحریص بطلب خون عثمان اہل بصرہ کے نام لکھ کر اُسکو دیا تا کہ اُنکے سامنے قرأت کرے اُس نے بصرہ مین آکر معاویہ کا خط اُنکے سامنے پڑھا بصریون مین اختلاف ہوا بعض نے اُس دعوت سے انکار کیا اکثرون نے قبول و منظور کر لیا عامل بصرہ اُسوقت عبداللہ بن عباس کی طرف سے زیاد بن عبید تھا اور خود ابن عباس تعزیت محمد کے لئے امیر المومنین کی خدمت مین کوفہ گئے ہوئے تھے زیاد نے جب بصریون کی رجوع ابن حضرمی کی طرف زیادہ دیکھی تو قبیلۂ ازد مین پناہ گزین ہوا اور خط لکھ کر ابن عباس کو تمام ماجرے کی اطلاع دی۔ اور اُنکے ذریعہ سے یہہ کیفیت معروض رائے عالم آرائے امیر المومنین ہوئی معہذا تمام کوفہ مین یہہ خبر شائع و ذائع ہوگئی۔ اہل کوفہ از روے رشک و حسد مختلف اشخاص کی نسبت رائے دیتے تھے کہ اس فساد کے دفع کے لئے بصرہ کو بھیجے جائین یہہ باہمی بغض و عناد ناملائم طبع ہمایون ہوا فرمایا ایہا الناس اس تباغض و تحاسد کو ترک کرو سزاوار ہے کہ وقار اسلام تمکو باہمی نزاع و تکرار سے باز رکھے اپنے کلمہ کو واحد کرو اور دین خدا کو لازم پکڑو اور اخلاص فیمابین سے اُسے مضبوطی دو کہ کفار پر اتمام حجت ہو بتحقیق کہ سوائے اسلام کے کوئی دین کسی فرد بشر سے قبول و منظور نہ کیا جائے گا۔ یاد کرو کہ تم قلیل مشرک بایکدگر دشمن و متفرق تھے اسلام نے تمکو کثیر و مجتمع و مُوحّد و بایکدیگر دوست بنایا پس محبت کے بعد عداوت نہ کرو اور اجتماع کے بعد تفرقہ کو راہ نہ دو جہان آتش فساد مشتعل دیکھو اور فرقہ فرقہ جدا پاؤ تلوار لیکر بہتر و مہتر قوم کے ساتھ ہو تا اینکہ خدا اور کتاب خدا اور سنت رسولخدا کو پاؤ لیکن یہہ نفسانیت خطوات شیاطین سے ہے اس سے باز رہو کہ فلاح و نجاح پاؤ **واقدی** کہتا ہے کہ علی علیہ السلام چاہتے تھے کہ قبیلۂ بنی تمیم سے کوئی شخص بصرہ کو جائے اور وہان اپنی قوم کو حمایت ابن حضرمی سے مانع آئے مگر کوئی مانتا نہ تھا حتے کہ چند روز اس طرح پر گزر گئے تب آپنے فرمایا تعجب ہے کہ قبیلۂ ازد میری اعانت کرے اور مضر سے خذلان ظاہر ہو اور اس سے بھی زیادہ تر عجیب یہ ہے کہ بنی تمیم بصرہ نے مجھ سے مخالفت کی اور بنی تمیم کوفہ میری نصرت سے تقاعد کرتے ہین مین کہتا ہون کہ چند اشخاص اُنسے وہان جائین اور اُنکو طریق رشاد کیطرف ہدایت کرین وہ صُمٌ بکمٌ کچھ جواب نہین دیتے اسکا باعث صرف جبن و بزدلی ہے اور یہہ کہ زندگانی چند روزہ دنیا کو دوست رکھتے ہین۔ پھر فرمایا کہ ہم حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ اپنے باپ بھائی بیٹے اور اعمام و اخوال کو راہ خدا مین قتل کرتے تھے اور اس سے ہمارے ایمان و تسلیم زیادہ ہوتے تھے۔ جہاد اعدائے دین مین مراسم سعی و اجتہاد بجالاتے تھے اور ہنگام نزول بلا صبر کو اپنی سپر بناتے ایک مرد ہم سے اور ایک دشمن سے نکلتا اور باہم جنگ جو ہوتا کبھی یہ اُسکو کاسۂ مرگ سے سیراب کرتا کبھی وہ جام شہادت اُسکو پلاتا پس جب حقتعالی نے ہماری صدق نیت و اخلاص طویت کو مشاہدہ کیا تو فتح و نصرت ہم پر اور ادبار و نکبت ہمارے دشمنون پر نازل کی۔ تا اینکہ بیخ اسلام مستحکم ہوگئی قسم بخدا کہ اگر ہم تمہاری طرح ہوتے تو عمود دین ہرگز قائم نہ ہوتا اور شجر اسلام سے ایک سبز شاخ نہ نکلتی قسم بخدا کہ تم اپنے اس کردار پر پشیمان ہوگے اور نقصان اُٹھاؤ گے پس اعین بن ضبیعہ مجاشعی اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین

مین انشاء اللہ تعالیٰ اس مہم کو آپکے کفایت کرتا ہون یا ابن حضرمی کو بصرہ سے نکال دونگا یا قتل کرونگا۔ حضرت نے اُسے اجازت دی اعین کوفہ سے بصرہ آیا اور زیاد سے ملاقات کرکے اپنے آنیکی علت اُس سے بیان کی وہ بنی ازد مین مقیم تھا اسی اثنا مین زیاد کے پاس امیر المومنین کا نامہ پہنچا اُس مین مرقوم تھا کہ مینے اعین بن صبیعہ کو تیرے پاس بھیجا ہے کہ اپنی قوم کو ابن عامر سے دور کرے اگر حسب مظنون اُس نے ان اوباش کو پراگندہ کردیا تو بہتر ورنہ جو لوگ تیرے مطیع ہین اُنکو لیکر اہل عصیان سے جہاد کر اگر فتح میسر ہو فہو المراد نہین تو اُنکے ساتھ جنگ مین مماطلہ و درنگ کرتا وقتیکہ افواج مسلمین تجھ پر سایہ افگن ہون حقتعالے ظالمون مفسدون کو ہلاک کرے اور مومنین مظفر و منصور ہون والسلام۔ زیاد نے یہ خط پڑھکر اعین کو دیا اُس نے پڑھا اور کہا مجھکو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہہ کار روبراہ ہوجائے پھر وہانسے اپنی قیام گاہ پر آیا کچھ لوگ اُسکی قوم کے اُسکے پاس جمع ہوگئے اُنسے کہا کیون اپنی جان عزیز سے سیر ہوکر اپنے قتل کے درپے ہوا اور چند سفہائے اشرار کے ساتھ ہلاک ہوتے ہو قسم بخدا کہ مین تمہارے پاس نہین آیا الا یہہ کہ افواج تمہارے واسطے تیار ہین اگر حق کیطرف مراجعت کرو تو بہتر ہے ہم قبول کرین گے اور گزشتہ کو معاف کردین گے نہین تو واللہ کہ تمہارا استیصال و ہلاکت ہے اُنہون نے کہا ہم تیری بات سُنتے ہین اور اطاعت کرتے ہین پس اعین اُنکو ہمراہ لیکر ابن عامر اور اُسکے اصحاب کیطرف گیا وہ اپنے مقام سے نکلکر صف آرا ہوئے اعین تمام روز اُنکو فہمائش کرتا رہا کہ نکث بیعت نہ کرو اور مخالفت امام سے باز آؤ مگر اُسکا اثر برعکس ہوا وہ اُسکو دشنام دیتے تھے آخر شام کو اپنے مقام پر واپس آیا تو دس نفر خوارج سے اُسکے درپے ہوئے اُنہون نے رات کو جسوقت وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا تلوارون سے اُسے زخمی کیا اعین باتن عریان وہانسے نکلا کہ جان بچاوے مگر خارجیون نے اثنائے راہ مین اُسے قتل کیا زیاد نے تمام ماجرے امیر المومنین کی خدمت مین لکھا اور التجا کی کہ حضرت جاریۃ بن قدامہ کو اس مہم پر بھیجین وہ مطاع قوم اور صاحب فہم و فراست ہے اور دشمنان امیر المومنین پر شدت وحدت اُسکی زیادہ ہے حضرت امیر المومنین نے زیاد کا خط پڑھکر جاریہ کو بلایا اور یہہ حال اُسکے روبرو بیان کیا۔ اُس نے عرض کی یا امیر المومنین آپ مجھکو وہان بھیجین اور حقتعالیٰ سے خواستگار اعانت ہون فرمایا ببرکت خدا روانہ ہو کعب بن قعین کہتا ہے کہ جاریہ پچاس شخص بنی تمیم سے ساتھ لیکر نکلا مین بھی اُسکے ساتھ تھا اور بجز میرے کوئی یمانی اُنمین نہ تھا۔ مین شدید التشیع تھا مینے جاریہ سے کہا اگر تو کہے تو مین تیرے ساتھ چلون نہین تو اپنی قوم کیطرف لوٹ جاؤن اُس نے کہا نہین بلکہ ہمارے ہمراہ چل قسم بخدا کہ مین چاہتا تھا کہ وحش و طیر ہماری مدد کرین چہ جائیکہ انسان پس جاریہ بصرہ مین آیا۔ پہلے اُس نے زیاد سے ملاقات کی۔ اور اُنکے درمیان تھوڑی دیر باتین ہوتی رہین بعد ازآن وہان سے نکلا اور بنی ازد مین کھڑا ہوکر کہا حقتعالیٰ تمکو جزائے خیر دے تمنے اپنے

امیر کی اطاعت کی اور حق کو لازم پکڑا جبکہ اورون نے اس سے انکار کیا۔ پھر نامۂ امیر المومنین جو اہل بصرہ کے نام تھا سبکے سامنے پڑھا اُس مین مندرج تھا کہ حقتعالیٰ کریم و حلیم ہے عقوبت مین تعجیل نہین کرتا اور مذنب کو اول وہلہ مین نہین پکڑتا بلکہ مواخذہ کو تراخی و تانی مین ڈالتا ہے پھر توبہ کو قبول کرتا ہے اور معصیت سے درگزرتا ہے تاکہ حجت تمام ہو اور عذر کی گنجائش نہ رہے اے اہل بصرہ تم اپنے گزشتہ خلاف و شقاق پر مستوجب عقوبت و عذاب تھے مگر مینے تمہارے جرمون کو عفو کیا مُقبل سے قبول کیا مُدبر کو چھوڑدیا اور تم سے بیعت لی پس اگر تم نے عہد کو پورا کیا اور قبول نصیحت کرکے طریق مستقیم اطاعت پر قائم رہے تو مین تمہارے درمیان بموجب کتاب خدا عمل کرونگا اور سبیل ہدایت و ارشاد کو تم پر کھول دونگا قسم بخدا کہ مین بعد رسول خدا اس امت پر کوئی والی نہین جانتا کہ علم و عمل مین مجھ سے فائق ہو اور جو اس جہالت و سفاہت سے باز نہ آئے اور فتنہ و فساد ہی پر اصرار کیا تو بخدا سوگند تمکو وہ روز مصیبت پیش آئیگا کہ روز جمل اُسکے سامنے حقیر و ناچیز دکھائی دیگا مگر مجھکو اُمید ہے کہ تم اپنے نفسون کی طرف راہ کشادہ نہ کروگے مین یہ خطاب تمام حجت کے لئے تمکو

لکھتا ہون اسکے بعد اور خط نہ لکھونگا۔ جب یہ مکتوب بصریون کے سامنے پڑھا گیا تو صبرہ بن شیمان اٹھا اور کہا سمعنا واطعنا نحن حرب لمن حارب امیر المومنین وسلم لمن سالمہ یعنی ہمنے سنا اور اطاعت کی جو امیر المومنین سے لڑے ہم اس سے لڑین گے اور جو انکے ساتھ صلح کرے اس سے بصلح پیش آئین گے۔ اے حارثہ اگر تیری قوم تجھکو کفایت کرے تو بہتر ورنہ ہم تیری نصرت کے لیے موجود ہین اسیطرح اور چند روسا واشراف قبیلہ نے اٹھکر تقریرین کین مگر حارثہ نے کیکو اپنے ساتھ نہ لیا اور خود بنی تمیم مین گیا۔ اور انسے اس مقدمہ مین گفتگو کی سب خاموش تھے اور کچھ جواب نہ دیتے تھے الا اراذل واوباش نے اسکو بہت سب وشتم کیا اور آمادہ فساد ہوئے پس حارثہ نے بنی ازد سے طلب اعانت کی وہ زیاد کے ساتھ وہان آئے ادھر سے عبداللہ عامر اپنے اصحاب کو لیکر باہر آیا شریک بن اعور حارثی کہ شیعہ امیر المومنین اور حارثہ کا دوست تھا اگر حارثہ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ تلاقی صفین کے بعد تھوڑی دیر جنگ ہوتی رہی آخرش بنی تمیم منہزم ہوئے حارثہ نے انکا تعاقب کیا وہ سبیل سعدی کے مکان مین تحصن ہوئے حارثہ اور زیاد نے اس مکان کا محاصرہ کر لیا اور حارثہ نے آتش طلب کی کہ اس مکان کو ان پر جلا دے بنی ازد نے کہا ہم تجھکو اس کام کے لئے نہین کہتے یہ لوگ تیری ہم قوم ہین جو چاہے انکے ساتھ سلوک کر حارثہ نے اس گھر کو آگ دیدی اور عبداللہ حضرمی مع ستر آدمیون کے جلکر ہلاک ہوئے اور بنی ازد نے زیاد کو دار الامارہ مین لیجاکر قصر و بیت المال پر قبض و تصرف کرا دیا اور کہا اب ہم تیرے حق جوار سے فارغ ہوئے زیاد نے امیر المومنین کی خدمت مین کوفہ کو خط لکھا اور حارثہ کی مدح کی کہ اسی کی بدولت یہ فتح نصیب ہوئی دشمنون سے کچھ آدمی آگ مین جلائے گئے بعض پر سقف و دیوارین گرائی گئین مابقی علف تیغ بیدریغ ہوئے جو زندہ بچے چونکہ اپنے کردار پر نادم و پشیمان اور اس سے تائب تھے انسے عفو و صفح عمل مین آیا حضرت امیر المومنین نے یہ خط مجمع صحابہ کے روبرو پڑھا اور جملہ حضار ان اخبار کو سنکر شادمان ہوئے اور حارثہ اور بنی ازد کی صفت و ثنا کی اور بصرہ کی مذمت فرمائی کہ یہی شہر ہے جو سب سے اول حرق و غرق سے خراب ہوگا تا اینکہ اسکی مسجد مثل جوجو سفینہ پانی سے باہر رہیگی باقی سب ڈوب جائے گا۔

غارت سفیان بن عوف غامدی بر انبار غامد ایک قبیلہ ہے یمن سے جو ایک شاخ بنی ازد کی ہے اور یہ لقب تھا عمر بن عبداللہ بن کعب ازدی سر قبیلہ کا۔ اسکے معنے ڈھانپنے اور پوشیدہ کرنے والے کے ہین چونکہ عمر مذکور نے ایک مفسدہ کو جو انکے قبیلہ مین تھا رفع دفع کیا تھا۔ اسلئے یہ لقب پایا اور انبار ایک عراق کے مشہور و معروف شہر کا نام ہے۔ کیفیت اس واقعہ کی یہ ہے کہ معاویہ نے سفیان بن عوف سے کہا کہ مین تجھکو ایک لشکر انبوہ کے ساتھ عراق پر بھیجتا ہون دریائے فرات کے کنارہ کنارہ چلا جا تا اینکہ ہیت پر پہنچے اگر لشکر وہان ملے تو اسکو غارت کر اور انبار کیطرف متوجہ ہو اگر وہان لشکر نہ ملے تو مدائن کا رخ کر اور خبردار کہ کوفہ کے نزدیک نہ جائیو اور تجھکو معلوم رہے کہ اگر مدائن اور انبار کو غارت کیا تو ایسا ہے گویا کوفہ کو غارت کیا۔ اے سفیان یہ غارات عراق مین ہمارے رعب کو زیادہ کرین گے جو لوگ ہمارے دوستون سے وہان ہین اور انکے درمیان سے نکلنا چاہتے ہین انکے حوصلے بڑھ جائین گے پس تو جس مقام سے گزرے چاہئے کہ اسکو تباہ و خراب کرے جس مرد کو اپنے برخلاف پاوے اسے قتل کرے اور مال و متاع کو انکے لوٹ لے کہ یہ بھی قتل سے کم نہین بلکہ اس سے زیادہ دل دکھانے والا ہے۔ سفیان کہتا ہے کہ معاویہ نے چھ ہزار آدمی میرے ساتھ کئے مین انکو لیکر شام سے نکلا اور بموجب اسکے اشارہ کے کنارہ فرات کو ہو لیا اور جلد جلد جاتا تھا تا اینکہ ہیت مین پہنچا وہ لوگ میرا آنا سنکر فرات کو عبور کر گئے تھے کوئی غیر آدمی وہان دکھائی نہ دیا لاجرم داخل قریہ سے گزرتا ہوا صندوط گیا وہان بھی کوئی متنفس نظر نہ آیا پس انبار مین آیا وہان سے کچھ سپاہ مسلح مقابلہ کو نکلی مین انکو دیکھکر ٹھٹکا کچھ اطفال قریہ نظر آئے انکے پاس جاکر دریافت کیا کہ انبار مین اصحاب علی کی کسقدر جمعیت ہوگی انہون نے کہا کہ صاحب سلاح فوج پانچسو تھی مگر اب متفرق ہوگئی بہت سے انمین کوفہ کو چلے گئے شاید اب

دو سو آدمیون کے قریب باقی ہون پس مین یہ سنکر وہین اُترا اور لشکر سے گروہ گروہ علیحدہ کرکے اُنکے مقابلہ کو بھیجے شروع کئے قسم بخدا کہ وہ اُنکا مقابلہ کرتے اور ثابت قدمی سے لڑتے تھے جب مینے یہ دیکھا تو قریب دو سو جوان کے اکٹھے بھیجے اور اُنکے پیچھے کچھ سوار روانہ کئے جب یہ سوار و پیادے اُن پر پہنچے تو اُنکے قدم اُکھڑ گئے اور تھوڑی دیر مین تمام متفرق ہو گئے اور اُنکا سردار مع تیس چالیس آدمیون کے مارا گیا اور ہمنے داخل شہر ہوکر جو مال و اسباب ہان پایا لوٹ لیا اور صحیح و سالم مراجعت کی قسم بخدا کہ کوئی لڑائی جو دل کو سرور اور آنکھون کو نور دے مینے ایسی نہین دیکھی معلوم ہوا کہ اُس سے ہماری ہیبت چھا گئی شام کو واپس آیا تو معاویہ سے تمام سرگزشت بیان کی اُس نے کہا قسم بخدا کہ مجھ کو تیری طرف سے یہی گمان تھا۔ قسم بخدا کہ بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ ہم نے دیکھا کہ لشکر عراق سے بہت لوگ علیؑ سے روگردان ہوکر ہماری طرف آرہے ہین جندب بن عوف کہتا ہے کہ مین اشرس بن حسان بکری کے ساتھ لشکر انبار مین تھا کہ سفیان مع افواج شام ہمارے سامنے نمودار ہوا ہم اُنکی زرق برق دیکھ کر خائف ہوئے اور جانا کہ اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے۔ پس اپنے سردار کے ساتھ باہر نکلے اور ہمارے اُنکے درمیان لڑائی ہوئی مگر تھوڑی ہی دیر مین منہزم ہوئے اُسوقت ابن حسان گھوڑے سے اُترا اور اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرتا تھا۔ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ؕ یعنی بعض تو اُنمین سے مر چکے ہین اور بعض منتظر مرگ ہین اور کوئی تغیر و تبدل اُنہون نے نہین کیا۔ پس اپنے صحاب سے کہا کہ جو شخص تم سے ملاقات خدائے تعالیٰ کا ارادہ نہین رکھتا ہے اور موت پر رضی نہین اُسکو چاہیے کہ جبتک ہم اُنکے ساتھ لڑنے مین مصروف ہین قریہ سے نکلجائے بتحقیق کہ ہماری لڑائی اُنکو فراریون کے تعاقب سے باز رکھے گی اور جو آخرت کا طلبگار ہے پس جو حق تعالیٰ کے پاس نیکون کے لئے آمادہ ہے دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔ تیس شخص اُسکے ساتھ مہیائے کارزار ہوئے راوی کہتا ہے کہ مینے بھی چاہا کہ اُنکے ساتھ ہون مگر میرا نفس اسپر رضی نہوا پس یہ لوگ آگے بڑھے اور جنگ کی تا اینکہ سبکے سب مقتول ہوئے اور ہم بھاگ گئے۔ جب اس حادثہ کی خبر قاصدون کی زبانی امیر المومنین کو کوفہ مین پہنچی تو ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس سفیان بن عوف نے لشکر شام سے انبار پر چڑھائی کی اور تمہارا بھائی اشرس بن حسان اس معرکہ مین مقتول ہوا بخدا قسم کہ اُسکو گمان نہ تھا کہ ایسا ہوگا پس دھوکہ کھایا اُس نے اور دار عقبیٰ کو دنیا پر اختیار کیا پس اجابت کرو اہل انبار کی اور تعاقب کرو شامیان نا ہنجار کا تحقیق کہ اگر کچھ آدمی بھی اُنمین تمہارے ہاتھ پر قتل ہو گئے تو تم ہمیشہ کے لئے اُنکو عراق سے نکال دوگے پس خاموش ہوئے بامید اسکے کہ کچھ جواب دین یا کوئی کلمہ الخیر اُنکے موہنہ سے نکلے۔ مگر سب خاموش تھے۔ لہذا غضبناک ممبر سے اُترے اور پاپیادہ نخیلہ کیجانب روانہ ہوئے اصحاب حضرت کے ساتھ تھے اور جوش غضب سے ردائے مبارک زمین پر لٹکتی جاتی تھی نخیلہ مین پہنچ کر ایک بلند جگہہ پر کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی اور درود حضرت رسالتپناہی فرمایا کہ جہاد ایک باب ہے ابواب جنت سے جسکو حقتعالیٰ نے اپنے خاص دوستون کے لئے کھولا ہے وہ لباس ہے تقویٰ و پرہیزگاری کا اور زرہ حصین و سپر وثیق خدا ہے جو اس سے نفرت کرے حقتعالے اُسکو ثوب ذلت و ہوان پہناتا ہے اور مبتلائے بلا و آفت فرماتا ہے وہ خواری و فضیحت کھینچتا ہے اور رنج و مصیبت جھیلتا ہے دشمن اُس پر غالب آتے ہین اور انصاف سے محروم رہتا ہے بتحقیق کہ مینے رات دن خفیہ و علانیہ تمکو دعوت کی کہ اس قوم کے ساتھ جنگ کرو قبل اسکے کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کرین قسم بخدا کہ کسی قوم نے اپنے گھر کی دیوار تلے لڑائی نہین کی اِلّا یہ کہ ذلیل ہوا مگر تم نے میرا حکم نہ مانا اور بہ لیت و لعل اُسکو ٹالتے رہے تا اینکہ اب چارون طرف سے غنیم تم پر غارت لا رہا ہے اور تمہارے ملک کو پامال اور تمہارے قبضہ سے اُسکو نکال رہا ہے یہ پسر عوف غامدی انبار پر لشکر لایا اور ابن حسان میرے عامل کو قتل کیا اور ہماری سپاہ کو سرحد سے ہٹا دیا وہ ستمگر گھرون مین گھس گئے اور زنان مسلمہ و کافرات ذمیہ کے ہاتھ پیر کان اور گلے سے زیور

خطبۂ امیر المومنین بعد قتل ابن حسان در ترغیب جہاد

اُتارتے تھے عورتین غل مچاتی تھین کوئی نہ سُنتا تھا فریاد کرتی تھین کوئی اُنکی فریادرسی نہ کرتا تھا پس مال فراوان لیکر معاودت کی اور ایک کس بھی اُن سے
نہ تلف ہوا نہ کیسکو زخم آیا - اگر مردِ مسلم اِس حادثہ دردناک کو سُنکر افسوس کرتے کرتے مر بھی جاوے تو میرے نزدیک ملوم نہین بلکہ اُسکے سزاوار ہے بخدا قسم کہ
ان لوگون کا باطل پر جمع ہونا اور تمہارا حق سے پریشان و متفرق ہونا قلوب کو مارتا ہے اور غم والم کو زندہ کرتا ہے وائے ہو تم پر کہ ہدف تیرِ بلا بنگئے
تاراج ہوتے ہو اور کچھ نہین کرتے حملے تم پر کئے جاتے ہین اور بیٹھے دیکھتے ہو ملک مین معاصی خدا واقع ہوتے ہین اور راضی ہو اگر تابستان مین تم سے کہتا ہون
کہ اُس طرف چلو تو گرمی کا عذر پیش کرتے ہو زمستان مین کہتا ہون تو سردی کا بہانہ لیتے ہو پس جبکہ تم گرما و سرما سے اسطرح بھاگتے ہو تو بخدا قسم کہ آتش
تیغ سے زیادہ تر بھاگو گے - اے مردانِ صورت تو تم واقع مین مرد نہین ہو بلکہ اطفال خوردسال و زنان مخدرہ فی الحجال سے بزدل تر ہو - مین نہین چاہتا کہ تمہاری
صورت دیکھون بلکہ میرے اور تمہارے درمیان تعارف ہو کہ بجز افسوس و ندامت اس سے کچھ حاصل نہین تم نے میرے دل کو صدید دریم بنا دیا اور
میرے سینہ کو غیظ و غضب سے پُر کر دیا - اور مجھکو درد والم کے گھونٹ پینے پڑے اور تمہاری نافرمانی نے میری رائے و تدبیر کو برہم کر دیا - حتے کہ قریش
کہتے ہین کہ پسر ابوطالب مردِ شجاع ہے اِلّا فنِ حرب سے ناآشنا ہے - مین کہتا ہون کہ مجھسے بڑھکر اس فن مین کس کو مہارت ہوگی اور میرے سے زیادہ اسکا
ماہر کہان ملیگا ہنوز بیس سال کا نہین ہوا تھا کہ جنگ و جدال مین پڑا اب اسی کار مین ساٹھ برس کو پُہنچا - پھر تین مرتبہ فرمایا لٰکِن لَا رَاْیَ لِمَن لَّا یُطَاعُ
یعنے جسکی اطاعت نہ کیجائے اُسکی کوئی رائے نہین - ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغتہ کہتا ہے کہ یہ خطبہ خطبِ مشہورہ امیر المومنین علیہ السلام سے ہے بہت
لوگون نے اُسکو آنحضرت سے نقل کیا ہے اور ابو العباس مُبرّد نے شروع کتاب کامل مین اُسکو وارد کیا ہے اور بموجب ایک روایت کے یہ خطبہ اُس جناب نے
نخیلہ مین نہین فرمایا بلکہ اُسوقت اصحاب حضرت کے ساتھ گئے اور شرفا و رؤسا نے گرد جمع ہو کر کہا یا امیر المومنین ہم سفیان بن عوف کی مہم کو آپسے
کفایت کرین گے حضرت گھر کو واپس چلین حضرت فرماتے تھے کہ تم نہ مجھسے کفایت کرو گے نہ اپنے نفسون سے اور وہ اصرار کرتے تھے حتے کہ واپس لے آئے
پس حضرت امیر المومنین نے سعید بن قیس کو آٹھ ہزار مرد دے کر سفیان کے عقب مین روانہ کیا - اور آثار حزن و ملال ناصیہ حال اُس جناب مین نمایان
تھے المختصر سعید روانہ ہوا اور قنسرین تک سیر کی - مگر سفیان نکل گیا اور اُسکے ہاتھ نہ آیا کوفہ کو واپس آیا تو اُن ایام مین امیر المومنین علیل تھے
اور اسقدر طاقت نہ تھی کہ لوگون مین خود کھڑے ہو کر خطبہ فرماوین پس مسجد مین آکر قریب باب سدہ متصل مسجد بیٹھے اور حسنین علیہما السلام و عبد اللہ
جعفر حضرت کے ہمراہ تھے سعد اپنے غلام کو کاغذ دیا جسمین یہہ خطبہ لکھا ہوا تھا اور حکم دیا کہ لوگون پر قرأت کرے وہ پڑھتا تھا اور حضرت مع جملہ حضار
سُنتے تھے اور دیکھتے تھے کہ لوگ کیا جواب دیتے ہین جب خطبہ ختم ہوا تو جندب بن عفیف ازدی مع عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عفیف اپنے برادرزادہ کے
اُٹھکر حضرت کے قریب آیا اور عرض کی یا امیر المومنین مین اور میرا یہ بھائی ایسے ہین جیسا حقتعالیٰ نے حضرت موسٰے کے حال کی حکایت کی ہے رَبِّ اِنِّیْ
لَا اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ پروردگار مین بجز اپنے نفس اور اپنے بھائی کے کسی کا مالک نہین ہون پس حضرت جو ہمکو حکم دین ہم اُسکے بجا لانے کو موجود
ہین گو آتش پارہ ہائے رخشان یا خارہائے قتادا سمین حائل ہون حضرت نے اُنکو دعائے خیر دی اور فرمایا این تقعان مما اُریدُ جس بات کا مین ارادہ
رکھتا ہون تم دو اُسمین کیا کر سکتے ہو شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب امالی مین روایت کی ہے کہ جب معاویہ بن ابو سفیان نے سفیان بن عوف غامدی کو
چھ ہزار آدمیون سے انبار پر بھیجا اور اُس نے ہیت و انبار کو تاراج کیا اور مسلمانون کو قتل اور اُنکی عورات کو برہنہ و اسیر بنایا اور برات و بیزاری امیر المومنین کو

خلائق پر عرض کیا تو حضرت نے چاہا کہ انکے دفعیہ کے لیے سپاہ روانہ ہو مگر اہلِ کوفہ اُسمین تکاسل و تقاعد کرتے تھے اور خذلان اُس جناب پر انہون نے اتفاق کیا تو حضرت نے منادی کو حکم دیا کہ لوگ مجتمع ہون پس کھڑے ہوئے اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا ایہا النّاس قسم بخدا کہ تم لوگ تعداد مین انصارِ مدینہ سے کہین زیادہ ہو جنہون نے حضرت رسولخدا اور اُنکے صحاب مہاجرین کی حفاظت و حمایت پر عہد کیا تا کہ وہ حضرت رسالاتِ خدا کو خلقت تک پہنچاوین وہ صرف دو قبیلے اوس و خزرج تھے جو تعداد مین تمام اہلِ حرب سے کچھ مناسبت نہ رکھتے تھے نہ انکا توالد و تناسل کچھ زیادہ تھا۔ پس جب اُنہون نے حضرت رسولخدا کو پناہ دی اور اُس جناب کی نصرت و حمایت کا بیڑہ اُٹھایا تو تمام عرب اُنکی جان کا دشمن ہو گیا۔ یہود نے اُنکے برخلاف باہم معاہدے کیے اور قبائل یکے بعد دیگرے اُنکے دشمن ہوتے گئے پس وہ دین کے لیے تنہا رہ گئے اور تمام علاقے جو اہلِ عرب سے اُنکو تھے قطع کر دیے اور یہود کے ساتھ جو عہد و پیمان اُنکے بندھے ہوئے تھے اُنکو توڑ ڈالا۔ اور اہلِ نجد و تہامہ و مکہ و یمامہ و دشت و جبل کے لیے نشانِ اسلام نصب کیا اور غزواتِ صعب و دشوار مین صبر و سکون اختیار کیا حتےٰ کہ ملک عرب حضرت رسولخدا کے لیے تسخیر ہو گیا۔ اور قبل اسکے کہ اس جہان سے وہ حضرت رحمت خدا کی طرف انتقال کرین اُنکی آنکھین فتوحات سے ٹھنڈی ہوئین تم بلا شبہ قوت و شوکت و عدت مین انصار سے زیادہ ہو پس ایک مرد گندم گون طویل القامت اُٹھا اور کہا مَا اَنْتَ کَمُحَمَّدٍ وَمَا نَحْنُ کَاُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ذَکَرْتَ فَلَا تُکَلِّفْنَا بِمَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ یعنی نہ تو مثل محمد کے ہے اور نہ ہم اُن لوگون کی مانند مین جنکا تو نے ذکر کیا پس ہمکو اُس امر کی تکلیف نہ دے جسکی ہم طاقت نہین رکھتے حضرت نے فرمایا ثَکِلَتْکُمُ الثَّوَاکِلُ ماتم کرنیوالیان تمہارے ماتم مین بیٹھین تم بجز رنج و ایذا دہی کے اور بھی کچھ جانتے ہو مینے کب کہا کہ مین مثل محمد کے ہون اور تم انصار کے مانند یہ کلام صرف بطور مثال کے تھا اور امید ظاہر کی تھی کہ تم اُنکی پیروی کرو۔ پھر ایک مرد اور اُٹھا اور کہا امیر المومنینؑ اسوقت صحاب نہروان کے جنکو قتل کیا کسقدر حاجتمند مین پس ہر گوشہ و کنار سے صدائین بلند ہوئین کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ ایک شخص نے کہا مالک اشتر کا مرنا اہل عراق پر ظاہر ہو گیا اگر وہ زندہ ہوتا تو اسطرح ہر شخص کو مجال کلام نہ تھی جو کچھ کوئی کہتا سوچ سمجھکر کہتا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہَبِلَتْکُمُ الْہَوَابِلُ رونے والیان تمکو روئین کیا میرا حق تم پر اشتر کی برابر بھی نہین آیا اشتر کا حق تم پر اس سے زیادہ ہے جتنا کہ ایک مسلمان کا دوسرے پر ہوتا ہے یہ فرمایا اور غضبناک ممبر سے اُترے۔ پس حجر بن عدی و سعید بن قیس اُٹھے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ یہ باتین آپ کو اندوہگین نہ کرین ہم حاضر ہین جو چاہین حضرت ہمکو حکم دین بخدا کہ آپکی اطاعت مین پروا نہین رکھتے کہ ہمارے مال تلف ہو جائین یا ہماری قومین قتل ہو جائین حضرت نے فرمایا کہ جنگ اعدا کی تیاری کرو اور داخل دولت سرا ہوئے پس بزرگان صحاب حضرت کے پاس آئے آپنے فرمایا کہ میرے لیے ایک مردِ مخلص ذی صلابت کو معین کرو کہ نواح سے لشکر جمع کرے۔ سعید بن قیس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ایسا شخص معقل بن قیس تمیمی ہے فرمایا درست ہے اُسکو بلا کر اس کام پر مقرر کیا مگر ہنوز معقل واپس نہ آیا تھا کہ امیر المومنینؑ درجہ اعلےٰ شہادت پر فائز ہوئے

قصہ یزید بن شجرہ رہاوی ابراہیم کہتا ہے کہ معاویہ نے یزید بن شجرہ کو بلا کر کہا کہ مین ایک راز تجھسے کہتا ہون اُسکو کسی سے نہ کہیو جبتک کہ ملک شام سے باہر نہ چلا جائے مین چاہتا ہون کہ تجھکو حرم خدا اور اپنے اہل و عشیرہ و مولد و موطن کو بھیجون وہان وہ لوگ مجتمع ہین جو عثمان کے خون مین شریک تھے پس تو بنامِ خدا مکہ کیطرف روانہ ہو اور موسم حج مین اُن لوگون سے ملاقات کر کے ہماری اطاعت و بندگی کیطرف دعوت کر اگر قبول کرین تو اُنسے باز رہ اور اُنکی بات کو سُن۔ رو گردانی کرین تو اُنکے ساتھ جنگ کر مگر پہلے میرا کلام اُنکو پہنچا دے اور خبردار کر دے کیلئے کہ وہ میرے اصل اور میری قوم ہے مین اُنکی بقا و زندگی کو دوست رکھتا ہون اور اُنکا استیصال مکروہ جانتا ہون پس اُنکو نماز پڑھا اور کار و بار حج کا متولی ہو۔ یزید نے کہا تو مجھکو اہل اللہ و مجمع صلحا کے پاس بھیجتا ہے اگر راضی ہے کہ مین اُنمین جو اپنی رائے کے کار کرون اور جس طریق سے کہ مجھکو اُمید ہے کہ حقتعالی تیرے اور اُنکے درمیان موافقت کرے عمل مین لاؤن تو مین وہان جاتا ہون اور جو تیری یہ مرضی ہے

کہ تلوار پکڑون اور خواہی نخواہی اُنکو ڈراؤن دھمکاؤن اُنکے عذرون کو نہ سنون تو مین اس کام کا نہین اسکے لئے کسی اور کو طلب کر معاویہ نے کہا مین تیری رائے وتدبیر پر راضی ہون مبارکی متوجہ مقصد ہو راوی کہتا ہے کہ یزید عابد وزاہد اور عثمانی الرائے تھا اور جنگِ صفین مین معاویہ کی جانب شامل تھا پس دمشق سے نکلا اور دعا کی بار الٰہا اگر اس لشکر کے اور تیرے حرم کے باشندون کے درمیان لڑائی مقدر ہو چکی ہے تو مجھکو اُسکی شرکت سے محفوظ رکھ بتحقیق کہ مین قاتلان وخاذلان عثمان کے ساتھ جنگ کرنیکو اس قدر اہم نہین جانتا جسقدر کہ تیرے حرم محترم مین خونریزی کو عظیم جانتا ہون۔ تھوڑی دور چلکر حارث بن نمیر کو آگے روانہ کیا اور آپ اُسکے پیچھے چلا رفتہ رفتہ دونو وادی القرےٰ سے گزر کر جحفہ اور وہان سے دسوین ذی الحجہ کو مکہ مین داخل ہوئے۔ عباس بن سعد انصاری سے نقل کیا ہے کہ جب قثم بن عباس کو جو امیر المومنین کیطرف سے مکہ پر عامل تھا یزید بن شجرہ کے آنے کی خبر جحفہ سے پہنچی۔ تو وہ ممبر پر گیا اور بعد حمد وصلوٰۃ اہلِ مکہ کو جنگِ یزید کیطرف دعوت کیا۔ یہہ ذکر ۳۹ھ ہجری کا ہے اور کہا جو کچھ تمہارا ارادہ ہے اُس سے مجھکو آگاہ کرو اور فریب مت دو۔ لوگ ابھی خاموش تھے کہ خود ہی کہا مجھکو تمہارا عندیہ معلوم ہوا یہہ کہکر چاہتا ہی تھا کہ ممبر سے اُترے شیبہ بن عثمان نے کہا ایہا الامیر خدا تجھکو رحم کرے تیرا کار ہمارے درمیان کچھ نہین بگڑا ہم بدستور اپنی اطاعت اور بیعت پر ہین اور تجھکو اپنا امیر اور اپنے خلیفہ کا ابنِ عم جانتے ہین ہمکو بقدر ہماری وسع وطاقت کے جس کار کو چاہے حکم کر مگر قثم نے نہ مانا اور اپنا اسباب چارپاؤن پر بار کیا کہ مکہ سے باہر جائے۔ ابو سعید خدری صحابی اُسکے پاس آیا اور پوچھا کیا ارادہ رکھتا ہے۔ کہا یزید بن شجرہ شام سے آتا ہے میرے پاس اس قدر فوج نہین کہ اُسکا مقابلہ کرون اگر کوفہ سے لشکر آگیا تو اُسکے ساتھ جنگ کرونگا نہین تو اپنی جان بچاؤنگا۔ اُس نے کہا مین مدینے سے آیا ہون وہان عراق سے حجاج وتجار آئے ہین بیان کرتے ہین کہ ایک لشکر بسرداری معقل بن قیس ریاحی عنقریب تیری امداد کو آنیوالا ہے قثم نے کہا ھیھات ھیھات اے ابو سعید جبتک وہ آئیگا ہمارے بچے قتل ہو چکین گے ابو سعید نے کہا رحمک اللہ تو اپنے ابنِ عم یعنی امیر المومنین اور اہلِ عرب کو کیا جواب دے گا کہ جنگ سے پہلے ہی بھاگا جاتا ہے کہا اے ابو سعید تو اپنے دشمن سے نہین بھاگتا اور اپنے اہل وعیال کو نہین بچاتا۔ یہ کہکر امیر المومنین کا خط جو اُسکے پاس آیا تھا اُسکے آگے ڈال دیا کہ اسکو پڑھ ابو سعید نے وہ خط پڑھا اُسمین تحریر تھا **اما بعد** میرے ایک مخبر نے مجھکو مغرب سے لکھا ہے کہ ایک قوم سیاہ دل کور باطن کہ حق وباطل مین امتیاز نہین کرتی اور عصیانِ خالق مین اطاعتِ مخلوق کو اختیار کرتے ہین موسم حج مین مکہ کا قصد رکھتے ہین پس آگاہ رہ کہ نیکی کو نہین پہنچتا مگر فاعل اُسکا اور جزا وثواب نہین پاتا مگر عمل کرنیوالا۔ مین تیرے پاس بہادر مسلمانون کی ایک جماعت کو مع مرد صلیب شجاع متقی معقل بن قیس ریاحی کے بھیجتا ہون وہ اُنکے آثار کی پیروی کرین گے اور اُنکے عقب مین رہین گے حتٰے کہ ملکِ حجاز سے اُنکو نکال دین پس تو بکمالِ احتیاط واجتہاد اپنے ملک کی نگہبانی کر اور اپنے نفس کو سختی اور جفاکشی کی عادت ڈال اور سستی وغفلت کو آپ سے دور رکھ والسلام جب ابو سعید اس خط کو پڑھ چکا تو قثم نے کہا مجھکو اس خط سے کیا فائدہ جبکہ لشکرِ شام پاس آگیا اور وہ لوگ نہ آئے آیا اب بعد انقضائے موسم آئین گے ابو سعید نے کہا اگر تو اپنے امام کی اطاعت مین جد وجہد کریگا تو ملامت سے نکلجا دیگا اور جو حق تجھپر ہے اُسکو ادا کیا ہوگا اور اہلِ شام سے اندیشہ نہ کر تحقیق کہ تو حرم خدا اور محل امان مین ہے بارے اُسکی فہمائش سے قثم اپنا ارادہ فسخ کر کے مکہ مین ٹھیرا پس یزید ایک روز قبل از یوم الترویہ داخل ہوا اور اُسکے منادی نے پکار دیا کہ سب خلائق امان مین ہے الا جو کہ ہم سے کسی نوع پر متعرض ہو لوگون نے جو یہہ صورت دیکھی تو اہلِ مکہ وغیرہ صلحا لئے صحابہ وغیرِ صحابہ اُنکے درمیان مین آئے اور دونو سے طالبِ صلح ہوئے چنانچہ قثم ویزید دونو صلح پر راضی ہو گئے قثم تو اسلئے کہ اُسکو اہلِ مکہ پر وثوق نہ تھا اور اُمید اخلاص اُنسے نہ رکھتا تھا اور یزید ایک مرد عباد وزہاد سے تھا نہین چاہتا تھا کہ اُسکی جانب سے کوئی شر حرم خدا مین حادث ہو۔ ابراہیم کہتا ہے کہ

یزید بن شجرہ نے مکہ مین خطبہ پڑہا کہ اے اہل مکہ مین اسلیئے یہان پر آیا ہون کہ تمکو اکٹھا کر کے نماز پڑہاؤن اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر تمہارے درمیان جاری
کرون مگر والی شہر ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کراہت رکہتا ہے اور ہم اُسکے ساتھ نماز پڑہنے سے کراہت رکھتے ہین پس بہتر ہے کہ وہ جدا نماز پڑہے اور مین علحدہ
پڑہون اور اہل مکہ کو چھوڑ دین کہ وہ اپنے لئے ایک امام نماز اختیار کرین قسم بخدا کہ اگر مین چاہون تو تمام کو نماز پڑہاؤن اور اُسکو مع اُسکے اصحاب کے پکڑ کر شام کو
لیجاؤن اور کوئی مجھکو مانع نہ آئے مگر مین اس شہر معظم کی حرمت نگاہ رکہتا ہون راوی کہتا ہے کہ پھر یزید ابوسعید خدری کے پاس گیا اور اُس سے کہا خدا
تجھکو رحمت کرے تو اس مرد یعنی قثم بن عباس کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ وہ اپنے آدمیون کے ساتھ جدا نماز پڑہے اور مین جدا اور اہل مکہ کو چھوڑ دین کہ وہ اپنے لئے
ایک تیسرے شخص کو اس کار کے لئے اختیار کرین قسم بخدا کہ اگر مین چاہون تو تجھکو اور اُنکو اپنے ساتھ نماز پڑہنے پر مجبور کر سکتا ہون مگر یہ باتین جو تو سنتا ہے انکا سبب
رضائے الہی اور حرمت خانۂ خدا ہے تحقیق کہ یہ تقوے اور پرہیزگاری کے اقرب ہے اور بہتر ہے دنیا اور آخرت کے لئے ابوسعید نے کہا مینے اہل مغرب سے ایسا حسن الکلام
وصائب رائے کسیکو نہین دیکھا اور قثم کے پاس آکر ماجرے بیان کیا اور قرار پا گیا کہ طرفین اپنی اپنی نماز علحدہ پڑہین اور مکیون نے شیبہ بن عثمان کو اپنا امام نماز
بنالیا جسوقت حج ادا ہوگیا اور یزید نے شام کو مراجعت کی اُسوقت معقل بن قیس مع افواج کوفہ مکہ مین آیا اور شامیون کے لوٹنے کی خبر پاکر اُنکے عقب مین
روانہ ہوا حتے کہ مقام وادی القرے مین جبکہ یزید وہان سے نکل رہا تھا اُس پر جا پہنچا اور کچھ آدمی اُسکے پکڑ لئے اور مال واسباب اُنکا چھین لیا اور ان سب کو
ساتھ لیکر کوفہ مین خدمت امیر المومنینؑ مین حاضر ہوا حضرت نے اُن قیدیون کا اُن آدمیون سے جو آپ کے معاویہ کے پاس قید تھے مبادلہ کر لیا اُسرائے طرفین نے
اس طرح پر نجات پائی **ابراہیم** کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا اے اہل کوفہ مین دیکھتا ہون کہ یہہ لوگ تم پر غالب آجائینگے اُنہون نے عرض کی یا
امیر المومنینؑ یہ کسلئے فرمایا اُنکے حوصلے بلند اور تمہاری حرارتین سرد ہوتی جاتی ہین اُنکو اپنے کام مین جد وجہد ہے تم اُس مین سست ہو وہ ایکدل اور مجتمع ہین تم
متفرق و پریشان وہ اپنے امیر کے اطاعت گزار فرمان بردار ہین تم میرا حکم نہین مانتے۔ قسم بخدا کہ جب میرے بعد اُنکو تسلط ہوگا تو تم اُنکو بدحکام پاؤگے گویا مین دیکھتا ہون
کہ ملک حکومت تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور وہ تمہارے ملک کا خراج جمع کرتے ہین اور اپنے شہرون کو لیجاتے ہین اور تم مثل سوسمار باہم جر جر کرتے ہو اور
کچھ کر نہین سکتے نہ کسی حق کو تھام سکتے ہو نہ حرمت خدا کی حفاظت کر سکتے ہو اور گویا میرے پیش نظر ہے کہ وہ تمہارے قرّاء عباد کو قتل کرتے ہین اور جملہ عطیات سے
تمکو محروم کیا ہے اور شمشیر تمہارے درمیان کار فرما ہے اُسوقت اپنی تقصیر و تفریط پر پشیمان ہوگے مگر اُسوقت کی پشیمانی کچھ نفع نہ دیگی۔ اور عبدالرحمن بن ابوبکرہ
سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے تھے کسی کو آدمیون سے وہ پیش نہین آیا جو مجھکو پیش آیا یہ فرما کر گریان ہوئے اور تاریخ الخلفا مین ہے کہ حضرت امیر المومنین
انگشت مبارک دانتون مین کاٹتے تھے اور فرماتے تھے اُعْصٰی وَیُطَاعُ مُعَاوِیَہ افسوس کہ میری نافرمانی ہو اور معاویہ کی اطاعت کی جائے **شیخ** مفید علیہ الرحمہ نے
کتاب ارشاد مین حکیم بن جبیر سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رحبہ کوفہ مین خطبہ کہتے تھے منجملہ اُسکے فرمایا ایہا الناس جو بات مین کہنا نہین چاہتا
تھا تم باصرار مجھسے کہلواتے ہو قسم بخدائے سموات وارض کہ مجھسے میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ اُمت تیرے ساتھ غدر وبیوفائی
کرے گی اور نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جب سے حقتعالی نے محمد مصطفےٰ کو پیغمبری پر مبعوث کیا مینے آرام وآسائش نہین پائی
اور خدا کا شکر ہے۔ قسم بخدا کہ مین صغرسنی سے خوف وخطرہ مین رہا بڑا ہوا تو قتال مشرکین اور معادات منافقین مین ہمت مصروف کی تا اینکہ آنحضرت نے
رحمت خدا کی طرف انتقال کیا پس مصیبت عظیم وبلائے جسیم مجھ پر نازل ہوئی اور ہمیشہ ترس وبیم مین رہا اور خائف تھا کہ اس حالت مین صبر وقرار نہو سکیگا

مینے خیر و خوبی ہی پائی قسم بخدا کہ مین آدانِ صبا سے اِسوقت تک راہِ خدا مین تیغ بُران کا استعمال کرتا رہا اور تادم واپسین اسمین رہونگا امیدوار ہون کہ حقتعالی جلد مجھکو اس سے فرج و روح کرامت کرے تحقیق کہ مینے اُسکے اسباب دیکھ لیے ہین کہتے ہین کہ اس کلام کے تھوڑی ہی عرصہ بعد اُس حضرت نے شہادت پائی۔ **فتنۂ بُسر ابن اَرطاۃ لعین در سالِ چہلم از ہجرت** ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین روایت کی ہے کہ صنعائے یمن مین کچھ لوگ شیعیانِ عثمان سے سکونت پذیر تھے کہ اُن پر اُسکا قتل از بس گران گزرا تھا۔ مگر چونکہ اُنکا کام غیر منظم تھا اور کوئی والی و سرپرست نہ رکھتے تھے اسلئے ابتدا مین وبے دبائے علی علیہ السّلام کی بیعت مین داخل ہوگئے تھے جب کہ عراق مین اختلاف پیدا ہوا اور محمد بن ابوبکر مصر مین مارا گیا اور شامیون نے نواحِ عراق مین دستِ غارت دراز کیا تو اُنہون نے بھی اپنا رنگ بدلا اور اظہارِ بغاوت کر کے لوگون کو طلبِ خونِ عثمان کیطرف دعوت کرنے لگے اور ادائے صدقات سے بالکل ہاتھ کھینچ لیا۔ عاملِ صنعا امیر المومنینؑ کی طرف سے عبید اللہ بن عباس تھا اور سالاری لشکر سعید بن نمران سے متعلق تھی عبید اللہ نے کیکو اُنکے پاس بھیجکر وجہ اس شور و غوغا کی دریافت کی تو اُنہون نے کہا کہ ہم قتلِ عثمان کے منکر اور اُسکے قاتلون کے دشمن ہین اُن پر جہاد کرینگے پس جو لوگ شہر اور لشکر مین اُنکے ہم رائے تھے اُنمین شامل ہوگئے اور ایک جماعت مانعین زکوٰۃ کی ملحق ہو کر انبوہِ کثیر ہوگیا۔ عُبید اللہ اور سعید نے باہم مشورہ کر کے ایک خط اس حال کا امیر المومنینؑ کی خدمت مین ارسال کیا اور اُنکی جمعیت و قوت و شوکت سے اعلام کیا۔ حضرت امیر المومنینؑ مضمونِ خط سے مطلع ہو کر کمال اندوہ گین ہوئے اور جواب مین لکھا کہ تمہارا خط آیا اُس سے تمہارے بُزدل و جبان ہونے کا پورا ثبوت ملا یہی تمہاری جبُن و بزدلی ہے جس نے اُنکو تم پر گستاخ و دلیر کر دیا ہے بعد اسکے کہ تم سے خائف ہے اور تم سے فاسد و تباہ گردانا حالانکہ پہلے دمِ موافقت بھرتے تھے۔ پس جسوقت میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تم اُنکے پاس جا کر تقوے و پرہیزگاری خدا کی طرف دعوت کرو اور یہہ خط جو اُنکے نام کا ہے اُنکے سامنے قرأت کرو۔ اگر قبولِ اطاعت کرین تو بہتر ورنہ ہم اُنکے ساتھ حرب کرینگے اور پروردگارِ عالم سے اُمیدوارِ اعانت و امداد ہونگے بے شک وہ سبحانہٗ تعالیٰ خیانت کرنیوالون کو دوست نہین رکھتا۔ اور عثمانیون کو لکھا **امّا بعد** مجھکو تمہارا اشقاق و نفاق دریافت ہوا اور تم نے جو بیعت کے بعد بغاوت اور اتفاق کے بعد اختلاف و افتراق اختیار کیا پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ تحقیق کہ تمہارے پاس کوئی عذرِ ظاہر اور حجتِ واضح اور قولِ جمیل اس غدر و فساد مین نہین۔ پس سزاوار ہے کہ اپنی اس ناکوہیدہ حرکت سے باز آؤ اور اپنے مواطن و مساکن کو مراجعت کرو کہ ہم تمہارے درمیان بموجب قرآن بعدالت و انصاف حکومت کرین اور جو یہہ منظور نہین تو ایک لشکرِ عظیم الشان منیع البُنیان کے آنے کا انتظار کرو جو تمکو اس طرح پیس دیگا جسطرح سنگِ آسیا غلہ کو مَنۡ اَحۡسَنَ فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا اِنَّ رَبَّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ یہ خط ایک مرد ہمدانی کے ہاتھ اُس طرف کو روانہ کیا جب یہ مضمون اُنکے سامنے پڑھا گیا تو اُنہون نے بطورِ دفع الوقتی کے کہا کہ ہمکو اطاعت امیر المومنینؑ کی قبول و منظور ہے اِلّا ان دو مرد عُبید اللہ و سعید بن نمران کو ہم نہین چاہتے امیر المومنینؑ اُنکو معزول کر کے کسی اور کو اُنکی جگہہ مقرر کرین۔ اِدھر تو یہہ کہا اور اُدھر معاویہ کو تمام ماجرے لکھکر اُس سے امداد طلب کی معاویہ نے اُنکا خط پڑھا تو بسر بن ارطاۃ عامری کو بلایا یہ شخص نہایت سنگدل سخت گیر بے رحم سفاک تھا تین ہزار آدمی اُسکے ساتھ کئے اور اُسکو کہدیا کہ مکہ مدینہ کی راہ لے اور یمن تک گردش کر جس جگہہ شیعۂ علی ابن ابی طالبؑ ملین پہلے تو اُنکو زجر و تہدید کر باز نہ آئین تو تیغ تیز اُنپر رکھ جو سامنے آئے اُسے قتل کر اور مال و اسباب کو اُسکے تاراج کر لے مدینہ مین داخل ہو تو اُن پر ایسا ظاہر کر کہ گویا تو اُنکا قصد کرتا ہے اور کسیطرح اُنکو تیرے ہاتھ سے نجات

نہین کوئی عذر انکا مسموع و مقبول نہین پھر ہماری بیعت کو ان پر عرض کر قبول کرین تو خوب ورنہ قتل کر پھر مکہ مین داخل ہو مگر وہان کسی سے تعرض نہ کر لیکن مابین مدینہ و مکہ خلقت کو بہت دہشت دلا اور خوب اپنا رعب قائم کر جہان اتفاق و استلاف یکجہ پراگندہ کرتے کہ صنعا مین پہنچے وہان ہمارے بہت سے شیعہ ہین چنانچہ انکا خط میرے پاس آیا ہے بسر ملعون نے سب باتین قبول کین اور فوج لیکر حجاز کیطرف روانہ ہوا ابراہیم کہتا ہے کہ یہہ لوگ جس پانی پر پہنچتے وہان کے باشندون کے اونٹ پکڑتے ان پر سوار ہوتے اور اپنے گھوڑون کو کوتل کر کے ہمراہ لیتے دوسرے چشمہ پر پہنچکر انکو چھوڑ دیتے اُس جگہہ کے اونٹ بیگار مین پکڑ کے اُن پر سوار ہوتے اسیطرح اُترتے چڑھتے مدینہ پہنچے - اور ایک روایت مین ہے کہ بنی قضاعہ نے بسر کا استقبال کیا اور اپنے اونٹ نحر کر کے اسکے اصحاب کی ضیافت کی اور مدینہ تک سواری باربرداری کا اپنے پاس سے انتظام کر دیا **القصہ** مدینہ مین اُسوقت ابوایوب انصاری صاحب منزلِ رسول اللہ امیر المومنین کیطرف سے عامل تھے - بسر ملعون کی خبر سنکر ایک سمت کو نکل گئے اُس نے داخل مدینہ ہو کر اہل شہر کو بہت زجر و توبیخ کیا اور کہا حقتعالی نے جو قرآن مین ایک قریہ والون کی مثال بیان کی ہے کہ وہ بامن و اطمینان زندگی بسر کرتے تھے انکا رزق ہر طرف سے بے زحمت و کلفت چلا آتا تھا - پس انہون نے نعماتِ خدا کی ناشکری کی خدا نے بھوک اور خوف کا مزہ انکو چکھایا - یہہ مثال بیشک تم پر صادق آتی ہے اور یہہ کیفیت اللہ تعالے نے تمہاری ہی بیان کی ہے تمہارا شہر دار ہجرت اور موطن پیغمبر آخر الزمان تھا اور قبور آنحضرت کی اور انکے یارِ غارون کی یہان پر مین تمکو چاہیے تھا کہ ان نعمات کا شکر ادا کرتے اور اپنے اماموں اور خلیفون کے حقوق مرعی و ملحوظ رکھتے مگر تم نے کچھ نہ کیا عثمان تمہارے شہر مین تمہارے روبرو قتل ہوا تم دیکھتے رہے بعض نے تو تم سے اسکے قتل مین شرکت کی باقی تارکِ نصرت و اعانت رہے اور کچھ اسپر شماتت کرنے والے طالب امارت و حکومت تھے پھر انصار کو کہا اے معشر یہود بنی نجار و بنی عبد الاشہل وغیرہ قسم بخدا کہ مین تمکو ایسا زیر و زبر کرونگا کہ قلوب مومنین اُس سے شفا پاوین اور آنکھین آلِ عثمان کی ٹھنڈی ہون اور اسقدر تہدید کیا کہ لوگون نے جانا کہ ضرور قتل کریگا - پس حویطب بن العزی سے جو اسکی مان کا شوہر تھا شفاعت خواہ ہوئے حویطب نے ممبر کے تلے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ تیرے قوم و عشیرہ مین اور انصار رسولخدا اور گور کر انہون نے ہرگز عثمان کو قتل نہین کیا بارے اپنے سوتیلے باوا کی فہمائش سے کچھ جوش کم ہوا اور معاویہ کے لئے بیعت لینے لگا سب نے بے چون و چرا بیعت کی پھر چند گھرون کو جنمین ابوایوب کا بھی گھر شامل تھا پھونک دیا - بروایتے کہا اے اہلِ مدینہ تم نے عثمان مظلوم کو محصور کر کے مار ڈالا اپنی ڈاڑھیون کو خضاب کرتے ہو قسم بخدا کہ مین حضار مسجد سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور حکم دیا اپنے اصحاب کو کہ دروازہ ہائے مسجد پر کھڑے ہو جاوین کہ کوئی باہر جانے نہ پاوے آخر شفاعتِ عبد اللہ بن زبیر وغیرہ باز رہا - جابر بن عبد اللہ انصاری اس خوف سے ڈر کر پوشیدہ ہو گئے تھے انکا حال دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ مین جابر کو نہین پاتا - اے بنی سلمہ اسکو حاضر کرو ورنہ تمکو امان نہین ناچار جابر حضرت ام سلمہؓ زوجہ رسولخدا کے پاس حاضر ہوئے انہون نے کسیکو بھیجکر اسکے لئے امان کی سفارش کی مگر بسر نے کہا جبتک معاویہ کی بیعت مین داخل نہو گا امان نہین ام سلمہ نے جابر کو بھیجا اور اپنے بیٹے عمر کو بھی اسکے ساتھ کیا کہ بیعت کر و دونون نے جا کر بیعت کی - اور ایک روایت مین ہے کہ جابر کہتے ہین کہ جب بسر نے میری قوم کو دھمکایا تو مین رات کے وقت خفیہ ام سلمہؓ مادر مومنین کی خدمت مین گیا اور انسے تمام ماجرے بیان کیا انہون نے کہا کہ جا اور بیعت کر کہ تیرے قوم و قبیلہ کی جان بچے تحقیق کہ مینے اپنے بھتیجے کو بھیجکر بیعت کرا دی حالانکہ جانتی ہون کہ یہ بیعت ضلالت ہے - پس بسر ملعون چند روز مدینہ مین ٹھیرا اور اُسنے کہا اے اہلِ مدینہ اب مین تمکو بخشتا ہون ہر چند تمہارا گناہ قابلِ معافی نہ تھا جو قوم اپنے امام کو قتل کرے ہرگز اس لائق نہین کہ اُسکے عذاب اٹھایا جائے اگر دار دنیا مین تم میرے عذاب سے بچ رہے تو دارِ آخرت مین

کبھی رحمت خدا تمکو نہ پہنچیگی۔ مین ابو ہریرہ کو تم پر امیر مقرر کرتا ہون خبردار کہ اسکی مخالفت تم سے سرزد نہو۔ بعد ازان مدینہ سے نکلکر مکہ کو چلا۔ وہان قثم بن عباس عامل امیر المومنین اسکی آمد آمد سنکر کہین کو بھاگ گیا تھا بسر نے داخل مکہ ہوکر انکو بہت لعنت ملامت کیا اور سخت گالیان دین پس شیبہ بن عثمان کو ان پر امیر مقرر کیا ابراہیم کہتا ہے کہ حرمین شریفین کے درمیان راہ مین اس نے بہت کشت وخون کیا اور مال واسباب خلقت کا لوٹ لیا۔ یہ خبر مکہ مین پہنچی تو اکثر اہل مکہ گھرون کو چھوڑکر نکل گئے بسر نے داخل مکہ ہوکر طواف بیت اللہ کیا اور دو رکعت نماز پڑہی پھر کہا اے اہل مکہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو عزت دی اور ہمارے دشمن کو خوار کیا یہ پسر ابو طالب عراق مین ضیق وضنک[ع] مین گرفتار ہے (معاذ اللہ) اور اپنی معصیت کی پاداش اٹھا رہا ہے اسکے اصحاب اس سے برگشتہ ہو گئے ہین پس صاحب امر معاویہ طالب خون عثمان ہے اٹھو اور اسکی بیعت کرو سب نے بیعت کی سعید بن عاص کو تلاش کیا نہ ملا۔ اسیطرح ابو موسیٰ اشعری روپوش ہو گیا تھا مگر بسر کے آدمیون نے ڈھونڈکر اسکو پیدا کیا۔ اور اسکے سامنے لائے اس نے پوچھا تو کسلیے چھپا تھا۔ کہا جان کے خوف سے بسر نے کہا معاویہ کا حکم نہین کہ مین یاران پیغمبر کو قتل کرون لیکن معاویہ کی بیعت ضرور لونگا ابو موسیٰ نے بیعت کی اور اپنے گھر کو چلا گیا پس بسر مکہ سے طائف کو روانہ ہوا۔ راہ مین اس نے ایک مرد قریشی کو کچھ آدمی ساتھ دے کر مقام تبالہ کو جہان شیعہ امیر المومنین تھے روانہ کیا کہ انکو قتل کرے قریشی نے وہان پہنچکر انکو پکڑا۔ اسکر اور لوگون نے شفاعت کی کہ اپنی قوم کا خون نہ کر ہم ابن ارطاۃ کے پاس سے خط امان طلب کرتے ہین اور ایک شخص انمین سے منیع باہلی نام طائف مین آکر اہل طائف سے شفاعت خواہ ہوا انہون نے بسر سے اس مقدمہ مین گفتگو کی اس مرد و دنے کئی روز مین جبکہ اسکو گمان ہوا کہ قریشی انکو قتل کر چکا ہوگا نامہ امان لکھا مگر باہلی نے مکتوب لیکر آگے پیچھے کچھ نہ دیکھا اور اپنے ناقہ پر سوار ہوکر وہانسے دوڑا ایک دن اور ایک رات برابر چلتا رہا کہین دم نہ لیا تب گلے روز بوقت چاشت منزل مقصود پر پہنچا وہان انتظار خط دیکھکر قیدیون کو قتل کے لیے باہر نکالا تھا اور ایک کو انمین سے قتل بھی کر چکے تھے کہ باہلی نے دور سے تلوارون کی چمک دیکھکر اپنا کپڑا ہلایا شامی یہہ دیکھکر متوقف ہوئے باہلی نے نزدیک پہنچکر خط دیا اور قیدی رہا ہوئے **روایت** ہے کہ جب اہل مکہ خبر آمد بسر سنکر افتان وخیزان شہر سے بھاگے تو انمین دو لڑکے سلیمان و داؤد پسران عبید اللہ عباس بھی تھے جو جوریہ بنت خالد فارظ کنانی کے شکم سے تھے یہہ بچے راہ بھولکر بسر کے آدمیون کے ہاتھ مین پڑے اس ظالم نے ان معصومون کو قتل کیا۔ بموجب روایت دیگر انکا نام عبد الرحمن وقثم تھا اور وہ بنی کنانہ مین اپنے اخوال کے یہان تھے جب بسر طائف سے چلکر قبیلۂ کنانہ مین منزل گزین ہوا تو اس نے ان بچون کو طلب کیا۔ ایک مرد جسکو انکے باپ نے انہین سونپا تھا شمشیر بکف باہر آیا بسر نے اس سے کہا کہ ہمکو تجھ سے کچھ تعرض نہین تو ناحق اپنے آپ کو کیون ہلاک کرتا ہے مگر اس نے کہا یہ لڑکے میری حفاظت مین تھے مین انسے پیشتر قتل ہونگا تاکہ فردائے قیامت خدا اور رسول خدا کے سامنے معذور رہون پس تلوار سونت کر شامیون پر حملہ کیا اور قتل ہوا بعد ازان لڑکون کو لائے اور بکمال بے رحمی انکو ذبح کیا۔ منقول ہے کہ کچھ عورتین زنان بنی کنانہ سے نکلین ایک نے انمین سے کہا کہ یہ لوگ مردون کو تو قتل کرتے ہین بچون نے انکا کیا لیا ہے جو انکو بھی نہین چھوڑتے قسم بخدا کہ بچون کا قتل نہ جاہلیت مین درست تھا نہ اسلام مین۔ اور بخدا قسم کہ جو سلطنت بچون اور بوڑہون کے قتل کرنے اور ترک رحم وقطع رحم سے قوت پکڑے وہ بری سلطنت ہے۔ بسر نے کہا واللہ مین تمکو بھی قتل کیا چاہتا تھا اس عورت نے کہا بخدا سوگند کہ مین اپنے قتل ہونے کو دوست رکھتی ہون موافق ایک روایت کے یہ لڑکے صنعا یمن مین انکے ہاتھ سے مقتول ہوئے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ القصہ بسر نے نجران مین پہنچکر عبد اللہ بن عبد المدان خسر عبید اللہ عباس کو اور انکے بیٹے مالک بن عبد اللہ کو قتل کیا۔ اور اہل نجران کو جمع کرکے بہت زجر و توبیخ کیا اور ارحب مین آیا وہان

قتل ابنی عبید اللہ بن العباس

[ع] ضنک بالفتح تنگی ۱۲

ابوکرب کہ شیعہ و دیندار اور رئیس ہمدان کا سرور و سالار تھا اُسکے دستِ نحس سے قتل ہوا۔ اور اسیطرح قتل و قمع کرتا چلا جاتا تھا معمول یہ تھا کہ جب کسی قریہ کے قریب
پہنچتا تو ایک شخص اُسکے صحاب سے آگے جاتا اور اہلِ قریہ پر سلام کرتا اور اُنسے پوچھتا کہ یہ شخص جو کل مدینہ مین مارا گیا (عثمان) تمہاری اسکے بارہ مین کیا رائے ہے اگر
کہتے کہ مظلوم قتل ہوا تو اُنسے کچھ تعرض نہ کرتا اور جو کہتے سزاوارِ قتل تھا تو تیغ بیدلوائیں رکھتا اور ایک طرف سے قتل کرنا شروع کرتا۔ حتے کہ قطعِ منازل کرکے داخل
صنعار ہوا صنعار مین اُسوقت عبید اللہ عباس و سعید بن نمران سے کوئی نہ تھا۔ عمرو بن اراکہ ثقفی بہ نیابت عبیداللہ حکومت کرتا تھا۔ وہ بسر کو دخول شہر سے مانع آیا
باہم لڑائی ہوئی آخر عمرو مارا گیا۔ اور بُسر نے شہر مین داخل ہوکر بہت سے باشندون کو تہ تیغ کیا اور بنابر روایتِ سابق پسرانِ عبیداللہ کو طلب کیا وہ ایک عورت کے
پاس سے اولادِ فارس سے جسکا نام اُمّ النعمان بنتِ برح تھا برآمد ہوئے بُسر نے شارعِ عام مین اُن بچّون کو قتل کیا اور اُس قوم سے سو آدمیون کو اس جُرم مین قتل کیا کہ انکو
چھپا رکھا تھا۔ ابراہیم کہتا ہے کہ زرارہ بنِ قیس وہ شخص تھا جس نے علی علیہ السلام کو بُسر کے حجاز مین داخل ہونیکی خبر پہنچائی حضرت یہ حال معلوم کرکے ممبر پر تشریف
لے گئے۔ اور فرمایا ایہا النّاس پہلا تفرقہ اور اوّل نقصان تمہارا یہ ہے کہ تم مین جو اشخاص عقیل اور ذی رتبہ تھے کہ جس کارکیطرف دعوت کیے جاتے تھے اُسکو قبول
کرتے جو زبان سے کہتے تھے کر دکھاتے تھے تمہارے درمیان سے اُٹھ گئے قسم بخدا کہ مینے خفیہ و علانیہ رات دن صبح و شام جہادِ اعدار کی طرف تمکو بلایا فَلَمْ يَزِدْهُمْ
دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا مگر میرے اُسکا اثر برعکس پڑا اور بجائے رغبت کے تمہاری نفرت زیادہ ہوئی اب بُسر بن ارطاۃ حجاز مین وارد ہے ایک شخص اس مہم کے لئے مُہیا ہو کر
جا کر اُسکو حدودِ ملک سے خارج کرے۔ حضرت فرماتے تھے اور لوگ مثلِ نقشِ دیوار خاموش تھے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مین تم سے کلام کرتا ہون اور تم جواب نہین دیتے کیا تمہارے
مونہہ مین زبان نہین یا تم گونگے ہو۔ پس ابو بردہ بنِ عوف ازدی نے عرض کی یا امیر المومنین اگر آپ اس طرف کا عزم کرین تو ہم ہمرہ رکاب ہین فرمایا تو نے خطا کی یہ
رائے صواب نہین آیا سزاوار ہے کہ مین شہر و لشکر و بیت المال کو چھوڑون اور انصرام مہامِ امورِ عظام کو مثل جمع خراج و قضائے مسلمانان و نظر بحقوق ناس کے ترک کرون
اور چند لیٹرون قزاقون کے پیچھے کوہ و صحرا مین آوارہ پھرون قسم بخدا کہ مین تمہاری طرف سے بہت دلگیر ہون اگر آرزوئے شہادت مانع نہوتی تو دوست رکھتا تھا کہ
اپنے ناقہ پر سوار ہون اور درمیان سے نکلجاؤن اور عمر بھر تم سے ملاقات نہ کرون قسم بخدا کہ تمہاری مفارقت مین میری روح اور جسم دونو کے لئے آسائش ہے۔ پس
جاریہ بنِ قدامہ سعدی اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین خدا وہ دن نہ کرے کہ آپ ہمارے درمیان نہون مین اس قوم مور و لوم کے لئے کافی ہون حضرت مجھکو حکم
دین فرمایا خوب ہے روانہ ہو تحقیق کہ جہانتک مجھکو معلوم ہے تو ایک مرد میمون نقیبہ مبارک رائے ہے بعد ازان وہب بنِ مسعود خثعمی اُٹھا کہ یا امیر المومنین مین اس
مہم کے لیے سپاہ جمع کرتا ہون فرمایا جمع کر خدا تجھکو برکت دے اور ممبر سے اُترے پس جاریہ بنِ قدامہ کو بصرہ بھیجا کہ وہان سے دو ہزار مردان کار لیکر متوجہ مقصد ہو
اور خثعمی کے لشکرِ کوفہ سے دو ہزار مرد ہمراہ کئے اور دونو کو حکم دیا کہ بُسر کا تعاقب کرین جس جگہہ دونو لشکر باہم ملاقات کرین امیر سب پر جاریہ بنِ قدامہ ہے۔ عبدالرحمن
بنِ عبید کہتا ہے کہ جب امیر المومنین کو بسر کا حجاز مین در آنا اور پسرانِ ابن عباس اور اُسکے خسر وغیرہ کا اُس کے ہاتھ سے مارا جانا دریافت ہوا تو مجھکو ایک خط دے کر
جاریہ کے عقب مین روانہ کیا مینے اثنائے راہ مین اُس کے پاس پہنچکر اُسکو خط پہنچایا اُسمین تحریر تھا کہ مینے چلتے وقت تجھکو تقویٰ و پرہیزگاری حقتعالیٰ کی وصیت کی تحقیق
کہ وہ تمام خیر و برکت کی اصل ہے۔ مگر بعض وصیتین ذکر سے رہ گئین جواب لکھتا ہون زنہار کسی خلق خدا کو خفیف و حقیر نہ جاننا راہ مین کسی کا شتر یا خچر بیگار مین نہ پکڑنا ہر چند بغیر
اُسکے تجھکو پیادہ چلنا پڑے یا کسی مقام پر رکے رہنے کا اندیشہ ہو جب کسی چشمہ یا کوئین پر پہنچے تو پانی لینے مین اُنکے مالکون پر سبقت نہ کر اُنکی اجازت و رضامندی سے
پانی لے۔ کسی مسلمان مرد یا عورت کو اسیر و بردہ نہ بنا کافر ذمی کے آزار کا روادار نہو نمازون کو اُنکے اوقات پر ادا کر اور ذکرِ خدا کو کبھی اپنے دل سے فراموش نہ کر اور چلتا

تھے کہ دشمن کو ملک سے باہر کردے وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ منقول ہے کہ جب عبید اللہ بن عباس و سعید بن نمران صنعا سے بھاگ کر کوفہ میں آئے تو امیر المومنین نے اُنہیں عتاب کیا کہ کسلئے تم نے بسر لعین کے ساتھ لڑائی نہ کی سعید نے عرض کی قسم بخدا یا امیر المومنین مینے اُسکا مقابلہ کیا مگر ابن عباس نے میری نصرت نہ کی جب بُسر نزدیک آگیا تو مینے اُس سے کہا کہ امیر المومنین ہرون جنگ ہم سے کبھی رضی ہونگے کہا ہمکو طاقت اُسکے مقابلہ کی نہین پھر بھی مینے جو لوگ میری ساتھ تھے اُن کو لیکر جنبش کی اور مقابل مین گیا مگر وہ مجمع جلد متفرق ہوگیا مجبور مین بھی واپس ہوا۔ پس حضرت امیر المومنین ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس بسر بن ارطاۃ داخل یمن ہوگیا یہہ ابن عباس و ابن نمران صنعا سے بھاگے ہوئے آئے ہین جو تمہارے سامنے موجود ہین مین دیکھتا ہون کہ اہل شام عنقریب تم پر غالب آئینگے کیونکہ وہ اپنے باطل پر مجتمع ہین اور تم حق سے متفرق ہو وہ اپنے امام کے اطاعت گزار ہین تم عاصی و نافرمان وہ اُسکے ساتھ بامانت پیش آتے ہین تم نے مجھ سے خیانت کی اب مجھکو تم سے کوئی اُمید نہین رہی اور وثوق و اعتماد اُٹھ گیا۔ پروردگارا یہہ لوگ مجھ سے سیر ہوگئے ہین اور مین انسے وہ مجھ سے ملول ہوگئے ہین اور مین انسے پس مجھکو ان سے بہتر اصحاب عنایت کر اور اُن پر بجائے میرے حکام جور مُسلط فرما پروردگارا ان کے دلون کو اسطرح گھلا جیسے نمک پانی مین گھُلتا ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ آخری خطبہ ہے جو اُس جناب سے شکایت قوم مین سُنا گیا اسکے بعد چند روز مین وہ حضرت درجۂ اعلےٰ شہادت پر فائز ہوئے اور مصاحبت ارواح انبیا و اوصیا اختیار کی اور کوفہ و اہل کوفہ کے لئے زمانہ نکبت و ادبار شروع ہوا ظلم سفاک نے اُن پر تسلط پایا۔ چنانچہ منقول ہے کہ جس روز حضرت نے یہہ خطبہ فرمایا اُسی روز حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا اور اُس ناپاک نے جو جو ظلم کوفیون پر کئے معروف و مشہور ہین اور کتب تاریخ مین مفصل مسطور مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین نقل کیا ہے کہ بعد اس خطبہ کے لوگون نے باہم ملاقات کرکے ایک دوسرے کو ملامت کی اور اشراف کوفہ و شیعیان بایکدگر مشورہ کرنے لگے پس حضرت کی خدمت مین داخل ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنین ہم سے جس شخص کو چاہین اختیار کرین کہ لشکر لیکر جائے اور اس مہم کو آپ سے کفایت کرے ماورا اسکے جو کچھ حضرت ارشاد کرین ہم بجالائینگے اب آپ کوئی امر جو مکروہ طبع ہو ہم سے مشاہدہ نہ فرمائینگے حضرت نے فرمایا مین نے اسکی طرف ایک شخص کو بھیجدیا ہے جو بغیر اسکے کہ اُسکو قتل کرے یا ملک سے باہر نکال دے واپس نہوگا۔ لیکن تم جنگ معاویہ کے لئے تیار رہو۔ سعید بن قیس ہمدانی نے عرض کی یا امیر المومنین اگر آپ ہمکو پیادہ بلا عطا و غذا قسطنطنیہ اور رومیتہ جانے کا بھی حکم دین تو مین اور میری قوم اس سے انحراف نہ کرے گی فرمایا صَدَقْتُمْ جَزَاكُمُ اللهُ سچ کہتے ہو تم حقتعالیٰ جزائے خیر دے تمکو۔ پھر زیاد بن حفصہ و علی بن مخدوع اُٹھے اور کہا ہم سے کبھی حضرت کی نافرمانی ظاہر نہوگی فرمایا تم بھی درست کہتے ہو سفر شام کی تیاری کرو سب لوگون نے بسر و چشم قبول و منظور کیا۔ اور معقل بن قیس ریاحی مامور ہوا کہ سواد کوفہ سے لشکر جمع کرے یہی انتظام درپیش تھا کہ حضرت نے شہادت پائی اور روضۃ الصفا مین نقل کیا ہے کہ شروع ۴۰ھ ہجری مین بنا بر اخبار موحشہ کے جو شام سے کوفہ مین پہنچیں چالیس ہزار مرد نے علی الفور امیر المومنین علی علیہ السلام سے بیعت کی کہ دفع مخالفان مین سعی و کوشش کرین مگر تقدیر الٰہی موافق اُنکی تدبیر کے نہ تھی مرتضیٰ علیؑ اُنہین ایام مین روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے۔ بالجملہ جاریہ طلب بُسر مین جلد جلد جاتا تھا جو قریئے قلعے راہ مین آتے تھے اُنکی طرف ملتفت ہوتا اگر کیسکے پاس اُسکے اصحاب سے زاد ختم ہوجاتا اور ون سے کہتا کہ اُسکے ساتھ سلوک کرو کسیکا شُتر وغیرہ سواری کا جانور مرجاتا تو اُسے دوسرون کے پیچھے بٹھلاتا اور چلنے مین توقف روا نہ رکھتا تا اینکہ یمن مین داخل ہوا عثمانی اُسکے خوف سے جنگلون پہاڑون کیطرف بھاگ گئے شیعیان علیؑ نے اُنکا تعاقب کیا اور بعض کو اُنسے قتل کو پہنچایا لیکن بُسر صنعا سے حضرموت کو گیا اور وہان اُس نے عبداللہ بن ثوابہ کو قتل کیا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ وائل بن حجر نام ایک شخص عثمانی الرائے رؤسا حضرموت سے کوفہ مین امیر المومنین کی خدمت مین رہتا تھا وہ حضرت سے اجازت لیکر

کارنامہ سعید بن قیس ہمدانی

اپنے وطن کو گیا اور اُس نے بسر کو خط لکھ کر حضرموت میں بلایا اور دس ہزار درہم اپنے پاس سے دئیے چونکہ عبداللہ بن ثوابہ مذکور کے ساتھ اُسکو خلاف رنج
اور عناد تھا - وہی بسر کو اُسکے قتل پر باعث ہوا چنانچہ اُس بدبخت نے جاکر اُسکے قلعہ کا کہ اُس زمانہ میں بہترین عمارات سے تھا محاصرہ کر لیا - پھر امان دیکر
اپنے پاس بلایا اور بدعہدی اور دغا کی عبداللہ نے غسل کیا سفید کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑہی پھر کہا بار خدایا تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے پس بسر نے
اُسے قتل کیا اور تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا امیر المومنین کو یہہ حالات دریافت ہوئے تو پسران وائل کو جو کوفہ میں تھے حبس کر لیا الحاصل جب بسر کو
معلوم ہوا کہ لشکر کوفہ اُسکی طرف آرہا ہے تو حضرموت سے نکلکر جس راستہ سے آیا تھا اُسکو چھوڑ کر دوسری طرف کو ہو لیا جاریہ اُسکے پیچھے پیچھے روان تھا یہانتک
کہ حدود ملک یمن سے نکل گیا اُسوقت جاریہ نے مقام جرس پر دم لیا اور اپنے تھکے ماندے لشکر کو آرام لینے کو کہا چنانچہ ایک مہینے تک یہ لوگ وہان رہے
پھر جاریہ نے بسر کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مکہ میں ہے پس اُسکی طرف روانہ ہوا مگر بسر ملعون وہان سے بھی بچ کر نکل گیا - جاریہ نے مکہ میں
داخل ہو کر کہا کہ اے اہل مکہ تم نے معاویہ سے بیعت کی اُنہون نے کہا بجبر و اکراہ کی کہا مجھکو خوف ہے کہ تم اُن لوگون میں ہو جنکی شان میں حقتعالی فرماتا ہے
وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَہْزِءُوْنَ یعنی جب وہ ملاقات کرتے ہین اُن لوگون سے جو ایمان
لائے ہین تو کہتے ہین کہ ہم مومن ہین اور جب اپنے شیطانون کے ساتھ خلوت کرتے ہین تو کہتے ہین ہم تمہارے ساتھ ہین ہم صرف تمسخر کرتے ہین - اُٹھو اور بیعت کرو
اُنہون نے کہا رحمت خدا ہو تجھ پر کس سے بیعت کرین امیر المومنین نے تو شہادت پائی پھر معلوم نہین کہ سرانجام خلائق کا کیا ہوا اور کسکے ساتھ بیعت ہوئی کہا سوائے
فرزند رسولخدا حسن مجتبی کے اور کس سے بیعت ہوتی پس اہل مکہ نے حضرت امام حسن کے نام پر بیعت کی اور جاریہ مکہ سے مدینہ کو آیا وہان ابوہریرہ سے امامت نماز پر صلح
ہو گئی تھی جب اُسکو جاریہ کے آنیکی خبر پہنچی پوشیدہ ہو گیا جاریہ مدینہ پہنچکر ممبر حضرت رسولخدا پر گیا اور بعد حمد و ثنائے الہی و درود حضرت رسالت پناہی کہا اے لوگو
علی علیہ السلام روز ولادت سے وفات تک بندۂ صالح خدا و سید و سردار مسلمین و مہاجرین و ابن عم رسولخدا تھے اُنہون نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا - قسم ہے
اُس خدائے عز و جل کی جسکے سوا کوئی معبود نہین اگر مجھکو معلوم ہوا کہ کسی نے تم سے اس مصیبت عظیم مین شماتت کی تو مین طلب رضائے خدا اُسکا سر قلم کرکے اُسکو داخل جہنم
کرونگا اُٹھو اور حسن بن علی کی امامت پر بیعت کرو تمام حاضرین نے اُٹھ کر بیعت کی جاریہ اُس روز وہان ٹھیرا اگلے روز صبح کو کوفہ کیطرف متوجہ ہوا اُسکے چلے جانے
کے بعد ابوہریرہ پھر بدستور نماز پڑہانے لگا اور بسر کو جاریہ کا واپس ہونا معلوم ہوا تو دشت سے لوٹا اور براہ سماوہ متوجہ شام ہوا جاریہ نے کوفہ پہنچکر حضرت امام حسن کو تعزیت
امیر المومنین کی اور بیعت کی آنحضرت کے ساتھ - مگر بسر کو مراجعت کے وقت بسبب اُسکی غلظت و درشت خوئی کے راہ کی لوگون کے ہاتھ سے بہت زحمت پہنچی بنی
تمیم نے اپنے حدود سے گزرتے وقت کسیقدر اُسکے اسباب سے بھی چھین لیا بہرکیف جب معاویہ کے پاس پہنچا تو کہا یا امیر المومنین خدا کا شکر ہے کہ مین اس لشکر انبوہ
کے ساتھ تیرے دشمنون سے لڑنے کو گیا اور آمد و رفت مین ہمارے ایک آدمی کو بھی صدمہ نہین پہنچا معاویہ نے کہا حقتعالی نے کیا جو کچھ کیا نہ کہ تو نے - کہتے ہین کہ اس
سفر مین اُس شقی کے ہاتھ سے تیس ہزار آدمی مقتول ہوئے اور نیز بہت مخلوق آگ مین جلائی گئی - ابراہیم کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین نے بسر کے لئے دعائے بد کی اور
کہا خداوندا بسر نے دین کو دنیا کی عوض بیچ ڈالا اور حرام کامون کا مرتکب ہوا اور فاجر بدکار کی اطاعت کو تیری طاعت پر اختیار کیا پروردگارا اُس کو نہ مارا لا یہ کہ
پہلے اُسکی عقل کو زائل کر اور اپنی رحمت سے اُسکو باز رکھ بارالہا لعنت کر بسر بن ارطاۃ اور عمرو بن عاص و معاویہ بن ابوسفیان پر اور اپنا قہر و غضب اُن پر نازل کر اور
اُنکو اُس عقوبت و عذاب مین مبتلا کر جسمین تو قوم مجرمین کو مبتلا کرتا ہے راوی کہتا ہے کہ بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ بسر کی عقل سلب ہو گئی اور وہ ہذیان بکتا تھا کہ مجھکو تلوار

دو ز قتل کرون اور اسی کلمہ کا تکرار کرتا تھے کہ انکے لیے ایک لکڑی کی تلوار بنوا دی تکیہ انکے آگے رکھدیتے تھے اور وہ اس پر کاٹھ کی تلوار مارے جاتا تھا حتے کہ غش کر جاتا تھا اسی حال پر رہا تا اینکہ فی النار ہوا۔ نقل ہے کہ ایک روز معاویہ کے پاس عبید اللہ بن عباس و بسر بن ارطاۃ بیٹھے ہوئے تھے۔ عبید اللہ نے کہا تو نے ہی اس ستمگار بے رحم کو حکم دیا کہ میرے بیٹون کو قتل کرے معاویہ نے کہا مینے اسکو حکم نہین دیا اور نہ اس حرکت پر اس سے رضامند تھا۔ بسر کو غصہ آیا اور تلوار کو میان سے نکال کر پھینک دیا اور کہا لے اپنی تلوار تو نے مجھکو یہہ دی اور کہا خلائق کو اس سے قتل کر اب جبکہ اسکی بدولت مطلب پر کامیاب ہوا تو کہتا ہی مینے نہین کہا نہین رہنی تھا۔ معاویہ نے کہا لے سکین اپنی تلوار اٹھا بنی عبد مناف سے ایک مرد کے آگے تلوار ڈالتا ہے جسکے دو بیٹون کو کل قتل کر چکا ہے عبید اللہ نے کہا کیا تیرا یہہ گمان تھا کہ مین اس تلوار سے اسکو قتل کرون ایک لڑکا عبید اللہ کا اپنے باپ کے ساتھ تھا بولا کہ ہم انکی عوض یزید و عبد اللہ پسران معاویہ کے سوا کسیکو قتل نہ کرتے معاویہ ہنسنے لگا کہ یزید و عبد اللہ کی کیا خطا ہے۔ ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ جسقدر ظلم و ستم بسر بن ارطاۃ نے اہل حجاز و یمن وغیرہ پر معاویہ کی طرف سے کئے ویسے ہی اسکے بیٹے یزید کیطرف سے مسلم ابن عقبہ نے اہل مدینہ پر کئے بہت ہی مشابہت ہے اس مقام پر بیٹے کو اپنے باپ سے الولد سرّ لابیه

سیرۃ پسندیدہ سیرت امیر المومنین علیه السلام در جنگہاے خود

بحار الانوار مین ابوصادق حضرمی سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین روز جمل و صفین و نہروان فرماتے تھے بندگان خدا تقوی و پرہیزگاری خدا کو برپا رکھو نظر کو زیر اور آواز کو پست و دھیمی کرو دل کو محاربہ و مقاتلہ پر لگاؤ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ خدا کو بہت یاد کرو تا فلاح پاؤ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ یعنی باہم اختلاف و نزاع نہ کرو کہ سست و ضعیف ہو جاؤ اور تمہاری عزت و مکنت جاتی رہے اور صبر کرو تحقیق کہ حقتعالی صابرون کے ساتھ ہے۔ آخر مین فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْهُمُ الصَّبْرَ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمُ النَّصْرَ وَأَعْظِمْ لَهُمُ الْأَجْرَ پروردگارا فتح و نصرت کو ان پر القا کر اور صبر نازل فرما اور انکے اجر و ثواب کو عظیم کر۔ اور نیز مروی ہے کہ وہ حضرت ہر معرکہ مین اپنے اصحاب سے کہتے تھے۔ کہ اس قوم سے قتال نہ کرو جبتک کہ وہ ابتدا نہ کرین تحقیق کہ تم بفضل خدا حجت و برہان پر ہو اور جنگ سے تمہارا دست کش رہنا تا اینکہ وہ ابتدا کرین دوسری حجت ہے منہزم کا تعاقب کرو زخمی کو قتل کرو پردہ دری کیکی روا نہ رکھو کشتون کو مثلہ نہ بناؤ۔ حضرت صادق علیه السلام سے منقول ہے کہ علی زوال آفتاب سے پہلے لڑائی شروع نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دروازے آسمان کے اسوقت وا ہوتے ہین اور توبہ تائب کی قبول کیجاتی ہے۔ فتح و نصرت کا نزول ہوتا ہے چونکہ یہہ وقت شام سے نزدیک تر ہے سزاوار ہے کہ قتل و قمع اسمین کمتر واقع ہو طالب مراجعت کرے اور منہزم چھوٹ جائے نہج البلاغہ مین ہے کہ آپنے امام حسن سے فرمایا اے فرزند کسیکو جنگ کیطرف دعوت نکر اگر کوئی تجھکو اسکی طرف دعوت کرے تو اسکو اجابت کر تحقیق کہ دعوت کنندہ جنگ باغی ہے اور بغاوت پیشہ مستحق قتل ہوتا ہے اور نیز منقول ہے کہ کسینے ایک مرد کو بنی ہاشم سے جنگ کیطرف دعوت کیا اس نے انکار کیا امیر المومنین نے فرمایا کس لئے تو نے اسکی دعوت کو قبول نکیا عرض کی وہ شخص شجاع عرب تھا خوف ہوا کہ مجھکو مغلوب کرے امیر المومنین نے فرمایا اس نے تجھ پر بغاوت کی تھی اگر جنگ کرتا تو البتہ اس پر غالب آتا تحقیق کہ اگر ایک کوہ دوسرے کوہ پر بغاوت کرے تو باغی انکے ریزہ ریزہ ہو جائیگا۔ نیز بحار مین عدی بن حاتم طائی سے کہ حروب مین ملازم رکاب نصرت انتساب امیر المومنین رہتا تھا منقول ہے کہ لیلۃ الہریر کو

قولہ تعالی وتذهب ریحکم اے تذہب صولتکم و قوتکم و نصرتکم و دولتکم ریح بیان کنایہ ہے کسی کا کے حسب المراد موافق مرضی جاری ہونے سے عرب کہتے ہین ہبّت ریح فلان جبکہ کسی کا کام حسب مرضی رواں ہو ۱۲ کذا فی مجمع البحرین ـ مثلہ بالضم گوش و بینی بریدہ و اسم مصدر ہے ۱۲ منتہی الارب

جبکہ وہ حضرت معاویہ کے نزدیک تھے تو باآواز بلند فرماتے تھے تاکہ اصحاب اُسکو سُنین کہ مین البتہ معاویہ اور اسکے اصحاب کو قتل کرونگا آخر مین آہستہ سے انشاء اللہ تعالیٰ فرماتے مین حضرت کے نزدیک تھا عرض کی مینے یا امیر المومنین اول آپنے اپنے قول پر حلف کیا پھر انشاء اللہ کہا اس سے کیا مطلب ہے فرمایا مین اپنے اصحاب کے نزدیک سچا ہون پس چاہا مینے کہ اُنکو اس کلام سے طمع دون تاکہ دلیر تر ہون اور فرار نکرین والحرب خدعۃ تو اسکو سمجھ کہ منتفع ہوگا۔ نیز بحار مین عبداللہ شریک سے نقل کیا ہے کہ بروز جمل امیر المومنین نے فرمایا کہ گریختہ کا تعاقب نکرو اور مجروح کو قتل نکرو جو دروازہ بند کرلے امن مین ہے۔ مگر بروز صفین ایسا نہ کیا اس اختلاف کا یہ سبب ہے کہ جنگ جمل مین طلحہ زبیر قتل ہوچکے تھے اور جنگ صفین مین معاویہ زندہ و قائم تھا اور یحیی بن اکثم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سبب اختلاف سیرت امیر المومنین کا درمیان اہل جمل و اہل صفین کے استفسار کیا تو آنحضرت نے اسکے جواب مین لکھا۔ کہ اہل جمل کا امام قتل ہوچکا تھا اُنکا کوئی مجمع باقی نرہا تھا جسکی طرف وہ رجوع کرتے پس وہ اپنے گھرون کو واپس ہوتے اور جان بری کو غنیمت جانتے تھے بلا اسکے کہ جنگ کیطرف معاودت کرنیکا خیال بھی اُنکے دلمین ہو پس حکم اُنکا یہی تھا کہ تلوار اُنسے اُٹھا لیجائے اور ایذا و آزار سے اُنکو معاف رکھا جائے بخلاف اہل صفین کے کہ اُنکی بازگشت ایک جماعت آمادہ و مستعد کیطرف تھی۔ اُنکا امام موجود تھا کہ درع و سلاح اُنکے لئے مہیا کرتا اور نیزہ و شمشیر بہم پہنچاتا نقصانات کا جبر کرتا۔ صلات و عطیات کا وعدہ دیتا مرضیٰ کی عیادت اور جرحے کی مداوات کرتا تھا پیادہ کو سواری اور برہنہ کو لباس و سامان بخشتا تھا اور اُنکا بھیجتا تھا کہ جنگ کرین پس دو فرقون کے درمیان مساوات کسطرح ہوسکتی ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین کا سلوک اہل بصرہ کے ساتھ اُنکے شیعون کے لئے تمام اُن اشیاء سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے کیلئے کہ وہ حضرت جانتے تھے کہ ان لوگون کے لئے سلطنت و حکومت ہونیوالی ہے پس اگر اُنکو اسیر کرتے تو اُنکے شیعہ ہمیشہ اسیر و بردے بنائے جاتے۔ اور امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ اگر علی علیہ السلام اپنے محاربین کو بردہ و اسیر بناتے اور غنیمت اُنسے اخذ کرتے تو اُنکے شیعون کو ان لوگون سے بلائے عظیم پیش آتی **مولف** کہتا ہے کہ باوجود اس سیرت پسندیدہ امیر المومنین کے معاویہ و پیروان معاویہ بنی اُمیہ اور اُنکے اعقاب و انسال و احزاب و امثال نے جو سلوک آنحضرتؑ کے شیعون کے ساتھ کئے کتب تاریخ و سیر مین مفصل و مبسوط مذکور ہین اور اس رسالہ مین بھی کسیقدر اُنسے اپنے موقعہ و مقام پر مسطور کہ طرح طرح کے آزار و اہانت سے اُنکو قتل کیا قید رکھا اموال و اسباب اُنکے لوٹ لئے جلاء وطن بے خان ومان آوارہ دشت و جبل گردانا اور ذرا پاس و لحاظ کلمہ گوئی کا بھی اُنکے بارہ مین نہ کیا یزید بن معاویہ لعین اور اُسکے تابعین اخوان الشیاطین نے خود اہل بیت طاہرین حضرت خاتم النبیین پر وہ ظلم و ستم کئے کہ جمادات و نباتات بھی اُسکی گواہی دین تو عجب نہین زمین و آسمان نے اُن پر گریہ و بکا کیا اور اجنہ و ملائکہ نے اُنکا ماتم مین حصہ لیا۔ فرزندان رسول خدا تین دن کے بھوکے پیاسے لب دریا مثل گوسفندان قربانی ذبح کئے گئے عورات و اطفال کو اسیر کرکے لیگئے دختران فاطمہ زہراؑ کو بے مقنع و چادر شتران بے کجاوہ و عماری پر شہر بشہر پھرایا چنانچہ کتب اسفار ان حالات سے مملو ہین پس ہر زمانہ مین ان لوگون کا شیعون کے ساتھ یہی طرز مدارات رہا اُنکو ایذا مین دین شکنجہ عذاب مین کھینچا قتل کیا۔ اسیر و بردہ بنانے مین بھی دریغ نہ کیا ۔ ہمارے اسی زمانہ مین امیر عبدالرحمن خان والی کابل ثانی عبدالرحمن ابن ملجم نے کیا کچھ سختی اور تشدد شیعیان باشندگان اُس ملک پر نہین کئے اور نہین کرتا ہے ابتدائے مسند نشینی سے ہمت خبیثہ اُسکی اس قوم کے ستانے اور آزار دینے پر مقصور رہی۔ اول فتاوائے کفر اُنکی نسبت ہر چہار طرف ملک مین شائع کرکے واجب القتل ٹھیرایا پھر جائداد دین حتی کہ رہنے کے مکانات تک بھی اُنکے ضبط اور اموال غصب کرلئے بامال پریشان محتاج پارچہ و نان کچھ ہندوستان مین دربدر مارے پھرتے ہین کچھ حدود ایران و توران مین جہان جسکے سینگ سمائے چلا گیا اقوام ہزارہ کہ قدیم الایام سے کوہستان شمالی افغانستان مین آباد تھے چنانچہ قریب دو لاکھ زن و مرد اُنسے شمار ہوتے تھے۔ افواج بھیجکر فقط بجرم تشیع اُنکو قتل و قمع کیا زنان و اطفال کو اُنکے

غلام و کنیز بنایا چنانچہ گروہا گروہ انکے گرفتار ہوکر شہر کابل مین لائے گئے اور سر بازار بڑہتی بولی پر نیلام کئے گئے کہ ایک ایک عورت تین تین روپیہ پر بک گئی جب اس سے بھی مطلب پورا نہوا تو باقی کے لیے دوکانین بردہ فروشی کی کابل غزنی جلال آباد وغیرہ بڑے بڑے شہرون مین کھولدی گئین کہ اب وہان یہہ لوگ سر عام مثل چارپایان و دیگر اشیا فروخت ہوتے ہین اور کوئی پوچھنے والا نہین کہ یہہ کیا غضب ہو رہا ہے سرکار انگریزی بھی کہ تمام جہان سے بردہ فروشی کا انسداد کرتی پھرتی ہے یہان خاموش بیٹھی ہے پہلو مین یہ ستم برپا ہے اور وہ سب کچھ سنتی دیکھتی اور اخبارون مین پڑھتی ہے مگر چون نہین کرتی - اور اُلٹا ایسے ظالم سفاک کی زیادہ عزت بڑہاتی اور اُسکو سر پر چڑہاتی چلی جاتی ہے **تتمہ در بعضے از فضائل جہاد** شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے جامع الاخبار مین روایت کی ہے کہ علیؑ ایک مرتبہ جہاد کے بارہ مین خطبہ فرماتے تھے کہ ایک جوان اٹھا اور عرض کی یا امیر المومنین ہمکو فضیلت جہاد راہ خدا سے خبر دیجیے فرمایا مین ایکبار رسول خدا کا ردیف تھا اور ہم غزوہ ذات السلاسل[1] سے واپس آتے تھے مینے آنحضرت سے یہی سوال کیا جو اسوقت تو نے مجھسے کیا تو رسولخدا نے فرمایا کہ غازی جب قصد جہاد کرتے ہین حقتعالی اُنکے لیے برات آتش جہنم سے لکھتا ہے جب سامان جہاد اور اسکی تیاری مین مصروف ہوتے ہین تو حقتعالی فرشتون پر اُنکے فخر و مباہات کرتا ہے جب اہل و عیال کو وداع کرتے ہین تو خانہ و دیوار ہائے خانہ اُسپر گریہ و بکا کرتی ہین اور وہ گناہون سے اسطرح باہر آتے ہین جیسے سانپ اپنے پوست سے باہر آئے پس حقتعالی ہر شخص پر اُنکے چالیس فرشتے موکل کرتا ہے کہ اُسکی رو و پشت و یمین و یسار سے محافظت کرتے ہین کوئی نیکی وہ نہین کرتا مگر یہہ کہ اسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اور اُسکے لیے ایک ہزار آدمیون کی عبادت لکھی جاتی ہے جو ہزار سال برابر عبادت بجا لائین جبکہ ہر سال اُنکے تین سو ساٹھ دن کا ہو اور ہر دن بقدر تمام عمر دنیا کے ہو پس جسوقت وہ دشمن کے روبرو ہوتے ہین تو علم اہل دنیا کا اُنکی ثواب کی مقدار کو احاطہ نہین کر سکتا جب استعمال نیزہ و تیر شروع کرتے ہین اور کوئی اُنکے مقابلہ دشمن کے لیے نکلتا ہے تو ملائکہ اُسکو اپنے پرون سے حفاظت کرتے ہین - اور فتحمندی اور ثابت قدمی کی اُسکے لیے دعا مانگتے ہین پس ایک منادی آواز دیتا ہے اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ کہ بہشت تلوارون کے سایہ مین ہے پس زخم نیزہ و شمشیر اُس پر زیادہ آسان و گوارا ہو جاتا ہے بہ نسبت آب سرد کے روز گرم مین - جسوقت مرد شہید بضرب شمشیر و سنان گھوڑے سے گرتا ہے تو ہنوز زمین پر نہین پہنچتا کہ حقتعالی اُسکی زوجہ کو حور عین سے اُسکے پاس بھیجتا ہے کہ اُسکو کرامتہائے خدا کی جو اُسکے واسطے آمادہ ہین بشارت دیتی ہے زمین پر پہنچتا ہے تو زمین کہتی ہے مرحبا ہو روح پاک پاکیزہ پر جو جسد پاک و پاکیزہ سے باہر آئی ہے بشارت ہو تجھکو ساتھ نعمات بہشت کے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہین نہ کان نے سُنین نہ کسی دل پر گذری ہین پس حقتعالی فرماتا ہے مین اُسکی اہل پر خلیفہ ہون جس نے اُنکو راضی کیا مجھکو رضامند کیا جس نے اُنکو ناراض کیا مجھکو کیا - پس ارواح اُنکی حوصلہ ہائے مرغان سبز مین داخل کیجاتی ہین کہ بہشت برین سے جہان چاہین پرواز کرین اور قنادیل طلا مین جو عرش سے آویختہ ہین جائے گزین ہون اور ہر ایک شخص کو اُنمین سے ستر غرفہ غرفہ ہائے فردوس سے عطا کرتا ہے کہ فاصلہ درمیان ہر غرفہ کے برابر فاصلہ شام و صنعا مین کے ہے نور اُسکا ما بین مشرق و مغرب کو پُر کرتا ہے اور ہر غرفہ مین اُن غرفات سے ستر باب ہین اور ہر باب مین ستر کواڑ سونے کے اور ساٹھ شباک یعنی جالیین اور ہر ایک غرفہ کے اندر ستر خیمہ ہر خیمہ کے اندر ستر تخت سونے کے بچھے جنکے قوائم (پائے) موتی اور زبرجد کے شاخہائے زمرد سے وصل کیے ہوئے اور ہر تخت پر چالیس فراش یعنی بچھونے کہ موٹائی اور عمق اُنکا بقدر چالیس

[1] سلاسل نام ایک چشمہ کا ہے زمین قبیلہ جذام مین جسکا ارادہ اس غزوہ مین کیا گیا تھا اور وہ مدینہ سے دس روز کے فاصلہ پر تھا اور بعض نے کہا ہے کہ اس لیے اس غزوہ کو ذات السلاسل کہتے ہین کہ بعض کفار نے سلسلون یعنی زنجیرون مین آپ کو بخوف فرار باندہا تھا ۱۲ اسوتہ الاحباب

ہاتھ ہر ایک بچھونے پر ایک زوجہ حور عین سے جلوس کئے کہ سب کی سب جوان ہم عمر باکرشمہ و ناز خندان لب شوہر نواز کہ اُنکے ہر ایک کے لئے ستر کنیزین پا تا جہائے مروارید اور ستر غلام بے ریش رخشان روئی منا دیل گردنون مین باندہے جام و ابریق ہاتھون مین لئے قسم ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کی کہ میری جان اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ جب بروز قیامت وہ شہدا اپنے محل و مقام سے حرکت کرین گے تو اگر انبیائے خدا بھی اُنکو راہ مین ملین گے تو اُنکی رونق و بہا کو دیکھ کر پیادہ پا ہو جائینگے پس وہ چلتے رہین گے تا اینکہ مائدہ ہائے جواہرات پر آکر جلوس فرمائین گے اور ایک ایک شخص اُنکے ستر ستر ہزار آدمیون کے اپنے اہل و ہمسایون سے شفاعت کریگا تا اینکہ ہمسائگان فیما بین نزاع کرین گے کہ کون اُس سے نزدیک تر تھا اندروئے جوار کے پس وہ لوگ میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مائدہ ہائے خلد پر نشست کرین گے اور ہر شام و بیگاہ رحمت ہائے خدائی منان کا نظارہ کرتے رہین گے۔

ذکر بعضے از اجلۂ اصحاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحاب امیر المومنین علیہ السلام کہ تا آخر بر محبت و نصرت آنحضرت قائم و ثابت ماندند و مفارقت آنجناب اختیار نہ کردند

بموجب روایت اختصاص شیخ مفید جو بحار الانوار مین نقل کی ہے۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد بن اسود کندی۔ عمار یاسر۔ ابوسنان و ابو عمر انصاریان سہل و عثمان پسران حنیف انصاری۔ جابر بن عبداللہ انصاری صحابہ ہے اور صفیائے اصحاب امیر المومنین۔ عمرو بن الحمق خزاعی۔ میثم تمار۔ رشید ہجری۔ حبیب بن مظاہر اسدی۔ محمد بن ابوبکر۔ اور اولیا۔ آنحضرت علم ازدی سوید بن غفلہ جعفی۔ حارث بن عبداللہ معروف بہ اعور ہمدانی۔ ابو عبداللہ جدلی۔ ابویحیی حکیم بن سعد حنفی۔ اور شرطۃ الخمیس[1] اُس جناب کے ابو الرضی عبداللہ بن یحیی حضرمی۔ سلیم بن قیس ہلالی عبیدہ سلمانی۔ اور خواص آنکے تمیم بن خذیم تاجی قنبر مولی امیر المومنین۔ ابو فاختہ مولی بنی ہاشم۔ عبید اللہ بن ابورافع کاتب آور بروایت دیگر اسی کتاب اختصاص کے ارکان اربعہ سلمان مقداد ابوذر عمار صحابہ سے۔ تابعین سے اویس بن انیس قرنی کہ بقدر قبیلہ ربیعہ و مضر شفاعت کرین گے۔ عمرو بن الحمق۔ رشید ہجری میثم تمار کمیل بن زیاد نخعی قنبر غلام امیر المومنین محمد بن ابوبکر مزرع مولی امیر المومنین عبداللہ بن یحیی جسکو امیر المومنین نے فرمایا اے پسر تجھے بشارت ہو کہ تو اور تیرا باپ شرطۃ الخمیس سے ہو حقتعالی نے بالائے آسمان تمہارا یہہ نام رکھا ہے۔ جندب بن زہیر العامری اور بنی عامر تمام شیعہ علی تھے۔ حبیب بن مظاہر اسدی۔ حارث بن عبداللہ اعور ہمدانی مالک بن حارث الاشتر العلم الازدی۔ ابو عبداللہ الجدلی جویریہ بن مسہر العبدی۔ احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ جنت چار شخصون کی مشتاق ہے علی عمار سلمان مقداد۔ اور نیز منقول ہے کہ زمین سات شخصون کے لئے خلق ہوئی ہے اُنہین سے ہے سلمان فارسی۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار یاسر۔ حذیفہ بن الیمان۔ اور امیر المومنین بھی سردار ہین اُنکے یہی اشخاص ہین جنہون نے نماز جنازہ حضرت فاطمہ زہرا ادا کی۔ ابو عبداللہ امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ بعد وفات حضرت رسولخدا دروازہ ہائے ضلالت و گمراہی اہل مشرق و مغرب پر کھل گئے تھے۔ الا تین شخص سلمان ابوذر مقداد پھر عمار یاسر ابوسنان انصاری و حذیفہ صاحب سر رسولخدا و ابو عمرو اُنسے ملحق ہوئے اور اسطرح پر تعداد اُنکی سات کو پہنچی **مؤلف** کہتا ہے کہ فی الواقع۔ بعد رحلت حضرت رسالت پناہ

[1] قولہ شرطۃ الخمیس خمیس لشکر کو کہتے ہین کیلئے کہ اسکے پانچ حصے مقدمہ میمنہ میسرہ قلب ساقہ ہوتے ہین اور شرطہ بمعنی شرط مراد یہ کہ شرط کیا ہوا لشکر۔ کسینے اصبغ بن نباتہ سے پوچھا تھا کہ امیر المومنین تم لوگو شرطۃ الخمیس کیون کہتے تھے اُس نے کہا کہ ہم نے آنحضرت سے شرط کی کہ آنکے ساتھ جہاد کرین گے حتے کہ قتل ہون یا ظفر پاوین اور انہون نے ہم سے شرط کی اور ضامن ہوئے کہ اس جہاد کی عوض ہمکو بہشت مین داخل کرین لیس جبکی نسبت کہا جاوے کہ وہ شرطۃ الخمیس ہے اسکے معنی یہ ہین کہ انکے اور امیر المومنین کے درمیان عہد مذکور منعقد ہوچکا ہے مروی ہے کہ جن لوگون نے حضرت سے یہ شرط کی تھی چھتیس ہزار مرد تھے جو سبکے سب شرطۃ الخمیس کہلاتے تھے

ابتدائے خلافت ابوبکر مین مخالفت امیر المومنین عامۂ صحابہ مین وبا کی طرح پھیل رہی تھی۔ چنانچہ چند ہی اشخاص ایسے تھے جو بنی ہاشم کے ساتھ اُس جناب کی اطاعت پر ثابت رہے نہین تو بہت سے وہ تھے جنہون نے پہلے سے امر خلافت اور اُسکے مستحق وغیر مستحق مین فکر و تامل نہین کیا تھا۔ حضرت کے انتقال فرماتے ہی حضرت خلیفۂ ثانی کی کارسازی و سقیفہ پردازی سے ابوبکر کی بیعت مین داخل ہوگئے۔ مگر بعد چندے جب اُنہون نے اس مقدمہ مین غور و فکر کیا اور حق فی الحق اُن پر آشکار ہوا تو متنبہ و مستبصر ہو کر حضرت امیر المومنین کیطرف رجوع کی۔ چنانچہ قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس المومنین مین افاضل و اشراف صحابۂ بنی ہاشم وغیرہ مہاجرین و انصار سے ایک سو ایسے اشخاص شمار کیے ہین جنکا خاتمہ بالخیر محبت و ولائے جناب مرتضوی پر ہوا۔ اور مشہور ہے کہ بارہ نفر نے اجلۂ صحاب جناب رسالتمآب سے ابوبکر پر سر منبر دربارہ اُسکی خلافت کے انکار کیا اور قصد کیا کہ منبر رسولخدا سے اُسکو اُتار دین وہ بارہ اشخاص یہ ہین مہاجرین سے مقداد بن اسود ابوذر غفاری سلمان فارسی۔ بریدہ اسلمی۔ خالد بن سعید۔ عمار یاسر انصار سے ابوالہیثم بن تیہان عثمان بن حنیف سہل بن حنیف خزیمہ بن ثابت اُبی بن کعب۔ ابوایوب روایت ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ محامدہ عصیان و نافرمانی حقتعالی کے مرتکب نہین ہوتے عرض کی محامد کون فرمایا محمد بن جعفر طیار۔ محمد بن ابوبکر محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ابن خال معاویہ۔ اور محمد بن حنفیہ فرزند دلبند امیر المومنین **حجر بن عدی کندی** جلہ عظمائے صحابہ رسولخدا و خالص اصحاب امیر المومنین سے ہے یہہ بزرگوار ہر چند حضرت رسول کے زمانہ مین صغیر السن تھے مگر دوران خلافت امیر المومنین مین بڑے بڑے کار اُنسے متعلق تھے جنگ صفین مین امارت قبیلہ کندہ رکھتے تھے اور جنگ نہروان مین امیر لشکر تھے۔ آخر وقت تک حمایت و اعانت امیر المومنین مین ساعی و سرگرم رہے بعد شہادت آنحضرت کے ۵۱ سنہ ہجری مین بجرم محبت اُس جناب کے معاویۂ ظالم کے ہاتھ سے ملک شام مین بکمال ظلم و ستم شہید ہوئے کتاب کامل بہائی مین مسطور ہے کہ جب زیاد بن ابیہ نے چاہا کہ حجر بن عدی کو جو اس وقت رئیس شیعۂ کوفہ تھا قتل کرے رؤسائے کوفہ سے اُس نے طوعاً و کرہاً گواہی دلوائی کہ حجر نے بغاوت معاویہ ظاہر کی۔ اور ابوبردہ پسر ابوموسے اشعری نے ایک محضر تیار کیا کہ حجر بن عدی نے طاعت کو چھوڑا اور جماعت سے مفارقت کی اور فتنہ و فساد کی طرف خلقت کو دعوت کرتا ہے اور نکث بیعت امیر المومنین معاویہ بن ابوسفیان کا ارادہ رکھتا ہے زیاد نے رؤسائے کوفہ سے بجبر اُس محضر پر گواہی ثبت کرائی اور شام کو بھیجدیا معاویہ نے اس بہانہ سے حجر کو مع پانسو کس شیعیان امیر المومنین کے قتل کیا **روضۃ الصفا** مین ہے کہ زیاد نے حجر کو مع اُنکے اصحاب کے گرفتار کر کے مع ایک سو نفر اپنی معتمدین کے شام کو بھیجا جب یہہ لوگ دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ نے ایک سرہنگ کو اُنکے پاس بھیجا کہ محبت علی ابن ابیطالب سے تبرا کرین نہین تو سب کو قتل کرے ایک نے اُنمین سے دور سے اُس سرہنگ کو دیکھ کر کہا کہ ہم سے نصفی مارے جائینگے اور نصفی خلاص ہونگے لوگون نے کہا یہہ تونے کسطرح پر جانا اُس نے کہا یہہ شخص جو ہماری طرف آرہا ہے یکچشم ہے اسکو دیکھکر یہہ بات میرے خیال مین آئی پس ایسا ہی ہوا جب وہ سرہنگ قریب آیا اور سبنے ولائے علی سے رجوع کرنیکو اُن پر عرض کیا تو نصف نے اُنسے اسکو قبول کیا اور چھوٹ گئے اور نصفی ثابت قدم رہے اور شہادت پائی چنانچہ قبرین اُن کی موضع عذرا مین دو فرسخ پر ہین دمشق سے **عدی بن حاتم طائی** صحابہ کبار رسول مختار سے تھے اُنکے اسلام لانے کے روز آنحضرت کو کمال مسرت ہوئی تھی اور ردائے مبارک اپنی عدی کے لیے بچھادی تھی اور فرمایا اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ جب تمہارے پاس کوئی قوم کا بزرگ آئے تو اُسکی تعظیم کرو بعد ازان جنگ جمل و صفین و نہروان مین ہمراہ رکاب فیض انتساب امیر المومنین تھے۔ نقل ہے کہ بعد شہادت امیر المومنین ایک روز عدی کا گذر مجلس معاویہ مین ہوا معاویہ نے براہ شماتت عدی سے کہا تیرے تینون بیٹے طریف طراف طرفہ کہان گئے اُس نے کہا علی ابن ابی طالب کے ساتھ

لڑائی مین مارے گئے معاویہ نے کہا پسر ابوطالب نے تجھ سے انصاف نہ کیا کہ اپنے بیٹون کو سلامت رکھا اور تیرے بیٹے مروا ڈالے۔ عدی نے کہا بلکہ مینے آنحضرت
سے انصاف نہ کیا کہ وہ شہید ہو گئے اور مین ہنوز زندہ ہون ❁ دور از حریم کوئے تو شرمندہ ماندہ ام ۔ شرمندہ ماندہ ام کہ چرا زندہ ماندہ ام معاویہ خاموش
ہو گیا **عمرو بن الحمق خزاعی** انکو امیر المومنین سے وہ نسبت تھی جو سلمان فارسیؓ کو رسولخدا سے رجال کشی مین مذکور ہے کہ حضرت رسولخدا نے
ایک قوم پر کچھ فوج بھیجی اور فرمایا کہ تم رات کو راہ گم کر دو گے پس بائین جانب کو متوجہ ہو کر وہان ایک شخص تم سے ملیگا جو تمہارا دلیل راہ ہوگا۔ مگر جبتک تم کو
اپنے ہان کھانا نہ کھلائے گا راستہ نہ بتائیگا جب ایسا کرے تو تم اسکو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ رسول اللہ مدینہ مین ظاہر ہوا ہے پس یہ لوگ روانہ
ہوئے اور بموجب خبر رسولخدا راہ بھولے اور دست چپ کو چلے تھوڑی دور چلکر عمرو بن الحمق خزاعی کے مکان پر پہنچے اور راستہ کا حال اُس سے دریافت کیا
اُس نے اسی طریق سے جیسا کہ حضرت رسولخدا نے خبر دی تھی کہا جبتک نہ ٹھیرو اور کھانا نہ کھاؤ گے راستہ نہ بتاؤنگا پس وہان اُترے اور کھانا تناول کیا اُسوقت
عمرو اٹھا اور راہ بتانے کو انکے آگے چلا۔ مگر انکو بھول گیا کہ حضرت کا سلام و پیام اسکو پہنچاوین عمرو نے خود دریافت کیا کہ مدینہ مین کوئی رسول ظاہر ہوا ہے
اُنہون نے کہا ہان اور اُنہون نے تجھکو سلام بھی کہا ہے۔ عمرو سلام کو سُنکر بہت خوش ہوا اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر اسلام لایا اور بہت دنون
حاضر خدمت رہا بعد ازان آپنے اسکو اُسکی قوم کیطرف بھیجا اور فرمایا کہ جب علی بن ابی طالب کوفہ مین جائین اُنکے پاس حاضر ہونا پس عمرو بعد وفات حضرت
رسولخدا ایجال خود تھا تا وقتیکہ خلافت امیر المومنین کو پہنچی اور آنحضرت نے کوفہ کو اپنا دار السلطنت بنایا اُسوقت کوفہ آکر توطن اختیار کیا۔ اور کتاب استیعاب مین
نقل کیا ہے کہ عمرو اُن چار شخصون سے تھا جو عثمان کے گھر مین بقصد اُسکے قتل کے داخل ہوئے تھے اور شیعیان علی ابن ابی طالب سے تھا اور حروب جمل و
صفین و نہروان مین اُنکے ہمراہ تھا۔ بعد وفات امیر المومنین حجر بن عدی کی اعانت کرنے اور بنی اُمیہ کو سب امیر المومنین سے باز رکھنے مین اہتمام بلیغ
رکھتا تھا۔ جب زیاد نے حجر کو گرفتار کیا تو عمرو بھاگ کر موصل کو گیا۔ اور وہان ایک غار مین پنہان ہوا اور وہین ایک سانپ کے کاٹنے سے ہلاک ہوا جو
لوگ زیاد کی طرف سے اُسکی تلاش مین گئے تھے اُنہون نے اُس غار مین اسکو مُوا پا کر سر کاٹ لیا۔ اور زیاد کے پاس لائے زیاد نے وہ سر معاویہ کے پاس بھیجدیا
پس وہ پہلا سر تھا جو اسلام مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھیجا گیا اور روضۃ الصفا مین ہے کہ معاویہ مرض موت مین خوابہائے پریشان دیکھتا تھا اور
خائف و ترسان ہوتا تھا شدت تشنگی سے پانی بکثرت پیتا۔ مگر تسکین نہوتی تھی۔ گاہ گاہ بیہوش ہو جاتا جب ہوش مین آتا تو کہتا کیا ہے تکو اے حجر
بن عدی اور اے عمرو بن الحمق میرے ساتھ۔ اور کیون مخالفت کی مینے اے پسر ابوطالب تجھ سے۔ الٰہی وسیدی اگر تو مجھکو عذاب کرے تو مین اسکے لائق
ہون اور جو اپنے لطف و کرم سے بخشدے تو تجھ سے بعید نہین اور دمبدم قلق و اضطراب اُسکا زیادہ ہوتا تھا **صعصعہ بن صوحان** عبدی
خطیب فصیح و فاضل و زیدار تھا وہ اور اُسکا بھائی زید بن صوحان اصحاب خاص امیر المومنین سے شمار ہوتے ہین استیعاب مین ہے کہ جب معاویہ کوفہ آیا
اور جماعت شیعہ جنکے لئے حضرت امام حسن نے اُس سے امان لی تھی اسکی مجلس مین حاضر ہوئے صعصعہ بھی اُنکے درمیان تھا معاویہ نے اُسے دیکھ کر کہا کہ
واللہ کہ مین نہ چاہتا تھا کہ تو میری امان مین ہو صعصعہ نے کہا واللہ مین نہ چاہتا تھا کہ تیرا نام خلافت سے لون معاویہ ملعون نے کہا ممبر پر جا کر علی
بن ابیطالب پر لعنت کر صعصعہ مسجد مین آیا اور ممبر پر جا کر بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا اے گروہ حاضرین مین اُس شخص کے پاس سے آیا ہون جس نے شر کو مقدم
کیا اور خیر کو پیچھے ہٹایا۔ اور مجھکو حکم دیا ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام پر لعنت کرون پس لعنت کرو اُس پر خدا اُس پر لعنت کرے اہل مسجد نے باواز بلند

آمین کہی - پھر معاویہ کے پاس جاکر یہہ کیفیت بیان کی اُس نے کہا قسم بخدا کہ تونے اس عبارت سے میری لعنت کا قصد کیاہے دوبارہ جاکر تصریح علیؑ پر لعنت کر صعصعہ پھر مسجد مین آیا اور کہا ایہا النّاس معاویہ مجھکو علیؑ پر لعن کرنیکا حکم دیتاہے بتحقیق کہ مین اُس شخص پر لعنت کرتا ہون جو علیؑ پر لعنت کرے حاضرین نے پھر آمین کہی - غرض جب معاویہ نماورنے جانا کہ صعصعہ کبھی اس خباثت کو روا نہ رکھے گا - تو اُسکو کوفہ سے نکلوادیا کتاب کامل بہائی مین منقول ہو کہ ایکبار معاویہ جمعہ کے روز خطبہ کہہ رہا تھا کہ اثنائے خطبہ مین ناگاہ ایک گوز باواز بلند اُس سے صادر ہوا حضار پریشان ہوے کہ ممبر رسولخدا پر ایسی شنیع حرکت کی اس شوخ پرکار نے وہ خطبہ قطع کرکے دوسرا اسطرح پڑہنا شروع کیا کہ حمد ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کے لیے جس نے ہمارے ابدان کو پیدا کیا اور ارواح انمین سکونت بخشی اور ریاح کو اُنمین داخل کیا اور خروج ریاح کو باعث راحت نفوس قرار دیا - صعصعہ وہان موجود تھا اٹھا اور کہا اے معاویہ تونے سچ کہا کہ حقتعالیٰ نے ابدان مین ارواح و ریاح پیدا کین اور خروج ریاح کو باعثِ راحتِ نفوس بنایا الّا انکا خروج بیت الخلا مین راحت ہی ممبرون پر بدعت ہے اے اہلِ شام اُٹھو کہ تمہارے امیر نے مقام رسول اللہ کو نجس کیا - اور اُسکی اور تمہاری نمازین باطل ہوگئین یہہ کہکر مسجد سے نکلا اور کوفہ کو چلا گیا **میثم تمار**

ارشاد شیخ مفیدؒ مین ہے کہ میثم پہلے ایک عورت کے پاس تھا بنی اسد سے امیر المومنینؑ نے اُسکو اُس عورت سے خرید کر آزاد کیا پھر اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی عرض کی سالم فرمایا مجھکو رسولخدا نے خبر دی ہے کہ تیرا نام جو تیرے والدین نے عجم مین رکھا تھا میثم ہے - کہا رسولخدا نے سچ کہا میرا اوّل یہی نام تھا امیرنے فرمایا جس نام سے تجھکو رسولخدا نے موسوم کیاہے وہی رکھ اور سالم کو ترک کر اُسوقت سے میثم نام اور ابو سالم کنیت کی - ایک روز امیر المومنینؑ نے فرمایا اے میثم بتحقیق کہ میرے بعد تجھکو پکڑین گے اور دار عمر بن حریث کے آگے دار پر کھینچین گے تیسرے روز تیرے موہنہ اور دو نتھنون سے خون جاری ہوگا اور تیری ڈاڑھی اُس خون سے رنگین ہوگی پس اُس خضاب کا منتظر رہ اور ساتھ لیجا کر وہ نخل خرما جسکی شاخ پر میثم آخرکار سولی دیا گیا اُسکو دکھایا - اُسکے بعد میثم بیشتر اوقات اُس درخت کے پاس جاتا اور وہان نماز پڑھتا اور کہتا کیسا مبارک ہے تو اے نخل کہ مین تیرے لیے پیدا ہوا ہون اور تو میرے واسطے روزی پاتاہے سلور عمرو بن حریث سے ملتا تو کہتا - مین تیرے ہمسایہ مین آنیوالا ہون حق جوار کو اچھی طرح رعایت رکہنا عمرو کہتا معلوم ہوتاہے کہ تو مکان ابن مسعود یا مکان ابن حکیم خریدنا چاہتاہے اور اُس حال سے واقف نہ تھا تا اینکہ جس سال شہید ہوا اُس نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور حضرت ام سلمہ زوجہ رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا ام سلمہؓ نے کہا اے میثم مینے حضرت رسولخدا کو اکثر تیرا ذکر کرتے سُنا ہے بوقت شب علیؑ کو تیرے مُقدمہ مین وصیت کرتے تھے میثم نے امام حسین علیہ السلام کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت کسی اپنے حائط مین بیرون شہر تشریف رکھتے ہین میثم نے کہا جب آئین میرا سلام انکی خدمت مین پہنچانا بتحقیق کہ مین عنقریب خدائے تعالیٰ کے پاس جانیوالا ہون - ام سلمہؓ نے خوشبو منگا کر اُسکی ریش کو معطر کیا اور کہا یہہ ڈاڑھی خون مین رنگین ہوگی القصہ میثم کوفہ مین واپس آیا تو عُبید اللہ بن زیاد کے آدمیون نے اُسکو پکڑ کر اُس شقی کے سامنے حاضر کیا اور کہا کہ یہہ علیؑ کے نزدیک بہت قُرب و منزلت رکہتا تھا - ابنِ زیاد نے تعجب سے کہا یہہ عجمی قرب منزلت رکہتا تھا پھر میثم سے کہا بتا تیرا رب کہان ہے میثم نے کہا ظالمون کی کمین مین ہی اور تو ایک ظالمون سے ہے ابن زیاد نے کہا عجمی ہوکر تجھکو یہ جراُت ہے خبر دے کہ تیرے صاحب یعنی امیر المومنینؑ نے تیرے کسطرح قتل ہونیکی خبر دی ہے کہا تو مجھکو دار پر کھینچے گا کہا مین اسکے برخلاف کرونگا اور اور طریق سے تجھکو مارونگا میثم نے کہا انہون نے حضرت رسولخدا و جبرئیلؑ امین و رب العالمین سے یہہ خبر دی ہے تو ان سب کے خلاف کسطرح کرسکتاہے مین اُس مقام کو جانتا ہون جہان پر کہ سُولی دیا جاؤنگا اور پہلا شخص جسکے موہنہ مین لگام دین گے

اسلام مین مین ہونگا- پس ابن زیاد نے اسکو قید کیا اور اسکے ساتھ ہی مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو قید کیا- میثم نے مختار سے کہا کہ تو اس قید سے نجات پائیگا اور طلب خون امام حسین کے لیے خروج کریگا- اور اس ظالم کو جو ہمارا قاتل ہے قتل کریگا- پس وہی ہوا جو میثم نے خبر دی تھی جب مختار کو قتل کے لیے زندان سے نکالا ایک قاصد یزید کی طرف سے اسکی رہائی کا حکم لایا- اور اس نے رہائی پائی- اور میثم کو سولی کا حکم ملا وہ عمرو بن حریث کے دروازہ پر تختہ پر چڑہایا گیا لوگ اسکے گرد جمع تھے اسوقت عمرو کو معلوم ہوا کہ میثم کا اس جملہ سے کہ مین تیرا ہمسایہ ہونگا کیا مدعا تھا پس اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ اس تختہ کے نیچے جھاڑو دے چھڑکاؤ کرے اور عود کو مجمر مین جلا دے میثم فضائل بنی ہاشم بیان کرتا تھا اور لوگ اسکے گرد کھڑے سنتے تھے- کسینے جا کر ابن زیاد کو یہہ خبر دی کہ اس غلام عجمی نے تمکو فضیحت و رسوا کیا اس نے کہا اسکے موہنہ کو لگام سے بند کر دیں وہ پہلا شخص تھا جسکو اسلام مین لگام دیا گیا- تین روز بعد اس پر ایک حربہ لگایا میثم نے اللہ اکبر کہا اور خون اسکے موہنہ اور منخرین سے جاری ہوا اور شہادت پائی یہہ واقعہ دش روز پیشتر حضرت سید الشہدا کے عراق مین وارد ہونے سے ہوا **رشید ہجری** مجالس المومنین مین ہے کہ حضرت امیر المومنین نے اسکا نام رشید البلایا رکھا تھا اور یہہ اشارہ ہے اسکی طرف کہ اسکو بجرم محبت اہلبیت بہت آزار کے ساتھ قتل کرین گے اور وہ اس مصیبت مین صبر کریگا اور اپنی رشادت دکھائیگا یا یہہ کہ آنحضرت نے اسکو علم بلایا[له] و منایا تعلیم کیا تھا- چنانچہ جسکو چاہتا تھا کہدیتا تھا کہ تو فلان روز فلان مقام مین مریگا اور ویسا ہی ہوتا تھا- روایت ہے کہ حضرت امیر نے اسکو خبر دی کہ ابن زیاد اسکو تبرائے امیر المومنین کی تکلیف کریگا اور جب وہ اس سے انکار کرے گا تو اسکے ہاتھ پاون زبان کاٹ کر قتل کریگا- پس جب بعد اسکے ابن زیاد نے اسکو پکڑ منگوایا چاہا کہ آنحضرت سے تبرا کرے اور اس نے انکار کیا تو کہا تیرے صاحب نے کسطرح پر خبر دی ہے کہ مین تجھکو قتل کرونگا کہا تو میرے ہاتھ پیر زبان قطع کرے گا- اس ملعون نے کہا قسم بخدا کہ مین تیرے صاحب کی تکذیب کرونگا- پس حکم کیا کہ اسکے ہاتھ پاون کاٹین اور زبان سلامت رکھین جب دست و پا بریدہ ابن زیاد کے پاس سے باہر لائے تو اسکے لڑکے نے پوچھا کہ اعضا کے کٹنے سے تجھکو کسقدر درد و الم ہے کہا جسقدر کہ کسی کے پاس ہجوم و ازدحام مردم سے اسکو ہوتا ہے- پس لوگ اسکے پاس جمع ہو گئے اس نے دوات قلم منگایا کہ وقائع و حالات آئندہ جو باب مدینہ علم سے اخذ کئے تھے انکو لکھائے اور اسی اثنا مین مذمت ابن زیاد بدنہاد بھی کرتا تھا جب یہہ خبر اسکو پہنچی تو حکم دیا کہ زبان اسکی کاٹ لین اور مقدمہ سابقہ اسکو فراموش ہو گیا بعد ازان رشید کو دار پر کھینچا اور صدق خبر امیر المومنین ظاہر ہو گیا **کمیل بن زیاد نخعی** رض صاحب اسرار امیر المومنین تھے مجالس المومنین مین ہے کہ آنحضرت کی عادت تھی کہ جب علوم و اسرار سینہ معارف گنجینہ مین جوش زن ہوتے تو کمیل کو بلا کر سامنے بٹھاتے اور جواہر زواہر عرفان اسکے روبرو بیان فرماتے- کمیل نے نوّے[۹۰] سال کی عمر مین ۸۳ھ ہجری کو وفات پائی- کتاب ارشاد مین منقول ہے کہ حجاج والی کوفہ ہوا تو اس نے کمیل کو طلب کیا کمیل اسکا مقصد سمجھکر روپوش ہو گیا حجاج نے اسکی قوم کے عطیات بند کر دئے کمیل کو یہہ حال معلوم ہوا تو سوچا عمر میری آخر ہوئی نیز مین رسیدہ ہون بہتر نہین کہ میری وجہہ سے تمام قوم روزی سے محروم رہے پس خود حجاج کے پاس چلا آیا- حجاج نے کہا کہ مین چاہتا ہی تھا کہ تو میرے ہاتھ آئے کمیل نے کہا کہ میری عمر سے بہت تھوڑی باقی رہی ہے عبث میرا خون اپنی گردن پر لیتا ہے فردائے قیامت میری اور تیری بازگشت حقتعالی کیطرف ہونیوالی ہے اور بتحقیق کہ مجھکو میرے مولے امیر المومنین نے خبر دی ہے کہ تو مجھکو قتل کرے گا- حجاج نے کہا ضرور قتل کرونگا تو بھی ان لوگون مین تھا جنہون نے عثمان کو قتل کیا- یہہ کہکر حکم دیا کہ اسکی گردن مارین چنانچہ قتل کیا گیا رحمۃ اللہ علیہ **قنبر مولائے امیر المومنین** ارشاد مین منقول ہے کہ ایک روز حجاج بن یوسف ثقفی نے کہا کہ

[له] جمع منیہ یعنی موت ۱۲

مین دوست رکھتا ہون کہ کیکو صحاب ابوتراب قُرْبَةً اِلَی اللہ قتل کرون حاضرین نے قنبر مولائے امیرالمومنینؑ کیطرف اشارہ کیا کہ اُس سے زیادہ طول صحبت علیؑ کے ساتھ کیکو نہین اُس ملعون نے کیسکو بھیجکر قنبر کو طلب کیا جب حاضر ہوا اُسکو کہا تو ہی قنبر مولائے علی ابن ابی طالبؑ ہے کہا خدا میرا مولیٰ ہے اور امیرالمومنینؑ علی میرے ولیِ نعمت ہین کہا اُسکے دین سے تبرا کر قنبر نے کہا ایسا کرون تو تو مجھکو کوئی دین بتاویگا جو اُس سے افضل ہو حجاج نے کہا مین تجھکو قتل کرنا چاہتا ہون جس طریق سے قتل ہونا پسند کرے بیان کر قنبر نے کہا جس طرح پر چاہے قتل کر جس طریق سے تو مجھکو قتل کریگا بروز قیامت مین بھی تجھے اُسی طریق سے قتل کرونگا اور امیرالمومنینؑ نے خبر دی ہے کہ مین تیرے دستِ ستم سے ذبح ہونگا پس بحکم اُس ملعون کے ذبح کیا گیا اور ایک روایت مین ہے کہ حجاج نے اُس سے پوچھا علیؑ کی کونسی خدمت تیرے سپرد تھی کہا آبِ وضو آنحضرت کے لئے حاضر کرتا تھا کہا وضو سے فراغت پاکر کیا کہتے تھے قنبر نے کہا اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرتے تھے فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی جب بھول گئے وہ جو کچھ کہ اُنکو یاد دلایا گیا تو ہم نے اُن پر تمام اشیا کے دروازے کھول دیئے کہ جب وہ خوش ہوئے اُن چیزون سے جو اُنکو دی گئیں تو ہم نے دفعتہً اُنکو پکڑ لیا پس ناگہان وہ نا امید ہو گئے۔ پس قطع کیا گیا دابر و انجام ظالمونکا اور حمد ہے خدائے رب العالمین کے لئے۔ حجاج نے کہا شاید اس آیہ کو ہماری شان مین تاویل کرتے تھے اور ہمکو منجملہ ظالمین سے جانتے تھے۔ قنبر نے کہا البتہ ایسا ہی ہے۔ حجاج نے کہا اگر حکم کرون کہ تجھکو گردن مارین تو تیرا کیا حال قنبر نے کہا تب مین سعادتمندون مین شامل ہونگا اور تو گروہِ اشقیا مین داخل ہوگا۔ پس امر کیا کہ اس سعید کو شہید کرین فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

جُوَيرِيَّہ بن مُسہر عبدی بحار الانوار مین ہے کہ مردِ صالح و دوست امیرالمومنینؑ تھا۔ ایک روز حضرت راہ مین جا رہے تھے جویریہ کو پیچھے آتا ہوا دیکھکر اپنے پاس بلایا اور فرمایا تجھکو معلوم نہین کہ مین تجھکو دوست رکھتا ہون پھر فرمایا چند باتون کی تجھکو خبر دیتا ہون یاد رکھنا پس دونو آہستہ آہستہ کچھ باتین کرنے لگے بعد ازان جویریہ نے کہا یا امیرالمومنینؑ مجھکو نسیان بہت ہے فرمایا مین بار بار اس حدیث کو بیان کرونگا حتے کہ تجھکو یاد ہو جائیگی آخر مین فرمایا اے جویریہ ہمارے دوست کو دوست رکھ جبتک وہ ہمارا دوست رہے جب وہ ہم سے دشمنی کرنے لگے تو اُسکا دشمن ہو اور ہمارے دشمن کو دشمن رکھ جسوقت تک کہ وہ ہماری دشمنی پر رہے جب دوست ہو جائے تو اُس سے دوستی کر منقول ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ لیٹے ہوئے تھے اور ایک جماعت اصحابؓ حاضرِ خدمت تھی جویریہ نے آواز دی اَیُّہَا النَّائِم بیدار ہو تحقیق کہ تمہارے سر پر ایک ضربت لگائینگے جس سے تمہاری ریش خون مین خضاب ہوگی۔ امیرالمومنینؑ یہ سنکر متبسم ہوئے اور فرمایا اے جویریہ پاس آکہ تجھکو تیرے حال سے خبر دون قسم بخدا کہ تجھکو ایک حرامزادہ قتل کریگا۔ اوّل تیرے ہاتھ پیر جدا کرینگے پھر شاخ خرما پر تجھکو سولی دینگے راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ بعد شہادتِ امیرالمومنینؑ بہت مدت نہ گزری تھی کہ زیاد نے جویریہ کو گرفتار کیا اور بعد قطعِ دست و پا ابنِ معکبر کے نخل پر دار پر کھینچا۔ وہ ایک شاخ دراز تھی جسمین جویریہ لٹکایا گیا۔ کتاب خرائج مین اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ مین ایک روز جامع کوفہ مین امیرالمومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا مینے کہ انبوہ کثیر آدمیون کا وہان مجتمع ہے اور ایک غلامِ اسود اُنکے درمیان ہے جس نے دزدی کی ہے۔ امیرالمومنینؑ نے اُس سے فرمایا اے غلام تو نے چوری کی کہا ہان اے مولی میرے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تب بھی اُس نے اقرار کیا امیرالمومنینؑ نے اسکا دستِ راست قطع کیا۔ غلام نے بائین ہاتھ سے اُس دستِ بریدہ کو اُٹھا لیا حالانکہ خون اُس سے ٹپکتا تھا اور وہان سے چلا گیا راہ مین عبداللہ بن الکوا خارجی دشمن امیرالمومنینؑ اُس سے ملاقی ہوا اور پوچھا کس نے تیرا ہاتھ قطع کیا تو غلام نیک فرجام نے اس عبارت سے اُسکا جواب دیا۔ قطع کیا اسکو انزع البطین۔ باب الیقین۔ حبل اللہ المتین۔ شافع یوم الدین۔ المصلی احدی و خمسین

اور قطع کیا میرا ہاتھ - امام نقی - ابن عمِ مصطفےٰ شفیق نبی المجتبیٰ - لیث الثریٰ - غیث الوریٰ - حتف العدیٰ - مفتاح الندیٰ - مصباح الدجیٰ نے اور قطع کیا میرے ہاتھ کو امامِ برحق - وصی مطلق - فاروقِ دین - سید العابدین - امام المتقین فضل سابقین - حجۃ اللہ علی الخلقِ اجمعین نے اور قطع کیا میرے یمین کو امام بدری احدی - مکی - مدنی - البطحی - ہاشمی - قرشی - جری - تمیمی - لوذعی - ولی - وصی نے اور قطع کیا اسکو قالع بابِ خیبر - قاتلِ مرحب و عنتر - افضلِ حاج و معتمر صائم و مفطر نے اور قطع کیا اسکو جواد سخی - شجاع جری - اصل الاصول - ابن عم الرسول - زوج بتول - سیف اللہ المسلول نے اور قطع کیا اسکو صاحب قبلتین ضارب بالسیفین الطاعن بالرمحین - وارث مشعرین - افصح کل فی شفتین - پدر حسن و حسین نے اور قطع کیا اسکو عین المشارق والمغارب - تاج لوی بن غالب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے - غلام یہہ صفت و ثنا کرکے آگے کو روانہ ہوا اور ابن کوا نے مسجد میں آکر تمام گفتگو مو بمو امیر المومنین سے بیان کی حضرت کو یہ حالِ حسنِ عقیدت اُس عبد اسود کا معلوم ہوا تو اسکو واپس اپنے پاس بلوایا - حاضر ہوا تو فرمایا اے غلام مینے تیرا ہاتھ قطع کیا اور تو میری مدح و ثنا کرتا ہے - عرض کی یا امیر المومنین آپنے میرا ہاتھ بحکم خدا و رسول بحق قطع کیا ہے - فرمایا یہہ دست بریدہ مجھکو دے اور اسکو لیکر جائے قطع سے ملادیا اور ردا اُس پر ڈھانپ دی اور دو رکعت نماز پڑھکر دعائے خیر کی اُسکے لئے پھر جو کپڑا اُٹھایا تو ہاتھ بدستورِ سابق درست تھا - فرمایا یا ابن الکوا مین نے تجھسے نہین کہا کہ ہمارے کچھ دوست ہین کہ اگر ہم اُنکو ٹکڑے ٹکڑے بھی کردین تو اُنکی محبت زیادہ ہی ہوگی اور کچھ دشمن ہین کہ اگر اُنکو شہد بھی کھلائین تب بھی عداوت زیادہ تر کرین گے - اسیطرح ہمارے دوست بروز قیامت ہماری شفاعت حاصل کرین گے -

برخے از احوال صحابہ وغیر صحابہ آنان کہ لذاتِ فانی دنیاوی در نظر شان بر نعماتِ باقی اُخروی راجح آمد لاجرم با حضرتِ امیر المومنین نفس رسول رب العالمین سر الظاہر رفاقت بجا نیاوردند و از کسانیکہ آنجناب انحراف ورزیدہ با امیر شام معاویہ بن ابو سفیان ملحق شدند

ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین ایسے بہت سے اشخاص کا حال حسبِ عادت خود بہت طول تفصیل سے بیان کیا ہے - ہم حسبِ حیثیت اس وجیزہ کے خلاصہ کے طور پر کچھ کچھ اس کتاب سے نقل کرتے ہین - شارح مذکور نے اپنے شیخ ابو جعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ اہلِ کوفہ و اہلِ مدینہ سے اکثر اشخاص علی علیہ السلام سے بغض و عداوت رکھتے تھے اور اہلِ مکہ و اہلِ بصرہ قاطبۃً اُس جناب کے دشمن تھے عامۂ قریش حضرت کی مخالفت مین ساعی و سرگرم تھے اور جمہورِ خلائق بنی اُمیہ کے ہوا خواہ تھے امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ معاویہ کے ساتھ تیرہ[۱۳] قبیلے قریش سے تھے اور امیر المومنینؑ کے ہمراہ کُل پانچ نفر اُنمین سے تھے محمدؒ بن ابو بکر کہ اسکو نجابت و شرافت اُنکی ماں اسماء بنت عمیس خثعمیہ کی طرف سے پہنچی تھی - ہاشمؒ بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال جعدہؒ بن ہبیرہ مخزومی خواہر زادۂ امیر المومنینؑ جنکو عتبہ بن ابو سفیان برادر معاویہ نے کہا تھا کہ یہہ شدت و حدت تجھکو تیرے خال (ماموں) علیؑ سے پہنچی ہے جعدہ نے اسکو کہا یا ابن ابو سفیان اگر تیرا ایسا خال ہوتا جیسا کہ میرا تو باپ کو بھول جاتا - محمدؒ بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ماموں زاد بھائی معاویہ کا پسر ابو العاص بن ربیع داماد رسول خدا ہم زلف امیر المومنینؑ کا - یہی باعث ہے کہ شکایتِ قریش اکثر مواقع مین اُس جناب نے کی ہے ازانجملہ ایک مقام پر فرماتے ہین اللّٰہمّ انّی استعدیک علی قریش ومن اعانھم فانھم قطعوا رحمی واکفاؤا انائی وغصبونی حقی واجمعوا علی منازعتی امرا کنت اولی بہ پروردگارا مین تجھسے قریش اور اُنکے مددگاروں پر اعانت چاہتا ہون بتحقیق کہ اُنہون نے قطع رحم کیا اور میرے ظرف کو اُلٹا دیا اور میرے حق کو مجھ سے غصب کیا اور تمام نے باالاتفاق

اُس امر مین مجھ سے نزاع کی جسکی اُنسے زیادہ اہلیت رکھتا ہون تمین سے ایک کہنے والے نے کہا یا ابن ابیطالب تو خلافت پر بہت حریص ہے مینے کہا چونکہ مین اُسکا اہل اور اس سے اقرب ہون تو میری حرص بیجا نہین تم باوجود بُعدِ استحقاق قسم بخدا کہ مجھ سے زیادہ اُسکی حرص رکھتے ہو مین اپنا حق طلب کرتا ہون اور تم میرے اور اسکے درمیان حائل ہوتے اور مجھکو اس سے ہٹاتے ہو جب اُس معترض نے مجمعِ عام مین یہہ جواب مُسکت پایا تو مبہوت رہ گیا اور کچھ نہ بول سکا پھر دوسرے مقام پر کتابِ غارات سے نقل کرتا ہے کہ اہلِ بصرہ تمام عثمانی مبغضینِ علی علیہ السلام تھے اور کینہائے روزِ جمل اُنکے سینون مین نہان تھے بتحقیق کہ وہ جناب تالیفِ قلوب کمتر کرتے تھے اور دینِ خدا مین شدید تھے شرع کے موافق عمل کرتے تھے اور امرِ حق کی پیروی فرماتے اور پروا نہ رکھتے تھے کہ کوئی راضی ہو یا رنجیدہ۔ روایت ہے کہ ایک شخص مسافرون کے لباس مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مین ایسے شہر سے آتا ہون جسمین ایک متنفس بھی آپکا دوست نہین ہے فرمایا کہان سے آتا ہے۔ عرض کی بصرے سے ارشاد کیا کہ اگر وہ قدرت رکھتے کہ مجھکو دوست رکھین تو دوست رکھتے بتحقیق کہ مین اور میرے شیعیان میثاقِ خدا مین ہین نہ اُنسے ایک مرد کم ہو سکتا ہے نہ زیادہ تا بروزِ قیامت۔ اور نیز مروی ہے کہ ایک بار چند اشخاص اصحابِ امیر المومنین سے حاضرِ خدمت ہوئے اور از روئے دولت خواہی عرض کیا کہ تقسیمِ اموال مین مراتبِ مدارج کا لحاظ رکھین قریش و دیگر اشرافِ قبائل کو موالی و عجم سے زیادہ عطا کرین جن لوگون کیطرف سے اندیشہ ہے کہ معاویہ سے ملجائینگے اُنکو اپنے انعام و احسان سے بہرہ ور کرین تحقیق کہ یہہ لوگ عموماً دنیا و ثروتِ دنیا کو دوست رکھتے ہین اور معاویہ بذلِ اموال مین دریغ نہین کرتا حضرت نے فرمایا تم لوگ مجھکو امر کرتے ہو کہ جور سے طلب نصرت کرون قسم بخدا کہ مین اس ضلالت کو کبھی اختیار نہ کرونگا۔ جبتک کہ آفتاب ماہتاب و ستارے آسمان سے طلوع کرین قسم بخدا کہ اگر یہہ مال میرا اپنا مال ہوتا تب بھی مین اسکو بالسویہ اُن پر تقسیم کرتا چہ جائیکہ اب یہہ خود اُنہین کا مال ہے کسطرح آئین کی بیشی کر سکتا ہون۔ مین تمہاری رائے کو اُسی حد تک قبول کر سکتا ہون جہانتک موافق رضائے حق سبحانہ تعالی ہو تحقیق کہ اگر اُسکو منظور ہے کہ یہہ امر ہمارے لئے استوار ہو تو وہ جل شانہ تمام دشواریون کو سہل کر دیگا۔ پھر فرمایا کہ ہم آگے بھی عہدِ رسول خدا مین کثرتِ مردم سے فتحیاب ہوتے تھے کہ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ بہت سے چھوٹے گروہ بڑے گروہ پر غلبہ پاتے ہین باذنِ خدائے تعالے اور حق تعالے صابرون کے ہمراہ ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہہ بھی ویسی ہی حکایت ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ نے ابتدائے خلافت مین آنحضرت کو صلاح دی تھی کہ ابھی معاویہ کو امارتِ شام پر بحال رکھین بعد چندے جبکہ اساسِ خلافت محکم ہو جائے معزول فرمائین اور حضرت نے فرمایا تھا کہ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا مین گمراہون کو کبھی مددگار نہ بناؤنگا۔ ایسے ہی ایسے امور مین جن پر بعض کوتاہ بینون نے جنکی نظر دنیا اور فوائدِ دنیا پر محصور تھی گرفت کی ہے کہ یہہ امور آئینِ ملکداری و سیاست کے خلاف ہین حضرت امیر المومنین نے جو جواب اس مقام پر دیا اُس سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت احکامِ شرع مین تھوڑا سا مداہنہ بھی روا نہ رکھتے اور حدودِ شرعیہ سے ذرا بھی تجاوز نہ فرماتے تھے خواہ کوئی ناراض ہو یا باغی ہو جائے الحق نیابتِ رسول اللہ اسکو کہتے ہین اور امامتِ حقہ حقیقیہ کا نام ہے وہ حضرت امام المسلمین و یعسوب الدین تھے اسطرح قید و دین کے پابند ہوتے اور کتاب و سنت کی کیونکر پیروی نہ فرماتے خلافتِ پیغمبر کوئی سلطنت کسرے و قیصر نہ تھی کہ جس طریق مین کار روائی ہوتی نظر آتی اختیار کیا جہان نقصان کا کانٹا پیر مین چبھا چھوڑ دیا جیسا کہ اور لوگون کا شیوہ تھا خود حضرت خلیفۂ ثانی ہی کے ہان کیا تھا وہی مصالح ملکی پیش نظر رہتی تھین برابر نصوص متروک اور قیاس استحسان اجتہاد رائے پر عمل تھا۔ اور معاویہ بیچارہ کا تو کیا ذکر وہ تو از سرتا پا غرقِ دنیا و دنی۔ کذب

وزور وغیرہ انواع فسق وفجور مین کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اُسکے زیر مشق نہو اُسکا مذہب فقط خود پرستی اور خود غرضی تھا اور بس کہین عمرو عاص کو وعدہ
حکومت مصر پر اُدھار خرید لیا کہین شُریح کو شہادت دروغ جل دیا کسی مومن کامل کو رشوت دیکر زہر دلوایا کسیکو جعلی خطوط بناکر ملزم بنایا۔ وغیرہ وغیرہ
کجا یہہ حرکات جابرانہ ظالمانہ کہان نفس رسول وہان وہ بے لوث پاک ومقدس حکومت وعدالت تھی جو انبیا علیہم السلام حقتعالی کیطرف سے اُسکے
بندون پر کرتے ہین لڑائی مین حکم تھا کہ جبتک مخالف ابتدا نہ کرے مت لڑو بھاگتے کا تعاقب نہ کرو زخمی کو دوبارہ نستاؤ بند دروازہ کو نہ کھولو پردہ دری
کسی کی نہ کرو۔ حکومت مین عدالت تقسیم مین مساوات حقوق کی رعایت غربا کی حمایت ضعفا ومساکین پر عنایت لیکن جسکا دیدۂ بصیرت کور ہو اُس سے تعجب
نہین کہ دن کو رات کہے اور نور کو ظلمت سے تعبیر کرے سفید کو سیاہ سمجھے اور راہ کو چاہ بتلائے بالجملہ امیر المومنین نے خود ایک مقام پر فرمایا ہے کہ قسم بخدا کہ معاویہ
مین مجھسے بڑھکر عقل و دہا نہین مگر وہ غدر وفریب کرتا ہے اور فسق وفجور کا مرتکب ہوتا ہے اگر مین بھی اُسکی طرح یہہ امور عمل مین لاؤن تو کوئی مجھ سے
زیادہ عاقل وداہی نہین وَلٰکِنْ کُلُّ غَدَرَۃٍ فَجَرَۃٌ وَکُلُّ فَجَرَۃٍ کَفَرَۃٌ وَلِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یُعْرَفُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مگر ہر مکر وزور فسق وفجور ہے اور مرتکب اُسکا
حد کفر تک پہنچتا ہے اور ہر غادر کیلیے بروز قیامت ایک نشان ہوگا جس سے وہ شناخت کیا جائیگا **ولید بن عقبہ** بن ابی معیط وہ اور اُسکا
باپ اشد دشمنان حضرت رسولخدا وحضرت امیر المومنین سے تھے عقبہ مکہ مین حضرت رسول کو اُنکے نفس واہل کے بارے مین ایذا دیتا تھا۔ جب بروز
بدر حضرت کو اُس پر دسترس ہوئی تو اُسکو قتل کیا مروی ہے کہ جب عقبہ کو قتل کے لئے حاضر کیا تو بولا مَنْ لِلصِّبْیَۃِ یَا مُحَمَّدُ اے محمد صبیہ یعنی میرے
بچون کے لئے کون ہے فرمایا اُنکے واسطے آتش ہے اضربوا عنقہ اُسکی گردن مارو۔ پس ولید نے جو صبیہ نار سے ہے بغض وعداوت اہلبیت عصمت و
طہارت کو اپنے باپ سے میراث مین پایا اور اس امانت کو تا دم مرگ ہاتھ سے نہ دیا لاجرم حضرت رسولخدا کے نزدیک آخر تک مذموم ومعاتب رہا اور حقتعالی نے
اپنی کتاب مجید مین دو مقام پر اُسکو بلفظ فاسق تعبیر فرمایا۔ ایک مقدمہ بنی المصطلق مین جبکہ اُس نے حضرت رسولخدا سے بدروغ بیان کیا کہ وہ لوگ ادائے
زکوٰۃ سے انکار رکھتے ہین اور اُنھون نے تلوارین ننگی کین حضرت نے اِس خبر کے سبب اُس قوم پر لشکر کشی کا قصد کیا پس حقتعالی نے ولید کی تکذیب
اور بنی المصطلق کی برأت مین یہہ آیہ نازل کی اِذَا جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو تم اُسکو
تحقیق کرو۔ دوم ایک مرتبہ اُسکے اور حضرت امیر المومنین کے درمیان کسی امر مین نزاع تھی ولید نے کہا میرا دل تجھسے ثابت تر اور زبان تیز تر ہے علی نے
فرمایا اُسْکُتْ یَا فَاسِقُ خاموش رہ اے بدکار پس حقتعالی نے حضرت امیر کی تائید اور تصدیق کی اور یہہ آیہ نازل ہوئی اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ
آیا جو شخص مومن ہو وہ فاسق کی مثل ہوگا۔ یہہ برابر نہین ہوسکتے پس ولید کو فاسق اور امیر المومنین کو مومن کہا۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے اُستاد
شیخ ابو القاسم بلخی سے نقل کیا ہے کہ اِس عداوت کو زیادہ تر موکد کیا اس بات نے کہ امیر المومنین نے زمانۂ عثمان مین ولید کو حد شرب خمر لگائی اور
ولایت کوفہ سے معزول کیا۔ اور روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ولید بدبخت بیمار تھا حضرت امام حسنؑ مع چند اشخاص اُسکی عیادت کو تشریف لے گئے
اُس بدبخت نے کہا کہ مین تمام نزاع واختلافات سے جو میرے اور خلائق کے درمیان ہوئی توبہ کرتا ہون الا جو کہ تیرے باپ علی ابن ابی طالب کے
درمیان ہوا اُس سے توبہ نہین کرتا۔ بعد ازان ابو القاسم مذکور کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ جو محدثین کے نزدیک مشتبہ نہین وارد ہوئی ہین کہ حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا لَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ وَلَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ یعنی اے علی تجھکو دشمن نہین رکھتا مگر منافق اور دوست

نہین رکھتا الا مومن - اور نیز فرمایا حضرت علیؑ نے کہ حق تعالی نے عہد و میثاق لیا ہے ہر مومن سے میری محبت پر اور ہر منافق سے میری عداوت پر اگر مومن کے موہنہ پر تلوارین لگاؤن تو وہ مجھ سے دشمنی نہ کریگا اور جو تمام دنیا منافق کو بخشدین تو وہ مجھکو دوست نہ رکھے گا - اور ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ علیؑ فرماتے تھے اگر مومن کی خیشوم بینی پر تلوار لگاؤن تو وہ مجھ سے دشمنی نہ کریگا اور جو سونا چاندی منافق کے آگے پھیلا دین تو کبھی دوستی نہ کریگا - نہین دوست رکھتا مجھکو مگر مومن اور نہین دشمنی کرتا مگر منافق اور نیز کہتا ہے کہ اہل الحدیث نے بہت سے صحابہ سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا ہم عہد رسولخدا مین منافقین کی بغض علیؑ سے شناخت کرتے تھے **منجملہ** مبغضین منحرفین امیر المومنین سمرہ بن جندب ہے یہہ ملعون انحضرت کی وفات کے بعد زیاد کے لشکر مین محسوب تھا - حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سمرہ کا ایک مرد انصاری کے باغ مین کھجور کا ایک درخت تھا اس سبب سے اُس انصاری کو ایذا دیتا تھا اُس نے اُسکی شکایت حضرت رسولخدا سے کی حضرت نے سمرہ کو بلا کر فرمایا کہ اپنا درخت اس انصاری کے ہاتھ فروخت کر اور قیمت اُسکی لے لے اُس نے قبول نہ کیا - فرمایا بجائے اس نخلہ کے ایک درخت اور جگہہ لے اور اسکو چھوڑ دے یہہ بھی نہ مانا فرمایا اس کا تمام باغ خرید لے اس سے بھی انکار کیا فرمایا یہ درخت مجھکو دے اور بعوض اسکے باغ بہشت مین ایک نخل مجھ سے لیلیجو وہ بدبخت اس پر بھی راضی نہوا تب حضرت نے اُس مرد انصاری سے فرمایا - جا اور اُس درخت کو کاٹ ڈال بتحقیق کہ اُسکا اس شجر مین کوئی حق نہین - نیز روایت ہے کہ معاویہ نے سمرہ سے کہا کہ اگر ایک آیہ مذمت علیؑ کے شان مین حضرت رسولخدا سے روایت کرے ایک لاکھ درہم اسکے عوض دونگا - اُس نے قبول نہ کیا دو لاکھ کا وعدہ کیا اُسکو بھی نہ مانا تین لاکھ کہا تب بھی انکار کیا چار لاکھ درہم دئے تو راضی ہو گیا اور روایت کیا وہ آیہ یہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد اور شریک سے نقل کیا ہے کہ ایک مرد اہل بصرہ سے مدینہ مین ابوہریرہ سے ملا ابوہریرہ نے اس سے پوچھا سمرہ کا کیا حال ہے کہا زندہ ہے ابوہریرہ نے کہا مجھ سے بڑھ کر کوئی اُسکی زندگی کا خواہان نہوگا سبب پوچھا تو کہا حضرت رسولخدا نے مجھکو اور سمرہ اور حذیفہ بن یمان کو فرمایا کہ جو تم سے آخر مریگا جہنمی ہے - پس حذیفہ نے ہم دونو پر سبقت کی اب مین چاہتا ہون کہ سمرہ سے پہلے مر جاؤن - راوی کہتا ہے کہ سمرہ ملعون واقعۂ شہادت حضرت امام حسینؑ تک زندہ و سلامت تھا اور وہ لشکر عبید اللہ بن زیاد پر امارت رکھتا تھا جب حضرت سید الشہدا مکہ سے کوفہ کو تشریف لاتے تھے تو وہ شقی کوفہ مین لوگون کو خروج کرنے اور انحضرت کے ساتھ قتال کرنے پر ترغیب تحریص کرتا تھا **مؤلف** کہتا ہے کہ ابوہریرہ خواہ سمرہ سے پہلے مرا ہو یا پیچھے دخول جہنم سے نجات نہین پا سکتا اُسمین عداوت امیر المومنین کے سوا ایک بہت بڑی صفت دروغ گوئی اور افترا پردازی کی بھی تھی چنانچہ خوشامد خلفا و امرا کے لئے ہزارون حدیثین حضرت رسولخدا پر جھوٹی باندھین ابن ابی الحدید نے شیخ ابو جعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا ہمارے نزدیک ابوہریرہ مدخول اور غیر مرضی الروایہ ہے عمر بن الخطاب نے اُسکو دُرّہ سے ادب کیا اور کہا تو روایت کثرت سے کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسولخدا پر جھوٹ لگاتا ہے اور علیؑ سے منقول ہے کہ اکذب ترین ناس حضرت رسولخدا پر ابوہریرہ دوسی ہے اور اعمش سے روایت کی ہے کہ سال جماعت جب ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ کوفہ آیا تو مسجد مین گیا اور کہا اے اہل عراق آیا تمہارا گمان ہے کہ مین حضرت رسولخدا پر افترا کردن اور بدین سبب آتش جہنم مین آپکو ڈالون تحقیق کہ مینے انحضرت سے سُنا ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک حرم ہے اور میرا حرم مدینہ ہے مابین عیر و ثور کے جو کوئی اُسمین احداث حدث کرے اُس پر خدا اور رسول و فرشتگان و آدمیان کی لعنت ہے

مین شہادت دیتا ہون کہ علیؑ نے مدینہ مین احداث حدث کیا۔ معاویہ نے یہہ سنا تو انعام و اکرام سے ابوہریرہ کو مالا مال کر دیا اور نیز مدینہ کا حاکم مقرر کیا
شیخ ابو جعفر بعد نقل روایت کے کہتا ہے کہ حاشا للہ کہ علی علیہ السلام نے مدینہ مین احداث کیا ہو آنحضرت نے ہنگام محاصرہ مین عثمان کی وہ امداد کی کہ
اگر جعفر بن ابو طالب بھی محصور ہوتے تو انکی بھی اسیقدر امداد کرتے۔ اور سفیان ثوری سے روایت کی ہے کہ جب ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ کوفہ آیا تو
ہر شب عشا کے وقت باب کندہ مسجد پر بیٹھتا لوگ اُسکے پاس جمع ہو جاتے ایکبار ایک جوان اہل کوفہ سے اُسکے پاس آیا اور قریب بیٹھکر کہنے لگا اے ابوہریرہ
تجھکو قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ راست کہنا آیا تو نے حضرت رسولخدا کو سُنا ہے کہ علی ابن ابی طالبؑ کے حق مین کہتے تھے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَن عَادَاہُ
خداوندا دوست رکھ اسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو اسکو دشمن رکھے ابوہریرہ نے کہا ہان سُنا ہے جوان کوفی نے کہا اَشھَدُ بِاللّٰہِ فَقَد وَالَیتَ
عَدُوَّہٗ وَعَادَیتَ وَلِیَّہٗ یعنے مین شاہد دیتا ہون حقتعالیٰ کو کہ تو نے اُنکے دشمن سے دوستی کی اور دوست سے دشمنی یہہ کہکر اُٹھا اور چلا گیا پھر **شیخ** ابو جعفر
کہتا ہے کہ دشمنان و مبغضان علی علیہ السلام سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہے وہ ملعون ممبر کوفہ پر اُس حضرت کو صریح لعن کرتا تھا چونکہ اُس نے سُنا تھا کہ علیؑ
کہتے ہین کہ اگر مجھکو قدرت ہو تو مغیرہ کو سنگسار کرون کیونکہ اُس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور ابو بکرہ وغیرہ نے اُسکی گواہی دی مگر زیاد نے ادائے
شہادت مین سُستی کی اسلئے اجرائے حد نہوا پس مغیرہ اس وجہ سے اور دیگر اسباب سے جو اُسکے دلمین تھے امیر المومنینؑ کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا تھا
لکھا ہے کہ یہہ مغیرہ سگ دنیا تھا دین کو ادنے فائدۂ دنیوی پر فروخت کرتا اور بہر حال معاویہ کو خوش رکھنا اسکا مُدعا تھا۔ ایک روز اُس نے معاویہ سے
کہا کہ رسول اللہ نے جو علیؑ کو اپنی لڑکی دی ازروئے محبت و دوستی نہین دی بلکہ اس سے ابو طالبؑ کے احسانات کا پاداش کرنا چاہا تھا اور منحرفین اُن حضرتؑ سے
جو کتمان فضائل اُس جناب مین سعی رکھتے تھے انس بن مالک ہے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنینؑ رحبہ کوفہ مین خطبہ فرما رہے تھے اثنائے خطبہ مین فرمایا
تم سے جن لوگون نے حضرت رسولخدا سے حدیث مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ سماعت کی ہے۔ اُٹھے اور گواہی دے بارہ [12] اشخاص نے اُٹھ کر شہادت دی
انس بن مالک بھی حاضر تھا حضرتؑ نے فرمایا اے انس کیا مانع ہوا تجھکو اس سے کہ گواہی دے حالانکہ تو نے اس حدیث کو آنحضرت سے سُنا ہے کہا یا امیر
مین بوڑہا ہو گیا ہون اور حافظہ مین ضعف آگیا۔ اسلئے مجھکو یاد نہین رہا حضرتؑ نے دست دعا بلند کئے اور فرمایا پروردگارا اگر انس اپنے اس قول
مین کاذب ہے تو اُسکی پیشانی پر ایک سفیدی پیدا کر جسکو عمامہ چھپا نہ سکے راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ مینے بعد اسکے اُسکی دونو آنکھون کے درمیان ایک داغ
سفید اپنی آنکھون سے دیکھا۔ اور عثمان بن مطرق سے روایت کی ہے کہ کسیقدر آخر عمر مین انس سے امیر المومنینؑ کے بارے مین کچھ سوال کیا اُس نے کہا مین نے
رحبہ کے روز سے عہد کیا ہے کہ کوئی حدیث فضیلت علی بن ابی طالب مین پوشیدہ نہ کرونگا **جملہ** مبغضین امیر المومنینؑ سے اشعث بن قیس اور جریر بن عبد اللہ
بجلی ہین حضرت امیر المومنینؑ نے جریر کا مکان کوفہ مین منہدم کیا۔ اور اسمعیل بن جریر سے منقول ہے کہ اُس نے کہا علیؑ نے ہمارا مکان دو مرتبہ خراب کیا کہتے ہین
کہ حضرت رسولخدا نے جریر کو دو نعل مبارک دئے تھے اور فرمایا تھا کہ انکی حفاظت کر بتحقیق کہ جب یہہ تجھ سے گم ہو جائیگی تو تیرا دین جاتا رہے گا ایک جوتی اُن مین سے
بروز جمل کھوئی گئی دوسری جبکہ امیر المومنینؑ نے اسکو خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا تھا اُسوقت جاتی رہی۔ پس اُس نے حضرتؑ سے مفارقت کی اور جنگ سے
بیٹھ رہا۔ اور اشعث بن قیس کو امیر المومنینؑ سے وہ نسبت تھی جو عبد اللہ بن اُبی منافق کو حضرت رسولخدا سے۔ یہہ ملعون ہمیشہ انواع و اقسام کی ایذا مین

مغیرہ بن شعبہ

انس بن مالک

اشعث بن قیس

اشعث مشتق ہے شعث مصدر سے جسکے معنی ژولیدہ مو ہونا ہے چونکہ وہ بیشتر غبار آلود سر رہتا تھا اس لئے اشعث کے نام سے مشہور ہوا اور اصلی نام ترک ہو گیا اسکا اصلی نام معدی کرب بن قیس ہے ۱۱

اُن حضرت کو دیتا تھا - اور راس و رئیس منافقین تھا - مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرؑ خطبہ فرما رہے تھے - اشعث نے درمیان مین اعتراض کیا کہ یا امیر المومنین یہہ امر آپکے لئے مُضر ہے مفید نہین حضرت نے نگاہ پھر اسکی طرف دیکھا اور فرمایا تجھکو کیا معلوم ہے کہ کون امر میرے لئے فائدہ مند ہے اور کیا مضرت رسان - لعنتِ خدا اور لعنت لاعنان ہو تجھ پر اے حائک پسر حائک اور منافق پسر کافر دو مرتبہ تو اسیر ہوا ایک مرتبہ کفر مین دوبارہ اسلام مین دونو مرتبہ تیرے مال اور حسب نے تجھکو کچھ فائدہ نہ بخشا - جو شخص کہ تلوار کو اپنی قوم کیطرف راہ دکھائے اور موت کو انکی طرف کھینچ لائے سزاوار ہے کہ قریب اُس سے دشمنی کرے اور بعید اُس سے بے خوف نہ بیٹھیں - جناب سید رضی علیہ الرحمہ کتاب مستطاب نہج البلاغہ مین فرماتے ہین - اور جو شخص کہ تلوار کو اپنی قوم کیطرف الخ اشارہ ہے اُس واقعہ کیطرف جو خالد بن ولید اور اشعث بن قیس کے درمیان یمامہ مین تھا اُس مین اُس نے اپنی قوم کو فریب دیکر خالد کے ہاتھ سے قتل کرایا چنانچہ وہ لوگ اس سبب اُسکو عرف النار کہتے تھے اور یہہ نام ہے غدار کا انکے نزدیک - اور حائک بن حائک (جلاہا) اسلئے فرمایا کہ اہل یمن عموماً یہہ کام کرتے تھے اور اشعث ایک انکے تھا - اور نیز مروی ہے کہ اشعث نے امیر المومنینؑ سے اپنے لئے آنحضرت کی دختر نیک اختر کی درخوست کی تو آپنے اُسکو جھڑکا کہ ابوبکر نے تجھکو دلیر کر دیا ہے یہہ اسلئے کہ ابوبکر نے اپنی ہمشیرہ اُم فروہ بنت ابو قحافہ کا جو نابینا تھی اشعث کے ساتھ نکاح کر دیا تھا - جس سے محمد اسمٰعیل اسحٰق تین بیٹے اسکے پیدا ہوئے اور نیز اُن لوگون سے جو آنحضرت سے انحراف رکھتے تھے کعب الاحبار و نعمان بن بشیر انصاری تھے - کعب کو وہ جناب کذاب کے نام سے پکارتے تھے اور نعمان آپکا دشمن تھا معاویہ کیطرف ہو کر حضرت سے جنگ کرتا تھا معاویہ کے بعد امرا یزید بن معاویہ ملعون سے تھا تا اینکہ یزید بھی مرگیا - اور وہ زندہ تھا - اور جملہ مفارقین امیر المومنینؑ سے عقیل بن ابو طالب برادر اعیانی آنحضرت کے ہین **روضۃ الصفا** مین ہے کہ عقیل امیر المومنینؑ کے پاس لئے اور ضیق حال و کثرت عیال سے آپ کی خدمت مین شکایت کی اور درخوست کی کہ بیت المال سے اُنکا روزینہ زیادہ کرین - حضرت نے فرمایا تیرا حق تجھکو دیتا ہون اور ون کا حق تجھکو نہین دے سکتا عقیل نے پھر کہا کہ احتیاج و افتقار بدرجہ غایت ہے حضرت نے فرمایا تو اچھا آج شب کو میرے پاس آکر فلان مالدار کے گھر مین نقب لگاؤن اور اُسکا مال و متاع نکالکر تیرے حوالہ کرون عقیل نے کہا واسواتاہ بیگانہ مال چوری کر کے مجھکو دیتے ہو آپنے فرمایا کہ روز قیامت ایک شخص واحد کی خصومت سے عہدہ برآ ہونا آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ تمام مسلمانون سے خصومت کرون تحقیق کہ بیت المال تمام مسلمانون کا حق ہے اور بعضون نے کہا ہے - کہ جب عقیل نے بہت اصرار کیا تو آپنے اُنکو کہا کہ توقف کرو اور خود گھر مین تشریف لیگئے اور ایک پارہ آہن کو آتش مین سرخ کر کے لائے اور عقیل کے ہاتھ پر رکھدیا عقیل چلائے کہ اگر بخشش و عطا نہین ہے تو بارے لے برادر آگ سے تو مت جلا فرمایا اے عقیل اس آگ کی برداشت نہین کر سکتا جو دنیا مین انسان نے روشن کی ہے آتش جہنم کی کسطرح تاب لائیگا جسکا روشن کرنیوالا قہر خدائے ذو الجلال ہے خلاصہ جب عقیل کو معلوم ہوا کہ یہان کارروائی دشوار ہے تو موقعہ دیکھ کر کوفے سے شام کو متوجہ ہوئے وہان معاویہ نے اس قدر تواضع و تعظیم کی کہ مالا مال کر دیا کہتے ہین کہ ایک لاکھ درہم اُنکو بخشے - کسلئے کہ ایام جاہلیت مین معاویہ اور عقیل کے درمیان نہایت درجہ کی دوستی تھی - یہہ روایت روضۃ الصفا کی ہے لیکن ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ صحیح یہہ ہے اور راویان ثقات سبھی پر اتفاق رکھتے ہین کہ عقیل معاویہ کے پاس امیر المومنینؑ کی حیات مین نہین گئے مگر وہ مدینہ مین تھے اور جنگ جمل و صفین مین جو حاضر نہین ہوئے تو باجازت و اشارہ امیر المومنینؑ نہین ہوئے چنانچہ بعد تحکیم حکمین جب حضرت کی خدمت مین خط لکھ کر اہل و اولاد کے ساتھ کوفہ مین آنیکی اجازت چاہی تو امیر المومنینؑ نے اُنکو مدینہ ہی مین توقف کرنے پر مامور کیا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا اور نیز شارح مذکور کہتا ہے کہ

مشہور ہے کہ معاویہ نے سعید بن العاص کو صفین مین اسکے شریک نہونے پر ملامت کی تو سعید نے جواب مین لکھا کہ اگر تو مجھکو دعوت کرے گا تو مین نزدیک ہون - مگر مین تجھسے ایسا ہی علحدہ ہون جیسا کہ عقیل وغیرہ بنی ہاشم علیؑ سے اگر مین ادھر آؤنگا تو وہ کوفہ چلے جاینگے شیخ عبد الجلیل رازی کتاب نقض مین لکھتے ہین کہ عقیل کو حضرت امیرؑ سے ملال نہتھا صرف اسلئے معاویہ کے پاس گئے تھے کہ ابلاغ حجت کرین اور فضائل و مناقب علیؑ کو ملک شام مین پھیلادین **بالجملہ** عقیل بڑے گویا اور حاضر جواب تھے ایک روز معاویہ نے پوچھا اے عقیل تمہارے لئے مین اچھا ہون یا علیؑ کہا وَجَدْتُ عَلِیًّا اَنْظَرَ لِنَفْسِهٖ مِنْهُ لِیْ وَوَجَدْتُكَ اَنْظَرَ لِیْ مِنْكَ لِنَفْسِكَ یعنی پایا مینے علیؑ کو زیادہ نظر کرنیوالا اپنے نفس مین بہ نسبت میرے اور پایا تجھکو زیادہ نظر کرنیوالا مجھ مین بہ نسبت اپنے نفس کے مطلب یہ کہ علیؑ نے میرے واسطے اپنا دین نکھویا تو نے میری خاطر مال مسلمین مین خیانت کرکے اپنے آپ کو برباد کیا - نیز ایک روز معاویہ کے پاس عمرو عاص بیٹھا ہوا تھا کہ عقیل آئے اُس نے ابن عاص سے کہا آؤ عقیل کے ساتھ مضحکہ کرین عقیل پاس آئے تو کہا مَرْحَبًا بِرَجُلٍ عَمُّهٗ اَبُوْلَهَبٍ مرحبا[لہ] ہو اُس شخص کو جسکا چچا ابولہب ہے عقیل نے فی الفور کہا وَاَهْلًا بِرَجُلٍ عَمَّتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ اور اہل ہو اُسکو جسکی پھوپھی حمالۃ الحطب ہے جسکی گردن مین مونجھ کی رسی تھی یہہ اسلئے کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب بن امیہ معاویہ کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھی جسکے مرنے کی حقتعالی نے سورہ تبت مین خبردی ہے معاویہ نے کہا اے ابویزید ابولہب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے کہا جہنم مین داخل ہوا اور دست چپ کی راہ لی وہان تو اسکو اپنی عمہ حمالۃ الحطب پر سوار پائیگا بس مین تجھسے پوچھتا ہون کہ آیا ان دونو جہنمیون مین کون بہتر ہے ناکح یا منکوحہ معاویہ نے کہا قسم بخدا کہ دونو برے ہین اور روضۃ الصفا مین ہے کہ معاویہ نے ایک مرتبہ سر مجلس کہا کہ عقیل وہ شخص ہے کہ ابو طالب اُسکو علیؑ پر ترجیح دیتے تھے عقیل نے کہا ہیہات ہیہات اے معاویہ کوئی بینا ماہ کو آفتاب پر ترجیح نہ دیگا اور کوئی دانا چیونٹی کو سلیمان کی برابر نہ جانیگا ذرہ کو خورشید جہانتاب سے کیا نسبت اور قطرہ کو بحر محیط سے کون مناسبت لے معاویہ خود انصاف کر جب علیؑ صلوٰۃ جہاد مین مصروف تھے تو ہم بت پرستی کو اپنا شعار بنائے ہوئے تھے تنگدستی اور طمع دنیا وہ شوم ہے کہ جس سے مین اُس قدوہ اولیا و زبدہ اتقیا کی صحبت سے جدا ہو کر تیرے پاس آیا ہون اور **جملہ** مفارقین سے جو سعادت ملازمت سے محروم ہوئے ایک نجاشی شاعر ہے یہہ شخص جنگ صفین مین شاعر اہل عراق تھا اور اُنکی طرف سے شعرا شام کو بحکم حضرت امیر المومنینؑ جواب دیتا تھا - بعد واقع تحکیم ایک روز ماہ مبارک رمضان مین اُسکا گذر ابو سماک اسدی کے مکان پر ہوا اُس نے شراب و کباب کی تواضع کی نجاشی نے دعوت کو قبول کیا اور دونو نے داخل مکان ہو کر دروازہ بند کرلیا اور خوب فسق و فجور کی داد دی جب نشہ صہبا مین سرشار ہوئے تو لگے غل مچانے اور بیہودہ باتین بکنے ہمسایون کو حال معلوم ہوا تو کسینے جا کر اسکی خبر دار الامارہ مین کی وہان سے کچھ آدمی مقرر ہوئے اُنھون نے آکر ابو سماک کے گھر کو گھیر لیا خود اسدی تو بام خانہ سے فرار ہو گیا مگر نجاشی گرفتار آیا امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ اُسکو اسی کوڑے لگائین اور بیس کوڑے علاوہ بران اور زیادہ کرین نجاشی نے کہا یا امیر المومنین اسی کوڑے حد کے تو مینے معلوم کئے مگر یہہ بیس علاوہ کیسے فرمایا یہہ اسکی سزا ہے کہ تو نے ماہ رمضان مین یہہ جراُت کی اُسوقت وہ باتن عریان صرف پاجامہ پہنے ہوئے تھا - ہند بن عاصم سلولی نے اپنی چادر اُسپر ڈال دی پھر تو جو آتا اُسپر ایک چادر ڈالتا حتے کہ بہت سی چادرین اُس پر جمع ہو گیئن ابراہیم بن ہلال کہتا ہے کہ نجاشی کی سزایابی سے خیل یمانیہ مین ناراضگی پیدا ہوئی از انجملہ طارق بن عبد اللہ

[لہ] مرحبا - اہلا - سہلا - وہ الفاظ ہین جو اہل عرب باہر سے آنے والے مہمان کی نسبت استعمال کرتے ہین ۱۲

ہندی کہ نجاشی کے ساتھ بہت خصوصیت رکھتا تھا حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین ہمکو معلوم نہ تھا کہ اہل طاعت و معصیت وارباب فرقت وجماعت حکام عدل ونصفت کے نزدیک یکسان ہین نجاشی شاعر کے ساتھ جو سلوک آپنے کیا اس نے ہمارے قلوب کو دردمند کیا اور ہمارے امور مین تفرقہ ڈالا اور ہمکو اس راہ چلنے پر مجبور کیا جس سے کراہت کرتے تھے اور جسکو دوزخ کی راہ جانتے تھے حضرت نے فرمایا وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ اے اخو نہد آیا وہ ایک شخص مسلمانون سے نہ تھا کہ حرمات خدا سے ایک کا مرتکب ہوا اور ہم نے اس پر اجرائے حد کیا تا کہ کفارہ معصیت ہو اور حقتعالی فرماتا ہے لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ اَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ یعنی نہ آمادہ کرے تمکو بغض وعداوت کسی قوم کی اس پر کہ تم عدالت نہ کرو انصاف کرو کہ وہ نزدیک ہے تقوی وپرہیزگاری کے۔ پس طارق وہان سے نکلا تو راستہ مین مالک اشتر سے ملاقات ہوئی اشتر نے کہا تو نے امیر المومنین سے کہا ہے کہ تم نے ہمارے امور مین تفرقہ ڈالا اور ہمارے دلون کو دردمند کیا طارق نے کہا ہان اشتر نے کہا قسم بخدا کہ ایسا نہین بلکہ ہمارے قلوب آنحضرت کے لئے سامع ومطیع اور ہمارے امور انکی اطاعت مین مجتمع ومتفق ہین طارق بولا اے اشتر تجھکو معلوم ہو جائیگا کہ فی الواقع امر ایسا نہین جیسا کہ تو گمان کرتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اسی رات کو نجاشی وطارق شام کو بھاگ گئے معاویہ کے پاس داخل ہوئے تو اس نے طارق کی صفت وثنا اور حسب عادت خبث خود امیر المومنین اور انکے اصحاب کی مذمت کی۔ طارق کو یہ امر ازبس ناگوار ہوا اور کھڑا ہو کر کہا اے معاویہ ہم ایام بر وتقی وعادل کی خدمت مین جماعت اصحاب رسول خدا کے ساتھ تھے جو ہمیشہ سے علم ہدایت اور منار دین ودیانت ہین اور جامع ہین تمام خیر وخوبی کے کہ اہل دین مین اور دنیا اپنے پاس نہین رکھتے پس جو شخص ہم سے اس مجمع ابرار سے منحرف ہوا صرف اسلئے ہوا کہ حق اسکو تلخ معلوم ہوا اور حرص دنیا نے اس پر غلبہ پایا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا پس اے معاویہ ہرگز فخر نہ کرنا اس بات پر کہ ہم تیرے پاس ملتجی ہوئے ہین۔ مین یہہ کہتا ہون کہ اپنے اور تمام مومنین مسلمین کے لئے حقتعالی سے مغفرت طلب کرتا ہون معاویہ پر یہہ کلام عظیم دشوار آیا اور اسکو بہت غصہ آیا۔ مگر اپنے آپ کو ضبط کیا۔ اور بجائے اسکے کہ طارق کو زجر وتوبیخ کرے سریر سلطنت پر اسکو اپنے پاس بٹھایا اور چند پارچہ قیمتی منگا کر اسکو خلعت دیا اور ببشاشت وکشادہ پیشانی اس سے ہمکلام رہا تا اینکہ طارق وہاں سے اٹھا جب باہر آیا تو عمرو بن زمرہ جہنی نے اسکو ملامت کیا کہ کسلئے ایسی درشتی سے معاویہ کے ساتھ خطاب کیا طارق نے کہا قسم بخدا کہ جب مینے اسکا کلام سنا تو آتش میرے تمام بدن مین دوڑ گئی اور مینے جانا کہ شکم زمین میرے لئے روئے زمین سے بہت بہتر ہے۔ پس مینے اس جگہہ قیام کیا جہان کہ راست گوئی کو حقتعالی نے مجھ پر واجب لازم گردانا اور کیا خیر ہے اس شخص مین جو اپنی آخرت مین نظر نہ کرے یہہ ماجرے امیر المومنین کو عراق مین معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہہ مرد نہدی (طارق) اس روز قتل ہوتا تو البتہ شہید راہ خدا تھا اور بعض آدمیون کا گمان یہہ ہے کہ طارق بن عبد اللہ نے امیر المومنین کی خدمت مین مراجعت کی اور اس کے ساتھ نجاشی بھی لوٹ آیا اور

یزید بن حجیہ تیمی

نیز مفارقین اس جناب سے یزید بن حجیہ تیمی ہے کہ آنحضرت کی طرف سے ملک رے پر حکومت رکھتا تھا۔ اموال خراج مین خیانت کی حضرت نے اسکو نظر بند کیا اور سعد اپنے غلام کو اسکی نگہداشت پر مقرر فرمایا۔ ایک مرتبہ سعد سو رہا تھا کہ یزید اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور رقہ کا راستہ لیا۔ معمول یہہ تھا کہ جو کوئی عراق سے بھاگ کر شام کو جاتا اول رقہ مین ٹھیر کر معاویہ سے استمزاج کرتا جب وہان سے اجازت پاتا تو آگے جاتا۔ رقہ رہا و قرقیسا حران یہہ بستیان معاویہ سے علاقہ رکھتی تھین اور ضحاک بن قیس ان پر حکمران تھا۔ ہیت عانات نصیبین سنجار ازان امیر المومنین سے تھے اور مالک اشتر کو

وہان کی حکومت سپرد تھی۔ اور انکے درمیان اکثر اوقات جنگ و جدل رہتی تھی۔ الغرض ابراہیم کہتا ہے کہ یزید مذکور نے شام مین پہنچکر چند شعر جنمین اپنا سوئے اعتقاد نسبت بجناب مرتضوی اور یہہ کہ وہ اعدا اُس جناب سے ہے ظاہر کرکے وہ اشعار کوفہ کو بھیجدیئے۔ اس سبب سے حضرت نے اُس پر دعائے بد کی اور صحابہ نے آپکے ساتھ آمین کہی۔ ابو الصلت تیمی کہتا ہے کہ دعائے مذکور یہہ تھی اَللّٰهُمَّ اِنَّ یَزِیْدَ بْنَ حُجَیَّةَ هَرَبَ بِمَالِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَحِقَ بِالْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ فَاكْفِنَا شَرَّهُ وَكَیْدَهُ وَمَكْرَهُ وَاجْزِهِ جَزَاءَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی پروردگارا یزید بن حجیہ مسلمانون کا مال لیکر بھاگ گیا اور فاسقون سے جا ملا خداوندا اُسکے شر و کید و مکر کو ہم سے کفایت کر اور اسکو ظالمون کا بدلہ دے۔ حضرت یہہ دعا کرتے تھے اور صحاب ہاتھ اُٹھا کر آمین کہتے جاتے تھے عفاق بن شرحبیل کہ جملہ حضار سے تھا بولا قوم کسکے لئے دعائے بد کرتی ہے کہا یزید بن حجیہ کے لئے۔ اُس نے کہا بُرا ہو تمہارا اپنی قوم کے اشراف کے لئے بد دعا مانگ رہے ہو۔ چند آدمی یہہ سنکر اُٹھے اور اُسکو خوب زد و کوب کیا حتٰے کہ قریب تھا۔ کہ ہلاک ہوجائے زیاد بن حفصہ کہ شیعہ امیر المومنین تھا چلایا کہ میرے برادر و ابن عم کو میرے لئے چھوڑ دو۔ امیر المومنین نے فرمایا اسکے بھائی کی خاطر سے اسکو رہا کرو پس اُسکو رہا کیا زیاد اُسکا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر لے گیا اور گرد و غبار اُسکے چہرہ سے جھاڑتا تھا عفاق کہتا جاتا تھا کہ قسم بخدا کہ مین کبھی تمہارے پاس نہ آؤنگا قسم بخدا کہ تم سے نہ ملونگا جبتک زندہ رہون زیاد اسکو کہتا تھا یہہ تیرے لئے زیادہ مُضر ہے بہت برا ہے عفاق نے کہا تم لوگون نے تین مقام مین خطا کی مجھکو اُمید نہین کہ اب کبھی فلاح پاؤ اوّل اہل شام پر چڑھ کر گئے اور انکے ملک مین اُنسے جنگ کی جب فتح قریب ہوئی تو انہون نے تمہارے ساتھ مکر کیا اور قرآن بلند کرکے تمہاری تمام کوششین باطل کردین دوّم دونو فریق نے حکم مقرر کئے تمہارے حکم نے تمکو خلع کیا اُنکے حکم نے اُنکو خلافت بخشی پس اُنکا صاحب واپس گیا حالانکہ وہ امیر المومنین سے موسوم تھا اور تم لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرتے چلے آئے تیسرے تمہارے قرّا اور تمہارے بہادر تم سے پھر گئے تم نے تیغ سے اُنکے گلے کاٹ ڈالے۔ پس قسم بخدا کہ تم اسکے بعد ہمیشہ تضعضع و تزلزل رہوگے اور کبھی تمہارا کام قرار و ہنجار نہ پکڑے گا راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد جب عفاق لوگون کے پاس سے گزرتا کہتا خداوندا مین اِن لوگون سے بری ہون اور عثمان بن عفان کا دوست ہون اور آدمی اُس سے کہتے پروردگارا ہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دوست ہین اور ابن عفان سے برأت ڈھونڈتے ہین اور منجملہ مبغضین آنحضرت سے کہ آپ کی مذمت کرتے تھے ایک حسن بن ابی الحسن معروف بحسن بصری ہے کتاب غارات مین حماد بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ حسن مذکور کہتا تھا کہ اگر علی مدینہ مین نان خشک کھاتے تو انکے لئے اس سے بہتر تھا جسمین کہ وہ داخل ہوئے۔ روایت ہے کہ وہ لوگون کو آنحضرت کی نصرت سے باز رکھتا تھا۔ امیر المومنین نے ایک مرتبہ اُسکو وضو کرتے دیکھا از بسکہ صاحب وسواس و متوہم المزاج تھا۔ پانی کثرت سے گراتا تھا حضرت نے فرمایا اے حسن تو نے پانی بہت گرایا کہا جو خون سلمانان کا امیر المومنین نے بروز جنگ جمل گرایا ہے وہ اس سے کہین زیادہ ہے حضرت نے فرمایا کیا یہہ جنگ تیرے خلاف رائے اور باعث تیرے رنج و ملال کا تھا کہا ہان۔ امیر المومنین نے فرمایا تو ہمیشہ حزین و غمگین رہے گا پس حسن بصری بتاثیر دعا آنحضرت کے مدام محزون و غمگین و حزین بجبین رہتا تھا حتٰے کہ انتقال کیا۔ نیز ابراہیم بن ہلال ثقفی صاحب کتاب غارات نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین ممبر پر فرماتے تھے سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ قسم بخدا کہ نہ سوال کروگے کسی گروہ کے حال سے جنہون نے سو آدمیون کو ہدایت کی یا سو کو گمراہ کیا اِلّا یہہ کہ مین اُسکے سائق و قائد[1] سے تمکو خبر دونگا۔ یہہ سنکر ایک مرد اُٹھا اور کہا یا علی بتلاؤ کہ میرے سر و ڈاڑھی مین کسقدر

[1] قائد پیش رو و سائق از پس رانندہ ۱۲

بال مین فرمایا قسم بخدا کہ مجھکو میرے حبیب محمد مصطفےٰ نے خبر دی ہے کہ تیرے ہر ایک موئے سر پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو تجھکو لعن کرتا ہے اور ہر موئے ریش پر ایک شیطان ہے جو تجھکو اغوا کرتا ہے اور تیرے گھر مین ایک لڑکا ہے جو میرے اس فرزند حسینؑ کو قتل کرے گا - راوی کہتا ہے کہ سنان بن انس نخعی قاتل امام حسینؑ اُس زمانہ مین طفل کم سن تھا - اور نیز روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام ایک روز خطبہ کہہ رہے تھے ایک مرد زیر ممبر سے اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ مین وادی القرے مین گیا تھا خالد بن عرفطہ نے وہان انتقال کیا آپ اُس کے لیے استغفار کرین فرمایا قسم بخدا کہ وہ نہین مرا اور نہ مریگا جبتک کہ لشکر ضلالت کا قائد و پیش رو نہ بنے کہ علم بردار اُس لشکر کا حبیب بن حماد ہوگا - ایک دوسرا مرد تحت ممبر سے اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ حبیب بن حماد مین ہون اور مین آپکا شیعہ و دوست ہون - فرمایا حبیب بن حماد تو ہے کہا ہان مکرر فرمایا کہ تو ہی حبیب بن حماد ہے عرض کی ہان قسم بخدا کہ مین حبیب بن حماد ہون فرمایا قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ تو اُس علم کو اُٹھائیگا - اور اس دروازہ (اشارہ کیا طرف باب الفیل مسجد کوفہ کے) سے داخل ہوگا - راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ مینے اپنی زندگی مین دیکھ لیا کہ عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد کو لشکر دیکر امام حسینؑ سے لڑنے کو بھیجا خالد بن عرفطہ اُسکا ہراول تھا اور حبیب بن حماد صاحب علم لشکر اور وہ علم لیکر باب فیل سے داخل مسجد کوفہ ہوا - اور اُسی کتاب مین ہے کہ امیر المومنینؑ خطبہ فرما رہے تھے اور حالات آئندہ کی خبر دیتے تھے ایک جوان نوعمر مسمی اعشی باہلہ اُٹھا اور کہا یہ حدیث خرافات سے زیادہ مشابہ ہے فرمایا تو دروغ کہتا ہے اور حقتعالی تجھ پر غلام ثقفی کو مسلط کریگا حضار نے پوچھا غلام ثقفی کون فرمایا وہ ایک لڑکا ہے بنی ثقیف سے کہ اس شہر پر غلبہ پائیگا اور تمکو خوار و بیمقدار کریگا اور اسکو قتل کریگا - پوچھا کتنی مدت وہ ہم پر حکومت کریگا فرمایا بیس سال پھر کثرت اسہال سے بحدیکہ اسکی چارپائی کو سوراخ کردین گے فوت ہوگا راوی حدیث اسمٰعیل بن رجا کہتا ہے قسم بخدا کہ مینے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اعشی باہلہ کو حجاج بن یوسف ثقفی کے سامنے لائے اور وہ لشکر عبد الرحمن بن محمد بن اشعث سے قید ہوا تھا حجاج نے اسکو بہت زجر و توبیخ کیا پھر اسکو مروا ڈالا - ارشاد مین ہے کہ عیزار نام ایک مرد معاویہ کو کوفہ کی خبرین بھیجا تھا - امیر المومنینؑ نے اُس سے مواخذہ کیا تو انکار کیا حضرت نے فرمایا تو حلف کر کہ مین یہہ کار نہین کرتا اُس بدعاقبت نے قسم کھائی آپنے فرمایا اگر تونے جھوٹی قسم کھائی ہے تو حقتعالی البتہ تجھکو نابینا کریگا - ایک جمعہ بھی نہ آیا تھا کہ اُسکی بصارت جاتی رہی دوسرے کے سہارے سے باہر آتا تھا

پارۂ از عہود و وصایا کہ امیر المومنین علیہ السلام بعمال و اُمرا خویش نوشتند

اکثر وہ فرامین کتاب مستطاب نہج البلاغہ مین مذکور ہین یہان بہت قلیل بطور خلاصہ کے مندرج ہوتے ہین ازانجملہ عاملان صدقات و محصلان زکوٰۃ کو یہہ وصیت لکھ کر دیتے تھے - تقوے و پرہیزگاری خدائے وحدہ لاشریک پر روانہ ہو مسلمانون کو تخویف و آزار نہ کر اور حق خدا سے زیادہ کا اُنسے طالب نہو - جب کسی قبیلہ پر وارد ہو تو اول اُنکے چشمہ و جاہ پر نزول کر پھر بسکینہ و وقار اُنکی طرف جا درمیان مین پہنچے تو اول سلام و تحیۃ اُن پر بھیج بعد ازان کہہ کہ ولی خدا و خلیفۃ اللہ نے مجھکو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ حقوق الٰہی کو تم سے طلب کرون اگر کوئی بقدم انکار پیش آئے تو زیادہ متعرض نہو جو قبول کرے اُس سے زکوٰۃ طلا و نقرہ حاصل کر اگر شتر غنم بقر سے زکوٰۃ لینی ہو تو بلا اجازت مالک اُنکے گلے مین داخل نہو کسلئے کہ زیادہ تر اُنمین اُسکا مال ہے اور ہرگز قہر و سطوت کا اظہار نہ کر کہ بہائم رم کرین اور مالک کو ناگوار گزرے - پس کل مال کو دو قسم پر منقسم کر ایک اُنکا مالک حسب مرضی خود لیلے دوسرے کے پھر دو حصے کر کر ایک اُنسے وہ پسند کرے پس اسیطرح کرتا جا تا اینکہ حق خدا باقی رہ جائے

پس اسکو تو لے اور جو مالک دوبارہ قسمت چاہے تو طول ہو کل کو مخلوط کرکے بدستور سابق عمل کر اور زیادہ بوڑھا لنگڑا مریض بہت دبلا جانور زکوٰۃ
مین نہ لے جسوقت مال تیرے قبضہ مین آجائے تو اسکو ثقہ وامین مرد کے سپرد کر کر برفق و مدارا اُنسے سلوک کرے سختی و درشتی عمل مین نہ لائے - اور
تاکید کر کہ شیر خوار بچون کو انکی ماؤن سے جدا نہ کرین تمام شیر کو اُنکے نہ نکال لین کہ یہہ امر بچون کے لئے باعث مضرت و نقصان ہے سواری مین
طریق اعتدال و انصاف کو مرعی رکھین کسی ایک کو زیادہ نہ ستائین - لاغر کو آرام دین - نقب ظالع کے ساتھ تانی کرین تالابون کے پاس سے
گذرین تو پانی کو اُن پر عرض کرین زمین ہائے پر گیاہ سے راہ ہائے رست کیطرف عدول نہ کرین اوقات گرم مین اُنکو راحت دین چشمون و
چراگاہون پر توقف کرین کہ ہمارے پاس تازہ و توانا ہو کر آئین اور ہم اُنکو بموجب کتاب خدا و سنت رسولخدا مستحقین پر قسمت فرمائین تحقیق
کہ یہہ امور تیرے لئے رشد و ثواب سے اقرب ہین سید رضیؒ نہج البلاغہ مین فرماتے ہین کہ ہم نے چند جملے اُن وصایا سے نقل کئے تاکہ معلوم ہو کہ
وہ حضرت جزوی و کلی امور مین کسطرح اقامت عمود حق فرماتے تھے اور اعلےٰ و ادنےٰ کامون مین کیسے قواعد عدالت کی رعایت رکھتے تھے
شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے تہذیب الاخبار مین مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا امیر المومنینؑ نے مضافات مدائن سے
چار مقامات بہقبادات بہرسیر نہر جور نہر الملک پر مجھکو عامل مقرر کیا - اور امر کیا کہ زراعت غلیظ و گنجان پر دیڑہ درہم فی جریب میانہ پر ایک درہم
رقیق پر دو ثلث درہم فی جریب کی شرح سے خراج وصول کرون اور باغہائے انگور و نخلستان جدا جدا و مخلوط پر دس درہم فی جریب اور
حکم دیا کہ درختہائے مفرد کو کہ قریات مین علیحدہ ہون حساب مین نہ لاؤن کہ مسافر و راہ گیر اُنسے منتفع ہون - اور امر کیا کہ دہاقین سے جو اسپان
برذونؑ پر سوار ہون اور انگشتر طلا ہاتھ مین پہنین اڑتالیس درہم فی کس و مردم میانہ و اہل تجارت سے ۲۴ درہم اور اسافل و فقراء سے ۱۲ درہم
سالانہ وصول کرون پس مینے ایک سال مین آنحضرت کے لئے اٹھارہ ہزار یعنی ایک کڑور اسّی ہزار درہم وصول کئے - اور نہج البلاغہ مین ہے
کہ اپنے محصلان خراج کو لکھا تحقیق کہ تم لوگ خازنان رعیت و وکلائے اُمت و سفرائے ائمہ ہو کسی شخص کو اُسکے مطلب و مقصد سے باز نہ رکھو
لباس گرما و سرما کو اُنکے خراج مین فروخت نہ کراؤ نہ غلام و چارپایہ کو جس سے وہ کاروبار کرتے ہین بکواؤ روپیہ کے لئے کسیکو تازیانہ نہ لگاؤ کسی
مسلم و معاہد کے مال سے تعرض نہ کرو اِلّا اسپ و سلاح سے جبکہ وہ اُنسے مسلمانون پر تعدی کا ارادہ کرین تحقیق کہ سزاوار نہین مسلمان کو کہ وہ اشیائے
اعدائے دین کے ہاتھ مین چھوڑے جو اُنکی شوکت و صولت کے باعث ہون پس نصیحت کو اپنے نفسون سے باز نہ رکھو اور لشکر کو حسن سیرت
کی تعلیم کرو رعایا کی اعانت فرماؤ اور دین خدا کو قوت دو اور جو تم پر واجب ہے راہ خدا مین اُسکی برداشت کرو تحقیق کہ ہم سب پر واجب ہے کہ نعمات
حق سبحانہ تعالےٰ کا بقدر وسع و طاقت خود شکر بجالاوین اور اُسکے دین کی حمایت کرین وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور عثمان
بن حنیف والی بصرہ کو آپنے لکھا اما بعد مجھکو دریافت ہوا کہ اہل بصرہ سے ایک شخص نے تجھکو دعوت مین طلب کیا اور اطعمہ لذیذہ انواع
و اقسام کے کھلائے - مگر تو نے خیال نہ کیا کہ فقرا اس طعام سے مہجور ہین اور غنیا اس مین مطلوب و مدعو - یا ابن حنیف اکل طاہر و حلال طلب کر
اور مشتبہ و مخدوش سے اجتناب کر آگاہ رہ کہ ہر شخص کے لئے ایک امام و مقتدیٰ ہے جسکی وہ پیروی کرے اور اُسکے اشعۂ علم و عمل سے نور

برذون اسپ ترکی ۱۲ ؎ یہہ خراج کافران ذمی سے جن پر جزیہ مقرر تھا وصول ہوتا تھا ۱۲ منہ عفی عنہ

ضیا حاصل کرے - تمہارے امام نے اس دنیا یعنی سے دو جامہ کہنہ پر کفایت کی اور اسکے طعامہائے لذیذ سے دو قرص جوین پر قناعت فرمائی
تم ہر چند اسکی طاقت نہین رکھتے الا ورع و جہاد مین میری اعانت تم پر لازم ہے قسم بخدا کہ مینے تمہاری دنیا سے زر و سیم جمع نہین کیا اور اسکے
غنائم سے کوئی افزونی اپنے لئے نہین رکھی - پارچۂ قدیم کی جگہہ پوشاکِ جدید کا انتظام نہین کیا اقطار اُن سے بقدر ایک شبر زمین اپنے واسطے علیحدہ
نہین کی - ہان کُل روئے زمین سے جس پر آسمان باین وسعت سایہ افگن ہے ہمارے ہاتھ مین ایک قطعہ فدک تھا - چند نفوس نے اُس پر حرص و طمع
کی - اور چند دیگر جوانمردی سے اُس سے درگزرے - اور محاکمہ اسکا فردائے قیامت خدا کے روبرو ہے - پھر فرماتے ہین مین فدک وغیر فدک کو لیکر
کیا کرون جبکہ انسان کا آخری ماویٰ و مسکن قبر ہے جسکی تاریکی اُسکے اخبار و آثار کو محو کر دے گی اور اُسکی وسعت و فراخی ضغطہ و تنگی کے ساتھ
بدل جائیگی - آدمی کو چاہئے کہ صاحب تقوےٰ و ریاضت کش ہو کہ اہوال قیامت سے امن مین رہے - اور وہان کی لغزشون مین اسکے قدم متزلزل
نہون - اگر مین چاہتا تو شہد صافی و گندم خالص اپنی خورش کے لئے اختیار کرتا اور دیبائے و حریر سے پوشش تیار کراتا - مگر ہیہات کہ طمع نفسانی
مجھ پر غلبہ کرے اور مین طعامہائے لذیذ و لطیف کیطرف راغب ہون حالانکہ ممکن ہے کہ حجاز و یمامہ مین کوئی شخص ہو کہ نانِ خشک اسکو
میسر نہوا ہو - کسطرح پر مین شکم سیر ہون جبکہ میرے گرد مسلمان آتش جوع سے کباب رات بسر کرین - آیا مین قناعت کرون کہ مجھکو امیر المومنین کہین
اور مکروہات زمانہ مین مومنین کا شریک و سہیم نہون مین بہائم و انعام کی طرح کھانے پینے کے لئے پیدا نہین ہوا - تم سے ایک قائل نے کہا جبکہ
پسر ابوطالبؑ کی غذا یہہ ہے تو وہ جلد ضعیف و ناتوان ہو جائیگا اور قتالِ اقران اور محاربہ شجعان کی تاب نہ لائیگا - آگاہ رہو کہ اشجار صحرائی
سخت و درشت ہوتے ہین اور نباتات سبزہ زار نرم و نازک بدن ہین رسولخدا صلی اللہ علیہ سے بمنزلہ ذراع کے بازو سے ہون اگر تمام عرب میرے
ساتھ جنگ پر تلجائے تو پشت نہ موڑون اور ممکن ہو تو تمام اپنے دشمنون کو تہ تیغ کرون اور مین جہد کرونگا کہ عالم کو اس جسم معکوس و شخص منحوس اسماوی
سے پاک و صاف کرون تاکہ حق و باطل مین امتیاز ہو لے دنیا مجھ سے دور ہو کہ مینے تیرے چنگال سے نجات پائی اور تیرے رشتۂ دام سے چھوٹا - کہان ہین وہ
لوگ جنکو تونے پھسلایا اور فریب دیا اور اپنے زخارف پر مفتون و دیوانہ بنایا - بلاشبہ آج وہ قبور و لحود مین مرہون و ماسور ہین قسم بخدا کہ اگر تو جسم مرئی و
قالب حسی ہوتی تو مین ضرور حدود خدا کو تیرے اوپر جاری کرتا کہ تونے بندگانِ خدا کو بامید ہائے دور و دراز مغرور کیا اور مہالک و مصائب مین اُنکو ڈالا
پھر بہت سی مذمت دنیا کے بعد آخر مین فرماتے ہین خوشحال اُن لوگون کا جنہون نے فرائضِ خدا کو ادا کیا اور شدائد دنیا کے صبر و سکون کے ساتھ متحمل
ہوئے راتون کو خوفِ خدا سے بیدار رہے تا آنکہ جب خواب اُن پر غلبہ کیا تو روئے زمین اُنکا بستر تھا اور کفِ دست تکیہ گاہ تھا اور وہ ایک گروہ مین
شامل تھے جنکی آنکھون پر یادِ آخرت نے نیند کو حرام کیا تھا اور اُنکے پہلو بسترون سے مس ہونے پاتے تھے اُنکے لب ہر وقت ذکرِ خدا مین ہلتے رہتے تھے اور
کثرت استغفار نے اُنکے گناہون کو نیست و نابود کر دیا تھا اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ وہی لوگ حزب و گروہِ خدا ہین اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
آگاہ رہو کہ حزب خدا ہی اہل صلاح و فلاح ہین پس اے پسر حنیف تقوے و پرہیزگاری خدا کو اپنا شعار بنا اور قرصہائے نان پر قانع ہو کہ آتش جہنم
سے رہائی پاوے **روایت** ہے کہ شریح بن حارث قاضی امیر المومنینؑ نے حضرت کے عہد خلافت مین ایک مکان اسّی دینار کو خرید کیا تھا
امیر المومنینؑ کو یہہ حال معلوم ہوا تو شریح کو بلوایا اور فرمایا مینے سُنا ہے کہ تونے اسّی دینار کو مکان خرید کیا ہے اور وثیقہ اس مقدمہ مین لکھا اور

گواہی گواہون کی اُسپر ثبت کرائی عرض کی یا امیر المومنین ایسا ہی ہے آپنے درست سُنا ہے حضرت نے بنگاہ تند اُسکی طرف دیکھا اور فرمایا اے شریح عنقریب تیرے پاس وہ شخص آئے گا جو نہ تیرے وثیقہ کو دیکھے گا نہ گواہون سے سوال کرے گا اور تجھکو یکہ وتنہا اس گھر سے نکالے گا اور حفرۂ قبر مین ڈالے گا۔ پس دیکھ اے شریح کہ مال غیر حلال سے تو تونے یہہ مکان نہ خرید کیا ہو کہ دنیا وآخرت دونو کا خسارہ ہمین ہے اگر تو اس بیع وشرا کے وقت میرے پاس آتا تو مین تجھکو ایسا قبالہ لکھدیتا کہ پھر اُس مکان کو ایک درہم کو بھی نہ خرید کرتا صورت اُسکی یہہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ ایک مکان ہے جسکو ایک بندۂ ذلیل نے دوسرے مہیائے رحیل کے پاس سے خرید کیا ہے وہ دار غرور ہے جو اہل عدم وفنا کے ساتھ اتصال رکھتا ہے اور خطۂ ہالکین سے ملحق ہے **حدود اربعہ** اُسکے یہہ ہین پہلی حد دواعی آفات دوسری دواعی مصیبات تیسری ہوائے نفسانی کہ مہلک ومردی ہے چوتھی شیطان مُضِل ومغوی اور اسی سمت مین دروازہ اس مکان کا کھلا ہوا ہے اس مغرور امل نے اُس مرہون اجل سے اسکو مول لیا ہے قیمت اُسکی یہہ ہے کہ عز راحت وقناعت سے نکل کر ذل طلب وضراعت مین داخل ہو پس جو نفع اس مشتری کو اس بیع سے ہوگا حوالۂ ملک الموت ہے کہ مبلبل اجسام ملوک وشاہان وسالب نفوس جباران وگردن کشان ہے وہی ہے کہ سلطنت کسرےٰ وقیصر وتبع وحمیر کو زائل کرتا ہے اور گرد آورندگان مال ومنال دنیوی کو نیست ونابود فرماتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ یہہ سب سامنے حضرت رب الارباب کے حاضر ہون تاکہ وہ جلّ شانہ انکے درمیان حکم بحق کرے وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ شاہد ہوئی اس بیع پر عقل جبکہ قید حرص وہوا سے آزاد اور علائق دنیا سے بری ہو +

بدعاتی چند کہ در زمان خلفائے سابقین جاری شدہ ودر عہد معدلت مہد آن سرور تغیر وتبدیل نیافتہ

واضح رہے کہ بموجب مذہب شیعہ امامیہ امیر المومنین کو زمان خلافت اپنی مین بھی ارتکاب تقیہ سے چارہ نہ تھا چونکہ پیروان خلفائے سابقین اُسوقت بھی بکثرت وقدرت موجود تھے لاجرم مسائل خلافی بموجب انکے مذہب کے نافذ وجاری ہوتے تھے۔ چنانچہ شریح[1] قاضی منسوب کردہ عمر بن الخطاب قضائے کوفہ پر مامور تھا امیر المومنین کوفہ مین تشریف لائے تو اُسکے احکام خلاف حق پاکر چہ روز اپنی تشریف آوری کے بعد اُسکو قضائے کوفہ سے معزول کرنا چاہا۔ لیکن اہل کوفہ اس سے مانع آئے اور کہا ہم راضی نہین کہ قاضی نصب کردۂ عمر معزول ہو امیر المومنین نے بخوف فتنہ اسکو بحال رکھا۔ اور ابراہیم ثقفی نے کتاب غارات مین نقل کیا ہے کہ حضرت نے شریح کو کہلا بھیجا کہ جس طریق سے آگے حکم کرتا تھا کرتا رہ جبتک کہ امر مسلمانان متفق ومجتمع ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اسکو بوجہ اختلاف اُمت مجبورًا اجازت حکم دی۔ نہج البلاغہ مین ہے کہ انحضرتؑ نے فرمایا لوقد استوت قدمای من هذه المداحض لغیّرت اشیاء یعنی اگر میرے دو قدم ان مزالق ومداحض مین قرار پذیر ہونے تو مین بہت سی باتون کو بدل ڈالتا پس منجملہ اُن بدعات کے ایک بدعت تراویح ہے کہ باوجودیکہ اسکا بدعت ہونا خود بقول حضرت خلیفہ ثانی ثابت ومسلم ہے۔ مگر یہہ لوگ اُسکو ترک نہ کرتے تھے اور ارشاد جناب امیرؑ کو اس مقدمہ مین نہ مانتے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امیر المومنینؑ کوفہ مین تشریف لائے تو امام حسنؑ کو امر کیا کہ منادی کرین کہ کوئی نماز نافلہ رمضان کو بجماعت

بدعت تراویح

[1] شریح قاضی حارث بن قیس کندی تابعین سے ہے عمر نے اسکو قضائے کوفہ پر مقرر کیا ۷۵ سال برابر اُس کام پر مامور رہا الا تین سال اُس سے کہ زمانہ فتنہ عبد اللہ زبیر مین امتناع وانکار کیا آخرش عہد حکومت حجاج بن یوسف ثقفی مین مستعفی ہوا ازان بعد دو شخصون کے درمیان حکم نہ کیا تا اسکی فوت ہوا ۱۲ کذا فی مجمع البحرین

ادا نہ کرے حضرت امام حسنؑ نے حسب الحکم شہر کوفہ مین اسکی منادی فرمائی تو صدائے واعمراہ واعمراہ ہر چہار جانب بلد سے بلند ہوئی چنانچہ جب حسن مجتبےٰ
خدمت پدر عالی قدر مین واپس آئے تو حضرت نے اُنسے پوچھا کہ یہہ صدا کیسی ہے ۔ عرض کی کہ لوگ واعمراہ واعمراہ پکارتے ہین حضرت نے فرمایا انسے کہدو
کہ جسطرح چاہین نماز پڑہین ۔ اور نیز منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے خطبہ فرمایا جبکہ مجمع اہلبیت و خواص شیعہ آپ کی خدمت مین حاضر تھے پس فرمایا کہ مجھسے
پیشتر والیان حکومت چندیدہ و دانستہ خلاف سنت حضرت رسالت پناہ عمل مین لاتے تھے تاکہ آنحضرتؐ کے عہد کو نقض کرین اور سنت آنحضرتؐ کو
بدل دین ۔ اگر مین ان لوگون کو امر کرون کہ ان امور کو ترک کرین اور موافق عہد رسولخدا عمل درآمد کرنے پر مجبور کرون تو تمام لشکر مجھسے متفرق ہو جائے
بحدیکہ تنہا و اکیلا رہ جاؤن اور بجز چند قلیل میرے شیعون کے جو میری فضیلت کو پہچانتے ہین اور میری امامت کو کتاب خدا و سنت رسول اللہ سے
فرض و واجب جانتے ہین کوئی میرے ہمراہ نہ رہے قسم بخدا کہ مینے امر کیا تھا ۔ کہ ماہ رمضان مین سوائے فرائض کے دیگر نمازین بجماعت نہ پڑہین اور کہا تھا
کہ نافلہ رمضان کو بجماعت ادا کرنا بدعت ہے پس میرے اہل لشکر جو میرے ساتھ ہو کر جہاد کرتے ہین چلائے کہ سُنت عمر کو بدلتے ہین اور ہمکو نماز نافلہ
رمضان سے منع کرتے ہین حتےٰ کہ مینے خوف کیا کہ فتنہ عظیم میرے لشکر مین حادث ہو جسکا تدارک حیز امکان سے باہر ہو ۔ اور نیز فرمایا اس جنابؑ نے کہ
اگر مین اجرائے احکام پر قدرت تام رکہتا تو امر کرتا کہ مقام ابراہیم کو اُس مقام سے جہان عمر بن الخطاب نے بموجب عہد جاہلیت رکھ چھوڑا ہے اُٹھا کر
اُس جگہ جہان حضرت رسولخدا نے رکھا تھا نصب کرین اور فدک کو جو زمانہ خلیفہ اول مین مسلوب و مغصوب کیا گیا ورثۂ فاطمہؑ کیطرف رد کرین اور صاع
و مُد رسول بموجب عہد رسول اللہ مقرر کیا جائے اقطاع و جاگیرین جو حضرت رسولخدا نے عطا کی تھین اور وہ ان لوگون سے لے لی گئین ہین
اُنکی طرف واپس ہون ۔ دار جعفر بن ابی طالب کہ مسجد مین شامل کر لیا ہے اُس سے جدا ہو کر اُنکے ورثا کو دیا جائے ۔ اموال خمس اُسکے اہل و مستحقین کو ملے
جو قضئے بجور و ستم فیصل ہوئے فسخ ہون عورات کہ اُنکے موافق مردون سے چھینی گئی ہین اُنکے شوہرون کو مسترد ہون ۔ ذراری بنی تغلب کہ عمر نے
اہل ذمہ مین شامل کر کے رہا کر دئے دوبارہ اسیر ہون اراضی خیبر تقسیم شدہ واپس لیجائے دیوان[ل] عطا محو ہو اور تقسیم بالتسویہ موافق سُنت رسول اللہ
رواج پائے تاکہ یہہ مال دولت اغنیا نہونے پائے ۔ بروایت دیگر فرمایا کہ امر کرتا کہ قانون مساحت[ع] کو دور کرین اور امر نکاح مین درمیان وضیع و
شریف و عرب و عجم کے مساوات بخشتا ۔ اور خمس رسول کو بموجب منزل من اللہ جاری کرتا مسجد رسول اللہ کو اُسکی اصلی ہیئت پر لاتا جسپر کہ وہ تھی
جو دروازے اُسمین کھولے گئے اُنکو بند اور جو بند کئے گئے اُنکو کشادہ کرتا ۔ مسح علے الخفین کو حرام کرتا اور شرب نبیذ پر اجرائے حد شرعی فرماتا متعتین
یعنے متعہ زنان و متعہ حج کو رواج دیتا ۔ اور امر کرتا کہ نماز جنازہ مین بجائے چار تکبیرون کے پانچ تکبیرین کہین اور بسم اللہ کو نماز مین باواز بلند پڑہین
اور جو کچھہ مسجد رسول خدا مین داخل ہوا ہے اُسے خارج اور جو خارج رہا اُسکو داخل کرتا اور لوگون کو حکم قرآن ۔ و طلاق و سُنت رسول پر حمل کرتا

ل ممکن ہے کہ یہہ کلام آنحضرت کا قبل خلافت کے ہو یا اگر زمان خلافت مین ہو تو گزشتہ زمانہ کا حال بیان کرنا مقصود و ملحوظ ہو ۔ کسلئے کہ یہہ امر مشہورات مستفیضہ سے ہے کہ آپنے اپنے عہد خلافت
مین علے التسویہ تقسیم فرمائی اور کوئی تقیہ اس بارہ مین نہین فرمایا ۱۲ منہ عفی عنہ ع قانون مساحت سے مراد بدعت حضرت عمر ہے جسے علمائے خاصہ و عامہ نے اُنکی بدعتون سے
شمار کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اس نے بجائے دہم و بیستم حصہ زکوۃ غلہ کے جو خدا و رسول کی طرف سے مقرر تھی ۔ قانون خراج و لگان مقرر کیا کہ بحساب مساحت اراضی وصول کیا جاتا تھا
چنانچہ عراق و ضیاع عراق پر ہر جریب پر ایک درہم یا ایک قفیز غلہ حسب قاعدہ سلاطین فارس مقرر کیا اور مصر و نواحی مصر پر ایک دینار یا ایک اردب فی جریب لگایا جیسا کہ شاہان سکندریہ
اُنسے لیتے تھے حالانکہ بغوی نے شرح السنۃ مین اور دیگر علمائے اہل السنت نے یحییٰ بن آدم سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ منع عراق درہم و قفیز و شام سے دینار و اردب کو منع کیا اردب مصر
جو نسخہ سن کا ہوتا ہے سب سے اول شہر کوفہ کی مساحت کی گئی اکثر علمائے کہا کہ اس قاعدہ مساحت نے شرع اسلام کو محو کیا کذا فی البحار ۱۲

اور صدقات کو اُنکے اقسام وحدود کے ساتھ وصول کرتا - اور وضو و غسل و صلوٰۃ کو اُنکے مواقیت و شرائع و مواضع کی طرف راجع کرتا - اور اہل نجران کو
اُنکے موضع و مقام کیطرف واپس بھیجتا اور اسیران فارس و سائر خلائق سے بموجب کتاب خدا و سنت رسولخدا عمل در آمد کرتا - اور عظیم ترین انسے عطائے
سہم ذوی القربےٰ ہے - حق تعالیٰ فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل
ترجمہ آگاہ رہو کہ جو شے تمکو غنیمت مین ہاتھ لگی ہے پس خدا کے لئے ہے اُسکا پانچوان حصہ اور رسول کے لئے اور ذوی القربےٰ اور یتیمون اور
مسکینون اور مسافرون کے لئے) پس قسم بخدا کہ ذوی القربےٰ جنکو حقتعالیٰ نے اپنے اور اپنے نبی کے قرین کیا ہم ہین کہ اُس جلّ شانہ نے اپنی رحمت کاملہ
سے ہمارا اور اپنے نبی کا اکرام کیا اور ہر ایک پلیدی و ستھلائے خلائق سے ہمکو محفوظ رکھا **شمّۂ از مکارم اخلاق و محاسن اوصاف**
و عادات امیر المومنین که تعلق بزمان خلافت دارد تاریخ الخلفا مین لدائنی سے روایت کی ہے کہ جب علی
علیہ السلام کوفہ مین تشریف لائے تو ایک مرد حکمائے عرب سے حضرت کی خدمت مین داخل ہوا اور عرض کی قسم بخدا اے امیر المومنین تم نے خلافت کو
زینت دی اُس نے تمکو زینت نہین دی اُسکا مرتبہ تم نے بلند کیا اُس نے تمہارا رتبہ نہین بڑہایا وہ تمہاری حاجتمند تھی تم اُسکی احتیاج نرکھتے
تھے - اور کتاب غارات ابراہیم ثقفی مین حکایت کی ہے کہ علی علیہ السلام کی زرہ کھوئی گئی تھی ایک نصرانی کے پاس اُسکو پایا اُس نصرانی کو شریح
قاضی کے پاس لے گئے کہ دعوے پیش کرین شریح حضرت کو دیکھکر تعظیم کے لئے اُٹھا اور چاہا کہ مسند پر آنحضرت کو بٹھائے فرمایا کہ اپنے مقام پر بیٹھ اور آپ
اُسکے ایک طرف بیٹھ گئے اور کہا میرا خصم مسلمان ہوتا تو مین اُسکے برابر بیٹھتا مگر وہ نصرانی ہے اور حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ تصغیر و تحقیر کرو انکی بغیر
اسکے کہ اُن پر ستم کرو پھر فرمایا کہ یہہ زرہ میری ہے - مینے نہ اسکو بیع کیا ہے نہ ہبہ کیا ہے - نصرانی نے کہا زرہ میری ہے اور مین امیر المومنین کو بھی
دروغ گو نہین کہتا - شریح نے کہا یا امیر المومنین آپکے پاس کوئی گواہ ہے کہ زرہ آپ کی ہے فرمایا نہین پس شریح نے فیصلہ بحق نصرانی صادر کیا
نصرانی زرہ لیکر چلا - تھوڑی دور جاکر پلٹا - اور کہا قاضی کے پاس پیادہ پا جائین اور قاضی برخلاف حکم کرے اسکو قبول فرمائین بیشک یہہ اوصاف
انبیا کے ہین پس کلمہ شہادتین پڑہا اور مسلمان ہو گیا اور کہا قسم بخدا کہ زرہ آپکی ہے - امیر المومنین نے فرمایا جبکہ تو اسلام لایا تو زرہ مینے تجھکو بخشی
اور ایک گھوڑا اُسکو اپنے پاس سے عنایت کیا - راوی کہتا ہے کہ مینے اُس نصرانی کو جنگ نہروان مین دیکھا کہ حضرت امیر کے ساتھ مصروف جہاد ہے
اور نیز غارات مین ہے کہ امیر المومنین نماز صبح سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب تک مصروف تعقیبات رہتے آفتاب طلوع ہوتا تو فقرا و مساکین و طبقات
ناس آپکے پاس جمع ہو جاتے اُنکو فقہ و قرآن تعلیم کرتے پھر ایک وقت معین پر مجلس برخاست کرتے تھے امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے منقول
ہے کہ امیر المومنین ہر صباح بازارہائے کوفہ مین تشریف لیجاتے اور تازیانہ سبتیہ[لہ] ذو طرفین دوش مبارک پر ہوتا پس ہر ایک بازار مین کھڑے ہوتے
اور باآواز بلند فرماتے اے معشر تجار اپنے کاروبار مین استخارہ کو مقدم کرو اور سہولت سے برکت چاہو خریدارون سے قرین و حلم و وقار سے مزین ہو
دروغ و قسم سے اجتناب کرو ظلم و حیف سے باز رہو مظلومون کا انصاف دو ربا کے پاس نہ جاؤ - کیل و میزان کو پورا کرو اور اشیا کو کم و کوتاہ نکرو

لہ

سبتیہ نام ہے اُس درہ کا جو علی علیہ السلام کے ساتھ رہتا تھا اور حدیث مین ہے کہ آپکے پاس ایک درہ تھا جسکے سبابان یعنی دو طرفین تھین ۱۲ مجمع البحرین

اور ملک مین تباہی وفساد نہ ڈالو پس تمام بازارون مین گشت کرتے اور یہ اشعار زبان فصاحت بنیان سے ارشاد فرماتے تَفْنَی اللَّذَاذَةُ مِمَّنْ نَالَ
صَفْوَتَهَا مِنَ الْحَرَامِ وَيَبْقَى الْإِثْمُ وَالْعَارُ تَبْقَى عَوَاقِبُ سُوءٍ فِي مَغَبَّتِهَا لَا خَيْرَ فِي لَذَّةٍ مِنْ بَعْدِهَا النَّارُ نیز منقول ہے کہ وہ
جناب پیادہ پا تنہا بازارون مین تشریف لیجاتے راہ گم کردہ کو راستہ پر لگاتے بلکہ اسکے مقصود ومراد کو پہنچاتے ضعیف سے ملتے تو اعانت فرماتے کیکو
قرآن غلط پڑھتے دیکھتے تو تعلیم کرتے اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت کرتے جسکا مضمون یہ ہے کہ ہمنے خانہ آخرت کو اس جماعت کے لئے مقرر کیا ہے جو بلیدی و
فساد کو زمین مین طلب نہ کرے - اور نیکی عاقبت کی پرہیزگارون کے لئے ہے - اور بھی منقول ہے کہ وہ حضرت نماز عشا سے فارغ ہوتے تو باواز بلند جسکو
تمام اہل مسجد سنین تین مرتبہ ان کلمات طیبات کو تکرار فرماتے - ایہا الناس تجہیز سفر کرو کہ تمہارے درمیان کوچ کی منادی ہوچکی ہے ندائے رحیل کے بعد
دنیائے فانی کیطرف میل ورغبت کا اظہار کسلئے اس سفر مین بہترین زاد کہ تقوے وپرہیزگاری ہے ساتھ لو آگاہ رہو کہ طریق معاد ہے وگذرگاہ پل صراط وہول
عظیم تمہارے آگے وعقبہ کوود ومنازل مخوف پر تمہارا راستہ ہے جس سے گذر کرنا اور ان پر توقف کرنا لابد ہے - اگر اس ہول عظیم ووحشت خطیر وفصاحت
منظر وشدت مخبر سے نجات ملی تو یہ رحمت خدا ہے ورنہ وہ ہلاکت درپیش ہے جسکے لئے کوئی تلافی نہین نقل ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے کہا
یا بن رسول اللہ کچھ لوگ علیؑ کی عیب جوئی کرتے ہین - فرمایا کیا عیب جوئی کرین گے انحضرتؑ کی کوئی عیب ومنقصت نہ تھی کہ وہ رکھتے تھے قسم بخدا کہ کبھی دو
امر اطاعت خدا کے انحضرتؑ پر وارد نہین ہوئے مگر سخت تر وشاق تر کو انہنے اختیار کیا - عمل کرتے تھے گویا کہ ما بین جنت ونار کھڑے ہین ثواب اہل جنت کو
دیکھتے ہین اور انکے اعمال بجالاتے ہین اور عذاب اہل جہنم کا ملاحظہ کرتے ہین اور انکی حرکات سے باز رہتے ہین جس وقت نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ کہتے تو رنگ مبارک زرد ہوجاتا تھا ایک ہزار بردے اپنے دست رنج وعرق جبین سے راہ خدا مین
آزاد کئے - اور عبداللہ بن حسن بن حسن سے منقول ہے کہ انحضرتؑ نے ایک ہزار غلام اپنی محنت ومزدوری سے صرف زمانہ رسولخدا مین آزاد کئے - ایام
خلافت مین اموال اطراف واکناف ملک سے انحضرتؑ کے لئے آتے تھے مگر انکا حلوا صرف خرما تھا اور لباس کرباس خشن سے ہوتا تھا محمد بن سلیم کہتا ہے کہ امام
محمد باقرؑ نے میرا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ امام تمہارے مثل بندون کے بیٹھتے اور مثل بندون کے طعام تناول فرماتے اور رون کو نان وگوشت عنایت فرماتے خود نان جو
روغن زیت کے ساتھ نوش کرتے دو پیراہن خریدتے بہتر انکے غلام کو پہناتے زبون تر آپ پہنتے آستین اسکی دراز ہوتی تو قطع فرماتے پیراہن بڑا ہوتا تو
اسکو کوتاہ کرتے دو امر انحضرتؑ پر وارد ہوتے تو جسمین مشقت زیادہ ہوتی اسکو اختیار فرماتے تھے اتنی بڑی بادشاہی آپ کی تھی - مگر کبھی خشت پر خشت نہ رکھی
اور کوئی قطعہ زمین کا اپنے لئے خرید نہ کیا - زر سرخ وسفید سے کچھ آپکے میراث مین نہ رہا الا سات سو درہم کہ اپنے اہل کے لئے کنیز خریدنے کو رکھے تھے - کوئی
شخص آپکی عبادت کی طاقت نہ لاتا تھا - ایک بار علی بن الحسین زین العابدینؑ کتاب حالات امیر المومنینؑ کو ملاحظہ فرماتے تھے بار بار اسکو دیکھتے اور زمین پر رکھ دیتے
اور کہتے کہ کون شخص انحضرتؑ کی عبادت کی طاقت رکھتا ہے ایکروز ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے کو تشریف لیگئے اور اس سے ارشاد کیا کہ دو جامے
مجھکو درکار ہین اس مرد نے کہا یا امیر المومنین جو شے آپ کو مطلوب ہے میرے پاس موجود ہے جب انحضرتؑ نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے پہچانا تو دوسری دکان

جو لوگ کہ شہوات نفسانی کو حرام سے حاصل کرتے ہین لذتین انکے فنا ہوجاتی ہین اور گناہ وعار انکے لئے باقی رہ جاتے ہین انجام کار عاقبت بد انکے لئے باقی رہتی ہے اس
لذت مین کوئی خیر وخوبی نہین - جسکے بعد آتش جہنم موجود ہو ❖

تشریف لے گئے ایک لڑکا وہان بیٹھا تھا حضرت نے دو جامے اُسکے پاس سے خرید فرمائے ایک تین درہم کو ایک دو درہم کو جو تین درہم کو خرید تھا قنبر کو عنایت
کیا اُس نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ جامہ نفیس ہے اسکو آپ پہنین کسلئے کہ آپ مجلس مین مجمع کے درمیان خطبہ فرماتے ہین فرمایا اے قنبر تو جوان ہے اور
جوانون کے لیے پوشاک نفیس لائق تر ہے مجھکو خدائے تعالے سے شرم آتی ہے کہ پوشاک مین تجھ پر زیادتی لیجاؤن اسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ آپنے
فرمایا جو کپڑا آپ پہنے وہی لونڈی غلام کو پہناوے جو کھانا آپ کھائے وہی انکو کھلائے غرضکہ کمتر جامہ آپ پہنا اور بہتر قنبر کو پہنایا نیز منقول ہے کہ وہ جناب
پیراہن پہنتے تھے اگر آستینین اُسکی دراز ہوتین تو انکو ترشوا کر اُسکی ٹوپیان فقرا کو تقسیم کرتے الغرض جب اُس لڑکے کا باپ دکان پر آیا اور اسکو معلوم ہوا کہ حضرت
دو جامے پانچ درہم کو خرید کر لے گئے ہین خدمت مین اُس جناب کی حاضر ہوا اور عرض کی میرے بیٹے نے آپ کو نہ پہچانا یہہ دو درہم آپکے نفع کے لیے حضرت نے
فرمایا کہ مین اس قیمت پر راضی ہو کر لایا ہون اور ہم دی ہوئی چیز کو پھیر نہین لیتے کتاب غارات مین ہے کہ امیر المومنین تلوار ہاتھ مین لئے بازار کوفہ مین کہتے
تھے کہ کون ہے جو اس تلوار کو خرید کرے قسم بخدا کہ اگر میرے پاس پاجامہ کی قیمت ہوتی تو اسکو فروخت نہ کرتا ابو رجا کہتا ہے کہ مینے عرض کی کہ مین آپکے
ہاتھ پاجامہ بیچتا ہون اور اُسکی قیمت آپ پر قرض چھوڑتا ہون جس وقت مال آپکے پاس آئے ادا کرین پس مینے پاجامہ حضرت کو دیا اور آپنے بر وقت تقسیم
اموال اُسکی قیمت مجھکو عنایت فرمائی۔ منقول ہے کہ فالودہ حضرت کے لئے لائے نوش نہ فرمایا علٰے ہذا ایک مرتبہ خبیص[لے] حاضر کیا اسکے بھی کھانے سے انکار
کیا پوچھا آیا آپ اسکو حرام جانتے ہین فرمایا نہین لیکن اندیشہ ہے کہ میرا نفس ان چیزون کا شائق ہو۔ پس یہہ آیہ شریفہ کو تلاوت کیا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ
فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا آہ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ مین بروز عید جناب امیر کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا مینے کہ نان خشک اور آرد شیر
مین پکا ہوا حضرت کی روبرو رکھا ہے عرض کی مینے یا حضرت آپ بروز عید بھی یہہ طعام کھاتے ہین فرمایا عید اُس شخص کے لئے ہے کہ گناہ سے پاک اور
عصیان سے آمرزیدہ ہو۔ اور نیز سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ مین ایک مرتبہ آنحضرت کی خدمت مین آیا دیکھا مینے کہ ایک پیالہ لبن آپکے سامنے رکھا ہے کہ اُسکی بوئے
ترش مجھکو آئی اور دیکھا مینے کہ نان خشک دست مبارک مین ہے جسپر جو کی بھوسی لگی ہے اور وہ حضرت بمدد زانو اُسکے توڑنے مین مصروف ہین لونڈی
حضرت کی فضہ آپکے پاس کھڑی تھی مینے کہا اے فضہ تمکو انکی ضعیفی پر ترس نہین آتا کہ آرد کو اُن کے لئے چھان لیتین فضہ نے کہا کیونکر نافرمانی کرین ہمکو
آرد چھاننے سے منع کیا ہے پس امیر المومنین میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کیا کہتا ہے مینے عرض کی کہ اگر یہہ آرد چھانا جاتا تو بہتر تھا۔ امیر المومنین
یہہ سنکر گریان ہوئے اور فرمایا میرے مان باپ فدا ہون تم پر یا رسول اللہ کبھی آپنے طعام سیر ہو کر نہ کھایا جبتک کہ دنیا سے مفارقت کی اور
کبھی آرد آنحضرت کے لئے غربال نہ کیا گیا عقبہ بن علقمہ کہتا ہے کہ مینے ایک بار دیکھا کہ لبن ترش آپ کے آگے رکھا ہے کہ اُسکی بوئے ترش مجھکو ناگوار
معلوم ہوئی اور ریزہ ہائے نان خشک اُسمین پڑے ہین عرض کی مینے یا امیر المومنین آپ یہہ کھانا تناول کرتے ہین فرمایا اے ابو الجنوب حضرت رسولخدا
اس سے ماخوش تر کھانا کھاتے تھے اور اپنے لباس مبارک کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اس سے خشن تر لباس پہنتے تھے اگر مین آنحضرت کی ماکول و ملبوس
مین پیروی نہ کرون تو خوف ہے کہ اُنکے ساتھ ملحق نہون نیز منقول ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین نے اے اہل کوفہ اگر مین تمہارے درمیان سے سوائے
رخت ضروری و شتر بارکش و فلان غلام کے اور کوئی چیز لے کر جاؤن تو جاننا کہ خائن ہے نفقہ آنحضرت کا آپکے غلات مدینہ و ینبوع سے آتا تھا اور انکو

[لے] خبیص کا سیر حلوائے است کہ از خرما و روغن سازند و بفارسی افروشہ گویند ۱۲ منتہی

نان وگوشت کھلاتے تھے اور خود نان و روغن زیت نوش فرماتے اور دست مبارک شکم پر پھیرتے اور فرماتے تھے قسم بخدائے عزوجل کہ کبھی خیانت سے اسکو پر نہ کرونگا اور خالی شکم دنیا سے جاؤنگا۔ نیز منقول ہے کہ ایک روز عمرو بن حریث ہنگام چاشت جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ فضہ ایک تھیلا لیکر آئی اسپر مہر مبارک حضرت کی لگی ہوئی تھی۔ جب اسکو کھولا تو دیکھا کہ حضرت نے نان خشک بے چھنے آٹے کی اسمین سے نکالی عمرو نے کہا اے فضہ کسواسطے تم نے اس آٹے کو نہ چھانا اور صاف نہ کیا اس نے کہا کہ مین پہلے آٹا چھان کر پکاتی تھی حضرت نے مجھے منع فرمایا اور کبھی اسکو لذیذ بھی کر دیا کرتی تھی اس سبب سے حضرت نے اس پر مہر لگانی شروع کر دی پس اس جناب نے نان خشک کو ریزہ کیا اور پانی اس پر ڈالا اور نمک چھڑک کر تناول کیا پھر فرمایا اے عمرو بن حریث اجل نزدیک پہنچی ہے اور دست مبارک محاسن پر پھیر کر فرمایا کہ اس ریش کو ہرگز آگ سے آشنا نہ کرونگا اور یہی میرے لئے کافی ہے منقول ہے کہ ممبر جسپر امیر المومنینؑ خطبہ فرماتے تھے آجر یعنی خشت سے تھا۔ ابو اسحاق سبعی کہتا ہے کہ مین بروز جمعہ اپنے باپ کی گردن پر سوار تھا دیکھا مینے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب خطبہ فرما رہے ہین اور اپنی آستین مبارک کو ہلاتے جاتے ہین مینے اپنے باپ سے کہا کیا امیر المومنینؑ کو گرمی معلوم دیتی ہے کہا انکو گرمی سردی کچھ نہین لگتی مگر پیراہن کو دھویا ہے کیونکہ اسکے سوا دوسرا پیراہن نہین رکھتے وہ تر ہے اسلئے اسکو حرکت دیتے ہین کہ خشک ہو جائے نیز ابو اسحاق مذکور کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھکو بلند کیا پس دیکھا مینے کہ وہ حضرت سفید سر و سفید ریش عریض ما بین منکبین و وسیع الصدر ہین نیز منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے بازار کوفہ مین خرمے خریدے اور ردا مین باندھ کر گھر کیطرف تشریف فرما ہوئے صحاب نے دیکھا تو چاہا کہ آپکے ہاتھ سے انکو لے لین فرمایا کہ صاحب عیال احق و سزاوار ہے کہ بار اپنے عیال کا آپ اٹھائے بروایت دیگر فرمایا کہ کمال کامل کا اس سے کم نہین ہوتا کہ آپ اپنی عیال کو نفع پہنچائے۔ صالح کہتا ہے کہ میری جدہ نے دیکھا کہ امیر المومنینؑ خرمے لیجا رہے ہین سلام کیا انحضرت پر اور عرض کی کہ یا حضرت یہ بار مجھکو دین کہ آپکے گھر تک پہنچا دون قبول نہ کیا اور فرمایا صاحب عیال اس بار کے اٹھانے کے لئے سزاوار تر ہے پس فرمایا اَلَا تَاکُلِیْنَ مِنْہُ یا چاہتی ہے کہ اسمین سے کچھ کھائے عرض کی نہین پس حضرت وہ خرمے لیکر گھر مین داخل ہوئے کچھ عرصہ بعد برآمد ہوئے تو وہی ردا جسمین وہ خرمے بندھے ہوئے تھے اوڑھے تھے پس مسجد مین تشریف لے گئے اور نماز جمعہ پڑھائی حالانکہ چھلکے خرمون کے چادر مین نمودار تھے۔ اور نیز منقول ہے کہ جناب امیرؑ پانچ وقت برہنہ پا جاتے تھے اور نعلین کو دست چپ مین اٹھا لیتے تھے بروز عید الضحی بروز عید الفطر جبکہ نماز عیدین کو جاتے تھے دبروز جمعہ جبکہ نماز جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے چوتھے جب کسی بیمار کی عیادت کو تشریف لیجاتے پانچوین جب کسی جنازہ کی مشایعت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ مین اسوقت واسطے خدا کے جاتا ہون چاہتا ہون کہ پابرہنہ ہون ابو صادق سے منقول ہے کہ علی علیہ السلام نے لیلی بنت مسعود نہشلیہ کے ساتھ عقد کیا تو ایک حجلہ اسکے لئے دولت سرائے اس جناب مین ترتیب دیا گیا حضرت تشریف لائے تو اسکے پردون کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا اہل علیؑ کے لئے بس ہے جس حالت مین کہ وہ ہین۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ وہ حضرت تقسیم اموال مین تعجیل فرماتے اور کمال عدالت کو اسمین رعایت رکھتے تھے سب کو مساوی دیتے غریب امیر قریب بعید کا کچھ لحاظ نہ فرماتے تھے صاحب غارات نے نقل کیا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ حبیب میرے محمد مصطفےٰ مال کو فوراً قسمت کرتے اور کل پر نچھوڑتے تھے انکے بعد ابو بکر کا بھی یہی وطیرہ رہا۔ عمر خلیفہ ہوا تو اس نے دفتر بنایا اور مال کو حبس کیا اور سال بسال تقسیم کرنے کا دستور نکالا لیکن مین بموجب سنت رسولخدا مال کو تقسیم کرتا ہون پس جمعہ سے پیشتر تقسیم فرماتے کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جمعہ آئے اور بیت المال مین کچھ مال باقی ہو کہتے ہین کہ شب پنجشنبہ کو بیت المال مین پانی چھڑکواتے تھے اور دو رکعت

نماز اُسمین بجالاتے اور فرماتے اے بیت المال بروز قیامت گواہی دینا کہ مینے مال مسلمین کو تجھ مین حبس نہین کیا منقول ہے کہ ایک بار ایک سال مین تین مرتبہ
مال عطا کیا پس خراج صفہان آیا تو فرمایا ایہا النّاس صبح کو ہمارے پاس حاضر ہوا ور اپنا مال لیجاؤ قسم بخدا کہ مین تمہارا خازن نہین پس بروز دیگر تقسیم کیا اور
امر کیا کہ بیت المال کو جاروب کرین اور پانی سہین چھڑکین پس دو رکعت نماز پڑہی اور فرمایا اے دنیا کسی اور کو فریب دے کہ مین تیرے دام مین پھنسنے والا
نہین ہون ۔ نیز ایک مرتبہ خراج صفہان آیا اُسکو قسمت کیا ایک گردہ نان اُسمین سے نکلا اُسکے بھی سات حصّے کئے اور ہر حصہ مال کے ساتھ ایک ٹکڑا روٹی کا
رکھا ۔ پس مدّو سالے اسباع کو طلب کیا اور ایک ایک حصّہ اُنکو عطا کیا اور کوفہ ان ایام مین اسباع یعنی سات حصون پر منقسم تھا **شعبی** کہتا ہے کہ میرا
بچپن تھا مین کھیلتا کھیلتا لڑکون کے ساتھ رحبہ کوفہ مین جا نکلا دیکھا مینے کہ دو انبار زر وسیم کے لگے ہین اور علی علیہ السّلام وہان کھڑے تازیانے سے
لوگون کو ہٹا رہے ہین اور مال کو تقسیم کرتے جاتے ہین حتے کہ تمام کو قسمت کیا اور کچھ قلیل وکثیر اپنے لئے باقی نہ چھوڑا اور خالی ہاتھ گھر کو چلے گئے مین اپنے
گھر آیا تو اپنے باپ سے کہا کہ مینے آج بہترین آدمیان یا احمق ترین انسان کو دیکھا اُس نے کہا کسکو تونے دیکھا کہا علیؑ بن ابی طالب کو اور ماجرائے گزشتہ بیان
کیا ۔ میرا باپ یہہ حال سنکر رونے لگا اور کہا اے فرزند بلکہ تونے بہترین آدمیان کو دیکھا ۔ نیز ابراہیم بن محمد ثقفی نے روایت کی ہے کہ قنبر مولائے امیر المومنینؑ
نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ تمام مال تقسیم کردیتے ہین کچھ اپنے لئے باقی نہین رکھتے مینے کیقدر مال حضرت کے لئے رکھ چھوڑا ہے فرمایا کہان ہے عرض کی
فلان مکان مین اور حضرت کو اُس مکان مین لے گیا امیر المومنینؑ نے دیکھا کہ چند جوال بہ زر سرخ وسفید وہان رکھے ہین فرمایا چاہتا ہے کہ میرے گھر کو آتش سے
پر کرے پس تلوار نکالی اور ان گونون کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا کہ تمام درہم ودینار زمین پر بھر گئے پس حکم کیا کہ اُسکو تقسیم کرین حسب الحکم تمام تقسیم ہوگیا پس فرمایا
یا بیضاءُ ویا صفراءُ غرّی غیری اے زر سرخ وسفید کسی اور کو فریب دو ۔ نیز منقول ہے کہ دو عورتین بوقت قسمت علی علیہ السّلام کے
پاس آئین ایک عرب ایک موالی سے آپنے ہر ایک کو پچیس پچیس درہم اور ایک ایک کُر غلہ مرحمت فرمایا زن عربیہ نے کہا یا امیر المومنینؑ مین عرب ہون
یہہ عجم سے فرمایا قسم بخدا کہ میرے نزدیک اس مال مین بنی اسمٰعیل کو بنی اسحاق پر ترجیح وتفضیل نہین ۔ نیز غارات مین ہے کہ ایک گروہ اصحاب امیر المومنینؑ
سے حضرت کیخدمت مین داخل ہوا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ تقسیم اموال مین آپ اشراف عرب قریش کو اہل عجم وموالی پر ترجیح دین اور جنکی طرف سے
اندیشہ خلاف وفرار ہے انکی اعانت زیادہ تر ملحوظ ومرعی رکھین یہہ اسلئے کہ معاویہ کے پاس جو لوگ ادہر سے بھاگ کر جاتے تھے وہ انکی مدارات
وخاطرداری کرتا تھا ۔ امیر المومنینؑ نے یہہ سنکر فرمایا تم امر کرتے ہو کہ جور وستم سے نُصرت طلب کرون قسم بخدا کہ مین یہہ ضلالت وگمراہی اپنے لئے
کبھی پسند نہ کرونگا جبتک کہ آفتاب ستارے آسمان سے طلوع کرین واللہ کہ اگر یہہ مال میرا اپنا ہوتا تب بھی اُنکے درمیان بالتسویہ تقسیم کرتا چہ جائیکہ
اب یہ مال خدا کا ہے پس قدرے خاموش رہے پھر فرمایا جسکو حقتعالے اپنے فضل وکرم سے مال عطا کرے لازم ہے کہ اُسکو فاسد وضائع نہ کرے
بتحقیق کہ مال کا غیر حق مین خرچ کرنا اسراف وتبذیر ہے جو بے موقع اُسکو اُٹھاتا ہے اور غیر مستحقین کو دیتا ہے حقتعالے اُنکے شکر سے اُسے محروم فرماتا ہے
اور اُسکی محبت کو اُنکے دلون سے دور کرتا ہے اگر کوئی اُنمے لحیاناً اُسکے ساتھ اظہار محبت کرے تو وہ دروغ زن وخوشامدگو ہے چاہتا ہے کہ آئندہ بھی
اُسکے خوان عطا ونوال سے بہرہ ور ہو اگر کبھی یہہ مال دینے والا اونٹے شے مین اُسکا محتاج ہو تو معلوم کرے گا کہ وہ شر ترین وبدخلیل ہے پس جو چاہے
کہ اموال کو امور خیر مین صرف کرے صلہ رحم ومہمانداری بجالائے ۔ دیت وخون بہا کا کسی کی طرف سے کفیل ہو قرضدار کی اعانت فرمائے فقرا ومساکین

المدارون کے لئے نہج المحققین ۔

و مہاجرین کے ساتھ سلوک کرے اور ادائے حقوق و تحصیلِ ثواب پر اسکو صبر کرنا چاہیئے۔ تحقیق کہ ان خصائل مین برکاتِ دنیا و حسناتِ آخرت ہین۔ نیز مروی ہے کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب برادرزادہ امیر المومنینؑ نے آپسے عرض کی کہ مجھکو نفقہ مرحمت کرین قسم بخدا کہ میرے پاس کچھ خرچ کرنے کو نہین الا یہہ کہ اپنا چارپایہ فروخت کرون حضرت نے فرمایا واللہ میرے پاس کچھ موجود نہین کہ تجھکو دون مگر یہہ کہ تو کہے تو تیرا چچا دزدی کرے اور تجھکو دے۔ اور نیز امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہین کہ قسم بخدا کہ بستر خارِ خسک پر استراحت کرنا اور غل و زنجیر گلے مین پہن کر کشان کشان راہ طے کرنا مجھکو آسان ہے اس سے کہ فردائے قیامت حق سبحانہ تعالےٰ سے ملاقات کرون بحالیکہ بندگانِ خدا پر ستم کیا ہو یا اُنکا کچھ مال غصب کیا ہو کیونکر اس نفس کے لئے کسی پر ظلم روا رکھون کہ جو عرصہ قلیل مین کہنہ و فرسودہ ہو جائیگا اور مدت دراز زیر زمین مدفون و مستور رہے گا قسم بخدا کہ عقیل مبتلائے فقر و فاقہ ہو کر ایک صاع گندم کا بیت المال مسلمانان سے خواستگار تھا کہ اپنے عیال و اطفال پر انفاق کرے اور اُس کے اطفال کو دیکھا مینے کہ شدت گرسنگی سے چہرے اُنکے متغیر ہوگئے گویا وسمہ لگا کر سیاہ کیا ہے پس مکرر التماس کرتا اور اصرار و الحاح کو حد سے گزرانتا تھا۔ مین اپنا کان اُسکے پاس لے گیا تا اینکہ گمان کیا اُس نے کہ مین اپنا دین اُسکے ہاتھ فروخت کرونگا اور اپنا قاعدہ و قانون بدل دونگا پس مینے لوہے کو گرم کیا اور اُسکے بدن سے لگایا حتے کہ قریب تھا کہ داغ ہو جائے پس عقیل چلایا اور نالہ و فریاد کرنے لگا مینے کہا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ تو اس آگ سے روتا اور غل مچاتا ہے جسے انسان نے براہ بازی روشن کیا ہے اور مجھکو اُس آتش کیطرف کھینچتا ہے جسکو قہر خدائے ذوالجلال نے سلگایا ہے تو اس ایذائے اندک سے شور کرتا ہے۔ مین زبانہ آتش دوزخ سے شورہ کرون اور اس سے بھی عجیب تر یہہ کہ ایک شخص رات کو کسیقدر حلوائے پوشیدہ سر ہمارے پاس لایا[1] مجھکو اُسے دیکھ کر اسقدر نفرت ہوئی کہ گویا زہر مار مین اُسکو تیار کیا ہے پس مینے کہا یہہ عطیہ ہے یا زکوٰۃ یا صدقہ ہم اہلبیتِ رسالت پر اُنسے کوئی شے حلال نہین کہا یہہ ہدیہ ہے کہ تمہارے واسطے لایا ہون۔ مینے کہا تیری مان تیرا ماتم کرے تو آیا ہے کہ مجھکو میرے دین سے فریب دے۔ مگر دیوانہ و سودائی ہوا ہے قسم بخدا کہ اگر ہفت اقلیم مع مافیہا مجھکو بخشین کہ نافرمانی حق سبحانہ تعالےٰ کرون اور ایک پوست جو چیونٹی سے باز رکھون تو قبول نہ کرونگا تحقیق کہ میرے نزدیک تمہاری دنیا اُس برگِ کاہ سے کمتر ہے جو وہان ملخ مین ہو مَالِعَلِیٍّ وَ نَعِیْمُ الدُّنْیَا علی کو نعماتِ دنیا سے کیا کام۔ جناب میرزا فصیح علیہ الرحمہ نے مثنوی نان و نمک مین کتاب مستطاب مواعظ حسنیہ سے نقل کیا ہے ؎

ہے یہہ مضمونِ خبر اے بے خبر
چھوٹے سن مین سبطِ احمدِ نامور
انس رکھتے تھے بہت مہمان سے
کرتے تھے ممنوں اُسے احسان سے

ایک مسافر ایک دن مہمان ہوا
موردِ الطاف بے پایاں ہوا
اتفاقاً گھر مین اُس دن کچھ نہ تھا
تھے گرسنہ اہل بیتِ مصطفےٰ

قرض لے کر ایک درم منگوائے نان
تا گرسنہ رہ نہ جائے میہمان
بعد ازان سوچا یہہ پیمبر کا حبیب
روکھی روٹی کھائیگا کیونکر غریب

خشک روٹی گر یہہ کھاوے حیف ہے
سبطِ ختم المرسلین کا ضیف ہے
صحن مین دو چار شکین تھین دھری
مونہہ تلک سے تھی شہد سے تھین بھری

[1] ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین لکھتا ہے کہ یہہ حلوا اشعث بن قیس نے حضرت کے لیے بھیجا تھا کہ دشمنان و منافقان حضرت سے تھا لاجرم حضرت بھی اُسکو دوست نہ رکھتے تھے اور اُسکی اس ہدیہ بھیجنے سے کوئی دنیوی غرض تھی جو اُسکے دل مین پوشیدہ تھی مگر امیر المومنینؑ اُس پر مطلع ہوگئے اور اُسکو رد کیا ایسا نہ ہوتا تو قبول فرماتے کیونکہ پیغمبر خدا ہدیہ قبول فرماتے تھے اور خود امیر المومنینؑ نے ایک جماعت کے اپنے صحابہ سے ہدایا قبول کئے ہین۔ ایک مرتبہ آپکے شیعون سے ایک شخص نے نوروز کے دن حلوا تیار کیا اور امیر المومنینؑ کو اُس کی طرف دعوت کیا آپ یہ سنکر خندان ہوئے اور فرمایا نوروزنا کل یوم ان استطعتم ایسا نوروز ہمارے لئے ہمیشہ کرو اگر ہوسکے تو +

تھا بھرا ہر ایک مین شہد مین
منتظر تھا حکم کا وہ نیک نام
جس گھڑی حیدر نے کین شکلین طلب
عرض کی اُسنے حقیقت حال کی
یون ہوا فرمان دُرّہ جلد لاؤ
بھائی سے جاکر کیا اظہار حال
تھرتھراتا جبکہ آیا بید وار
ڈرکے بولا یون حسین بن علیؑ
قاعدہ تھا حیدر کرار کا
بھائی سے حضرت کو تھی الفت کمال
اے میرے نور نظر آرام جان
یون لگا تب کہنے وہ عالی جناب
تب کہا حیدر نے اے سبط رسولؐ
قبل قسمت کے نہین لینا ضرور
پھر دیا قنبر کو درہم اور کہا

آئی بھتین نزد جناب بو الحسن
عرض کی حاضر ابھی لایا غلام
وقت تھا تقسیم کا حاضر تھے سب
اور سخاوت فاطمہؑ کے لال کی
اور کہا شبیر کو گھر سے بلاؤ
ڈر گیا سنکر شہ نیکو خصال
سُرخ تھا رُدئے علیؑ خورشید وار
تمکو جعفر کی قسم ہے یا ابی
تھا یہہ شیوہ قدوۃ الابرار کا
وونہی آجاتا تھا جعفر کا خیال
تھا عسل درصل حق مومنان
مومنین مین مین بھی ہون یا بوترابؑ
رہت کہتا ہے تو مومن ہے قبول
ہے بہت رسم مروت سے یہ دور
جاکے آتنا شہد جلدی مول لا
عدل مین ہے رتبۂ حیدر بلند

سوچ کر حضرت نے قنبر سے کہا
الغرض مہمان نے کھایا شہد و نان
دیکھ کر وہ مشک قنبر سے کہا
ظاہرا جراُت ہوئی وہ ناگوار
گھر گئے روتے ہوئے حضرت حسنؑ
سامنے آنیکا گو یارا نہ تھا
گوہر تاج شرف پہچان کر
عفو کیجئے آج تقصیر حسینؑ
جب کوئی دیتا تھا جعفر کی قسم
الغرض وہ بادشاہ خاص و عام
مومنون کے حق مین کہہ اے مہ لقا
اپنا حصہ جانکر مین نے لیا
لیک ہم تم عترت اطہار ہین
پہلے دے لیتے ہین تب لیتے ہین ہم
کیا سخاوت ہے پسر کی واہ وا
ہے سخاوت مین سخی کا سر بلند

بہر مہمان شہد جاان مین سے لا
شکر نعمت سے ہار طب اللسان
کیا سبب ہے شہد اسمین کم رہا
غیظ مین آیا شہ دلدل سوار
اشک تھے آنکھون سے پیہم قطرہ زن
پر بغیر آنے کے کچھ چارہ نہ تھا
دُرّہ حضرت نے اُٹھایا تان کر
ہو معاف اسوقت تعزیر حسینؑ
نام سُنکر غیظ ہو جاتا تھا کم
یون لگا شبیر سے کرنے کلام
کب تصرف تھا بھلا تجھکو روا
اپنے بدلے اپنے مہمان کو دیا
مومنون کے سید و سردار ہین
قبل قسمت حصہ کب لیتے ہین ہم
کیا عدالت ہے پدر کی واہ وا

در رفع شبہ خوارج

مجھکو ہے تیری حماقت سے یہ ڈر
اے کمینے دل نہ اپنا شاد کر
گر روایت کی سند مین ہووے شک
ہے مواعظ مین رقم یہہ داستان
رہنمائے شاہراہ اقتصاد
الشریف الہاشمی الاولوی
مالک اقلیم زہد و اتقا

تیرے دل مین ہو نہ شبہہ کا گزر
سجدۂ سہو پیمبرؐ یاد کر
دیکھ اخبار صحیحہ مت بہک
جسکا جامع ہے امیر راستان
نخلبند بوستان اجتہاد
المجید المتقی المولوی
حکمران کشور حلم و حیا

یعنی تھے معصوم گر شاہ شہید
تھا ہدایت کے لئے یہہ ماجرا
ہے حدیثون کی کتابون مین رقم
عالم عامل فقیہ لوذعی
ابر رحمت آفتاب مکرمت
گلبن شاداب گلزار علیؑ
حامی دین ماحی کفر و ضلال

تھی یہہ جراُت اُنکے رتبہ سے بعید
تاکہ ہووے رغبت عدل و سخا
اسکے راوی ہین عقیل باکرم
ہادی کامل امام یلمعی
کوکب دری سحاب مکرمت
سید عالی ولدار علیؑ
سرگروہ عالمان با کمال

علم سے جسکے عمل توام رہا	دین جسکے زور سے محکم رہا	گلبن دین کھل رہا ہے باغ باغ	لالہ ساں اعدا کے دلمین داغ داغ
لکھنواب سبز وار ہند ہے	دمبدم افزون بہار ہند ہے	بحر عمان سے تبحر کم نہین	ہے لبالب چشمہ یار معین

مجالس المومنین مین مجموعہ ورام ابن ابو فراس سے نقل کیا ہے کہ علی بن ابو رافع خازن بیت المال دکاتب امیر المومنین نے کہا کہ بیت المال مین ایک عقد مروارید یعنے موتیونکا ہار تھا جو بصرہ سے ہاتھ آیا تھا ایک مرتبہ عید الضحی نزدیک تھی ام کلثوم دختر امیر المومنین نے کسیکو میرے پاس بھیجا اور وہ عقد بعاریت مجھ سے طلب فرمایا کہ بروز عید اُس سے زینت کرین مینے جواب دیا کہ بطریق عاریت مضمونہ دیتا ہون کہ اگر فوت ہوجائے تو اُسکا تاوان آپ ادا کرین اُس مقدسہ نے پیغام بھیجا کہ قبول ہے عاریت مضمونہ بردے تین روز بعد بجنسہ تیرے پاس واپس آجائیگا پس مینے وہ عقد دولت سرائے اُس جناب مین بھیجدیا اتفاقاً امیر المومنین اندر تشریف لے گئے تو عقد کو اُنکے پاس دیکھ کر پہچانا پوچھا یہہ ہار تیرے پاس کہانسے آیا عرض کی علی بن ابو رافع خازن بیت المال سے عاریتاً لیا ہے کہ بروز عید اسکو زیور کرون بعد ازان واپس کردون پس حضرت نے مجھکو بلایا اور فرمایا تو بیت المال مسلمین مین خیانت کرتا ہے مینے کہا پناہ بیچاتا ہون طرف خدا کے اس سے کہ بیت المال مسلمانان مین خیانت مجھسے صادر ہو فرمایا تونے عقد مروارید کہ داخل بیت المال تھا کسلیئے میری دختر کو عاریتاً دیا۔ مینے عرض کی یا امیر المومنین آپ کی صاحبزادی نے مجھسے عاریتاً مانگا کہ بروز عید اُس سے زینت فرمائین مینے بعاریت مضمونہ مردودہ اُنکو دیا مین خود اُسکا ضامن و ذمہ وار ہون کہ صحیح وسالم اُسکے مقام پر پہنچاؤن فرمایا وائے ہو تجھپر آج ہی اُسکو لیکر داخل بیت المال کر اگر بار دگر تجھسے ایسی حرکت سرزد ہوئی تو تجھکو عذاب کرونگا اور اگر میری دختر نے نہ بطریق عاریتاً مضمونہ مردودہ اُسکو لیا ہوتا تو وہ اول ہوتی زنان ہاشمیہ سے جسکا ہاتھ بعلت سرقہ قلم کیا جاتا۔ علی بن رافع راوی حدیث کہتا ہے کہ یہہ خطاب عتاب کہ حضرت نے مجھسے فرمایا دختر مطہرہ آنحضرت نے سُنا تو عرض کی یا امیر المومنین مین آپکی دختر و پارۂ جگر ہون مجھسے زیادہ کون اس زیور کا سزاوار ہے حضرت نے فرمایا اے پارۂ جگر میری خواہش نفسانی سے پیر دائرۂ حق سے باہر نہ رکھ کیا تمام زنان مہاجرین اس عید مین ایسے زیورات سے مزین ہونگی کہ تجھکو بھی ہونا چاہئے راوی کہتا ہے کہ اس گفت و شنید کے بعد مینے وہ عقد واپس منگایا اور اُسکی جگہہ پر رکھدیا۔ **ذکر واقعہ ہائلہ شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام** احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے امیر المومنین علیہ السلام کو اُنکی شہادت کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا اِنَّ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ شَقِیْقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ ثَمُوْدَ یَضْرِبُ ضَرْبَۃً عَلٰی فَرْقِکَ فَتَخْضُبُ بِہَا لِحْیَتَکَ یعنے اے علی بدبخت ترین اولین و آخرین نظیر پے کنندہ ناقہ ثمود یعنی عبد الرحمن بن ملجم لعین تمہارے سر پر تلوار لگائے گا جس سے ڈاڑھی تمہاری خون سر سے رنگین ہوجائے گی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے بروز جمعہ آخر شعبان خطبہ فرمایا اُس مین فضائل و اعمال ماہ مبارک رمضان مفصل ارشاد کئے اسوقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام اُٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ افضل اعمال اس مہینہ مین کیا ہے فرمایا اے ابو الحسن بہترین اعمال اُس مین اجتناب اور پرہیزگاری ہے امور حرام سے یہہ کہکر رقت اُس جناب پر طاری ہوئی اور بے اختیار رونے لگے امیر المومنین فرماتے ہین کہ مین نے عرض کی

لوذع ولوذعی مرد چست تیز خاطر زیرک زود فہم چرب زبان فصیح گویا پرکالہ آتش است ۱۲ منتہی الارب یلمعی بفتح الیا را نا دلی و شد الیا را الثانیہ مرد تیز خاطر روشن خرد ۱۲ منتہی الارب

یارسول اللہ باعث اس گریہ و بکا کا آپکے کیا ہے فرمایا اے علی مین اُس حادثہ کو یاد کرکے روتا ہون جو تجھ پر اس مہینہ مین وارد ہوگا گویا دیکھتا ہون مین کہ تو بحضور قادر بے نیاز مشغول نماز ہے کہ ناگاہ شقی ترین اولین و آخرین شبیہ عاقر ناقہ صالح نے ایک ضربت تیرے سر پر ماری ہے کہ ڈاڑھی تیری تیرے سر کے خون سے رنگین ہوگئی ہے مینے عرض کی اے رسولخدا یہہ واقعہ میرے دین کی سلامتی مین ہوگا۔ فرمایا ہان دین تیرا اُسوقت سلامت ہوگا۔ پھر فرمایا اے علی جو تجھے قتل کرے اُس نے گویا مجھے قتل کیا اور جو تجھ سے عداوت رکھے اُس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ اور جس نے تجھے ناسزا کہا اُس نے مجھے ناسزا کہا تحقیق کہ تو مجھسے بمنزلہ میری جان کے ہے تیری روح میری روح سے ہے اور تیری طینت میری طینت سے ہے تحقیق کہ حقتعالےٰ نے ہم دونو کو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور تمام خلائق پر ہمکو بزرگی بخشی پس مجھکو نبوت اور تجھے امامت کے لئے اختیار کیا۔ جو انکار کرے تیری امامت کا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ اے علی تو وصی میرا ہے اور باپ ہے میرے فرزندونکا۔ اور شوہر ہے میری دختر کا اور خلیفہ ہے میرا میری اُمت پر میری حیات مین اور بعد وفات کے۔ تیرا امر میرا امر ہے اور تیری نہی میری نہی ہے۔ قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جس نے مجھکو پیغمبری کیلئے مبعوث کیا اور بہترین خلائق گردانا کہ تو حجتِ خدا ہے تمام خلقت پر اور امین ہے اُسکے رازون پر اور خلیفہ ہے اُسکے بندون پر۔ اور نیز مروی ہے کہ جب امیر المومنینؑ غزوۂ خندق مین عمرو بن عبدود سے لڑے قبل اسکے کہ حضرت اُسکو واصل جہنم کرین اُس ملعون نے ایک ضربت سر مبارک پر ماری کہ اُسکے صدمہ سے سر اقدس پھٹ گیا۔ پھر حضرت نے اُسکو قتل کیا اور خدمتِ بابرکت حضرت رسالت مین حاضر ہوئے تو حضرت نے دستِ مبارک سے اُس زخم کو باندھا اور دہن مبارک سے اُس مقام کو پھونکا۔ وہ زخم بھر آیا اور اچھا ہوگیا۔ پھر فرمایا کہان ہونگا مین اُسوقت جبکہ اس سر کے خون سے اس ڈاڑھی کو رنگین کرینگے۔ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی خدائے تعالےٰ نے ہماری محبت کو آسمانون پر عرض کیا سب سے پہلے ساتوین آسمان نے اُسکو قبول کیا خدائے تعالےٰ نے اُسکو عرش و کرسی سے زینت بخشی بعد اُسکے چوتھے آسمان نے قبول کیا اُسکو بیت المعمور سے زینت دی۔ پھر پہلے آسمان نے قبول کیا اُسکو ستارون سے مزین فرمایا۔ پھر زمین حجاز نے اجابت کی اُس پر خانہ کعبہ بنایا اور اس سے اُسکو زینت دی۔ بعد ازان زمین شام نے اجابت کی اُسکو بیت المقدس کے ساتھ زینت عطا کی پس ازان زمین مدینہ نے اجابت کی اُسکو میری قبر سے مزین کیا۔ پھر زمین کوفہ نے اجابت کی اُسکو تیری قبر سے مزین فرمایا۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ آیا مین کوفہ مین مدفون ہونگا فرمایا ہان اے علی تو شہید ہوگا اور کوفہ کے باہر سفید ٹیلون کے درمیان غریین کے مدفون ہوگا اور بدبخت ترین اُمت عبدالرحمن بن ملجم علیہ اللعنۃ تجھے قتل کریگا قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جس نے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہے کہ گناہ ابن ملجم کا خدا کے نزدیک زیادہ ہے پے کنندہ ناقہ صالح کے گناہ سے۔ اور اے علی ایک لاکھ شمشیر عراق سے تیری یاری کرینگی **کتب** تاریخ مین مرقوم ہے کہ ایک بار معاویہ کو یہہ تردد ہوا کہ مین حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب سے پہلے مرجاؤنگا۔ یا بعد تک زندہ رہونگا عمرو عاص سے اسکو بیان کیا اور تدبیر پوچھی اُس نے کہا کہ یہہ امر تحقیق نہین ہوسکتا الا اُسی جناب سے۔ کسلئے کہ اس قسم کے علوم مخصوص ذات بابرکات حضرت علی ابن ابیطالب ہے مین معاویہ نے کہا اُنسے کسطرح پر دریافت کیا جاوے۔ عمرو نے

غری بروزن غنی عمارت عمدہ اور غریین دو عمارتین مشہور ہین کوفہ مین ۱۲ قاموس

کہا چند آدمیون کو متعین کر کہ وہ یکے بعد دیگرے کوفہ مین جائین اور شہرت دین کہ معاویہ فوت ہوا - اس پر جو کچھ اس بارے مین اُس جناب کو علم ہوگا
اسکو ظاہر کرین گے معاویہ نے اسکو پسند کیا اور تین سوار انکو کوفہ بھیجا وہ قریب شہر پہنچکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پہلے ایک انمین سے داخل
کوفہ ہوا امیر المومنین اُسوقت مسجد مین مشغول وعظ و پند تھے جب معلوم ہوا کہ آپ مع اصحاب مسجد مین تشریف رکھتے ہین جلد مسجد مین آیا اور
باواز بلند کہا اے اہل کوفہ بشارت ہو تمکو کہ مُعاویہ بن ابوسفیان فوت ہوا حاضرین یہ خبر سنکر مسرور ہوئے اور آثار خوشی و نشاط کے اُنکے چہرون سے
نمایان ہونے لگے مگر امیر المومنین بدستور مشغول پند و نصائح تھے - بعد ایک ساعت کے دوسرا سوار آیا اور معاویہ کا مرنا بیان کیا لوگون کو زیادہ تر
خوشی ہوئی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ تیسرا سوار پہنچا اور موافق اپنے رفیقون کے مُعاویہ کا مرگ بیان کیا پھر تو کسی مین تاب تحمل باقی نہ رہی ایک بار
جوش و خروش اہل مسجد سے بلند ہوا - لیکن امیر المومنین بدستور اپنے شغل مین مصروف تھے کچھ ملتفت نہوتے تھے اصحابنے عرض کی یا امیر المومنین
خبر ہلاکت معاویہ پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی تعجب ہے کہ دشمن قوی کے فوت نے آپ مین کچھ تغیر نہ کیا - اور کوئی اثر مسرت آپکے چہرہ پر نہ دکھائی دیا - حضرت نے
اپنے سر و ریش کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ مُعاویہ نہین مرے گا جبتک کہ یہ اسکے خون سے خضاب نہو لے ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے
کہ ایک بار امیر المومنین علیہ السلام کو کوفہ مین عارضہ لاحق ہوا ایک جماعت آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئی اور عرض کی یا امیر المومنین ہم
اس مرض سے آپ پر خائف ہین فرمایا کہ مجھکو اپنے لئے اس عارضہ سے کچھ خوف نہین - کسلئے کہ مینے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے سُنا ہے
کہ شقی ترین اس اُمت کا مثل پے کنندۂ ناقۂ صالح کے میرے سر پر تلوار لگائے گا اور میری محاسن کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے گا
اور بروایت دیگر اصحاب نے عرض کی آپ کسلئے مجمع منافقین سے باہر نہین چلے جاتے اور مدینہ رسولخدا مین کیون تشریف نہین رکھتے تاکہ
آنحضرت کے جوار مین مدفون ہون آپنے فرمایا کہ مجھے رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے خبر دی ہے کہ اسی شہر مین شہید ہونگا اور اسکی پشت پر
دفن کیا جاؤنگا - امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک عالم علمائے یہود سے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور چند مسائل حضرت سے
دریافت کئے منجملہ انکے یہ بھی پوچھا کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد انکے کے برس زندہ رہے گا آپنے فرمایا تیس سال کہا آخر مین اپنی موت سے
مریگا یا کوئی اسکے تئین قتل کرے گا - فرمایا بلکہ قتل ہوگا اور ایک ضرب اُسکے سر پر لگائین گے کہ اسکی ڈاڑھی اُسکے خون سے رنگین ہو جائیگی
یہودی نے کہا قسم بخدا کہ تم راست و درست کہتے ہو مینے اسیطرح پڑھا ہے اس کتاب مین کہ ہارون نے اُسکو لکھا ہے اور موسٰے نے اسکو املا
کیا ہے منقول ہے کہ محمد بن ابی بکر نے جبکہ وہ حضرت کی طرف سے حاکم مصر تھے چند نفر اشراف مصر سے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین
بھیجے تھے ابن ملجم ملعون بھی انمین شامل تھا اور ایک فہرست جسمین نام اُن لوگون کے لکھے ہوئے تھے - ابن ملجم کے ہاتھ مین تھی حضرت نے وہ فہرست
اُس سے لیکر تمام پڑھی اُسکے نام پر پہنچے تو فرمایا کہ عبدالرحمن تو ہی ہے - اُس ملعون نے کہا ہان مین ہی ہون فرمایا کہ لعنت خدا ہو عبدالرحمن پر اُس ملعون
نے کہا یا امیر المومنین مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے - بخدا سوگند کہ تو مجھکو دوست نہین رکھتا اُس ملعون نے تین مرتبہ قسم کھا کر
کہا کہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون آنجناب نے تین ہی مرتبہ بقسم فرمایا تو میرا دوست نہین اُس نے کہا یا امیر المومنین مینے تین مرتبہ قسم کھائی کہ مین آپکا
دوست ہون آپ یقین نہین کرتے حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر حقتعالی نے ارواح کو ابدان سے دو ہزار برس پیشتر پیدا کیا اور انکو ہوا مین ساکن

فرمایا پس جن ارواح مین اسوقت باہمدیگر الفت وشناسائی ہوگئی وہ دنیا مین بھی آپس مین محبت والفت رکھتے ہین اور جنہین اُس عالم مین
تعارف نہین ہوا وہ یہان بھی ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ۔ اور میری روح کو عالم ارواح مین تجھ سے تعارف نہین ہوا ۔ جب اُس لعین نے
پشت موڑی تو آپنے فرمایا جو شخص چاہے کہ نظر کرے طرف میرے قاتل کی وہ اس مرد کو دیکھے ۔ یہہ سنکر بعض حاضرین نے عرض کی یا امیر المومنین
اگر ایسا ہے تو کیون آپ اسکو قتل نہین کرتے ۔ فرمایا عجیب بات کہتے ہو تم کہ مین اُس شخص کو قتل کرون کہ ہنوز اُس نے مجھکو قتل نہین کیا اور قطب راوندی
علیہ الرحمہ نے ایک شخص سے کہ قبیلہ مُزینہ سے تھا روایت کی ہے کہ ایک گروہ قبیلہ مراد سے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین آیا ابن ملجم بھی اُنکے درمیان
تھا اُنہون نے کہا یا امیر المومنینؑ ہم اسکو ساتھ نہین لائے یہہ خود ہمارے ساتھ چلا آیا ہے ہمین خوف ہے کہ مبادا آپ کو کچھ گزند پہنچائے حضرتؑ نے اُسکو
کہا کہ تو بیٹھ جا اور دیر تک اُسکے مونہہ کو دیکھتے رہے پھر قسم دے کر فرمایا کہ جو بات تجھ سے دریافت کرون اُسکا صحیح صحیح جواب دینا بتا کہ ایام
طفولیت مین جبکہ تو لڑکون مین کھیلتا تھا لڑکے تجھکو دیکھ کر نہ کہتے تھے کہ یہہ آیا فرزند چرانیوالے کتو لکا ۔ اُس ملعون نے کہا ہان پھر فرمایا جب کہ تو سن بلوغ کو
پہنچا ایک راہب پر تیرا گزر ہوا اُس نے تیز نظر سے تجھے دیکھ کر کہا کہ تو ہے شقی تر پے کنندہ ناقہ صالح کا کہا ہان درست ہے پھر آپنے فرمایا کہ آیا تیری مان
نے تجھے خبر نہین دی کہ وہ حیض مین تجھ سے حاملہ ہوئی تھی جب اُس ملعون نے یہہ سنا تو ایک اضطراب و تشویش اُسمین پیدا ہوئی آخر لاچار ہو کر کہا ہان سچ ہے
میری مان نے بھی اسکا ذکر کیا تھا ۔ آپنے فرمایا کہ مینے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ میرا قاتل شبیہ ہوگا یہودیون کے بلکہ یہودی ہوگا صاحب مناقب نے
روضۃ الشہدا سے نقل کیا ہے کہ جنگ نہروان مین امیر المومنینؑ نے اطراف و اکناف ملک سے امداد طلب کی تو لوگ ہر طرف سے آپکی مدد کے لئے حاضر ہوئے
ازانجملہ یمن سے دس نفر آئے ابن ملجم انمین تھا ہر ایکنے ایک ایک تحفہ آپ کی خدمت مین پیش کیا جو قبول ہوا الا تحفہ ابن ملجم کہ ایک شمشیر قیمتی تھی اُس نے کہا یا
امیر المومنینؑ آپنے پیشکشین میرے رفیقون کی قبول کین میری تلوار کہ عرب مین اسکی مثل نہین قبول نہین فرماتے فرمایا کسطرح یہہ تلوار لون حالانکہ
تو مجھکو اسی تلوار سے قتل کریگا ابن ملجم جزع فزع کر کے زمین پر گر گیا اور کہتا تھا ہیہات ہیہات یا امیر المومنینؑ مین آپ کی محبت مین وطن و اہل کو
چھوڑ کر یہان آیا ہون مجھ سے ایسی حرکت کب ہو سکتی ہے اور اگر آپکو یقین ہے تو مجھے قتل کیجئے یا حکم دیجئے کہ میرے ہاتھ قطع کرین فرمایا جبتک کہ تجھ سے
کوئی امر مستوجب عقوبت سرزد نہین ہوا تو ایسا کب ہو سکتا ہے لیکن مخبر صادق نے مجھے یہہ خبر دی ہے اور یہہ ضرور واقع ہوگا **شیخ** مفیدؒ وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ جسوقت حضرت امیر لوگون سے بیعت لے رہے تھے عبد الرحمن بن ملجم مرادی بھی آیا حضرت نے اُسکی بیعت کو قبول نہ کیا یہانتک کہ
تین مرتبہ وہ لوگون کے شامل ہو کر آیا تیسری مرتبہ مین آپنے بیعت لی جب بیعت کر کے چلا تو آپنے بلایا اور بہت تاکید کی کہ جو عہد کیا ہے اُسکو پورا کرنا
اُس ملعون نے کہا یا امیر المومنینؑ جو معاملہ آپنے میرے ساتھ کیا کسی کے ساتھ نہین کیا اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا ۵ اُرِیْدُ حِبَاءَهٗ وَیُرِیْدُ قَتْلِیْ
عَذِیْرَکَ مِنْ خَلِیْلِکَ مِنْ مُرَادٍ ؛ یعنی مین اُسکے ساتھ نیکی اور احسان کرنا چاہتا ہون اور وہ ارادہ میرے قتل کرنے کا رکھتا ہے کہان ہے وہ شخص
جو یا قبیلہ مراد کی طرف سے تیرے پاس عذرخواہی کرے ۔ یعنی اس ظلم مین اُسکا کوئی عذر نہین ۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ابن ملجم امیر المومنینؑ کی خدمت
مین حاضر ہوا اور آپسے سواری طلب کی آپنے فرمایا عبد الرحمن بن ملجم تو ہی ہے اُس بدبخت نے کہا ہان مین ہی ہون آپنے فرمایا اے غزوان اسکو
اسپ کمیت دے غزوان نے حسب الارشاد اسکو گھوڑا دیا وہ اُس پر سوار ہوا اور وہان سے چلا اُسوقت حضرت نے وہ شعر پڑھا جو پہلے مذکور ہوا ہے

فرمایا کہ بخدا مجھکو یہہ ملعون قتل کریگا - صحابہ نے عرض کی اگر حضرت اجازت دین تو ہم اسکو قتل کرین - فرمایا گناہ سے پہلے سزا نہین اور بروایتے فرمایا اگر مین اسکو قتل کرون تو مجھکو کون قتل کرے - اور ایک روایت مین ہے کہ ابن ملجم نے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی یا امیر عرب پناہ لیجاتا ہون مین طرف خدا کی اُس گمان سے جو آپکو میری نسبت ہے - اور مین امیدوار ہون کہ حضرت حکم دین کہ میرے ہاتھ قلم کردیے جاوین یا بد ترین وجہہ مجھکو قتل کرین فرمایا قبل جرم قصاص نہین - مگر مجھسے حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ تیرا قاتل قبیلہ مُرادسے ہوگا - اور اپنے مراد کی حصول کے لئے تجھے قتل کریگا مگر اسکو ضرر پہنچے گا - ابن ملجم ان باتونکو سنکر استبعاد و استغفار کرتا تھا - حضرت نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مین تجھکو ایک راز سر بستہ سے اطلاع دون جس سے سوائے تیرے اور تیری دایہ کے اور کوئی واقف نہین تجھے قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ بیان کر کیا تیری دایہ یہودیہ نہ تھی اور ایک روز اُس نے غصہ ہو کر تجھسے نہ کہا تھا کہ اے بدبخت ترین پے کنندۂ ناقۂ صالح کے - ابن ملجم نے یہہ سنکر سر جھکا لیا اور کہا ہان یہہ فرما کر امیر المومنین گریان ہوئے اور آپکے رونے سے حضّار بھی رونے لگے - پھر فرمایا کہ یہہ نہ جاننا کہ مین موت سے خائف ہون یہہ نہین بلکہ ہمیشہ آرزومند مرگ و شہادت ہون **مؤلف**

کہتا ہے کہ اکثر احادیث مین ابن ملجم ملعون قاتل امیر المومنین کو عاقر ناقہ صالح پیغمبر سے مشابہت دی گئی ہے - اسلئے مناسب ہے کہ مجملاً قصہ قتل ناقہ صالح اور اسکے پے کنندہ کا یہان پر مذکور ہو کہ ناظرین پر وجہہ مشابہت اُسکی اُس شقی ازلی سے اچھی طرح ظاہر ہو جاوے واضح رہے کہ نام اُسکا قدار بضم قاف بن سالف تھا اور وہ ولد زنا تھا جسطرح کہ ابن ملجم بھی ولد زنا تھا اور تمام قوم ثمود سے شقاوت اُسکی زیادہ تھی چنانچہ حقتعالے فرماتا ہے اِذِ انۢبَعَثَ اَشۡقٰہَا یعنی جبکہ برانگیختہ ہوا بدبخت ترین قوم - نقل ہے کہ جب حضرت صالح نے بموجب اصرار و الحاح قوم جناب باری مین دعا کی کہ اونٹنی ایسی اور ایسی اس پہاڑ سے نکلے ایک آواز مہیب عظیم اُس پہاڑ سے ظاہر ہوئی اور لرزہ اُسمین پڑ گیا جسطرح کہ بوقت وضع حمل عورت کی حالت ہوتی ہے ساتھ ہی ایک اونٹنی قوی ہیکل اُس سے برآمد ہوئی - حضرت صالح نے مقرر کیا کہ ایک روز تمام پانی اُس شہر کا اونٹنی پئے اور دوسرے دن تمام انسان و حیوانات اُس سے سیراب ہون اونٹنی جسقدر کہ پانی پیتی تھی اُسیقدر دودہ دیتی تھی اہل شہر ایک روز پانی لیتے دوسرے روز اونٹنی کے دودہ سے سیراب ہوتے چند روز اس حال پر رہے پھر طغیان اور سرکشی کی اور صلاح ٹھیرائی کہ اس اونٹنی کو کہ تمام پانی ہمارا پی جاتی ہے ہاتھ پیر کاٹ کر مار ڈالو اور ایک شخص کو کہ شقی ترین قوم قدار نام تھا کچھ رشوت دے کر اس کام کے لئے راضی کیا اور بعض روایات مین ہے کہ قدار ایک عورت پر عاشق تھا جسکے مویشی بہت تھے اُسکے مویشی کو اونٹنی کی وجہہ سے سیر ہو کر پانی نہین ملتا تھا - اُس نے اُس ملعون کو برانگیختہ کیا فَقَالَ لَہُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقۡیٰہَا رسولخدا یعنی حضرت صالح نے فرمایا یہہ اونٹنی خدا کی ہے تم اس کے پانی سے تعرض نہ کرو ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا فَکَذَّبُوۡہُ اُنہون نے اُنکی تکذیب کی اور جھٹلایا فَعَقَرُوۡہَا اور اسی قدار نابکار نے مع اور چند اشرار کے اُسکے پیر کاٹ کر ہلاک کیا اور اُسکا گوشت تمام قوم نے بانٹ کھایا فَدَمۡدَمَ عَلَیۡہِمۡ رَبُّہُمۡ بِذَنۡۢبِہِمۡ فَسَوّٰىہَا پس نازل کیا اُن پر اُنکے رب نے عذاب کو بوجہہ اُنکے گناہ کے اُس نے سب کو برابر کر دیا اور کوئی زندہ نہ بچا اُنمین سے پس مشابہت ابن ملجم قدار سے ظاہر ہے کیلئے اُس نے بھی قطامہ کے عشق مین اور اُسکے اکسانے سے یہہ حرکت کی مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ جسطرح قوم ثمود شیر ناقہ صالح سے نفع اُٹھاتی تھی اُمت محمدیہ علوم نامتناہی باب علوم نبوی خطیب ممبر سلونی سے محظوظ تھی چنانچہ جب خواب مین دودہ دیکھتے ہین تو اُسکی علم سے تعبیر کرتے

مین یہی جگہ سے ہے کہ اُس جناب کو ناقۃ اللہ کہتے ہین - اور نیز جسطرح کہ بعد قتل ہونے ناقہ کے قوم ثمود پر عذاب ظاہری نازل ہوا اسیطرح آنحضرت کی شہادت کے بعد بھی یہہ امت اکثر ضلالت و گمراہی مین مبتلا ہوئی اور حکام جور نے تسلط پاکر اُنکے دین کو تباہ و برباد کردیا اور یہہ مصیبت اس اُمت پر ستمر ہے جبتک کہ قائم آلِ محمد ظہور فرماوین اور شاہ عبد العزیز دہلوی مولف تحفہ اثناعشریہ نے باوجود اپنے مشہور تعصب کے تفسیر عزیزیہ مین اس مقام پر ایک عمدہ کلام ایراد کیا ہے جو کہ بلفظہٖ نقل کرتا ہون اور وہ یہہ ہے - واگر کسے را شبہ بخاطر برسد کہ بسبب حرکت بدبخت ترین تمام فرقہ ثمود ہلاک شدند و بسبب حرکت بدترین این اُمت بقیہ اُمت را آسیبے نرسید فرق از کجا است جوابش آنست کہ فرق از دو وجہ است اول آنکہ تمام فرقہ ثمود بکشتن ناقہ راضی شدند و از این اُمت اکثرے از اشخاص باین حرکت رضی نشدند بلکہ بر آن حرکت کنندہ نفرین و لعنت فرستادند دوم آنکہ بعد از کشتن ناقہ بچہ اش غائب شد و بعد از وفات جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ اولاد کرام ایشان باقیماند و آن نور را کہ جناب ولایت مآب حامل آن بود ند طبقہ بعد طبقہ حاملے پیدا شد کہ امام وقت خود مے بود از نیجہت این اُمت را خرمان از ان نور نصیب نشد و بآن ہدایت مہتدی شدند انتہی

کیفیت شہادت امیر المومنین علیہ السلام

مورخین و محدثین نے لکھا ہے کہ بعد واقعہ جنگِ نہروان و قتل و قمع ارباب بغی و عدوان ایک گروہ بقیہ خوارج سے مکہ معظمہ مین جمع ہوا اور اسلام کے اُمرا کا جو اُس عہد مین تھے ذکر کرکے اُنکی حرکات کی برائی کی اور معرکہ نہروان کو یاد کرکے بہت روئے اور اُنکے مقتولون پر افسوس و ترحم کیا - پھر باتفاق معاہدہ کیا کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام اور معاویہ بن ابو سفیان اور عمرو عاص کو کہ اسوقت والی مصر تھا قتل کرین کہ تمام فتنے و فساد فرو ہون اور قلوب آرام پاوین اور اس عہد کو قسمہائے ستوار سے مضبوط کیا اور کہا کہ کشتگانِ نہروان کا عوض بالخصوص علی بن ابی طالبؑ سے لینا چاہئے عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے کہا مین علیؑ کو قتل کرون گا - برک بن عبد اللہ تمیمی معاویہ کے قتل کا متعہد ہوا اور عمر بن بکر السعدی نے عمرو عاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا قرار پایا کہ اُنیسوین ۱۹ ماہ رمضان کو تینون اپنے اپنے وعدہ گاہ پر پہنچکر ان کامون کو انجام دین اس قول و قرار پر علیحدہ ہوئے ابن ملجم کوفہ کو - اور برک شام کو اور عمر بکر مصر کی طرف روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جب برک بن عبد اللہ شام مین پہنچا تو تاریخ معینہ پر وہ اُس مسجد مین گیا جہان کہ معاویہ جماعت سے نماز پڑہا کرتا تھا جسوقت معاویہ رکوع مین گیا برک نے گھات سے نکلکر ایک تلوار اُس پر لگائی جو اُسکی ران پر پہنچی اور اسکو زخمی کیا جراح نے زخم دیکھا تو کہا کہ یہہ تلوار زہر مین بجھائی گئی ہے اگر شفا منظور ہے تو دو باتون مین سے ایک کو اختیار کرو یا تو اس زخم کو داغ دوون تب جان بچے یا ایک دوا تجھکو دیتا ہون اُس سے آرام ہو جائیگا الا نسل تیری منقطع ہو جاویگی - معاویہ نے کہا مجھکو آگ کی طاقت نہین داغ کا صدمہ نہ اُٹھایا جائیگا لیکن اولاد مین یزید و عبید اللہ بس ہین اور کی ہوس نہین پس وہ دوا کھا کر اچھا ہو گیا برک نے معاویہ سے کہا مین تجھکو ایک خوشخبری دیتا ہون پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ میرا ایک رفیق کوفہ گیا ہے کہ آج ہی علیؑ کو قتل کرے - بس مجھے قید رکھ اگر اُس نے علیؑ کو قتل کیا تو جو چاہنا مجھ سے کرنا ورنہ مجھے چھوڑ دینا کہ مین جاکر اسکو قتل کرون اور مین تجھ سے عہد کرتا ہون کہ اُسکو قتل کرکے تیرے پاس واپس آجاونگا اُسوقت جو چاہنا میرے حق مین امر کرنا معاویہ نے اُسکو قید رکھا تا اینکہ حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کی خبر پہنچی اُسوقت رہا کیا - اور ایک روایت مین ہے کہ اُسکی بات نہ مانی اور اُسکو مار ڈالا - اور عمر بن بکر مصر مین پہنچکر عمرو عاص کے قتل

کی فکر مین مسجد مین گیا لیکن عمرو اُس رات کچھ بیمار تھا خود نماز کو نہ آیا ایک شخص کو جسکا نام خارجہ بن ابی حبہ عامری تھا اپنی عوض بھیجا عمر نے عمرو عاص کے دھوکہ مین خارجہ کے تلوار ماری کہ وہ اُسکے صدمہ سے مرگیا اور عمرو عاص بچ گیا۔ لیکن ابن ملجم ملعون جب کوفہ مین پہنچا تو اپنے دوستون سے ملا۔ مگر اُس راز کو کسی سے بیان نہ کیا حتےٰ کہ ایک روز وہ قبیلہ تیم الرباب مین اپنے ایک دوست کے ہان بیٹھا تھا وہان قطامہ بنت اخضر تیمیہ کو دیکھا یہہ ملعون اُسکے حسن وجمال کو دیکھ کر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور جب معلوم ہوا کہ بے شوہر ہے تو اُس سے نکاح کی درخوست کی قطامہ کے باپ بھائی جنگ نہروان مین قتل ہوئے تھے اسلئے وہ حضرت امیر المومنینؑ سے سخت عداوت رکھتی تھی ابن ملجم سے کہا کہ مین تجھ سے نکاح کرنے پر راضی ہون مگر میرا مہر تین ہزار درہم ایک غلام ایک کنیز اور قتل علی بن ابی طالب ہے ابن ملجم نے مصلحتہ کہا اور سب کچھ تو منظور ہے الا قتل علیؑ ایک دشوار کام ہے اُسکی مجھ مین طاقت نہین قطامہ ملعونہ نے کہا اگر اُسکو غافل کرکے قتل کرے تو میرے ساتھ عیش کرنا اور جو خود مارا گیا تو ثواب آخرت تیرے لئے بہتر ہے زندگانی دنیا سے القصہ جب اُس ملعون کو ثابت ہوگیا کہ قطامہ بھی میرے ہمراہ ہے اُسوقت صاف صاف کہدیا کہ مین اس شہر مین محض قتل علیؑ ہی کی غرض سے آیا ہون قطامہ نے اپنے قبیلہ سے وردان بن مجالد کو اُسکی اعانت کے لئے مقرر کیا اور ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ خارجی سے ملاقات کرکے اُسکو بھی اپنا رفیق کرلیا۔ اور یہہ تینون کوفہ مین ٹھیر کر وقت معینہ کا انتظار کرنے لگے **روایت** ہے کہ جناب امیرؑ نے اُس ماہ رمضان مین جسمین وہ حضرت روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے ممبر پر جا کر فرمایا کہ تم لوگ اس سال حج کو جاؤ گے اور مین تمہارے درمیان نہونگا۔ اور اس مہینہ مین ایک روز امام حسنؑ کے گھر مین اور ایک روز امام حسینؑ کے اور ایک روز اپنی دختر نیک اختر حضرت زینبؑ زوجہ عبداللہ جعفرؓ کے گھر مین افطار فرماتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ تناول نہ کرتے تھے اسکا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا امر خدا کا قریب پہنچا ہے ایک شب یا دو شب سے زیادہ زمانہ باقی نہین رہا پس مین چاہتا ہون کہ رحمت حق تعالی مین داخل ہون تو شکم میرا طعام دنیا سے خالی ہو حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنینؑ فرماتی ہین کہ جب اُنیسوین ۹ شب ماہ رمضان کی آئی تو مین نے بوقت افطار اُس جناب کے لئے دو روٹیان جو کی اور ایک کاسہ شیر اور تھوڑا سا نمک پسا ہوا حاضر کیا **نظم** کچھ نمک دو نان جو تھوڑا سا شیر * سامنے رکھا کہ کھاوے وہ امیر * دیکھ کر کھانے کو شاہ نامدار * یون لگے فرمانے ہو کر اشکبار * آج ہے معمول سے کھانا زیاد * دودہ کا ہے اس مین پیمانہ زیاد * نان کے ہمراہ ہین دو نانخورش * نفس کی کیونکر کرون مین پرورش * یا نمک روٹی ہو یا ہو شیر و نان * ایک بس ہے دو نہین درکار یان * الغرض جب شیر کو اُٹھوا دیا * نوش جان نان و نمک اُس دم کیا * پھر فرمایا اے دختر مین اپنے ابن عم و برادر حضرت رسولخدا کی پیروی کرتا ہون وہ حضرت جبتک زندہ رہے کبھی دو کھانے اُنکے لئے نہین لائے گئے اے دختر جس شخص کی دنیا مین خورش و پوشش اچھی ہے وہ آخرت مین خدائے تعالیٰ کے سامنے دیر تک حساب کیلئے کھڑا رہیگا۔ تحقیق کہ حلال دنیا مین حساب ہے اور حرام مین وبال و عذاب ہے اے دختر میرے حبیب محمد مصطفےٰ کے پاس جبرئیل تمام زمین کی کنجیان لائے اور کہا کہ حق تعالی بعد تحفۂ سلام کے فرماتا ہے کہ اے محمد اگر تم چاہو تو تمام تہامہ[ع] کے پہاڑون کو تمہارے لئے سونا بنا دون اور ثواب

[ع] تہامہ بکسر تاء فوقانیہ وہ ملک ہے کہ نجد کی طرف مقام ذات عرق سے شروع ہو کر مکہ سے دو منزل یا کچھ زیادہ تک پھیلتا ہے اور کنارہ بحر تک تمام اس مین شامل ہے اور یہہ مشتق ہے تہم سے جس کے معنے شدت حرارت اور سکون ہوا کے ہین ۱۲ کذا فی المجمع

آخرت سے جو تمہارے لئے مقرر ہے کچھ کم نہو حضرت نے فرمایا جبکہ دنیا کا انجام بہر حال موت ہے تو مجھکو اسی طرح سے رہنے دو کہ ایک روز مین گرسنہ
ہون اور طلبِ رزق کرون حقتعالے سے اور دوسرے دن سیر ہون اور اُس جل شانہ کا شکر بجالاؤن جبرئیل نے کہا توفیق خیر پائی تم نے
اے محمد پس اے دختر دنیا خانۂ فریب و ذلّت وخواری ہے جو شخص اعمالِ خیر یہان سے آگے بھیجتا ہے دارِ آخرت مین اُنکو پاتا ہے پھر اُٹھکر مشغول
نماز ہوئے اور پیہم رکوع و سجود مین تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے درگاہ خدا مین اور بار بار اندر سے صحن خانہ مین تشریف لاتے اور آسمان کی طرف
نگاہ کرتے - اور بہت مضطرب گریان تھے - اسی حالت مین سورۂ یٰسین کو اول سے آخر تک تلاوت کیا اور سو گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ
پھر ترسان و خائف خواب سے بیدار ہوئے اور اپنا کپڑا مونہہ پر ڈال کر کھڑے ہوئے اور عرض کی پروردگارا برکت دے مجھکو اپنی ملاقات مین
اور کلمۂ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ وردِ زبان تھا پھر کچھ دیر نماز پڑھتے رہے حتےٰ کہ رات کا بہت سا حصہ گزر گیا - تعقیب مین بیٹھے تھے کہ پھر
نیند آگئی پھر مضطربانہ بیدار ہوئے تو اپنی ازواج و اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ مین اس مہینے مین تمہارے درمیان سے جاؤنگا مینے ایک
ہولناک خواب دیکھا ہے کہ حضرت رسولخدا مجھ سے فرماتے ہین کہ اے ابو الحسن تو بہت جلد ہمارے پاس آئیگا اور شقی ترین اس امت کا تیری ڈاڑھی
تیرے خون سے رنگین کریگا تحقیق کہ ہمکو تیری ملاقات کا بہت شوق ہے پس جلد آ کیلئے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ بہتر اور پائندہ تر ہے
سب اہل و عیال یہہ حالِ پُر ملال سنکر رونے اور بے قرار ہونے لگے حضرت نے اُنکو قسم دیکر خاموش کیا اور کچھ نصیحت کی باتین کرکے پھر مصروف
نماز ہوئے مگر بے چین تھے دم بدم باہر آتے اور آسمان اور ستارون کو دیکھ کر فرماتے بخدا قسم کہ مینے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے دروغ
نہین سنا یہہ وہی رات ہے جسمین مجھے وعدۂ شہادت دیا گیا ہے پھر فرماتے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ بار خدایا مجھے موت مین برکت دے اور
مکرر فرماتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بہت درود بھیجتے محمد و آلِ محمد پر ام کلثوم کہتی ہین مینے جو قلق
و اضطراب اپنے باپ کا دیکھا تو مجھکو تمام رات نیند نہ آئی عرض کی مینے اے پدر عالی قدر کیا وجہہ ہے کہ آج آپ اسقدر بے چین ہین اور مطلق
استراحت نہین فرماتے فرمایا اے دختر تیرا باپ بڑے بڑے شجاعون سے لڑا اور بڑی ہولو ں مین آپ کو ڈالا مگر کبھی اُس پر ایسا خوف و رعب طاری
نہوا تھا جیسا کہ آج کی رات ہے پھر فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ام کلثوم نے عرض کی اے پدر بزرگوار آج رات بھر آپ خبر مرگ دیتے رہے ہین
فرمایا اے دختر موت میرے نزدیک پہنچی اور آرزوئین قطع ہوئین ام کلثوم یہہ سنکر رونے لگین حضرت نے اُنکو منع کیا اور فرمایا بوقت اذان مجھے
خبر کرنا اور پھر مشغولِ عبادت ہوئے جب وقتِ نماز قریب پہنچا تو مینے پانی حاضر کیا آپنے تجدید وضو کیا اور کپڑے پہن کر متوجہ مسجد ہوئے صحن خانہ
مین پہنچے تو مرغابیان آپکے سر راہ آئین اور فریاد کرنے لگین فرمایا اللہ اکبر چند فریاد کرنے والیان ہین کہ بعد میرے نوحہ کرنے والیان ہونگی
اور فردائے صبح قضائے حقتعالے ظاہر ہوگی مینے کہا اے پدر بزرگوار آپ ایسی فال بد کیون زبان سے نکالتے ہین فرمایا اے دختر یہہ فال بد
نہین یہہ ایک سخن حق ہے جو میری زبان سے نکلا مین تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہون جو کہ تمپر ہے کہ ان جانورون کو میرے بعد چھوڑ دینا دانہ
آب دانہ کی اچھی طرح خبر گیری کرنا یہہ بے زبان جانور ہین - بروایتے حضرت ام کلثوم نے عرض کی آج آپ مسجد مین تشریف نہ لیجائین جعدہ کو حکم

جعدہ بفتح جیم و سکون عین و ہائے ہوز و دال ۔۔۔ خواص اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے ہین اور وہ منجملہ پانچ خواص اصحاب آنحضرت کے ہین یعنی محمد بن ابی بکر و ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال و محمد بن حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابو الربیع بن ابو العاص بن ربیع داماد حضرت رسولخدا اور پانچوین یہی جعدہ بن ہبیرہ مخزومی ۱۲ از رجال بن داؤد

دین کہ نماز پڑہا وے فرمایا اے دختر قضائے الٰہی سے بھاگا نہین جاتا جب دروازہ مکان کے قریب پہنچے تو دروازہ کی کنڈی مین پٹکا کمر کا اُلجھا اور کھلکر زمین پر گر پڑا آپنے اُسے اُٹھا کر باندہا اور یہہ شعر پڑہا ؎ اُشْدُدْ حَیَازِیمَکَ لِلْمَوْتِ ٭ فَاِنَّ الْمَوْتَ لَاقِیکَ ٭ وَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْمَوْتِ اِذَا حَلَّ بِوَادِیکَ یعنی اپنی کمر کو مرگ کے لئے مضبوط باندہ بتحقیق کہ موت تجھسے ملاقات کرنے والی ہے۔ اور موت سے جبکہ وہ تیرے پاس آئے تو مت گھبرا پھر دروازہ کھولکر باہر تشریف لے گئے زینبؑ نے دوڑ کر امام حسنؑ کو بیدار کیا اور تمام رات کا حال اُنسے بیان کیا امام حسنؑ بے تابانہ دوڑے اور اثنائے راہ مین حضرت کے پاس پہنچے اور عرض کی اے پدر عالیمقدار ابھی رات باقی ہے ایسے سویرے حضرت کسلئے گھر سے نکلے فرمایا اے نور دیدہ مینے ایک خواب ہولناک دیکھاہے کہ جبرئیلؑ کوہ ابو قبیس پر نازل ہوئے اور ایک ٹکڑا پتھر کا وہانسے اُٹھا کر خانۂ کعبہ کی چھت پر لیجا کر اسکو ریزہ ریزہ کرکے باریک کیا پھر اُس غبار کو ہوا مین اُڑا یا پس کوئی گھر مدینہ و مکہ مین ایسا نہ رہا کہ وہ غبار اُسمین نہ پہنچا ہو امام حسنؑ نے عرض کی پھر آپنے اسکی کیا تعبیر کی فرمایا اے فرزند گرامی یہہ خواب دلالت کرتاہے کہ تیرا باپ شہید ہو اور کوئی گھر مدینہ و مکہ مین ایسا نہ رہے کہ جسمین اسکا رنج و اندوہ نہ پہنچے آئے فرزند میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ مین دہۂ آخر ماہ رمضان مین ابن ملجم مرادی کی ضربت سے شہید ہونگا شاہزادہ نے عرض کی اے پدر عالی جبکہ آپکو یہہ معلوم ہے تو کیون اُس ملعون کو قتل نہین کرتے فرمایا کہ جنایت سے پہلے قصاص نہین۔ اب اے نور چشم میرے لائق خوابگاہ کو لوٹ جا شاہزادہ نے عرض کی کہ مین چاہتاہون کہ حضرت کے ہمراہ مسجد مین چلون فرمایا مین تجھکو قسم دیتاہون کہ تو پھر جا امام حسنؑ ناچار واپس ہوئے اور ام کلثومؑ سے اپنے باپ کی باتین کرتے اور دونو روتے تھے اُدھر حضرت داخل مسجد ہوئے تو قندیلین مسجد کی خاموش ہو کر تاریکی ہو رہی تھی آپنے چند رکعت نماز ادا کی اور کچھ دیر تک تعقیب پڑھتے رہے پھر دو رکعت نماز پڑہ کر بام مسجد پر تشریف لے گئے اور اذان کہی کوئی گھر کوفہ مین ایسا نہ تھا کہ جسمین صدائے مبارک نہ پہنچی ابن ملجم لعین اُس رات کو رات بھر جاگتا اور فکر کرتا رہا کہ اتنے مین قطامہ نے اُس سے کہا کہ جو شخص ایسا عظیم ارادہ رکہتا ہو خواب اسپر حرام ہے اُٹھ اور جا کر علیؑ کو قتل کر اور آکر مجھسے مراد حاصل کر۔ اُس ملعون نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ علیؑ کو قتل کرکے مراد کو نہ پہونچونگا۔ اتنے مین آواز اذان اُنکے کان مین آئی قطامہ نے کہا جلدی کر کہ فرصت ہاتھ سے جاتی ہے پس وہ اور اُسکے رفیق تینون مسجد مین جا کر چھپ رہے حضرت امیر المومنینؑ اذان سے فارغ ہو کر تسبیح و تقدیس خدا و درود بر محمدؐ و آل محمدؐ کہتے ہوئے نیچے آئے اور جو لوگ صحن مسجد مین پڑے سوتے تھے اُنکو بیدار کرنے لگے ابن ملجم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اوندہا پڑا ہے فرمایا اُٹھ اور نماز پڑہ اور اسطرح نہ سو کہ یہہ خواب شیطانی ہے بلکہ داہنی کروٹ پر سو کہ یہہ مومنون کا خواب ہے اور پشت پر لیٹنا خواب پیغمبران ہے اور اوندہا سونا خواب شیطان ہے اور جو تونے قصد کیاہے قریب ہے کہ آسمان اُس سے پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہون۔ اگر چاہون تو بتا سکتا ہون کہ کیا چیز تیرے پاجامہ مین پوشیدہ ہے پھر محراب مین جا کر مشغول نماز ہوئے اور رکوع و سجود کو حسب عادت خود طول دیا ابن ملجم اُس ستون کے نزدیک جہان حضرت نماز پڑھتے تھے جا کر کھڑا ہوا اور جب آپنے سجدہ سے سر اُٹھایا اُس ملعون نے سر مبارک پر تلوار لگائی یہہ ضربت اُس شقی کی اُس مقام پر بیٹھی جہان عمر بن عبدود نے جنگ خندق مین ضربت لگائی تھی پس فرق مبارک تا بہ پیشانی نورانی شگافتہ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی

حیازیم جمع حیزوم یعنی وسط صدر ۱۲

مِلّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ فائز و رستگار ہوا مین بحق پروردگار کعبہ اہل مسجد نے جو صدا اُس جناب کی سُنی تو محراب کی طرف دوڑے چونکہ تلوار کو زہر مین بجھایا تھا فوراً سر اور تمام بدن مین سرایت کر گیا لوگون نے جو آکر دیکھا تو حضرت محراب مین پڑے ہین اور خاک کو لیتے ہین اور زخم پر ڈالتے ہین اور یہہ آیہ تلاوت فرماتے ہین مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ یعنی ہمنے تمکو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی کی طرف پھیر دینگے اور پھر اسی سے دوبارہ تمکو نکالینگے پھر فرماتے ہین آیا امر خدا کا اور راست نکلا فرمانا رسولخدا کا راوی کہتا ہے کہ پہلے شبیب علیہ اللعنۃ نے تلوار لگائی۔ مگر وہ طاق مسجد پر لگی پھر ابن ملجم نے لگائی وہ سر اقدس پر لگی۔ ایک روایت مین ہے کہ قطامہ اُس شب کو اعتکاف مین بیٹھی تھی اور ایک خیمہ مسجد مین اُسکے لئے لگا تھا ابن ملجم مع اپنے دو رفیقون شبیب و وردان کے اسمین تھا اُس ملعونہ نے پارچہ ریشمین اُنکے سینون مین لپیٹے اور تلوارین دے کر باہر بھیجا ابن ملجم نے اشعث بن قیس خارجی کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا وہ بھی انکی امداد کے لئے مسجد مین آیا حجر بن عدی کہ حضرت امیر المومنینؑ کے شیعون اور دوستون سے تھے اور اُس رات کو مسجد مین حاضر تھے کہتے ہین کہ مینے اشعث کو سُنا کہ ابن ملجم سے کہتا ہے جلد اپنی حاجت کو پورا کر قبل اسکے کہ صبح روشن ہو جائے اور تو فضیحت و رسوا ہو مینے اسکے اس کلام سے شرارت کا احساس کیا اور کہا اے اعور لعین تو ارادہ قتل امیر المومنینؑ کا رکھتا ہے اور وہانسے چلا کہ امیر المومنینؑ کو اس ماجرہ کی اطلاع کرون اتفاقاً وہ جناب دوسری راہ سے مسجد مین داخل ہوئے اور ابن ملجم ملعون نے سبقت کر کے تلوار سر اقدس پر لگائی مین پلٹ کر آیا تو سُنا کہ لوگ کہتے ہین امیر المومنینؑ قتل ہوئے پس بروایت اول اسوقت زمین کانپی اور دریا جوش مین آئے اور آسمانون مین لرزہ پڑ گیا اور دروازے مسجد کے باہم ٹکرائے اُس جناب کو اُٹھا کر ردائے مبارک سر سے باندھی آپ خون سر سے لیتے تھے اور ریش اطہر پر ملتے تھے اور فرماتے تھے یہہ وہی امر ہے کہ جسکا وعدہ خدا و رسول نے دیا تھا راست ہوا قول خدا و رسول کا۔ پس شور ملائکہ آسمان سے بلند ہوا اور آندھی سیاہ چلنے لگی۔ جبرئیل نے مابین زمین و آسمان ندا دی کہ بخدا سوگند مسمار و خراب ہوئے ارکان دین کے اور تاریک ہوئے ستارہ ہائے علم و نبوت کے اور مٹ گئے نشان پرہیزگاری کے اور عروۃ الوثقی الٰہی ہاتھ سے چھوٹ گیا مارا گیا پسر عم مصطفےٰ اور برگزیدہ مجتبیٰ اور شہید ہوا سید اوصیا علی مرتضیٰ ہاتھ سے نحس اور بدبخت ترین اشقیا کے جناب اُم کلثوم نے جو یہہ آواز سُنی تو اپنے مونہہ پر طمانچے مارے اور گریبان چاک کیا اور فریاد وَا اَبَتَاہُ وَا عَلِیَّاہُ وَا مُحَمَّدَاہُ وَا سَیِّدَاہُ کی بلند کی امام حسنؑ و امام حسینؑ گھر سے نکلکر مسجد کی طرف دوڑے وہان آکر دیکھا کہ آدمی نوحہ و فریاد کر رہے ہین کہ وَا اِمَامَاہُ وَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بخدا سوگند کہ شہید ہوا امام عابد جس نے کبھی بت کو سجدہ نہین کیا اور شبیہ ترین مردم تھا ساتھ رسولخدا کے شاہزادون نے آواز وَا اَبَتَاہُ وَا عَلِیَّاہُ کی بلند کی۔ کہتے تھے کاش ہمین موت آتی اور یہہ روز بد نہ دیکھتے جب محراب کے قریب پہنچے تو اپنے باپ کو دیکھا کہ محراب مین پڑے ہین اور لوگ چاہتے ہین کہ آپ اُٹھکر نماز پڑھائین مگر ہرگز اُٹھ نہین سکتے پس جناب امام حسنؑ کو اپنی جگہہ پر کھڑا کیا شاہزادہ نے نماز پڑھائی اور آپنے باشارہ نماز پڑھی اور خون کو روئے مبارک پر ملتے تھے۔ حضرت امام حسنؑ نے نماز سے فارغ ہو کر سر مبارک اپنے پدر بزرگوار کا اپنی آغوش مین رکھا اور کہا اے پدر تم نے پشت ہماری توڑ دی ہم تمہین اس حال مین کیونکر دیکھین جناب امیرؑ نے آنکھین کھولدین اور فرمایا اے فرزند تمہارے باپ پر آجکے سوا غم نہو گا یہہ تیرے جد بزرگوار محمد مصطفےٰ اور جدہ خدیجۃ الکبریٰ اور مادر فاطمہ زہرا اور حوران جنت الماویٰ تیرے باپکے پاس کھڑے ہین اور انتظار آنے کا کر رہے ہین بس خوش ہو اے فرزند اور رونا موقوف کرو کہ تمہارے رونے سے ملائکہ آسمان روتے

ہین جسوقت یہہ خبر وحشت انگیز کوفہ مین مشہور ہوئی تو مرد و عورت گھرون سے نکلکر مسجد مین جمع ہوئے کیا دیکھتے ہین کہ سر مبارک امیر المومنین کا حضرت امام حسن کی آغوش مین ہے اور ہرچند رداے سر سے موضع زخم کو محکم باندہا ہے پھر بھی خون اُس سے ٹپکتا ہے اور رنگ مبارک زردی سے بدل کر مائل بسفیدی ہو گیا ہے اور نظر آسمان کی طرف کئے ہوئے مشغول ذکر الٰہی ہین اور کہتے ہین خداوندا سوال کرتا ہون تجھسے رفاقت انبیا اور اوصیا اور اعلاءِ درجات جنت الماویٰ کا پھر بیہوش ہو گئے حضرت امام حسن رونے لگے اور قطرات اشک اُنکے روئے انور پر ٹپکے تو آنکھین غش سے کھولدین اور پھر اُنہین کلمات سے اپنے نورِ چشم کی تشفی کی جسطرح پہلے کی تھی اور فرمایا اے فرزند گرامی تو بیقراری کرتا ہے حالانکہ تجھے بھی زہر ستم سے شہید کرینگے اور بھائی تیرا حسین شمشیر ظلم سے شہادت پائیگا۔ امام حسن نے کہا اے پدر بزرگوار کسنے آپکے ساتھ یہہ سلوک کیا۔ فرمایا فرزند یہودیہ عبدالرحمن بن ملجم نے مجھے زخمی کیا اور وہ اسیوقت باب کندہ سے داخل ہوتا ہے۔ اور اثر زہر بدنِ مبارک مین سرایت کرتا جاتا تھا اور کبھی آپ بیہوش ہوتے تھے کبھی ہوش مین آتے تھے لوگ روتے اور خاک سرون پر ڈالتے تھے کہ ناگاہ صدا درِ مسجد سے بلند ہوئی دیکھا کہ لوگ ابن ملجم کی مشکین باندھے لئے آرہے ہین اور اُسپر لعنت کرتے ہین اور اُسکے موہنہ پر تھوکتے ہین اور کہتے ہین اے دشمنِ خدا تو نے یہہ کیا کیا۔ اُمّتِ محمدیہ کو ہلاک کیا اور بہترین مردم کو شہید کیا وہ ملعون چُپ تھا اور کچھ نہ بولتا تھا۔ اور حذیفہ نخعی ننگی تلوار لیے ہوئے اُسکے آگے لوگون کے غول کو چیرتا پھاڑتا آتا تھا۔ تا اینکہ اُسکو حضرت کے پاس لائے امام حسن نے اُسے دیکھا تو فرمایا او ملعون تو نے امیر المومنین کو شہید کیا آیا پاداش ان احسانون کا جو آنحضرت نے تجھسے کئے یہی تھا اے بدبخت وہ بدا امام تھے تیرے لئے وہ ملعون سر جھکائے کھڑا تھا کچھ جواب نہ دیتا تھا امام حسن نے اُس شخص سے جو اُسے پکڑ کر لایا تھا پوچھا اس دشمنِ خدا کو کسطرح پکڑا اُس نے عرض کی اے مولا میرے مین آج شب کو اپنی زوجہ کے ساتھ سوتا تھا بی بی میری جاگتی تھی کہ صدائے قتل امیر المومنین زمین و آسمان سے اُسکے کانون مین آئی اُس نے مجھ کو بیدار کیا اور کہا کیا سوتا ہے کہ تیرے امام علی بن ابی طالب شہید ہوئے مینے گھبرا کر کہا خدا تیرے موہنہ کو توڑے تو کیا کہتی ہے امیر المومنین نے کسی سے کیا برائی کی ہے کہ اُنکو کوئی مارے وہ خیر خواہ مسلمانان ہین اور بابا ہین یتیمون کے اور شوہر ہین بیواؤن کے علاوہ برین کسکو طاقت ہے کہ ایسا ارادہ کرے وہ شیر ہین خدا کے عورت نے کہا مینے سُنا ہے کہ کوئی کہتا ہے قَدْ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ غرض مینے اپنی تلوار میان سے نکالی۔ اور سراسیمہ گھر سے نکلا اثنائے راہ مین اس ملعون کو دیکھا کہ بھاگا چلا آتا ہے اور چپ و راست دیکھتا جاتا ہے اور خوف اُسکے بشرہ سے نمایان ہے مینے کہا وائے ہو تجھ پر کاہے کو اسقدر سرگردان ہے اور تو کون ہے کہان جاتا ہے اس نے اپنا نام بدلکر کچھ اور بتایا اور کہا گھر سے آتا ہون اور حیرہ[1] کو جاتا ہون مینے کہا تو نے نماز صبح امیر المومنین کے ساتھ کیون نہ پڑھی کہا تا کہ ضرورت فوت نہو جاوے مینے کہا تو نے صدائے قتل امیر المومنین سُنی ہے کہا نہین کہا پھر اس خبر کو کیون نہین تحقیق کرتا۔ کہا مجھکو فرصت نہین کار ضروری کے لئے جاتا ہون مینے کہا اے بدبخت امیر المومنین و امام المسلمین کے دریافت حال سے بڑھ کر کونسی ضرورت ہوگی اور مجھے اُسکی باتون پر غصہ آیا مینے اُس کے ایک تلوار ماری وہ بچا گیا ناگاہ ہوا سے دامن اُسکا اُٹھا اُسکے نیچے تلوار دکھائی دی مینے کہا یہہ شمشیر برہنہ تیرے پاس کیسی ہے شاید تو ہی اُس جناب کا قاتل ہے اُس نے چاہا کہ نہین کہے حق تعالےٰ نے اُسکی زبان پر ہان جاری کیا پس مینے اُسکے تلوار

[1] حیرہ بکسر اول ایک بستی ہے قریب کوفہ کے چنانچہ جسکو اُسکی طرف نسبت کرنا ہو حیری کہتے ہین کبھی برخلاف قیاس حاری بھی کہتے ہین ۱۲ صحاح

حال قتل شبیب بن بجرہ خارجی

ماری اور اُس نے مجھ پر لگائی دونو وار خالی گئے تب مین نے جھپٹ کر تلوار چھین لی اور نیچے ڈال کر چھاتی پر چڑھ گیا اسمین اور آدمی مدد کو آگئے اور اُسکو پکڑ کر یہان لے آیا۔ یہہ حال ابن ملجم کا ہوا لیکن شبیب بن بجرہ جب گھر پہنچا تو اُسکے چچازاد بھائی نے دیکھا کہ وہ پارچہ ریشمین جو قطامہ نے اُسکے سینہ پر باندھا تھا کھول رہا ہے اُس نے حالت اضطراب اُسکی دیکھ کر پوچھا تو نے ہی امیر المومنینؑ کو قتل کیا ہے بے اختیار اُسکے موہنہ سے نکلا کہ ہان اُسکے بھائی نے اُسی کی تلوار سے اُسکا کام تمام کیا۔ مگر وردان مجالد لوگون کے درمیان سے نکل گیا اور کسیکے ہاتھ نہ آیا القصہ جب نظر مبارک امیر المومنینؑ ابن ملجم پر پڑی تو فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمارے دشمن کو مخذول اور ذلیل کیا اور بآواز ضعیف و نحیف فرمایا اے بدبخت تو نے امر عظیم پر اقدام کیا آیا مین بُرا امام تھا تیرے لئے آیا مین تم پر مہربان نہ تھا آیا مینے تجھکو اورون پر ترجیح نہین دی اور سب سے زیادہ تجھکو نہ دیتا تھا اور تجھ پر احسان نہ کرتا تھا۔ سب نے مجھ سے کہا کہ تجھکو قتل کرون مگر مینے تجھکو کسی طرح کا آسیب نہ پہنچایا بلکہ تیری بخشش مین زیادتی کی مین جانتا تھا کہ تو میرا قاتل ہے مگر چاہتا تھا کہ حجتِ خدا تجھ پر تمام ہو پس شقاوت تجھ پر غالب ہوئی اور مجھکو قتل کیا وہ ملعون یہ باتین سُن کر رونے لگا اور کہا اے امیر المومنین آیا تم نجات دے سکتے ہو اُس شخص کو کہ مستحق آتشِ جہنم کا ہو حضرتؑ نے امام حسنؑ سے اُسکی سفارش کی کہ اسکو آب و طعام دینا اور غل و زنجیر نہ پہنانا اور رفق اور نرمی اسکے ساتھ کرتے رہنا جبکہ مین دنیا سے گزر جاؤن تو تم بھی ایک ضرب اُسکے لگانا اور اسکے بدن کو آگ مین نہ جلانا اور ناک کان ہاتھ پاؤن اُسکے نہ کاٹنا کسواسطے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مُثلہ[ف] مت کرو کسیکو اگرچہ سگ دیوانہ ہی ہو بروایتے فرمایا اسکے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو قاتل انبیا کے ساتھ کرتے ہین یعنی اسکو قتل کرکے لاش کو آگ مین جلا دینا۔ پھر فرمایا کہ اگر مینے اس زخم سے شفا پائی تو سزاوار تر ہون کہ اسکا گناہ بخشدون کسلئے ہم اہلبیت صاحب کرم و عفو ہین نیز مروی ہے کہ جب اُس شقی کو سامنے حضرتؑ کے لائے تو لوگ شدتِ غیظ سے اُسکا گوشت مثل درندون کے دانتون سے کاٹتے تھے اور کہتے تھے اے دشمنِ خدا تو نے کیا کام کیا اُمتِ محمدیہ کو تباہ کر ڈالا اور بہترین آدمیان کو قتل کیا وہ خاموش تھا اور کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ اُمِ کلثومؑ نے فرمایا اے دشمنِ خدا تو نے امیر المومنینؑ کو قتل کیا اُس بے حیا نے کہا اِنَّمَا قَتَلْتُ اَبَاکِ یعنے مینے امیر المومنینؑ کو قتل نہین کیا تیرے باپ کو مارا ہے اُم کلثومؑ نے فرمایا اُمیدوار ہون کہ وہ جناب اس زخم سے شفا پائین اُس نے کہا مینے اس تلوار کو ایک ہزار درہم کو خریدا ہے اور ایک ہزار مین اُسے زہر مین بجھوایا ہے اور ایسا وار لگایا ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے باشندون پر قسمت کیا جاوے تو البتہ سب کو ہلاک کرے ام کلثومؑ نے فرمایا حقتعالیٰ تجھے دنیا و آخرت مین مُعذب کرے پھر اُس بدبخت کو زندان مین لے گئے محمد بن حنفیہؓ کہتے ہین کہ پھر حضرت امیر المومنینؑ کو مسجد سے گھر مین لائے لوگ اُنکے گرد شدتِ نالہ و آہ سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائین حضرت امام حسنؑ اپنے پدر بزرگوار کی حالتِ زار دیکھ کر بیقرار تھے اور کہتے تھے کہ آپکے بعد ہمارا کون ہوگا یہہ مصیبت ہم پر حضرت رسولخدا کی مصیبت سے کمتر نہین گویا ہم نے اسی مصیبت کے لئے گریہ و زاری کو سیکھا ہے حضرت امیرؑ نے شاہزادہ کو اپنے نزدیک بُلایا دیکھا کہ روتے روتے رخسارے اُنکے مجروح ہو گئے ہین دستِ مبارک سے اُنکے چہرہ سے آنسو پونچھے اور ہاتھ سینہ پر رکھ کر فرمایا اے فرزند حقتعالیٰ تیرے دل کو صبر عنایت کرے اور تجھکو اور تیرے بھائیون کو اس مصیبت مین اجر جزیل عطا فرماوے پس گھر مین لیجا کر حجرہ مین قریب در حضرتؑ کو لٹایا۔ زینبؑ و ام کلثومؑ

[ف] مُثلہ بالضم گوش و بینی بُریدگی اسم مصدر ہے ۱۲ منتہی الارب

آپکے سامنے بیٹھین اور نوحہ وزاری کرتی تھین کہ بعد آپکے آپکے بچون کی کون تربیت کریگا اور بڑون کی نگہداشت کس سے ہوگی اے پدر بزرگوار غم واندوہ ہمارا دراز ہوا اور رونا ہمارا تم پر کبھی کم نہو گا پس بیرونِ حجرہ سے صدائے گریہ بلند ہوئی اُسوقت حضرت آبدیدہ ہوئے اور بنگاہِ حسرت اپنے فرزندون کی طرف دیکھا اور حسنین علیہما السلام کو چھاتی سے لگایا اور اُنکی پیشانی پر بوسہ دیا پھر زہر کے اثر سے بیہوش ہوگئے اور یہی حال تھا کہ پیہم بے ہوش ہوتے تھے اور ہوش مین آتے تھے جیسا کہ حضرت رسولخدا زہر کے اثر سے باربار بیہوش ہوتے تھے پھر ہوش مین آئے تو حضرت امام حسنؑ ایک پیالہ شیر حضرت کے لئے لائے آپنے تھوڑا سا اُسمین سے پیا اور باقی امام حسنؑ کو واپس دیا کہ یہہ اُس اسیر یعنی ابن ملجم کو دو اور اُسکی سفارش کی سبحان اللہ کیا کرم ومروت ولطف ورافت ہے کہ اس حال مین بھی اُس بدبخت کا خیال ہے سفارش پر سفارش فرماتے ہین اور طعام وشراب اُسکے لئے بھجواتے ہین حقا کہ یہہ بشر کا کام نہین ہے یہہ مخصوص ذاتِ بابرکات اُس جناب کے ہے خوب مصرعے لگائے ہین کینے شعرِ سعدی شیرازی پر **نظم** یا علیؑ ہے ترے کرم کی دھوم + بھیجا شربت برائے قاتلِ شوم + اس عنایت سے ہوگیا معلوم + دوستان را کجا کنی محروم + تو کہ با دشمنان نظر داری + اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ جب امیر المؤمنینؑ کو گھر مین لے گئے تو مین اور حارث ہمدانی اور سوید بن غفلہ مع چند دیگر اصحاب امیر المؤمنینؑ کے درِ دولت حضرت پر حاضر ہوئے صدائے گریہ اندر سے آرہی تھی ہم بھی رونے لگے حضرت امام حسنؑ برآمد ہوئے اور فرمایا امیر المؤمنینؑ کہتے ہین کہ تم لوگ اپنے اپنے گھرون کو چلے جاؤ پس وہ سب چلے گئے اِلّا مین روتا رہا۔ اسمین پھر حضرت تشریف لائے مینے عرض کی یا بن رسول اللہ میرے پیر نہین اُٹھتے اور دل گوارا نہین کرتا مین امیر المؤمنینؑ کو دیکھے بغیر نہ جاؤنگا پس آپ اندر گئے اور پھر آکر مجھکو ہمراہ لے گئے مینے اپنے مولا اور امام کو دیکھا کہ تکیہ لگائے ہوئے ہین اور ایک عصابہ[حاشیہ] زرد روئے مبارک پر بندھا ہوا ہے چونکہ خون جسمِ مبارک سے کثرت سے نکل گیا ہے رنگت ایسی زرد ہے کہ مین نہین کہہ سکتا کہ وہ رنگین کپڑا زیادہ زرد تھا یا روئے مبارک یہہ حال حضرت کا دیکھکر مجھکو تاب نہ رہی اور دوڑکر قدمون پر گر پڑا اور اُنکو چومتا تھا اور روتا تھا۔ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا اے اصبغ رومت کسلئے کہ مین بہشت کو جانیوالا ہون مینے عرض کی آپ پر فدا ہون مجھکو معلوم ہے کہ آپ بہشت کو تشریف لیجاتے ہین مگر مین اپنے حال پر روتا ہون کہ آپکی جدائی مین کسطرح بسر ہوگی محمد حنفیہؓ کہتے ہین کہ جب ماہ مبارک رمضان کی انیسوین تاریخ گزر کر بیسوین شب آئی۔ تو زہر کا اثر میرے پدرِ بزرگوار کے قدمون تک پہنچ گیا آپ اس رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور ہمکو وصیتین فرماتے تھے اور تسلی دیتے تھے یہانتک کہ صبح ہوئی پس اصحاب کو اجازت دی کہ اندر آئین لوگ آتے تھے اور سلام کرتے تھے حضرت جواب سلام دیتے تھے اور فرماتے تھے ایہا النّاس جو پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھو کہ پھر مجھکو نہ پاؤگے مگر سوالات کو اپنے سبک اور مختصر کرو یہہ سُنکر سب رونے اور فریاد کرنے لگے اور حجر بن عدی نے اُٹھ کر چند شعر آپکی مصیبت مین پڑھے جب وہ پڑھ چکے تو فرمایا کیا حال ہوگا تیرا اے حجر جبکہ تجھے بلائین گے اور مجھ سے بیزار ہونیکی تکلیف دین گے حجر نے عرض کی بخدا سوگند کہ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور آگ مین جلا دین تو بھی آپسے بیزار نہون گا فرمایا تونے توفیق خیر پائی اور حقتعالی تجھے جزائے خیر دے اہلبیت کی طرف سے پھر قدرے شیر منگا کر نوش کیا اور فرمایا کہ یہہ آخری رزق میرا ہے دنیا سے اور دوسری روایت مین ہے

حاشیہ: عصابہ بمعنی وسربند و دستار سر ۱۲ منتہی

وصیت حضرت امیرؑ بجناب امام حسنؑ

کہ جب صحاب آپ کے گرد پیش جمع ہو گئے تو فرمایا مجھکو تکیہ دے کر بٹھلاؤ پھر فرمایا حمد و ثنا کرتا ہون مین خدا کے بزرگ و برتر کی جسکی کہ سزاوار ہے
اور اُسکو پسند کرتا ہے درحالیکہ اُسکے حکم کا مطیع و فرمان بردار ہون اور شہادت دیتا ہون وحدانیت خدا کے واحد احد صمد کی جیسا کہ خود
اُس نے اپنی مدح کی ہے ایہا الناس کوئی شخص موت سے نہین بھاگ سکتا موت سے بھاگنا بعینہٖ اُسکی طرف پہنچنا ہے آگاہ رہو کہ قضا ہر شخص کو
اُسکی اجل مقررہ کی طرف کھینچے لئے جا رہی ہے مسئلہ قضا و قدر مین فکر نہ کرو کہ وہ علم مکنونِ الٰہی سے ہے میری وصیت تمکو یہہ ہے کہ حقتعالےٰ کو
وحدہٗ لاشریک جانو کسی شے کو عبادت مین اُسکا شریک و سہیم نہ گردانو اور سنت محمد مصطفےٰ کو ضائع نہ کرو ہمیشہ کتاب خدا و سنت رسول پر کاربند
رہو اور حسنؑ و حسینؑ دو چراغِ ہدایت ہین اُنکو روشن رکھو کہ طریق حق سے منحرف نہو گے تحقیق کہ حقتعالےٰ نے ہر شخص کو بقدر اُسکی طاقت کی
تکلیف دی کم علم نادانون سے ویسا ہی خفیف مواخذہ ہوگا آگاہ رہو کہ تمہارا پروردگار کریم و رحیم ہے اور تمہارا امام دانا و علیم ہے اور تمہاری
ملتِ دین قویم مین کل تمہارا مصاحب تھا آج تمہارے لیے عبرت گاہ ہون اور کل کو تمہارے درمیان سے رحلت کر جاؤنگا۔ اگر مجھکو اس ضربت
سے شفا ہوئی تو شکرِ خدائے عز و جل بجالاؤنگا نہین تو مینے کبھی دنیا مین دل نہین لگایا اور اس دارِ ناپائدار مین ایسا رہا ہون کہ جیسے کوئی
درخت کے سایہ مین بیٹھے اور وہ سایہ جلد اُسکے سر سے دور ہو جاوے یا کیسے نزدیک ہوا سے کچھ خس و خاشاک جمع ہو جاوے اور دوسرا جھونکا
اسکو پھر ویسے ہی متفرق و پریشان کر دے یا جیسے پارۂ ابر کیسے سر پر سایہ افگن ہو پھر ایک دم کے بعد وہ سایہ رفع ہو جاوے۔ میرا بدن چند روز
تمہارے ساتھ رہا مگر دل ہمیشہ ملائے اعلےٰ سے متعلق تھا تم بہت جلد میرے بدن کو روح سے خالی پاؤگے جو حرکتین تمھین مشاہدہ کرتے تھے اُس سے
مفقود ہونگی نہ وہ شجاعتین اُس مین نظر آوینگی نہ وہ بلیغ خطبہ اُس سے سنوگے نہ وہ علوم الٰہی اور معارفِ ربانی حاصل کروگے پس تمکو چاہیے
کہ میرے حال سے عبرت پکڑو کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی فصیح و بلیغ نصیحت کرنے والا تمکو نہ ملیگا۔ اب مین تمکو وداع کرتا ہون اور امیدوار ہون
کہ زمانہ رجعت مین یا بروزِ قیامت پھر ملاقات ہو کہ اُسوقت میری قدر و منزلت جو ابتک تم پر پوشیدہ تھی معلوم ہو جائیگی تحقیق کہ مین جب
تمہارے درمیان سے چلا جاؤنگا اور دوسرا شخص میری جگہہ پر بیٹھے گا تو مجھکو بہت یاد کروگے **شیخ** کلینی وغیرہ محدثینِ معتبرین نے باسنادِ معتبرہ
روایت کی ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ نے ارادہ وصیت کا کیا تو تمام فرزندون اور اہلِ بیتؑ اور رؤسائے شیعہ کو جمع کیا اور سبکے روبرو
حضرت امام حسنؑ کو اپنا وصی و جانشین مقرر کیا اور کتبِ آسمانی و صحفِ انبیا اور علوم گزشتگان اور زرہ و اسلحہ رسولخدا اور تمام اسباب و آثار
پیغمبر خدا اور باقی پیغمبرون کے جو آنحضرت کے پاس تھے امام حسنؑ کو تفویض کئے اور فرمایا اے فرزند گرامی بحکم خدا و رسولخدا مین یہہ سب اشیا تمہارے
سپرد کرتا ہون اور تمکو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کرتا ہون تمہارے لئے آنحضرت کا یہہ حکم ہے کہ قریب بوفات تم اسیطرح اپنے بھائی حسینؑ کو
اپنا جانشین مقرر کرنا اور اے حسینؑ تم مامور ہو کہ بوقتِ شہادت اپنے اس فرزند علی بن الحسین زین العابدینؑ کو وصی و جانشین کرنا پھر امام
زین العابدینؑ (کہ اُسوقت تین سال کی عمر رکھتے تھے) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علیؑ تمہارا وصی تمہارا فرزند ارجمند محمد بن علیؑ باقر ہے
تو جب اُس سے ملے تو سلام میرا اور حضرت رسولخدا کا اُسکو پہنچانا۔ پھر امام حسنؑ سے فرمایا کہ تو ہے امام و خلیفہ میرا اور میرے قاتل کا تجھکو
اختیار ہے چاہے معاف کر دینا ورنہ بہ یک ضربت اُسے قتل کرنا۔ پھر وصیت نامہ آنحضرت کے ہاتھ سے لکھوایا اور اُسمین نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ

وغیرہ تمام ضروریات دین کی سب کو تاکید کی اور بہت سی پند ونصائح بلیغ درج فرمائے اور تقوے وپرہیزگاری خدا کا امر کیا - پھر فرمایا اے فرزند میں نے تیری نصیحت وخیر خواہی میں کمی نہیں کی اب تم سے میری جدائی نزدیک ہے ایک وصیت اور تجھکو کرتا ہون کہ اپنے بھائی محمد حنفیہؓ سے نیک سلوک کرنا وہ تیرا بھائی اور فرزند تیرے باپ کا ہے اور تجھکو معلوم ہے کہ مین اُسے دوست رکھتا ہون لیکن حسینؑ پس وہ تیرا حقیقی بھائی ایک مان اور ایک باپ سے ہے اُسکے بارے مین تجھکو ضرورت وصیت کی نہین - اکیسوین رات رمضان کی ہوئی تو اثرِ زہر تمامتر بدنِ مبارک مین ظاہر ہوگیا اور کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا تمام اولاد اہل بیت حضرت کے پاس جمع تھے اُنکو خیرات ومبرات کی وصیت فرماتے تھے اور اولاد کو جو غیر فاطمہ زہرا دیگر ازواج سے تھی امر کیا متابعت حسنؑ اور حسینؑ کا اور تاکید کی کہ کسی امر مین اُنکی مخالفت نہ کرنا اور فرمایا مین اسیوقت تم سے جدا ہوتا ہون اور اپنے حبیب محمد مصطفٰے سے ملحق ہوتا ہون - اے حسنؑ جب روح میرے بدن سے مفارقت کر جائے تو تو مجھکو غسل وکفن کرنا اور کافورِ بہشت سے جو حضرت رسولخدا سے بچ رہا تھا حنوط کرنا اور میرے تابوت کو آگے سے فرشتے اُٹھائین گے پیچھے سے تم اُٹھانا جس مقام اگلا حصہ ٹھیرے وہین جنازہ کو زمین پر رکھدینا اور سات تکبیرون سے مجھ پر نماز پڑھنا اور یہہ بجز میرے اور ایک فرزند حسینؑ قائم آل محمد کے اور کسی کے لئے حلال نہین نماز کے بعد جنازہ کو وہانسے اُٹھانا اور خاک اُس جگہ کی دور کرنا کہ وہان ایک تیار قبر تمکو ملے گی اور ایک تختہ مصفا ومنقوش جو میرے جدِ امجد حضرت نوحؑ نے میرے لئے رکھا ہے پاؤگے اُسپر مجھکو لٹا دینا اور سات خشت بزرگ ملین گی اُنکو میرے اوپر چن دینا اور مٹی اُسپر ڈال کر زمین برابر کردینا اور یہہ جملہ امور رات مین کرنا صبح ہو تو ایک اور تابوت تیار کرکے اونٹ پر بار کرنا اور مدینہ کیطرف اُسکو روانہ کرنا کہ لوگ معلوم نہ کرسکین کہ مین کہان دفن ہوا ہون اور بعض روایات مین ہے کہ حضرت امیرؑ نے چار مقام پر قبر بنانیکا حکم کیا ایک مسجد کوفہ مین ایک رحبہ مین کہ محلہ تھا کوفہ کا ایک خانہ جعدہ بن ہبیرہ مین اور ایک نجف مین تاکہ فرقہ خوارج اور بنی اُمیہ کو اسکا حال معلوم ہوا اور وہ ارادہ لاش کے نکالنے کا نہ کرین **المختصر** حضرت نے اولادِ امجاد سے فرمایا کہ عنقریب تمہارے لئے چار طرف سے فتنے اُٹھین گے پس صبر کرنا کہ انجام صبر کا نیک ہے اور اے ابا عبد اللہ تو شہید اس امت کا ہے تمام بلاؤن کو صبر وشکر سے برداشت کرنا پھر بیہوش ہوگئے ہوش مین آئے تو فرمایا - اسوقت حضرت رسولخدا اور میرے عم حمزہؓ اور میرے بھائی جعفرؓ میرے پاس تشریف لائے ہین اور کہتے ہین کہ جلد آ کہ ہم سب تیرے مشتاق ہین اُسوقت قطراتِ اشک جبینِ مبین سے مثل دانۂ مروارید ٹپکتے تھے حضرت دستِ مبارک سے اُنکو پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ وقتِ وفاتِ مومن اُسکی پیشانی سے عرق مثل مروارید ٹپکتا ہے پس مین تم سب کو خدا کو سونپتا ہون یہہ کہکر مشغول ذکرِ الٰہی ہوئے اور مونہہ طرف قبلہ کے پھیر لیا اور آنکھیں بند کرلین اور پاؤن دراز کئے اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا اور روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے

پارۂ از حالات بعدِ مفارقتِ روح پرفتوح آنحضرتؑ از کفن ودفن وغیرہ

جلاء العیون مین بعض کتبِ قدیمہ سے روایت کی ہے کہ جب روحِ مقدس امیر المومنینؑ نے جسدِ مطہر آنحضرتؑ سے مفارقت کی تو صدائے نالہ وآہ کاشانۂ عرشِ آستانہ آنحضرت سے بلند ہوئی مردان وزنانِ کوفہ اسطرف دوڑے اور تمام خانہائے کوفہ سے آوازِ گریہ وشیون بلند ہوئی مانند اُس روز کے کہ حضرت رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی تھی - جب رات تاریک ہوئی تو آفاق

آسمان مین تغیر نمودار ہوا زمین کانپی اور صدائے تسبیح و تقدیس ملائکہ درمیان ہوا سے لوگون کے کانون مین پہنچتی تھی اور آواز گریہ و نوحہ دم بدم
ہمسایان کو سنتے تھے **محمد** حنفیہ رض کہتے ہین کہ جب میرے بھائی حسنؑ و حسینؑ مشغول غسل آنحضرتؑ کے ہوئے تو امام حسینؑ پانی ڈالتے تھے اور حسنؑ مجتبےٰ غسل
دیتے تھے جب ایک جانب کو دھوچکتے تھے تو دوسری جانب خودبخود پھر جاتے تھے اور حاجت نہ تھی کہ کوئی بدن مبارک کو حرکت دے بوئے مشک
و عنبر بدنِ اقدس سے فائح تھی۔ غسل سے فراغت ہوئی تو امام حسنؑ نے آواز دی کہ اے خواہر حنوط کو جو حنوط جد بزرگوار سے باقی ہے حاضر کر زینب
خاتون بقیہ حنوط لائین اسکو کھولا تو تمام کوفہ اسکی خوشبو سے معطر ہوگیا پس آنحضرت کو پانچ پارچہ مین کفن کیا اور تابوت مین رکھا۔ تابوت کو آگے
سے جبرئیل و میکائیل نے اٹھایا پیچھے سے امام حسنؑ و امام حسینؑ نے قسم بخدا کہ دیکھا مینے کہ جنازہ آنحضرت کا جس دیوار عمارت و شجر کے پاس سے گزرتا
تھا وہ پئے تعظیم خم ہوجاتا تھا بعض آدمیون نے چاہا کہ جنازہ کے ساتھ چلین امام حسنؑ نے انکو واپس کیا پس حضرت امام حسینؑ روتے تھے اور
کہتے تھے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اے پدر بزرگوار ہماری پشت اس صدمہ سے ٹوٹ گئی
اور ہم تمہاری مصیبت کی شکایت خدا سے کرتے ہین جب تابوت مقام معین پر پہنچا تو خودبخود زمین پر اترا حضرت امام حسنؑ آگے ہوئے اور
نماز کو سات تکبیرون سے بجماعت آنحضرت پر پڑھا فارغ ہوئے تو خاک اس جگہہ کی دور کی ناگاہ ایک قبر تیار و مہیا زیر خاک سے ظاہر ہوئی ایک
تختہ اس مین فرش تھا اس پر تحریر تھا یہہ قبر ہے کہ ذخیرہ کیا ہے اسکو نوحؑ پیغمبر نے واسطہ بندہ شائستہ طاہر و مطہر کے جب چاہا کہ حضرت کو قبر مین
رکھین ہاتف نے صدا دی کہ بدن طاہر و مطہر کو تربت طاہر مطہر سے ملحق کرو کہ حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہے **مروی** ہے کہ ابن مسکان نے
حضرت صادقؑ سے سبب خم ہونے اس عمارت کا پوچھا جو سر راہ نجف اشرف واقع ہے اور جسکو اب حنانہ کہتے ہین حضرتؑ نے فرمایا کہ جب جنازہ
امیر المومنینؑ کا اسکے پاس سے گزرا تو میل کیا اس نے اور منحنی ہوگئی بوجہہ تاسف و حزن کے آنحضرت پر اور نیز مروی ہے کہ جب آنحضرت کو قبر مین
رکھا تو دیکھا کہ ایک پردہ سندس سے روئے قبر پر کھنچ گیا حضرت امام حسنؑ نے اس پردہ کو سرہانے کیطرف سے اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت رسولخداؐ
مع حضرت آدم و ابراہیم علیہم السلام کے امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ باتین کرتے ہین پس امام حسینؑ نے پائنتی کیطرف سے پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت
فاطمہ زہرا و حوا و مریم و آسیہ آنحضرت پر نوحہ و بکا کرتی ہین۔ نیز منقول ہے کہ آنحضرت کو دفن کیا تو صعصعہ بن صوحان عبدی قبر کے پاس کھڑا ہوا
اور ایک مشت خاک وہان کی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا میرے مان باپ فدا ہون تم پر اے امیر المومنینؑ گوارا ہو تمکو کرامتہائے خدا تحقیق
کہ ولادت تمہاری پاک و پاکیزہ تھی اور صبر تمہارا قوی اور جہاد تمہارا شدید تھا جس امر کی آرزو رکھتے تھے اس پر فائز ہوئے اور تجارت سود مند
کی اور اپنے پروردگار سے ملاقات فرمائی پس جملہ محامد و اوصاف اخلاق امیر المومنینؑ کو بیان کرکے خود بھی گریہ کیا اور اورون کو بھی رولایا پھر
حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ صلوات اللہ علیہما و محمد و جعفر و عباس و یحیی و عون و عبداللہ رضی اللہ عنہم و دیگر فرزندانِ آنحضرت کو تعزیت
کیا اور کوفہ کیطرف مراجعت کی صبح ہوئی تو ایک تابوت مصلحتاً خانۂ آنحضرت سے نکالا اور ایک شتر پر بار کیا۔ اور مدینہ کو روانہ کیا۔ منقول ہے
کہ ہشام بن عبد الملک نے جناب امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ جناب امیرؑ کوفہ مین شہید ہوئے تھے اور شہرون مین کسطرح آپ کی شہادت معلوم
ہوئی۔ فرمایا کہ اس شب طلوع صبح تک جس جگہہ سے پتھر اٹھاتے تھے خون تازہ اسکے نیچے سے جوش مارتا تھا۔ اس علامت سے سب کو انکے

قتل ہونیکا حال معلوم ہو گیا تھا۔ اسواسطے کہ جس شب ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بھائی نے وفات پائی اور جس شب یوشع بن نون شہید ہوئے اور عیسیٰؑ آسمان پر گئے اور امام حسینؑ شہید ہوئے تھے اُس روز بھی ہر پتھر کے نیچے سے خونِ تازہ جوش مارتا تھا۔ اور نیز منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو چالیس صباح زمین و آسمان اُس پر روتے ہین اور جب عالم مرتا ہے تو چالیس مہینے اُس پر روتے ہین اور جب پیغمبر مرتا ہے تو چالیس سال اُس پر گریان ہوتے ہین پس فرمایا کہ اے علی جب تو شہید ہوگا تو آسمان و زمین چالیس سال تجھ پر روئینگے ابنِ عباس کہتے ہین کہ جب امیر المومنینؑ شہید ہوئے تو تین روز آسمان سے خون برسا اور ہر سنگ کے تحت مین خون تازہ جوش کہاتا تھا۔ اور یہہ بات کہ اُس روز زیر سنگ ہم سے خون جوش زن تھا کتب اہلِ سنت سے بھی ثابت ہے اور کتاب اخبارِ طالبین سے نقل کیا ہے کہ لشکر فرنگ ایک جماعت کو اہل اسلام سے قید کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے کفر کو اُن پر عرض کیا انہون نے انکار کیا بادشاہ نے روغن زیتون کو گرم کراکے سب کو اسمین ڈالدیا کہ وہ سب جلکر ہلاک ہوگئے مگر ایک شخص کو اُسنے چھوڑدیا تاکہ مسلمانون کو اُنکے ہلاک ہونیکی خبر کرے اُثنائے راہ مین اس شخص کو صحرا مین ایک جگہہ آواز گہوڑونکے پاؤن کی آئی اس شخص نے جو پیچھے مڑکر دیکھا تو اپنے رفیقون کو دیکھا کہا تم سب کو میرے روبرو روغن زیت مین ڈالکر جلادیا تھا تم کیونکر زندہ ہوگئے اُنہون نے کہا کہ ہم نعماتِ خدا مین تھے ناگاہ منادی نے ندا دی کہ اے شہدائے صحرا و دریا ابھی رات علی ابن ابی طالب شہید ہوئے تم سب اُسکی نماز کے لئے حاضر ہو پس اب ہم آنحضرت پر نماز پڑہ کر آئے ہین اور اپنی قبرون کو واپس جاتے ہین۔ اور نیز منقول ہے کہ بروزِ شہادت امیر المومنینؑ جبکہ صدائے نالہ و آہ آدمیون کی بلند تھی حضرت خضرؑ بصورت ایک پیر مرد آئے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ آج خلافتِ پیغمبری منقطع ہوئی پس جس مکان مین حضرت امیر تھے اُسکے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور کہا رحمتِ خدا ہو تم پر اے ابوالحسن اسلام تمہارا سب سے سابق و مقدم تھا اور ایمان تمہارا خالص اور یقین تمہارا اُستوار تم نے حضرت رسولخدا کی حفاظت سب سے زیادہ کی۔ مناقب و فضائل تمہارے بیشتر اور درجہ تمہارا بلند تر تھا تم رسولخدا کے ساتھ سب سے زیادہ قرابتِ قریبہ رکھتے تھے اور شبیہ ترین مردم تھے آنحضرت کے ساتھ سیرت و سُنت و اطوار و گفتار و کردار مین۔ مرتبہ تمہارا اُس جناب کے نزدیک سب سے عالی اور سب اصحاب و جملہ مسلمانان سے قوی تر تھا تم مردانہ راہِ خدا مین جہاد کو جاتے تھے جبکہ اور ڈرتے تھے اور حق کے ساتھ قیام کیا تم نے جبکہ اورون نے سُستی اختیار کی۔ اور طریقہ رسولخدا پر قیام کیا جس وقت کہ ہر ایک اصحاب سے ایک ایک راہ پر چلا گیا اور خلیفہ برحق آنحضرت کے تھے بے تنازع اور حق کو بیان کیا جبکہ اور اُسکے بیان سے عاجز آگئے۔ اگر سب تمہاری متابعت کرتے تو ہدایت پاتے غرض اسطرح کے بہت سے کلام کہے وہ کہتے تھے اور لوگ سُنتے تھے اور اصحاب رسولخدا اُنکے ساتھ روتے تھے جب اپنا کلام ختم کر چکے تو ہر چند تلاش کیا اُنکا نشان نہ ملا ابوالاسود دوئلی نے حضرت کی وفات پر مرثیہ کہا چند اشعار اُسکے یہہ ہین۔ اَلَا یَا عَیْنُ وَیْحَکِ اَسْعِدِیْنَا ÷ اَلَا تَبْکِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَا ÷
وَتَبْکِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ عَلَیْہِ ÷ بِعَبْرَتِہَا وَقَدْ رَاَتِ الْیَقِیْنَا ÷ اَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَیْثُ کَانُوْا ÷ فَلَا قَرَّتْ عُیُوْنُ الْحَاسِدِیْنَا
اَفِیْ الشَّہْرِ الصِّیَامِ فَجَعْتُمُوْنَا ÷ بِخَیْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا ÷ قَتَلْتُمْ خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا ÷ وَذَلَّلَہَا وَمَنْ رَکِبَ السَّفِیْنَا
وَمَنْ لَبِسَ النِّعَالَ وَمَنْ حَذَاہَا ÷ وَمَنْ قَرَأَ الْمَثَانِیْ وَالْمُبِیْنَا ÷ وَکُلُّ مَنَاقِبِ الْخَیْرَاتِ فِیْہِ ÷ وَحُبُّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَا ÷
فَلَا تَشْمَتْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ صَخْرٍ ÷ فَاِنَّ بَقِیَّۃَ الْخُلَفَاءِ فِیْنَا ÷ فَلَا وَاللہِ لَا اَنْسٰی عَلِیًّا ÷ وَطُوْلَ صَلٰوتِہٖ فِی الرَّاکِعِیْنَا

یعنے ہان اے آنکھ وائے ہو تجھ پر تو گریہ سے ہماری مدد کر۔ کیا تو امیر المومنین علیہ السلام کو نہ روئے گی اور اُم کلثوم آنحضرت پر زار زار گریہ کنان ہے۔ حالانکہ اُس نے (ایمان مین) یقین کا مرتبہ پایا ہان خارجیون سے جہان کہ وہ ہون کہو۔ کہ حاسدون کی آنکھین ٹھنڈی ہونگی آیا تم نے درد مند کیا ہمکو ماہ صیام مین اُس شخص کے قتل سے جو تمام آدمیون سے بہتر تھا قتل کیا تم نے اسکو کہ تمام شتر پر سوار ہونیوالون اور انکو رام کرنیوالون اور کشتی مین بیٹھنے والون سے بہتر تھا اور نیز بہتر تھا اُن سبسے جو نعلین پہنتے ہین اور برابر رکھتے ہین انکو اور جو قرأت کرتے ہین سورۂ فاتحہ اور قرآن کی تمام مناقب خیر وخوبی کے اسمین تھے اور دوست تھا حضرت رسولخدا کا اے معاویہ پسر صخر (ہمکو اس مصیبت مین) شماتت نہ کر بتحقیق کہ بقیۂ خلفا یعنے حسن مجتبےٰ ہمارے درمیان موجود ہے قسم بخدا کہ مین علی علیہ السلام کو فراموش نہ کرونگا درآن حالیکہ انکی نماز دراز تھی درمیان نماز گزارون کے حدیث مین وارد ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ نے دار دنیا سے کوچ کیا تو امام حسن علیہ السلام ممبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ بکمال فصاحت وبلاغت ادا کیا پس فرمایا آج رات تم سے اس شخص نے مفارقت کی ہے کہ سابقین اُنکے کمالات کو نہین پہنچ سکے اور لاحقین انکے رتبہ کو نہ پائین گے ایہا الناس اس رات قرآن نازل ہوا اور عیسیٰ اسی شب آسمان پر تشریف لے گئے اور یوشعؑ بن نون اسی شب کو شہید ہوئے سا اور آج میرے پدر بزرگوار نے شہادت پائی بخدا کہ کوئی وصی نبی گزشتون اور آئندون سے پیشتر آنحضرت سے بہشت مین نہ جائیگا۔ حضرت رسولخدا جب اُنکو کسی جنگ پر بھیجتے تھے تو اپنا علم آنحضرت کے ہاتھ مین دیتے تھے جبرئیلؑ اُنکے دستِ راست پر ہوتے تھے اور میکائیلؑ دستِ چپ پر واپس نہ ہوتے تھے جبتک کہ فتح نہ پاتے تھے۔ درہم ودینار سے کچھ آنحضرت سے میراث مین باقی نہین رہا الاسات سو درہم کہ عطایائے آنحضرت سے زیادہ آئے تھے چاہتے تھے کہ ایک کنیز اپنے اہل کے لئے خرید کرین۔ بدرستیکہ مصیبت آنحضرت نے اہلِ مشرق ومغرب کو صاحبِ تعزیت کیا۔ مین اس مصیبت مین صبر کرنیکا ثواب حقتعالی سے چاہتا ہون پس رقت آنحضرت پر طاری ہوئی اور آواز گلوئے مبارک مین بند ہوگئی صدائے نالہ وآہ اہلِ مسجد سے بلند ہوئی پھر فرمایا جو کوئی مجھکو پہچانتا ہے پہچانے جو نہین پہچانتا پس مین ہون حسن مجتبےٰ پسر محمد مصطفےٰ بشیر ونذیر کا اور دعوت کنندۂ خلق کا طرف حقتعالی کی اور بیٹا سراج منیر کا کہ حقتعالے نے رحمتِ عالمیان کے لئے اُسکو بھیجا ہے اور اس اہلِ بیتؑ سے ہون کہ رجس وپلیدی کو انسے دور کیا ہے اور گناہون سے انکو پاک گردانا ہے اور اُس خانوادہ سے ہون کہ جبرئیلؑ اُن پر نازل ہوتا تھا پھر فرمایا میرے جد بزرگوار حضرت رسول مختار نے خبر دی ہے کہ انکے بعد بارہؑ امام انکے اہل اور برگزیدون سے ہونگے کہ تمام شمشیر یا زہر سے شہید ہونگے پس ممبر سے اُترے اور حاضرین نے بیعت کی مگر دو فا بہ بیعت نہ کیا

پارۂ از حالِ خسران مآل قاتل آنحضرت

احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ پے کنندۂ ناقۂ صالح ولد زنا تھا اور قاتل امیر المومنینؑ ولد زنا تھا۔ قبیلہ مراد کہتا تھا کہ ہم اسکے باپ کو نہین پہچانتے اور اُسکے نسب کو نہین جانتے۔ اور قاتل حضرت امام حسینؑ ولد زنا تھا بتحقیق کہ پیغمبر وا ولاد پیغمبر ان کو قتل نہین کرتی مگر اولاد زنا۔ اور نیز حدیث مین ہے کہ جب اس لعین کو حضرت امام حسنؑ کے سامنے لائے تو کہا مین چاہتا ہون کہ ایک بات تمہارے کان مین کہون حضرت نے انکار کیا اور فرمایا چاہتا ہے کہ شدتِ عداوت سے میرے کان کو دانتون سے اُکھاڑ ڈالے۔ اور نیز مروی ہے کہ جب بوقتِ شب امیر المومنینؑ کو دفن کیا اور صبح طالع ہوئی تو اُم کلثومؑ نے حضرت امام حسنؑ کو قسم دی کہ قاتلِ آنحضرت کو ایک دم کے لئے زندہ نہ رکھین پس حضرت برآمد ہوئے اور اپنے عزیزون اور خواص اصحاب کو جمع کیا اور

خطبۂ امام حسن

اُسکے قتل مین مشورہ فرمایا عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا چاہیے کہ اسکے ہاتھ پیر اور زبان قطع کرین پھر قتل کرین محمد حنفیہ رضؓ نے کہا اول اسکو تیر باران کرین پھر آگ مین جلائین ایک اور شخص نے کہا اسکو زندہ دار پر کھینچین تا اینکہ مرجائے۔ پس حضرت امام حسنؑ نے فرمایا مین اپنے باپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور ایک ضربِ شمشیر سے اسکو قتل کرونگا بعدازان اسکے جسدِ پلید کو آگ مین جلاؤنگا اور حکم کیا کہ اسکو دست بستہ حاضر کرین جب آیا تو فرمایا اے دشمنِ خدا تو نے امیرِ مومنان و امام مسلمانان کو قتل کیا اور فسادِ عظیم دین مین ڈالا پھر یک ضربِ تلوار اسکو واصلِ جہنم فرمایا ام ہیثم دختر اسود نخعیہ نے آنحضرتؑ سے عرض کی کہ جسمِ پلید کو اسکے مجھے بخشین تا کہ اسکو آگ مین جلاؤن اور اپنی سوزشِ قلب کو اس سے فرو کرون حضرت نے درخواست اسکی قبول کی اور اس نیک عورت نے اسکو آگ مین جلایا۔ روایت ہے کہ استخوان ہائے پلید اس ملعون کو ایک گڑھے مین ڈالا اہل کوفہ ہمیشہ صدائے نالہ و آہ اس گڑھے سے سنتے تھے قطب راوندی وغیرہ نے ابنِ رُفا سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا مین ایک روز مسجد الحرام مین تھا دیکھا میں نے کہ لوگ مقام ابراہیم کے گرد جمع ہین سبب اس اجتماع کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مردِ راہب مسلمان ہوا ہے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک شخص فربہ اندام جُبۂ پشمینہ بدن مین پہنے اور کلاہِ پشمینہ سر پر رکھے مقامِ ابراہیم کے برابر بیٹھا ہے پس سنا مین نے کہ اُس نے اپنا حال اسطرح بیان کیا کہ میرا صومعہ کنارِ دریا واقع تھا۔ ایک روز اپنے صومعہ مین بیٹھا دریا کی طرف نظر کرتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک مرغ مثل کرگس کے ہوا سے اُترا اور ایک پتھر پر کہ درمیانِ دریا بلند تھا بیٹھ کر قے کی پس ایک ربع انسان اُسکے حلق سے پتھر پر گرا پھر اُڑکر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر مین پھر آیا اور ایک ربع اور قے کیا حتے کہ چار مرتبہ ایسا کیا پس وہ اجزائے اربعہ باہم ملکر ایک مردِ صحیح و سالم بنگیا اور ایستادہ ہوا مجھکو یہہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ مرغ آیا اور ایک ربع اُسکا جدا کرکے نگل گیا اور پرواز کیا پھر واپس آیا اور دوسرا ربع اُٹھایا اور بدستور پرواز کیا تا اینکہ چار مرتبہ ایسا کیا اور بالتمام اس مرد کو نگل گیا۔ اس پر تعجب میرا زیادہ ہوا اور پشیمان ہوا کہ کسلیے اس مرد سے حال نہ پوچھا اور حیرت سے اُس پتھر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ وہ مرغ پھر آیا اور ایک ربع بدن انسان قے کیا تا اینکہ مرتبہ چہارم مین مثل سابق ایک مرد سالم ہوکر کھڑا ہوا پس مین لب دریا گیا اور اُسکو آواز دی کہ تو کون ہے کچھ جواب نہ دیا کہا بحق اُس خداوندِ جل وعلا کے جس نے تجھکو پیدا کیا ہے بیان کر کہ تو کون ہے اور کیا عمل تجھ سے سرزد ہوا ہے جسکی پاداش مین اس عذاب مین مبتلا ہوا ہے کہا میرا نام ابن ملجم ہے اور مین نے علی ابن ابی طالبؑ کو قتل کیا ہے اور حقتعالے نے اس مُرغ کو مجھ پر مقرر کیا ہے کہ مجھکو روزِ قیامت تک اسطرح پر عذاب کرے

قبر شریف آنحضرتؑ

احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ جب حضرت نوحؑ کشتی مین سوار ہوئے اور کشتی آنحضرت کی خانہ کعبہ تک پہنچی اور سات بار گرد خانہ کعبہ اُس نے طواف کیا تو حقتعالے نے وحی کی طرف حضرت نوحؑ کی کہ کشتی سے نیچے آ اور جسد آدمؑ کو نکال کر کشتی مین داخل کر پس وہ حضرت کشتی سے اُترے اور تابوت جسمین بدن آدمؑ تھا نکالا اور کشتی پر سوار کیا اور روانہ ہوئے جب کشتی مسجد کوفہ مین پھیری تو بامرِ الٰہی اُس تابوت کو نجفِ اشرف مین دفن کیا اور پیش روئے آدمؑ ایک قبر اپنے لئے بنائی اور ایک صندوق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے تراشا۔ اور مدفن آنحضرت کا اپنے سینہ کے آگے قرار دیا پس قبر آنحضرت کی نجف مین اسی مقام مشہور مین ہے جہان لوگ زیارت کرتے مین قریب غری کے کہ عمارت نعمان بادشاہِ عرب کی ہے۔ مگر چونکہ حضرت امیر المومنینؑ نے بخوف خوارج وغیرہم اعدائے دین وصیت کی تھی کہ بوقتِ شب پوشیدہ آنحضرت کو دفن کرین اس سببسے صدر اول مین موضع

قبر شریف اکثر خلائق پر مخفی تھا اور بجز خواص شیعہ کوئی اس سے واقف نہ تھا۔ چنانچہ اکثر مخالفین اور بعض عوام شیعہ سے مختلف اقوال اس مقدمہ مین منقول ہین بعض کہتے ہین کہ اپنے گھر مین دفن ہوئے بعض صحنِ مسجد کوفہ کو مدفن آنحضرت کا بتلاتے ہین بعض محلہ کرخ مین شہر بغداد سے دفن ہونیکے قائل ہین۔ لیکن حق وہی ہے جو مشہور ہے اور اسی پر اجماع شیعہ ہر طبقہ مین منعقد ہوا ہے۔ اور علمائے شیعہ نے علحدہ کتابین اس مقدمہ مین تصنیف کین ہین اور احادیث کثیرہ اس بارہ مین وارد ہین اور معجزات بسیار اس مکان شریف پر ظاہر ہوئے اور ہوتے رہتے ہین اول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جبکہ زمانۂ ابوالعباس[1] سفاح مین عراق مین تشریف لائے بہت سے شیعون اور اپنے خواص اصحاب کو یہ مقام بتلایا اور فرمایا کہ علامت قبر اسمین نصب کرین بعد ازان زیادہ تر ظہور اسکا ہارون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ مین ہوا۔ منقول ہے کہ ایک روز ہارون رشید صحرائے نجف مین شکار کھیلنے کے لئے گیا کُتّے اور دیگر جانوران شکاری اُسکے ساتھ تھے جب اس موضع متبرک کے نزدیک پہنچا تو اُنکو چند ہرنون پر چھوڑا تھوڑی دیر باہم شکاری جانورون اور ہرنون کے مطارحہ و مناطحہ[2] رہا پھر آہو بھاگ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور سگان و جانوران شکاری واپس آئے۔ پس ہرن ٹیلے سے اُترے اور کتّون نے اُنکا تعاقب کیا تو پھر وہ ٹیلے پر چڑھ گئے اور شکاری جانور لوٹ آئے جب تین[3] مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تو ہارون کو بہت حیرت ہوئی اور اُس نے ایک پیر مرد سے جو قبیلۂ بنی اسد سے تھا پوچھا کہ تو اس ٹیلے کو پہچانتا ہے اُس نے کہا مجھکو امان دے تو بیان کرون ہارون نے امان دی تو اُس نے کہا کہ قبر امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب اس مقام پر ہے اس سبب سے جانوران کو جرأت نہین کہ اس ٹیلے پر چڑھین پس ہارون نے وضو کیا اور اوپر گیا اور نماز پڑھی اور دعا کی اور مراجعت کی محمد بن عائشہ کہتا ہے کہ میرا دل اس قصہ کی تصدیق نہ کرتا تھا تا اینکہ ایک مرتبہ مکہ مین یاسر جمال رشید کے ساتھ اتفاقِ ملاقات ہوا اُس نے بسبیل تذکرہ مجھسے ذکر کیا کہ مین ایک بار رشید کے ہمراہ تھا اور ہم مکہ سے مراجعت کر کے کوفہ پہنچے تھے کہ ایک رات رشید نے مجھ سے کہا کہ اے یاسر عیسیٰ بن جعفر سے کہہ کہ آج ہمارے ساتھ چلے پس وہ دونو سوار ہوئے اور مین بھی انکے ساتھ سوار ہوا تا اینکہ ہم موضع غریین مین پہنچے پس عیسے تو اُتر کر ایک مقام مین لیٹ رہا لیکن رشید ایک پشتے کے قریب جا کر مصروفِ نماز ہوا ہر گاہ کہ دو رکعت تمام کرتا خاک پر لوٹتا اور کہتا اے پسرِ عم میرے مین آپکے فضل و سابقہ کا مقر ہون اور جانتا ہون کہ یہ جاہ و سلطنت کہ آج ہمکو حاصل ہے سب تمہاری بدولت ہے اور حق عظیم تمہارا ہماری گردن پر ہے لیکن تمہاری اولاد مجھکو ایذا دیتی ہے اور میرے اوپر خروج کرتی رہتی ہے یہ کہتا اور اُٹھتا اور دو رکعت نماز بجالاتا اور پھر اس کلام کا تکرار کرتا اور رو رو کر دعا مانگتا۔ تا اینکہ صبح قریب پہنچی پس مجھ سے کہا کہ عیسے کو بیدار کر مینے اُسے جگایا تو کہا اے عیسے اُٹھ اور اپنے ابنِ عم کی قبر کے پاس نماز بجالا کہا کس ابنِ عم کی قبر یہان ہے رشید نے کہا علیؑ بن ابی طالب کی پس عیسے نے وضو کیا اور وہ دونو نماز پڑھتے رہے تا اینکہ صبح طالع ہو گئی پس اُسوقت سوار ہوئے اور کوفہ کو مراجعت کی **مؤلف** کہتا ہے کہ ثواب ہائے زیارت روضۂ منورہ حضرت امیر المومنینؑ اور ثواب بجا آوری عبادات کے اس مقامِ مقدس مین اور نیز مسجدِ کوفہ مین کتب اعمالِ شیعہ مین مفصل مضبوط ہین جو اُنکو معلوم کرنا چاہئے چاہئے کہ ان کتب کی طرف رجوع کرے **ازواج** تعداد ازواج امیر المومنینؑ مین اختلاف ہے اول و افضل تمام مین حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

[1] ابوالعباس سفاح پہلا خلیفہ ہے خلفاء بنی عباس سے کہ کثرت خونریزی سے سفاح کے نام سے مشہور ہوا تھا ۱۲ منہ [2] سینگون سے لڑنا ۱۲

ہین کہ انکی زندگی مین آپنے دوسری عورت کے ساتھ عقد نہین کیا جیسا کہ ایامِ حیات حضرت خدیجۃ الکبرےٰ مادر گرامی آنحضرت مین حضرت رسولِ خدا نے دوسرا نکاح نہین کیا تھا۔ مروی ہے کہ اگر امیر المومنینؑ نہوتے تو فاطمہ زہرا کا دنیا مین کوئی ہمسر نہ تھا جس سے اُس جناب کی شادی ہوتی بعد فوت اس معصومہ کے بموجب انکی وصیت کے امامہ بنتِ زینب دختر رسولِ خدا سے کہ ابو العاص ابن ربیع سے تھین عقد کیا۔ امامہ نے اولادِ فاطمہ کی مثل اپنی اولادِ حقیقی کے غور و پرداخت کی سوم لیلی بنت مسعود دارمیہ چہارم ام سعید بنتِ عروہ بن مسعود ثقفی پنجم امّ البنین بنتِ خرام بن خالد بن دارم ششم اسما بنتِ عمیس کہ اول زوجہ جعفر طیارؓ برادر عالی وقار آنحضرت کی تھین پھر ابوبکر کے نکاح مین آئین بعد ازان امیر المومنینؑ نے انکے ساتھ عقد کیا اور محمد بن ابوبکر و امّ کلثوم بنتِ ابوبکر دو کم سن بچے انکے ہمراہ آئے اور آپ کی حفظ و حمایت مین مثل اولادِ صُلبی کے انھون نے پرورش پائی چنانچہ یہی اُمّ کلثوم بنتِ ابوبکر مشہور بہ بنتِ علی علیہ السلام ہے جسکا نکاح خلیفہ ثانی کے ساتھ ہوا نہ امّ کلثوم دختر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اور یہ بات روایاتِ اہل سنت کے بھی مطابق ہے کسلیئے کہ اُنکے یہان وارد ہے کہ یہ نکاح حضرت خلیفہ صاحب نے بزمانہ خلافت خود آخر عمر اپنی مین کیا تھا اور سن امّ کلثوم کا اسوقت اسقدر کم تھا کہ مجمع عام مین چلی آئی اور عمر کے زانو پر بیٹھی بلکہ بقول فاضل ہندی صرف چار سالہ تھی عمر نے اپنے دامن مین بٹھایا اور اس نے ڈاڑھی پکڑ کر ایک طمانچہ لگایا پس اس صورت مین ممکن نہین کہ یہ ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا ہو کسلیئے کہ سن انکا زمانہ خلافت عمر خطاب مین خاصکر آخر خلافت مین اس سے بہت زیادہ تھا ہفتم خولہ بنتِ جعفر بن قیس حنفیہ کہ زمانہ خلیفہ اول مین قید ہو کر آئین اور حضرتؑ نے آزاد کر کے انکے ساتھ نکاح کیا اور دیگر ازواج و کنیزین ہین **اولادِ امجاد** شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب ارشاد مین فرماتے ہین کہ کل اولاد امیر المومنینؑ ستائیس ہین گیارہ بیٹے سولہ بیٹیان۔ امام حسنؑ امام حسینؑ زینب کبرےٰ زینب صغرےٰ کنیت انکی اُمّ کلثوم تھی حضرت فاطمہؑ کے بطن سے زینب کبرےٰ عبد اللہ بن جعفر طیارؓ سے منسوب ہوئین اور امّ کلثوم محمد بن عقیل بن ابیطالب سے محمد معروف بہ محمد بن حنفیہ کنیت انکی ابو القاسم ہے حضرت رسولِ خدا نے انکی ولادت کی خبر دی تھی اور اپنا اسم و کنیت انکو بخشا تھا والدہ انکی خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ۔ عباسؑ۔ جعفرؑ۔ عثمانؑ۔ عبد اللہؑ یہ چارون امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا مین شہید ہوئے والدہ انکی ام البنین بنتِ خرام کلابیہ عباس حسن صورت مین ماہ بنی ہاشم کہلاتے تھے اور نیز انکو سقائے اہلبیت بھی کہتے ہین کیونکہ کربلا مین اہل بیت رسول اللہ کے لئے دریائے فرات سے پانی لائے تھے فضائل انکے بہت ہین چونتیس سال کی عمر ہوئی عمر ام حبیب بنتِ ربیعہ کے بطن سے اور یہ مع اپنی بہن رقیہ کے توام پیدا ہوئے محمد اصغر کنیت انکی ابوبکر عبید اللہ دونو معرکہ کربلا مین شہید ہوئے لیلی بنتِ مسعود دارمیہ کے شکم سے۔ یحییٰ اسماء بنتِ عمیس سے انہون نے چھوٹے سے سن مین اپنے پدر عالی قدر کے سامنے انتقال کیا۔ ام الحسن رملہ یہ دونو صاحبزادیان ام سعید بنتِ عروہ بن مسعود ثقفی کے شکم سے۔ نفیسہ زینب الصغرےٰ رقیہ الصغرےٰ ام ہانی۔ ام الکرام۔ جمانہ کنیت انکی اُمّ جعفر۔ امامہ ام سلمہ میمونہ خدیجہ۔ فاطمہ یہ سب مختلف ماؤن سے تھین۔ اور کتبِ فریقین مین ہے کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ کے جناب فاطمہ سے ایک حمل ساقط ہوا جسکا نام آنحضرت نے محسن رکھا تھا اس بنا پر عدد اولاد امیر المومنینؑ اٹھائیس ہے نہ ستائیس

خاتمہ در بعضے از قضایائے غریبہ کہ حضرت امیر المومنینؑ بکمال عقل و فطانت فیصل فرمودہ و کلماتے چند متضمن بر پند و اندرز کہ از آنحضرت یادگار ماندہ

مخفی نہ رہے کہ ذات بابرکات

مظہر العجائب الغرائب حضرت امیر المومنینؑ جسطرح جمیع فضائلِ جسمانی وروحانی وصفاتِ ظاہری و باطنی کو مثل شجاعت سخاوت حلم
مروت عدل ونصفت کے شامل تھی اسیطرح فضیلتِ علم وحکمت بھی کہ صاحبانِ حکومت وو الیانِ امت کے لئے ضروریات سے ہے آپ
مین باحسن وجوہ موجود تھی حتّٰی کہ باتفاقِ موالف ومخالف اعلم ناس وافقہ امت بعد جناب ختمی مآب آپ تھے جیساکہ یہہ امر مقدمہ کتاب
مین ضمن کلام ابن الحدید مین گزرا اور حدیث شریف اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا وبروایتے اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی مین
شہر یامکان علم وحکمت کا ہون اور علیؑ اُسکا دروازہ ہے اس بات کے اثبات کے لئے دلیل کافی وبرہان شافی ہے اور چونکہ دخول شہر یامکان
بلا وساطت درگاہ ممتنع ومذموم ہے لاجرم جسقدر علوم وفنون واسرار وحکم امت محمدیہ مین لئے یہنا شائع ہوئے سب کی ابتدا اُس جناب
سے ہے اور تمام علوم شرعیہ وفرعیہ مین بعد جناب رسالت مآب استاد عالم ومرشد اولاد آدم وہ جناب مین عبداللہ بن عباس کہتے ہین
کہ بخدا نو حصے علم وعقل کے علی علیہ السلام کو دئے گئے ایک حصہ تمام عالم پر تقسیم ہوا- اور بخدا سوگند کہ اُس ایک حصہ مین بھی وہ حضرت تمام
کے ساتھ شریک ہین اور علم فقہ وفصل خصومات سے تو جو خصوصیت آپکو حاصل تھی محتاجِ بیان نہین حدیث متواتر ہے اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ
یعنی حضرت رسولخدا نے صحابہ سے خطاب کیا کہ عالم ترین تم سے ازروئے علم قضا کے علیؑ ہے- عمر بن خطاب کا مقولہ تھا کہ اَقْضَانَا عَلِیٌّ یعنی علیؑ کو
ہم سب سے زیادہ علم قضا حاصل ہے اور منقول ہے کَانَ عُمَرُ یَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضِلَۃٍ لَیْسَ لَھَا اَبُوالْحَسَنِ یعنی حضرت خلیفہ
ثانی پناہ لیجاتے تھے طرف خدا کی اُس مشکل امر سے کہ ابو الحسنؑ اسکے حل کے لیے موجود نہون- اور قول عمر لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ یعنی اگر علیؑ ہوتے
تو عمر ہلاک ہوتا- اسقدر مشہور ہے کہ چھوٹے چھوٹے رسائل نحو مین جہان لو کا بیان کرتے ہین مثال مین یہی فقرہ لاتے ہین مشہور ہے کہ جناب
خلافت مآب نے ستر معرکہ مین اسکا اقرار کیا چنانچہ بعض شواہد اسکے اسی مقام پر آئندہ مذکور ہوتے ہین- اور اتفاق ہے کہ سَلُوْنِیْ قَبْلَ
اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ کہ سوال کرو مجھسے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ سوائے امیر المومنینؑ کے صحابہ وغیرہم مین کسینے نہین کہا بقول صاحب تاریخ الخلفا
عمر سے منقول ہے کہ کہا لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیٌّ یعنے صحابہ مین بجز علی علیہ السلام کوئی نہ تھا کہ سلونی کہہ سکے
اور قول عمر لَا یُفْتِیَنَّ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَعَلِیٌّ حَاضِرٌ کہ مسجد رسول اللہ مین کوئی فتوے نہ دے جبکہ علی علیہ السلام حاضر ہون
کثرت شہرت سے محتاج بیان نہین- اور نیز تاریخ الخلفا وغیرہ مین ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ رسولخدا نے مجھکو قضائے یمن پر مقرر کیا تو
مینے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے قاضی بناتے ہین حالانکہ مین نوجوان ہون اور اس علم کو اچھی طرح نہین جانتا آپنے دست مبارک اپنا
میرے سینہ پر لگایا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ بارالہٰا اسکے دل کو ہدایت کر اور زبان کو ثابت رکھ- قسم ہے اس خدای
عزوجل کی کہ جس نے دانہ کو شگافتہ کیا کہ مینے اسکے بعد کبھی دو آدمیون کے حکم مین شک نہین کیا- اور کتب شیعہ وسنّی مین اُس جناب سے مروی
ہے کہ فرمایا قسم بخدا اگر منصب خلافت میرے لئے مہیا اور مسند حکومت آراستہ وآمادہ ہو تو حکم کرون درمیان اہل توریت کے موافق اُنکی توریت
کے اور درمیان اہل زبور کے موافق اُنکی زبور کے اور درمیان اہل انجیل کے بموجب اُنکی انجیل کے اور درمیان اہل قرآن کے بموجب انکے
قرآن کے واللہ کہ کوئی آیت خشکی تری- جنگل پہاڑ زمین- آسمان شب روز مین نازل نہین ہوئی اِلّا یہہ کہ مجھکو معلوم ہے کہ کسکی شان مین

نازل ہوئی اور کسلئے نازل ہوئی ہے **بالجملہ** فضایلئے امیر المومنین جو آپنے اپنی تمام عمر مین فیصل کئے بیشمار ہین کہ احصا و احاطہ انکا ممکن نہین
اور کتب فقہ و حدیث اُنسے مملو ہین اس رسالہ مین بفحوائے مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ چند قضیئے نقل ہوتے ہین **قضیہ** مولانا
محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب مستطاب بحار الانوار مین مورخین اہل سنت سے مثل واقدی وغیرہ کے روایت کی ہے خلاصہ اُسکا یہہ ہے
کہ حنظلہ بن ابو سفیان نے حضرت رسولخدا کی ہجرت کے بعد عمیر بن وائل ثقفی کو برانگیختہ کیا کہ علیؑ پر دعوے کرے کہ مینے محمدؐ کے پاس اسّی مثقال
طلا امانت رکھا تھا تم اُنکے وکیل ہو زر امانت واپس دو۔ اور اگر علی شاہد طلب کرین تو ہم سب گروہ قریش تیری گواہی کو موجود ہین اور
سنو مثقال سونا اور ایک گردن بند ہند زوجہ ابو سفیان کا جسمین بقدر دس مثقال سونا لگا تھا اس خدمت کی جلدو مین اسکو مرحمت
کیا۔ عمیر حضرت امیر المومنین کے پاس آیا اور دعوائے امانت پیش کیا حضرت نے تمام امانتین ملاحظہ کین سب پر صاحبان امانت کے نام
تحریر تھے عمیر کا نام کہین نہ ملا۔ آپنے عمیر کو بہت سمجھایا اور جواہر نصیحت سے اُسکے گوش ہوش کو گران بار فرمایا مگر اُس نے ایک نہ سُنی
اور کہا مین اس دعوے پر گواہ رکھتا ہون میرے گواہ ابو جہل عکرمہ پسر ابو جہل عقبہ بن ابی معیط اور ابو سفیان اور اسکا پسر حنظلہ ہین امیر المومنین
نے فرمایا تم سبنے فریب کیا ہے جو عنقریب خود تمہاری جانب عود کریگا پھر آپنے فرمایا کہ یہہ سب گروہ گواہان خانہ کعبہ مین مجتمع ہون اور
عمیر سے کہا بیان کر کہ یہہ امانت کس وقت تو نے حضرت رسول کے سپرد کی تھی کہا بوقت چاشت آپنے اُسکا ہاتھ پکڑ کر غلام کے سپرد کیا
اور ابو جہل کو طلب کر کے اُس سے بھی یہی سوال کیا اُس نے عمیر کے برخلاف وقت کا نشان دیا۔ پھر تو ہر ایک کو آپ طلب کرتے اور وقت
امانت رکھنے کا پوچھتے تمام گواہ باہم مختلف نکلے کسینے غروب آفتاب کا وقت بتلایا کسینے دوپہر بیان کیا کوئی عصر کیوقت کا مظہر ہوا
کسینے علے الصباح کہا۔ اور مال لینے کی کیفیت مین بھی اختلاف بیان تھا کسینے کہا کہ محمدؐ نے یہہ زر ہاتھ مین لیکر آستین مین رکھ لیا تھا کسینے
کہا کہ اُنکے سامنے رکھا رہا جبتک وہان بیٹھے رہے کوئی بولا اُسیوقت اپنے گھر مین بھیجدیا تھا کسینے کہا حضرت فاطمہؑ کے گھر مین بھیجا تھا۔ یہہ
اختلاف بیان شاہدان زور کا ملاحظہ کر کے امیر المومنین عمیر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا دیکھتا ہون کہ رنگت تیری زرد ہو گئی ہے اور تغیرنے
تجھ مین اثر کیا ہے اُس نے کہا یا علیؑ مین سچ کہتا ہون اور غدار کو کہین نجات نہین قسم ہے خانہ کعبہ کی کہ محمدؐ کے پاس میری کوئی امانت نہ تھی ان
لوگون نے مجھ سے یہہ دعوے کرایا ہے۔ چنانچہ میرے پاس وہ گلوبند اور دینار جو انہون نے رشوت مین دئے ہین موجود ہین۔ امیر المومنین نے غلام
سے کہا کہ جو تلوار فلان مقام مین رکھی ہے اُٹھا لا تلوار حاضر ہوئی تو آپنے فرمایا اسے پہچانتے ہو ابو سفیان نے کہا ہان یہہ تلوار حنظلہ کی ہے جو چوری
گئی تھی حضرت نے فرمایا اگر سچ کہتا ہے تو بتلا کہ تیرا غلام سیاہ فام مبلع آجکل کہان ہے کہا وہ طائف ایک کام کو گیا ہے آپنے فرمایا سبحان اللہ
اب بہت بعید ہے کہ وہ تمہارے پاس لوٹ کر آئے اور تو اسکے دیدار سے آنکھین روشن کرے اگر راست کہتا ہے تو کسیکو بھیج کر اسکو وہان سے
لے آوے ابو سفیان یہہ سنکر خاموش ہو گیا امیر المومنین وہان سے اُٹھے اور بزرگان قریش آپکے ہمراہ تھے ایک مقام پر پہنچکر فرمایا کہ اس جگہ کو
کھودو کھودا تو لاش مبلع مقتول کی برآمد ہوئی لوگون نے اُسکے قتل ہونیکا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ حنظلہ نے اسکو میرے قتل پر آزادی کا
وعدہ دیا تھا۔ یہہ غلام راستہ مین میری کمین مین رہتا تھا ایک روز موقع پاکر میری طرف بڑھا مینے اُسکی تلوار سے اُسکا کام تمام کیا اور یہہ تلوار

اُس سے چھین لی جب یہہ تدبیر خالی گئی تو اُنہون نے دوسرا حیلہ کیا اور عمیر کو دعواے امانت پر آمادہ کیا **قضیہ** نیز اُسی کتاب مین ابن قضیہ ۲
عباس سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک اعرابی سے چارسو درہم کو اونٹنی خریدکی تھی اُس نے زرِ ثمن وصول کر کے غل مچایا کہ
درم اور ناقہ دونو میرے ہین اُسوقت ابوبکر وہان آئے حضرت رسولخدا نے فرمایا اے ابوبکر حکم کر درمیان میرے اور اس اعرابی کے اور قصہ اُس
سے بیان کیا ابوبکر نے کہا حکم واضح ہے آپ کو اپنے دعوے پر حجت و گواہ لانے چاہیئین پس خلیفہ ثانی آئے آپنے اُنسے حکومت چاہی اُنہون نے بھی
وہی فیصلہ کیا جو شیخ اول نے کیا تھا ناگاہ امیر المومنینؑ تشریف فرما ہوئے حضرت نے فرمایا اے اعرابی رضی ہے کہ یہہ جوان جو آرہا ہے ہمارے
درمیان حکم کرے اُس نے کہا ہان رضی ہون امیر المومنینؑ نے تمام قصہ سنکر تین مرتبہ اُس اعرابی سے فرمایا کہ ناقہ سے دست بردار ہو کہ وہ مال
حضرت رسولخدا کا ہے مگر اعرابی اپنے دعوے سے باز نہ آیا امیر المومنینؑ نے تلوار کھینچکر ایک ضرب لگائی اہل حجاز کہتے ہین کہ سر اُس اعرابی کا اس سے
کٹ گیا مگر بعض اہلِ عراق قائل ہین کہ اُسکے اعضا سے ایک عضو جدا ہوا تھا پس عرض کی ہم وحی آسمانی مین آپ کی تصدیق کرتے ہین جائز
درہم پر تصدیق نہ کرین گے جناب رسالتمآب شیخین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہہ ہے حکم اس قضیہ کا نہ کہ وہ جو تم نے کیا تھا۔ **قضیہ** شیخ قضیہ ۳
مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد مین روایت کی ہے کہ یمن مین ایک غار واسطے شکار شیر کے کھودا تھا۔ رات کو اسمین شیر گرا صبح کیوقت لوگ
تماشے کے لیے کنارِ غار پر جمع ہوئے اُنمین سے ایک شخص کا پانو لڑکھڑایا وہ اندر گرا اور گرتے ہوئے اُس نے ایک دوسرے کو پکڑا اور اس نے ایک
اور کو اور اس نے ایک اور چوتھے کو اور چارون غار مین گرے اور شیر نے چارون کی ہڈیان توڑ کر اُنکو مار ڈالا امر افعہ اس قضیہ کا امیر المومنینؑ
امام المسلمین کے سامنے پیش ہوا آپنے حکم کیا کہ پہلا طعمہ شیر تھا دوسرے کا ثلث دیت اسپر لازم ہے اور تیسرے کا دو تہائی خون بہا دوسرے پر
اور چوتھے کا کل خون بہا تیسرے پر۔ یہہ خبر حضرت رسولخدا کو پہنچی تو آپنے فرمایا تحقیق کہ ابو الحسن نے اس مقدمہ مین وہ حکم کیا کہ حقتعالی نے
بالاے عرش وہی کیا **قضیہ** اور نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ یمن مین دو مرد ایک کنیز کو کہ بحصہ برابر اُسکے مالک تھے جناب قضیہ ۴
امیرؑ کی خدمت مین لائے چونکہ تازہ مسلمان ہوئے تھے اور احکام شرع شریف سے بخوبی واقف نہ تھے دونو نے بگمان حلال ہونیکے ایک طہر
مین کنیز کی ساتھ جماع کیا تھا اور کنیز حاملہ ہو کر لڑکا جنی تھی اب اُسی لڑکے پر نزاع تھی دونو اُسکو اپنا بیٹا قرار دیتے تھے حضرت نے طفل پر
قرعہ ڈالا جسکا نام نکلا لڑکا اُسکے حوالہ کیا اور نصف قیمتِ طفل اُس سے دوسرے کو دلوائی اور فرمایا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ تم نے دیدہ و دانستہ یہہ
حرکت کی ہے تو تمکو سخت تعزیر کرتا اسکی اطلاع حضرت رسولخدا کو ہوئی تو آپنے اس حکم کو اسلام مین جاری فرمایا اور کہا شکر ہے اُس خداے عزوجل کا
جس نے ہم اہلبیت مین ایسا شخص پیدا کیا ہے کہ سنتِ داؤد پیغمبر پر حکومت کرے یعنے بالہام خدا فصلِ خصومات فرمائے **قضیہ** نیز کتاب قضیہ ۵
ارشاد مین ہے کہ ایک عورت نے براہ بازی و لعب ایک دوسری عورت کو اپنے دوش پر اُٹھایا ایک اور عورت آئی اور زن حامل کے چگال مارا
جسکے صدمہ سے محمول اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری اور ہڈیان اُسکی کچلکر جان بحق ہوئی یہہ قضیہ امیر المومنینؑ کے سامنے پیش ہوا تو
آپنے ثلث دیت حامل پر اور ثلث متعرض پر لازم کی اور ثلث باقی کو ساقط فرمایا کیا معنی کہ زن متوفاۃ خود بھی براہ بازی اُس پر سوار قضیہ ۶
ہوئی تھی حضرت رسالت پناہ نے اس حکم کو اجرا کیا اور اسکے درست و صواب ہونے پر شہادت دی **قضیہ** شیخ ابو جعفر طوسی و محمد بن یعقوب

کلینی رحمہما اللہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا کے زمانہ مین ایک بیل نے ایک گدھے کو مار ڈالا مالک حمار حضرت کے یہان نالشی آیا ۔ آپ اُسوقت مجمع صحاب مین تشریف رکھتے تھے اور ابوبکر و عمر حاضر تھے آپنے فرمایا اے ابوبکر حکم کر درمیان اس قضیہ کے عرض کی یارسول اللہ حیوان نے حیوان کو مارا اُس پر کچھ لازم نہین حضرت نے فرمایا اے عمر تو حکم کر عمر نے بھی مثل ابوبکر کے جواب دیا تب حضرت رسولخدا امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علیؑ تو حکم کر درمیان اس قضیہ کے آپنے عرض کی یارسول اللہ اگر گاو حمار کے آرام گاہ مین داخل ہوا تو مالکان گاو قیمتِ خر کے ضامن ہین اور جو گدہا خود بیل کے پاس آیا تو ضمان اُن پر نہین حضرت رسالت پناہ نے یہہ سُنکر دست مبارک اپنے طرف آسمان کی بلند کئے اور فرمایا شکر ہے خدائے عزوجل کا کہ ہم مین وہ شخص ہے کہ موافق پیغمبرون کے حکم

قضیہ ۱۷ کرتا ہے **قضیہ** نیز اُن دو بزرگوار نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ بعد وفات جناب رسالتمآب سب سے پہلا قضیہ جو ابوبکر پر وارد ہوا وہ اس طرح پر تھا کہ ایک شخص کو اسکے سامنے لائے جس نے شراب پی تھی ابوبکر نے دریافت کیا کہ تو نے شراب کو کہ شرع مین حرام ہے کس لئے پیا کہا مین تازہ مسلمان ہون اسکی حرمت سے واقف نہ تھا کہ پرہیز کرتا اور مین ایسے لوگون مین رہتا ہون جو شراب کو حلال سمجھکر نوش کرتے ہین ۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ اے ابوحفص اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو عمر نے کہا یہہ ایک مشکل ہے کہ ابوالحسن اسکو حل کرین ابوبکر نے غلام کو اشارہ کیا کہ امیر المومنینؑ کو طلب کرے عمر نے کہا حاکم کے پاس جاتے ہین اسکو نہین بلاتے پس وہ سب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور صورتِ واقعہ آپکے سامنے بیان کی حضرت نے فرمایا کسیکو اسکے ہمراہ کرین کہ مجالسِ مہاجرین و انصار مین پھرائے کہ کسینے آیہ تحریم خمر اسکے سامنے پڑہی ہے یا نہیں بموجب ارشاد امیر المومنینؑ تمام سے دریافت کیا کسینے گواہی نہ دی کہ آیہ تحریم اُس پر پڑہی ہے اسلئے حضرت نے اسکو رہا کیا سلمانؓ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپنے ان لوگون کو ہدایت کی اور راہ شرع دکھلائی فرمایا مینے چاہا کہ مضمون اس آیۂ شریفہ کو ان پر تازہ کرون جو میرے اور انکے باب مین نازل ہوئی ہے اَفَمَنۡ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ یُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا یَهِدِّیۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ یُّهۡدٰی ۚ فَمَا لَکُمۡ ۟ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ یعنی آیا جو شخص کہ حق کیطرف ہدایت کرے زیادہ لائق ہے کہ اُسکی پیروی کرین یا وہ کہ ہدایت نہ پاوے بغیر اسکے کہ دوسرے اسکو ہدایت کرین کیا ہے تمکو

قضیہ ۱۸ کیسا حکم کرتے ہو **قضیہ** خاصہ و عامہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مدینہ مین ایک مردِ مالدار رہتا تھا اُسکی زوجہ فوت ہوئی اور ایک لڑکا جو پہلے شوہر سے تھا وارث چھوڑا اُس نے دوسری عورت سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا اُسکے پیدا ہوا چند روز کے بعد وہ مالدار خود مر گیا ۔ ان دو نو لڑکون مین اُسکی وراثت پر نزاع ہوئی ہر ایک دعوے کرتا تھا کہ مین اُسکا صلبی بیٹا ہون یہہ قضیہ ابوبکر کے پاس آیا ابوبکر صورتِ نزاع سنکر حیران رہ گیا کہ کیا حکم دے عمار یاسرؓ وہان موجود تھے دونو لڑکون کو امیر المومنینؑ کی خدمت مین لائے اور ماجرے بیان کیا آپ مسجدِ رسول اللہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اس مقدمہ مین آج وہ حکم کرونگا کہ ملائکہ آسمان اُس سے تعجب مین رہین ۔ پھر سلمانؓ کو کہا کہ فصاد کو حاضر کر اور قنبر سے فرمایا کہ قبرستان مین جہان خواجہ مالدار مدفون ہے جائے اور قبر کو شگافتہ کرکے ایک استخوان اُس کے جسم سے لے آئے ۔ فصاد حاضر ہوا تو آپنے طشت منگا کر ایک لڑکے کی ہین فصد کرائی اور اس خون مین استخوانِ خواجہ کو ڈالا اثر خون ہڈی مین کچھ ظاہر نہوا اور خون کو اس نے جذب نہ کیا پس دوسرے لڑکے کی فصد کرائی اور اسکے خون مین اُس ہڈی کو چھوڑا تو ہڈی نے لہو کو جذب کیا

بعدیکہ لبستگی خون اسپر نمودار تھی حضرت نے اُس لڑکے کو خواجہ کا بیٹا قرار دیا اور تمام زر و مال اُسکو دلوایا۔ حاضرین نے یہہ سانحہ غریب ملاحظہ کرکے صدائے درود بلند کی اور کہا یا علیؑ غم والم کو تم نے ہمارے دلوں سے زائل کیا۔ اور ابوبکر و عمر نے پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور کہا وہ دن نہو کہ کوئی واقعہ ہم پر وارد ہو اور تم یا علیؑ ہمارے درمیان موجود نہو حضرت نے حکم دیا کہ دوسرے لڑکے کو بیت المال سے کچھ دلوادیں مؤلف کہتا ہے کہ مناسب مقام ہے نقل کرنا چند مسئلونکا جنکے جواب مین جناب خلیفۂ اول حیران و عاجز رہے اور حضرت حلال مشکلات و کشاف معضلات نے بوساطت ناخن عقل و کیاست وہان عقدہ کشائی فرمائی از انجملہ بحار الانوار مین منقول ہے کہ کسینے ابوبکر سے سوال کیا کہ ایک شخص نے صبح کو ایک عورت سے نکاح کیا عشا کیوقت اُس سے لڑکا پیدا ہوا پھر وہ شخص مرگیا پسر و مادر نے اُس سے میراث پائی یہہ کسطرح ہوسکتا ہے خلیفہ صاحب حیران رہ گئے اور کچھ جواب نبن آیا امیر المومنین نے فرمایا کہ اس شخص کے ایک کنیز تھی۔ جو کہ اس سے حاملہ تھی صبح کو اُسکو آزاد کرکے اُسکے ساتھ نکاح کیا شام کو وضع حمل ہوا اور لڑکا جنی اسکے بعد وہ شخص فوت ہوا پس زوجہ اور پسر دونو وارث ہونگے اور وراثت اُنکی بحسب شرع درست ہے۔ علٰے ہذا شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد مین نقل کیا ہے کہ ایک عالم علمائے یہود سے ابوبکر کے پاس آیا اور کہا توریت مین لکھا ہے کہ خلفائے انبیا کا علم تمام امت سے زیادہ ہوتا ہے پس اگر تم خلیفۂ رسولخدا ہو تو بتلاؤ کہ خدا آسمان پر ہے یا زمین پر ابوبکر نے کہا کہ خدائے تعالی آسمان پر بالائے عرش ہے یہودی نے کہا تو زمین اس سے خالی ہے اور بنابر اسکے لازم آتا ہے کہ خدا ایک مکان مین ہو نہ دوسرے مین خلیفہ صاحبنے کہا یہہ کلام زندیقون اور بے دینون کا ہے دور ہو میرے پاس سے ورنہ مر کرونگا کہ تجھکو قتل کرین یہودی ہانسنے چلا اور اسلام پر استہزا کرتا تھا۔ راہ مین وارث منصب ہارونی خطیب ممبر سلونی سے ملاقات ہوئی آپنے فرمایا اے یہودی مین تجھکو جانتا ہون اور جو سوال و جواب کہ تیرے اور ابوبکر کے درمیان اسوقت ہوئے مجھکو معلوم ہین۔ مین کہتا ہون کہ خدائے عزوجل نے مکان کو پیدا کیا اسکے لئے کوئی مکان نہین اور مرتبہ اسکا اس سے برتر ہے کہ مکان اسکو احاطہ کرے وہ ہر مکان مین ہے مگر نہ اسطرح پر کہ مکان اسکو مس کرے اور اسکے نزدیک ہو بلکہ علم اُسکا محیط ہے تمام مکانون کو اور جو کچھ اسمین ہے اور کوئی مکان اُسکی تدبیر سے باہر نہین مین تجھے وہ بات بتلاتا ہون جو کہ تمہاری کتابون مین لکھی ہے اور میرے اس قول کی تصدیق کرتی ہے کیا تمہاری کتابون مین نہین لکھا کہ ایک روز حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک فرشتہ مشرق کی طرف سے آیا آپنے اُس سے دریافت کیا کہ کہان سے آتا ہے۔ کہا خدائے عزوجل کے پاس سے پھر ایک فرشتہ جانب مغرب سے آیا موسیٰؑ نے اُس سے دریافت کیا کہ تو کہان سے آتا ہے تو اُس نے یہی کہا کہ خدائے عزوجل کے پاس سے پس تیسرا فلک ہفتم سے اور چوتھا طبقۂ زیرین زمین سے وارد ہوئے اور انہون نے بھی یہی کہا کہ خدائے تعالےٰ کے پاس سے آتے ہین۔ موسیٰؑ نے یہہ دیکھ کر فرمایا کہ پاک ہے وہ خدائے بزرگ و برتر کہ کوئی مکان اس سے خالی نہین اور کسی جگہہ سے بہ نسبت دوسری کے قریب تر نہین یہودی نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّكَ اَحَقُّ بِمَقَامِ نَبِيِّكَ مِمَّنِ اسْتَوٰى عَلَيْهِ گواہی دیتا ہون کہ حق یہی ہے اور تم جانشینی پیغمبر کے لئے زیادہ لائق ہو بہ نسبت اس شخص کے جو اسپر مستولی ہے **لبعض** علمانے افادہ فرمایا ہے کہ معلوم ہوتا ہے گروہ مشبہہ اور حنابلہ کے اقوال جو کہتے ہین کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور ہر جمعہ کو اپنے گدہے پر سوار ہوکر زمین پر اُترتا ہے

حضرت خلیفہ صاحب ہی کے کلام سے ماخوذ ہین جو اپنے کفر و زندقہ کو بیچارہ یہودی کے سر لگاتے تھے۔ اور نیز بحار مین تحریر ہے کہ سلطان روم نے اپنے وکیل کی معرفت ابوبکر سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے کہ بہشت کی امید نہین کرتا اور دوزخ سے نہین ڈرتا خوفِ خدا اسکو نہین نہ رکوع کرتا ہے نہ سجود میتہ اور خون اُسکی غذا ہے بے دیکھی باتون پر گواہی دیتا ہے فتنہ کو دوست رکھتا ہے اور حق کو دشمن آیا یہہ شخص کیسا ہے ابوبکر سے کچھ جواب اس کا بن نہ آیا عمر نے کہا اُس نے اپنے کفر پر کفر کو بڑہایا جب یہہ خبر حضرت امیرؑ کو پہنچی تو آپنے فرمایا کہ یہہ شخص اولیاء اللہ سے ہے نہ بہشت کی طمع ہے نہ دوزخ کا ڈر خدا سے جو خوف نہین کرتا اسکے معنے یہہ ہین کہ اُسکے ظلم سے خائف نہین نہ یہہ کہ عدل سے خوف نہین کرتا اور رکوع و سجود نہین کرتا یعنی نمازِ جنازہ مین اور میتہ اور خون کھاتا ہے یعنی ماہی و ملخ سے پرہیز نہین کرتا اور جگر جانور کا کول اللحم کا کہ درحقیقت خون بستہ ہے کھاتا ہے اور فتنہ سے جو محبت رکھتا ہے مراد اُس سے اسکا مال و اولاد ہے کہ انکو دوست رکھتا ہے حقتعالے فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اور گواہی دیتا ہے بہشت و دوزخ کی حالانکہ اُنکو نہین دیکھا اور حق سے دشمنی رکھتا ہے یعنی موت سے کراہت کرتا ہے وَالْمَوْتُ حَقٌّ اور بعض کتب مین یہہ چند فقرات اور زیادہ کئے ہین اور کہتا ہے کہ میرے لئے ہے جو خدا کے واسطے نہین یعنی زن و فرزند اور مجھ مین ہے جو خدا مین نہین یعنی ظلم و جور اور تصدیق کرتا ہے یہود و نصارے کی یعنی اُنکا قول قَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ درست جانتا ہے۔ مراد یہہ کہ نصارے کہتے ہین کہ یہود حق پر نہین اور یہود کہتے ہین کہ نصارے حق پر نہین وہ انکے اس قول کی تصدیق کرتا ہے اور درست سمجھتا ہے۔ اور انبیا کی تکذیب کرتا ہے یعنے برادرانِ یوسف کو کہ موافق ایک قول کے نبی تھے کاذب جانتا ہے اور اُنکا کلام فَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ہمنے یوسف کو اپنے اسباب پر چھوڑا تھا بھیڑیے نے اسکو کھا لیا صحیح جانتا ہے وکیلِ شاہ روم نے یہہ جوابِ باصواب سنکر کہا یا علیؑ آپ ہین وصی برحق و امامِ مطلق اور مستحق اس مرتبہ کے آپ ہی ہین اور نیز ارشاد مین مروی ہے کہ کسینے ابوبکر سے لفظِ کلالہ کے معنے پوچھے۔ کہا اپنی رائے سے کہتا ہون اگر درست ہے تو خدا کی طرف سے ورنہ میرے اور شیطان کی جانب سے اور خدا اس سے بری ہے۔ معنی کلالہ کے وہ رشتہ دار ہین کہ سوائے والد و ولد کے ہین امیر المومنینؑ نے یہہ سنا تو فرمایا کہ غنی نہین کیا اسکو حقتعالے نے اُسکی رائے سے۔ اسکو معلوم نہین کہ مراد کلالہ سے بھائی بہنین ہین جو ایک ماں باپ سے ہون یا دو باپ اور ایک ماں یا دو ماں ایک باپ سے **مؤلف** کہتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنے تحفہ مین جہالت مسئلہ کلالہ وغیرہ کو ابوبکر کے مطاعن مین شیعون کی طرف سے نقل کرکے اول اپنی اصول کے موافق اُسکا جواب دیا ہے کہ ہمارے نزدیک لازم نہین کہ امام کو تمام احکام معلوم ہون پس اگر ابوبکر پر بھی بعض امور پوشیدہ رہے تو معذور ہے۔ بعد ازان مقامِ الزامِ شیعہ مین بکمال بیباکی عدمِ علمِ بعض مسائل کو امیر المومنین علیہ السلام کیطرف نسبت کیا ہے اور طرہ یہہ کہ اسکو بزعم خود کتبِ شیعہ سے ثابت سمجھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہین اگر ابوبکر را مسئلہ کلالہ و جدہ معلوم نبودہ در امامت او نقصانے نمیکند زیرا کہ بموجب روایاتِ شیعہ امیر المومنین علی را بعض مسائل معلوم نبود حالانکہ بالاجماع امامِ مطلق بود رُوِیَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ عَلِیًّا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَقَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِھَا ثُمَّ قَالَ وَا بَرْدَھَا عَلٰی کَبِدِیْ سُئِلْتُ عَمَّا لَا اَعْلَمُ فَقُلْتُ اللّٰہُ اَعْلَمُ ورواہ سعد بن نصیر ایضاً ترجمہ عبداللہ بن بشیر نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام سے کسینے ایک مسئلہ پوچھا انہون نے

کہا مجھکو اسکا علم نہین پھر کہا سب سے زیادہ میرے جگر کو یہہ ٹھنڈا کرتا ہے کہ مجھ سے وہ مسئلہ پوچھین کہ مجھکو معلوم نہو اور مین کہون کہ خدا زیادہ دانا ہے روایت کیا ہے اسکو سعدان بن نصیر نے بھی) اسکے جواب مین مختصر اگزارش یہہ ہے کہ روایت عبد اللہ بن بشیر و سعدان بن نصیر کہ اس محدث عدیم النظیر نے عدیم علم جناب خطیب منبر سلونی پر دلیل سمجھ کر نقل کی ہے بے اصل محض و موضوع ہے کتب شیعہ مین بروایت شاذ و ضعیف محتمل التقیہ بھی ذکر نہین ہوئی اور قول اہل سنت کا ان پر حجت نہین ہو سکتا **بعضے از قضایا کہ در عہد حکومت خلیفہ ثانی فیصل فرمود** ہر چند جو قضیے کہ اُس جناب نے عہد سلطنت جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب مین فیصل کئے بکثرت ہین حتّٰے کہ تمام مدت خلافت مین کمتر کوئی ہفتہ بلکہ کوئی دن ایسا گزرتا ہوگا کہ کوئی مشکل امر واقع نہوا اور امیر المومنینؑ اُسکو حل نہ کرین موافق روایات اہلسنت کے بہتّر معرکے تو صرف ایسے ہین جنمین خلیفہ صاحب نے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اپنی زبان سے کہا چنانچہ بعض علماء اعلام نے خصوص اس بارے مین ایک رسالہ تحریر کیا ہے اور ان بہتر قضایا کو تفصیل وار اسمین درج کیا ہے اور موقعہ و مقام ان معرکون کا بیان فرمایا ہے لیکن اس مقام پر چند قضیے نقل ہوتے ہین **ازانجملہ** ایک روز تین شخص عمر کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہمارے پاس سترہ اونٹ ہین اور ہم تینون انمین شریک ہین ایک کا حصہ نصف ہے اور دوسرے کا تہائی تیسرے کا نوان ہم چاہتے ہین کہ شتر ہمارے درمیان حصہ وار تقسیم ہو جائین اور حاجت قطع برید کی انمین نہو۔ عمر حیران رہ گیا کہ کیا کرے آخر حضرت کاشف معضلات کی جانب رجوع کی آپنے ایک اونٹ بیت المال سے منگا کر ان سترہ اونٹون مین شامل کیا۔ اور نصف مجموع یعنی نو شتر منجملہ اٹھارہ کے نصف کے حصہ دار کو دئے اور چھہ اسکا ثلث تہائی کے خواستگار کو بخشے اور دو اونٹ نہم حصہ والے کو عطا کئے ایک اونٹ جو باقی رہا وہ بیت المال کو واپس فرمایا جملہ حاضرین نے آواز تکبیر بلند کی اور عمر نے کہا کہ خدا ہمکو وہ روز نہ دکھائے کہ جسمین اے ابو الحسن تم ہمارے درمیان نہو **قضیہ** بحار الانوار مین حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک مرد انصاری کو مار ڈالا عمر نے قاتل کو پکڑ کر مقتول کے باپ کے سپرد کیا کہ اس سے قصاص اپنے بیٹے کا لے انصاری پدر مقتول نے دو ضرب تلوار اُسپر لگائین اور بے جان سمجھ کر چھوڑ دیا اتفاقاً ایک رمق جان اسمین باقی رہ گئی تھی اُسکے اقربا نے علاج کیا چھہ مہینے مین تندرست ہو گیا۔ انصاری نے راہ مین اسکو دیکھ کر پکڑ لیا اور کشان کشان خلیفہ صاحب کی خدمت مین لایا۔ عمر نے پروانگی دی کہ اسکو قتل کرے وہ مرد چلّایا اور امیر المومنینؑ سے دادخواہ ہوا آپنے عمر سے کہا کیا حکم تونے اس مرد کے بارے مین کیا ہے۔ کہا اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ جان کی عوض جان ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا پیشتر قتل نہین کیا کہا کیا فرمایا تو دو بارہ اسکو قتل کیا چاہتا ہے عمر نے حیران ہو کر کہا یا علیؑ تم اس مقدمہ مین حکم کرو فرمایا حکم یہی ہے کہ اس مرد کو رہا کر انصاری نے شور مچایا کہ یا علیؑ آپ چاہتے ہین کہ میرے بیٹے کے خون کو باطل کرین آپنے فرمایا نہین لیکن انصاف یہہ ہے کہ اول اسکو قدرت دین کہ وہ اپنا بدلا تجھ سے لے اور جو کچھ تونے اسکے ساتھ کیا وہ تیرے ساتھ کرے بعد ازان اگر تو جانبر ہو تو اپنے بیٹے کا قصاص اس سے لے سکتا ہے انصاری نے کہا بخدا قسم کہ مین اس صدمہ سے جانبر نہونگا آپنے فرمایا کہ ضرور ہے کہ وہ پہلے اپنا قصاص تجھ سے لے انصاری نے کہا مین خون سے درگزرا وہ میرے قصاص سے درگزرے پس دونو مین صلحنامہ تحریر ہوا اور ہر ایک اپنے دعوے سے دستبردار ہو کر وہان سے رخصت ہوا عمر نے دونو ہاتھ اپنے بلند کئے اور کہا الحمد للہ کہ اُس نے تم اہل بیتؑ کو ہدایت خلق کے لئے نصب فرمایا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اگر علیؑ نہوتے

ہنوتے تو عمر ہلاک ہوگیا تھا **قضیہ** نیز بحار الانوار مین منقول ہے کہ کچھ لوگ شام سے حج کے لئے آئے تھے ایک مقام پر پانچ بیضے شتر مرغ کے اسکے آشیانہ سے نکال لئے اور پکا کر کھا گئے بعد مین یاد آیا کہ حالت احرام مین شکار کیا خطا کی مدینہ مین آئے اور ماجرے عمر کے آگے بیان کیا عمر نے صحابہ رسولخدا سے کہ حاضر تھے حکم اس مسئلہ کا دریافت کیا انمین اختلاف ہوا کسینے کچھ کہا کسینے کچھ عمر نے کہا جبکہ اختلاف ہوا تو یہان ایک مرد عالم ہین کہ جب ہمارے درمیان کسی مسئلہ مین اختلاف ہوتا ہے تو ہم انکی طرف رجوع کرتے ہین یہہ کہکر ایک عورت سے کہ اسکا نام عطبہ تھا حمار عاریتاً طلب کیا اور اسپر سوار ہوکر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اسوقت ایک مزرعہ مین کہ چشمہ آب اسمین جاری تھا تشریف رکھتے تھے عمر نے قصہ نقل کیا حضرت نے فرمایا کہ پانچ ناقہ پر شتران نر کو چھوڑین جب بچے انسے پیدا ہون تو انکو اس فعل کے کفارہ مین قربانی کرین عمر نے کہا یا ابا الحسن حمل کبھی ساقط بھی ہوجاتا ہے فرمایا ہان جیسا کہ بیضہ کبھی فاسد ہوجاتا ہے۔ عمر نے کہا مین نے اسی لئے کہا تھا کہ یا علی اس مقدمہ مین آپ حکم کرین۔

قضیہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ عمر کے پاس ایک عورت کو لائے کہ ایک مرد کبیر السن نے اسکی ساتھ نکاح کیا تھا بوقت مجامعت اسکے شکم پر مرگیا عورت اس جماع سے حاملہ ہوکر ایک لڑکا جنی پسران شیخ نے دعوے کیا کہ عورت نے زنا کیا ہے یہ بچہ ہمارے باپکے نطفہ سے نہین اور گواہون نے انکے دعوے کو تصدیق کیا عمر نے کہا کہ عورت کو سنگسار کرین سنگسار کرنے کو لے جاتے تھے کہ راہ مین امیر المومنین ملے عورت نے عرض کی اے ابن عم رسولخدا مین مظلومہ ہون اور یہہ حجت میرے پاس موجود ہے اور ایک کاغذ حضرت کو دیا آپنے وہ کاغذ پڑہا اور فرمایا کہ یہہ عورت تاریخ نکاح وجماع سے خبر دیتی ہے اور کیفیت جماع کو بیان کرتی ہے اسکو واپس لے چلو دوسرے روز آپنے کچھ بچون کو بلوایا اس عورت کا بچہ بھی انمین شامل تھا اور انسے کہا باہم بازی کرو اور اچھی طرح کودو پھاندو پس وہ کھیلنے مین مصروف ہوئے حتے کہ گرم ہوگئے پھر آپنے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ سب بیٹھ گئے پھر کہا کھڑے ہوجاؤ سب ایک دم سے کھڑے ہوگئے الّا پسر عورت کہ ہاتھون کو ٹیک کر اٹھا آپنے اسکو میراث مین شامل کیا اور پسران پیر مرد متوفی کو حد تہمت لگوائی۔ عمر نے کہا یا علی آپنے کسطرح یہہ حکم کیا۔ فرمایا مینے اس لڑکے کے ہاتھ ٹیک کر زمین سے اٹھنے سے معلوم کیا کہ یہہ اس بوڑھے کا بیٹا ہے کیونکہ باپ کا ضعف اسمین موجود ہے **قضیہ** تہذیب الاحکام مین ہے کہ عمر کے پاس پانچ آدمیون کو لائے سبنے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا۔ عمر نے امر کیا کہ سب پر حد جاری کرین امیر المومنین وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا اے عمر ان اشخاص کا یہہ حکم نہین جو تو نے کیا کہا یا علی خدا تعالے فرماتا ہے اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ کہ مرد و عورت زناکار کو سو سو کوڑے مارو آپنے فرمایا یہہ درست ہے مگر انکا حکم جدا ہے کہا وہ کیا ہے یا ابا الحسن آپنے کہا انکا حکم یہہ ہے کہ ایک کو قتل کرین دوسرے کو سنگسار تیسرے کو پوری حد لگائین چوتھے کو نصف حد لگائین پانچوین کو تعزیر یعنی صرف تادیب پر اکتفا کرین عمر حیران رہ گیا اور حاضرین نے دلیل ان احکام متضادہ مختلفہ کی دریافت کی فرمایا اوّل یہودی ہے کہ اس نے دین مین فساد کیا اسلئے قتل اسکا لازم ہے دوسرا محصن یعنی صاحب زوجہ ہے اور ستوجب رجم یعنی سنگساری تیسرا مجرد یعنی زوجہ نہین رکھتا اسلئے حد اسپر لازم ہے چوتھا غلام ہے اور سزاوار نصف حد ہے پانچوان مجنون ہے کچھ اسپر نہین تادیباً تین طمانچے اسکے لگانے چاہئین لوگون نے یہہ سنکر آواز درود بلند کی عمر نے کہا لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ **قضیہ** سنی و شیعہ نے اپنی اپنی کتابون مین روایت کی ہے کہ رسولخدا کے زمانے مین ایک جوان اولاد انصار سے مدینہ مین رہتا تھا کہ زہد و تقوے و ورع

عفت مین یگانۂ روزگار تھا شیطان کو اسپر دستِ قدرت نہ تھا اور نفس امارہ اُس پر قابو نہ پا سکتا تھا وہ ایک بار عمر بن الخطاب کے عہد حکومت مین
عازمِ حج بیت اللہ الحرام ہوا جناب امیر علیہ السلام بنفسِ نفیس امیر حاج کے پاس تشریف لے گئے اور جوان کے بارے مین سفارش کی کہ اسکو باعزاز
واکرام رکھین اور روادار اسکی تکلیف و رنج کے نہون اتفاقاً یہ جوان جیسا کہ نور تقوے و پرہیزگاری سے باطن مین آراستہ تھا اسیطرح ظاہر مین بھی حسن
خداداد و جمالِ مادر زاد سے غیرت سرو شمشاد تھا۔ ایک عورت قافلہ سے یہہ قدرت خدا دیکھکر عاشق ہوگئی ہمیشہ طالب قرب اتصال و تشنۂ زلال
وصال رہتی حتّٰی کہ ایک روز موقع پاکر اپنے آپ کو اس جوان کے پاس پہنچایا اور نقاب حیا چہرۂ تمنا سے الٹ کر مدعا و مقصود درمیان لائی جوان نے
کہا دور ہو اے ملعونہ میرے پاس سے ورنہ شور و غل کرونگا کہ تو تمام قافلہ مین رسوا ہوگی عورت ناچار واپس ہوئی مگر آتش عشق کا تنّور سینہ مین
مشتعل تھی اگلے روز دوسری منزل پر پھر اسیوقت اُسکے پاس پہنچی اور حکایت دوشینہ پیش کی جوان اُسیطرح انکار اور انکار پر اصرار کرتا تھا۔ جب کہ
تیسری منزل پر عورت نے ایک شعبدہ برپا کیا ایک سو ایک اشرفی اور ایک گردن بند مع ایک انگوٹھی یاقوتِ سُرخ کے جسپر اسکے شوہر کا نام
کندہ تھا ایک تھیلی مین باندہ کر رات کو جسوقت کہ جوان صالح مشغولِ نماز تھا اور ذکر الٰہی مین ازخود رفتہ ہو رہا تھا اسکی منزل مین گئی اور آہستہ آہستہ
اسکے قریب جاکر وہ توڑا اسکے اسباب مین رکھ آئی علے الصباح جب قافلہ کے کوچ کا وقت آیا اور لوگ اپنے اپنے اسباب باندھنے مین مصروف ہوئے
تو چیخنا اور چلانا شروع کیا یہہ دیکھکر قافلہ والے اسکے پاس آئے اور سبب اس اضطراب کا پوچھا عورت نے کہا جسقدر مال میرے ہمراہ تھا سب
چوری گیا امیرِ قافلہ نے امر کیا کہ تمام اہلِ قافلہ کا اسباب کھولا جائے اور عورت کا مال تلاش کرین الا جوان صالح کا۔ چونکہ امیر المومنین علیہ السلام نے
اسکے بارے مین وصیت کی تھی اور نیز آثار صلاح و سداد اسمین اسقدر پائے جاتے تھے کہ لوگون کو شرم آتی تھی کہ اس سے متعرض ہون اور
اسباب کو اسکے ہاتھ لگائین مگر زن مکارہ اسپر راضی نہوئی آخر الامر امیرِ قافلہ عورت کی تسلی کے لئے خود جوانِ صالح کے قریب گیا اور کہا اس عورت کا
مال چوری گیا ہے تمام قافلہ کا اسباب دیکھتے ہین مین چاہتا ہون کہ تیرے اسباب سے شروع کرون خلاصہ جب جوان کا اسباب دیکھا تو اسمین
وہ ہمیان بجنسہٖ برآمد ہوئی عورت نے شور کیا کہ یہی میرا مال ہے نشانات اس سے دریافت کئے گئے تو اُس نے سب نشان ٹھیک ٹھیک بتلائے امیر
قافلہ نے وہ توڑا عورت کو دلوا دیا اور قافلہ مین شہرت ہوگئی کہ چور اس مال کا وہی جوان تھا کہ بظاہر ہر وقت مشغولِ قیام و قعود و رکوع و
سجود رہتا تھا۔ معلوم ہوا کہ ظاہر و باطن اسکا یکسان نہ تھا اہلِ قافلہ یہہ معلوم کرکے اُس بیچارہ کو ایذا دیتے اور اہانت کرتے تھے حتّٰی کہ بعض اُس
غریب کے قتل کے درپے ہوئے آخر کچھ لوگ درمیان آئے اور کہا اسکو ابن عم رسول خدا نے ہمارے سپرد کیا ہے اور سفارش کی ہے بہتر ہے کہ قید
کرکے اپنے ہمراہ رکھین مدینہ پہنچکر اُنکی خدمت مین حاضر کرین اور یہہ تمام ماجرے بیان کرین وہ خود حدِ شرعی اسپر جاری فرمائینگے یہہ صلاح
کرکے اسکے ہاتھ پاؤن باندہ کر ایک اونٹ پر لادا جوان بیچارہ خاموش تھا کچھ نہ کہتا تھا۔ مکہ پہنچکر بھی بدستور دست و پا بستہ ایک پہاڑ کے تلے مین
ڈالدیا لوگ ارکانِ حج مین مشغول تھے وہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس مین دامنِ کوہ مین پڑا تھا اس حالت مین پھر وہ بے حیا اسکے
پاس آئی اور کہنے لگی میرا مقصود بر لا کہ تجھکو رہائی دلواؤن۔ جوان نے ویسے ہی جواب صاف دیا ناچار واپس ہوئی اور مکہ کے پہاڑون مین تنہا
پھرتی تھی اتفاقاً ایک غلام کو غلامان مغیرہ سے دیکھا اور اسکے ساتھ اپنا مونہہ کالا کیا چند روز کے بعد جب آثار حمل مشاہدہ ہوئے تو قافلہ والون کے

پاس آئی اور دونو ہاتھون سے اپنا سر پیٹتی اور فریاد کرتی تھی لوگون نے اس جزع و فزع کا سبب دریافت کیا تو کہا وا مصیبتاہ اُس جوان نے میرے ساتھ زنا کیا چنانچہ مین اُس سے حاملہ ہون کہا ابتک کسلئے اس امر کو ظاہر نہ کیا تھا کہا مین نہ چاہتی تھی کہ اُسکو رُسوا کرون اب چونکہ کار اخفا حد امکان سے گزر گیا اور آثارِ حمل مشاہدہ ہونے لگے ناچار ظاہر کیا تاکہ تم سب اس معاملہ مین گواہ رہو۔ القصہ اہلِ قافلہ نے کوچ کیا اور جوانِ صالح اُسی طرح دست و پا بستہ اُنکے ساتھ تھا حتےٰ کہ مدینہ کے قریب پُہنچے امیر المومنین علیہ السلام یہہ خبر سنکر جوان کے استقبال کیلئے بیرونِ شہر تشریف لے گئے اور شروعِ قافلہ سے حالِ فرخندہ مآل جوانِ صالح کا دریافت کیا لوگون نے کہا یا امیر المومنین اسکو صالح نہ کہئے وہ چور اور زانی نکلا عنقریب دست و پا بستہ آپکے سامنے آتا ہے جب تمام قافلہ آچکا تو دیکھا کہ جوان سب کے پیچھے ایک شتر پر لدا چلا آتا ہے امیر المومنین نے اُس اونٹ کو قطار سے علیحدہ کر لیا اور بنفسِ نفیس اُسکو ہنکاتے تھے حتےٰ کہ در مسجدِ رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ پر پہنچے اور حسنین علیہما السلام کو فرمایا کہ محلہ بنی نجار مین ایک مکان عالیشان ہے وہان جاؤ اور دروازہ پر دستک دو اور ایک عورت صاحب جمال وہانسے نکلے گی اور تمکو کہے گی مَرْحَبًا بِكُمَا يَا سِبْطَيْ رَسُولِ اللهِ اسکو کہو کہ قاضی موجود ہے کہ تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان بحق حکم کرے اگر پوچھے قاضی کون ہے تو کہنا ہمارا باپ علی بن ابیطالب ہے

بالجملہ عورت نے جب نامِ مبارک امیر المومنین کا سنا تو کانپ گئی اور کہا وا فضیحتاہ اور مجبور حسنین علیہما السلام کے ساتھ ہولی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئی تو آپنے فرمایا اس جوان کے حق مین کیا کہتی ہے کہا کیا کہون مین اسکے حق مین اس نے میرا مال دزدی کیا اور میرے ساتھ زنا کیا تمام قافلہ والے اس امر کے گواہ ہین حضرت نے سلمان فارسیؓ سے کہا کہ حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ مین جاکر آپ کی چھڑی مع ایک ڈبہ سر بمہر کے کہ فلان مقام پر رکھا ہے لے آئے جب چھڑی اور ڈبہ حاضر ہوا آپنے اس عورت کو پہلو پر لٹایا اور ایک گلیم اُس پر اُڑھا کر چھڑی کو اُسکے پہلو پر لگایا اور فرمایا بنامِ خدا اور برکتِ حضرتِ رسولخدا اسلام ہو تجھ پر اے جنین۔ پیٹ مین سے آواز آئی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللهِ آپ پر بھی سلام ہو اے پسر عم رسولخدا حضرت نے فرمایا اے بندۂ خدا خبر دے مجھکو کہ تیرا باپ کون ہے آزاد ہے یا غلام سیاہ ہے یا سفید حلال سے تیرا نطفہ منعقد ہوا ہے یا حرام سے شکم سے آواز آئی کہ گواہی دیتا ہون کہ خدا واحد ہے اور پسر عم آپکے رسولخدا ہین اور مین بندۂ خدا ہون میرا باپ ایک غلام سیاہ فام غلامان مغیرہ سے ہے۔ احکم الحاکمین میرے اور اسکے درمیان حکم کرے کہ میرے نُطفہ کو حرام سے منعقد کیا۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خبر دے یہہ حرکت تیری مان کی شہوت سے واقع ہوئی یا تیرے باپ کی خواہش سے آواز آئی کہ دونو اسمین شریک تھے اسپر شور درود بلند ہوا اور آوازین صلّ علےٰ کی چارون طرف سے اُٹھین اہلِ قافلہ نے کہا ہم استغفار کرتے ہین طرف حقتعالےٰ کی کہ یہہ خطا ہم سے صادر ہوئی اور ایسا گمانِ بد اس جوانِ نیک انجام کیطرف ہم نے کیا اسوقت امیر المومنین نے اُس حُقہ سر بمہر کی مُہر کو توڑا اسمین سے ایک عضو تناسل اور دو خصیہ خشک شدہ بر آمد ہوئے حاضرین نے حقیقت ان اشیا کی دریافت کی آپنے فرمایا یہہ چیزین اس جوان سے ہین حضرت رسولخدا ایک روز ممبر پر خطبہ فرما رہے تھے یہہ حاضر تھا اثناء وعظ مین آپنے اس آیۂ شریفہ کو تلاوت فرمایا اَلزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ کہ زانی عورت سے مرد زناکار ہی مقاربت کرتا ہے یہہ جوان اسکو سنکر گھر گیا اور اپنا آلتِ تناسل کاٹ ڈالا جبرئیلؑ نے حضرت رسولخدا کو اس ماجرے کی اطلاع کی آپ اسکے گھر پر تشریف لے گئے دیکھا تو موضعِ قطع سے خون رواں ہے فرمایا تو نے یہ حرکت کسلئے کی عرض کی مین آیۂ زنا سنکر عذاب جہنم سے خائف

ہوا پس یہہ حرکت بے اختیار مجھ سے صادر ہوئی آپنے دستِ مبارک بمقامِ قطع پر پھیرا فی الفور خون بند ہو گیا اور زخم بھر آیا پس ان اشیا کو
ڈبہ مین رکھوا کر فرمایا یا علی اس جوان پر میری وفات کے بعد زنا کی تہمت کرین گے تو لیا اور ایسا کرنا تاکہ اسکی بیگناہی سب پر عیان ہو جائے عمر بن الخطاب
نے یہہ حال معلوم کر کے حکم دیا کہ زن زناکار کو سنگسار کرین امیر المومنین نے فرمایا کہ اسوقت اسکو نہین مار سکتے کسلیئے کہ یہہ باردار ہے اسوقت اسکا رجم کرنا
موجبِ ہلاکتِ طفلِ بیگناہ ہے پس اسکو اسقدر مہلت دے کہ وضع حمل کرے اور مدتِ رضاعت تمام ہو اسوقت سنگسار کرنا **قضایائے**
زمانہ خلافتِ عثمان بن عفان خلیفہ ثالث اہلِ سنت قضیہ کتبِ معتبرہ خاصہ وعامہ مین روایت
کی ہے کہ عثمان کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے عقدِ نکاح اور وقوعِ خلوتِ شوہر سے چھہ مہینے بعد بچہ جنا تھا عثمان نے کہا بالضرور اس نے
زنا کیا ہے اور یہہ بچہ حرام کا ہے سنگسار کرین امیر المومنین یہہ سنکر عثمان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مدتِ حمل وفصال بموجب قول خدائے
متعال وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا دو سال چھہ مہینے مین اور حسب دو سال بموجب آیہ وافی ہدایہ وَيُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ کہ عورتین اپنے بچون کو پورے دو سال دودھ پلائین۔ مدتِ رضاعت اس سے منفی کی تو اقلِ مدتِ حمل چھہ مہینے باقی رہے پس چھہ
مہینے مین بچہ جننے پر بموجب اس توجیہ کے تیقنِ زنا عورت کی نسبت نہین ہو سکتا کسلیئے کہ احتمال ہے کہ یہہ حمل اسکے شوہر سے ہو۔ عثمان نے یہہ سنکر
حکم دیا کہ عورت کو رہا کرین منقول ہے کہ قبل اسکے کہ فرستادہ عثمان اس معرکہ مین پہنچے اور مبلغ قتلِ عورت ہو اسکا کام تمام ہو چکا تھا **قضیہ**
کتابِ مستطاب بحار الانوار مین عبد اللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ہمنے حالتِ احرام مین کچھ چکور شکار کئے تھے انکو
پکا کر عثمان کے پاس لے گئے عثمان نے کہا یہہ ایک شکار ہے نہ ہمنے اسکو خود کیا ہے نہ ہمارے حکم سے شکار کیا گیا ہے پھر اسکے کھانے مین ہمکو کیا مضائقہ
ہے کسینے کہا علی بن ابی طالب اسکو منع جانتے ہین عثمان نے امیر المومنین علیہ السلام کو بلوایا اور کہا یا علی تم ہماری ہمیشہ مخالفت کرتے ہو
آپ اصحاب رسولِ خدا کی طرف جو اس انجمن مین حاضر تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا تمکو قسم ہے خدائے عز وجل کی کہ کیا یہہ صحیح نہین کہ پیغمبر خدا حالتِ
احرام مین تھے آپکے لئے دمِ حمار وحشی لائے فرمایا کہ مین محرم ہون اہلِ حل[1] پر اطعام کرین بارہ شخصون نے شہادت دی کہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ قسم دیتا ہون
تمکو خدائے بزرگ وبرتر کی کہ کیا صحیح نہین کہ آپکے سامنے پانچ بیضے بیضہائے شتر مرغ سے لائے فرمایا مین محرم ہون اہلِ حل کو کھلائین پھر بارہ اشخاص اٹھے
اور گواہی دی کہ یہہ راست ودرست ہے راوی کہتا ہے کہ عثمان یہہ سنکر وہانسے اٹھا اور اس طعام کو ہمارے لئے چھوڑ کر خود خیمہ مین داخل ہوا **مولف**
کہتا ہے کہ حضرت خلیفہ ثالث نے رہی سہی شریعت کو بھی بالائے طاق رکھدیا تھا مہماتِ شرعیہ انکے نزدیک بہت سبک وخفیف تھین فصلِ خصومات
مین بیشتر اپنی رائے سے جو چاہتے تھے حکم دیدیتے تھے اور حضرتِ حلالِ مشکلات کیطرف بہت کم رجوع کرتے تھے بلکہ توفیقاتِ الٰہی یہانتک اس بزرگوار
سے سلب ہو گئی تھین کہ آپکے ارشادات پر بکمال بے اعتنائی زید وعمر کے فتوون کو ترجیح دیجاتی تھی چنانچہ منقول ہے کہ ایک بار ایک کنیز مکاتبہ[2] کو عثمان کے
پاس لائے کہ تین ربع اس سے آزاد ہو چکے تھے اسوقت اس نے زنا کیا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آزادی کی رعایت سے تین ربع حد لگائی

[1] اہلِ حل وہ جو احرام مین نہون ۱۲
[2] مکاتبہ مکاتب وہ لونڈی غلام ہے کہ انکے اور انکے آقا کے درمیان یہہ معاہدہ ہو کہ جس قدر روپیہ وہ اپنی قیمت سے آقا کو ادا کرے اسی قدر آزاد ہوتا جائے جب کل قیمت ادا کر دے تو کل آزاد سمجھا جائے ۱۲ منہ عفی عنہ

جائے عثمان نے زید بن ثابت سے یہہ مسئلہ پوچھا اُس نے کہا غلامی کے اعتبار سے ایک ربع حد لگنی چاہئے حضرت نے فرمایا چونکہ غالب حُریت یعنی آزادی
ہے تو حُریت کے حساب سے اجرا حد ہونا چاہئے زید نے کہا اگر حد بحساب حُریت لگائی جائے تو میراث بھی چاہئے کہ بحساب حُریت پائے آپنے فرمایا ہان میراث
بھی بحساب حُریت پائیگی زید لاجواب ہوکر ساکت ہوا مگر عثمان نے اُسکے قول پر عمل کیا اور ارشادِ امیر المومنین کو کہ سراسر ہدایت تھا ترک فرمایا **قضیہ**
عثمان کے پاس ایک شخص مردے کی کھوپری لایا اور کہا تم کہتے ہو کہ قبر مین آدمی کو آگ سے عذاب کرتے ہین مینے اس پر ہاتھ رکھا حرارتِ آتش محسوس
نہین ہوتی۔عثمان خاموش ہوگئے اور کسیکو امیر المومنین کے پاس بھیجا جب حضرت تشریف لائے تو سائل سے کہا کہ مسئلہ کو مکرر بیان کرے اور حضرت
سے عرض کی کہ یا اباالحسن جواب دو آپنے سنگ چقماق منگا کر اس سے آگ نکالی اور مرد سائل سے کہا کہ اس پتھر پر ہاتھ رکھ اور دیکھ کہ گرم ہے یا
نہین اگر گرم نہین تو وہ آگ جو اس سے نکلی کہان سے آئی مرد حیران رہ گیا اور صدائے تحسین مجلسِ عثمان سے بلند ہوئی **بعضے** از لطائف
قضایا کہ در عہدِ عدالت مہد خویش فیصل فرمودند۔سنی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ دو آدمی حضرت امیر المومنین کی خدمت مین آئے ایک نے کہا
کہ یہہ کہتا ہے کہ رات کو تیری مان کے ساتھ محتلم ہوا ہون اسکو سزا دیجئے آپنے فرمایا کہ اسکو آفتاب مین کھڑا کرا اور اسکے سایہ پر کوڑے لگا اسلئے
کہ خواب مثل سایہ کے ہے **قضیہ** شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ چھہ شخص دریائے فرات مین باہم لعب بازی کرتے تھے ایک دوسرے کو
دھکا دیتا تھا یہ اسکو وہ اسکو اس کشاکش مین ایک انمین سے غرق ہوکر مرگیا باقی پانچ اشخاص کے دو فریق ہوگئے ایک طرف دو اور ایک طرف تین دو
کہتے تھے کہ ان تین نے اُسے غرق کیا ہے اور وہ ان دو کا نام لیتے تھے شدہ شدہ یہہ قضیہ حضرت امیر المومنین کی خدمت مین پیش ہوا آپنے
حکم دیا کہ خون بہا کے پانچ حصے ہوکر تین اُسکے دو شخص ادا کرین بحساب اُس شہادت کے جو اُن پر گزری اور دو حصے باعتبار شہادت تین شخصون سے
لئے جائین شیخ مفید فرماتے ہین کہ اس قضیہ مین اس سے بہتر حکم نہین ہوسکتا **قضیہ** نیز شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ زمانِ حکومت امیر المومنین
مین ایک لڑکا پیدا ہوا جو کمر سے نیچے تک ایک تھا اور اوپر دو سر اور دو دھڑ تھے اور کسیطرح امتیاز انہین نہ تھی کہ ایک ہے یا دو اہالیانِ طفل امیر
کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ حال اُس مولود کا آپسے دریافت کرین فرمایا کہ بوقتِ خواب ایک سر یا ایک بدن کو بیدار کرو اگر دونو جاگ جائین
تو جاننا کہ ایک ہے ورنہ دو **قضیہ** بحار مین مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک خنثے کے بارے مین حکم کیا کہ اگر رحم سے پیشاب کرے
تو عورت کی میراث پائیگا ذکر کے راستہ سے کرے تو مردون کی اور جو دونو راہ سے پیشاب کرے تو استخوان ہائے پہلو کو اسکے شمار کرین اگر
مرد سے زیادہ ہین تو عورت ہے ورنہ مرد اور نیز امر کیا کہ دیوار سے شکم ملا کر پیشاب کرے اگر دیوار پر پیشاب پڑے تو مرد ہے پیچھے کو ہٹے اور دیوار پر
نہ پڑے تو عورت (مؤلف کہتا ہے کہ میراث خنثے کا سوال معاویہ نے آنحضرت سے کیا تھا چنانچہ تاریخ الخلفا مین مسطور ہے کہ علی علیہ السلام کہتے تھے
الحمد للہ الذی جعل عدونا یسئل عما نزل بہ من امر دینہ ان معاویۃ کتب علی یسئلنی عن الخنثی فکتبت الیہ ان یورثہ من قبل مبالہ
ترجمہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا دشمن اپنے دینی معاملات مین ہمارا محتاج ہے اور ہم سے سوال کرتا ہے تحقیق کہ معاویہ نے مجھکو لکھا ہے اور خنثے کا
حکم دریافت کیا ہے مینے اسکو لکھا کہ وہ پیشاب گاہ کے اعتبار سے میراث پائیگا مطلب یہہ کہ اگر عورتون کیطرح پیشاب کرتا ہے تو نصف حصہ
اسکو ملے گا ورنہ مرد ہے اور پورے حصہ کا مستحق ہوگا۔اور بعید نہین کہ کوفہ وغیرہ مین یہہ قضیہ دوبارہ بھی آپ کو پیش آیا ہو **قضیہ**۔کتاب

ارشاد مین اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ شریح قاضی کوفہ کے پاس دو شخص آئے اور کہا یا ابا امیہ ہم خلوت مین تجہہ سے کچھ کہا چاہتے ہین خلوت ہوئی تو ایک نے بیان کیا ایہا القاضی یہہ شخص جو میرے ہمراہ ہے مینے لڑکی سمجھ کر اُسکا نکاح ایک مرد کے ساتھ کر دیا تھا اور ایک لونڈی خدمت کے لئے اُسکے جہیز مین دی تھی شہوت مردی اسپر غالب ہوئی اور اس لونڈی کے ساتھ جماع کیا چنانچہ وہ اب اس سے حاملہ ہے شریح یہہ ماجری سُنکر حیران رہ گیا اور انکو لیکر امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوا اور قصہ حضرت کے روبرو بیان کیا آپنے فرمایا اسکی پسلیون کو شمار کرین انکو شمار کیا تو معلوم ہوا دہنی طرف آٹھ اور بایئن جانب سات ہین فرمایا یہہ مرد ہے موئے سر مونڈا کر نعلین وکلاہ اُسکو پہنائی اور مردون کے ساتھ ملحق کیا **قضیہ** - خاصہ وعامہ نے بروایاتِ خود اپنی اپنی کتابون مین روایت کیا ہے کہ زمانۂ خلافتِ امیر المومنینؑ مین دو شخص ہم سفر تھے راہ مین ایک مقام پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھے ایک کے پاس تین روٹیان تھین دوسرے کے پاس پانچ روٹیان سامنے رکھ کر چاہتے تھے کہ کھانا شروع کرین کہ ایک تیسرا شخص آیا اور سلام علیک کرکے اُنکے شریک ہوگیا کھا کر فارغ ہوئے تو مردِ اجنبی نے آٹھ درہم اپنی جیب سے نکالے اور کہا یہہ قیمت اُس کھانے کی ہے جو مینے تمہارے ساتھ کھایا اور درہم اُنکے آگے ڈال کر چلا گیا اِن دو رفیقون مین تقسیم دراہم پر نزاع ہوئی پانچ روٹیون والے نے تین روٹیون والے سے کہا کہ پانچ درہم میرے ہین اور تین تیرے تین روٹی والا اس پر راضی نہوا اور کہا نصفا نصفی تقسیم ہونے چاہیئن یہہ جھگڑا شریح قاضی کے پاس لے گئے شریح نے حال سُنکر تین روٹی والے کو سمجھایا کہ تیرا رفیق راست کہتا ہے تین درہم لے لے اُس نے کہا لا واللہ جبتک امیر المومنینؑ اس مقدمہ مین حکم نکرین راضی نہونگا القصہ شریح فریقین کو لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا امر طعام مین نزاع مناسب نہین - اور بروئے انصاف تین روٹی والے کو ایک درہم سے زیادہ نہین پہنچتا باقی سات درہم پانچ روٹی والے کے ہین مدعی نے غل مچایا کہ یہہ کیسا انصاف ہے - حضرت نے فرمایا کہ کل روٹیان آٹھ تھین تین تیری پانچ تیرے رفیق کی ہر ایک کے ان سے تین تین حصے ہو کر کل چوبیس حصے ہوئے آٹھ حصے تو نے کھائے حالانکہ کل تیرے نو حصے تھے اور آٹھ تیرے رفیق نے اور مجموع اسکے پندرہ حصے تھے پس مہمان نے جو آٹھ ٹکڑے کھائے سات رفیق کے مال سے اور ایک تیرے مال سے پس تجھکو ایک درہم سے زیادہ نہین پہنچ سکتا **قضیہ** کتاب ارشاد مین منقول ہے کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے بعد جو غلام قدیم میری ملکیت مین ہو اسکو آزاد کر دینا یہہ کہکر مر گیا - وصی حیران تھا کہ کیا کرے اور غلام قدیم کسکو سمجھے حضرت امیرؑ سے یہہ مسئلہ دریافت کیا آپنے فرمایا کہ جو غلام کہ مدت چھہ مہینے یا اس سے زیادہ سے اسکی ملکیت مین ہو اسکو آزاد کر اور تلاوت فرمایا اس آیہ شریفہ کو وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ یعنی حقتعالے فرماتا ہے کہ ہم نے چاند کی منزلین مقرر کین تا اینکہ (وہ انکو طے کرکے) پھر مثل شاخِ کہنۂ خرما کے ہو جاتا ہے اور مقرر ہے کہ عرجون اعنی شاخِ خرما کہ خشک اور باریک ہو کر بشکل ہلال بنجاتی ہے عرصۂ چھہ ماہ مین ہوتی ہے چونکہ حقتعالے نے اسکو قدیم فرمایا امیر المومنینؑ نے قدامت ملکیت کا اُس سے استنباط فرمایا اور چھہ مہینے یا اس سے زیادہ کے غلام کو قدیم سمجھکر اُسکے آزاد کرنے کا حکم دیا **قضیہ** نیز ارشاد مین ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہ حاملہ تھی غصہ مین اس قدر مارا کہ علقہ (خون بستہ) اُس سے ساقط ہوگیا جب یہہ معاملہ حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا کے سامنے پیش ہوا تو آپنے فرمایا کہ چالیس دینار دیت کے شوہر زوجہ کو ادا کرے اور قرأت کیا اس آیہ شریفہ کو وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ

جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ
خلقا آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین حاصل ترجمہ یہہ کہ تحقیق کہ ہمنے انسان کو گل خالص سے پیدا کیا پس گردانا اسکو نطفہ درمیان رحم کے پھر بنایا نطفہ کو
پارۂ خون بستہ پھر کردیا اس پارۂ خون بستہ کو لوتھڑا گوشت کا۔ پھر اس سے استخوان پیدا کئے اور استخوان کو کسوت گوشت کا پہنایا پھر ہمنے اسکو
اور نشو و نما بخشا پس برکت والا ہے خدا بہترین پیدا کنندون کا پس جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خون بہا نطفہ کا بیس دینار ہین اور علقہ کا
چالیس اور مضغہ کا ساٹھ اور استخوان کا قبل درست ہونے خلقت کے اسی دینار اور پوری خلقت کا قبل نفخ روح سو دینار اور جبکہ روح آین
داخل ہوگئی تو ہزار دینار اسکا خون بہا ہے **قضیہ** نیز ارشاد مین ہے کہ ایک شخص فوت ہوا اور وصیت کی کہ میرے بعد ایک جزو میرے ترکہ سے
فلان شخص کو دیا جائے اسکے انتقال پر ورثہ نے تعیین جزو مین اختلاف کیا آخر یہہ قضیہ حضرت امیر المومنین امام المتقین کی خدمت مین پیش ہوا آپنے
فرمایا کہ ساتوان حصہ کل متروکہ کا موصی لہ کو دین اور تلاوت کیا اس آیۂ شریفہ کو لہا سبعۃ ابواب لکل باب منہم جزء مقسوم
کہ اسکے لئے سات دروازے ہین ہر دروازہ کے لئے ایک جزو ہے تقسیم شدہ **قضیہ** نیز اسی کتاب مین ہے کہ ایک شخص نے ایک کے لئے ایک سہم کی
وصیت کی اور اسکو معین نہ کیا۔ آپنے حکم دیا کہ آٹھوان حصہ نکالین اور قرأت کیا آیۂ انما الصدقات للفقراء الخ کو کہ مستحقین زکوٰۃ وغیرہ
بموجب اس آیہ کے آٹھ قسم کے ہین اور ہر ایک کے لئے انمین سے ایک سہم مقرر ہے **قضیہ** بحار الانوار مین ہے کہ ایک شخص نے دس ہزار درہم ایک شخص کو
دئے اور وصیت کی کہ جب میرا لڑکا بالغ ہو جسقدر چاہے اسمین سے اسکو دیدے جب لڑکا بالغ ہوا تو وہ شخص امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور
ماجرے بیان کیا فرمایا تو کسقدر اپنے لئے رکھنا چاہتا ہے کہا نو ہزار درہم۔ فرمایا یہہ نو ہزار اسکو دی جو اپنے لئے دوست رکھتا ہے اور ایک ہزار خود لے
جو اسکو دینا چاہتا ہے۔ الخ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند **قضیہ** نیز بحار مین ہے کہ ایک قبیلہ مین قبائل عرب سے نو یا دس بھائی تھے اور انکے
ایک بہن تھی بھائیون نے بہن سے کہا تو نکاح نہ کر ہماری حمیت اسکو گوارا نہین کرتی۔ بہن نے قبول کیا اور بھائیون کے ساتھ رہنے لگی بھائی اسکو
دوست رکھتے اور بہر نوع اسکی خاطر داری و خدمت گزاری مین معروف رہتے ایک روز وہ عورت ایک چشمہ مین نہا رہی تھی کہ فرج کی راہ سے
ایک کرم (جونک) اسکے شکم مین داخل ہوا اور بڑھتا اور پرورش پاتا رہا حتے کہ چند عرصہ مین پیٹ اس عورت کا مثل شکم زن باردار کے دکھائی
دینے لگا۔ بھائیون نے یہہ صورت دیکھ کر گمان کیا کہ زنا سے حاملہ ہوئی اور خیانت اس سے عمل مین آئی ہے لاجرم اسکے قتل کی تجویز کی۔ پھر سوچے
کہ بہتر ہے کہ اس قصہ کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین بیان کرین جو کچھ وہ فرماوین اسکے موافق عمل مین لاوین پس خدمت عالی مین آئے
اور احوال بیان کیا آپنے ایک طشت پر از گل منگایا اور اس عورت کو اس پر بٹھلایا کرم اندرونی کو بوئے گل پہنچی تو شکم سے جدا ہو کر طشت مین گر پڑا
وہ لوگ یہہ دیکھ کر کہنے لگے یا علی تم ہمارے پروردگار ہو کہ حالات غیب پر اطلاع رکھتے ہو آپنے انکو زجر کیا اور اس کلام سے روکا اور فرمایا حضرت رسولخدا
نے مجھکو اس قضیہ کی خبر دی تھی کہ فلان روز فلان ماہ مین یہ واقعہ پیش آئیگا **قضیہ** کتب معتبرہ مین مثل کافی کلینی وغیرہ کے روایت کی
ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام مسجد کو تشریف لیجاتے تھے کہ ایک جوان گریہ کنان حضرت کے سامنے آیا چند آدمی اسکے ساتھ تھے کہ اس کو
خاموش کرتے تھے آپنے اس سے باعث گریہ دریافت کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین شریح قاضی نے میرے مقدمہ مین انصاف کو مرعی نہ رکھا یہ

لوگ میرے باپ کو سفر مین اپنے ساتھ لے گئے تھے یہہ سب واپس آئے اور وہ نہ آیا مینے حال دریافت کیا تو کہا کہ وہ مرگیا مینے پوچھا کہ مال جو اسکے پاس
تھا کہان گیا انہون نے کہا اُس نے کوئی مال نہین چھوڑا - مین انکو شریح قاضی کے پاس لیگیا اُس نے قسم لیکر انکو رہا کیا حالانکہ مجھکو تحقیق معلوم ہے کہ
میرے باپ کے پاس مال کثیر تھا - آپ نے فرمایا کہ شریح کے پاس پھر چلو پس اُن سب کو ساتھ لیکر شریح کے پاس آئے اور فرمایا اے شریح کیا فیصلہ
کیا تو نے درمیان انکے اُسنے عرض کی مینے اس جوان سے پوچھا کہ تیرے پاس تیرے دعوے پر کوئی حجت ہے کہا نہین پس مینے ان لوگون سے
قسمین لیکر انکو رہا کیا - فرمایا ہیہات اے شریح ایسے مقدمہ مین اور یہہ حکم - عرض کی یا امیر المومنین ع پھر کیا حکم ہے اس مقدمہ کا آپنے فرمایا بخدا
سوگند اے شریح مین اس مقدمہ مین وہ حکم کرونگا کہ سوائے داؤد پیغمبر علیہ السلام کے مجھسے پیشتر کسینے نہ کیا ہوگا یہہ کہکر سرہنگان لشکر سے چند
اشخاص کو طلب کیا اور ایک ایک سرہنگ کو ایک ایک مدعا علیہ پر مقرر کیا اور فرمایا تمہارا یہہ گمان ہے کہ جو سلوک تمنے اس جوان کے باپ سے
کیا مجھ پر پوشیدہ رہیگا بعد ازان حکم کیا کہ سب کو متفرق کردین اور چہرون کو انکے چادرون سے ڈھانپ دین پس بموجب حکم ہر ایک کو مسجد کے
ایک ستون کے پیچھے کھڑا کیا اور سرون کو انکے کپڑون سے پوشیدہ کیا - پس عبداللہ بن ابی رافع اپنے کاتب کو بلوایا اور کہا کاغذ و قلم دوات
حاضر کر اور خود مجلس قضا مین جلوس فرمایا اور حاضرین سے فرمایا کہ جسوقت مین تکبیر کہون تم بھی ہمراہ تکبیر کہو پھر ایک کو اُنمین سے طلب کیا اور مونہہ
کھلوا کر سامنے بٹھلایا اور عبیداللہ سے کہا جو کچھ وہ کہے قلمبند کر اور اُس سے پوچھا کہ تم کس روز کس مہینے اور کس سال سفر کو گئے تھے - کہا
فلان روز فلان ماہ و فلان سال مین - پوچھا کس منزل پر پہنچکر پدر اس جوان کا فوت ہوا کہا فلان منزل پر کہا کسکے گھر مین کہا فلان
شخص کے فرمایا کے روز بیمار رہا کہا اس قدر عرصے رہا پوچھا کون تم سے اسکی بیمارداری کرتا تھا اور کس روز اس نے انتقال کیا اور کسنے اسکو غسل
دیا کسنے کفن کیا اور کسنے نماز پڑھی کسنے قبر مین اُتارا جو جواب وہ دیتا تھا عبداللہ مذکور اسکو لکھ لیتا تھا جب اوّل کا اظہار ختم ہوا تو امیر المومنین
نے تکبیر کہی اور اہل مجلس نے بھی آپ کے ہمراہ تکبیر کہی باقی مجرم جو ستونون کی اوٹ مین مونہہ چھپائے کھڑے تھے صدائے تکبیر سنکر بہت گھبرائے اور
انکو ظن غالب ہوگیا کہ اُنکے رفیق نے جرم کا اقرار کیا - پس حضرت نے حکم دیا کہ اسکے سر کو بدستور ڈھانپ کر زندان مین لیجائین - اور دوسرے کو بلاکر
فرمایا تمہارا گمان یہہ ہے کہ مجھکو حال معلوم نہین اُس نے پہلے قدرے تامل کیا پھر صاف کہدیا کہ یا امیر المومنین ع مین ہرچند انمین شامل تھا مگر اس کے
قتل پر راضی نہ تھا اور تمام حال من و عن کہدیا پھر تو حضرت ایک کو دوسرے کے بعد طلب کرتے اور دریافت فرماتے تھے سب نے اقرار کیا کہ ہمنے اسکو
قتل کیا ہے اور تمام مال اسکا ہمارے پاس موجود ہے آپ نے مال اور خون بہا مقتول کا جوان کو دلوایا - اس قضیہ کے فیصل ہونے کے بعد شریح نے
عرض کی یا امیر المومنین ع ارشاد فرمایئے کہ داؤد پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام نے کسطرح پر فیصلہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت داؤد ع چند اطفال خورد سال کے
پاس سے کہ باہم بازی کر رہے تھے گزرے انمین ایک لڑکا تھا جسکو مَاتَ الدِّین (مرگیا دین) کہتے تھے اور وہ بے تامل انکے جواب مین بولتا تھا
داؤد علیہ السلام وہان کھڑے ہوگئے اور لڑکون کو اپنے نزدیک بلایا اور اُس لڑکے سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہا مَاتَ الدِّین فرمایا کسنے یہہ نام رکھا
ہے کہا میری مان نے حضرت اسکو ساتھ لیکر اسکے گھر پر تشریف لے گئے اور اسکی مان سے فرمایا اَیَّتُہَا الْمَرْأَۃُ اس لڑکے کا کیا نام ہے کہا مَاتَ الدِّین
فرمایا کسنے یہہ نام رکھا ہے کہا اس کے باپ نے فرمایا وہ اب کہان ہے کہا چند آدمیون کے ہمراہ سفر کو گیا تھا یہہ لڑکا اسوقت میرے شکم مین تھا وہ

فیصلۂ داؤد پیغمبر

لوگ سفر سے واپس آئے اور میرا شوہر نہ آیا تو مینے انسے حال دریافت کیا کہا کہ وہ راہ مین مرگیا ترکہ کی نسبت جو استفسار کیا تو بیان کیا کہ اُس نے کچھ مال نہین
چھوڑا مینے کہا کچھ وصیت کی ہے اُنہون نے کہا ہان اُسکا گمان یہہ تھا کہ تو حاملہ ہے پس وصیت کی ہے کہ جو لڑکا یا لڑکی تیرے پیدا ہو اسکا نام مات الدین
رکہنا - پس یا نبی اللہ مینے اُسکی وصیت کی موافق اسکا یہہ نام رکہا ہے حضرت داؤدؑ نے فرمایا تو ان لوگون کو کہ تیرے شوہر کے ساتھ گئے تھے پہچانتی ہے
عرض کی البتہ جانتی ہون فرمایا زندہ ہین یا مرگئے عورت نے کہا کہ سب زندہ ہین حضرت نے فرمایا میرے ہمراہ چل اور اُنکے مکان تک مجھکو دلالت کر
پس عورت کے ساتھ انکے مکان پر تشریف لیگئے اور انکو جمع کیا اور انکے درمیان اسطرح پر فیصلہ کیا جیسا کہ مینے اسوقت کیا اور ثابت کیا ان لوگون پر
خون اور مالِ متروکہ متوفی کو اور عورت سے فرمایا کہ اب نام اس لڑکے کا بجائے مَاتَ الدِّین کے عاش الدین رکھ یعنی زندہ ہوا دین **تتمہ مہمہ**

در بعضے از جواباتِ لطیف کہ بے فاصلہ تامل و تفکر ارشاد فرمودند

ہر چند لطائف جواباتِ
امیر المومنینؑ کہ اپنے موقعہ بموقعہ فی البدیہہ فرمائے بکثرت ہین لیکن اس مقام پر کمتر انسے معرضِ ذکر مین آتے ہین کہ کتاب خالی نرہے **از انجملہ**
منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الانبیاء و المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ حضرت امیر المومنینؑ و دیگر اصحاب کے ساتھ خرمے تناول فرما رہے تھے اور
بسبیلِ مزاح گٹھلیان اُنکی حضرت علیؑ کے سامنے رکھتے جاتے تھے - دیگر اصحاب بھی باشارہ جناب ختمی مآب ایسا ہی کرتے تھے یہانتک کہ کھانے سے
فارغ ہوئے اسوقت حضرت رسالت پناہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کسنے ہم مین سے سب سے زیادہ خرمے کھائے صحابہ نے عرض کی یا
رسول اللہ مَنْ كَثُرَ نَوَاتُهٗ فَهُوَ اَكُوْلٌ جسکے آگے زیادہ گٹھلیان ہین وہی سب سے زیادہ کھانیوالا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے بے تامل
فرمایا لَا بَلْ مَنْ اَكَلَ مَعَ النَّوَاةِ فَهُوَ اَكُوْلٌ نہین جو خرمون کو گٹھلیون سمیت کھا گیا زیادہ خورندہ ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا
شکل ہے کہ کوئی میرے بھائی سے کلام مین فائق ہو - از انجملہ منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنینؑ تفرج کنان پیادہ پا جا رہے تھے اور عمرؓ و ابوبکرؓ
آپکے راست و چپ تھے چونکہ قد ان دونو کے دراز تھے اور قامتِ مبارک آپ کا میانہ تو بمقتضائے مثل مشہور کُلُّ طَوِیْلٍ احمق مزاح کا امیر المومنینؑ
کے ساتھ قصد کیا اور کہا یَا عَلِیُّ اَنْتَ فِیْنَا بِمَنْزِلَةِ النُّوْنِ فِیْ لَنَا اے علیؑ تم تو ہمارے درمیان ایسے ہو جیسے لفظ لنا کے بیچ مین نون
یعنی ہمارے قد مثل لام و الف کے کشیدہ و بلند ہین اور تم مثل شوشۂ نون کے درمیان مین ہو - آپنے فرمایا درست ہے لَوْلَا اَنَا بَيْنَكُمَا لَكُنْتُمَا لَا
اگر مین تمہارے درمیان نہون تو تم نیست و نابود ہو جاؤ اور محض لا کہ حرفِ نفی ہے رہ جاؤ **از انجملہ** منقول ہے کہ ایک روز عثمان بن عفان نے
حضرت سے کہا اے علیؑ اگر تم میرے مرنے کے منتظر ہو تو تعجب کا مقام نہین - جو مجھ سے اور تم سے بہتر تھے تم نے انکے مرنیکا انتظار کیا ہے امیر المومنینؑ
نے فرمایا وہ کون تھے کہ مجھ سے بہتر تھے کہا ابوبکر و عمر فرمایا یہہ غلط ہے مین تم سب سے بہتر ہون مینے تم سے پیشتر خدا کی عبادت کی ہے اور تمہارے بعد تک
کرتا رہونگا **از انجملہ** مشہور ہے کہ کسینے آپسے عرض کی یا امیر المومنینؑ اَنَا اُحِبُّكَ وَ اَتَوَالٰی عُثْمَانَ مین آپکو دوست رکھتا ہون
اور عثمان سے بھی محبت ہے آپنے فوراً کہا اَلْاٰنَ اَنْتَ اَعْوَرُ فَاِمَّا اَنْ تَعْمٰى وَ اِمَّا اَنْ تُبْصِرَ تو اسوقت یک چشم ہے یا تو
اس طرف سے علیحدہ ہو کر نابینا محض ہو اور یا محبتِ عثمان ترک کرکے نورِ عینین حاصل کر - گویا اسی مقام پر ارشاد فرمایا ہے عَدُوُّ مُحِبِّ عَدُوِّیْ
تُحِبُّ عَدُوِّیْ ثُمَّ تَزْعَمُ اَنَّنِیْ ؛ صَدِیْقُكَ اِنَّ الرَّاْیَ عَنْكَ لَعَازِبٌ ؛ **ترجمہ ۵** دوست داری دشمنم را وانگہی گوئی کہ من دوست

میدارم ترا این دوستی از عقل نیست **ازانجملہ** منقول ہے کہ کسینے کہا اَنْتَ قَتَلْتَ عُثْمَانَ یا علی تم نے عثمان کو قتل کیا۔ آپنے فرمایا بل
قَتَلَهُ اللّٰهُ وَاَنَا مَعَهُ بلکہ خدانے اُسے قتل کیا اور مین اسکے ساتھ تھا **ازانجملہ** ایک شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور
عرض کی کہ کچھ خرمے رکھے تھے میری زوجہ نے ایک دانہ اُنمین سے اُٹھا کر مونہہ مین رکھ لیا اور براہ نادانی قسم کھائی کہ نہ اسکو کھاؤنگی نہ اُگلونگی
اب کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ نصف اس سے کھالے اور نصف باہر ڈالدے قسم سے بری ہوجائیگی **ازانجملہ** روایت ہے کہ ایک
روز ممبر پر خطبہ پڑھتے تھے ایک شخص اُٹھا اور مخرج کسور تسع کا آپسے دریافت کیا آپ نے فی البدیہ فرمایا اِضْرِبْ اَیَّامَ اُسْبُوْعِكَ
فِیْ اَیَّامِ سَنَتِكَ کہ ہفتہ کے دنون کو سال کے دنون مین کہ تین سو ساٹھ ہین ضرب کر جو حاصل ہو وہی مخرج ہے کسور تسع کا **مؤلف**
کہتا ہے کہ کسور تسع یعنی نو کسر ہین وہ کسور ہین جنکا زبانِ عرب مین ایک علیحدہ نام مقرر ہے اور وہ یہہ ہین نصف ثلث ربع خمس
سدس سبع ثمن تسع عشر اور انکے مخرج سے وہ عدد مراد ہے جس سے یہہ تمام حصے پورے پورے نکل سکین مثل چار کے کہ وہ
مخرج نصف اور ربع کا ہے نصف اسکا دو اور ربع ایک دونو کسر پوری نکل سکتی ہین پس حسب الارشاد امیر المومنینؑ معلوم ہوا کہ مخرج کسور
تسع کا ۲۵۲۰ ہے حاصل ضرب ۷ اور ۳۶۰ کا کہ اس سے یہہ تمام کسرین بلا کم و کاست نکل سکتی ہین **ازانجملہ** منقول ہے کہ ایک یہودی
نے تعریضاً آپسے کہا کہ تم گروہ مسلمین ہنوز اپنے پیغمبر کے دفن سے فارغ نہوئے تھے کہ تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ امیر المومنینؑ نے فی الفور
جواب دیا کہ ہم مین جو اختلاف ہوا وہ صرف ایک مسئلہ مین تھا۔ لیکن اے معشر یہود تمہارے پیر ابھی دریائے نیل کو عبور کرکے خشک ہونے پائے
تھے کہ تم نے موسےؑ سے کہا اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ[1] ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مہیا کر جیسا کہ ہم بت پرستون کے پاس
دیکھتے ہین یہودی کو کچھ جواب بن نہ آیا اور اس تعرض سے سخت پشیمان ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ یہہ مسئلہ مختلف فیہا جس پر یہودی نے طعن کیا
مسئلہ محلِ دفن حضرت سرور کائنات تھا۔ بعدِ وفات اس جناب کے اس بارے مین اختلاف ہوا کہ کس مقام پر آپ کو دفن کیا جائے بعض کہتے
تھے کہ مکہ لیجائین باقی مدینہ مین دفن کرنیکی رائے دیتے تھے اور اس گروہ مین بھی اختلاف تھا بعضون کی رائے تھی کہ بقیع الغرقد[2] مین دفن ہون
بعض اسکے برخلاف تھے آخر امیر المومنینؑ کی رائے سے سب کو طوعاً و کرہاً اتفاق کرنا پڑا اور آپنے محلِ قبضِ روح مین اُس جناب کو دفن کیا
ازانجملہ مسئلہ ممبریہ ہے شرح اسکی اس طرح پر ہے کہ حضرت ممبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص اُٹھا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ میرے
داماد نے انتقال کیا ورثہ اسکی زوجہ میری دختر کو نوان حصہ بجائے آٹھوین کے دیتے ہین۔ مین آپسے دادرسی چاہتا ہون فرمایا معلوم
ہوتا ہے کہ تیرے داماد نے دو دختر اور والدین اور زوجہ کو وارث چھوڑا ہے۔ عرض کی ہان یہی وارث ہین فرمایا تو اس صورت مین اسکا
حصہ یہی نوان ہے زیادہ طلب نہ کر **ازانجملہ** مسئلہ مشہور مسئلہ رکابیہ ہے و دیناریہ ہے۔ صورت اسکی یہہ ہے کہ ایک عورت حضرت کی خدمت

---

[1] قصہ اسکا اسطرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے عصا کو دریائے نیل پر مارا اور اسمین بارہ رستے بعدد اسباط بنی اسرائیل کشادہ ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل بآرام تمام دریا سے گزر گئے اور فرعون مع لشکر انکے پیچھے دریا مین داخل ہوکر بتلاطم امواج غرق ہوا تو باوجودیکہ انہون نے ایسا معجزہ عظیم دیکھا پھر بھی جب کچھ آگے چلکر ایک قوم بت پرست کو دیکھا کہ بت بشکل گاؤ بنا کر انکو پوجتے ہین حضرت موسےؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے بھی ایک بت مثل اس قوم کے مقرر کر۔ موسیٰؑ نے فرمایا اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اور انکو جہالت سے نسبت دی

[2] غرقد بروزن جعفر ایک بڑی قسم کا درخت ہے بقیع الغرقد نام ایک قبرستان کا ہے مدینہ مین کیونکہ درخت مذکور اسمین بکثرت ہوتے تھے اب گو درخت نہین ہوتے نام چلا جاتا ہے

مین حاضر ہوئی جسوقت کہ آپ سوار ہوتے تھے اور پائے مبارک رکاب مین رکھ لیا تھا۔ عرض کی یا امیر المومنین میری فریاد کو پہنچو میرے بھائی نے انتقال کیا اور چھ سو دینار چھوڑے مجھکو اس سے کل ایک دینار دیتے ہین آپنے بے تامل ارشاد کیا لَعَلَّ اَخَاکِ خَلَّفَ زَوْجَۃً وَاُمًّا وَبِنْتَیْنِ وَاثْنَیْ عَشَرَ اَخًا وَاَنْتِ شاید تیرے بھائی نے زوجہ اور ماں اور دو دختر اور بارہ بھائی اور تجھکو وارث چھوڑا ہے عورت نے کہا ہان ہان۔ آپنے فرمایا اِذَنْ قَدِ اسْتَوْفَیْتِ حَقَّکِ تو تونے اپنا حصہ پالیا تیرا سہم ایک ہی دینار ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ غرض ان دو مسلون کے ایراد سے اس مقام پر اظہار قوت حدس و سرعت انتقال ذہن مبارک ہے معاملات شرعیہ مین ورنہ درحقیقت یہہ دونو مسئلے بوجہ مستلزم ہونے عول و عصوبت کے اہلسنت کے مذہب کے موافق ہین۔ اور ارشاد جناب امیر ان مسائل مین بموجب مذہب شیعہ محمول بر حالت تقیہ پر۔ کس لئے کہ موافق طریقہ حقہ پہلے مسئلہ مین حق زوجہ آٹھوان حصہ ہوتا ہے اور حق والدین ایک ثلث لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا السُّدُسُ اور مابقی جو دو ثلث سے کمتر رہا دو دختر کا حصہ ہے۔ اور اہل سنت اس مقام پر عول کے قائل ہین یعنی اصل فریضہ کو بڑھا کر نقصان کو تمام ورثا پر عائد کرتے ہین پس انکے طریق کے موافق زوجہ کا حصہ نوان ہوتا ہے کہ حضرت نے تقیۃً اسکا امر کیا۔ علیٰ ھٰذا دوسرے مسئلہ مین ہمارے ہان باوجود رشتہ داران قریبی یعنی والدین و اولاد کے بھائی بہنون کو کہ عصبہ ہین کچھ نہین پہنچتا فَاِنَّ الْاَقْرَبَ حَاجِبٌ لِلْاَبْعَدِ[لہ] اور موافق اس جواب حضرت کے کل چھ سو دینار سے چار سو یعنی دو ثلث حرکہ دو لڑکیون کو اور ایک سدس یعنی سو دینار والدہ اور ایک ثمن یعنی پچھتر دینار زوجہ کو اور مابقی پچیس دینار سے چوبیس دینار بارہ بھائیون کو فی کس دو دو اور ایک دینار بہن کو پہنچا فَتَمَّتِ التَّرِکَۃُ پس اس تقسیم مین بھائی بہن شریک اولاد و ابوین کے ہوئے اور یہہ خلاف ہے مذہب اہل بیت عصمت و طہارت کے جو بعینہ مذہب شیعون کا ہے پس معلوم ہوا کہ ارتکاب تقیہ سے آپ کو زمان خلافت مین بھی چارہ نہ تھا چونکہ پیروان خلفاء سابقین اسوقت بھی بکثرت موجود تھے لہذا مسائل خلافی کو موافق انکے مذہب کے ارشاد کرتے تھے **ازانجملہ** منقول ہے کہ ایک شخص نے آپسے دریافت کیا کہ اگر کسی کو ایک مکان مین داخل کر کے اسکے دروازے چارون طرف سے بند کردین تو اسکا رزق کس طرح اس کے پاس پہنچے گا۔ فرمایا مِنْ حَیْثُ یَاْتِیْ اَجَلُہٗ یعنی جس طرف سے اسکی موت آئیگی اسی طرح کسی نے پوچھا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کسقدر فاصلہ ہے فرمایا مَسِیْرَۃُ یَوْمٍ لِّلشَّمْسِ کہ بقدر آفتاب کے ایکروز کی رفتار کے **ازانجملہ** منقول ہے کہ کسینے آپ کی تعریف مین از حد مبالغہ کیا حالانکہ وہ شخص بغض و نفاق مین حضرت کی جانب سے متہم تھا۔ آپنے فرمایا اَنَا دُوْنَ مَا تَقُوْلُ وَفَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِکَ کہ مین جو تو بیان کرتا ہے اس سے کمتر ہون اور جو تیرے دل مین ہے اُس سے زیادہ **ازانجملہ** منقول ہے ایک بار حسن بصری وضو کر رہا تھا امیر المومنین اُس کے پاس سے گزرے فرمایا کہ پانی زیادہ نہ گرا کہ اسراف آب وضو مین مذموم ہے اُس نے کہا امیر المومنین نے بروز جمل خون ریزی مین اسراف کیا ہے یہہ تو پانی ہے آپنے فرمایا کہ اگر تیرے نزدیک مین اس روز برسر ناحق تھا تو کسلئے میرے دشمنون کی اعانت تونے نہ کی حسن نے کہا قسم بخدا یا امیر المومنین مینے غسل کیا اور حنوط ملا اور ہتھیار لگا کر نکلا اور ذرا شک اسمین نہ رکھتا تھا کہ ام المومنین عائشہ کی اعانت نہ کرنا باعث کفر ہے لیکن راستہ مین ایک آواز میرے کان مین آئی کہ لوٹ جا کہان جاتا ہے تحقیق کہ وہان قاتل و مقتول دونو اہل جہنم سے ہین لاجرم خائف و ترسان مراجعت کی دوسرے روز پھر اسی

لہ تحقیق کہ نزدیک رشتہ دار حاجب مانع ہے بعید رشتہ دار کا ۱۲

ارادہ سے چلا پھر وہی کلمہ سُنا واپس آیا حضرت نے فرمایا رسٹ کہتا ہے جانتا ہے کہ وہ منادی کون تھا کہا نہین فرمایا وہ شیطان تھا اور اس نے بھی درست کہا کہ قاتل و مقتول دونو لشکر عائشہ کے جہنمی ہین **ازانجملہ** مناقبِ مرتضوی مین الرعین زمخشری سے نقل کیا ہے کہ جب حدیث شریف اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا خارجیون نے سُنی تو آتشِ حسد مین جلکر کباب ہوگئے اور دس نفر اُنکے معتبر علماء سے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین آئے اور کہا یا علی ہم مین سے ہر ایک شخص تم سے ایک ہی سوال کرتا ہے اگر ہر ایک کا جواب علیحدہ علیحدہ دوگے تو ہم جانینگے کہ تم بلاشک دروازۂ مدینہ علم سے ہو آپنے فرمایا سوال کرو جو کچھ کہ چاہو پس ایک انمین سے آگے آیا اور عرض کی فرمائیے کہ علم بہتر ہے یا مال آپنے ارشاد کیا کہ علم کسلئے کہ مال فرعون و ہامان و قارون کے متروکات سے ہے اور علم پیغمبرون کی میراث ہے **دوسرے** نے پوچھا مال بہتر ہے یا علم آپنے فرمایا علم کسلئے کہ مال کی تو نگہبانی کرتا ہے اور علم تیرا نگہبان ہے پس تیسرے نے یہی سوال کیا آپنے اسکو جواب دیا کہ علم بہتر ہے مال سے کس لئے کہ مالدار کے بیشتر آدمی دشمن ہوتے ہین عالم کو برخلاف اسکے اکثر خلائق عزیز رکھتی ہے پس ایک ایک ان مین حاضر ہوتا اور یہی سوال پیش کرتا اور آپ ہر ایک پر بدلیل علیحدہ فضیلتِ علم ثابت کرتے چنانچہ چوتھے سے فرمایا کہ علم بہتر ہے کیونکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم دوسرون کو تعلیم کرنے سے جلا پاتا اور منجھتا ہے پانچوین سے کہا کہ علم افضل ہے مال سے کسلئے کہ صاحب مال کو کبھی بخیل بھی کہتے ہین صاحب علم ہمیشہ کریم ہی کہلاتا ہے۔ چھٹے سے فرمایا کہ علم نیکوتر ہے مال سے کسواسطے کہ مال کے لئے چور رہزن کیسہ بر سو آفتین ہین علم ان سب سے ایمن ہے ساتوین سے ارشاد کیا کہ علم خوب تر ہے مال سے اس لئے کہ مالدارون سے بروزِ قیامت حساب لیا جائیگا علم پر کوئی حساب نہین۔ آٹھوین سے فرمایا کہ علم اعلےٰ ہے بہ نسبت مال کے اسلئے کہ مال عرصہ تک رکھا رہنے سے کہنہ و فرسودہ ہو جاتا ہے اور علم کو امتداد زمان سے کچھ گزند نہین پہنچتا نوین سے فرمایا کہ علم کو مال پر ترجیح ہے اسلئے کہ علم سے قلب نُور وضیا حاصل کرتا ہے اور مال سے دل تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔ دسوین سے فرمایا کہ علم بہتر ہے اسلئے کہ کثرتِ مال سے فرعون وغیرہ نے دعوائی خدائی کیا اور کثرتِ علم سے حضرت رسولخدا نے فرمایا مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ کہ ہم سے تیری بندگی جیسی چاہئے ہو نہین سکی پھر فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی کہ علی کی جان اسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ اگر تا دم مرگ مجھسے یہی سوال کروگے تو برابر جواب تیار رہونگا اور ہرگز ایک بات کو مکرر نہونگا جب خارجیون نے یہہ علم و دانائی اُس منبع عقل و حکمت سے معائنہ کی تو دس کے دس مع اپنے ساتھیون کے عقیدۂ فاسدہ سے استغفار کرکے تائب ہوئے **کلمات وغیرہ کہ در حکمت و موعظت ارشاد فرمودند مع حاصل ترجمہ آنہا** کُنْ فِی الْفِتْنَۃِ کَابْنِ اللَّبُوْنِ لَا ظَھْرٌ فَیُرْکَبُ وَلَا ضَرْعٌ فَیُحْلَبُ فتنہ کے وقت آدمی شتر دو سالہ کی مثل ہو جائے کہ نہ اسکی کمر اس قابل ہے کہ سوار ہون نہ پستان کہ اُنسے دودھ دوہین حاصل یہہ کہ فتنہ انگیزی سے علیحدہ رہے اور کسی نوع کی اعانت اُسمین نہ کرے اَلْمُقِلُّ غَرِیْبٌ فِیْ بَلَدِہٖ مرد مفلس اپنے شہر مین پردیسی و مسافر ہوتا ہے اسی مضمون کو دوسری عبارت مین اس طرح فرمایا اَلْغِنٰی فِی الْغُرْبَۃِ وَطَنٌ وَالْفَقْرُ فِی الْوَطَنِ غُرْبَۃٌ تونگری مسافرت مین وطن ہے اور فقر و درویشی وطن مین مسافرت ہے یعنی مالدار کو سفر مین بھی وطن کے عیش و عشرت حاصل ہوتے ہین اور مفلس وطن مین شدائد سفر کی نسبت کمتر مبتلائے بلا نہین ہوتا ہے ع منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست + ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

وآنرا اگر بمرادِ جہان نیست دست رس * در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت سَیِّئَةٌ تَسُوءُكَ خَیْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ
بدکاری جس سے تو غمگین ہو خدا کے نزدیک اس نیکوئی سے بہتر ہے جس پر عُجب غرور کرے اَلتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ خلائق سے دوستی
کرنا نصف عقل ہے یعنی تمام کاروبار کہ انسان عقل سے انجام دے ایک طرف ہین اور آدمیون کے ساتھ دوستی کرنا اور انکی عداوت سے
احتراز کرنا ایک طرف اَلْمَرْأَةُ عَقْرَبٌ حُلْوَةُ اللَّسْعَةِ عورت کژدم ہے کہ اسکا کاٹنا حلاوت اور مزہ سے خالی نہین اَلشَّفِیعُ
جَنَاحُ الطَّالِبِ شفاعت و سفارش کرنیوالا بمنزلہ بازو کے طلبگار کے ہے اَهْلُ الدُّنْیَا کَرَکْبٍ یُسَارُ بِهِمْ وَهُمْ نِیَامٌ صاحبان دنیا
ان سوارون کی مانند ہین کہ انکو لئے جارہے ہین اور وہ سوتے ہین فَقْدُ الْأَحِبَّةِ غُرْبَةٌ دوستون کا مفقود ہونا مسافرت ہے لَا
تَسْتَحْیِ مِنْ إِعْطَاءِ الْقَلِیلِ فَإِنَّ الْحِرْمَانَ أَقَلُّ مِنْهُ تھوڑی چیز کے دینے سے شرم نہ کر کیونکہ کچھ نہ دینا اور محروم رکھنا اس سے
بھی کمتر ہے اَلسَّخَاءُ مَا کَانَ ابْتِدَاءً فَإِذَا کَانَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَحَیَاءٌ وَتَذَمُّمٌ بخشش و سخاوت وہ ہے کہ بغیر سوال کے دے مانگنے کے بعد دینا شرم
و لحاظ ہے اور ندامت سے احتراز سخاوت نہین اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ قناعت ایک مال ہے کہ فنا کو اسمین راہ نہین اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ
مال مادہ ہے خواہشون کا یعنی تمام ہوا و ہوس اس سے پیدا ہوتی ہین اَللِّسَانُ سَبُعٌ إِنْ خُلِّیَ عَنْهُ عَقَرَ زبان ایک درندہ ہے روکا نہ جائے
اور چھوڑ دیا جائے تو ضرر پہنچائے إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْکَلَامُ جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے یعنی مرد کامل خاموشی کو
زیادہ پسند کرتا ہے اور کلام کم کرتا ہے نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ إِلَى أَجَلِهِ انسان کا سانس لینا موت کیطرف قدم بڑھاتا ہے یعنی آدمی دمبدم موت کے
نزدیک ہوتا رہتا ہے رَأْیُ الشَّیْخِ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ بوڑھے کی عقل و تدبیر میرے نزدیک جوان کی شجاعت و شمشیر سے پسندیدہ تر
ہے یعنی جوانون کی بہادری سے وہ کام نہین نکلتے جو بوڑھون کی دانائی سے درست ہو جاتے ہین ؎ برائے لشکرے را بشکنی پشت * بشمشیرے
یکے تا صد توان کشت بَقِیَّةُ السَّیْفِ أَنْمَى عَدَدًا وَأَکْثَرُ وَلَدًا بقیۂ شمشیر کہ کسی قوم سے قتل کے بعد باقی رہ جاتی ہے ان کی
تعداد زیادتی پکڑتی ہے اور اولاد کثرت سے ہوتی ہے إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ فرصت کو ہاتھ سے دینا غم و غصہ کا باعث ہے ؎ سنگ
در دست و مار بر سر سنگ * نکند مرد ہوشیار درنگ مَنْ قَصَّرَ فِی الْعَمَلِ ابْتُلِیَ بِالْهَمِّ جو شخص کام کرنے مین قصور و کوتاہی کرے مبتلائے غم و الم ہو
مَنْ ضَرَبَ یَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِیبَةٍ حَبِطَ أَجْرُهُ جو کوئی مصیبت مین اپنے ہاتھون کو زانو پر مارے اسکا ثواب کہ اس مصیبت مین صبر کرنے پر ملتا
ضائع ہو جاتا ہے اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَکْبَرُ فقیری و مسکنت بڑی موت ہے یعنی مفلسی و فقر کی محنت ہر وقت تکلیف دیتی ہے موت کی سختی
ایک دم کی ہے اَلْإِعْجَابُ یَمْنَعُ مِنَ الْاِزْدِیَادِ خود پسندی ازدیاد و ترقی سے روکتی ہے یعنی جو اپنے علم و عمل پر مغرور ہوتا ہے اور آپ کو کامل جانتا
ہے ترقی سے محروم رہتا ہے آلَةُ الرِّیَاسَةِ سَعَةُ الصَّدْرِ ریاست و سرداری کا آلہ سینہ کی فراخی ہے مطلب یہ کہ جسکا سینہ تنگ ہے کہ سخت و
سست کی برداشت نہین کرتا سرداری کے لائق نہین اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ طمع ہمیشہ کی غلامی ہے یعنی صاحب طمع ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے
اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد * عیب و ہنرش نہفتہ باشد اَلْوِلَایَاتُ مَضَامِیرُ الرِّجَالِ
والی مملکت ہونا مردونکا میدان ہے یعنی آدمی کے نیک و بد اخلاق اسوقت معلوم ہوتے ہین جب بلاد و عباد پر اسکو قدرت و اختیار ہو

صِحَّةُ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ بدن کی صحت حسد کی کمی سے ہے یعنی حاسد بیشتر اوقات مبتلائے غم و غصہ رہتا ہے اور اس سے فساد مزاج
پیدا ہو کر مریض ہو جاتا ہے اَلْمَرْأَةُ شَرٌّ كُلُّهَا وَشَرُّ مَا فِيْهَا اَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهَا عورت سر تا پا شر و بدی ہے اور سب سے زیادہ بدی جو اس مین
ہے یہ ہے کہ اسکے بغیر چارہ نہین مَاءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ يُقَطِّرُهُ السُّؤَالُ فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقَطِّرُهُ تیری آبرو مثل آب بستہ کے ہے کہ سوال کرنے اور
مانگنے سے ٹپکنے لگے گی پس نظر کر کہ کسکے سامنے اسکو ٹپکانا چاہتا ہے اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَهَانَ بِهٖ صَاحِبُهٗ سب سے زیادہ سخت وہ گناہ ہی
کہ گناہ کرنیوالا اسکو حقیر و خفیف جانے اور کچھ پروا نہ کرے اَكْبَرُ الْعَيْبِ اَنْ تَعِيْبَ مَا فِيْكَ مِثْلُهٗ سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تو اورون کو اس امر
مین عیب لگائے کہ اسکی مثل تجھ مین پایا جائے مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَةُ قَبْلَ الْاِمْكَانِ وَالْاَنَاةُ بَعْدَ الْفُرْصَةِ دو خصلتین حماقت
سے ہین وقت سے بیشتر کسی کام مین جلدی کرنا اور وقت موقعہ پر سستی وکھانا اَلدَّهْرُ يَوْمَانِ يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ فَاِذَا كَانَ لَكَ
فَلَا تَبْطَرْ وَاِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ زمانہ تمام دو روز ہے ایک روز تیرے لئے ہے یعنی تیری ثروت و فراغت کا ہے اور ایک تیرے اوپر یعنی تیری محنت
و مصیبت کا پس جو روز کہ تیرے لئے ہے اسمین مغرور نہو اور جو تجھ پر ہے اسمین اضطراب بے صبری نہ کر مَا اَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْاَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ
طَلَبًا لِمَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ مِنْهُ تِيْهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْاَغْنِيَاءِ اِتِّكَالًا عَلَى اللّٰهِ کیا خوب ہے کہ دولتمند فقرا سے بتواضع و انکسار پیش آئین اور اس سے
مقصود انکا طلب اجر و ثواب ہو حقتعالے سے اور اس سے خوب تر یہ ہے کہ فقرا اہل دول کے ساتھ استغنا و بے پروائی کام مین لائین اور
تکیہ و توکل انکا خدا پر ہو اَلْفَقْرُ وَالْغِنَا بَعْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللّٰهِ فقیری اور تونگری بعد اسکے ہے کہ آدمی کے اعمال حقتعالی کے سامنے پیش ہو چکین
یعنی تونگری اور فراخی وہ ہے کہ بعد احساب و کتاب روز قیامت ثواب ابدی حاصل ہو اور تنگدستی و فقیری وہ کہ عذاب ابدی مین دنیا و بلا
گرفتار آوے مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ طَالِبُ دِيْنَارٍ وَطَالِبُ الْعِلْمِ دو بھوکے کبھی سیر نہین ہوتے ایک دنیا کا طلبگار دوسرا طالب العلم اَلدُّنْيَا
خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا دنیا اپنے لئے پیدا نہین ہوئی غیر کے لئے بنائی گئی ہے مراد یہ کہ دنیا کو خدائے تعالے نے اس
غرض سے پیدا کیا ہے کہ اسمین رہ کر اعمال خیر بجا لائین اور سفر آخرت کی تیاری کرین نہ یہ کہ اس مین مشغول ہو جائین اور آخرت کو بھول
جائین كَفَاكَ اَدَبًا لِنَفْسِكَ اِجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُ لِغَيْرِكَ تجھکو اپنے ادب کے لئے اس قدر کافی ہے کہ جو امر اورون سے برا جانے
خود اس سے پرہیز کرے یعنی جو بات اورون سے بھلی معلوم نہو اسکو نہ کر لَيْسَ بَلَدٌ بِاَحَقَّ مِنْ بَلَدٍ خَيْرُ الْبِلَادِ مَا حَمَلَكَ کوئی شہر
دوسرے شہر کی نسبت بہتر نہین یعنی سکونت کے واسطے سب شہر برابر ہین سب سے بہتر وہ شہر ہے کہ تجھکو برداشت کرے یعنی تیرے اخراجات کا
کفیل ہو اور اسباب راحت کے تیرے لئے اسمین مہیا ہون مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ بِكِبَارِهَا جو کوئی چھوٹی
مصیبتون کو بڑی جانے حقتعالی اسکو بڑی مصیبتون مین مبتلا کرتا ہے عَلَى الْقَذٰى وَاِلَّا لَمْ تَرْضَ اَبَدًا اپنی آنکھون کو خس و خاشاک سے
بند کر نہین تو کبھی خوش نہو گا یعنی زمانہ کے ایذا و آزار سے چشم پوشی کر ورنہ ہزار بار غمگین ہو گا تو کبھی آرام سے نہ رہیگا اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ
وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰى عفت اور پاک دامنی فقیری کی زینت ہے اور شکر تونگری کی زیبائش لَا يَعْدَمُ الصَّبُوْرُ الظَّفَرَ وَاِنْ طَالَ بِهِ
الزَّمَانُ جسکی عادت مصائب و شدائد پر صبر کرنیکی ہے ضرور مراد حاصل کرے گا اگرچہ عرصہ کے بعد ہو اَلْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى عمدہ

تونگری و غنا یہہ ہے … وہی کو ترک کیا جائے اَفضَلُ الزُّھدِ اِخفَاءُ الزُّھدِ سب سے اعلیٰ زہد یہہ ہے کہ زہد اور پرہیزگاری کا
اخفا کیا جاوے اور … کا اظہار جائز نہ رکھیں مَن رَضِیَ عَن نَفسِہٖ کَثُرَ السَّاخِطُ عَلَیہِ جو کوئی اپنے نفس سے راضی ہو بہت لوگ اس
سے ناخوش ہونگے اور اس … اعتراض کرینگے اَعجَزُ النَّاسِ مَن عَجَزَ عَنِ اکتِسَابِ الاِخوَانِ وَاَعجَزُ مِنہُ مَن ضَیَّعَ مَن ظَفَرَ بِہٖ مِنھُم
بڑا عاجز وہ شخص ہے جو بھ…یون اور دوستون کے بہم پہنچانے مین عاجز ہو اور اس سے بھی زیادہ عاجز وہ ہے جو دوست حاصل شدہ کو کھو دے
یعنی اسکو دوستی پر قائم … رکھ سکے مَن ضَیَّعَہُ الاَقرَبُ اُتِیحَ لَہُ الاَبعَدُ جس کے نزدیکی رشتہ وار مدد نہ کرین اور اسکو ضائع کردین
حقتعالی دورون اور بیگانون کے دلمین ڈالے کہ اسکی نصرت کو کھڑے ہو جاوین اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکاً یُنَادِی فِی کُلِّ یَومٍ لِدُوا لِلمَوتِ وَاجمَعُوا
لِلفَنَاءِ وَابنُوا لِلخَرَابِ تحقیق کہ ایک فرشتہ ہے کہ ہر روز حقتعالی کیطرف سے اہل دنیا کو آواز دیتا ہے کہ اولاد حاصل کرو
مرنے کے لئے اور مال جمع کرو فنا ہونے کے لئے اور عمارتین بناؤ خراب اور منہدم ہونے کے لئے یہہ پچاس مختصر فقرے ہین جو حکمت و نصیحت
مین کلام معجز نظام اس جناب سے ترجمہ کرکے تبرکاً و تیمناً اس مقام پر نقل کئے گئے طالب ہدایت کے لئے اسیقدر کافی ہے اگر در خانہ کس است
حرفے بس است **تمام** ہوئی یہہ کتاب اس مقام پر بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۹ - ذی الحجہ ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۴ - جولائی ۱۸۹۵ عیسوی

ابیات لمؤلفہ

شکر صد شکر اے کریم لطیف	کہ ہوئی آج ختم یہہ تالیف	فیض ہے تیرا سب یہ فیض مآب	مین کہان ورنہ اور کہان یہ کتاب
ہون اسیر عوارض و افکار	مجھ سے کب ہو سکے بھلا کوئی کار	نہ میرے ہاتھ اور قلم نے کیا	کیا جو کچھ تیرے کرم نے کیا
اب یہہ اک التجا ہے اور یہی	اسکی توفیق تو نے جیسی دی	جلد اول جو باقی ہے اس سے	وہ بھی ہو جائے فضل سے تیرے
ختم حسب المرام یہہ ہووے	اور مقبول عام یہہ ہووے	پھرے ہندوستان مین دست بدست	دوست بالا ہون اور دشمن پست
جو کہ ہین یہان یہہ دوستان علی	شیعیان و موالیان علی	عاشق با کمال حیدر ہین	یعنی جو یائی حال حیدر ہین
حاجتین انکے دل کی بر آئین	ہر بہر اس سے مدعا پائین	یا الٰہی گناہگار ہون مین	اپنے عصیان سے شرمسار ہون مین
	بخشدے مجکو میرے گنہ غفار	بِمُحَمَّدٍ وَآلِہِ الاَطہَار	

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از جناب معلی القاب سید جمعیت علی صاحب سابق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر جمن حال پنشنر رئیس سہارنپور سلمہ اللہ تعالیٰ

زہے مولوی سید مظہر حسن	کتابے چنین بے بہائے نوشت	پس از مرگ عثمان بحال علی	مفصل ہمہ ماجرائے نوشت

سبز و شاخِ طوبےٰ وا وراقِ او	چنین دفترے راہبرائے نوشت زروئے ادب سالِ تصنیف این شد	مصنف بحقِ علی مزد یابد عجب دفترے دلکشائے نوشت ۶۱۸ ۹۴	خدا ایشر...

وله ایضاً

چون جنابِ مولوی مظہر حسن	در سیر گفت این کتابِ معتبر	سالِ تصنیفش کہ شد در کارِ ما	گفت ...تف دُرّۃ التاج ۳ ۱۱

وله ایضاً

طبع تہذیب چون بحسنِ خاص	بر عیون و قلوب شد مطبوع	سالِ تاریخ طبعِ او ہاتف	گفت بسیار خوب شد م... ۳ ۱۲

تاریخ طبع کتابِ ہذا از جنابِ ممدوح الصفات

بحمد اللہ کہ تہذیب المتین مطبوعِ زیبا شد	بتاریخِ امیر المومنین مطبوعِ دلہا شد	بطبعِ یوسفی مطبع فروغِ خط و خالش شد	ببین نور علے نور این کتاب ای... ۳ ۱۲

وله

جس دم یہہ کتابِ پاک سخن	مطبوع ہوئی اے مشفقِ من	تاریخ پکارے اہلِ فن	کیا خوب چھپی تہذیب... ۹۴

قطعۂ تاریخ کتابِ ہذا از ابکارِ افکار جنابِ سید زاہد حسین صاحب برادر ابن عمِ مولف رئیسِ سہارنپور سلمہ اللہ تعالیٰ...

با اہلِ جہان مژدۂ تازہ باد	کہ اردی بہشت است وقتے شد خریف	بدوشِ شمیمِ گل آمد بہار	صد... ہمرکاب و نمو ہمر...
بدشت و جبل لالۂ شوخ رنگ	بصحرا گہر بار ابرِ کثیف	ز فرطِ ضمیران و نسرین و گل	بطرفِ گلستان بہار...
ہوا مشک بیز و چمن لالہ خیز	معطّر چو سنبل گیاہِ ضعیف	نواسنج در شوقِ مرغانِ باغ	بحمد و ثنائے خدائے...
ز جوشِ طبیعت ز فیضانِ علم	درین موسم و روزگارِ شریف	اخی مولوی میر مظہر حسن	ذکی و ذہین و تقی و...
عجب دفترِ نور رقم کردہ اند	کزو حاسدان اندرو دل خفیف	ز شادی دلِ مومنان باغ باغ	چو برگِ خزان زرد رو...
عیان خرمی از رخِ دوستان	ز ہیبت دلِ دشمنان سخیف	بتاریخ پرداختم حسبِ حکم	ز... ہر چند بود دم
	ندا از سپہرِ چرخ ناگہ رسید	بگو انّ ہذا کتابٌ لطیف ۱۲ ۱۳ ...	

4386 ~~4385~~

UTTAR PRADESH

150 Rs.

INDIA NON JUDICIAL

१५० रु. Rs150

भारत

एक सौ पचास रुपया ONE HUNDRED & FIFTY RUPEES

::३::

[illegible] कि श्री त्रिलोक चन्द [illegible] [illegible] श्री नन्द किशोर जी [illegible] शहर मेरठ मोहल्ला [illegible] का हूँ:-

[illegible]

[illegible] आराज़ी [illegible] बार मुरब्बा [illegible] [illegible] यानी १८३७/१।२ मुरब्बा [illegible] आराज़ी हस्ब पैमाइश व मकबूजा जैल [illegible] प्लाट नं० १११, वाक़े मोहल्ला [illegible] शहर मेरठ जो प्लाट मज़कूर के उत्तरी व पश्चिमी कौने में वाक़े है [illegible] और यह प्लाट [illegible] बजरिये [illegible]नामा तारीख़ १८ फ़रवरी [illegible] प्रॉपर्टीज़ लिमिटेड से ख़रीद किया है कि जिसकी रजिस्ट्री [illegible] बुक [illegible] के पृष्ठ १२७।०८ व ८० में नं० [illegible] १९४२ [illegible] मज़कूर ख़रीद करने की तारीख़ से आज [illegible] जात [illegible] से बिल्कुल पाक साफ़ है और मुझे उसके [illegible] आराज़ी [illegible] बार मुरब्बा गज़ [illegible] आराज़ी मज़कूर जो प्लाट नं० १११ के उत्तरी व पश्चिमी कोने में है [illegible] और नाप व हुदूदरबा नीचे लिखा हुआ है अपनी ऐन ख़ुशी व [illegible] मुबलिग़ ६००० छ: हज़ार रुपये [illegible] मुबलिग़ ३००० तीन हज़ार [illegible] श्रीमती विमला देवी धर्मपत्नी [illegible] मेरठ शहर को फ़रोख़्त करदी और [illegible] नीचे लिखे [illegible] पर ख़रीदारा ने क़बूल पाली और [illegible] अपने [illegible] निकाल कर [illegible] दख़ल ख़रीदारा [illegible] मुतालिक [illegible] कर दिया। ख़रीदारा को आराज़ी में [illegible] हासिल रहेगा [illegible] आराज़ी [illegible] तरफ़ अपनी खिड़की दरवाज़े [illegible] वग़ैरा रखेंगी लेकिन हमारी बाक़ी बची हुई ज़मीन की

تہذیب المتین جلد دوم

تھذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین

۱۳۱۳ھ ۱۸۹۵ء

یہ وہ تاریخ ہو کہ جسمیں تمام حالات اور واقعات اور مناقشات و مشاجرات عہدِ خلافت جناب امیر المؤمنین امام المتقین حضرت علی ابن ابیطالب علیہما الصلوۃ والسلام مندرج ہیں اہلسنن کی کتب روضۃ الاحباب ۔ روضۃ الصفا تاریخ ابو الفدا تاریخ ابن اعثم کوفی ۔ شرح ترجمہ نہج البلاغت و شرح دیوان جناب امیر علیہ السلام سے اور حضرات شیعہ کی کتب بحار الانوار حق الیقین ۔ جلاء العیون ۔ ارشاد جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ ۔ احتجاج طبرسی کامل بھائی ناسخ التواریخ اور مجالس المؤمنین سے مضامین اخذ کیے گئے ہیں

اطلاع ضروری } چونکہ یہ کتاب موافق عقائدِ مذہب شیعہ کے ہی ۔ بنابران خدمت میں حضرات اہل سنت والجماعت کے گزارش ہو کہ نہ تو اس کتاب کو خرید کریں اور نہ مطالعہ فرمائیں محض برادران ایمانی حضرات شیعہ پیروانِ ائمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی واقفیت کیلئے چھاپی گئی کسی مخالف سے یا مولف سے مکابرہ یا مجادلہ منظور نہیں ۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

العبد
سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دھلی
۱۳۱۳ھ

مطبع یوسفی واقع دہلی میں ۱۳۱۳ھ طبع ہوئی
محمد الدین غفرلہ

فہرست بعض کتب منجملہ کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	قرآن شریف درجہ دوم	ے ر	۴۴	تفسیر حضرت امام حسن عسکری	معہ	۸۷	تحفۃ الحاجات	۶ر	۱۳۰	مسالک الافہام ہر پنج جلد قلمی	ما ر	۱۷۳	برہان غم	عہ ر
۲	درجہ سوم مترجم بترجمہ	ھ ر	۴۵	استبصار ہر دو جلد	ھ ر	۸۸	مثنوی زاد آخرت	۲ر	۱۳۱	زاد قلیس (عربی)	۲ر	۱۷۴	مرثیہ میر ضمیر جلد اول	۱۱ر
۳	درجہ چہارم حمائلی	عہ	۴۶	من لایحضرہ الفقیہ ہر دو جلد	ھ	۸۹	عین الیقین	۸ر	۱۳۲	رسالہ آیہ تطہیر (اردو)	۲ر	۱۷۵	سفینۃ النجاۃ در علم کلام	۱۰ر
۴	تفسیر عمدۃ البیان درجہ دوم	عہ	۴۷	مصائب الشہدا از آغا نجف علی	عہ	۹۰	اعمال الصالحین	۶ر	۱۳۳	دانش نامۂ جہان	۲ر	۱۷۶	رسالہ رجعت	۳ر
۵	درجہ سوم	عہ	۴۸	تارافوات نجب	۲ر	۹۱	احکام الائمہ	۴ر	۱۳۴	رسالہ احکام الغنا	۲ر	۱۷۷	جزیرۂ اخضر	۱ر
۶	سفینۃ النجاۃ در ادعیہ اردو	۱۰ر	۴۹	درّ المصائب	۱۲ر	۹۲	حلیۃ العرائس	۳ر	۱۳۵	نخل ماتم	[illegible]	۱۷۸	تنقید الکلام	عکر
۷	بہشت جلد سیب نامہ	ے ر	۵۰	صحیفہ کاملہ مطبوعہ بمبئی	۱۴ر	۹۳	تذکرۃ المعصومین اردو	۱۲ر	۱۳۶	زینۃ العباد	۱ر	۱۷۹	روضۂ رضوان	۹ر
۸	اعمال المتقین	۱۰ر	۵۱	غلبہ حیدری	۵ر	۹۴	دفع المغالطہ فارسی	عہ	۱۳۷	ذخیرۂ آخرت	[illegible]	۱۸۰	نزہۃ اثنا عشری	عکر
۹	دعائے نور	ے ر	۵۲	مصائب الشہدا ترجمہ	معہ	۹۵	کھری بات اردو	۱ر	۱۳۸	مجالس العلویہ	عکر	۱۸۱	غلبہ حیدری	۵ر
۱۰	تنزیہ الامامت	۲ر	۵۳	تحفۃ الاثنا عشریہ کاغذ سفید	عہ	۹۶	قصۂ جمیلہ (اردو)	۱ر	۱۳۹	زبدۃ المصائب	عہ	۱۸۲	دولہا نامہ	۲ر
۱۱	درود طوسی	۱۰ر	۵۴	ایضاً خاکی	ے	۹۷	وظائف الابرار مترجم	۱۰ر	۱۴۰	ریحان غم جلد اول	عہ	۱۸۳	مخمس سجاد	۸ر
۱۲	خزانۃ المسائل	معہ	۵۵	معیار الہدیٰ	۱۲ر	۹۸	ایضاً خاکی	۸ر	۱۴۱	ریحان غم جلد دوم	عہ	۱۸۴	براہین بیّنہ	۴ر
۱۳	بنیاد اعتقاد	۲ر	۵۶	آیات محکمات (اردو)	۶ر	۹۹	جادۂ حیدری (اردو)	۶ر	۱۴۲	سفینۃ الشہداء	۵ر	۱۸۵	غم محرم	۸ر
۱۴	اعلان الہدیٰ جواب	عہ	۵۷	عمدۃ الانشار (اردو)	۶ر	۱۰۰	رسالہ طلسمات فلاطیس	۱ر	۱۴۳	تکملہ حملۂ حیدری	عکر	۱۸۶	فرحت المومنین	۸ر
۱۵	اسرار الہدیٰ	۴ر	۵۸	رمی الجمرات (اردو)	عہ	۱۰۱	بیاض نوحہ جات خورد	۶ر	۱۴۴	خلاصۃ الحساب مطبوعہ بمبئی	۵ر	۱۸۷	مثنوی چشمۂ کوثر	۵ر
۱۶	ذوالفقار حیدر	۱۴ر	۵۹	حد تحقیق بشرب شتی	عہ	۱۰۲	بزم ماتم	۶ر	۱۴۵	منزل الابرار مطبوعہ بمبئی	۸ر	۱۸۸	جزو مظاہر الحق	۳ر
۱۷	صحیفۂ کاملہ	۱۲ر	۶۰	مودۃ الاسلام	۸ر	۱۰۳	جامع عباسی و دو بیت بابی	عہ	۱۴۶	مناظرہ سنی و نیچر	۲ر	۱۸۹	بیاض ہنر	۱ر
۱۸	سواء السبیل	عہ	۶۱	تحفۃ الغدیر در باب حدیث غدیر	۳ر	۱۰۴	خلاصۃ المصائب	۱۲ر	۱۴۷	کافیہ خوش خط	۴ر	۱۹۰	نخبہ (اردو)	۳ر
۱۹	مجالس الشیعہ	عہ	۶۲	بشارت احمدی	۸ر	۱۰۵	قران السعدین	۴ر	۱۴۸	تحفۃ العلماء	۱۰ر	۱۹۱	نخبہ (فارسی) مطبوعہ بمبئی	۹ر
۲۰	ارشاد المواریث	۳ر	۶۳	ردّ الابالسۃ	۵ر	۱۰۶	کارآمد ذاکرین عرف ماتم حسینی	۵ر	۱۴۹	حمائل تعویذی	۶ر	۱۹۲	تنقید جدید	ے
۲۱	دافع الشبہات	۱ر	۶۴	تنبیہ المنکرین مخزن الفلاح	۳ر	۱۰۷	اعجاز حسینی عرف دہ مجلس	۴ر	۱۵۰	حدیقۂ ماتم	۱۲ر	۱۹۳	لئالی مخزونہ	۲ر
۲۲	ریاحین الانشار	۱ر	۶۵	سراج الایمان	۱ر	۱۰۸	خلاصۃ الطاعات	۶ر	۱۵۱	دیوان حماسہ عربی	ے ر	۱۹۴	کاشف الرؤیا	۴ر
۲۳	بشارات محمدی	ے ر	۶۶	دلیل الحسنات	۳ر	۱۰۹	گلدستۂ نور	۳ر	۱۵۲	کنوز الحقائق	عہ	۱۹۵	بحر البکا	۲ر
۲۴	رونق الصلوٰۃ	۱ر	۶۷	انوار الہدیٰ	عہ	۱۱۰	مثنوی نوائے آخرت	۴ر	۱۵۳	مایۂ دانش در علم فلکیات	عہ	۱۹۶	مجموعہ سلاحہائے نادرہ	۵ر
۲۵	دلیل الوصل	۲ر	۶۸	شمس الضحیٰ	عہ	۱۱۱	ارشاد النعیم لدفع اللئیم	۱ر	۱۵۴	دیوان متنبی	۱۲ر	۱۹۷	رسالہ تریاق آتشک	۴ر
۲۶	مفاتیح الغیب الموسوم	۴ر	۶۹	فضائل مرتضوی کلاں	عہ	۱۱۲	غزوۃ المجیدیہ	۱ر	۱۵۵	دیوان متنبی	عہ	۱۹۸	مراۃ الامامت	۸ر
۲۷	عاقبۃ الجیب از ملا باقر اردو ترجمہ		۷۰	فضائل مرتضوی ۱۶ جزو	۸ر	۱۱۳	عقد المتعاقدین	۱ر	۱۵۶	دفتر غم دوم سوم	۱۵ر	۱۹۹	قرابادین اعظم (اردو)	عہ
۲۸	مثنوی شعلہ کلام	۱ر	۷۱	تحفہ جعفری	۳ر	۱۱۴	تبصرۃ الاطفال	۱ر	۱۵۷	آفتاب عالم افروز	۸ر	۲۰۰	اقصرائی (اردو)	۸ر
۲۹	قول مختوم فی اعتقاد کلثوم	۳ر	۷۲	بیاض نوحہ جات سفید	۱۴ر	۱۱۵	حسن اعتقاد	۲ر	۱۵۸	آداب المجالس	۱۰ر	۲۰۱	کحل الناظرین	۸ر
۳۰	تنبیہ السائل	۴ر	۷۳	ایضاً بچرنگا	عہ	۱۱۶	موجۂ کوثری شرح قصیدہ	۸ر	۱۵۹	شرح زیارت ناحیہ اول دوم جلد	۴ر	۲۰۲	مناجات بیوہ	۲ر
۳۱	آیت آخری جواب آیات بینات	۱۲ر	۷۴	توضیح عزا	عہ	۱۱۷	سید اسمعیل حمیری		۱۶۰	سیف ناسخ	۵ر	۲۰۳	حقوق اولاد	۲ر
۳۲	شرح جوشن صغیر	۴ر	۷۵	سراج غم ہر سہ جلد	عہ	۱۱۸	قرآن مجید اردو	عکر	۱۶۱	اجناس الجناس	مر	۲۰۴	واقعات خلافت عثمان	۲ر
۳۳	جفر جامع	۴ر	۷۶	فیض عام ترجمہ اردو گنجینۂ علی	۶ر	۱۱۹	حیات القلوب اردو کامل	معہ	۱۶۲	دیوان رطب العرب	۱۲ر	۲۰۵	شرح حاشیہ ملا جامی	۸ر
۳۴	حرز الامان تعویذات عملیات	عہ	۷۷	غم دوم	۵ر	۱۲۰	ایضاً فارسی	صہ	۱۶۳	دفتر غم بحر الم	۸ر	۲۰۶	آئینہ حق نما	۱ر
۳۵	فصل الخطاب	۴ر	۷۸	وقائع خلافت حضرت علی	۶ر	۱۲۱	عین الحیات فارسی	عکر	۱۶۴	گلدستۂ جنان	عہ	۲۰۷	برنارڈ مسمی رسالہ حساب	۱۲ر
۳۶	ملت الاخبار	۲ر	۷۹	نان و نمک	۳ر	۱۲۲	رسالہ سبعہ	۳ر	۱۶۵	روضۂ رضوان	عہ	۲۰۸	علاج الامراض (اردو)	عہ
۳۷	رسالہ گمنام	۶ر	۸۰	تجہیز الموتیٰ	[illegible]	۱۲۳	جنگ جمل	۲ر	۱۶۶	گنج شہیدان	عہ	۲۰۹	مخزن الادویہ مع تحفۃ المومنین فارسی	عکر
۳۸	جنگ خیبر	۴ر	۸۱	صراط النجات	۶ر	۱۲۴	تفسیر عفت (اردو نظم)	۶ر	۱۶۷	سرمایۂ ایمان	عہ	۲۱۰	لغات سروری	عہ
۳۹	کفایۃ السائلین	۱۰ر	۸۲	بنیان الایمان	مر	۱۲۵	محاربہ حق	۶ر	۱۶۸	ہدیۂ حسینیہ مطبوعہ لکھنؤ	۸ر	۲۱۱	الف لیلیٰ ہر چہار جلد چھاپہ نظامی با تصویر	عہ
۴۰	ضرب المبین	۸ر	۸۳	ہدایۃ الصلوٰۃ	۲ر	۱۲۶	بعدھہ ہندی	۱ر	۱۶۹	شگوفۂ ماتم	۴ر	۲۱۲	یادگار علی	۲ر
۴۱	مناظرہ مرشدآباد و تقلیدین	[illegible]	۸۴	حدیث نبوی	۳ر	۱۲۷	مناقب اہلبیت اردو	۱ر	۱۷۰	براہین غم اول جلد	معہ	۲۱۳	سنین الاسلام	عہ
۴۲	دیگر تقلیدین شیعہ	[illegible]	۸۵	تنقیح المسائل	۲ر	۱۲۸	شرح خطبۂ امام رضا علیہ السلام	۲ر	۱۷۱	براہین غم جلد دوم	عہ	۲۱۴	تلخیص المصائب	۶ر
۴۳	تعویذ ام الصبیان	۱ر	۸۶	تنبیہ الاطفال	۱ر	۱۲۹	مثنوی گل باغ ارم	عہ	۱۷۲	گلزار غم	۱۵ر	۲۱۵	تحفۃ العوام کلاں	۹ر

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

للّٰہ الحمد کہ بفضل رب العالمین و بطفیل ائمہ طاہرین بنا بر بصیرت اہل ایمان و یقین و بنظر بحث و تقویت ناظرین و سرور قلوب مومنین المسمّی

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

سنہ ۱۳۱۲

من تصنیفات عالم بے نظیر و فاضل نحریر جناب مولانا و مقتدانا مقبول بارگاہ رب من جناب مولوی سید ظہور حسن صاحب قبلہ مدرس اول علوم شرقی ضلع سکول بجنور

بمطبع یوسفی واقع دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

الحمد للہ الذی ارسل الینا من میّز لنا الحقیۃ من البطلان بالحجۃ والبرھان والشکر لہ علی ما انزل علیہ القرآن الذی عجز عن الاتیان بمثلہ فصحاء
قحطان وعدنان فاوضح طرق المنجیۃ من المھلکۃ باوضح تبیان لیھلک من ھلک ویحیی من حیّ عن بینۃ وبیان فسبحان الذی خلق الانسان
وعلّمہ البیان والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان الغالیۃ الاثمان المرزیان بالیاقوت والمرجان علی سید
الانس والجان والہ امناء الرحمان المنعوتین بافصح لسان الممد وحین فی القرآن سیّما وصیہ وابن عمہ الذی بذل مھجتہ فی
قلع مادۃ الغوایۃ والطغیان فقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من اھل الشنان وارباب البغاوۃ والعدوان المتاثرین الکفر بعد الایمان فی وقعۃ الجمل والصفین والنھروان

اما بعد بندہ عاصی اقل الخلق عملاً واکثرہم خطاءً وزللاً مظہر حسن بن سید صادق حسن بن سید شہامت علی الموسوی الاثناعشری السہارنپوری عفا اللہ عنہم اجمعین و
جعل مثواہم فی اعلےٰ علیین بمحمد وآلہ الطاہرین خدمات عالیہ برادران ایمانی میں عرض کرتا ہے کہ افضل علوم وعمدۂ فنون کہ باعث آگاہی اخبار عالم ووقوف باحوال
بنی آدم ہوسکے علم تاریخ وسیر ہے علی الخصوص حالات خاصان خدا و برگزیدگان بارگاہ کبریا یعنی حضرات انبیاء کرام و اوصیاء ذوی الاحترام علیہم التحیۃ والسلام کہ
بطرق معتبرہ صحیحہ مروی وماثور ہیں بلاشبہ شائع وذائع ہونا انکا باعث مزید برکات وترتب مفید ثمرات وموجب تکمیل دین مبین وترویج حق ویقین۔ واز دیاد واخلاص
عام بہ نسبت انحضرات طیبین طاہرین کے ہے بنابریں یہ اذل خلائق ایک مدت دراز سے متمنی تھا کہ واقعات تاریخی جناب ولایت مآب حلال مشکلات کشاف
معضلات امام برحق ووصی مطلق سید الاشجعین یعسوب المسلمین امیر المومنین تاج الفقہاء وکہف الفقراء ابو الائمۃ النجباء نفس رسول وزوج بتول و پیشواء ارباب قبول
مظہر العجائب مفرق الکتائب امام المشارق والمغارب اسد اللہ واسد رسولہ الغالب مولانا ومولی الثقلین علی بن ابیطالب صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ۔ خصوصاً
خلافت ظاہری آنحضرت کے یعنی وقائع جنگ جمل وصفین ونہروان زبان اردو عام فہم میں لکھے جائیں کہ برادران مومنین جو فہم لغت عربی وفارسی سے عاری ہیں

بقیہ نسب نامہ یہ ہے شہامت علی بن صفدر علی بن حکیم سید علی بن عبدالرحمن بن سعد اکبر بن محمد سعید بن عبدالفتاح بن سید یعقوب بن ابراہیم بن عبدالرحیم بن محمد باقر المعروف بعارف باللہ بن
جعفر سرخ بن سید طاہر مخاطب بخطاب اشرف العلماء کہ بموجب طلب ہمایوں بادشاہ دہلی میں رونق افروز ہوئے اور چند دیہات جاگیر میں پاکر قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کو
اپنے سکونت کے لئے اختیار کیا بن نصیر الدین بن ابو المنصور بن ابو المظفر بن ابو القاسم بن سید حسین بن محمد رضا بن عبداللہ صف شکن بن سید عبدالباری معروف بشاہ چراغ کہ
شہر کاشان مملکت ایران سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ منصب مستوفی گری وسرگردگی لشکر پر مامور ہوکر ہندوستان میں تشریف لائے اور مقام رہتاس گڈھ واقعہ ملک پنجاب
پسند کرکے اور وہاں سے تا بہ راولپنڈی ملک اپنی قبض وتصرف میں لاکر قیام پذیر ہوئے چنانچہ قبہ منورہ انکا ابتک پنڈی میں معروف ومشہور ہے بن سید ابراہیم بن علی شاہ بن سعید بن محمد اسمعیل
بن حضرت عبداللہ فرزند دلبند امام ہمام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین بن امیر المومنین علی المرتضی صلوات اللہ علیہم اجمعین ۵

سے منتفع و مستفید ہوں چنانچہ بعض مقامات جنگ جمل اور کسیقدر نہروان کے جلد محن و فتن بحار الانوار وغیرہ سے ترجمہ و تالیف بھی کر لئے تھے من بعد کچھ بباعث قلت فرصت کہ مشاغل کسب معیشت سے مہلت کم ہوتی تھی - اور کسیقدر کمی اسباب یعنی کتب تاریخ و حدیث اور زیادہ تر بخوف نقصان استعداد کہ آپکو مرد اس میدان کا نہ جانتا تھا اسکی تکمیل و تتمیم معرض التوا میں پڑ گئی اور وہ اجزاء پریشان ایک عرصہ تک طاق نسیان پر رکھے رہے تا آنکہ بعض احباب اخوان اہل ایمان جو اس حال سے واقف تھے اور اجزا مذکورہ انکے ملاحظہ میں آچکے تھے بابرام تمام باعث ہوئے کہ یہ کام حسب مراد انجام کو پہنچے اور ہرگز ادھورا و ناقص نہ چھوڑا جائے اسقدر مبالغہ و الحاح اس خصوص میں کیا کہ احقر کو بجز تعمیل ارشاد ان حضرات کے چارہ نہ رہا لاجرم توکل بخدا کمر ہمت کو چست باندھا اور اسکو از سر نو ابتداء خلافت امیر المومنین علیہ السلام سے لکھنا شروع کیا اور اجزاء سابقہ مذکورہ کو بنظر ثانی حک و اصلاح کر کے لباس جدید پہنایا اور تا شہادت آنحضرت کے جملہ حالات کو بترتیب خوب اسلوب مرغوب مرتب و مہذب گردانا حتی کہ یہ تاریخ زمانہ خلافت ظاہری تمام ہوئی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اور چونکہ بڑا منصب اس کمترین کا اس کتاب میں اخبار و آثار متفرقہ کو لغت عربی فارسی سے ترجمہ کر کے ترتیب و تہذیب دینا ہے اسلئے اسکا نام اَلتَّهْذِيْبُ الْمَتِيْنُ فِيْ تَارِيْخِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ رکھا - مخفی نہ رہے کہ اس کتاب میں سواء بحار الانوار حق الیقین - جلاء العیون وغیرہ تصانیف جناب آخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے کہ اصل منبع و ماخذ اسکے ہیں اور بہت سی کتب شیعہ مثل نہج البلاغہ ارشاد شیخ مفید احتجاج طبرسی کامل بہائی - مجالس المومنین ناسخ التواریخ وغیرہ و کتب اہلسنت مثل روضۃ الاحباب روضۃ الصفا تاریخ ابو الفداء تاریخ ابن اعثم کوفی وغیرہ و شروح و تراجم نہج البلاغہ سنی و شیعہ و شرح دیوان جناب امیر علیہ السلام و اکثر کتب مناظرہ فریقین سے امداد و اعانت لی گئی ہے اور اکثر مقامات میں شروع روایت پر کتاب منقول عنہا کا حوالہ لکھا گیا اور سخت کلامی سے عمداً حتی المقدور اعراض و انحراف منظور رہا کہ کسیکے لئے ناگوار طبع نہو آئندہ انشاء اللہ تعالے ارادہ ہے کہ باقی حالات حضرت امیر المومنین ابتداء ولادت سے قبل خلافت ظاہری تک اسی نہج سے بصورت ایک مجلد دیگر ترتیب و تلفیق پائیں کہ یہ دونو جلدیں ایک مستقل کتاب تاریخ جناب ولایت مآب مولائے مومنین علی بن ابیطالب کی درست ہو جائے حضرت واہب العطیات سے دعا ہے کہ بتصدق اپنے حبیب محمد مصطفٰے اور انکے عترت باطہار کے اس ناچیز کو اسکے اتمام کی توفیق عطا فرمائے اور مومنین موالیان ائمہ معصومین کو اس مجموعہ محمودہ سے فائدہ و نفع بخشے وَجَعَلَهَا خَالِصَةً لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَتَقَبَّلَهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور چونکہ یہ تالیف محض بنظر ثواب و تحصیل رضاء رب الارباب وقوع میں آئی ہے اسلئے حضرات ناظرین سے امید ہے کہ اس عاصی کو بدعاء خیر یاد کریں اور جس مقام پر غلطی و خطا دیکھیں درست فرماویں ورنہ اغماض و چشم پوشی کو کام میں لائیں فَاِنَّ الْعُذْرَ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ وَالْعَفْوُ وَالصَّفْحُ مِنْ خِلَالِهِمْ مَسْمُوْعٌ وَمَنْقُوْلٌ

مقدمہ در بعضے از فضائل و مناقب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں مطابق و موافق روایت حافظ ابو نعیم کے حلیۃ الاولیاء میں ابو حازم مولاء ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا یا علی تم میں سات فضیلتیں ہیں کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہیں اور تم انکے وجہ سے سب پر فائق ہو اوّل تمہارا سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانا دوم تمہارا جہاد راہ خدا میں سب سے زیادہ عظیم و بزرگ ہے سوم تم اندر احکام خدا و قضا درمیان خلق کے سب سے زیادہ دانا ہو چہارم تم خدا کا عہد سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہو پنجم رعایا پر ہر ایک سے زیادہ مہربان ہو ششم سب سے زیادہ برابر و بعدالت تقسیم کرنے والے ہو ہفتم جملہ خلائق سے خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ جلیل و قدر رفیع ہے - اور جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا علیؑ افضل البشر

ابیٰ فقد کفر کہ علی بعد حضرت رسولخدا کے نوع انسان سے بہتر و افضل ہیں جو شخص اس سے انکار کرے وہ کافر ہے اور امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں امام بحق ناطق جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا اے علیؑ تو مجھ سے بمنزلہ اسحاقؑ کے ہے ابراہیمؑ سے اور ہارون کے ہے موسیٰ سے اور بمنزلہ شمعون کے ہے عیسیٰؑ سے الا یہ کہ پیغمبری میرے بعد نہیں اے علی تو وصی و خلیفہ میرا ہے جو اس سے انکار کرے مجھسے نہیں اور میں بروز قیامت اُس کا دشمن ہونگا اے علی تجھکو میری تمام اُمت پر فضیلت ہے اسواسطے کہ تو سب سے پہلے خدا و رسول پر ایمان لایا اور علم و عقل تیرا سب سے زیادہ ہے اور شجاعت و بہادری میں تو سب پر غالب ہے اے علیؑ تو امام اور امیر سب کا ہے اور وصی و جانشین میرا ہے بعد میرے تیرا کوئی نظیر و مثل نہیں اے علیؑ تو قسمت کرنیوالا بہشت و دوزخ کا ہے اور بسبب تیری دوستی کے پہچانے جاتے ہیں نیکوکار اور تیری دشمنی سے تمیز کئے جاتے ہیں بدکردار اور علحدہ ہوتے ہیں اچھے بروں سے اور مومن کافروں سے - اور احمد بن حنبل نے کہ چار اماموں اہلسنت سے ایک ہے کتاب مسند اور کتاب فضائل میں اور صاحب فردوس الاخبار نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ میں اور علی حقتعالی کے سامنے ایک نور تھے چودہ ہزار سال پیشتر خلق آدمؑ سے جب کہ حقتعالی نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اُس نور کے دو حصے کئے ایک حصہ سے میں پیدا ہوا دوسرے سے اے علیؑ تو اور فردوس میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ پس ہم پشت بہ پشت منتقل ہوتے رہے حتے کہ پشت عبدالمطلب میں پہنچے پس میرے لئے نبوت ہوئی اور تیرے لئے اے علیؑ وصیت اور خطیب خوارزم نے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضرت رسول معراج کو تشریف لیگئے خداوند جلیل نے ارشاد کیا کہ کسکو خلیفہ گردانا تونے اے محمد اپنی اُمت پر اپنے بعد عرض کی بہترین اُمت علی ابن ابیطالبؑ کو ارشاد ہوا خوب کیا تونے اے محمدؐ تحقیق کہ مینے نظر کی طرف زمین کے پس چن لیا اُنسے تجھکو اور اپنے اسماء سے ایک نام تیرے لئے مشتق کیا جسجگہہ میں مذکور ہونگا تیرا بھی ذکر آئیگا پس میں محمود ہوں اور تو محمد ہے پھر دوبارہ نظر کی اہل زمین کیطرف اور چن لیا اُنسے علیؑ کو اور اپنے ناموں میں سے ایک نام اُس کے لئے منتخب کیا میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی اے محمدؐ میں نے تجھکو اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اور ائمہ کو اولاد حسینؑ سے اپنے نور سے پیدا کیا اور ولایت تمہاری اہل آسمان و زمین کے سامنے پیش کی جسنے اُسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ہے جسنے انکار کیا وہ کافر اور ارشاد میں موافق روایت احمد حنبل مذکور کے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ زہرا رسولخدا کے پاس روتی ہوئی آئیں اور عرض کی یا رسول اللہ مجھکو زنان قریش طعن کرتی ہیں کہ تیرا نکاح مرد فقیر علی ابن ابیطالبؑ سے ہوا آنحضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ مینے تجھکو تزویج کیا ہے اُس شخص سے کہ از روئے اسلام کے سب پر مقدم ہے اور علم اُسکا تمام سے زیادہ ہے اے فاطمہؑ حقتعالی نے نظر کی طرف اہل زمین کی اور اختیار کیا اُنسے تیرے باپ کو اور اُسکو نبوت دی پھر نظر کی اُنکی طرف اور برگزیدہ کیا اُنسے تیرے شوہر علی ابن ابیطالب کو اور اُسکو میرا وصی و جانشین مقرر فرمایا اور وحی کی میری طرف کہ اُسکا نکاح تیرے ساتھ کروں اے فاطمہؑ مگر نہیں جانتی تو کہ یہ کرامت خدا ہے تیرے لئے کہ تجھکو ایسے شخص سے تزویج فرمایا کہ اُسکا علم و حلم سب سے زیادہ ہے اور اسلام میں تمام سے سابق ہے پس حضرت فاطمہؑ شاد و خنداں ہوئیں پھر حضرت رسولخدا نے فرمایا اے فاطمہؑ علی کے لئے آٹھ فضیلتیں ہیں جو دوسرے کے لئے نہیں (۱) یہ کہ وہ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں اور کسیکو یہ بات حاصل نہیں (۲) تو اے فاطمہؑ کہ سیدۂ نساء اہل جنت ہے اُسکی زوجہ ہے (۳) دو سبط رحمت یعنے میرے نواسے حسنینؑ اُسکے بیٹے ہیں (۴) اُسکا بھائی جعفر جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے حقتعالی نے اُسکو دو جناح زمرد سبز کے عطا کئے ہیں (۵) اُسکے پاس علم اولین و آخرین ہے (۶) وہ سب سے اول مجھ پر ایمان لایا ہے (۷)

آخر العہد ہے مجھ سے تمام عالم کے لئے (۸) وہ میرا وصی و خلیفہ ہے اور وارث ہے اوصیاء و سابقین کا اور نیز روایت کی احمد بیہقی نے فضائل الصحابہ میں اور فخر الدین
رازی نے اربعین میں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو چاہے کہ نظر کرے طرف آدم کے اسکے علم میں اور طرف نوح کی اسکے تقوے و پرہیزگاری میں اور طرف ابراہیم کی
اسکی خلت میں اور طرف موسےٰ کے اسکے ہیبت و وقار میں اور طرف عیسےٰ کے اسکے زہد و عبادت میں اسکو چاہئے کہ دیکھے اور نظر کرے طرف علی بن ابیطالب
کے اور ابو المؤید خوارزمی نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اے علیؑ اگر کوئی بندہ عبادت کرے خدا بزرگ و برتر کی اتنی مدت
کہ نوح نے اپنی قوم میں قیام کیا اور اسکے پاس سونا کوہ احد کی برابر ہو اور اسکو راہ خدا میں صرف کرے اور دراز ہو عمر اسکی حتےٰ کہ ہزار حج پیادہ پا بجا
لاوے اور بعد ازاں درمیان صفا و مروہ ظلم سے قتل ہو اور اے علیؑ تیرے ساتھ محبت نہ رکھتا ہو تو نہ سونگھے گا وہ بوئے بہشت کو اور نہ داخل ہوگا میں
۵ درخانہ کعبہ گر بود منزل تو ✤ در زمزم اگر سرشتہ باشد گل تو ✤ گر مہر علی نباشد اندر دل تو ✤ مسکین بود سعیہا بیحاصل تو ✤ اور نیز انس بن مالک سے روایت
کی ہے کہ حقتعالی نے نور روے علی بن ابیطالب سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے کہ وہ طلب مغفرت کرتے ہیں انکے اور انکے شیعوں کے لئے تا بروز قیامت اور
بروایت مسند احمد بن حنبل فرمایا آنحضرت نے کہ نظر کرنا روے علیؑ پر عبادت ہے اور وہ سید و سردار ہیں دنیا و آخرت میں جسنے انکو دوست رکھا اسنے مجھکو
دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور دشمن علیؑ میرا دشمن ہے اور میرا دشمن لاریب دشمن خدا ہے وائے ہو اوسکو
جو علیؑ کو دشمن رکھے مؤلف کہتا ہے کہ یہ ہیں چند احادیث فضیلت امیر المومنین جو تبرکاً و تیمناً اس مقام پر نقل ہوئیں لیکن احصار فضائل اس جناب کا پس نہ
امکان بشر ہے اور نہ یہاں پر مقصود تھا اگر ہزار کتابیں بھی ایسی ایسی محض فضائل و کمالات آنحضرت میں لکھی جائیں تب بھی احاطہ و احصار انکا ممکن نہیں اور کیونکر
ہو سکے جبکہ حدیث متفق علیہ[1] بین الفریقین میں حضرت رسولخدا صلی اللہ سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے اِنَّ اللہَ جَعَلَ لِاَخِیْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبَ فَضَائِلَ
لَا یُحْصٰی عَدَدُہٗ غَیْرُہٗ کہ حقتعالی نے میرے بھائی علی بن ابیطالب کو اسقدر فضیلتیں عطا کی ہیں کہ انکا حصر و شمار سوا اس جل شانہ کے کوئی نہیں جانتا روایت[2]
ہے کہ اگر تمام اشجار اقلام بنیں اور بحور دریا مداد کا کام دیں اور جن و انس صفحات زمین و آسمان پر لکھنے لگیں تب بھی علی علیہ السلام کے فضیلت کو نہیں لکھ سکتے ۵ کتاب
فضل ترا آب بحر کافی نیست ✤ کہ تر کنم سر انگشت و صفحہ بشمارم ۔ صاحب روضۃ الاحباب نے یہ اشعار شاعر عرب کے نقل کئے ہیں قِیْلَ لِیْ قُلْ لِعَلِیٍّ مَدْحًا ذِکْرُہٗ
یُخْمِدُ نَارًا مُوْصَدَہٗ قُلْتُ لَا اَقْدِمُ فِیْ مَدْحِ اَمْرِءٍ ضَلَّ ذَا اللُّبُّ اِلٰی اَنْ عَبَدَہٗ × وَالنَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی قَالَ لَنَا
لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ لَمَّا صَعِدَہٗ وَضَعَ اللہُ بِظَہْرِیْ یَدَہٗ فَاَحَسَّ الْقَلْبُ اَنْ قَدْ بَرَدَہٗ ، وَعَلِیٌّ وَاضِعٌ اَقْدَامَہٗ فِیْ مَحَلٍّ وَضَعَ اللہُ یَدَہٗ ترجمہ الکا شاعر
فارسی نے ہر ایک شعر کا ایک شعر میں اس طرح پر کیا ہے ۵ گفتی مرا کہ مدح علی گوی اے زہو ۔ کز آں ہمیر آتش ہر دل کہ نے ضیا است ۔ اقدام چوں کنم بمدیح کسے
کز وے در گمرہی فتادہ خلائق کہ او خدا است ۔ بر کتف مصطفٰے ید قدرت نہادہ حق ۔ شام وصال دین سخن از قول مصطفٰے است ۔ جائیکہ حق بر آں ید قدرت نہادہ بود
از روئے احترام بر آں پائے مرتضٰے است ✤ گفتم حدیث راست ولے ہیر دار حسد ۔ ہر خارجی کہ بشنود از من حدیث راست ۔ عبد الحمید بن ابی الحدید[3] معتزلی سُنّی شروع شرح نہج البلاغہ میں

[1] اس حدیث کو ابو المؤید خوارزمی معروف باخطب خطبا نے اپنی کتاب مناقب میں اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے جامع الاخبار میں روایت کیا ہے بقیہ حدیث یہ ہے پس جو ذکر کرے ایک فضیلت کو فضائل علیؑ سے در آنحالیکہ اقرار رکھنے والا ہو اسکا تو حق تعالی اسکے گزشتہ و آئندہ گناہ بخشتا ہے اگرچہ وہ قیامت کو گناہ جن و انس کے ساتھ آوے اور جو ایک فضیلت کو فضائل علیؑ سے لکھے ملائکہ ہمیشہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں جبتک کہ اس کتاب کا نشان باقی رہے اور جو ایک فضیلت کو فضائل علیؑ سے سنے حق تعالی اسکے وہ گناہ بخشتا ہے جو کانوں سے کئے ہیں اور جو نظر کرے طرف کتابت فضائل علیؑ کے تو حق تعالی اسکے وہ گناہ بخشتا ہے جو نظر سے کئے ہیں ۱۲ [2] خطیب خوارزمی نے مناقب میں اور میر سید علی ہمدانی نے کتاب مودات میں اسکو روایت کیا ہے ۱۲

میں مقام شرح فضائل امیر المومنین پر کہتا ہوں کہ کیا کہوں میں اُس شخص کے مقدمہ میں کہ اُسکے دشمنوں نے اُسکی فضائل کا اعتراف کیا اور اعدا اُسکے مناقب و مفاخر کو پوشیدہ نہ کرسکے ہر کوئی
جانتا ہے کہ بنی اُمیہ سلطنت اسلام پر شرق سے غرب تک مستولی تھی۔ اور بہر حیلہ اُنکے نور کے اطفا میں سعی رکھتی تھی احادیث اُنکے معائب میں وضع کراتے اور منبروں پر اُس جناب کو سب و شتم
کرتے اور اُنکے دوستوں اور مداحوں کو دھمکاتے اور حبس و قتل تک سے دریغ نہ کرتے تھے کہ ممانعت کی تھی کہ کوئی نام مبارک آنحضرت کا زبان سے نہ نکالے مگر جسقدر وہ کوشش کرتے تھے
اُس سے زیادہ اُنکا نام بلند اور مرتبہ رفیع ہوتا تھا مثل مشک کے کہ ہر چند اُسکو مخفی کریں اُسکی خوشبو نہیں چھپتی اور مثل آفتاب کے کہ کف دست اُسکو مستور نہیں کر سکتی اور مثل روز روشن
کہ ایک آنکھ اُسکو نہ دیکھے تو صدہا ہزارہا آنکھیں اُسکا مشاہدہ کرینگی اور کیا کہوں اُس شخص کی شان میں کہ تمام فضیلتیں اُس سے منسوب اور سلسلہ جمیع کمالات انسانی کا اُس پر
منتہی ہوتا ہے اور راس و رئیس ہے تمام مناقب و مفاخر کا اور سر چشمہ ہے تمام مکارم کا اور معدن ہے جملہ فضائل کا اور گوی سبقت اس میدان سے لے گیا ہے چنانچہ جسنے کسی فضیلت میں
حصہ لیا ہے اُسکی وجہ سے لیا اور جو کسی کمال سے بہرہ ور ہوا اُسکی سبب سے ہوا۔ ظاہر ہے کہ اشرف علوم علم معرفت الٰہی و خدا شناسی ہے پس جسنے خدا کو پہچانا اُسکی بدولت
اصول معرفت حق سبحانہ تعالی کا اُنکے کلام سے استنباط و اقتباس کیا راہیں خدا شناسی کی اُنکی بیان سے روشن ہوئیں اور لو معرفت اُنہیں کی تعلیم سے دلوں پر پرتو افگن
معتزلہ کہ اہل توحید و عدل ارباب نظر و عقل ہیں اور اس فن میں اُستاد و مرشد عالم گنے جاتے ہیں اُنکے شاگرد ہیں کسلیے کہ واصل بن عطا کہ اُنکا مقدم و پیشوا ہے ابوہاشم عبد اللہ بن
محمد حنفیہ کا شاگرد ہے اور وہ تلمیذ اپنے باپ محمد حنفیہ کا اور وہ اپنے پدر بزرگوار علی عالی مقدار سے تلمذ رکھتے تھے یہی حال ہے اشاعرہ کا کیونکہ اُنکی انتہا ابو الحسن اشعری پر ہے جو
تلمیذ ہے ابو علی جبائی کا جو ایک شیخ ہے مشائخ معتزلہ سے پس سلسلہ اشاعرہ کا تمام معتزلہ پر ختم ہوتا ہے اور اُنکی معلم و مرشد حضرت علی بن ابیطالب ہیں لیکن امامیہ و
اُنکا منسوب ہونا آنحضرت سے ظاہر و باہر ہے جملہ علوم سے علم فقہ ہے وہ حضرت اُسکی اصل و بنیاد میں تمام فقہاء اسلام اُنکی عیال اور خوشہ چین اُنکی خرمن عطا و نوال کے ہیں
کسلیے کہ علم فقہ اصحاب ابوحنیفہ یعنی ابو یوسف و محمد وغیرہ نے ابوحنیفہ سے اخذ کیا اور شافعی نے محمد بن الحسن سے اور اُسنے ابوحنیفہ سے اور احمد حنبل نے شافعی سے
اُسکا بھی ابوحنیفہ پر ہوتا ہے اور ابوحنیفہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اُنہوں نے اپنی آبا کرام سے اور یہہ سلسلہ علی تک منتہی ہوتا ہے اور علی ہذا سلسلہ امام مالک
حاصل کیا بواسطہ عکرمہ مولائے عبد اللہ بن عباس پر ختم ہوتا ہے اور ابن عباس ملازم خدمت امیر المومنین اور تلمیذ با تمیز اُس جناب کے ہیں یہہ حال ہے چار فقہا
کا اور فقہ شیعہ کی رجوع آنحضرت کیطرف بلا شوبت بیان ظاہر و عیاں ہے۔ اور نیز فقہا اصحابہ عمر بن الخطاب و عبد اللہ بن عباس تھے حال آنکہ دونوں نے اُس علم کو حضرت
سے حاصل کیا ابن عباس کا حال پہلے معلوم ہوا۔ عمر کی کیفیت بھی سب پر روشن ہے کہ ہمیشہ مسائل مشکلہ میں آنحضرت کی طرف رجوع کرتا تھا اور قول عمر لولا
عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوتا اور لَا بَقِیتُ لِمُعْضِلَۃٍ لَیْسَ لَھَا اَبُو الْحَسَنِ نہ باقی رہوں میں کسی مشکل میں جسمیں کہ ابو الحسن اُسکے
حل کرنیکو موجود نہوں اور نیز قول اُسکا لَا یُفْتِیَنَّ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَ عَلِیٌّ حَاضِرٌ کوئی مسجد رسول میں فتوے نہ دے جبکہ علی علیہ السلام موجود
ہوں۔ مشہور و معروف ہے۔ پس تمام فقہ کی انتہا اُن حضرت پر ہوئی ہے اور خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ
اور علم قضا وہی علم فقہ ہے پس موافق اس حدیث کے بھی وہ جناب افقہ اُمت ہیں اور تمام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

جناب مفتی سید محمد قلی علیہ الرحمہ نے کتاب تشئید المطاعن میں فوات الوفیات تصنیف صلاح الدین محمد بن شاکر بن احمد خازن سے نقل کیا ہے۔ عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید
ملقب بہ عز الدین مدائنی معتزلی فقیہ شاعر بھائی ہے موفق الدین کا ۵۸۶ ہجری میں پیدا ہوا اور ۶۵۵ ہجری میں وفات پائی اور وہ عمائد و اعیان شعرا میں معدود ہے
اور اس کا دیوان مشہور و معروف ہے دمیاطی نے اُس سے روایت کی ہے اور اُسکی تصانیف سے ہے فلک الدائر علی مثل السائر جسکو پندرہ روز کے عرصہ میں تصنیف کیا اور نظم
فصیح جسکو ایک شبانہ روز میں لکھا اور شرح نہج البلاغہ بیس جلدوں میں اور اُسکے حواشی ہیں کتاب محصل و محصول امام فخر الدین رازی پر ۱۲

علیؑ کو قضاء یمن کے لئے بھیجا تو فرمایا اَللّٰھُمَّ اَھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ بار الٰہا تو اُس کے دل کو ہدایت کر اور زبان کو ثبات بخش علیؑ کہتے ہیں کہ اسکے بعد مینے کبھی دو شخصوں کے درمیان حکم کرنیمیں شک نہیں کیا مؤلف کہتا ہے کہ بعض قضایا کہ امیر المومنین نے قوت حدس اور رائے صائب سے فیصل فرمائے آخر کتاب میں انشاءاللہ تعالیٰ آتے ہیں - پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ جملہ علوم سے علم تفسیر قرآن ہے کہ آنحضرت سے متفرع ہوا اور اُنسے لیا گیا اس دعوے کی صحت جو کتب تفسیر کیطرف رجوع کرے اُسکو معلوم ہو سکتی ہے اسواسطے کہ بہتر علم مفسر ترا اُنسے اور اُنکے شاگرد عبداللہ بن عباس سے ماخوذ ہے عبداللہ مذکور سے پوچھا گیا کہ تیرے علم کو تیرے ابن عم علیؑ کے علم سے کیا نسبت ہے کہا جو قطرہ باران کو بحر محیط سے اور نیز علوم سے علم طریقت و حقیقت و احوال تصوف ہے سب جانتے ہیں کہ فرقہ صوفیہ تمام بلاد اسلام میں آپکی آنحضرت سے نسبت کرتا ہے اور شبلی و جنید بغدادی و ابو یزید بسطامی و معروف کرخی وغیرہ نے اسکا اقرار کیا ہے اور اس پر فخر کرتے ہیں اور خرقہ کو کہ انکا شعار ہے باسناد متصل آنحضرت تک پہنچاتے ہیں اور جملہ علوم سے علم صرف و نحو ہے سب قائل ہیں کہ یہ علم آنحضرت نے اختراع و ایجاد کیا اور ابو الاسود دوئلی کو کہ اصحاب آنحضرت سے تھا امر کیا کہ اُسکو تدوین کرے اور اصول قواعد تلقین فرمائے - از آنجملہ فرمایا کہ کلام تین اشیاء میں منحصر ہے اسم فعل حرف - اسم دو قسم نکرہ معرفہ پر منقسم ہے - اور اعراب اقسام ثلثہ رفع نصب جر میں محصور ہے اور یہ کہ ہر فاعل مرفوع ہے اور ہر مفعول منصوب اور مضاف الیہ مجرور - اور یہ قوانین قریب باعجاز پہنچے ہیں کیونکہ قوت بشریہ ایسے حصر و احاطہ سے عاجز ہے اگر فضائل نفسانی و خصائل انسانی اُس جناب کے ملاحظہ ہوں تو ظاہر ہو کہ جلالت قدر و منزلت و رفعت شان و علو مکان انکے کہاں پہنچی تھی - اُنکی شجاعت نے اگلوں کے شجاعت کو دلوں سے بھلا دیا اور پچھلوں کے نام کو مٹا ڈالا - انکے مقامات حروب میں مشہور ہیں اور یہ حروب قیامت تک معروف و مذکور رہینگے ہرگز میدان جنگ سے فرار نہیں کیا اور کبھی کسی لشکر سے خوف نہ کھایا کوئی دشمن مقابلہ میں نہ آیا کہ زندہ پھرا ہو اور ایک ضرب نہیں لگائی کہ حاجت دوسری کی رہی ہو جو بہادر آپکے ہاتھ سے مقتول ہوا اُسکی قوم مباہات کرتی تھی کہ علیؑ کے ہاتھ سے مارا گیا - عمر بن عبدود قتل ہوا تو اُسکی بہن نے اُسکے مرثیے میں چند اشعار کہے اور اظہار کیا کہ اُسکا قاتل شجاع یگانہ و دلیر بے مثل پسر بادشاہ مکہ ہے اُسکی کشتہ کے لئے عیب و عار نہیں اگر کسی اور کے ہاتھ سے مارا جاتا تو عمر بھر اُسکو روتی اور صبر نہ آتا جو شجاع کہ ایک لحہ آپکے سامنے کھڑا ہو لیا عمر بھر اُسپر فخر و ناز کرتا رہا - نقل ہے کہ معاویہ ایک روز اپنی تخت سلطنت پر سوتا تھا عبداللہ زبیر اُسکے پیروں کے پاس کھڑا تھا بیدار ہوا تو عبداللہ نے از روئے مزاح کہا کہ اے امیر اگر اسوقت میں تجھکو قتل کروں تو کیا ہو - معاویہ نے کہا یا ابن زبیر دعوائے شجاعت کرتا ہے کہا تو میری شجاعت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ میں صف جنگ میں علیؑ کے مقابل ہوا ہوں - معاویہ نے کہا اگر ایسا ہوتا تو تجھکو اور تیرے باپ کو ایک دست چپ سے قتل کرکے دست راست سے کسی اور کو قتل کے لئے طلب کرتا - مجملاً شجاعان شرق و غرب آنحضرت کو مانتے ہیں اور آپکے نام کی مثل لاتے ہیں قوت طاقت اسدرجہ کی حقتعالیٰ نے عطا کی تھی کہ تنہا در خیبر اُکھاڑ دیا حالانکہ چند آدمی ملکر اُسکو ہلا نہ سکتے تھے - اور سنگ بزرگ کو سر چشمہ سے ہٹایا کہ تمام لشکر اُسکی تحریک سے عاجز آیا تھا لیکن جود و سخا آنحضرت کا اس سے زیادہ مشہور ہے کہ بیان میں آئے دنوں کو روزہ رکھتے اور راتوں کو گرسنہ رہتے اور اپنا قوت فقرا و مساکین پر خیرات کرتے حتیٰ کہ سورہ ہل اتیٰ انکی مدح میں نازل ہوئی اور آیہ شریفہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً نے حضرت کے شان میں نزول پایا - مفسرین نے کہا ہے کہ چار درہم امیر المومنین کے پاس تھے ایک رات کو ایک دن کو ایک پوشیدہ ایک علانیہ راہ خدا میں دیا تو یہ آیہ نازل ہوئی منقول ہے کہ نخلستان یہود میں اپنے ہاتھ سے پانی دیتے تھے حتیٰ کہ کثرت آب کشی سے دست حق پرست مجروح ہو گئے تھے اُسکی اجرت کو تصدق کرتے اور خود پتھر شکم پر باندھتے کہتے ہیں کہ وہ حضرت سخی ترین خلائق تھے اور جود و بخشش انکی حد اعتدال پر تھی کہ پسندیدہ خدا و رسول تھے کبھی سائل کو نہیں نہ کہا تا اینکہ ایک منافق

حضرت سے روگرداں ہوکر معاویہ کے پاس گیا اور براہ خوشامد کہا کہ بخیل ترین ناس کے پاس سے آتا ہوں معاویہ نے باوجود اُس دشمنی و عیب جوئی کے جو اُسکو ملحوظ و منظور تھی کہا وائی ہو تجھ پر علیؑ کو بخیل کہتا ہے حالانکہ اگر ایک گھر پر از طلا اور ایک پر از گیاہ اُسکے پاس ہو تو پہلے خانہ طلا کو خیرات کرے پھر گیاہ کو - اور وہ ہمیں جمع بیت المال کو جاروب کر کے اُسمیں نماز پڑھتے تھے اور اموال دنیا کو خطاب کر کے کہتے تھے یا صَفراءُ و یا بَیضاءُ غُرّی غیری اے طلا و سیم کسی اور کو فریب دو کہ میں تمہارے دام میں نہ آؤنگا باوجودیکہ ایک دنیا حضرت کے قبضۂ قدرت میں تھی وفات پائی تو کوئی میراث آپکے باقی نہ رہی - اور عفو و حلم اُس جناب کا تمام عالم سے زیادہ ہی جو بدی کرتا بخشدیتے تھے اور مجرم کا قصور بحل فرماتے مروان حکم کہ اعدا عدو تھا جنگ جمل میں گرفتار آیا تو اُسکو آزاد کیا اور اصلاً متعرض نہوئے عبد اللہ بن زبیر برملا دشنام دیتا اور بلفظ احمق و لئیم اُس جناب کو یاد کرتا جب اسیر ہو کر سامنے آیا تو رہا کیا صرف اس قدر کہا کہ پھر تجھے نہ دیکھوں عائشہ نے جو آپکے ساتھ کیا محتاج بیان نہیں اُسپر فتح پائی تو کمال شفقت و مہربانی فرمائی - اہل بصرہ آپ کو ناسزا کہتے بلکہ لعن کرتے تھے اور جنگ میں تلوار لیکر آنحضرت کے سامنے کھڑے ہوئے مظفر ہوئے تو اُنکو امان دی اور کوئی نقصان جان و مال نہ پہنچایا حالانکہ جو چاہتے کر سکتے تھے معاویہ نے صفین میں پہلے پہنچکر دریا پر قبضہ کر لیا اور پانی کو آنحضرت اور اُنکے لشکر سے منع کیا جب آپنے جنگ کر کے دریا پر قبضہ پایا اور اُنکو میدان بے آب میں نکالا تو صحابہ نے کہا ہم بھی اُنکو پانی نہ لینے دینگے جیسا اُنہوں نے ہمکو نہ لینے دیا تھا تا آنکہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوں اور ہمکو ضرورت جنگ کی نہ رہے فرمایا کَلّا وَاللہِ اُنہوں نے بد کیا تو میں ایسا نہ کرونگا اور امر کیا کہ ایک گوشہ گھاٹ کا اُنکے لئے کھولدیں - لیکن جہاد در راہ خدا پس دوست دشمن جانتا ہے کہ وہ جناب سید مجاہدین ہیں بلکہ جہاد مخصوص ذات با برکات اُنکے ہے کوئی دوسرا اسمیں شریک نہیں جو آثار کہ جنگ بدر و احد و خندق وغیرہ میں شمشیر صاعقہ بار حیدر کرار سے ظاہر ہوئے کتب تاریخ واقدی و بلاذری وغیرہ اُنسے مشحون ہیں بالجملہ اس مقدمہ میں طول فضول ہے کیونکہ مجاہدات علی علیہ السلام معلومات ضروریہ سے ہے جیسا خود بغداد و مکہ کا علم ضروری ہے لیکن فصاحت و بلاغت پس وہ حضرت امام فصحا و رئیس بلغا ہیں اُنکے کلام کی مدح میں کہا گیا کہ تحت کلام خالق و فوق کلام مخلوق ہے فن کتابت و خطابت خلقت نے اُنسے سیکھا معاویہ کے پاس ایک شخص گیا اور بگمان بیحیائی اُس سے کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو عاجز ترین خلق ہے از روی کلام کے معاویہ نے کہا وائی ہو تجھ پر علیؑ کی نسبت ایسا کہتا ہے حالانکہ راہ بلاغت کو قریش پر بجز اُسکے کسینے نہیں کھولا اور قانون سخنوری صرف اُنکی زبان و بیان سے ممہد ہوا - یہی کتاب نہج البلاغہ جسکی ہم شرح کر رہے ہیں کافی شہادت ہے کہ فن بلاغت میں کوئی اُنکا ہمسر و عدیل نہیں ہوا جسقدر علیؑ کا کلام جمع و تدوین ہوا اصحابہ سے اُسکا دسواں بیسواں حصہ بھی کسیکا نہیں ہوا - لیکن بشاشت و شگفتہ روئی و خوش خلقی پس وہ حضرت ان اُمور میں ضرب المثل ہیں بحدیکہ دشمنوں نے اس پر عیب لگایا عمرو عاص سے مروی ہے کہ اہل شام سے کہتا تھا کہ علیؑ میں مزاح و خوش طبعی شدید ہے یہ کلام اُسکا ماخوذ و مستنبط ہے کلام عمر خطاب سے کہ اُسنے عذر خلافت میں کہا تھا کہ اُنکی عادت میں جہل و دل لگی ہے صعصعہ بن صوحان وغیرہ شیعیان و موالیان علیؑ کہتے تھے کہ وہ حضرت ہمارے درمیان ہم سے ایک کی مانند معاشرت کرتے تھے جسطرف ہم بلاتے چلے آتے جو کہنا چاہتے سن لیتے جہاں کہتے بیٹھ جاتے تھے باوجود اسکے اتنا خوف و رعب آنحضرت کا ہم پر تھا جیسے اسیر دست بستہ کے سر پر جلاد شمشیر برہنہ لئے کھڑا چاہتا ہو کہ اُسکی گردن مارے ایک روز معاویہ نے قیس بن سعد سے کہا خدا رحمت کرے ابو الحسن پر بہت خنداں روئے شگفتہ خو اور خوش طبع تھے قیس نے کہا واقعی وہ حضرت ایسے ہی تھے اور حضرت رسولخدا بھی صحابہ کے ساتھ خنداں و شگفتہ رہتے تھے ای معاویہ یہ تو نے بظاہر اُس سے مدح کی مگر ارادہ مذمت و منقصت کا رکھتا تھا قسم بخدا کہ باوجود اس بشاشت و کشادہ پیشانی ہونیکی ہیبت آپکی سب سے زیادہ تھی اور باعث اُسکا تقویٰ و پرہیزگاری تھی جسمیں وہ منفرد و ممتاز تھے ایسی ہیبت نہیں جیسے کہ اراذل

شام تجھسے رہتے ہیں اور یہ مزاح وخوش طبعی انکی شیعوں اور دوستوں میں نسلاً بعد نسل متوارث چلی آئی جیسی عبوست و درشتی خوئی انکے معاندوں اور مخالفوں کے لئے باقی رہی اور یہہ بات جسکو عادات و اخلاق ناس سے ادنے واقفیت ہو اُسپر پوشیدہ نہیں لیکن زہد و پرہیزگاری بس شبہ نہیں کہ وہ حضرت سردار زاہدان و ولی اولیا تھے کبھی طعام شکم سیر ہوکر نہ کھایا اور خوراک و پوشاک آپ کی کمال خشن و درشت ہوتی تھی ریزہ ہائے خشک نان جو کے تناول فرماتے اور سر انبان کو بند کرکے اُسپر مہر لگاتے کہ مبادا کوئی اولاد و اصحاب سے روغن یا زیت اسمیں داخل کرے کپڑوں میں چمڑے اور پوست درخت خرما کے پیوند لگا لیتے اور نعلین بھی لیف خرما کی ہوتی تھیں پیراہن نہایت موٹے کرپاس (گاڑہے) کا ہوتا آستینیں دراز ہوتیں۔ تو مقدار زائد کو پھاڑ ڈالتے پھر چونکہ اسمیں دوخت نہوتی تار تار جدا ہوکر ہاتھوں پر گرتے رہتے تھے اور نان خالی بلا نان خورش کا معمول تھا اِلا گاہے کہ سرکہ یا نمک شامل فرماتے اور جو اس پر ترقی کرتے تو کچھ سبزی اس سے بھی تجاوز ہوتا تو قدرے شیر شتر۔ گوشت کیطرف بہت کم میل فرماتے اور کہتے تھے کہ شکم کو مقبرہ حیوانات نہ بناؤ باوجود اسکے قوت و طاقت سب سے زیادہ تھی اور جوع و فاقہ سے اسمیں کچھ کمی نہ آئی تھی۔ سوائے ملک شام کے معاویہ کے قبضہ میں تھا تمام ممالک اسلام سے زر و مال آتا سب کو برابر تقسیم کر دیتے تھے اور عبادت اُس جناب کی تمام خلقت سے زیادہ اور صوم و صلوۃ انکا سب پر فائق تھا۔ بلکہ اقامت نوافل و نماز تہجد و ورد و وظائف کو مسلمانوں نے آپ کی تعلیم سے سیکھا اور شمع یقین راہ دین انکی مشعل ہدایت سے روشن ہوئی اس سے زیادہ کیا پابندی نماز کی ہوگی کہ لیلۃ الہریر میں تیر راست و چپ گزرتے وہ حضرت مصلے پر مصروف نماز تھے اور جبتک تمام اوراد و اذکار سے فارغ نہوئے وہاں سے نہ اُٹھے پیشانی نورانی کثرت سجود سے مثال زانوئے شتر نظر آتے تھے دعائیں اور مناجاتیں کہ آنحضرت سے منقول ہیں اگر بغور و تامل کوئی انکو دیکھے تو معلوم ہو کہ کس درجہ عظمت و جلال جناب الٰہی مدنظر تھا اور کس قدر اخلاص و انکسار و تواضع و تذلل اُس بارگاہ عالیجاہ میں رکھتے تھے۔ کس دل سے یہ مضامین نکلے اور کس زبان سے جاری ہوئے علی بن الحسین جو کہ کثرت عبادت سے مشہور بہ سجاد و زین العابدین ہیں کسی نے اُنسے پوچھا کہ آپ کی عبادت آپ کے جد بزرگوار علی ابن ابیطالب سے کس درجہ پر ہے فرمایا میری عبادت میری جد کی عبادت کے سامنے ایسی ہی جیسی میری جد کی عبادت رسولخدا کی عبادت کے سامنے لیکن **قرأت** قرآن پس اسمیں وہ حضرت مرجع مآب عالم ہیں سب متفق ہیں کہ زمانہ رسولخدا میں قرآن حفظ کرتے تھے جبکہ کوئی اور حفظ نہ کرتا تھا بعد ازاں قرآن کو اول انہوں نے جمع کیا اور لکھا چنانچہ اہل حدیث کے نزدیک بیعت ابوبکر میں تاخیر کرنیکا سبب یہی شغل جمع قرآن ہے نہ وہ کہ جو شیعہ کہتے ہیں کہ تاخیر از روی ملالت و مخالفت کے تھی پس معلوم ہوا کہ قرآن کو سب سے پہلے علی نے جمع کیا کیونکہ اگر زمانہ رسولخدا میں جمع ہوتا تو اب دوبارہ جمع کرنے کی حاجت نہ تھی پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اگر تو کتب قرأت کی طرف رجوع کرے تو تجھ پر واضح ہو جائے کہ اُستادان فن قرأت سب اُن حضرت کے شاگرد ہیں اور تمام کے علوم آپ کی طرف منتہی ہوتے ہیں لیکن **رائے و تدبیر** پس سب سے رائے صواب اور تدبیر انکی صحیح تر تھی ہمیشہ امرا و خلفا دشوار کاموں میں مشورہ لیتے تھے عمر کو ہلاکت سے آپنے بچایا عثمان کو راہ صواب آپنے دکھایا اگر عثمان انکی رائے پر چلتا تو ضرور مہلکہ سے نجات پاتا اور دشمن جو کہتے ہیں کہ صاحب تدبیر نہ تھے اسکا سبب یہ تھا کہ ہر کام میں شرع کی موافقت کرتے تھے اور حکم دین کے خلاف عمل جائز نہ رکھتے تھے چنانچہ خود فرماتے تھے کہ اگر رعایت دین و پاس شریعت نہ ہوتا تو سب سے زیادہ زیرک و دانا میں تھا دیگر خلفا جس کام میں اپنا فائدہ دیکھتے تھے عمل میں لاتے تھے موافقت و عدم موافقت شرع کا کچھ خیال نہ تھا پس ظاہر ہے کہ جو شخص ہر امر میں شرع کا پابند ہوگا اُسکے کاروبار ایسے منتظم و مربوط نہونگے جیسے اُس شخص کے کہ جو مصالح ملکی کو مدنظر رکھے اور شرع کی پروا نہ کرے اور **سیاست** آپ کی سخت و شدید تھی امر دین میں عزیزوں رشتہ داروں تک کی رعایت نہ کرتے تھے غیروں کا تو کیا مذکور عبداللہ بن عباس کے ساتھ حکومت بصرہ کے مقدمہ میں کیا سلوک کیا اور اپنے حقیقی بھائی عقیل سے زیادہ طلبی پر کسطرح پیش آئے ایک قوم کو آگ میں جلوا دیا

بعض کا گھر کھدوایا بہتوں کے ہاتھ کاٹے دوسروں کو قصاص میں مار ڈالا۔ پس جو کچھ ہمنے اس مقام پر بیان کیا وہ اوصاف و خصائص بشری ہیں جسمیں وہ تمام عالم پر مقدم اور امام تھے کیا کہا جاوے وصف میں اُس شخص کے کہ کفار و مشرکین باوجود تکذیب نبوت و عناد ملت اُسکو دوست رکھتے تھے اور شاہان کفر انکی صورت کو گھروں اور عبادت خانوں میں نقش کرتے بعض ملوک ترک و آل بویہ نے آنحضرت کی تصویر کو یمن و برکت کے لئے تلواروں پر کھنچوایا تھا۔ اور کیا کہوں اُنکی شان میں کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ آپ کو اُسے منسوب کرے جسقدر شجاع و بہادر ہو گزرے بفخر اُنکو اپنا بزرگ و پیشوا مانتے ہیں حتیٰ کہ بروز اُحد رسول اللہ کی حضور میں سبنے سُنا کہ ملاء اعلےٰ و ملائکہ سما نے کہا کوئی جوان مرد نہیں مگر علیؑ اور کوئی تلوار نہیں اِلّا ذو الفقار۔ اور کیا کہوں اُسکی حقیقیں حسکا باپ ابو طالب سردار بطحا و شیخ قریش و رئیس مکہ تھا۔ افلاس و پریشانی میں کمتر کوئی رئیس و بزرگ قوم ہوا ہے اِلّا ابو طالب کہ باوجود کمال فقر و مسکنت کے سید و سردار قریش تھے ابو طالبؓ وہ ہیں جو حفظ تربیت رسول خدا کے کفیل و ذمہ دار رہے اور کفار و مشرکین سے آپکی نگہبانی و حمایت کرتے تھے بچپن سے بڑے ہوتے تک آپکی غور پرداخت اُنسے متعلق تھی اُنکی حیات میں حضرت رسول خدا کو احتیاج ترک وطن و مسافرت کی نہوئی اُنہوں نے رحلت کی تو حقتعالی نے وحی بھیجی کہ مکہ سے باہر جا کہ اب یہاں تیرا ناصر و مددگار نہ رہا پس علیؑ کے باپ ایسے تھے اور اُنکے پسر عم سید اولین و آخرین خاتم المرسلین اور بھائی جعفر طیار با ملائکہ اخیار اور زوجہ بہترین زنان جہاں اور بیٹے سید و سردار شباب اہل الجنان اُنکے آبا پدران رسول خدا و مادران خیر خلق اللہ اور اُنکا گوشت و خون رسول اللہ کا گوشت و خون اور اُنکا نور و روح آنحضرت کے نور و روح سے مقرون و مشحون آدمؑ سے پہلے دونو اکٹھے تھے پشت عبد المطلب تک باہم رہے صُلب عبد اللہ و ابو طالب دو برادر حقیقی میں جُدا ہوئے دو سردار دونو سے بہم پہنچے ایک اوّل ایک ثانی یہ منذر وہ ہادی اور کیا لکھوں میں اُس کے بارے میں جسنے کہ سب سے پیشتر قبول ہدایت کیا خدا و رسول پر ایمان لائے توحید خدا میں بجز رسول خدا سب پر سابق ہیں کیونکہ اکثر اہل حدیث کا ماسوا اقدر قلیل کے یہی مذہب ہے کہ وہ حضرت اوّل ہیں اسلام میں چنانچہ خود فرماتے ہیں ترجمہ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ اَنَا الْفَارُوْقُ الْاَوَّلُ اَسْلَمْتُ قَبْلَ اَنْ اَسْلَمَ النَّاسُ وَ صَلَّیْتُ قَبْلَ صَلٰوتِہِمْ یہی قول ہے جسکو اختیار کیا ہے واقدی و ابن جریر طبری نے اور نصرت کی ہے اُسکی اور ترجیح دی ہے ابن عبد البر صاحب کتاب استیعاب نے۔ یہ ہیں چند فضیلتیں اوس جناب کی جو ہمنے اس مقام پر وارد کیں اگر شرح و تفصیل اُنکی لکھی جائے تو ایک اور کتاب اس شرح نہج البلاغہ سے بہی ضخیم تیار ہو جائے تمام ہوا ترجمہ کلام ابن ابی الحدید معتزلی کا جو کسیقدر اجمال و اختصار سے کیا گیا ہرچند علماء شیعہ نے اس سے بدرجہا زیادہ مدح و منقبت امیر المومنینؑ کی اپنی کتابوں میں لکھی ہے مگر ہمنے اُسکا کلام نقل کیا تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ علماء اہلسنت کہانتک اس مضمون کو لکھ گئے ہیں کمال تعجب ہے اس مرد فاضل سے کہ یہ کچھ اہتمام ذکر فضائل امیر المومنینؑ میں کہتا ہے اور احادیث کثیرہ یہاں اور جابجا اس کتاب میں متضمن بر فضائل اُس جناب کے نقل کر کے اُنکی تصحیح کرتا ہے اور قائل ہے کہ جملہ اوصاف بشری میں کوئی اُنکا نظیر و عدیل نہیں اور آپکے فضائل و مناقب کا دسواں بیسواں حصہ بھی کسیکے حق میں وارد نہیں ہوا پھر ترتیب خلافت کو مثل عامہ اہل سنت قبول و منظور رکھتا ہے اور خلفاء ثلثہ کو آنحضرت پر مقدم جانتا اور پچیس سال تک آپکو اُنکی رعایا خیال کرتا ہے حالانکہ اپنے فرقہ معتزلہ کو ارباب عقل و نظر سے تصور کرتا ہے اور تفضیل مفضول و ترجیح مرجوح کو نازیبا و ناروا بتلاتا ہے اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَلْبَابِ

تتمہ در تسمیہ آنحضرتؐ بامیر المومنین۔ واضح رہے کہ لقب امیر المومنین بموجب روایات سُنّی و شیعہ حسب اشارہ و ارشاد خدا و رسول مخصوص ہے جناب وصایت مآب و ولایت انتساب علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ کے دوسرے کو امیر المومنین کہنا روا نہیں۔ کتاب مناقب خوارزمی میں

ترجمہ میں ہوں صدیق اکبر اور میں ہوں فاروق اوّل اسلام لایا ہوں قبل اس کے کہ اور لوگ اسلام لائے اور نماز پڑھی ہے پہلے اس سے کہ اور نماز بجا لائے ۱۲

روایت ہے کہ جبرئیل بروز غدیر جانب خداوند جلیل سے آئے اور علی علیہ السلام کو بلقب امیر المومنین اختصاص بخشا پس حضرت رسالت پناہ نے اپنے اصحاب سے کہا سَلِّمُوْا عَلٰی عَلِیٍّ بِاِمْرَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ علیؑ کو امیر المومنین کے نام سے سلام کرو پس جسنے اول اس لقب سے آنحضرت کو سلام کیا عمر بن الخطاب تھا کہ کہا بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا عَلِیُّ صِرْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ کہ مبارک گوارا ہو تمکو اے علی کہ تم میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولی ہوئے - اور مناقب ابن مردویہ میں بریدہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ہمکو رسولخدا نے امر کیا کہ علی علیہ السلام پر اس نہج سے سلام کریں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ارشاد شیخ مفید میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ بریدہ نے کہا کہ ہم اسوقت سات شخص تھے اور ابوبکر و عمر و طلحہ و زبیر ہمارے درمیان تھے اور نیز ارشاد میں بسند معتبرہ انس بن مالک خادم رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ ایک مرتبہ آنحضرت کے وضو کے لئے پانی لیگیا - آپ ام حبیبہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے فرمایا اے انس اسوقت اس دروازے سے امیر المومنین و خیر الوصیین تجھ پر داخل ہوگا جو سابق ہے سب سے اندروی اسلام کے اور راجح ترین ہے حلم میں انس کہتا ہے کہ مینے کہا کہ بار الہا اس شخص کو میری قوم سے کر پس تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ علیؑ ابن ابیطالب داخل ہوئے حضرت رسولخدا اسوقت بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے - آپنے پانی روئے علیؑ پر ڈالا - حتّٰی کہ آنکھیں انکی پانی سے بھر گئیں - علیؑ نے عرض کی یارسول اللہ آیا میرے بارے میں کوئی حدث یعنی امر جدید واقع ہوا ہے فرمایا بجز خیر و خوبی کوئی امر تیرے بارے میں واقع نہیں ہوا - یا علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے اور تو میرا دین ادا کریگا اور میرے عہدوں کو وفا کریگا اور مجھکو غسل دیگا اور قبر میں دفن کریگا اور لوگوں کو میری طرف سے میری شریعت پہنچائیگا اور میرے بعد اسکی توضیح و تشریح کریگا - پس علیؑ نے کہا یارسول اللہ کیا آپنے تبلیغ رسالت نہیں کی فرمایا کی ہے مگر تو وہ ہے کہ جن امور میں وہ میرے بعد اختلاف کریں گے تو انکو روشن کریگا - اور یہی ارشاد میں ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب ام سلمہؓ سے کہا اے ام سلمہ سن اور گواہ رہ اس امر پر کہ علیؑ امیر المومنین و سید الوصیین ہے اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ علیؑ کا نام امیر المومنین کب سے مقرر ہوا ہے تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نہ کرتے بتحقیق کہ علی اس نام سے مسمی ہوئے حالانکہ آدم ہنوز درمیان روح و جسد ہی کے تھے پھر فرمایا حِیْنَ اَخَذَ اللّٰہُ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِھِمْ قَالَ اللّٰہُ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰۤی اَنَا رَبُّکُمْ وَمُحَمَّدٌ نَّبِیُّکُمْ وَعَلِیٌّ اَمِیْرُکُمْ وَقَالَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَلٰی یعنی جبکہ عہد لیا حقتعالی نے بنی آدم اور انکی پشتوں اور ذریتوں سے اور گواہ کیا انکو انکی نفسوں پر اور کہا کیا میں تمہارا رب پروردگار نہیں ہوں تو انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا رب پروردگار ہے پس کہا حقتعالی نے کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ تمہارا نبی ہے اور علیؑ تمہارا امیر ہے پس ملائکہ نے کہا البتہ ایسا ہی ہے مولف کہتا ہے کہ بعض علمائے شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اس لقب کا اطلاق سوائے حضرت علیؑ کے کسی پر جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے ائمہ معصومینؑ کے کسیکے لئے جائز نہیں اور کتاب کافی میں محمد بن یعقوب کلینی روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام درمیان ائمہ معصومین کے لفظ امیر المومنین سے مخصوص ہیں اور اسکا اطلاق سائر ائمہ علیہم السلام پر جائز نہیں حتّٰی کہ عمر بن زرارہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ان حضرت سے پوچھا کہ قائم آل محمد علیہ السلام کو بلفظ امیر المومنین سلام کر سکتے ہیں فرمایا نہیں یہ وہ نام ہے کہ حق تعالی نے امیر المومنین علیؑ کو اس سے خصوصیت بخشی ہے اور کسیکو آنحضرت سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں کیا نہ کوئی بعد آنحضرت کے اس سے موسوم ہوگا الا کافر پس پوچھا کہ کس طریق پر آنحضرت کو سلام کرنا چاہیے فرمایا اس طرح پر کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّۃَ اللّٰہِ بعد ازاں اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ؀

یا علیؑ نبود سزا چوں بر زبان نام خدا - بر کسے غیر از تو اطلاق امیر المومنین -

وقوع بیعت بامام مطلق و وصی برحق نفس رسول و زوج بتول اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ سنی و شیعہ نے بروایات متعددہ

معتبرہ روایت کی ہے کہ جب عثمان نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور داغ حسرت و افسوس اپنے ہواخواہوں کے دل پر چھوڑا تو صحابہ کبار مہاجرین و انصار مسجد رسول مختار میں جمع ہوئے تاکہ امر خلافت میں بحث و فحص کریں اور جسمیں اس مرتبہ جلیل اور منصب نبیل کے اہلیت پائیں اور اسکے ساتھ بیعت کر کے خلعت امارت و حکومت اُسکے زیب تن کریں **ابن ابی الحدید** معتزلی نے شرح نہج البلاغۃ میں روایت کی ہے کہ اُسوقت ابو الہیثم بن تیہان و رفاعہ بن رافع و مالک بن عجلان و ابو ایوب انصاری و عمار یاسر رضی اللہ عنہم نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فضائل و مناقب اُس جناب کے حاضرین کے روبرو بیان کئے اور سابقۂ اسلام و کثرت جہاد و قرابت قریبہ رسولخدا کے ساتھ تقریر کی سبنے بالاتفاق ان باتونکو تسلیم کیا۔ پھر ان لوگوں نے فرداً فرداً کھڑے ہو کر خطبے کہے اور دیگر مناقب و فضائل حضرت مظہر العجائب و الغرائب معرض بیان میں لائے بعضنے کہا آپکو اسوقت تمام مسلمانوں پر ہر امر میں ترجیح ہے اور بعضوں نے مطلقاً مسلمین سابقین و لاحقین پر آپ کی فضیلت کو ثابت کیا۔ پھر یہہ تمام مجمع جنمیں طلحہ و زبیر بھی شامل تھے باب مدینہ علم نبوی کے در دولت پر حاضر ہوا اور عرض کی کہ عثمان کے وجود سے زمانہ خالی ہوا خلقت کے لئے ایک امام و خلیفہ ضرور ہے جو تمام کاروبار میں انکا مدار و معتمد علیہ ہو اور کوئی شک نہیں کہ آپسے زیادہ کسی متنفس میں اس منصب عالی کی لیاقت نہیں ہے۔ مرتضےٰ اندر میان و کس چرا خواہد امیر ÷ آفتاب اندر سما و کس چرا جوید سہا۔ حضرت نے فرمایا مجھکو تمہاری امارت و حکومت کی احتیاج نہیں کسی اور کو اس کام کے لئے اختیار کرو اور جسکو تم پسند کرو گے میں تمہارے ہمراہ ہوں سبنے کہا ہم آپکے سوا کسیکو پسند نہیں کرتے پس یہ لوگ بار بار مجتمع ہوتے تھے اور حضرت حلال مشکلات کی خدمت میں حاضر ہو کر قبول خلافت کے لئے اصرار و مبالغہ کرتے تھے منقول ہے کہ اسی گفت و شنید میں آپنے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ سے درگزرو اور کسی اور سے اس امر کی درخواست کرو کسلئے کہ ہم اہلبیت معدن علم و منبع کمال ہیں ہمیں وہ امور پیش آتے ہیں کہ قلوب اُنکے برداشت نہیں کر سکتے اور عقلیں اُنمیں حیران رہ جاتی ہیں تحقیق کہ دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی اور رسم و راہ بدل گئی اگر میں نے تمہاری درخواست قبول کی تو تمہیں اپنے موافق چلاؤنگا اور کسی منکر کا انکار اور کسی معاتب کا عتاب مسموع و مقبول نہوگا اور جو تمنے اس امر سے مجھکو معاف رکھا تو میں تمہارے مثل اور تمہارا ساتھی ہوں بلکہ عجب نہیں کہ جسکو تم اس امر کے لئے انتخاب کرو میں تمہاری نسبت اُسکا زیادہ مطیع ہوں۔ آگاہ رہو کہ میری وزارت تمہارے لئے خلافت و امارت سے بہتر ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ جو انکار و امتناع کہ اخذ بیعت میں اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے صادر ہوا بر فرض تسلیم مبنی بر مصلحت تھا نہ یہ کہ فی الواقع آپ امامت مسلمین سے جو خدا و رسول کی طرف سے آنحضرت پر فرض تھی کنارہ کرتے تھے اور لوگوں کو اپنے ساتھ بیعت کرنے سے جو اُن پر واجب تھی روکتے تھے۔ حاشا عن ذلک بلکہ چونکہ حضرت رسالت پناہ کے انتقال کو ایک عرصہ دراز گزر چکا تھا۔ اور پچیس برس کے فصل میں خلفاء ثلاثہ مسلمانوں میں بادشاہی کر چکے تھے اور لوگ سنت حضرت ختمی مآب کو بھول گئے تھے اور اُن حضرات کے طرز و طریق کے جو اپنی سلطنت کی تقویت کے لئے ہر امر مشروع و غیر مشروع کا ارتکاب کر لیتے تھے عادی ہو گئے تھے رسم و راہیں یک قلم بدل گئی تھیں۔ اور تاریکی جہالت عالم پر چھا گئی تھی حضرت کو خوب معلوم تھا کہ جب بیعت مجھ سے ہو گی اور زمام اختیار میرے قبضۂ اقتدار میں آئیگی تو چونکہ میں بالکل سنت رسولخدا پر عمل کرونگا اور اُسی راہ پر اُمت کو چلاؤنگا قلوب اُنکی متحمل نہونگے اور عقلیں اُسے انکار کرینگی پس مفاسد اس پر مترتب ہونگے۔ نظر برین پہلے ہی سے حجت کو اتمام کرتے تھے کہ تا فی الحال کسیکو گنجائش انحراف باقی نہ رہے اور جو حکم وہ کریں وہ لوگ چار و ناچار اُسکو قبول کریں اور نیز یہہ کہ سب کو معلوم رہے کہ اس بیعت میں کسی طرح کا اکراہ و اجبار نہیں ہوا بلکہ بطیب رغبت بہت مبالغہ و اصرار کے ساتھ واقع ہوئی ہے کہ طلحہ زبیر جیسے غداروں کے لئے جنکا نکث بیعت اور عہد شکنی کرنا پہلے ہی سے معلوم تھا دست آویز رہے اور آئندہ اُنکے لئے حجت مسکت اور جواب دندان شکن ہو۔ اور علاوہ ان جملہ امور کے انسان کی فطری بات ہے کہ جس چیز سے اُسے روکا جاتا ہے اور اُسکی طلب میں زحمت اُٹھاتا ہے اُسپر زیادہ حرص کرتا ہے اور اُسکی حصول

بہت مسرت پاتا ہے بخلاف سہل الوصول امر کے کہ طبیعت جلد اُس سے نفرت کرجاتی ہے الاِنسَانُ حَرِیصٌ اِلیٰ مَا مُنِعَ قول مشہور ہے - الحاصل
جب اشتیاق و اصرار طالبان بیعت حیدر کرار کا حد سے گزر گیا - اور بجز التماس ملتمسین عذر حضرت کا قبول نہوا تو زبان گوہر فشاں سے ارشاد ہوا کہ سب لوگ مسجد
رسول اللہ میں جمع ہوں کیلئے کہ مناسب نہیں کہ یہ بیعت پوشیدہ طور سے گوشۂ مکان میں واقع ہو - یہ سنتے ہی جوق جوق مردم مسجد نبوی کی طرف متوجہ ہوئے اور
دم کے دم میں کثرت خلائق سے مسجد میں جگہہ باقی نہ رہی - اُسوقت آپ دولت سرائے خاص میں تشریف فرما تھے اور بقولے احاطۂ بنی عمر بن مبذول میں اور پائجامہ اور کرتہ
زیب بدن تھا اور عمامہ سر مبارک پر بندھا ہوا تھا مسجد میں تشریف لائے تو کمان کو زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوئے لوگوں نے چاروں طرف سے مثل ہالہ کے اُس ماہ تاباں کو
گھیر لیا اور دست بیعت ہر طرف سے دراز ہونے لگے فرط سرور کا اُسوقت یہ عالم تھا کہ دنیا پھولی نہ سماتی تھی حضار بیعت رضوان کو اُسکی کیفیت مسرت بھولی جاتی
تھی ایک موقعہ پر اُسوقت کی کیفیت کو خود حضرت امیر المومنینؑ اس طرح پر بیان فرماتے ہیں نہج البلاغۃ بَسَطْتُمْ یَدِیْ فَکَفَفْتُهَا وَمَدَدْتُمُوْهَا
فَقَبَضْتُهَا ثُمَّ تَدَاکَکْتُمْ عَلَیَّ تَدَاکَّ الْهِیْمِ عَلٰی حِیَاضِهَا یَوْمَ وُرُوْدِهَا حَتّٰی انْقَطَعَتِ النَّعْلُ وَسَقَطَتِ الرِّدَاءُ وَوُطِیءَ الضَّعِیْفُ وَبَلَغَ مِنْ سُرُوْرِ النَّاسِ بِبَیْعَتِهِمْ
اِیَّایَ اَنِ ابْتَهَجَ بِهَا الصَّغِیْرُ وَهَدَجَ اِلَیْهَا الْکَبِیْرُ وَتَحَامَلَ نَحْوَهَا الْعَلِیْلُ وَحَسَرَتْ اِلَیْهَا الْکِعَابُ یعنی میری بیعت مثل خلفاء سابق کے طوعاً و کرہاً واقع نہیں ہوئی بلکہ اُس کے
لئے تم لوگوں کے ذوق شوق کی یہہ نوبت پہنچی تھی - کہ تم میری ہاتھ کھولتے تھے میں بند کرتا تھا تم اُنہیں دراز کرنا چاہتے تھے میں سمیٹتا تھا جسطرح پیاسے اونٹ منزل پر
پہنچکر پانی کے حوضوں پر جمع ہو جاتے ہیں تم مجھ پر ہجوم کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ اس انبوہ میں میری نعلین ٹوٹ گئے - اور ضعیف پیروں میں کچلے گئے اور اس بیعت سے
لوگوں کی خوشی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ بچے تک اسمیں مسرور تھے اور کبیر السن بوڑھے لڑکھڑاتے وہاں حاضر ہوئے اور بیماروں نے جوں توں کر کے آپ کو وہاں
پہنچایا - جوان عورتوں نے اُسکے دیکھنے کیلئے چہروں سے نقاب اُلٹ لئے - عمار یاسرؓ اور ابوالہیثم بن تیہان امیر المومنینؑ کی طرف سے بیعت لیتے تھے اور کہتے جاتے
تھے کہ ہم تم سے اطاعت خدا و سنت رسولخدا پر بیعت لیتے ہیں اگر یہہ اقرار پورا نہو تو تم پر ہماری اطاعت لازم نہیں اور ہماری بیعت تمہاری گردنوں پر نہیں قرآن مطلق
ہمارے تمہارے درمیان ہے ٹھیک ٹھیک اُسکی موافق عمل ہوگا منقول ہے کہ اُسوقت خزیمہ بن ثابت انصاری ملقب بہ ذی الشہادتین یہ چند اشعار آبدار جو اُسکے
حسن اعتقاد پر شاہد ہیں حضرت کے روبرو کھڑے ہو کر پڑھے اِذَا نَحْنُ بَایَعْنَا عَلِیًّا فَحَسْبُنَا ٭ اَبُوْ حَسَنٍ مِمَّا نَخَافُ مِنَ الْفِتَنِ ٭ وَجَدْنَاهُ اَوْلَی النَّاسِ بِالنَّاسِ اِنَّهُ ٭ اَطَبُّ قُرَیْشٍ
بِالْکِتَابِ وَبِالسُّنَنِ ٭ وَاِنَّ قُرَیْشًا لَا تَشُقُّ غُبَارَهُ ٭ اِذَا مَا جَرٰی یَوْمًا عَلٰی ضُمَّرِ الْبُدْنِ ٭ فَفِیْهِ الَّذِیْ فِیْهِمْ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ ٭ وَمَا فِیْهِمْ بَعْضُ الَّذِیْ فِیْهِ مِنْ حُسْنٍ ٭ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهٖ
وَفَارِسُهٗ قَدْ کَانَ فِیْ سَالِفِ الزَّمَنِ ٭ وَاَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مِنَ النَّاسِ کُلِّهِمْ ٭ سِوٰی خِیَرَةِ النِّسْوَانِ وَاللّٰهُ ذُو الْمِنَنِ ٭ وَصَاحِبُ کَبْشِ الْقَوْمِ فِیْ کُلِّ دَفْعَةٍ ٭ یَکُوْنُ لَهَا نَفْسُ الشُّجَاعِ
لَدَی الذَّقَنِ ٭ فَذَاکَ الَّذِیْ تَثْنِیْ الْخَنَا بِاِسْمِهٖ ٭ اِمَامُهُمْ حَتّٰی اُغَیَّبَ فِی الْکَفَنِ یعنی جب ہمنے ابوالحسن علی بن ابیطالب سے بیعت کرلی تو ہمکو تمام فتنوں سے جن کا تو انکا خوف تھا کفایت ہوگئی ہمنے
انکو خلقت کے لئے تمام آدمیوں سے بہتر پایا - تحقیق کہ وہ کتاب خدا و سنت رسولخدا کے تمام قریش سے زیادہ جاننے والے ہیں - بے شک قریش اُنکے غبار کو نہ پہنچ سکے
اگر کسی روز وہ ناقہ ہائے لاغر پر بھی سوار ہو کر جائیں - قریش میں جو خوبیاں ہیں وہ سب اُنمیں موجود ہیں اور جو اوصاف خاص وہ رکھتے ہیں تم قریش اُس سے بے بہرہ ہیں
سوائے قرابت رسولخدا کے وہ آنحضرت کے وصی بھی ہیں اور قدیم سے اُنکے ایک بہادر شہسوار رہے ہیں قسم ہے خدائے ذوالمنن کی کہ اُنہوں نے سوا حضرت خدیجۃ
الکبریٰ بہترین زمان کے سب سے پہلے نماز پڑھی ہے کبش قوم (رئیس لشکر) - یعنی پیغمبر خدا کے ساتھ ہر ایک معرکہ میں رہے جہاں کہ بڑے بہادروں کی جانیں (مارے خوف کے) ٹھوڑیوں پر آگئی
ہیں یعنی نکلنے کے قریب پہنچ گئی ہیں - پس وہ وہ شخص ہیں کہ خنجرے (رگلے) اُنکی نام کی مدح و ثنا کرتے ہیں امام خلائق ہیں تا دم مرگ **نقل** ہے کہ سب سے پہلے جس نے بیعت

کے لئے ہاتھ دراز کیا وہ طلحہ بن عبید اللہ تھا چونکہ جنگ اُحد میں اُس کے ہاتھ کو سخت صدمہ پہنچا تھا - اسلئے وہ شل رہ گیا تھا ایک اعرابی نے یہہ دیکھ کر کہا یدٌ شلّاءُ
وَبَیْعَةٌ لَا تَتِمُّ یعنے ہاتھ شل سے بیعت ہوئی ہے اتمام کو نہ پہنچے گی - اور ایک روایت میں ہے کہ حنیب بن ابی ذویب نے یہ کہا اور بعض کتب میں دیکھا گیا کہ خود
امیر المومنینؑ کے دلمیں آیا کہ یہہ ہاتھ زیادہ سزاوار نکث بیعت ہے اور دلمیں فرمایا یَدٌ شَلّاءُ وَ اَمْرٌ لَا یَتِمُّ طلحہ کے بعد زبیر نے بیعت کی بعد ازاں باقی مہاجرین
اُس سے مشرف ہوئے - اِلّا سعد بن ابی وقاص عمر سعد قاتل امام حسینؑ کا باپ کہ جب لوگ اُسے حضرت کے سامنے لائے اور بیعت کرنے کے لئے کہا تو اُسنے کہا کہ میں بیعت
نہ کرونگا جبتک تمام سلمان آپ پر اتفاق نہ کرلیں - فرمایا کچھ مضائقہ نہیں اسے چھوڑ دو پھر عبد اللہ بن عمر خطاب آیا اور اُسنے بھی وہی عذر پیش کیا جو سعد بے سعادت نے
کیا تھا - فرمایا کیسکو اپنا ضامن دے کہ اس عرصہ میں کوئی مفسدہ تجھ سے سرزد نہو عرض کی میرا کوئی ضامن نہیں مالک اشتر نے کہا امیر المومنین حکم دیں تو میں اس بدبخت کو
قتل کروں - فرمایا اسے چھوڑ دو کہ اسکا میں ضامن ہوں مؤلف کہتا ہے کہ حضرت خلیفہ زادہ نے بیعت امیر مومنان سے تو انکار کیا لیکن یزید پلید کے ساتھ شوق سے بیعت
فرمائی کہ کمال استقلال سے اُس پر ثابت قدم تھے حتیٰ کہ جب اہل مدینہ نے اس مردود کو امامت سے خلع کیا تو آپنے اُنکا ساتھ نہ دیا بلکہ آپنے خدم و فرزندان کو بھی اس سے منع کیا
اور کہا یہہ نکث عہد و غدر ہے جیسا کہ کتب معتبرہ اہلسنت میں مُصرح ہے اور عبد الملک بن مروان کی بیعت میں تو آنحضرت کو اسقدر اہتمام تھا کہ رات کے وقت حجاج بن
یوسف کے پاس گئے کہ اُس سے بہ نیابت عبد الملک بیعت کریں اور حدیث مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ کو وجہ تعجیل بیعت میں بیان فرمایا - مگر حجاج نے باوجود
کفر و نفاق کے اُن کے اِس تقوے و تقدس کی کچھ قدر نہ کی اور اُلٹا خفا ہوا کہ تو نے کل علی بن ابیطالبؑ کے ساتھ بیعت نہ کی آج آیا ہے کہ عبد الملک بن مروان سے بیعت کرے
میرا ہاتھ اسوقت خالی نہیں پھر پیر بڑھایا کہ لے اس سے بیعت کر الغرض جب مہاجرین کا قضیہ ختم ہوا تو انصار کا نمبر آیا - کل انصار اس شرف سے مشرف ہوئے اِلّا چند نفر اُن سے
یعنی حسان بن ثابت - کعب بن مالک سلمان بن مخلد - ابوسعید خدری - محمد بن مسلمہ - نعمان بن بشیر - زید بن رافع بن خدیج فضالہ بن عبید - وکعب بن عجرہ یہ لوگ
سبکے سب عثمانی تھے - مگر ابوسعید خدری کی نسبت قاضی نور اللہ شستری نے کتاب مجالس المومنین میں رجال ابن داؤد سے نقل کیا ہے کہ وہ اُن لوگوں میں سے
تھا کہ حضرت امیر المومنینؑ کی طرف بازگشت رجوع کی اور مستقیم الاعتقاد ہو گئے - اور نعمان بن بشیر نے اس نالائق حرکت پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ نائلہ زوجہ عثمان کی اُنگلیاں
جو حمایت شوہر میں ندکیں تھیں اور اُسکا پیراہن خون آلود جسمیں کہ قتل ہوا تھا ساتھ لیکر شام کو گیا - معاویہ اُس کرتہ کو مع انگشتہائے بریدہ کے لوگوں کے سامنے لٹکا دیکر کہتا
تھا اور اہل شام کے آتش غیظ و غضب کو اُنسے مشتعل کرتا تھا علاوہ بریں بیشتر بنی اُمیہ اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب رہے اکثروں نے تو مدینہ سے فرار کیا کچھ مکہ میں داخل ہوئے
اور کچھ شام میں معاویہ کے پاس پہنچے - باقی مدینہ میں پوشیدہ ہو گئے - پھر فرصت پاکر وقتاً فوقتاً مکہ میں جاکر ظلّ حمایت عائشہ میں داخل ہوتے رہے **مشہور** ہے کہ یہ بیعت
بروز جمعہ جبکہ آفتاب برج حمل میں تحویل ہوا واقع ہوئی اور آخوند مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں نقل کرتے ہیں کہ اٹھارہویں ذی الحجہ سنہ پینتیس ہجری کو عثمان بن عفان مقتول
ہوا اُسی روز اہل مدینہ نے امیر المومنینؑ کی ہاتھ بیعت کی - اور کُل اہل حل و عقد نے برضا و رغبت اُس جناب کی امامت پر اتفاق کیا - اور امر خلافت نے ظاہراً و باطناً
اُس جناب کی جانب مراجعت کی موسیٰ بن عمران نے اسی روز ساحروں پر فتح پائی اور حقتعالیٰ نے فرعون کو اُسکے لشکر سمیت ذلیل و خوار کیا اور اُسی روز اُس جناب نے
یوشع بن نون کو اپنا وصی و جانشین مقرر کیا اور بنی اسرائیل کے سامنے اُنکے فضائل و مناقب علی الاعلان ظاہر کئے اور اسی دن حضرت عیسیٰؑ نے شمعون بن صفا کو اپنا وصی
مقرر فرمایا - اور اُسی روز حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ نے آصف بن برخیا کی وصایت کو اُمت کے سامنے بیان کیا اور اُسی روز حضرت محمد مصطفےٰ نے امیر المومنینؑ کو غدیر خم
میں اپنا وصی و خلیفہ تعین کیا اور مناقب و مفاخر حضرت مرتضوی کو کتاب خدا سے ثابت کیا - پس یہ روز متبرک ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ جو چاہے کہ فضائل و اعمال اُس